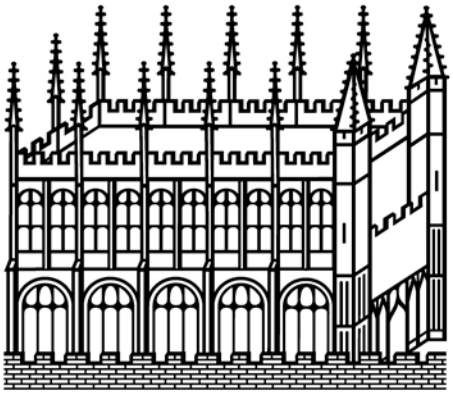

Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

کہ جو شخص ستائیسوین تاریخ رجب کو روزہ رکھے اوسکے لیے اللہ تعالے ساٹھہ مہینے کے روزے لکھدیتا ہے اور یہ وہ روز ہے جس مین حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت لے کر اوترے تھے چوتھا سترھوان دن رمضان مبارک کا جو بدر کی لڑائی کا دن ہے پانچوان پندرھوان روز شعبان کا چھٹا جمعہ کا روز ساتوان عید کا روز اور دس دن ذی حجہ کے جو ایام معلومات کہلاتے ہین اور چونکہ عرفہ پہلے گذر چکا تو یہ نو روز رہے اور تین دن ایام تشریق یعنے گیارھوین بارھوین تیرھوین ذیحجہ کے جنکو ایام معدودات کہتے ہین اور حضرت انس رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جب جمعہ اچھی طرح گذرتا ہے تو سب دن اچھے گذرتے ہین اور جب ماہ رمضان سلامت رہتا ہے تو تمام سال سلامت رہتا ہے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا مین پانچ روز اپنی لذتون مین رہے گا وہ آخرت مین لذت نپاوے گا اور ان پانچ روزون سے اونکی مراد دو روز عید کے اور ایک جمعہ اور ایک عرفہ اور ایک عاشورا ہے اور ہفتے کے دنون مین سے بہتر روز پنجشنبہ اور دوشنبہ ہے جن مین اعمال خداوند تعالے کی طرف اوٹھائے جاتی ہین اور روزہ رکھنے کے لیے جو مہینے اور دن اچھے ہین اونکی فضیلت ہم باب الصوم مین لکھہ آئی ہین

اب دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہین واللہ اعلم +

جلد اول احیاء العلوم کی خداے تعالے کی عنایت سے پوری ہوئی اسکے بعد دوسری جلد آتی ہے اور اوسکا شروع کھانے کے آداب سے کرین گے بِعَوْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَحُسْنِ تَوْفِیْقِہٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاہِرًا وَّبَاطِنًا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ مُّصْطَفٰی وَعَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَئِمَّۃِ الْھُدٰی

تمت

باب اسرار نماز کی پانچوین فصل مین گذری ۱۲

اونکا حال آگے پیچھے ہو جانے مین ترتیب مذکورہ سابق کی طرح نہین کیونکہ سا توان مبتلا اوسوقت کم نہین جو ہم چھٹے طریق مین لکھ آئے ہین اور نہ پانچوان طریق چوتھے کی نسبت کرکم ہے

پانچوان بیان برس مین جتنے دن اور جتنی راتین عمدہ ہین اونکے ذکر مین - واضح ہو کہ جو راتین کہ فضیلت اون مین زیادہ ہے اور اون مین جاگنا اور عبادت کرنا بتاکید مستحب ہے وہ برس مین پندرہ راتین ہین طالب آخرت کو اون سے غافل نہونا چاہیے کہ وہ راتین خیر کی اوقات اور تجارت کی جگہین ہین اور جس صورت مین کہ تاخیر موسم سے غافل رہے گا تو اوسکو فائدہ نہ ملے گا اور جب طالب عمدہ اوقات سے بیخبر ہوگا تو فلاح نپاوے گا اون پندرہ کی تفصیل یہ ہے کہ چھ راتین ماہ رمضان المبارک مین ہین پانچ تو اخیر عشرہ کی طاق راتین یعنے ۲۱ اور ۲۳ اور ۲۵ اور ۲۷ اور ۲۹ اسوجہ سے کہ اونمین شب قدر تلاش کیجاتی ہے اور ایک سترھوین شب رمضان ہے کہ جسکی صبح کو یوم الفرقان اور یوم التقی الجمعان ہوا اسی روز مین جنگ بدر ہوئی اور ابن الزبیر رضہ نے فرمایا ہے کہ یہ رات شب قدر ہے اور باقی نو راتین یہ ہین اول ماہ محرم کی پہلی شب دوم شب عاشورا سوم اول شب ماہ رجب چہارم پندرھوین شب ماہ مذکور پنجم ستائیسوین شب ماہ مسطور جو شب معراج ہے اور اس شب مین ایک نماز حدیث مین وارد ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس رات مین عمل نیک کریگا اوسکو سو برس کی نیکیان ملین گی پس جو شخص اس رات مین بارہ رکعتین پڑھے اور ہر رکعت مین الحمد اور قرآن کی ایک سورت پڑھے اور دو دو رکعتون کے بعد التحیات پڑھتا جاوے اور سلام سب رکعتون کے بعد پھیرے پھر سو دفعہ کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور سو بار استغفار پڑھے اور سو دفعہ درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے اور اپنے لیے دین و دنیا کے امور مین سے جو چاہے دعا مانگے اور صبحکو روزہ رکھے تو اللہ تعالے اوسکی سب دعا مقبول فرماوے گا بشرطیکہ دعا گناہ کے باب مین نہو ششم پندرھوین شب ماہ شعبان کی اوس مین سو رکعتین ہین ہر رکعت مین الحمد کے بعد سورۂ اخلاص دس مرتبے پڑھے اکابر سلف اس نماز کو ترک نکرتے تھے چنانچہ نفل نماز کے ذکر مین ہم اوسکو لکھ آئے ہین ہفتم شب عرفہ ہشتم دہم عیدین کی راتین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص عیدین کی دونون راتون مین عبادت کرے اوسکا دل نہ مرے گا جس روز کہ دل مرین گے اور برس کے دنون مین عمدہ دن انیس ۱۹ ہین جن مین وظائف کا پیاپے پڑھنا مستحب ہے پہلا عرفہ دوم عاشورا سیم ستائیسوان دن رجب کا جو بہت بڑا شرف رکھتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین

---

۱ ابو موسی حنبلی اصبہانی کی کتاب ترغیب مین بروایت حسین بن فضل عن ابان عن انس مرفوعاً اور ابو سعد نضل کی کتاب مین بن فضل الاصبہان دونون ضعیف ہین ۱۲

۲ ابن ابی الدنیا نے بروایت ابو ہریرہ مرفوعاً ۱۲

۳ ابو موسی حنبلی نے بروایت سہل بن سعد مرفوعاً ۱۲

طریق یہی تھا۔ اور بعض سلف کے اکابر فرمایا کرتے کہ سونا اول ہی بار کا ہے اگر مین جاگ کر پھر سو رہون تو خدائے تعالے میری آنکھ کو کبھی نہ سلاوے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جاگنا مقدار کے اعتبار سے ایک نہج پر نہ تھا کبھی آپ نصف شب جاگتے کبھی تہائی کبھی دو تہائی کبھی چھٹا حصہ اور سال کی تمام راتون مین اسی طرح مختلف طور ہوتا چنانچہ سورۂ مزمل مین دو جگہہ ارشاد خداوندی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے مثلاً فرمایا اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ نِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ دو تہائی سے قریب گویا ایک نصف اور بارھواں حصہ پس اگر نصفہ اور ثلثہ کو کسرہ دیا جاوے تو نصف اور ثلث دو تہائی کا مراد ہوگا اور تہائی اور چوتھائی سے قریب ہو جاوے گا اور اگر نصب دیا جاوے تو نصف اللیل اور اوسکا سوم حصہ مراد ہوگا۔ اور حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسوقت اوٹھا کرتے تھے کہ جب آواز مرغ کی سنتے تھے اس حساب سے چھٹا حصہ شب کا اور اوس سے کم ہوتا ہے۔ اور ایک صحابی سے مروی ہے کہ مین نے سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب کو خوب دیکھا ہے آپ بعد عشا کے تھوڑا سا سو رہے پھر جاگے اور آسمان کے کنارون کو دیکھکر فرمایا رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا یہانتک کہ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ تک پہونچ گیے پھر اپنے بستر مین سے ایک مسواک کھینچی اور مسواک کرکے وضو کیا اور نماز پڑھی یہانتک کہ میری دانست مین اوسقدر عرصہ ہو گیا جسقدر کہ آپ سوئے تھے پھر آپ لیٹ رہے حتے کہ مین نے کہا کہ جسقدر آپ نے نماز پڑھی تھی اوسی قدر سوئے پھر آپ جاگے اور جو اول بار آیت پڑھی تھی وہی اس بار پڑھی اور جو کچھہ پہلے کیا تھا وہی اس دفعہ کیا **ششم** جو کمتر مقدار جاگنے کی ہے یہ ہے کہ بقدر چار رکعتون یا دو رکعتون کے جاگے یا یہ کہ وضو کرنا دشوار ہو تو قبلہ رخ ایک ساعت ذکر و دعا مین مشغول ہو کر بیٹھے تو یہ شخص خدا ے تعالے کی رحمت اور فضل سے تہجد گزارون کے زمرہ مین لکھا جاوے گا۔ اور ایک اثر مین آیا ہے کہ رات کو نماز پڑھہ اگرچہ مقدار بکری کے دودھ نکالنے کے ہو غرض کہ تقسیم شب کے یہ طریق ہین طالب آخرت ان مین سے جو اپنے اوپر آسان دیکھے اوسکو اختیار کرے **ہفتم** یہ کہ جس صورت مین رات کے ٹھیک درمیان مین اوٹھنا دشوار ہو تو چاہیے کہ مغرب و عشا کے درمیان کے وقت کو اور عشا کے بعد کے وقت کو عبادت سے خالی نچھوڑے پھر صبح صادق سے پیشتر سحر کے وقت اوٹھہ کھڑا ہو یسا نہو کہ صبح صادق سونے کی حالت مین ہو جاوے تو اس صورت مین رات کے دونون طرفون مین جاگنا اور عبادت ہو جاوے گی اور چونکہ مقدار شب کیطرف اس بیان مین لحاظ تھا تو ان مراتب کی ترتیب موافق وقت کی زیادتی اور کمی کے ہے لیکن پانچوین اور ساتوین طریق مین مقدار کیطرف لحاظ نہین کیا گیا ایسا ہی

ابو ذر کی حدیث مسلم و ابن عباس نفل ۱۲ منہ

ت تراویح ۱۲ منہ

ث تہجد ۱۲ منہ

ج اور آدھی رات ۱۲ منہ

ح بخاری و مسلم ۱۲ منہ

خ نسائی بروایت محمد بن جعدر عن ابو العالیہ ابن مینھ بروایت انس بن معاویہ ۱۲ منہ

تو رجوع کرتے اور دوبارہ پڑھتے اور مدینہ منورہ کے باشندون مین سے ابو جازم اور محمد بن منکدر بھی ایسے ہی تھے اور انکے سوا اور تھے جنکا شمار بہت ہے **دوم** یہ کہ نصف شب جاگے اس قسم کے لوگ سلف مین بے شمار ہین جنھون نے نصف شب کے جاگنے پر مواظبت کی ہے اور اس باب مین عمدہ طریق یہ ہے کہ شب کی اول تہائی اور پچھلا چھٹا حصہ سونے مین بسر کرے تاکہ عبادت اور جاگنا شب کے درمیان بیچا بیچ مین ہووے کہ یہ صورت افضل ہے **سوم** یہ کہ تہائی شب جاگے اس صورت مین نصف شب اول اور چھٹا حصہ پچھلی شب مین سووے حاصل یہ کہ آخر شب مین سونا اچھا ہے بوجہ اسکے کہ اوس سے صبح کو اونگھ نہین آتی اکابر سلف صبح مین اونگھنے کو مکروہ جانتے تھے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ آخر شب مین سونے سے چہرے پر زردی کم آتی ہے اور انگشت نمائی کم ہوتی ہے پس اگر اکثر شب جاگے اور سحر کو سو رہے تو زردی چہرہ بھی کم ہوگی اور اونگھ بھی تھوڑی ہوگی حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب آخر شب مین وتر پڑھ چکتے تو اگر آپ کو حاجت اپنے ازواج کی ہوتی تب تو اوسنے قربت فرماتے ورنہ جانماز پر لیٹ جاتے یہانتک کہ بلال رضہ آپکو نماز کی اطلاع دیتے۔ اور یہ بھی حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی سحر کے وقت جب دیکھا ہے سوتے ہی پایا ہے۔ بعضل اکابر سلف نے کہ اون مین سے حضرت ابو ہریرہ رضہ بھی ہین فرمایا ہے کہ یہ لیٹنا صبح سے کچھ پہلے سنت ہے۔ اور اسوقت کا سونا مکاشفہ اور مشاہدہ کا سبب ہے کہ غیب کے پردون کے پیچھے سے اہل دل کو ہوا کرتا ہے۔ اور ایک یہ بھی اس سے فائدہ ہے کہ اتنے آرام ملنے سے دن کے وظائف مین سے اول وظیفہ پر مدد ملتی ہے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام اس طرح رات کو جاگتے کہ پچھلے نصف شب مین سے تہائی جاگتے اور چھٹا حصہ پچھلی شب کا سوتے **چہارم** یہ کہ رات کا چھٹا حصہ یا پانچوان حصہ جاگے اسکے لیے افضل یہ ہے کہ نصف آخر شب مین ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ رات کا پچھلا چھٹا حصہ جاگے **پنجم** یہ کہ جاگنے کا کچھ اندازہ ہی نہو کیونکہ مقدار شب ٹھیک ٹھیک یا تو نبی کو وحی کی جہت سے معلوم ہوسکتی ہے یا اوس شخص کو جو ہیئت جانتا ہو اور چاند کی منزلین پہچانتا ہو اور ایک آدمی کو اوسکے دیکھنے کے لیے مقرر کردے کہ جب اس مقام پر چاند ہو تو جگانا تو اس مین بھی یہ دقت ہے کہ ابر کی راتون مین کھنڈت پڑے گی لہذا ایسے جاگنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ اول شب مین اتنا جاگے کہ اوسکو نیند آجاوے پھر جب آنکھ کھلے تب اوٹھکر عبادت کرے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو سو رہے اس صورت مین ایک شب مین دو بار سونا اور دو بار جاگنا ہوگا اور رات کی محنت اوٹھانی اسی کا نام ہے اور سب اعمال سخت اور افضل یہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک بھی یہی تھی۔ اور حضرت ابن عمر اور دوسرے اولوالعزم اصحاب رضہ اور بہت سے تابعیون کا

پروردگار کی ہوتی ہے اور اس امر کا ایک بھید اور تحقیق ہی باب محبت مین اوسکا بیان اشارۃً آوے گا۔ اور مروی ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے مین تیرے دل کے پاس ہو گیا اور تو نے میرا نور غیب مین دیکھا۔ اور کسی مرید نے اپنے اوستاد سے شکایت کی کہ مین رات بھر جاگتا ہون کوئی تدبیر ایسی فرمایئے کہ نیند آجاوے اوستاد نے فرمایا کہ بیٹا رات اور دن مین اللہ تعالے کی رحمت کی لپٹین ہوا کرتی ہین بیدار دلون کو لگتی ہین سوتے دلون کو نہین پہونچتی اون لپٹون کے لگنے کی تدبیر مرید نے کہا کہ استاد خوب تدبیر بتائی کہ نہ دن کو سوؤن نہ رات کو۔ جاننا چاہیے کہ ان لپٹون کی توقع رات کو زیادہ ہے اسلیے کہ رات کے جاگنے مین دل کی صفائی اور دوسرے کامون سے علیحدگی ہوتی ہے اور حدیث صحیح مین حضرت جابر رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات مین ایک ایسی ساعت ہے کہ جو بندہ مسلمان اوسکو پاتا ہے اور اوسمین اللہ تعالے سے بہتری طلب کرتا ہے اللہ تعالے اوسکو عنایت ہی کرتا ہے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ بہتری امر دنیا اور دین کا طالب ہو تو اوسکو دی دیتا ہے اور یہ بات ہر شب مین ہے۔ اور شب بیدارون کی غرض یہی ساعت ہے اور وہ تمام شب مین معین نہین کہ کسوقت ہے جیسے شب قدر رمضان کے مہینے مین اور جمعہ کے دن کی ساعت معلوم نہین اور رحمت کی لپٹون کی ساعت وہی ہی واللہ اعلم

چوتھا بیان شب کے حصونکی تقسیم کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ رات کا جاگنا مقدار کے اعتبار سے سات طرح پر ہے **اول** یہ کہ تمام شب جاگے یہ طور تو ایسے زبردست لوگون کا ہے جو خاص خدای تعالے کی عبادت کے لیے ہو رہے ہین اور اوسکی مناجات سے لذت پاتے ہین اور شب بیداری اونکی غذا اور اونکے دلون کی جان ہو گئی ہے اسی جہت سے وہ کثرت بیداری سے نہین تھکتے اور سوناون کو مقرر کیا ہے جسوقت لوگ کام کاج مین ہون پہلے اکابر مین سے کچھ لوگون کا دستور ایسا ہی تھا وہ لوگ عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے ابو طالب مکی رح نے بیان کیا ہے کہ یہ بات بر سبیل تواتر و اشتہار چالیس تابعینون سے منقول ہے اور اونمین بعض ایسے بھی تھے کہ چالیس برس تک اس امر پر مداومت کی مثلاً سعید بن المسیب اور صفوان بن سلیم مدینہ منورہ کے اور فضیل بن عیاض اور وہیب بن الورد مکہ معظمہ کے اور طاوس اور وہب بن منبہ یمن کے اور ربیع بن خثیم اور حکم کوفہ کے اور ابو سلیمان دارانی اور علی بن بکار شام کے اور ابو عبد اللہ خواص اور ابو عاصم عباد کے یعنے مختلف قبیلون کے اور حبیب ابو محمد اور ابو جابر سلمانی فارس کے اور مالک بن دینار اور سلیمان تیمی اور یزید رقاشی اور حبیب بن ثابت اور یحیی گریہ کنندہ بصرہ کے اور کہمس بن منہال جو ایک مہینے مین نوّے ختم قرآن مجید کے کرتے اور جو آیت نہ سمجھتے

مشابہ ہو مگر ہان جو مناجات کی حلاوت کہ رات کو عاجزی والون کے دلون مین ہوتی ہے وہ البتہ جنت
کی نعمت کے مشابہ ہے۔ اور بعض اکابر فرماتے ہین کہ مناجات کی لذت دنیا مین سے نہین بلکہ وہ جنت
کی چیز ہے کہ اللہ تعالے نے اوسکو اپنے دوستون کے لیے ظاہر کیا ہے اور اونکے سوا دوسرے کو وہ نصیب نہین ہوتی
اور ابن منکدر فرماتے ہین کہ دنیا کی لذتون مین سے تین باقی ہین اول رات کا جاگنا دوم بھائیون سے
ملنا سوم جماعت مین نماز پڑھنا۔ اور ایک عارف فرماتے ہین کہ اللہ تعالے سحر کے وقت مین شب بیدارون
کے دلون کی طرف نظر کرتا ہے اور اونکو نور سے بھر دیتا ہے تو فوائد اونکے دلون پر اوتر کر روشن
ہوتے ہین پھر اونکے دلون سے نور زائد غافلون کے دلون کے طرف پھیلتا ہے۔ اور کسی عالم قدیم کا
قول ہے کہ اللہ تعالے نے کسی صدیق کو وحی بھیجی کہ میرے بندون مین سے کچھ لوگ ایسے ہین کہ
وہ مجھسے محبت رکھتے ہین اور مین اونسے اور وہ میرے مشتاق ہین اور مین اونکا اور وہ میرا ذکر کرتے ہین
اور مین اونکا اور وہ میری طرف دیکھتے ہین اور مین اونکی طرف پس اگر تو اونکے طریقہ کے مطابق عمل
کرے گا تو مین تجکو دوست رکھونگا اور اگر تو اونسے منحرف ہوگا تو تجھپر نہایت درجہ کو خفا ہون گا
اوس صدیق نے عرض کیا کہ الٰہی اون بندون کی پہچان کیا ہے فرمایا کہ دن کو تو سایہ کی تاک ایسی
رکھتے ہین جیسے چرواہا بھیڑی کی تاک رکھتا ہے اور دن ڈوبنے پر ایسے ٹوٹتے ہین جیسے پرند اپنے
گھونسلے پر ٹوٹتا ہے جب اونپر رات آجاتی ہے اور اندھیرا کھلجاتا ہے اور ہر ایک دوست اپنے دوست کے
ساتھ تنہا ہوتا ہے تو وہ لوگ اپنے پاون میرے لیے کھڑے کرتے ہین اور چہرون کو میرے سامنے زمین پر
رکھتے ہین اور میرے کلام سے میرے ساتھ مناجات کرتے ہین اور میرے انعام کے واسطے میرے سامنے
خوشامد کرتے ہین اوسوقت کوئی چیختا ہے کوئی روتا ہے کوئی آہ کرتا ہے کوئی دم شکایت بھرتا ہے
جو کچھ وہ میرے لیے مشقتین اوٹھاتے ہین وہ میری آنکھون مین ہے اور جو کچھ میری محبت مین محنت
کے شاکی ہین وہ مین سب سنتا ہون میری اول عطا اونکو یہ ہے کہ اپنا کچھ نور اونکے دلون مین ڈالدیتا ہون
تو وہ میرا حال بتاتے ہین جیسے مین اونکا حال بتاتا ہون اور دوسری عطا میری یہ ہے کہ اگر ساتون آسمان
اور ساتون زمینین اور اونکے درمیان کی چیزین اونکے مقابل مین ہون تو مین اون سبکو اونکے سامنے
کم جانون اور تیسری عطا یہ ہے کہ مین اپنے چہرے سے اونکی طرف متوجہ ہوتا ہون تو بتاؤ کہ جسکی طرف
مین ایسی طرح متوجہ ہون کوئی جان سکتا ہے کہ مین اوسکو کیا دیا چاہتا ہون۔ اور مالک بن دینار رح
فرماتے ہین کہ جب رات سے اوٹھکر آدمی تہجد پڑھتا ہے تو اللہ تعالے اوس سے قریب ہو جاتا ہے۔ اور اکابر
سلف جو نرمی اور حلاوت اور انوار اپنے دلون مین پاتے تھے تو اوسکی وجہ یہی جانتے تھے کہ دلکو نزدیکی

اب اگر یہ کہو کہ عاشق اپنے معشوق کے جواب کا منتظر رہتا ہے اور جب اوسکا جواب سنتا ہے تو اوس سے لذت پاتا ہے
اور اللہ تعالے کا کلام تو نہین سنتا اوسمین کیسے لذت ہوگی تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اگر عاشق کو یہ معلوم ہوتا
ہے کہ معشوق جواب نہین دیتا اور سنکر چپ رہتا ہے تب بھی اوسکو اپنے حالات کہدینے اور ما فی الضمیر کو
پیش کردینے کی لذت ہی ہوتی ہے چنانچہ کسی کا شعر ہے **بیت** تغافل تو مرا بہ نماید از لطفت + کہ این
بہر کس و آن خاص از برای منست + اور اہل یقین کو جو اثناے مناجات مین دل پر کیفیتین وارد ہوتی ہین وہ
اونکو خداے تعالی کی طرف سے سمجھتے ہین اور اون سے لذت پاتے ہین جیسے کوئی بادشاہ کے پاس
خلوت مین ہوکر رات کے وقت اپنی حاجتین اوس سے کہے اور اوسکے انعام کی توقع سے لذت پاوے اور چونکہ
اللہ تعالے سے توقع رکھنی زیادہ سچی ہے اور جو چیز اوسکے پاس ہے وہ دوسرون کے پاس کی چیز سے
زیادہ تر پایدار اور مفید ہے تو پھر اپنی حاجتون کو اوسپر پیش کرنے سے خلوت مین لذت کیسے نہوگے
اور دلیل نقلی اس لذت کی یہ ہے کہ شب بیدار اپنے رات کے جاگنے سے لذت پاتے ہین اور اسی وجہ سے
رات کو کوتاہ جانتے ہین جیسے عاشق شب وصل کو کوتاہ سمجھتے ہین چنانچہ کسی شب بیدار سے پوچھا
کہ رات کو آپکا کیا حال رہتا ہے اونھون نے کہا کہ مین نے تو اسبات کا کبھی لحاظ نہین کیا کیونکہ رات
مجھے اپنی صورت دکھاتی ہے اور چلی جاتی ہے مین سوچنے بھی نہین پاتا کہ رات ہے۔ اور دوسرے
شب بیدار نے فرمایا ہے کہ مین اور رات گھڑدوڑ کے دو گھوڑے ہین کہ کبھی صبح تک مجھسے آگے نکل جاتی ہے
اور کبھی مجکو فکر سے علیحدہ کردیتی ہے۔ اور ایک اور شخص سے پوچھا گیا کہ رات تمپر کس کیفیت سے
ہوتی ہے اونھون نے فرمایا کہ ایک گھنٹے کی شب ہوتی ہے جس مین میری دو حالتین ہوتی ہین
کہ جب اندھیرا آتا دیکھتا ہون تو خوش ہوتا ہون ابھی یہ خوشی پوری نہین ہوتی کہ صبح ہوجانے کا
غم کرتا ہون۔ اور علی بن بکار کہتے ہین کہ چالیس برس سے مجھے اور کسی چیز کا غم نہین بجز صبح ہوجانے کے
کہ ایک دم کے دم مین صبح ہوجاتی ہے۔ اور فضیل بن عیاض رح فرماتے ہین کہ جب آفتاب ڈوبتا ہے تو مین
خوش ہوتا ہون کہ اپنے پروردگار سے خلوت نصیب ہوگی اور جب آفتاب نکلتا ہے تو رنج کرتا ہون کہ
لوگ میرے پاس آوینگے۔ اور ابو سلیمان دارانی رح فرماتے ہین کہ شب بیدارون کو رات مین زیادہ مزا ہے
بہ نسبت اہل لہو کے اپنے لہو مین رہنے کے اور اگر رات نہوتی تو مین ہرگز دنیا مین رہنا پسند نہ کرتا
اور یہ بھی اونھین کا ارشاد ہے کہ اگر بالفرض اللہ تعالے شب بیدارون کو اونکے اعمال کے ثواب کے
عوض وہ لذت عنایت فرماوے جو اونکو شب بیداری مین ہوا کرتی ہے تو اونکے اعمال کے ثواب سے
یہ لذت زیادہ ہو۔ اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ دنیا مین کوئی ایسا وقت نہین جو اہل جنت کے مزے کے

مدتون تک تجھے سونے کی ملے گی فرصت	یا گناہون کا ترے واسطے وان ہو بستر
خیر کے کامون کا یا ہو ویگا فرش راحت	یا تجھے موت کے شیخون سے ہوا حاصل امن
پڑتی کثرت سے ہی مامون پہ اوسکی افت	اور حضرت ابن مبارک رح نے اس مضمون کا قطعہ فرمایا ہے
قطعہ شب کی تاریکی کی ہوتی ہی اوٹھانی محنت	صبح تک پھر تو عبادت ہی مین وہ ہوتے ہین
خوف سے نیند اوڑی اس لیی ہین شب بیدار	امن دنیا مین ہے جن لوگون کو وہ سوتے ہین

سوم یہ کہ ان آیات و اخبار و آثار سے جو رات کے جاگنے کی فضیلت مین مذکور ہوئے جاگنے کا ثواب معلوم کرے اور اپنی توقع اور شوق ثواب کو مستحکم کرے تاکہ طلب مزید اور جنت کے درجات کی رغبت سے شوق سے جوش کرے چنانچہ مروی ہے کہ کوئی نیک بخت جہاد سے لوٹ کر اپنے گھر آئے اونکی بی بی نے بستر تیار کیا اور اونکی منتظر رہی وہ بزرگ مسجد مین جاکر صبح تک نماز پڑھتے رہے صبح کو اونکی بی بی نے اونسے کہا کہ ہمکو مدت سے تمھارا انتظار تھا اب جو تم آئے تو صبح تک نماز پڑھتے رہے اونھون نے کہا کہ مین جنت کی ایک حور کے سوچ مین تھا رات بھر اوسکے اشتیاق مین جاگتا رہا اور گھر اور بی بی کو بھولگیا

چہارم جو سب باعثون مین اشرف ہے وہ اللہ تعالے کی محبت اور اسبات پر اعتقاد قوی کرنا ہے کہ عبادت مین جو حرف بولتا ہون اوس سے اپنے پروردگار کے ساتھ مناجات کرتا ہون اور وہ میرے حال پر مطلع ہے اور اسکے ساتھ جو کچھ دل مین خطرہ ہو اوسکو مشاہدہ کرے اور جانے کہ یہ خطرے اللہ تعالے کیطرف سے میرے ساتھ خطاب کے ہین پس جب اللہ تعالے سے محبت ہوگی تو اوسکے ساتھ خلوت کو بھی پسند کرے گا اور اوس سے مناجات کرنے سے لذت پاوے گا اور یہی لذت حبیب سے مناجات کی کثرت سے جاگنے کا باعث پڑے گی اور اس لذت کو کچھ بعید نہ جاننا چاہیے کیونکہ عقل اور نقل دونون اسکے شاہد ہین دلیل عقلی تو یہ ہے کہ جو شخص دوسرے خوبصورتی کی محبت سے عاشق ہو یا بادشاہ کو اوسکے انعام کی محبت سے چاہتا ہو اوسکے حال کو تامل کرو کہ خلوت مین اپنے محبوب کے ساتھ اور اوسکی مناجات سے کیسی لذت پاتا ہے کہ نیند تک اوسکو رات بھر نہین آتی اب اگر یہ کہو کہ خوبصورت آدمی کو تو دیکھنے سے لذت ہوا کرتی ہے خدائے تعالے تو معلوم نہین ہوتا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر محبوب شخص خوبصورت پردہ کی آڑ مین یا اندھیرے مکان مین ہو تب بھی عاشق کو صرف اوسکے پاس ہونے سے لذت ہوتی ہے اگرچہ اوسکی طرف نہ دیکھے اور نہ اور کسی امر کی طمع ہو اور عاشق کو اسی مین مزہ ہوتا ہے کہ اپنی محبت اوسکے سامنے بیان کرے اور اپنی زبان سے اوسکا ذکر اسی طرح کرے کہ معشوق بھی سنے کہ یہ بیانذکر کرتا ہے گو اوسکو عاشق کی یہ باتین معلوم ہون مگر عاشق کو انمین مزہ ملتا ہے

جسقدر حلال کا لقمہ اثر کرتا ہے اوسقدر دوسری چیز نہین کرتی اور اسبات کو جو لوگ دلون کے نگران ہین تجربہ اور شریعت کی شہادت سے جانتے ہین - اور یہین وجہ بعضون اکابر فرماتے ہین کہ بہت سے لقمے ایسے ہین کہ تہجد کے مانع ہوتے ہین اور اکثر نگاہ ایسی ہین کہ سورت کے پڑھنے کو مانع ہین اور بندہ ایک غذا کھاتا ہے اور ایک کام کرتا ہے جس سے برس روز کے تہجد سے محروم ہو جاتا ہے اور جس طرح کہ نماز فحش اور برائی سے روکتی ہے اسی طرح فحش اور برائی بھی نماز سے اور تمام خیر کے کامون سے روکتی ہے اور ایک مجلس کے داروغہ نے ذکر کیا ہے کہ مین دینور کے بندیخانہ کا کچھ اوپر تیس برس داروغہ رہا جو کوئی رات کو گرفتار ہو کر آتا مین اوسکا حال پوچھتا کہ اسنے نماز عشا بجماعت پڑھی ہے یا نہین لوگ یہی کہتے کہ نہین پڑھی مین جان لیتا کہ یہی وجہ اسکی گرفتاری کی ہوئی - اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کی برکت فحش اور برائی کے ارتکاب کی مانع ہے اور باطن کے اسباب بھی تہجد کے اوٹھنے کے لیے چار ہین

اول دل کا مسلمانون کے کینے اور بدعتون اور تردد دنیاوی سے صاف ہونا اسلیے کہ جس شخص کا فکر دنیا کی تدبیر مین ڈوبا رہتا ہے اوسکو رات کو اوٹھنا نصیب نہین ہوتا اور اگر اوٹھتا ہے تو نماز مین مائل نہین کرتا اپنے تردد ہی مین مبتلا رہتا ہے اور وہی وسوسے اوسکے دل کو گھیرے رہتے ہین جیسے شیخ سعدی نے لکھا ہے شعر شب چو عقد نماز می بندم + چہ خورد بامداد فرزندم

دوم دل پر ہر وقت خوف کا غالب رہنا اور جینے کی توقع کم ہونی کیونکہ جب آخرت کی ہولون اور دوزخ کے طبقات کو سوچے گا تو اوسکی نیند اوڑجاوے گی اور خوف بڑھجاوے گا جیسا طاؤس رح کا قول ہے مصرع عابد کی نیند یاد جہنم مین اوڑ گئی + اور جیسے مروی ہے کہ ایک غلام صہیب نام بصرہ مین تھا تمام رات جاگا کرتا اوسکی مالکہ نے اوس سے کہا کہ تیرا رات بھر کا جاگنا دن کے کام کرنے کا مانع ہے اوسنے کہا کہ صہیب کو جب دوزخ کی آگ یاد آتی تو اوسکو نیند نہین آتی - اور ایک دوسرے غلام سے کہ وہ بھی رات بھر سوتا تھا کسی نے کہا کہ رات بھر کیون جاگتا ہے اوسنے جواب دیا کہ جب مین دوزخ کو یاد کرتا ہون تو مجکو خوف زیادہ لگتا ہے اور جب جنت کو یاد کرتا ہون تو شوق زیادہ ہوتا ہے اسلیے سو نہین سکتا اور ذوالنون مصری رح نے ایک قطعہ اس مضمون کا فرمایا ہے **قطعہ**

قرآن جو کہ حاوی ہے وعد و وعید پر	مانع ہے شب مین اہل تلاوت کو خواب سے
سمجھے ہین وہ کلام شہنشاہ اس لیے	گردن جھکائے رہتے ہین اور دل کباب سے
اور یہ بھی قطعہ اسی مضمون کا ہے **قطعہ**	خواب غفلت مین جو تو سوتا ہے سن اے غافل +
ایک من خواب کی کثرت سے تجھے ہو حسرت	تجکو معلوم نہین قبر مین مرنے کے بعد

شرطون کو بجالاتے ہین اونپر کچھہ دشوار نہین اب جاننا چاہیے کہ ظاہر کی شرطین اسکے لیے چار ہین
اول یہ کہ کھانا بہت نہ کھاوے کیونکہ بہت کھانے سے پانی بہت پیوے گا پھر نیند بہت آوے گی
اور اوٹھنا بھاری پڑجاوے گا بعض مشائخ ہر شب دسترخوان پر کھڑے ہوکر کہتے کہ اے گروہ مریدان بہت
مت کھاؤ ورنہ پانی بہت پیوگے اور بہت سا سوؤگے پھر مرنے کے وقت بہت سا پچتاؤگے
اور معدہ کا غذا کی ثقالت سے ہلکا رہنا ایک بڑی اصل ہے **دوم** یہ کہ دن کو اپنے نفس پر ایسی مشقت
کے کام نہ ڈالے جن سے اعضا چور ہوجاوین اور پٹھے سست پڑجاوین کیونکہ اسوجہ سے بھی نیند آتی ہے
سوم یہ کہ دن کو سونا نہ چھوڑے کہ رات کے اوٹھنے کے لیے یہ سونا سنت ہے **چہارم** یہ کہ دن کو بہت
سے گناہ نہ کرے کیونکہ گناہون کا ارتکاب دل کو سخت کرتا ہے اور بندہ مین اور رسانان رحمت مین حائل
ہوتا ہے - ایک شخص نے حضرت حسن رح سے کہا کہ مین رات سے سوتا رہتا ہون اور رات کے اوٹھنے کو دوست
رکھتا ہون اور وضو کا پانی تیار رکھتا ہون پھر مجھے کیا ہوا ہے کہ جاگتا نہین آپنے فرمایا کہ تیرے
گناہون نے تجھے روک رکھا ہے - اور حضرت حسن رح جب بازار مین جاکر لوگون کی آواز اور بیکار باتین سنتے
تو فرماتے کہ میری دانست مین ان لوگون کی رات بری ہے کیونکہ یہ دن کو نہین سوتے - اور سفیان
فرماتے ہین کہ مین ایک گناہ کے عوض مین پانچ مہینے تک تہجد سے محروم رہا لوگون نے پوچھا کہ وہ کونسا
گناہ تھا فرمایا کہ مین نے ایک شخص کو روتے دیکھکر اپنے جی مین کہا کہ یہ ریاکار ہے - اور بعض اکابر کہتے ہین
کہ مین کرز بن وبرہ کے پاس گیا اوسوقت وہ روتے تھے مین نے پوچھا کہ کہین سے کوئی خبر مرگ آپکے کسی قریب کی
آئی ہے فرمایا کہ اس سے بھی سخت بات ہی مین نے کہا کہ آپ کے کہین درد ہے جو ایذا دیتا ہے فرمایا کہ اس سے
بھی سخت ہے مین نے کہا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ میرا دروازہ بند ہے اور پردہ چھوٹا ہوا ہے اور رات کا
ورد مین نے نہین پڑھا اور اسکی وجہ بجز اسکے نہین کہ مین نے کوئی گناہ کیا ہے اور یہ اسلیے کہ خیر نیکی
کی طرف بلاتی ہے اور بدی شر کی طرف داعی ہے اور یہ دونون اگر تھوڑے بھی ہون تو بہت کیطرف
کھینچتے ہین اور اسیوجہ سے ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہے کہ کسی شخص سے جماعت کی نماز بدون کسی گناہ
کے فوت نہین ہوتی - اور فرمایا کرتے تھے کہ رات کو احتلام ہونا ایک سزا ہے اور جنابت کے معنے دوری
کے ہین - اور بعض علما فرماتے ہین کہ اے مسکین جب تو روزہ رکھے تو دیکھلے کہ کسکے پاس فطار کرتا ہے
اور کس چیز پر افطار کرتا ہے کیونکہ بندہ ایک ایسا لقمہ کھاتا ہے جس سے اوسکا دل پہلی حالت سے بدل جاتا ہے
اور پھر حالت اصلی پر نہین لوٹتا - غرض کہ گناہ سبب موجب سختی دل ہوتے ہین اور تہجد سے مانع ہین
خصوص حرام کی غذا کی تاثیر اسمین بہت ہے اور دل کی صفائی اور اوسکو خیرات کی طرف جنبش دینے مین

راقم ابن عباس عفی عنہ
ابن حاجی محمد مراد

اور مجھسے کہتی ہی کہ تمکو اچھی طرح پڑھنا آتا ہے مین نے کہا کہ ہان اوسنے وہ رقعہ مجھے دیا دیکھا تو اوسمین اسمضمون کا ایک قطعہ تھا

قطعہ تمھین کیا لہو مین ڈالا لذائذ اور امانی نے ٭	کہ دھویا نقش حور جنتی دل کے سفینے سے
بہار عمر دائم ہے نہین ہے موت جنت مین ٭	ملو حورون سے اور اون کو لگا و اپنے سینے سے
اوٹھو اب خواب غفلت سے کہ اس سونے سے بہتر ہے ٭	متہجد مین ہو قرآن کی تلاوت گر قرینے سے

اور کہتے ہین کہ مسروق رح نے حج کیا اور تمام سفر مین رات کو صرف سجدہ ہی کرنے مین بسر کردی اور اور ازہر بن مغیث جو بڑے تہجد گزارون مین ہین کہتے ہین کہ مین نے خواب مین ایک عورت کو دیکھا کہ وہ دنیا کی عورتون کے مشابہ نہ تھی مین نے اوس سے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے کہا کہ مین حورہون مین نے کہا کہ تو مجھسے نکاح کرلے اوسنے کہا کہ تو میرے مالک سے منگنی کا پیام کر اور میرا مہر دیدے مین نے پوچھا کہ تیرا مہر کیا ہے اوسنے کہا کہ بہت سا تہجد پڑھنا اور یوسف بن مہران کہتے ہین کہ مین نے سنا ہی کہ عرش کے نیچے ایک فرشتہ مرغ کی صورت ہے جسکے پنجے موتی کے اور خار سبز زبرجد کے ہین جب اول تہائی رات جاتی ہے تو وہ اپنے بازو پھٹپھٹا کر بانگ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جاگنے والے اوٹھین اور جب آدھی رات گذرتی ہی تو بازو ہلا کر چیختا ہے اور کہتا ہے کہ تہجد پڑھنے والے اوٹھین اور جب دو تہائی شب گذرتی ہے تو دونون بازو بجا کر بولتا ہے کہ نماز پڑھنے والے اوٹھین اور جب صبح صادق ہو جاتی ہے تو بازوون کو ایک دوسرے پر مار کر آواز کرتا ہے کہ غافل لوگ اپنے اوپر اپنے گناہ لیے اوٹھین اور کہتے ہین کہ وہب بن منبہ یمانی نے تیس برس اپنا پہلو زمین پر نہین رکھا اور کہا کرتے تھے کہ اگر مین اپنے مکان مین شیطان کو دیکھون تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ اوسمین بستر دیکھون کیونکہ اوسکو دیکھنے سے نیند آتی ہے اور اونکے پاس ایک چمڑے کا تکیہ تھا جب اونکو نیند کا غلبہ ہوتا تو اپنا سینہ اوسپر رکھکر چند جھونکے لیتے پھر نماز مین لگ جاتے اور بعض اکابر کا قول ہے کہ مین نے پروردگار جل شانہ کو خواب مین دیکھا اور سنا کہ یہ ارشاد فرماتا ہے کہ قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی مین سلیمان تیمی کی خوابگاہ بہت بہتر کرون گا کہ اوسنے میرے لیے چالیس برس عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ اور کہتے ہین کہ سلیمان تیمی کا مذہب یہ تھا کہ جب نیند کا اختلاط دل مین ہو جاوے تو وضو جاتا رہتا ہے اور بعض کتب پیشین مین خدا ے تعالے کا ارشاد مذکور ہی کہ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جو حقیقت مین میرا بندہ ہے وہ ہے کہ اپنے اوٹھنے کے لیے مرغ کی آواز کا انتظار نکرے

تیسرا بیان اون اسباب کے ذکر مین جنسے رات کا اوٹھنا سہل ہو واضح ہو کہ رات کو اوٹھنا خلق پر مشکل ہے مگر جن لوگون کو خدا ے تعالے توفیق دیتا ہے کہ اوسکے سہل ہونے کی ظاہری اور باطنی

پوری بھی نہین کرتا کہ صبح ہو جاتی ہے۔ اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اوسکے سبب سے رات کے اوٹھنے سے محروم رہتا ہے۔ اور فضیل رح فرماتے ہین کہ جب تم سے رات کا جاگنا اور دن کو روزہ رکھنا نہو سکے تو جان لو کہ تم محروم ہو اور تمھارے گناہ بہت ہو گئے ہین۔ اور صلۃ بن اشیم رح تمام رات نماز پڑھتے جب سحر ہوتی تو دعا کرتے کہ الٰہی مجھہ جیسا شخص جنت کیسے طلب کرے لیکن اپنی رحمت سے مجکو دوزخ سے پناہ دے۔ اور ایک شخص نے کسی حکیم سے کہا کہ مجھسے شب بیداری نہین ہو سکتی اوسنے کہا کہ بھائی دن کو خداے تعالے کی نافرمانی مت کر پھر شب بیداری نکرنے کا مضائقہ نہین۔ اور حسن بن صالح کے پاس ایک لونڈی تھی اونھون نے ایک قوم کے ہاتہ اوسکو بیچ ڈالا جب آدھی رات ہوئی وہ لونڈی اوٹھی اور کہا کہ اوٹھو گھر والو نماز پڑھو اونھون نے کہا کہ کیا صبح ہو گئی جو نماز پڑھین لونڈی نے پوچھا کہ تم فرض نماز کے سوا اور کوئی نماز نہین پڑھتے اونھون نے کہا کہ نہین وہ لونڈی حسن کے پاس آئی اور کہا کہ آقای من تم نے مجکو ایسے لوگون کے ہاتہ بیچدیا جو تہجد نہین پڑھتے مجکو واپس کر لو چنانچہ اونھون نے اوسکو ہٹا لیا اور دام پھیر دیے۔ اور ربیع کہتے ہین کہ مین امام شافعی رض کے مکان مین بہت راتون سویا ہون مین نے دیکھا کہ آپ رات کو بہت تھوڑا سوتے تھے اور ابو الجویریہ کہتے ہین کہ مین حضرت امام ابو حنیفہ رض کے ساتہ چھہ مہینے رہا ہون اس عرصے مین کوئی شب ایسی نہین ہوئی کہ آپ نے زمین پر اپنی کروٹ لگائی ہو۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ رض کا دستور تھا کہ نصف شب عبادت کیا کرتے تھے لیکن ایکبار کچھہ لوگون کے پاس گذر ہوا تو اونھون نے آپس مین ذکر کیا کہ یہ شخص تمام رات عبادت کرتا ہے آپنے اپنے دل مین کہا کہ میری صفت وہ بیان کرتے ہین جو مین کرتا نہین اسی لیے آیندہ کو تمام رات عبادت کرنے لگے اور کہتے ہین کہ رات کو آپ کے لیے کوئی بستر نتھا اور کہتے ہین کہ مالک بن دینار رض نے ایک رات اس آیت کو پڑھہ پڑھہ صبح کر دی اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ اور مغیرہ بن حبیب کہتے ہین کہ مین نے مالک بن دینار کو دیکھا کہ اونھون نے بعد عشا کے وضو کیا پھر اپنی جانماز پر کھڑے ہو کر اپنی ڈاڑھی پکڑی اور آنسوون سے گلا رک گیا پھر یہ کہنا شروع کیا کہ الٰہی مالک کے بوڑھاپے کو دوزخ پر حرام کر دے الٰہی تجھے تو معلوم ہے کہ جنت مین کون رہے گا اور دوزخ مین کون رہے گا تو مالک ان دونون فریقون مین سے کونسا ہے اور ان دونون گھرون مین سے مالک کا گھر کونسا ہی اسی طرح صبح صادق ہونے تک کہتے رہے۔ اور مالک بن دینار کہتے ہین کہ ایک رات مین اپنا درد بھول گیا اور سوتا خواب مین دیکھا کہ ایک عورت نہایت خوبصورت ہاتہ مین رقعہ لیے ہے

ف کیا خیال رکھتے ہین جنھون نے کمائی ہین برائیان کہ ہم کر دینگے اونکو برابر اونکے جو یقین لائے اور کیے بھلے کام ایک سا اونکا جینا اور مرنا برے دعوے ہین جو کرتے ہین ۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ فلان شخص رات کو تو تہجد پڑھتا ہے اور صبح کو اوٹھکر چوری کرتا ہے آپ نے فرمایا[1] کہ رات کی نماز اوسکو اوسکے عمل سے روکدے گی۔ اور ایک حدیث مین ارشاد[2] فرمایا کہ اللہ تعالے رحم کرے اوس مرد پر کہ رات سے اوٹھکر نماز پڑھے پھر اپنی بی بی کو جگاوے اور وہ بھی نماز پڑھے اور اگر وہ نہ اوٹھے تو اوسکے منہ پر پانی چھڑکدے اور اللہ تعالے رحم کرے اوس عورت پر کہ رات سے اوٹھکر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو جگاوے اور وہ بھی نماز پڑھے اور اگر نہ اوٹھے تو اوسکے منہ پر پانی کا چھینٹا دے۔ اور ایک حدیث مین ارشاد[3] فرمایا کہ جو شخص رات کو جاگے اور اپنی بی بی کو جگاوے اور دونون دوگانہ نماز ادا کرین تو خداے تعالے کے زیادہ تر ذاکرین اور ذاکرات مین لکھے جاوینگے۔ اور فرمایا کہ فرض نماز کے بعد سب مین افضل نماز شب ہے اور حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[4] کہ جو شخص اپنے ورد یا اوسمین سے کسی قدر سے رات کو سو جاوے پھر فجر اور ظہر کے درمیان مین اوسکو پڑھ لے تو اوسکے لیے ایسا ہی لکھا جاوے گا کہ گویا رات سے پڑھا ہے۔ اور آثار بھی اسباب مین بہت ہین حضرت عمر رض اپنے رات کے ورد مین کوئی آیت خوف کے مضمون کی پڑھتے تو گر جاتے یہانتک کہ بہت دنون آپ کی عیادت کیجاتی جیسے بیمارون کی عیادت ہوتی ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رض جب لوگ سو جاتے تو اونکے پڑھنے کی آواز صبح تک مکھی کی بھنبھناٹ کی طرح سنی جاتی۔ اور کہتے ہین کہ ایک رات سفیان ثوری رح نے کھانا پیٹ بھر کھایا پھر فرمایا کہ گدھے کو جب گھاس زیادہ دیا جاتا ہے تو کام بھی زیادہ لیا جاتا ہے پس صبح تک عبادت کرتے رہے۔ اور طاؤس رح جب اپنے بستر پر لیٹتے تو اوسپر ایسے اچٹتے جیسے دانہ بھوننے کے وقت اچٹتا ہے پھر اوچھلکر اوس سے علیحدہ ہوتے اور صبح تک نماز پڑھتے پھر فرماتے ع عابد کی نیند یاد جہنم مین اوڑ گئی۔ اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین کہ ہم کوئی کام زیادہ سخت رات کی محنت اور اس مال کے دینے سے نہین جانتے پھر کسی نے اون سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ تہجد گزارون کے چہرے اور لوگون سے اچھے ہوتے ہین آپ نے فرمایا اسلیے کہ وہ لوگ اللہ تعالے کے ساتھ تنہا ہوتے ہین اسی لیے اللہ تعالے اونکو اپنے نور مین سے کسی قدر پہنا دیتا ہے اور کوئی نیک بخت اپنے کسی سفر سے پھر کر آئے اونکے لیے بستر بچھایا گیا اوسپر سو رہے یہانتک کہ اونکا ورد شب کا فوت ہو گیا اونھون نے قسم کھائی کہ آیندہ کو کبھی بستر پر نسوؤن گا۔ اور عبد العزیز ابن ابی رواد رات گئے اپنے بستر کے پاس آتے اور اوسپر ہاتھ پھیر کر کہتے کہ تو نرم تو ہے مگر بخدا کہ جنت مین تجھسے بھی نرم تر ہے پھر ساری رات نماز پڑھتے رہتے۔ اور فضیل رح کا قول ہے کہ جب رات میرے سامنے آتی ہے تو اول اول اوسکی درازی سے مجھے خوف لگتا ہے مگر مین قرآن شروع کر دیتا ہون تو اپنی حاجت

[1] ابن حبان بروایت ابو ہریرہ ۱۲
[2] ابو داؤد و ابن حبان بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲
[3] ابو داؤد و نسائی بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲
[4] مسلم ۱۲

اور نیند اوسکو غالب ہو جاوے اور نہ پڑھ سکے تو اوسکے لیے ثواب اوسکی نماز کا لکھا جاوے گا اور سونا اوسکو فائدہ مین ہا۔ اور حضرت ابو ذر رض کو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم سفر کا ارادہ کرتے ہو تو اوسکے لیے کچھ سامان کرتے ہو اونھون نے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ پھر سفر طریق قیامت نے سامان کیسے ہوگا ای ابو ذر مین تجکو وہ بات بتادون جو اوس روز تیرے کام آوے اونھون نے عرض کیا کہ فرمائیے قربان ہون آپ پر میرے ماں باپ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کی شدت حرارت کے لیے ایک روز روزہ رکھ اور رات کی تاریکی مین قبر کی وحشت کے واسطے دو رکعتین ادا کر اور بڑے بڑے امور کے لیے حج کر اور کچھ صدقہ کسی مسکین کو دے یا کوئی حق بات ہی کہدے یا کسی بری بات سے سکوت کر۔ اور مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین کوئی شخص تھا کہ جب لوگ پڑ کر سو جاتے تو وہ اوٹھکر نماز پڑھتا اور قرآن کی تلاوت کرتا اور دعا مانگتا کہ اے دوزخ کے پروردگار مجکو اوس سے پناہ دے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین مذکور ہوئی آپ نے فرمایا کہ جب وہ ایسا کہے مجھے خبر کرنا چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور اپنے آپ اوسکی دعا سنی جب صبح ہوئی تو اوس سے فرمایا کہ میان تو جنت خدائے تعالے سے کیون نہین مانگتا اوسنے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا یہ رتبہ نہین اور نہ میرے عمل اس قابل ہین یہ کہکر وہ تھوڑا ہی ٹھہرا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اوترے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اوس شخص سے کہدو کہ اللہ تعالے نے اوسکو دوزخ سے پناہ دی اور جنت مین داخل کیا اور مروی ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر فرمایا کہ عبد اللہ بن عمر اچھے شخص ہین اگر رات کو نماز پڑھا کرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر رض سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مقولہ کہدیا اونھون نے آیندہ سے رات کے جاگنے اور نماز کا التزام کر لیا چنانچہ نافع آپ کے غلام کہتے ہین کہ آپ رات کو نماز پڑھتے اور مجھسے پوچھتے کہ نافع سحر ہو گئی مین کہتا کہ نہین ہوئی پھر آپ نماز پڑھنے لگتے پھر فرماتے کہ نافع سحر ہو گئی مین کہتا کہ ہان تو آپ بیٹھکر استغفار پڑھتے رہتے یہان تک کہ صبح صادق ہو جاتی۔ اور حضرت امام زین العابدین رض سے مروی ہی کہ حضرت یحیی بن زکریا علیہما السلام ایک روز جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھائی اوس رات جو ورد معمولی پڑھا کرتے تھے اوس سے سو گئے یہانتک کہ صبح ہو گئی اللہ تعالے نے اونپر وحی بھیجی کہ اے یحیی کیا تمنے کوئی گھر میرے گھر سے اچھا پایا لیا یا کوئی ہمسایہ میرے ہمسایہ سے بہتر تمکو ملگیا ای یحیی اقسم ہے اپنی عزت کی اگر تو جنت کو ایک فعہ بھی جھانک لے تو مارے اشتیاق کے تیری چربی پگھل جاوے اور تیری جان نکل جاوے اور اگر دوزخ کی طرف ایکمرتبہ جھانکے تو تیری چربی پگھلے اور آنسوون کی جگہہ پیپ رووے اور ٹاٹ کی عوض لوہا پہنے۔ اور کسی نے

گدی پر جب وہ سوتا ہے تین گرہین لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہی پھونک دیتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے سو رہ پس اگر وہ شخص جاگے اور خدائے تعالے کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وضو کرے تو دوسری گرہ ڈھیلی ہوتی ہے اور اگر نماز پڑھی تو تیسری گرہ کھلجاتی ہے اور صبح کو سرور کے ساتھ طیب النفس اوٹھتا ہے ورنہ نفس کا خبیث اور سست اوٹھتا ہے۔ اور ایک حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ تمام رات سوتا رہا یہانتک کہ صبح ہوگئی آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے کان مین شیطان نے پیشاب کر دیا۔ اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ شیطان کے پاس ایک سونگھنی اور ایک چٹنی اور ایک انجن ہے جب وہ کسی کو سونگھنی سونگھا دیتا ہے تو اوسکی عادت بُری ہو جاتی ہے اور جسوقت چٹنی چٹاتا ہے اوسکی زبان تیز اور فحش ہو جاتی ہے اور جب انجن لگا دیتا ہے تو رات کو صبح تک سوتا رہتا ہے۔ اور فرمایا کہ دو رکعتین اگر بندہ پچھلی رات کے درمیان مین پڑھے تو اوسکے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر ہین اور اگر مین اپنی امت پر اونکو مشکل نہ جانتا تو اونپر اون دونون رکعتون کو فرض کر دیتا۔ اور حدیث صحیح مین حضرت جابر رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَۃً لَا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْھَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ اور ایک روایت مین یہ الفاظ ہین یَسْأَلُ اللّٰہَ خَیْرًا مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ وَذٰلِکَ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ اور مغیرہ بن شعبہ رضہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنا کھڑے ہوئے کہ آپ کے پاون پھٹ گئے لوگون نے عرض کیا کہ آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ بخشے گئے آپ اتنی مشقت کیون فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ کیا مین بندہ شکر گزار نہون۔ اس کے مضمون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جواب آپ کا رتبہ کی زیادتی سے کنایہ ہے اسلیے کہ شکر باعث مزید نعمت ہے چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ اور حضرت ابو ہریرہ رضہ کو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اگر یہ چاہتے ہو کہ خدائے تعالے کی رحمت تمپر زندہ رہنے اور مردہ ہونے اور قبر مین رہنے اور مرنے کے بعد جی اوٹھنے کے حال مین ہے تو رات سے اوٹھکر نماز پڑھو اور اس نماز سے اپنے پروردگار کی رضا چاہو اے ابو ہریرہ اپنے گھر کے کونون مین نماز پڑھو تمھارے گھر کا نور آسمان مین ایسا ہوگا جیسے چھوٹے اور بڑے ستارون کی روشنی زمین کے باشندون کے پاس ہے۔ اور فرمایا کہ رات کی عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لو کہ وہ تم سے پیشتر کے نیکبختون کا طریقہ ہے اور اوس مین یہ خوبیان ہین کہ خدائے تعالے کی نزدیکی اور گناہون کا دور ہونا اور بدن مین سے روگ کا دفع رہنا اور گناہون سے محترز رہنا اوس سے نصیب ہوتا ہے اور فرمایا کہ جس شخص کی عادت کو نماز پر یعنی کی ہو

۱ بخاری و مسلم ابن ماجہ ۱۲
۲ طبرانی بروایت انس و بزار بروایت سمرہ بن جندب اور دونون کی سند ضعیف ہے ۱۲
۳ محمد بن نصر مروزی بروایت حسان بن عطیہ مرسلا ۱۲
۴ اس حدیث کا ترجمہ اور سند آخر بیان سوم مین ہے ۱۲
۵ بخاری و مسلم ۱۲
۶ اگر وہ چاہتے تو اور دون کا ذکر نہ کرتے ۱۲
۷ بخاری و مسلم ۱۲
۸ طبرانی و بیہقی بروایت ابو امامہ ۱۲
۹ چوتھی فصل مین ہے ۱۲

صلے اللہ علیہ وسلم کو اس دعا کی وحی ہوئی تھی اور آپ نے ایک شخص کو تعلیم فرمائی تھی مین اوسوقت آپ کی خدمت مین گیا تھا اور آپ کے پاس موجود تھا یہ معاملہ میرے سامنے ہوا پس جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی تھی اوس سے مین نے سیکھی ہے اور کہتے ہین کہ جو کوئی اس دعا اور اس نماز پر حسن یقین اور صدق نیت سے مداومت کرے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے نکلنے کے پیشتر خواب مین دیکھے اور بعض لوگون نے جو اس عمل کو کیا تو خواب مین دیکھا کہ جنت مین داخل کئے گئے اور وہان انبیا علیہم السلام کو دیکھا اور اوسی جگہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف یاب ہوئے اور آپ نے اون سے گفتگو فرمائی اور تعلیم فرمایا۔ حاصل یہ کہ اسوقت کی عبادت کی فضیلت مین بہت کچھہ وارد ہوا ہے یہانتک کہ کسی نے عبید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مولے سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے نماز فرض کے اور کسی نماز کے لیے بھی حکم فرماتے تھے کہ نہین اونھون نے فرمایا کہ ہان مغرب اور عشا کے درمیان کی نماز کے لیے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ جو کوئی مغرب اور عشا کے درمیان مین نماز پڑھے تو یہ نماز اوابین کی ہے اور اسود کہتے ہین کہ مین جب کبھی حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت مین اسوقت حاضر ہوا تو اونکو نماز پڑھتے دیکھا مین نے آپ سے اسکی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا کہ یہ وقت غفلت کا ہے اسلیے اسمین نماز پڑھتا ہون۔ اور حضرت انسؓ اس نماز پر مواظبت فرماتے اور کہتے کہ یہ ناشئۃ اللیل یعنے رات کی طاعت ہے اور اسی کے باب مین یہ آیت اوتری ہے تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ اور احمد بن ابی الحواری کہتے ہین کہ مین نے ابوسلیمان دارانی رح سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک یہ بہتر ہے کہ مین ان کو روزہ رکھون اور مغرب اور عشا کے درمیان مین کھانا کھاؤن یا یہ اچھا ہے کہ دن کو افطار کرون اور اوسوقت مین نماز پڑھون آپ نے فرمایا کہ روزہ بھی رکھو اور نماز بھی پڑھو مین نے کہا کہ اگر دونون نہو سکین فرمایا کہ دن کو افطار کرو اور اس وقت مین نماز پڑھو

دوسرا بیان رات کے جاگنے اور عبادت کرنے کی فضیلت مین۔ آیتین اس باب مین یہ ہین إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ الآیہ اور فرمایا إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا اور فرمایا تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ اور فرمایا أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ اور فرمایا وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا اور فرمایا وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ بعضون نے اس نماز کو شب کی نماز کہا ہے کہ اوسپر صبر کرنے سے مجاہدہ نفس پر استعانت لیجاتی ہے اور احادیث بھی اسکے فضائل مین بہت ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ شیطان تم مین سے ایک شخص کی

کوئی کلام نکرے تو اللہ تعالی پر شایان ہوگا کہ اوسکے لیے دو محل جنت مین بناوے کہ اون دونو مین سی ہر محل کا فاصلہ سو برس کی راہ ہوگا اور دونون کے درمیان مین درخت لگاوے گا کہ اگر اون مین گو تمام زمین والے پھرین تو سب کی گنجایش کر جاوین - اور ایک حدیث مین فرمایا جو شخص مغرب اور عشا کے درمیان مین دس رکعتین پڑھے اللہ تعالے اوسکے لیے ایک محل جنت مین بناوے پس حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ تب تو ہمارے محل بہت سے ہو جاوین گے آپ نے فرمایا کہ اللہ بہت بڑا ہے اور بڑے فضل والا یا یہ فرمایا کہ اللہ بہت پاک ہے اور حضرت انس بن مالک رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز مغرب جماعت مین پڑھے پھر اوسکے بعد دو رکعتین پڑھے اور اس درمیان مین دنیا کے باب مین کچھ نبولے اور پہلی رکعت مین الحمد اور دس آیتین سورۂ بقر کے شروع کی اور دو آیتین اوسکی درمیان کی یعنی والہکم الہ واحد سی لقوم یعقلون تک اور پندرہ بار قل ہو اللہ پڑھے پھر رکوع اور سجدہ کرکے جب دوسری رکعت کو کھڑا ہو تو الحمد اور آیۃ الکرسی اور دو آیتین اوسکے بعد اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون تک اور تین آیتین سورۂ بقر کے آخر کی للہ ما فی السموات وما فی الارض سی آخر سورہ تک اور قل ہو اللہ احد پندرہ بار پڑہے تو انکا ثواب حدیث مین اسقدر ذکر فرمایا کہ خارج از حصر ہے اور کرز بن دبرہ جو ابدال مین سے ہین کہتے ہین کہ مین نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کہ مجکو کوئی ایسی چیز بتاؤ کہ مین اوسکو ہر شب کیا کرون اونھون نے فرمایا کہ جب تم مغرب پڑہو تو عشا کے وقت تک نماز ہی مین رہا کرو اور کسی سے کلام مت کرو اور دہیان نماز ہی مین رکھو اور ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیرو اور ہر رکعت مین ایک بار الحمد اور تین بار سورۂ اخلاص پڑہو اور جب عشا کی نماز سے فارغ ہو تو اپنے مکان کو چلے آؤ اور کسی سے کلام نکرو اور دو رکعتین مکان پر پہونچکر پڑہو ہر رکعت مین الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ سات بار پھر سلام پھیرنیکے بعد سجدہ کرو اور سات بار اللہ تعالے سے مغفرت کا سوال کرو اور سات بار پڑہو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر اپنا سر سجدے سے اوٹھا کر برابر بیٹھ جاؤ اور ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا پڑہو یا حی یا قیوم یا ذو الجلال والاکرام یا الہ الاولین والآخرین یا رحمن الدنیا والآخرۃ ورحیمہما یا رب یا رب یا رب یا اللہ یا اللہ یا اللہ پھر کھڑے ہو جاؤ اور ہاتھ اوٹھا کر یہی دعا مانگو پھر جہان چاہو قبلہ رخ دہنی کروٹ پر لیٹ رہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہو اور درود اتنا پڑہو کہ پڑہتے پڑہتے سو رہو مین نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ آپ یہ بتاوین کہ آپ نے یہ دعا کس سے سنی ہے اونھون نے فرمایا کہ جب آنحضرت

ح ۱ ابن مبارک در زہد بروایت عبد الکریم بن الحارث مرسلا ۱۲

ح ۲ ابن حبان در ثواب باندک اختلاف اور یہ حدیث ضعیف ہے ۱۲

عہ ای زندہ ای توانا ای بزرگی ای بڑائی والے ای اگلون پچھلون کے معبود ای دنیا اور آخرت کے مہربان اور رحمت والے ای پروردگار ای رب ای ملک ای معبود ای اللہ ای خدا ۱۲

کرتے تھے تو اوسکو مستحکم کرتے تھے اور بہمین وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو خداے تعالے نے کسی عبادت کا عادی کردیا ہو اور وہ اوسکو اکتا کر چھوڑ دے تو اللہ تعالے اوس سے نہایت ناراض ہوتا ہے۔ اور یہی سبب تھا کہ آپ سے جب باہر کے لوگون کے آنے کی جہت سے دو رکعتین رہ گئین تو اونکو عصر کے بعد تدارک مافات کے لیے پڑھلیا پھر آیندہ کو وہ دو رکعتین ہمیشہ عصر کے بعد پڑھتے رہے مگر اپنے مکان پر پڑھین مسجد مین نہ پڑھین تاکہ کوئی اس باب مین آپ کی پیروی نکرے اس امر کو حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے۔ اب اگر یہ کہو کہ عصر کے بعد کا وقت تو مکروہ ہے اسمین دوسرے شخص کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا سے یہ دو رکعتین جائز ہین کہ نہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس وقت مین نماز کا مکروہ ہونا تین وجہون سے ہم بیان کر چکے ہین اول آفتاب پرستون کی مشابہت سے بچنا یا شیطان کے سینگ نکلنے کے وقت سجدہ سے احتراز کرنا یا اکتانے کے خوف سے عبادت مین آرام کا ملجانا اور یہ تینون صورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین ہو نہین سکتین اسی لیے اسباب مین دوسرے کو آپ کے اوپر قیاس نہین کر سکتے اور اسکا شاہد یہ ہی کہ آپ نے اس فعل کو گھر مین کیا تاکہ کوئی آپ کی اقتدا نکرے

دوسری فصل مغرب اور عشا کے درمیان کی عبادت اور رات کی عبادت کی فضیلت مین اور اور اون سببون کے ذکر مین جنسے رات کو جاگنا آسان ہو اور رات کے پھانٹنے کی کیفیت اور اون راتون کے بیان مین جنکا جاگنا اور عبادت کرنا مستحب ہے اور اس فصل مین پانچ بیان ہین

پہلا بیان مغرب و عشا کے درمیان کی عبادت وغیرہ کی فضیلت مین۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداے تعالے کے نزدیک سب نمازون مین افضل مغرب کی نماز ہے کہ اوسکو نہ مسافر سے کم کیا نہ مقیم سے رات کی نماز کو اوس سے شروع کیا اور دن کی نماز کو اوس سے تمام کیا پس جو شخص مغرب کی نماز پڑھے اور بعد اوسکے دو رکعتین پڑھے اللہ تعالے اوسکے لیے دو محل جنت مین بناوے راوی فرماتے ہین کہ مجھے معلوم نہین کہ سونے کے فرمائے یا چاندی کے اور جو شخص اوسکے بعد چار رکعتین پڑھے اللہ تعالے اوسکے بیس برس کے گناہ بخشدے یا چالیس برس کے گناہ فرمائے۔ اور حضرت ام سلمہ رض اور حضرت ابو ہریرہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی مغرب کے بعد چھہ رکعتین پڑھے تو اوسکے لیے یہ رکعتین ایک برس کامل کی عبادت کے برابر ہونگی یا یہ فرمایا کہ گویا شب قدر کو تمام رات نماز پڑھی۔ اور سعید بن جبیر حضرت ثوبان رض سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو

مذکورہ پر مواظبت کرے پس طالب آخرت کو نہ چاہیے کہ ان باتون مین سے کچھ سنکر براہ مغالطہ اپنے نفس مین
انکا مدعی ہو اور اپنی معمولی عبادتون مین سستی کرنے لگے کیونکہ ایسے لوگون کی پہچان یہ ہے کہ انکے دلون مین
کوئی وسوسہ نہ کھٹکے نہ گناہ کا خطرہ ہو نہ ہجوم اہوال سے اپنی جگہ سے ہلین نہ بڑے بڑے اشغال انکے
مقصود کے ہارج ہون پس تربیہ ہر شخص کو کہان نصیب ہے اس صورت مین تمام لوگون کے حق مین اوراد کی
ترتیب ویسی ہی ہے جیسی ہم نے ذکر کی ہے اور جو کچھ ہمنے ذکر کیا ہے وہ سب اللہ تعالی کی طرف
کے راستے ہین اللہ تعالے فرماتا ہے قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى
سَبِيْلًا راہ یاب سب ہین مگر بعض کو بعض کی نسبت کر ہدایت زیادہ ہے۔ اور ایک حدیث مین ہے
کہ ایمان تین سو تینتیس طریقے ہین جو شخص کہ اون مین سے ایک طریق کی شہادت پر بھی مرے گا وہ
جنت مین داخل ہوگا۔ اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ ایمان موافق شمار رسولون کے تین سو تیرہ اخلاق
ہین پس جو ایماندار کہ اون مین سے ایک خلق پر ہے وہ اللہ تعالی کی طرف کے راستے کا سالک ہے
حاصل یہ کہ لوگون کے طریقے اگرچہ عبادت کے باب مین مختلف ہین مگر سب راہ پر ہین آیت اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ اونکا مصداق ہی اونمین اگر فرق ہے
تو صرف قرب کے درجات مین ہے نہ اصل قرب مین اور سب سے قریب تر اللہ تعالے کی طرف وہ ہین جو
سبکی نسبت کر زیادہ عارف ہین اور سب سے زیادہ عارف ضرور ہے کہ وہی ہون گے جو اوسکی عبادت
زیادہ کرتے ہون کیونکہ جو شخص اوسکو پہچان لیتا ہے وہ دوسرے کی عبادت نہین کرتا۔ اور وظیفون کے
باب مین ہر صنف کے حق مین اصل مدار امت ہے کیونکہ غرض وظائف سے صفات باطنی کا بدلنا ہی
اور عمل کا ایک دو بار کرنا تاثیر کم کرتا ہے بلکہ اوسکا اثر معلوم بھی نہین ہوتا اثر تو سب اعمال پر مترتب
ہوا کرتا ہے اور جب ایکبار عمل کرنے کا اثر ظاہر مین نہین معلوم ہوتا اور دوسری بار اور تیسرے بار کی
کرنے سے اوسکی پختگی جلد نہین کیجاتی تو اول کا اثر بالکل ہی مٹ جاتا ہے اور اسکا حال فقیہ کا سا
حال ہوجاتا ہے جو یہ چاہے کہ مین خوب فقیہ ہوجاؤن کہ وہ بھی بدون بہت سی دفعہ مسائل کے دوہرانے
کے فقیہ نہوگا اگر مثلا ایک رات بیٹھکر مسائل کو دو چار بار کہلے اور مہینا بھر یا ہفتہ بھر چھوڑ دے پھر
ایک رات مین محنت کرے تو اسکا کچھ اثر نہوگا اور اگر اوس محنت کو پیہم راتون پر تقسیم کرکے ہر شب
تھوڑی تھوڑی محنت کیا کرے تو اوسکا اثر اوسمین ہوگا اور اسی بھید کی جہت سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ اور حضرت عائشہ رضہ سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل کا حال لوگون نے پوچھا تو فرمایا کہ آپ کا عمل دائمی تھا اور جب کوئی عمل آپ

قولہ ہر کسی کا کام کرنا ہی وظائف سے بہتر اب ہر شخص جانتا ہے کون سا بھاری راہ ہے طرائق نہیں بلکہ مراد ہیں ۱۲ منہ قولہ وہ ولی جسکو بیکار کرتے ہین دھوبی ترجمہ ہین اسکے سب کام کرتے ہین ۱۲ منہ قولہ مجرد تا عمال ہین خدا کے نزدیک ۱۲ منہ قولہ ہمیشہ ۱۲ منہ

دیڈالے تو یہ اون اور سے بہتر ہی جو ہم نے لکھے ہین کیونکہ جس عبادت کا فائدہ اورونکو بھی
پھونچے وہ اوس سی بہتر ہی کہ اوسکا نفع خاص ایک ہی شخص کو ہو اور صدقہ اور خیرات کی نیت سے
کمانا بذات خود ایسی عبادت ہین کہ اللہ تعالی سی نزدیک کرتی ہین پھر اوس سی دوسرونکو فائدہ پہنچتا ہے
اور مسلمانون کی دعا کی برکت حاصل ہوتی ہی اور اس سی ثواب دونا چوگنا ہو جاتا ہے پنجم حاکم
جیسی امام اور قاضی اور مسلمانون کے امور کی نگرانی کا متولی تو ایسے شخص کے حق مین مسلمانون کی
حاجتونکا پورا کرنا اور شریعت کی موافق اخلاص کی نیت سی اونکی غرضین نکالنین اوراد مذکورہ کی نسبت کے
بستر ہی اسلیے اوسکے حق مین یہ مناسب ہی کہ دنکو تو فرض نماز پر اکتفا کرکے لوگونکے حقوق مین مشغول رہے
اور وظائف مذکورہ کو رات مین ادا کرے جیسے حضرت عمر رض کیا کرتے تھے چنانچہ اونھون نے
ارشاد فرمایا تھا کہ مجکو نیند سے کیا علاقہ کہ اگر مین دنکو سوؤن تو مسلمانون کو تلف کرتا ہون اور
رات کو سوتا ہون تو اپنے نفس کو تباہی مین ڈالتا ہون اور بیان گذشتہ سے تم نے سمجھ لیا ہوگا
کہ دو باتین عبادات بدنی پر مقدم ہوتے ہین اول علم دوسری مسلمانون کے ساتھ نرمی برتنی
اسلیے کہ یہ دونو چیزین بذات خود عمل و عبادت ہین اور عبادات مین سی اونھین کو فضیلت ہوتی ہے جنکا
فائدہ دوسرونکو پھونچے اور نفع پھیلے اور چونکہ یہ دونو باتین اسی قسم کی ہین اسلیے عبادات پر
مقدم ٹھرین ششم وہ موحد کہ واحد پاک مین مستغرق ہو اور اسکے سوا اوسکو اور کوئی فکر ہی نہ ہو
نہ بجز اللہ تعالی کی اور سی محبت کرتا ہو اور نہ اوسکے سوا کسی سی ڈرتا ہو اور نکسی دوسری سی رزق کی توقع رکھتا ہو اور
جب کسی چیز کو دیکھتا ہے تو اوسمین خدا ہی نظر آتا ہے پس جس شخص کا رتبہ اس درجہ پر پہنچ جاوی
تو اوسکو اپنے اوقات کے بانٹنے اور پھاٹنے کی ضرورت نہین بلکہ بعد فرائض کے اوسکے لیے
ایک ہی وظیفہ ہے یعنی اللہ تعالے کے ساتھ ہر حال مین دل کا حاضر رہنا یعنی جو امر اوسکے دل مین
گذرے اور جو آواز کان مین پڑے اور جو شی آنکھون کے سامنے ہو سب مین اوسکو عبرت اور فکر
اور مزید حاصل ہو نہ اوسکا کوئی محرک خدا تعالی کے سوا ہو اور نہ کوئی ساکن کرنیوالا ایسے شخص کے
جمیع حالات اس بات کے شایان ہوتے ہین کہ اوسکے زیادتی مراتب کے سبب ہون اسیوجہ
سے ایسے لوگون کے نزدیک ایک عبادت اور دوسرے مین کچھ فرق نہین ہوتا یہی لوگ ہین
کہ اللہ تعالی کی طرف گریز کر گئے ہین اور انھین کے حق مین اللہ تعالے کا یہ قول صادق ہوا ہی
واذا اعتزلتموہم وما یعبدون الا اللہ فاووا الی الکہف یبشر لکم ربکم من رحمتہ اور اس آیت مین بھی انھین
کی طرف اشارہ ہی انی ذاہب الی ربی سیہدین اور یہ درجہ صدیقون کے رتبہ کی انتہا ہی اسپر آدمی

ف۱ اور جب تم نے کنارا پکڑا اونسے اور جنکو وہ پوجتے ہین اللہ کے سوا اب جا بیٹھو اوس کھوہ مین پھیلاوے تم پر رب تمھارا کچھ اپنی مہر ۱۲

ف۲ مین جاتا ہون اپنے رب کیطرف وہ مجکو راہ دیگا ۱۲

بلکہ اگر کوئی شخص مجلس علم مین حاضر ہو کر یون نہ سیکھے کہ لکھتا جاوے اور یاد کرتا جاوے کہ عالم ہو جاوے بلکہ وہ شخص عوام ہی مین سے ہو تب بھی اوسکا ذکر اور وعظ اور علم کی مجلسون مین حاضر ہونا اون وظائف سے کہین اچھا ہے جو ہم بعد صبح اور طلوع کے پیچھے اور دوسرے تمام اوقات مین لکھ آئے ہین کیونکہ ابو ذر رض کی حدیث مین آچکا ہے کہ مجلس ذکر مین حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے اور ہزار جنازون کے شریک ہونے سے اور ہزار بیمار پرسی سے اچھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم جنت کے گلزار دیکھو تو اون مین چرو لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ جنت کے گلزار کیا ہین آپ نے فرمایا کہ ذکر کے حلقے۔ اور کعب احبار رض فرماتے ہین کہ اگر علما کی مجالس کا ثواب لوگون کے سامنے ظاہر ہو جاوے تو اوسپر کٹ مرین یہانتک کہ ہر ایک امیر اپنی امارت چھوڑ دے اور ہر ایک بازاری اپنے بازار سے دست بردار ہو۔ اور حضرت عمر رض نے فرمایا ہے کہ آدمی اپنے گھر سے ایسی طرح نکلتا ہے کہ اوسپر تہامہ کے پہاڑونکے برابر گناہ ہوتے ہین مگر جب کسی عالم کا کلام سنتا ہے تو اپنے گناہون پر افسوس و ندامت کرتا ہے اور اپنے گھر ایسی طرح لوٹتا ہے کہ اوسپر کوئی گناہ نہین ہوتا پس تم علما کی مجلسون سے علیحدہ مت رہو کہ اللہ تعالے نے تمام روے زمین پر کوئی جگہہ علما کی مجالس سے بزرگتر نہین پیدا کی۔ اور کسی شخص نے حضرت حسن بصری رح سے کہا کہ مین آپ سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کرتا ہون آپ نے فرمایا کہ مجالس ذکر مین بیٹھا کر سختی دل جاتی رہے گی۔ اور عمار رح نے مسکینہ طفاویہ کو خواب مین دیکھا جو ہمیشہ ذکر کے حلقون مین حاضر ہوتی تھین اور کہا کہ اے مسکینہ مرحبا اوسنے کہا کہ اب مسکنت دور ہو گئی اور تونگری آئی عمار نے کہا کہ یہ تو کہو مسکینہ نے کہا کہ اوس شخص کا حال کیا پوچھتے ہو جسکے لیے جنت بالکل مباح کر دی گئی عمار نے کہا کہ یہ درجہ کس سبب سے حاصل ہوا کہا کہ اہل ذکر کے پاس بیٹھنے سے۔ حاصل یہ کہ اگر کسی واعظ خوش کلام پاک سیرت کے کہنے سے دل کے اوپر سے محبت دنیا کی گرہون مین سے ایک بھی کھلجاوے تو یہ اسکی نسبت کہیں اشرف اور مفید تر ہے کہ باوجود دلمین دنیا کی محبت ہونے کے بہت سی رکعتین آدمی پڑھے چہارم اہل حرفہ کہ اپنے عیال کے لیے کمائی کا محتاج ہو اوسکو جائز نہین کہ اپنے عیال کو فاقون مار ڈالے اور ساری اوقات عبادت مین مستغرق کر دے بلکہ اوسکو بھی چاہیے کہ کام کے وقت بازار جاوے اور اپنی پیشہ مین مشغول ہو ہان مناسب یہ ہے کہ اپنی پیشہ مین ذکر الٰہی کو نہ بھولے بلکہ تسبیحات اور ذکر اور تلاوت پر مواظبت رکھے کہ یہ باتین کام کرنے کے ساتھ بھی ممکن ہین البتہ نماز کام کے ساتھ مین نہین ہو سکتی لیکن جسقدر ممکن ہو باغ وغیرہ کا محافظ ہو تو نماز کا ورد بھی ادا کر سکتا ہے اور جب مقدار کفایت کما چکے تو چاہیے کہ وہی وظائف معمولی بجالاوے جو اوپر مذکور ہوئے اور گھون بھر پیشہ مین لگا رہے اور جو اپنی حاجت سے زائد ہو اوسکو

اور عالم کے حق مین یہی بہتر بھی ہے کہ اپنے اوقات کو کامون کے لیے پھانٹ دے کیونکہ سارے اوقات تعلیم مین بسر کرنے کی تاب طبیعت کو نہوگی اس صورت مین تقسیم اوقات یون مناسب ہے کہ صبح سے آفتاب نکلنے تک تو ذکر اور وظائف کے لیے کردے جیسے ہمنے دن کے اوقات مین پہلے وقت کا حال لکھا ہے اور طلوع کے بعد سے دوپہر تک پڑھانے مین صرف کرے بشرطیکہ کوئی شخص آخرت کے لیے پڑھا چاہتا ہو اور اگر ایسا طالب علم نہو تو اسوقت کو فکر مین بسر کرے اور وہ چیزین سوچے جو علوم دینی مین سے اوسپر مشکل ہون اسلیے کہ ذکر کرنے کے بعد اور دنیا کے ترددات مین مشغول ہونے سے پیشتر دل کی صفائی مشکلات کے سمجھنے پر ممد ہوا کرتی ہے اور دوپہر سے عصر تک تصنیف اور کتاب بینی مین صرف کرے اور اوسکو بجز کھانے اور پاخانہ اور فرض نماز اور دن کو تھوڑا سا سونے کے اوقات کے اور کسی وقت مین ترک نکرے اور دن کا سونا بھی ایسی صورت مین ہے کہ دن بڑا ہو اور عصر سے آفتاب کے زرد ہونے تک جو کوئی تفسیر اور حدیث اور علم مفید اس سے پڑھے اوسکے سننے مین مشغول رہے اور آفتاب کے زرد پڑجانے سے غروب تک استغفار اور تسبیح مین مشغول رہے غرضکہ اول وقت طلوع سے پیشتر کا تو عمل زبانی مین گذرے گا اور دوسرا وقت دوپہر تک دل کے عمل مین بسر ہوگا اور تیسرا وقت عصر تک آنکھ اور ہاتھ کے عمل مین تمام ہوگا کہ آنکھون سے مطالعہ کرے گا اور ہاتھون سے لکھے گا اور چوتھا وقت عصر کے بعد کا کان کے عمل مین ختم ہوگا تاکہ آنکھ اور ہاتھ آرام لے لین اور نیز بعد عصر کے لکھنے اور مطالعہ کرنے سے کبھی آنکھ کو ضرر بھی ہوا کرتا ہے اور پانچوان وقت زردی کے بعد کا پھر ذکر زبانی مین مصروف ہوگا تو اس صورت مین کوئی حصہ دن کا اعضا کے اعمال سے خالی بھی نرہے گا اور سب مین دل بھی حاضر رہے گا۔ اور رات کی تقسیم عالم کے باب مین وہی بہتر ہے جو امام شافعی رضہ نے کر رکھی تھی کہ رات کے تین حصہ کرتے ایک تہائی تو مطالعہ اور علم پڑھانے کی لیے دوسری تہائی درمیان شب کے نماز کے لیے اور پچھلی تہائی سونے کے واسطے اور یہ بات جاڑون مین تو ہوسکتی ہی مگر گرمی کے موسم مین غالباً اسکا تحمل اوسکو نہو مگر ایک صورت سے کہ دن کو بہت سا سو لیوے حاصل یہ کہ عالم کے اوقات کی ترتیب ایسی ہونی چاہیے جیسے مذکور ہوئی سوم طالب علم اوسکو طلب علم مین مشغول ہونا ذکر اور نوافل مین لگے رہنے کی نسبت کر اچھا ہے اسی لیے ترتیب اوقات کی باب مین اوسکا اور عالم کا ایک حکم ہے اتنا فرق ہے کہ جسوقت مین عالم افادہ مین مشغول ہو اوسوقت طالب علم استفادہ مین مصروف ہو اور جو وقت عالم کی تصنیف کا ہے اوسوقت یہ حاشیہ چڑھانا اور کتابت کرنی اختیار کرے باقی اوقات اوسی طرح ہین جیسے ہم اوپر ذکر کر چکے ہین اور جو کچھ ہمنے باب العلم مین علم کی اور اوسکے سیکھنے کی فضیلت لکھی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کا سیکھنا اون وظائف سی بہتر ہے

مختلف اوقات مین بموجب تفصیل گذشتہ کے بھانٹنا اور ایک قسم سے دوسری قسم کو بدلتے رہنا ہے ہمکو اچھا معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ اکتا جانا سرشت انسانی پر غالب ہے اور ایک شخص کے حالات اسباب مین مختلف ہین مگر جب وظائف کی غرض اور اصل معلوم ہوگئی تو جس وظیفہ سے اصل غرض حاصل ہوتی ہو اوسیکو اوسوقت اختیار کرنا چاہیے مثلاً اگر کوئی تسبیح سے اور اوسکی تاثیر اپنے دل مین پاوے تو اوسکی تکرار پر مواظبت کرے جبتک اوسکی تاثیر ہو۔ حضرت ابراہیم ابن ادہم بعض ابدال کی نقل کرتے ہین کہ وہ ایک رات دریا کے کنارے نماز پڑھتے تھے کہ ایک آواز بلند تسبیح کی سنی اور کسیکو نہ دیکھا تب کہا کہ تو کون ہے کہ مین تیری آواز سنتا ہون اور جسم نہین دیکھتا اوسنے کہا کہ مین فرشتہ ہون اور اس پہاڑ پر معین ہون جسسے مین پیدا ہوا ہون اسی تسبیح سے خدای تعالے کی پاکی بولتا ہون پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے کہا مہلہیائیل اون ابدال نے پھر پوچھا کہ اس تسبیح کے پڑھنے والے کا ثواب کیا ہے اوس فرشتے نے کہا کہ جو کوئی اسکو سو بار پڑھلے وہ مرنے سے پیشتر اپنی جگہہ جنت مین دیکھہ لیتا ہے اور وہ تسبیح یہ تھی سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الدَّيَّانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الشَّدِيْدِ الْاَرْكَانِ سُبْحَانَ مَنْ يُّذْهِبُ بِاللَّيْلِ وَيَاْتِيْ بِالنَّهَارِ سُبْحَانَ مَنْ لَّا يَشْغَلُهٗ شَاْنٌ عَنْ شَاْنٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمُسْتَجَابِ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ پس یہ تسبیح یا اور ایسی ہی اگر طالب کے کان مین پڑے اور دل مین اوسکی تاثیر پاوے تو اوسکا التزام کرلے اور جس چیز سے دل مین اثر ہو اور خیر کا دروازہ اوسکے منہ پر اوس سے کھلتا ہو اوسی پر مواظبت کرے دوم عالم جو فتوی دینے اور پڑھانے اور تصنیف کرنے سے لوگون کو فائدہ پونہچاتا ہو تو اسکے اوراد کی ترتیب عابد کے وظائف سے مختلف ہے کیونکہ عالم کو کتابون کا مطالعہ کرنا اور تصنیف کرنا اور پڑھانا ضروری چیزین ہین اور انکے لیے وقت درکار ہے پس اگر وہ اپنے سارے اوقات انھین امور مین مستغرق کردے تو فرائض وسنن کے بعد اور کوئی چیز اس سے بڑھکر نہین اور ارباب العلم مین جو ہمنے پڑھنے پڑھانے کی فضیلت ذکر کی ہے وہ اسکی دلیل ہے اور کیسے نہو کہ علم مین تو ذکر الٰہی کی مواظبت اور اللہ تعالے اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مین تامل کرنا ہی ہوتا ہے اور لوگونکو فائدہ پونہچانا اور طریق آخرت بتانا اوسی سے ہوتا ہے اکثر مسائل ایسے ہین کہ اون مین سے طالب علم ایک سیکھکر اپنی عمر بھر کی عبادت کی اصلاح کرلیتا ہے اور اگر اوسکو نہ سیکھتا تو سعی رایگان جاتی۔ اور ہماری غرض اوس علم سے جو عبادت پر مقدم ہے وہ علم ہے جو لوگون کو آخرت کی ترغیب دیوے اور دنیا مین اونکو زاہد کردے اور جب اوسکو سلوک طریق آخرت کی مدد کے لیے سیکھین تو اسباب مین اونکا ممد ہو اور وہ علوم مراد نہین ہین جنسے مال وجاہ اور لوگون کے درمیان مقبول ہونے کی خواہش زیادہ ہو

ل پاکی بیان کرتا ہون مین اسپر بوجہ جوڑنے کی پاکی بیان کرنے کے تاکید مین مضبوط طرفون والا کی پاکی بیان کرتا ہون نہین دوسری چیزون کی ع جو ہر جملہ مین پاکی بیان کیا جاتا ہے ۱۲

ورکر الا الہ الا اللہ کہنے کو بھی کر فرمایا پھر فرمایا کہ دو رکعتین چاشت کی صدقہ ہین ان سب کو ادا کرنا یا یون فرمایا کہ یہ سب اپنے لیے جمع کرنی چاہییں +

چوتھا بیان اس امر کے ذکر مین کہ حالات کے مختلف ہونے سے اوقات کے معمولات مختلف ہوجایا کرتے ہین۔ جاننا چاہیے کہ جو شخص آخرت کی کھیتی کرنی چاہتا ہے اور طریق آخرت اختیار کرتا ہے وہ چھہ حال سے خالی نہین یا عابد ہوگا یا عالم یا طالب علم یا حاکم یا اہل حرفہ یا موحد کہ واحد پاک مین مستغرق رہے اوسکے سوائے کیطرف التفات نکرے اب ان سب کے معمولی وظائف جدا جدا ہین بتفصیل سننا چاہیے **اول** عابد یعنی وہ شخص کہ محض عبادت کے لیے ہورہے اوسکے سوا کوئی کام اوسکو نہو اور اگر عبادت کو چھوڑ دے تو نکما بیٹھا رہے اوسکے لیے اوقات و وظائف کی ترتیب وہی ہے جو ہمنے دن رات کے اوقات مین ذکر کی اور یہ بھی کچھہ بعید نہین کہ اوسکے وظائف مین اندک اختلاف ہو اس طرح کہ اپنے اکثر اوقات کو صرف نماز مین یا تلاوت مین یا سبحان اللہ کہنے مین مستغرق کردے کہ صحابہ رض مین بعض کا وظیفہ ایک دن مین بارہ ہزار دفعہ تسبیح تھا اور بعض دن مین ایسے تھے کہ تیس ہزار بار سبحان اللہ کہتے تھے اور بعضون کا معمول تین سو رکعتون سے لیکر چھہ سو اور ہزار رکعت تک کا تھا اور کم سے کم رکعتین جو اونسے مروی ہین وہ دن رات مین سو رکعتین تھین اور بعضون کا وظیفہ کثرت سے قرآن پڑھنے کا تھا کہ کوئی ایک روز مین ایک ختم کرتا تھا اور کسی سے دن مین دو ختم مروی ہین اور بعض ایسے تھے کہ ایک دن یا تمام رات ایک ہی آیت کے فکر مین گذار دیتے تھے اور اوسی کو بار بار پڑھے جاتے تھے۔ اور کر زمین دبرہ مکہ معظمہ مین ٹھہرے ہوئے تھے تو ایک روز مین ستر طواف سات پھیرون کے کیا کرتے اسی طرح ہر شب مین ستر طواف کرتے تھے اور باوجود اسکے رات مین دو ختم قرآن مجید کے بھی کر لیتے تھے اب اگر اسکا حساب لگاؤ تو دن رات کے طوافون مین قریب تیس کوس کے تو مسافت پڑتی ہے اور ہر سات پھیرون کے بعد دو رکعتین طواف کی جمع کرنے سے دو سو اسی رکعتین ہوتی ہین اور دو ختم قرآن کے ہوئے تو بہت بڑی مشقت ہوئی۔ اب اگر یہ کہو کہ ان وظائف مین سے اکثر اوقات کس وظیفہ مین صرف کرنے بہتر ہین تو اوسکا حال یہ ہے کہ نماز مین کھڑے ہوکر قرآن معہ تامل اور سمجھہ کے پڑھنا سب باتون کو شامل ہے لیکن چونکہ اسپر مواظبت کرنی مشکل ہے اسلیے ہر شخص کے حال کے لحاظ سے بہتر وظیفہ مختلف ہوگا۔ اور غرض وظیفون سے دل کا تزکیہ اور پاک کرنا اور زیور ذکر الٰہی سے اوسکو آراستہ کرنا اور ذکر سے اوسکو پرچانا ہے تو طالب کو چاہیے کہ اپنے دل پر غور کرے اور جس بات کا اثر اوس مین زیادہ ہو اوسی پر مواظبت کرے اور جب اوس سے دل کو تھکن اور اکتانا معلوم کرے تو دوسرا وظیفہ بدل لے اور اسی واسطے اکثر خلق کے حق مین ان امور خیر کا

چوتھے وقت کا نماز ہی ہے اور صبح صادق ہو جاوے تو اب رات کے وظیفون کا خاتمہ ہو اون کے اوقات شروع ہو گئے تو اسوقت اوٹھکر فجر کی سنتین پڑھے اور یہی معنی ہین اس آیت کے فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ النُّجُوْمِ یعنے اوسکی پاکی بول اور ستارون کی بیٹھہ دیے پیچھے پھر یہ آیت پڑھی شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ پھر یہ کہے وَاَنَا اَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ لِنَفْسِهٖ وَشَهِدَتْ بِهٖ مَلَائِكَتُهٗ وَاُولُوا الْعِلْمِ مِنْ خَلْقِهٖ وَاَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِيَ لِيْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَدِيْعَةٌ وَاَسْاَلُهٗ حِفْظَهَا حَتّٰى يَتَوَفَّانِيْ عَلَيْهَا اَللّٰهُمَّ احْطُطْ بِهَا عَنِّيْ وِزْرًا وَاجْعَلْ لِّيْ بِهَا عِنْدَكَ ذُخْرًا وَاحْفَظْهَا عَلَيَّ وَتَوَفَّنِيْ عَلَيْهَا حَتّٰى اَلْقَاكَ بِهَا غَيْرَ مُبَدِّلٍ تَبْدِيْلًا غرض کہ اوقات کی ترتیب عابدون کے لیے یہ تھی جو مذکور ہوئی اور اکابر سلف ان باتون کے سوا ہر روز چار باتین اور بھی مستحب جانتے تھے روزہ رکھنا اور صدقہ دینا اگرچہ کم ہی ہو اور بیمار کو پوچھنا اور جنازہ پر حاضر ہونا کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی ان چار باتون کو ایکدن مین کرے اوسکے گناہ بخشدیے جاوین گے اور ایک روایت مین ہے کہ وہ جنت مین داخل ہو گا اور اگر اتفاق سے ان چیزون مین سے کچھ میسر ہون اور کچھ نہون تو اوسکو ثواب سب باتون کا نیت کے بموجب ملیگا اور پہلے لوگ اسبات کو بُرا جانتے تھے کہ سارا دن گذر جاوے اور کچھ خیرات نکرین گو ایک خرما یا پیاز یا روٹی کا ٹکڑا ہی کیون نہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت مین آدمی اپنے صدقے کے سایہ تلے رہے گا جبتک کہ آدمیون مین حکم اخیر ہو اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ آگ سے بچو اگرچہ خرمے کا ایک ٹکڑا ہی دیکر ہو اور حضرت عائشہ رضہ نے ایک سائل کو صرف ایک انگور دیا اوسنے لے لیا وہان جو لوگ موجود تھے سبھون نے ایک دوسرے کی طرف تاکنا شروع کیا حضرت عائشہ نے اونکو فرمایا کہ تمکو کیا ہوا ہے اس انگور مین بہت سے ذرون کا وزن ہے یعنے خدائے تعالے فرماتا ہے کہ جو ایک ذرہ کے برابر خیر کرے گا وہ دیکھ لے گا تو اسمین تو بہت سے ذرے ہین اور اکابر سلف سائل کا پھیر دینا اچھا نہ جانتے تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف ایسی ہی تھی ایسا نہین ہوا کہ کسی نے آپ سے کچھ مانگا ہو اور آپ نے انکار کر دیا ہو ہان اگر اوسکے دینے پر آپ کو قدرت نہوئی تو چپ ہو جاتے تھے اور ایک حدیث مین ہے کہ ابن آدم صبح کرتا ہے اوس حال مین کہ اوسکے بدن کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہوتا ہے اور بدن مین تین سو ساٹھ جوڑ ہین پس اچھی بات کے لیے تیار کہنا صدقہ ہے اور بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور ضعیف کیطرف سے کفیل ہونا صدقہ اور راستہ بتانا صدقہ ہے اور اندا کی چیز کا دور کرنا راستے مین صدقہ ہے یہانتک کہ سبحان اللہ اور

دی کسی کی بندگی نہین اوسکے سوا اور فرشتون نے اور علما اون کے وہی عالم نہین سوا اوسکے کوئی نہین ہے حکمت والا ۱۲ اور مین گواہی دیتا ہون جن باتون کی گواہی دی اللہ نے اپنی ذات کے لیے اور گواہی دی اوسکی اور فرشتون نے اور علما اون نے اوسکی مخلوق سے اور مین سپرد کرتا ہون اللہ کو یہ گواہی اور قیامت کے دن اللہ کے پاس سوال کرتا ہون اوسکی حفاظت یہانتک کہ ملون تجھ سے اے اللہ کے بندے اس گواہی کے ساتھ اور اوسپر مجھکو موت دے یہانتک کہ مین تجھ سے اون باتون پر ملون اور اوسپر تبدیل نہ ہوئی ہو ۱۲ مسلم بروایت ابوہریرہ ۱۲ ابن ابی الدنیا فی کتاب الصدقہ عن ابن عمر ۱۲ ابن ابی الدنیا فی کتاب الصدقہ عن ابی ذر ۱۲ مسلم

اور مستحب ہی کہ جب دو رکعتون کے بعد سلام پھیرے تو ہر سلام کے بعد سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہلے تاکہ آرام ملتا جاوے اور نماز کا سرور زیادہ ہو۔ اور صحیح روایت مین آچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز شب مین اول دوگانہ خفیف پڑھا پھر دوگانہ لمبا ادا کیا پھر تیسرا دوگانہ دوسرے کی نسبت کرکم اور چوتھا تیسرے کی نسبت کرکم اور اسی طرح ادا فرمائے یہانتک کہ تیرہ رکعتین ہو گئین اور حضرت عائشہ رض سے کسی نے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد مین قرارت آواز سے پڑھتے تھے یا آہستہ آپ نے فرمایا کہ کبھی آواز سے اور کبھی آہستہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعتین ہین اور جب تجکو صبح ہو جانے کا خوف ہو تو ایک رکعت کا وتر ادا کر۔ اور فرمایا کہ مغرب کی نماز دن کی نماز کو طاق کر دیتی ہے تو رات کی نماز کو طاق کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو زیادہ سے زیادہ رکعتین تہجد کی پڑھنی ثابت ہوئین ہین وہ تیرہ ہین کہ آپ ان رکعات مین قرآن مجید کا معمولی ورد خواہ مخصوص سورتون مین سے جو آپ کے اوپر ہلکی ہوتین پڑھا کرتے تھے اور یہ مخصوص سورتین بھی ورد ہی کے حکم مین تھین اور جبتک کہ قریب رات کا چھٹا حصہ پچھلا نہ آجاتا تب تک آپ یہ رکعتین پڑھتے رہتے

پانچوان وقت رات کے وظیفون کا رات کا چھٹا حصہ پچھلا ہی جسکا نام وقت سحر ہے اللہ تعالے فرماتا ہے وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ یعنے سحر کے وقت وہ استغفار کرتے ہین اسکے معنے بعض یہ کہتے ہین کہ نماز پڑھتے ہین کیونکہ نماز مین بھی استغفار ہوتا ہے اور یہ وقت فجر کے وقت کے قریب ہے جسوقت کہ رات کے فرشتون کے لوٹ جانے اور دن کے فرشتون کے آنے کا وقت ہوتا ہے اور یہ وہ وقت ہے کہ حضرت سلمان رض نے اپنے بھائی ابو درداء رض کو بتایا جس شب کہ حضرت ابو درداء کی ملاقات کو تشریف لائے تھے یہ قصہ ایک بڑی حدیث مین مذکور ہے اوسکے آخر مین یہ ہے کہ جب رات ہو گئی تو حضرت ابو درداء نماز کو چلے حضرت سلمان نے فرمایا کہ سو رہو وہ سو گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ اوٹھکر چلے اونھون نے فرمایا کہ سو رہو وہ سو رہے جب صبح کا قریب ہوا اوسوقت حضرت سلمان نے اونکو فرمایا کہ اب اوٹھکر نماز پڑھو پھر دونون نے تہجد پڑھا اور حضرت سلمان نے اونکو فرمایا کہ تمھارے اوپر کچھ حق تو تمھارے نفس کا ہے اور کچھ مہمان کا اور کچھ تمھاری بی بی کا تو سب حقدارون کا حق ادا کرنا چاہیے اور اس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو درداء کی بی بی نے حضرت سلمان رض سے کہدیا تھا کہ تمھارے بھائی رات بھر نہین سوتے پھر صبحکو دونون صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوئے اور رات کی گفتگو خدمت مبارک مین عرض کی آپ نے فرمایا کہ سلمان نے درست کہا غرض کہ یہ پانچوان وقت ہی اسی مین سحر کھانی مستحب ہی یعنے اگر صبح صادق ہو جانے کا خوف ہو تو اسوقت مین کھاوے اور وظیفہ اسوقت اور

۱ مسلم بروایت زید بن خالد جہنی ۱۲
۲ ابو داود و نسائی و ابن ماجہ ۱۲
۳ اوپر گذری ۱۲
۴ احمد بروایت ابن عمر ۱۲
۵ بخاری بروایت ابو جحیفہ ۱۲

اسصورت مین تو رات کے ٹھیک درمیان مین عبادت کرتا کہ تو میرے ساتھ تنہا ہو اور مین تیرے ساتھ تنہا ہون
اور تیری حاجتون کو پورا کرون ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا کہ رات کا کونسا
حصہ افضل ہے آپ نے فرمایا کہ نصف شب آخرین بہتر ہے ۔ اور آخر شب کے باب مین احادیث مین آیا ہی کہ عرش
جھومتا ہے اور جنات عدن سے ہوائین پھیلتی ہین اور آسمان دنیا پر جناب باری کا نزول اجلال ہوتا ہے
اور سوا اسکے اور بہت سے فضائل وارد ہین اور اسوقت کے وظیفہ کی ترتیب یہ ہے کہ جب جاگنے کی
دعاؤون سے فارغ ہووے تو بموجب بیان سابق برعایت آداب و سنن وضو کرے اور اوسکی
دعائین پڑھتا جاوے پھر اپنی جانماز پر آکر قبلہ رخ کھڑا ہو اور یہ کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ
کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا پھر دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے اور دس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور دس بار
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پھر کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ ذُو الْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْقُدْرَۃِ پھر
یہ کلمات کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ تہجد کے وقت انکو پڑھا کرتے تھے
اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ بَھَاءُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ زَیْنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قِیَامُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ
فِیْھِنَّ وَمَنْ عَلَیْھِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَمِنْکَ الْحَقُّ وَلِقَاءُکَ حَقٌّ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ
وَالنُّشُوْرُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ
وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ
مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلٰھَا
اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَعْمَالِ فَاِنَّہٗ لَا یَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَھَا
اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْبَائِسِ الْمِسْکِیْنِ وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْمُفْتَقِرِ الذَّلِیْلِ فَلَا تَجْعَلْنِیْ
بِدُعَائِکَ رَبِّ شَقِیًّا وَکُنْ بِیْ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَاَکْرَمَ الْمُعْطِیْنَ اور حضرت
عائشہ رض سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رات کو اوٹھتے اور نماز شروع کرتے تو یہ فرماتے
اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ
اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ
بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پھر نماز شروع کرے اور دو رکعتین چھوٹی چھوٹی
پڑھے پھر دو دو رکعتین جتنی بن پڑین پڑھلے اور اگر وتر پہلے نہ پڑھے ہون تو وتر پر خاتمہ کرے

وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكِهِ آخر دعا تک جو ہمنے باب الدعوات مین مذکور کی ہے غرض کہ بندے کا حق یہ ہے
کہ سوتے وقت اپنے دل کو ٹٹولے کہ کس بات پر سوتا ہے اور اوسوقت دلپر کیا چیز غالب ہے اللہ تعالے کی محبت
اور اوسکے ملنے کی محبت غالب ہے یا دنیا کی محبت زیادہ ہے اور بعد اسکے یقین کرلے کہ میری موت بھی
اسی حال پر ہوگی جو دلپر غالب ہے اور اوسی پر حشر ہوگا کہ آدمی جس شخص اور جس چیز سی محبت رکھتا ہے
اوسی کے ساتھ رہتا ہے دہم جاگنے کے وقت دعا پڑھنا تو جب کبھی جاگے اور کروٹ لے اوسوقت وہ دعا پڑھے
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ اور اس بات مین کوشش کرے کہ سونے کے وقت بھی سب سے پیچھے دل پر
خدائے تعالے کا ذکر جاری رہے اور جاگنے کے وقت بھی سب سے اول ذکر اللہ دلپر جاری ہو کہ یہ محبت کی
پہچان ہے اور ان دونون حالتون مین دل اوسی چیز کے ساتھ رہے گا جو اوسپر غالب ہو چاہے آزما دیکھے
کہ یہ علامت محبت دل کے اندر سے معلوم ہوا کرتی ہے اور یہ ذکر اسی لیے مستحب ہوئی ہین کہ دل کو اللہ تعالے
کے ذکر کیطرف کشش ہو پس جب آنکھ کھلے اور اوٹھنا چاہے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ
مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ آخر دعا تک جو ہم جاگنے کی دعاؤن مین لکھ آئے ہین چوتھا وقت
رات کے وظیفون کا آدھی رات کے گذر جانے سے شروع ہوتا ہے اور اسکی انتہا اوسوقت تک ہی کہ رات
چھٹا حصہ باقی رہجاوے اسوقت مین آدمی کو تہجد کے لیے اوٹھنا چاہیے کیونکہ تہجد وہی ہے جو بعد ہجود
یعنے خواب کے ہو اور سونا آدھی رات تک ہوگیا اور یہ وقت دن کے اوقات مین سے زوال کے بعد کے وقت سی
مشابہ ہے کہ وہ بھی دن کے بیچا بیچ مین ہے اور یہ رات کے ٹھیک درمیان مین اور اسکی قسم اللہ تعالے نے
کھائی ہے چنانچہ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ یعنے قسم ہے رات کی جب ٹھہر جاوے اور اوسکا ٹھہرنا اور آرام
اسی وقت مین ہوتا ہے کہ کوئی آنکھ اوسوقت جاگتی نہین بجز اوس ذات پاک کی آنکھ کے جسکو اونگھ
اور نیند کچھ نہین اور بعضون نے یہ معنے کہے ہین کہ قسم ہے رات کی جب کھچ جاوے اور لمبی ہو اور کچھ
لوگ کہتے ہین کہ سجے کے معنے ہین تاریک ہو بہرحال اسوقت کی فضیلت مین کچھ شک نہین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ رات کے اجزا مین سے کونسا جز ہے جس مین دعا زیادہ سنی جاتی ہے
اور مستحق قبولیت ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ رات کا درمیانی حصہ اور حضرت داؤد علیہ السلام نے جناب
الٰہی مین عرض کیا کہ الٰہی مین یہ چاہتا ہون کہ تیری عبادت کرونمین پس سب سے بہتر وقت اسکے لیے
کونسا ہے اللہ تعالے نے اونکو وحی بھیجی کہ ای داود نہ اول شب مین اوٹھ نہ آخر مین کیونکہ جو اول
شب مین جاگتا ہے وہ آخر شب مین سو رہتا ہے اور جو آخر مین جاگتا ہے وہ اول مین نہین جاگتا

ابن السنی و ابو نعیم بروایت عائشہ رض ۱۲

ابو داؤد و ترمذی بروایت عمرو بن عبسہ ۱۲

لآیاتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ کہتے ہین کہ جو کوئی اس آیت کو سوتے وقت پڑھلیا کرے اللہ تعالے اوسکو کلام مجید یاد کرادے کہ کبھی نہ بھولے۔ اور سورۂ اعراف مین سے یہ آیتین پڑھے اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ یَطْلُبُہٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِہٖ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا اُدْعُوْہُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ اور قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ سے سورۂ بنی اسرائیل کے آخر تک کہ انکے پڑھنے سے ایک فرشتہ اوسکے لباس مین داخل ہوکر اوسکی حفاظت کرتا ہے اور اوسکے لیے دعاے مغفرت کرتا ہے اور معوذتین کو پڑھکر اپنے دونون ہاتھون پر دم کرے اور ہاتھونکو اپنے مُنہ پر اور تمام بدن پر پھیرلے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اسی طرح مروی ہے اور دس آیتین سورۂ کہف کے شروع کی اور دس آیتین اسکے آخر کی پڑھ لے یہ آیتین رات کو آنکھ کھلنے کے لیے ہین کہ تہجد کے وقت جاگ اوٹھے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ جس شخص کی عقل کامل ہو وہ بدون سورۂ بقر کی دو آخر کی آیتون کے پڑھے سوے۔ اور پچیس بار یہ کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ تاکہ یہ چارون کلمات ملکر سو بار ہوجاوین مہم یہ کہ سوتے کے وقت یہ دھیان کرے کہ سونا ایک طرح کی وفات ہی اور جاگنا ایک طرح کا جی اوٹھنا ہی چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا اور فرمایا وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ غرضکہ سوتے کو وفات کے نام سے ذکر فرمایا اور جس طرح کہ جاگنے والے کو سونے مین وہ مشاہدات منکشف ہوتے ہین جو اوسکے حالات کے مناسب نہین ہوتے اسی طرح مرنے کے بعد جو شخص اوٹھتا ہے وہ ایسی چیزین دیکھتا ہے کہ کبھی اوسکے دل مین نہ گذری ہون اور نہ حس سے محسوس ہوئی ہون اور نہ زندگی اور موت کے درمیان مین سونا ایسا ہے جیسے دنیا و آخرت کے درمیان مین برزخ ہے لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کہا کہ بیٹا اگر تجکو موت مین شک ہے تو سونا مت جیسے تو سوجاتا ہے ویسے ہی مرجاوے گا اور اگر تجکو مرنے کے بعد جی اوٹھنے مین تردد ہے تو سوکر جاگیو مت کہ جیسے سونے کے بعد جاگتا ہے اسی طرح مرنے کے بعد جی اوٹھے گا۔ اور کعب احبار رضہ نے فرمایا کہ جب تو سوے تو اپنی دہنی کروٹ لیٹ اور مُنہ قبلہ کیطرف کرکر کہ سونا بھی ایک مرنا ہی۔ اور حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سوتے تو اپنا رخسار مبارک دہنے ہاتھ پر رکھتے اور جانتے کہ اسی رات مین وفات پاؤن گا اور سب سے آخر دعا آپ کی اوسوقت یہ ہوتی اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا

زیادہ موثر جانتے تھے پس اگر کسی شخص کا دل اس مشقت کو گوارا نکرے تو وسط درجہ کا بچھونا بچھالے **ششم** یہ کہ جبتک نیند کا غلبہ نہو تب تک نہ سووے اور نیند کو زبردستی اپنے اوپر نہ لے ہان جس صورت مین کہ آخر شب کو اوٹھنے کے لیے سونے سے مدد چاہے تو البتہ بتکلف سو رہنے کا مضائقہ نہین اکابر سلف کا سونا غلبہ نیند کی حالت مین ہوا کرتا تھا اور کھانا فاقہ کی صورت مین اور بولنا ضرورت کے وقت مین اسی لیے اللہ تعالے نے اونکا وصف فرمایا كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ اور اگر نیند اتنی غالب ہو کہ نماز اور ذکر کی مانع ہو اور یہ نجانے کہ کیا کہہ رہا ہے تو چاہیے کہ سو رہے جبتک کہ اپنا قول سمجھنے لگے۔ اور حضرت ابن عباسؓ بیٹھکر اونگنے کو مکروہ جانتے تھے اور ایک حدیث مین ہے کہ رات مین سختی مت کھینچو اور کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ فلان عورت رات کو نماز پڑھتی ہے اور جب اوسپر نیند غالب ہوتی ہے تو ایک رسی مین لٹک جاتی ہے آپنے اس امر سے ممانعت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم مین سے کوئی رات مین جسقدر ہو سکے نماز پڑھے اور جب اوسکو نیند کا غلبہ ہو تو سو رہے اور فرمایا کہ عمل مین سے اوسی قدر کرو جسکی طاقت رکھتے ہو کیونکہ اللہ تعالے ہرگز نہین تھکتا جب تک تم نہ تھکو۔ اور فرمایا کہ اس دین مین سے بہتر وہ ہے جو آسان تر ہو۔ اور کسی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ فلان شخص نماز پڑھتا ہے اور سوتا نہین اور روزے رکھتا ہے تو افطار نہین کرتا آپ نے فرمایا کہ مین تو نماز بھی پڑھتا ہون اور سوتا بھی ہون اور روزہ بھی رکھتا ہون افطار بھی کرتا ہون یہ میرا طریق ہی جو اس طریق سے منہ موڑے وہ مجھسے نہین۔ اور فرمایا کہ اس دین سے مقابلہ نکرو کہ یہ مضبوط ہے اور جو کوئی اس سے مقابلہ کرے گا یعنے بہ تکلف اپنی طاقت سے زیادہ کام کا التزام اپنے ذمہ کرے گا تو دین ہی اوسپر غالب آوے گا پس اپنے نفس کے نزدیک عبادت الٰہی کو برا نہ ٹھہراؤ۔ **ہفتم** یہ کہ قبلہ رخ ہو کر سووے اور قبلہ رخ ہونا دو طرح ہے ایک تو ایسی طرح جیسے مرنے والا لٹایا جاتا ہے یعنی چت لیٹے کہ منہ اور تلوے قبلہ کیطرف رہین اور دوسری طرح لحد مین کی صورت ہے کہ دہنی کروٹ پر لیٹ کر منہ اور سامنے کا حصہ بدن کا قبلہ کی طرف کو کرے **ہشتم** یہ کہ سونے کے وقت دعا مانگے اور کہے بِاسْمِكَ رَبِّي وَصَنَعْتَ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ آخر دعاؤن ماثورہ تک جو ہم باب نہم مین لکھ آئے ہین اور مستحب ہے کہ سونے کے وقت خاص آیتین پڑھے مثلاً آیۃ الکرسی اور آخر سورۂ بقر اور إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

بندہ طہارت کے ساتہ ہوتا ہے تو اوسکی روح کو عرش تک لیجاتے ہین اسوجہ سے اوسکا خواب سچا ہوتا ہے
اور اگر طہارت پر نہین سوتا تو اوسکی روح وہان تک پہونچنے سے قاصر رہتی ہے اوسوقت جو خواب
دیکھتا ہے وہ پراگندہ ہوتا ہے اور سچ نہین ہوتا اس حدیث مین طہارت سی مراد ظاہر و باطن دونون کی طہارت
ہی اور غیب کے حجابون کے برطرف ہونے مین باطن ہی کی طہارت موثر ہی دوم یہ کہ مسواک اور وضو کا پانی
اپنے سرہانے رکھہ لے اور رات کو اوٹھنے کی نیت کرلے اور جب آنکھہ کھلے جبھی مسواک کرلے بعض اکابر
سلف کی جتنے بار آنکو آنکھہ کھلتی مسواک کرلیتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی[1] ہی کہ آپ تمام رات مین
کئی دفعہ مسواک کرتے ہر سونے کے وقت اور ہر ایک جاگنے کے وقت۔ اور اگر اکابر کو پانی وضو کا نہ ملتا تھا
تو صرف اعضا کو پانی سے مسح کرلیتے تھے۔ اور اگر پانی اسقدر بھی نہو تو قبلہ رخ بیٹھکر ذکر اور دعا خدای
تعالے کی نعمتون اور قدرت کی اور تفکر مین مشغول ہونا چاہیے کہ یہی قائم مقام تہجد کے ہو جاوے گا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[2] ہے کہ جو شخص اپنے بستر پر آوی اور اوسکی نیت یہ ہو کہ رات سے
اوٹھکر نماز پڑھون گا پھر صبح تک اوسکی آنکھہ نہ کھلی تو جو کچھہ اوسنے نیت کی تھی وہ اوسکے لیے لکھی
جاوے گی یعنے تہجد پڑھنے کا ثواب ملے گا اور اوسکا سو جانا خدای تعالے کا صدقہ اوسکے حق مین ہوگا
سوم یہ کہ جس کسیکو کچھہ وصیت کرنی ہو وہ جبھی سووے جب اپنی وصیت لکھکر سرہانے رکھہ لے
اسلیے کہ سونے مین قبض روح کا خوف ہے اور جو کوئی بدون وصیت مرجاتا ہے اوسکو عالم برزخ مین
بولنے کی اجازت قیامت تک نہین ہوتی مُردے اوسکی زیارت کو آتی ہین اور باتین کرتے ہین مگر وہ
نہین بولتا تو آپس مین کہتے ہین کہ یہ مسکین بدون وصیت کے مرا ہے اور ناگہانی موت کی خوف
سے وصیت کردینی مستحب ہے اور موت ناگہانی مردے کے حق مین تخفیف ہے مگر جو شخص کہ موت کے لیے
تیار نہو اور لوگون کے حق سے پشت دوتا رکھتا ہو اوسکے حق مین تخفیف نہین چہارم یہ کہ ہر ایک گناہ
سے توبہ کرکے سب مسلمانون سے صاف دل ہوکر سووے نہ کسی کے ستانے کا ذکر اپنے جی مین کرے
نہ اوٹھنے کے بعد کسی گناہ کا ارادہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[3] ہے کہ جو شخص اپنے بستر پر
لیٹے اور کسی کے ستانے کی نیت نہ رکھتا ہو نہ کسی پر کینہ رکھتا ہو تو جو کچھہ اوسنے گناہ کیا ہوگا وہ بخشا جاوے گا
پنجم یہ کہ عمدہ بچھاونے بچھانے سے آرام طلب نہو بلکہ بچھاونے کو ترک کرے یا اوسکے باب مین میانہ روی
اختیار کرے بعض اکابر سلف بچھونا بچھانا مکروہ جانتے تھے اور سونے کے لیے اوسکو تکلف سمجھتے تھے
اور ارباب صفہ رضی اللہ عنہم سونے کے لیے زمین پر کچھہ اپنے نیچے نڈالتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم
خاک ہی سے پیدا ہوئے اور اسی مین جاوین گے اور اس امر کو اپنے دلون کی نرمی اور نفسون کی تواضع مین

[1] باب اسرار طہارت مین گذرے ۱۲

[2] نسائی و ابن ماجہ بروایت ابو درداء ۱۲

[3] ابن ماجہ بروایت انس بسند ضعیف ۱۲

کہ اگر یہ رکعتین پہلے وترون کو جفت کرتی ہین تو بھی حال انکا ہونا چاہیے کہ آنکھ نہ کھلے اور وتر اول باطل ہوجانے چاہیین اسکے کیا معنے کہ اگر آنکھ کھلے تب تو وتر کو جفت کرین اور اگر آنکھ نہ کھلے تو نکرین ہان اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوجاوے کہ آپ نے ان دو رکعتون سے بیشتر وتر پڑھے ہین اور پھر آخر شب مین وتر کو دوبارہ پڑھا ہے تب البتہ معلوم ہوگا کہ یہ دونون رکعتین ظاہر مین جفت ہین اور باطن مین طاق تو نہ جاگنے کی صورت مین معہ وتر وتر خیال کرلیے جاوینگے اور جاگنے کی صورت مین جفت۔ پھر وتر کے سلام کے بعد یہ کہنا مستحب ہے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ رَبِّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوحِ جَلَّلْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْعَظَمَةِ وَالْجَبَرُوتِ وَتَعَزَّزْتَ بِالْقُدْرَةِ وَقَهَرْتَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ۔ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر نمازین فرضون کے سوا وفات شریف تک بیٹھکر ہوتی تھین اور آپ نے فرمایا ہے کہ بیٹھنے والے کو کھڑے ہونے والے کی نسبت کر نصف ثواب ہے اور لیٹنے والے کو بیٹھنے والے کی نسبت کر نصف ثواب ہی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نفل کا لیٹ کر پڑھنا بھی درست ہے **تیسرا وقت** رات کے وظیفون کا سونا ہے اور سونے کو وظیفہ جاننا کچھ مضائقہ نہین اسلیے کہ اگر سونے کے آداب عمدہ رہین تو اوسکا شمار بھی عبادت ہی مین ہے چنانچہ مروی ہے کہ بندہ جب طہارت پر سووے اور اللہ تعالے کو یاد کرلے تو اپنے بیدار ہونے تک نماز پڑھنے والا لکھا جاوے گا یا اوسکے لباس بدن مین فرشتہ آجاوے گا کہ اگر سونے مین حرکت کرکے خدائے تعالے کا ذکر کرے گا تو فرشتہ اوسکے لیے دعاے خیر کرے گا اور خدائے تعالے سے اوسکے لیے مغفرت چاہے گا اور حدیث مین ہے کہ جب بندہ طہارت کے ساتھ سوتا ہے تو اوسکی روح عرش تک اوٹھائی جاتی ہے یہ عام بندون کے حق مین ہے تو علما اور صاف دل والون کے لیے کیون نہوگا کہ اونکو سونے مین اسرار معلوم ہوتے ہین اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالم کا سونا عبادت ہے اور اوسکا سانس لینا تسبیح ہے اور حضرت معاذ بن جبل رضہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضہ سے پوچھا کہ تم شب بیداری مین کیا کرتے ہو اونھون نے فرمایا کہ مین تمام رات جاگتا ہون اور کچھ بھی نہین سوتا اور قرآن کو بتدریج پڑھتا رہتا ہون یعنی لگاتار نہین پڑھتا تھوڑا سا پارہ ایک بار پڑھا پھر تھوڑی دیر کے بعد ذرا سا پڑھلیا اور علی ہذا القیاس حضرت معاذ بن جبل رضہ نے فرمایا کہ مین تو اول تو سوتا ہون پھر جاگتا ہون اور اپنے سونے مین ثواب کی نیت وہی کرلیتا ہون جو جاگنے مین کرتا ہون پھر دونون حضرات نے یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا آپ نے حضرت ابوموسی رضہ کو فرمایا کہ معاذ تم سے زیادہ فقیہ ہے **اور** سونے کے آداب دس ہین **اول** طہارت اور امساک کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب

---

۱ بارہویں ہفتہ مین آداب نماز کی تکمیل اور اوقات کی فضیلت اور ترتیب احکام کے بیان مین

۲ اور حضرت ابوموسی اشعری رضہ کے بیٹے ابوبردہ کو یمن کی ولایت پر بھیجا تھا اور یہ حضرت معاذ کے بھانجے تھے ۱۲

۳ بخاری و مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ۱۲

۴ بخاری و مسلم مین عمران بن حصین سے مروی ہے ۱۲

۵ ابن حبان نے صحیح مین ابن عمر رضہ سے روایت کیا ہے ۱۲

۶ ابن مبارک نے زہد مین ابوالدرداء سے موقوفا روایت کیا ہے ۱۲

۷ بخاری و مسلم مین حضرت ابوہریرہ رضہ سے مرفوعا روایت کیا ہے ۱۲

۸ ابوموسی کے یہ بیٹے حضرت ابوبردہ مین کہ جنکا ذکر ابھی اوپر ہوا ہے ۱۲

۹ حضرت معاذ بن جبل رضہ کے اس قصہ کو ابوداؤد نے اپنی سنن مین ذکر کیا ہے اور آپ کا ارشاد معاذ کی نسبت کہ وہ فقیہ ہے ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

۱۰ طبرانی نے اوسط مین بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ۱۲

فرماتے تھے کہ اون مین ایک آیت ہزار آیتون سے بہتر ہے اور علما مسبحات کو چھہ قرار دیتے ہین اور سورۂ اعلیٰ کو
اول کی پانچ پر زیادہ کرتے ہین اسوجہ سے کہ حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سبح اسم ربک
الاعلیٰ کو محبوب جانتے تھے اور وتر کی تین رکعتون مین تین سورتین سبح اسم اور کافرون اور اخلاص پڑھا
کرتے تھے اور وترون سے فارغ ہوکر سبحان الملک القدوس تین بار ارشاد فرماتے سوم وتر کا پڑھنا کہ
سونے سے پہلے پڑھہ لینے چاہیین بشرطے کہ تہجد کی عادت نہو حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ مجکو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ بدون وتر پڑھے نہ سوؤن - اور اگر تہجد کی عادت ہو تو
تاخیر وتر افضل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہین اور جب صبح
ہو جانے کا تجکو خوف ہو تو ایک رکعت سے اوسکو طاق کردے - اور حضرت عائشہ رض سے مروی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر اول شب مین بھی پڑھی اور درمیان مین اور آخر مین بھی اور آپ
کے وتر کی نوبت سحر تک پونہچی تھی - اور حضرت علی رض نے فرمایا ہے کہ وتر تین طرح پر ہین چاہو تو
وتر اول شب پڑھہ لو پھر تہجد کی دو دو رکعتین پڑھو یعنے یہ تہجد اپنے پیشتر کے وتر سے ملکر طاق
ہو جاوے گا اور چاہو وتر ایک رکعت سے پڑھو پھر جب آنکھہ کھلے تو اوسمین دوسری رکعت ملاکر
جفت کردو پھر آخر شب مین وتر پڑھو اور چاہو سب سے پیچھے وتر پڑھو تاکہ آخر نماز وتر ہو جاوے یہ حضرت
علی رض کا ارشاد ہے اسمین سے اول اور تیسری طور کا تو مضائقہ نہین مگر دوسرے قول کے بموجب
وتر کے توڑنے مین ممانعت آئی ہے اوسکو توڑنا نچاہیے اور ایک مطلق روایت بھی ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شب مین دو وتر نہین - اور جسکو اپنے جاگنے مین تردد ہو تو اوسکے
لیے ایک سہل تدبیر ہے جسکو بعض علما نے مستحسن جانا ہے وہ یہ ہے کہ وتر کے بعد سوتے وقت اپنے بستر پر
بیٹھکر دو رکعتین پڑھہ لے آنحضرت جب اپنے بستر پر جاتے تو یہ دونون رکعتین پڑھتے اول مین
اذا زلزلت اور دوسری مین الہاکم التکاثر کیونکہ ان دونون سورتون مین خوف دہانی اور وعید ہی
اور ایک روایت مین تکاثر کی جگہہ قل یا ایہا الکفرون ہے کہ اوسمین اورون کی عبادت سے تبری اور
عبادت کا محض خداے تعالے لیے کرتا ہے غرض کہ ان دونون رکعتون کو پڑھکر اگر پھر آنکھہ کھلے تو
یہ دونون رکعتین قائم مقام ایک رکعت کے ہو جاوینگی اور پیشتر کے وترون سے ملکر گویا جفت ٹھہرینگی
اس صورت مین نماز تہجد کی بعد وتر کی ایک رکعت از سر نو پڑھہ لینی بہتر ہے اور اس امر کو ابو طالب
مکی نے مستحسن جانا ہے اور فرمایا ہے کہ اوسمین تین عمل ہین ایک زندگی کی توقع کم سمجھنی دوسرے
وترون کا ہو جانا تیسرے آخر شب مین وتر کا ہونا اور یہ اون کا قول تو درست ہے مگر اس مین ایک شبہہ ہوتا ہے

احمد و بزار بروایت علی مرتضیٰ بسند ضعیف ۱۲
ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ بروایت ابی بن کعب ۱۲
بخاری و مسلم ۱۲
بخاری و مسلم بروایت ابن عمر رض ۱۲
بخاری و مسلم ۱۲
بخاری نے قول عابد بن عمر کا اور بیہقی نے قول ابن عباس رض کا اس باب مین نقل کیا ہے ۱۲
ابو داؤد و ترمذی و نسائی بروایت طلق بن علی ۱۲
باب اسرار نماز کے نوافل مین گذری ۱۲

اور دوسری مین سورۂ اخلاص ہو اور اون مین نہ کوئی گفتگو حائل ہو نہ اور کوئی کام بلکہ وضو کے بعد ہی متصل پڑھ لے پھر ان دو کے بعد چار رکعتین پڑھے پھر سرخی شفق کی غائب ہونے تک جو کچھ بن پڑے پڑھ لے اور اگر مسجد گھر سے نزدیک ہو اور عشا کے انتظار مین مسجد مین بیٹھے رہنے کا ارادہ نہو تو ان نوافل کو گھر پر پڑھنے کا مضائقہ نہین اور اگر عشا کا انتظار کرنا منظور ہو تب مسجد مین پڑھنا افضل ہے بشرطے کہ نمود اور تکلف سے بچا ہوا ہو **دوسرا وقت** عشا کے وقت کی ابتدا سے لوگون کے سونے کے وقت تک ہے اور یہ وقت اندھیرے کے مستحکم ہونے کا آغاز ہے اور اللہ تعالے نے اس وقت کی قسم کھائی ہے چنانچہ فرمایا وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ یعنے قسم ہے رات کی اور اندھیرے کی جو اوسمین جمع ہوتا ہے اور فرمایا أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ یعنے نماز پڑھ آفتاب کے ڈھلنے سے رات کی تاریکی تک اور تاریکی اسی وقت زیادہ ہو تو مستحکم ہو جاتی ہے اور اسوقت کے وظائف کی ترتیب تین باتون کی رعایت سے ہوتی ہے اول یہ کہ عشا کے فرضون کے سوا دس رکعتین پڑھے چار تو فرضون سے پیشتر تا کہ اذان وتکبیر کے درمیان کا وقت خالی نرہ جائے اور چھ فرضون کے بعد کہ اول دو رکعتین ہون اور پھر چار رکعتین اور انمین قرآن مین سے مخصوص آیتین پڑھے جیسے سورۂ بقر کا آخر اور آیۃ الکرسی اور سورۂ حدید کا شروع اور سورۂ حشر کا آخر اور دوسری اسی طرح کی آیتین - دوم یہ کہ تیرہ رکعتین پڑھے کہ اونکا آخر وتر ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے رات کو زیادہ سے زیادہ اتنی ہی رکعتین پڑھی ہین اور ہوشیار آدمی تو شروع شب مین ان رکعات کے اوقات ٹھہرا لیتے ہین اور قوی آخر شب کے اوقات اختیار کرتے ہین اور احتیاط اسی مین ہے کہ اول شب اختیار کیجاوے کیونکہ کیا عجب ہے کہ پچھلے کو آنکھ نہ کھلے یا نماز کا پڑھنا بھاری پڑ جاوے ہان جس صورت مین کہ پچھلے کو اوٹھنا عادت ہو جاوے تو البتہ آخر شب مین ان رکعات کا پڑھنا افضل ہے پھر اس نماز مین مقدار تین سو آیتون کی اون خاص سورتون مین سے پڑھنی چاہیے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر پڑھا کرتے تھے مثلاً سورۂ یٰسین اور الم سجدہ اور دخان اور ملک اور زمر اور واقعہ اور اگر نماز مذکور نہ پڑھے تو سونے سے پیشتر ان سب سورتون کی خواہ بعض کی قرارت کرے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ ہر شب پڑھا کرتے تھے تین حدیثون مین مروی ہے اون مین سے مشہور ترین سورہ الم سجدہ اور ملک اور زمر اور واقعہ ہین اور ایک روایت مین مر اور بنی اسرائیل ہے اور ایک مین یہ ہے کہ آپ مسبحات یعنی حدید اور حشر اور صف اور جمعہ اور تغابن ہر شب پڑھتے تھے اور

اگر وہ روز گذشتہ روز کے برابر ہوا تو اوسکو خسارہ رہا اور اگر گذشتہ دن کی نسبت یہ دن بُرا ہوا تو ملعون ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جس روز مین کہ مین خیر کے اعتبار سے زیادہ نہون اوسمین مجھے برکت نہو جیو پس اگر اپنی نفس کو دیکھے کہ تمام دن خیر کی کثرت مین رہا اور تکلف سے بری اور علیحدہ رہا تو یہ ایک مژدہ ہے خدائے تعالے کا شکر کرنا چاہیے کہ اوسنے توفیق دی اور اپنے طریق پر قائم رکھا اور اگر دوسری حالت معلوم ہو یعنی دن مین کچھ خیر اچھی طرح نہ بن پڑی ہو تو پھر رات دن کا تائب ہے چاہیے کہ جو کچھ قصور دن کو ہوا ہو اوسکے تدارک کا قصد کرے کہ نیکیون سے بُرائیان جاتی رہتی ہین اور خدائے تعالے کا شکر کرے کہ اوسنے جسم کو تندرست رکھا اور رات بھر کی زندگی باقی رکھی کہ اوسمین تدارک خطا کا ہوسکتا ہے اور آفتاب کے غروب ہونے پر اپنے دل مین یہ خیال کرے کہ زندگی کے روز کا بھی ایک آخر ہے کہ اوسمین آفتاب حیات ایسا غروب ہوگا کہ پھر کبھی نہ نکلے گا اور اوسوقت تدارک اور عذر کرنے کا دروازہ بند ہوجاوے گا کیونکہ زندگی کے چند روز ہین وہ بیشک گذر جاوینگے موت کا دن اونکے گذرنے پر آموجود ہوگا سچ ہے صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے + عمر یونہین تمام ہوتی ہے +

تیسرا بیان رات کے وظائف کے اوقات کا اور وہ پانچ ہین **اول** وقت کا شروع آفتاب کے غروب ہونے سے ہے اور اوسکا آخر سرخی شفق کی دور ہونے پر جسکے جانے کے بعد عشا کا وقت آجاتا ہے اسوقت کا وظیفہ یہ ہے کہ مغرب کی نماز پڑھے اور پھر نوافل عشا تک پڑھتا رہے اللہ تعالے نے اسی وقت کی قسم کھائی ہے چنانچہ فرمایا فَلَآ أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ اور اسوقت مین نماز پڑھنی نَاشِئَةَ اللَّيْلِ ہے کیونکہ رات کی ابتدا رساعات مین واقع ہوتی ہے اور آیت وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ مین جو آنا آیا ہے اوس مین سے ایک پارہ یہ ہے اور صلوۃ اوابین بھی اسی وقت کی نماز ہے اور آیت تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ سے بھی یہی نماز مراد ہے چنانچہ حضرت حسن بصری سے مروی ہے اور ابن ابی زیاد نے اس روایت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسناد کیا ہے کہ آپ کی خدمت مین کسی نے اس آیت کے حال سے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ مغرب اور عشا کے درمیان کی نماز مراد ہے پھر آپ نے فرمایا کہ مغرب اور عشا کے درمیان کی نماز اپنے اوپر لازم کرو کہ وہ دن کے لغویات کو دور کرتی اور اوسکے انجام کو اچھا کرتی ہے۔ اور حضرت انس رض سے کسی نے اسوقت مین سونے کے لیے پوچھا آپنے فرمایا کہ ایسا نکر کہ یہ ساعت وہ ہے جو تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ مین مراد ہے اور اسوقت کی عبادت کی فضیلت ہم عنقریب دوسری فصل مین ذکر کرینگے یہان اسقدر لکھتے ہین کہ اسوقت مین ترتیب وظیفہ اسطرح کرنی چاہیے کہ مغرب کے بعد دو رکعتین اسطرح پڑھے کہ اول مین سورۂ کافرون

ب علی فصل اول مین اسکی فضیلت اور ترتیب اور احکام کے بیان مین جملہ عارفین یا ہے ۱۲

ق اسوقت سونا مکروہ ہے بعد نماز عشا کے سونا مکروہ ہے ۱۲

ق اور پھر تو رات کی پہلی بول ۱۲

ق علیحدہ رہتی ہین اوقی کرتے ہین اپنی اسوقت کی بجھون سے ۱۲

ابو منصور در مسند فردوس دیلمی روایت اسمعیل ابن ابی یاد ۱۲

اور اسوقت مین بجز چار رکعتون کی درمیان اذان اور تکبیر عصر کے جیسے ظہر کے فرضون سی پہلی چار رکعتین تھین اور کوئی نماز نہین اون چار رکعت نفل کے بعد فرض پڑھے اور چارون وظیفون مذکورہ سابق مین مصروف ہو یہانتک کہ آفتاب دیوارون کی منڈیرون پر چلا جاوے اور زرد پڑ جاوی اور چونکہ اسوقت مین نماز ممنوع ہے تو بہتر یہ ہے کہ تلاوت قرآن کرے اور تامل اور سمجھنے کے ساتھ پڑھے کہ وہ ذکر اور دعا اور فکر سبکو شامل ہے تو ایک تلاوت مین تینون باتین ہو بھی آجاوین گی تو گویا چارون وظیفون کا ثواب حاصل ہوگا۔ **ساتوان وقت** دن کے وظیفون کا آفتاب کے زرد پڑ جانے کے وقت سے شروع ہے یعنے جسوقت آفتاب زمین کے اتنا قریب ہو جاوے کہ زمین پر کے بخار اور غبار اوسکے نور کی آڑ ہو جاوین اور روشنی مین زردی آجاوی اوسوقت سے ساتوان وقت ہے اور جس طرح کہ پہلا وقت صبح صادق سے آفتاب نکلنے تک تھا اوسی کے مثل یہ وقت ہے کہ یہ غروب سے پیشتر ہے اور وہ طلوع سے پیشتر تھا اور یہی وقت مراد ہے اللہ تعالے کے اس قول مین فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ اور اطراف جو اس ارشاد مین واقع ہے فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ تو دوسری طرف دن کی یہی وقت ہے۔ حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین کہ اکابر سلف اول روز کی نسبت کر آخر روز کی زیادہ تعظیم کیا کرتے تھے۔ اور بعض اکابر کا قول ہے کہ سلف کی لوگ اول روز کو دنیا کے لیے رکھتے تھے اور آخر کو آخرت کے لیے غرضکہ اسوقت مین تسبیح اور استغفار توبا بخصوص مستحب ہے اور جو باتین ہمنے اول وقت مین لکھی ہین وہ عموما مستحب ہین مثلا یون کہنا چاہیے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَسْاَلُهُ التَّوْبَةَ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اور یہ تسبیح و استغفار کا کہنا اس آیت سے نکالا گیا ہے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ اور استغفار مین وہ نام اللہ تعالے کے لینے اچھے ہین جو قرآن مجید مین ہین جیسے یون کہنا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ اور آفتاب کے غروب سے پیشتر سورہ شمس اور سورہ لیل اور معوذتین کا پڑھنا مستحب ہے اور آفتاب اسی طرح ڈوبے کہ استغفار پڑھ رہا ہو پھر جب اذان سنین تو یون کہے اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ آخر تک جیسے پہلے مذکور ہوا پھر مؤذن کا جواب دے اور مغرب کی نماز مین مشغول ہو۔ اور آفتاب کے غروب ہونے پر دن کے اوقات تمام ہو جاتے ہین اب بندے کو اپنے حالات کا ملاحظہ کر کے اپنے نفس کا حساب کرنا چاہیے کیونکہ اوسکے طریق مین سے ایک منزل قطع ہو گئی

ف۱ جسکو اسی کی عادت ہو

ف۲ اور دن کی اور وظیفون کی

ف۳ اور جو وظیفے اوپر کی اول

ف۴ شب کی اور صبح کی

ف۵ اللہ سے مغفرت چاہتا ہون

ف۶ بہت مغفرت کرنیوالا ہے

ف۷ اور یہ تسبیح و استغفار

ف۸ اور تو بہت

ف۹ اور بہت توبہ کرنیوالا ہے

ف۱۰ بہت بخشنے والا ہے

پانچوان وقت دن کے وظیفون کا ظہر کے بعد سے عصر تک ہے اسوقت مین یہ مستحب ہے کہ مسجد مین بیٹھکر ذکر اور نماز یا اور کسی چیز مین مشغول ہو اور عصر کی نماز کے انتظار مین معتکف رہے کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا عمدہ اعمال مین سے ہے اور یہ امر پہلے اکابر کا دستور ہے جو کوئی اوسوقت ظہر و عصر کے درمیان مسجد مین داخل ہوتا تو نمازیون کی تلاوت کی گونج مکھی کی آواز کیطرح سنتا۔ پس اگر گھر پر رہنے سے دین کی سلامتی اور فکر مین جمعیت زیادہ ہو تو اس صورت مین اوسکے حق مین گھر پر چلا جانا افضل ہے غرضکہ یہ وقت بھی لوگون کی غفلت کا وقت ہے اسکو عمل خیر مین بسر کرنا ایسا ہے جیسا تیسرے وقت مین عمدہ کام کرنا اور جو شخص زوال سے پیشتر سو چکا ہو اوسکو اسوقت سونا مکروہ ہے اسلیے کہ دن کو دوبار سونا اچھا نہین۔ اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ تین باتون پر اللہ تعالے بہت غصہ کرتا ہے اول ہنسنا بدون تعجب کے دوم کھانا بدون بھوک کے سوم دن کو سونا بدون شب بیداری کے۔ اور سونے کی مقدار معتدل یہ ہے کہ رات دن کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہین اون مین سے آٹھ گھنٹے رات دن دونون مین سونے مین صرف کرے اور اگر رات کو آٹھ گھنٹے سو چکا ہو تو پھر دن کو سونے کے کچھ معنی نہین ہان اگر رات کو کم سویا ہو تو دن کو اتنا اور سولے کہ دونون وقت کا سونا آٹھ گھنٹے ہو جاوے کیونکہ آدمی کو یہی کافی ہے کہ اگر ساٹھ برس کی عمر ہو تو بیس برس عمر مین سے کم ہو جاوین اور جس صورت مین کہ آٹھ گھنٹے کل رات اور دن کی تہائی ہے تو ظاہر ہے کہ عمر کی تہائی کم ہو گئی لیکن از انجا کہ سونا روح کی غذا ہے جیسے کھانا بدن کی غذا ہے اور ذکر اور علم دل کی غذا تو اسی لیے سونے کو بالکل منقطع کر دینا ممکن نہین اور درمیانی مقدار اسکی آٹھ گھنٹے ہین اور اس سے کم کرنا بعض اوقات بدن کو مضطر کر دیتا ہے ہان اگر کوئی جاگنے کی عادت ڈالے تو ہو سکتا ہے کہ رفتہ رفتہ اوسکا خوگر ہو جاوے اور اضطراب بھی نہونے پاوے۔ اور یہ وقت زیادہ لمبے وقتون مین سے ہے اور بندون کو اس سے نفع زیادہ ہے اور آصال کا جو ذکر خدائے تعالے نے فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ اون مین سے ایک یہ وقت ہے۔ اور جس صورت مین کہ جمادات اللہ تعالے کے لیے سجدہ کرتے ہون تو کیسے ہو سکتا ہے کہ بندہ باوجود عقل کے انواع عبادات سے غافل رہے

چھٹا وقت اوسوقت سے شروع ہے کہ جیسے عصر کا وقت داخل ہوتا ہے اور سورۂ عصر مین اسی وقت کی قسم اللہ تعالے نے کھائی ہے ایک معنی والعصر کے یہی ہین اور وعشیا وحین تظہرون مین عشی سے دو تفسیرون مین سے ایک کے بموجب یہی وقت مراد ہے اور ایسا ہی بالعشی والاشراق مین سمجھنا چاہیے

ف اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان و زمین مین خوشی سے اور ناخوشی سے اور انکی پرچھائیان صبح اور شام ۱۲

معرفت کے لیے پسند فرماوے اور اسوقت کی عبادت کا ثواب سات کی عبادت کے ثواب کے مثل ہے کہ وہ وقت بھی لوگون کے سونے کی وجہ سے غفلت کا ہے اور یہ وقت خواہش نفسانی کی پیروی اور تردوات دنیاوی مین مبتلا ہو کر غافل رہنے کا ہے اور یہ عبادت دن کی وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً کے دو معنون مین سے ایک کے مطابق ہوتی ہے کہ اس سے ایک یہ غرض ہے کہ رات دن کو فضل مین ایک دوسرے کے بعد لاتا ہے اور دوسری غرض یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کا نائب کیا کہ آدمی سے جو ایک مین رہ جاوے اوسکا تدارک دوسری مین کرلے تو رات کی عبادت کا تدارک اسوقت مین ہوجاتا ہے جو اوسی وقت کے مشابہ ہے **چوتھا وقت** دنکے وظیفون کا زوال سے لے کر ظہر کے فرائض اور سنتون سے فارغ ہونے تک ہے اور یہ وقت دن کے سب وقتون سے چھوٹا اور افضل ہے پس جب زوال سے پیشتر وضو کرکے مسجد مین موجود ہوجاوے تو جسوقت دوپہر ڈھلے اور موذن اذان کہنی شروع کرے تو اوسکی اذان کے جواب تک صبر کرے پھر اذان اور تکبیر کے درمیان کے وقت کو عبادت مین صرف کرنے کے لیے کھڑا ہو کہ وقت اظہار کا یہی ہے جو ارشاد خداوندی وحین تظہرون مین مراد ہے اور اسوقت مین چار رکعتین پڑھے کہ اون مین سلام نہ پھیرے اور دن کی تمام نفل نمازون مین بھی ایک نماز ہے کہ بعض علما اسکو ایک سلام سے پڑھنے کو کہتے ہین مگر اس روایت مین طعن کیا گیا ہے۔ اور امام شافعی رضہ کے نزدیک یہ ہے کہ انکو بھی اوردن کی نوافل کیطرح دو دو پڑھے اور احادیث صحیحہ مین اسی طرح وارد ہے اور چاہیے کہ ان رکعات کو لمبی لمبی پڑھے کہ اسوقت مین آسمان کے دروازے کھلتے ہین چنانچہ اس باب مین ہمنے حدیث نماز نفل کی فصل مین بیان کی ہے اور چاہیے کہ اونمین سورۂ بقر پڑھے یا دو سورتین سو سو آیتون کی یا چار سورتین مفصل سے بڑی اور سو آیت کی سورتون سے چھوٹی پڑھے کہ ان گھڑیون مین دعا قبول ہوتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھا معلوم ہوتا تھا کہ ان گھڑیون مین آپکا کوئی عمل اوپر جاوے پھر یہ چار رکعتین بڑی بڑی بطور مذکور پڑھنے کے بعد خواہ چھوٹی چھوٹی رکعتین پڑھنے کے بعد ظہر کے فرض جماعت سے پڑھے غرض چار سنتین پیشتر کی چھوڑے نہین جسطرح بن سکے پڑھ کر فرض پڑھے اور بعد فرضون کے دو رکعتین پڑھے پھر چار پڑھے کہ حضرت ابن مسعود رضہ نے ذکر کیا ہے کہ فرضون کے بعد وتنی ہی رکعتین بدون فاصلہ کے پڑھی جاوین اور مستحب ہے کہ ان نفلون مین آیۃ الکرسی اور سورۂ بقر کی تمامی کی آیتین اور وہ آیتین جنکو ہم اول وقت کے وظیفہ مین لکھ آئے ہین پڑھے تاکہ اونکا پڑھنا دعا اور ذکر اور قرارت اور نماز اور تحمید اور تسبیح کو معہ وقت کی شرافت کے شامل ہو

ل ابوداؤد وترمذی سے بحسب بنائی اسلام اور دون بھی ہے ۱۲

ع ابوداؤد وترمذی وابن حبان بروایت ابن عمر رضہ ۱۲

ع ابوداؤد وابن ماجہ بروایت ابوایوب رضہ

اوس وز کی قوت کو کافی ہو تو چاہیے کہ اپنے پروردگار کے گھر مین جاکر اپنی آخرت کے لیے توشہ حاصل کرے کیونکہ آخرت کے توشہ کی زیادہ ضرورت ہی اور اوس سے نفع لینا دائمی ہے پس ایسی چیز کو حاصل کرنا اوس زیادہ طلبی سے اہم ہے جو سردست کی حاجت سے زیادہ ہو چنانچہ کہتے ہین کہ ایماندار آدمی تین باتون مین سے ایک نہ ایک کرتا ملتا ہے یا تو مسجد مین نماز وغیرہ سے اوسکو آباد کرتا ہوگا یا اپنے گھر مین لوگون سے کنارہ کیے ہوگا یا کسی اپنی حاجت ضروری مین مصروف ہوگا۔ اور ایسے شخص بہت کم ہین جو یہ جانتے ہون کہ ضروری چیز کی مقدار کیا ہے اکثر لوگ جن چیزون سے اونکو مضر بھی ہوتا ہے اونکو بھی یہی سمجھے ہوئے ہین کہ اونسے ہمکو مضر نہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان اونکو مفلسی سے ڈراتا ہے اور بری باتون کے لیے حکم کرتا ہے تو اوسی کے کہنے کو پذیرا کرکے جو نہین کھاتے اوسکو بھی محتاج ہونے کے ڈر سے چھوڑ رکھتے ہین اور اللہ تعالے اونکو اپنی مغفرت اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے اوس سے روگردانی کرتے ہین اور ذرا راغب نہین ہوتے دوسرا وظیفہ اسوقت کا دوپہر کا سونا ہے اور وہ سنت ہے اس نظر سے کہ اوس سے رات کے جاگنے پر مدد لے جیسے کہ سحر کھانا اسلیے مسنون ہے کہ دن کے روزے پر اوس سے مدد لیوے پس اگر رات کو نہ اوٹھتا ہو لیکن دن کو اگر نہین سوتا تو کوئی امر خیر نہین کرتا بلکہ غالبا غفلت والون مین بیٹھکر گپ ہانکتا ہے تو ایسی صورت مین اوسکے حق مین سونا ہی اچھا ہے بشرطیکہ اوسکی دل لگی اذکار وظائف مذکورہ سے نہوتی ہو کیونکہ سونے مین سکوت اور سلامتی تو ہے اور بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ اوسمین سکوت اور سونا اونکے سب عملون سے افضل ہوگا اور بہت سے عابد اس طرح کے ہین کہ اونکا عمدہ حال سونے کی حالت ہی اور یہ اوس صورت مین ہی کہ عبادت مین اخلاص نکرتے ہون بلکہ عبادت سے نمود منظور ہو تو جب عابد کا یہ حال ہو تو غافل بدکار کا سونا کیسے اچھا نہوگا حضرت سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ سلف کے اکابر جب سونے کے لیے فارغ ہوتے تو طلب سلامتی کے واسطے اسکو اچھا جانتے غرضکہ اونکو سلامتی کے طلب اور شب بیداری کی نیت سے سونا ثواب ہے مگر چاہیے کہ زوال سے اتنا پیشتر جاگے کہ نماز کی تیاری کرلے یعنی وضو کرکے مسجد مین نماز کے وقت سے پیشتر جاوے کہ یہ عمدہ اعمال مین سے ہے اور اگر دن کو نسووے اور نہ کمائی مین مشغول ہو بلکہ نماز اور ذکر مین مصروف رہے تو کیا کہنا ہے کہ دن کے اوقات مین سے عبادت کا افضل وقت یہی ہے اس لیے کہ اسوقت لوگ اپنے پروردگار سے غافل ہوتے ہین اور دنیا کے تردوات مین مبتلا رہتے ہین تو جو دل اپنے رب کا کام ایسے وقت مین کرے اور بندے اوسکے دروازے سے علیحدہ ہون وہ اسبات کا مستحق ہے کہ اللہ تعالے اوسکو پاک کرے اور اپنی قرب و

اور اس تمام وقت کو چاشت ہی کہتے ہین مگر افضل وقت وہی پہر دن چڑھے ہے اور گویا کہ اشراق کا دوگانہ
اوسوقت ہوتا ہی کہ مکروہ وقت آفتاب کے نکلنے کا گذر کر نماز کی اجازت کا وقت شروع ہو جاتا ہی
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آفتاب کے نکلنے کے ساتہ شیطان کا سینگ بھی نکلتا ہی
جب آفتاب اونچا ہو جاتا ہے تو شیطان اوس سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور کمتر مرتبہ آفتاب کے اوبھرنی کا
یہ ہے کہ زمین کے بخارون اور غبارون کے اوپر ہو جاوے اور یہ امر تخمین اور انداز سے معلوم ہو جاتا ہے
دوسرا وظیفہ اسوقت مین یہ ہی کہ جو عمدہ کام اوگون کے متعلق ہون اور اونکی عادت صبح کو کرنی کی
ہووے وہ اسوقت بجالاوی مثلاً کسی بیمار کو پوچھنا اور جنازی کے ساتہ جانا اور نیکی اور تقوی پر مدد
کرنی اور مجلس علم مین حاضر ہونا اور کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنی یا اور ایسی ہی امور خیر کرے
اور اگر ان امور مین سے کوئی کرنے کو نہو تو اونھین چارون وظیفون کی طرف رجوع کری یعنی
دعاؤن اور ذکر اور قرارت اور فکر مین لگے اور اگر چاہے نماز نفل مین مصروف ہو کہ صبح صادق
ہونے کے بعد وہ مکروہ تھی مگر اسوقت مکروہ نہین ہے تو اسوقت کے وظیفون مین نماز پانچوان
وظیفہ ہو جاوی گی مگر فرض صبح کے بعد کل نمازین جنکا کوئی سبب نہو مکروہ ہین اور صبح صادق
ہونے کے بعد مستحب یہ ہے کہ صرف دوگانہ تحیت مسجد اور سنتون پر اکتفا کرے اور نفلین نہ پڑھنی لگے
بلکہ وہ چارون وظیفہ ادا کرے جو اوپر مذکور ہوئی **تیسرا وقت** دن کے وظیفون کا چاشت سی لیکر
زوال تک ہی اور چاشت سے ہماری مراد وہی چوتھائی دن کا چڑھنا اور اوس سے تھوڑا سا پیشتر کا
وقت ہے اس طرح کہ ہر تین گھنٹون کے بعد نماز کا حکم ہے مثلاً تین گھنٹے بعد طلوع کے گذرین
تو اوسوقت اور اونکے گذرنے سے پیشتر نماز چاشت ہے اور جب تین گھنٹے اور گذرین تو ظہر ہے
اور جب تین اور گذرین تو عصر ہے اور جب تین اور رہون تو مغرب ہی اور چاشت کا مرتبہ طلوع اور
زوال کے درمیان مین ایسا ہے جیسے زوال اور غروب کے درمیان مین عصر کا مرتبہ ہی اتنا فرق ہے
کہ چاشت فرض نہین اسوجہ سے کہ یہ وقت اسطرح کا ہی کہ لوگ اسمین اپنے کامون پر جھکے ہوتے ہین
اسوجہ سے اونپر آسانی رکھی گئی کہ یہ نماز فرض نہوئی۔ اور اس وقت کا وظیفہ بھی وہی چارون امور
مذکورہ ہین اور دو باتین زائد ہین اول کمائی مین مشغول ہونا اور معیشت کی تدبیر کرنی اور بازار مین
جانا پس اگر یہ شخص سوداگر ہے تو چاہیے کہ صدق اور ایمانداری سی تجارت کرے اور اگر کوئی پیشہ ور ہے
تو خلق کی خیر خواہی اور شفقت مدنظر رکھے اور اپنے سب کامون مین خدای تعالی کا ذکر نہ بھولی اور جب
ہر روز کمانے پر قادر ہو تو اتنی کمائی پر اکتفا کرے جو اوس روز کی حاجت کی قدر ہو جب اتنا ملجاوی کہ

میسر نہین اور ایسے لوگ کم ہین جنپر یہ دروازہ مفتوح ہوتا ہی جمہور خلق کو اونھین امور مین فکر میسر ہوتا ہی جو علم معاملہ مین مفید ہون اور اس فکر کا فائدہ بھی بہت ہی اگر یہی میسر ہوجاوی - غرض کہ طالب آخرت کو چاہیے کہ ان چارون چیزون یعنی دعا اور ذکر اور قرارت اور فکر کا وظیفہ صبح کی نماز کے بعد کرے بلکہ ہر وقت مین نماز معمولی سے فارغ ہونے کے بعد اسکا وظیفہ کرے کہ نماز کے بعد کوئی وظیفہ ان چارون سے بڑھکر نہین اور ان امور پر قادر ہونے کی یہ تدبیر ہے کہ اپنے ہتھیار اور سپر لے یعنی وہ وہ سپر ہے جس سے شیطان کی راہین تنگ ہوتی ہین اور یہی بڑا دشمن اور خیر کی راہ سے روکنے والا ہے اور صبح صادق ہونے کے بعد سوا فجر کی دو سنتون اور دو گانہ فرض کے آفتاب نکلنے تک اور کوئی نماز نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم اسوقت مین ذکر مین مشغول رہا کرتے تھے اور یہی بہتر ہے کہ ذکر اسوقت مین کرے لیکن اگر فرضون سے پیشتر اوسکو نیند کا غلبہ ہو اور نیند بدون نماز کے نہ ٹلے تو اوسکے دفع کرنے کو اگر نماز پڑھے گا تو کچھ مضائقہ نہین **دوسرا وقت** دن کے وظیفہ کا آفتاب نکلنے سے چاشت کے وقت تک ہے اور چاشت سے ہماری مراد یہ ہے کہ آفتاب نکلنے سے زوال کے وقت تک کا نصف ہوجاوی اور یہ وقت اگر دنکو بارہ گھنٹہ کا فرض کرین تو تین گھنٹہ دن چڑھے ہوجاوے گا یعنے چار پہر مین سے ایک پہر گذرے گا اس ایک پہر مین دو وظیفے زائد ہین اول نماز چاشت اور اوسکا حال ہم باب اسرار نماز مین ذکر کر چکے ہین اور بہتر یہ ہے کہ دو رکعتین اشراق کے وقت پڑھے یعنے جب آفتاب زمین پر پھیل جاوے اور مقدار نصف نیزہ کے بلند ہوجاوی اور چار یا چھ یا آٹھ اوسوقت پڑھے جب آفتاب کی دھوپ سے ریت گرم ہوجاوی اور پاون کو پسینا آنے لگے یعنے پہر دن چڑھے پڑھے - پس دو رکعتون کا وقت تو وہ ہے جسکو اللہ تعالے نے اپنے اس قول مین مراد لیا ہے لِیُسَبِّحُوْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ کیونکہ یہی وقت آفتاب کے چمکنے اور زمین کے بخارات اور غبارات کی مقابلے سے اونچا ہوکر اوسکا نور کامل ظاہر ہونے کا وقت ہے کہ یہ بخار و غبار اوسکے کامل نور کی مانع ہوتی ہین اور چار رکعتون کا وقت چاشت کبریٰ ہے جسکی قسم اللہ تعالے نے کھائی ہی اور فرمایا وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا یَسْجٰی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے دیکھا تو وہ اشراق کے نماز پڑھ رہے ہین آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ خبردار ہو کہ اوابین کی نماز کا وقت اوسوقت ہے کہ پاون جلنے لگین اسی بنا پر ہم کہتے ہین کہ جسکو ایک نماز پر اکتفا کرنی ہو اور چاشت و اشراق دونون نہ پڑھے تو چاشت کا وقت بہت افضل ہے گو اصل ثواب اسطرح بھی ملجاتا ہے کہ آفتاب کے نصف نیزہ کے قدر اونچا ہونے سے لیکر زوال سے کسی قدر پیشتر تک مین پڑھ لے کہ یہ سب وقت مکروہ وقتون کے بیچ مین اس نماز کا وقت ہے

جیسے عارف کی محبت کو ذاکر غیر عارف کے اُنس سے نسبت ہے کیونکہ مثل مشہور ہے کہ ؎ شنیدہ کی بود
مانند دیدہ ۔ عارف کی محبت ایسی ہے جیسے دیکھنے والے کی ہوتی ہے اور ذاکر کی محبت مثل سننے
والی کی محبت کے ہے یعنی جو لوگ کہ اللہ تعالے کے ذکر پر دل اور زبان سے مداومت رکھتے ہین اور
اور صرف ایمان تقلیدی سے جو کچھ کہ رسول لائے ہین اوسکی تصدیق کرتے ہین اونکے پاس خدائے
تعالے کے محاسن صفات مین سے چند امور مجمل ہی ہین جنپر اونکا اعتقاد دوسرون کے بتلانے سے
ہوگیا ہے اور جو لوگ عارف ہین اونھون نے اوس جمال و جلال الٰہی کو چشم بصیرت سے مشاہدہ کیا ہے
جو ظاہری بینائی سے قوی تر ہے اور اونکو یہ بات میسر نہین ہوئی کہ اوسکے جلال و جمال کی ماہیت پر
واقف ہوگئے ہون اسلیے کہ یہ امر تو خلق مین سے کسی کی تاب نہین جو معلوم کرسکے لیکن ہر شخص
اوسقدر مشاہدہ کرتا ہے جسقدر کہ اوسکے لیے حجاب دور ہوتا ہے اور جمال حضرت الوہیت کی کچھ انتہا
نہین اور نہ اوسکے حجابون کی تعداد ہان جن حجابون کو نور کہنا زیبا ہے اور جن تک سالک پہونچکر
جاننے لگتا ہے کہ مین اصل تک پہونچ گیا اونکی تعداد ستر حجاب ہین چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہین کہ اللہ تعالے کے ستر پردے نور کے ہین اگر وہ اونکو اوٹھادے تو اوسکے چہرے
کے انوار جس جس کو اوسکی بینائی پونہچے پھونک دین یعنی تمام خلق کو جلادین اور یہ حجاب بھی ایک دوسرے
کے بعد ترتیب وار ہین اور اوسکے نور آپس مین ایسے مختلف ہین جیسے آفتاب اور چاند اور ستارون
کے نور ہین اور ابتدا مین سب سے چھوٹا نور ظاہر ہوتا ہے اوسکے بعد اوس سے زیادہ پھر اوس سے زیادہ
اور اسی بنا پر بعض صوفیون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درجات کے معنے بیان کیے ہین جو
اونکو ترقی کرنے مین ظاہر ہوئے تھے یعنے اونھون نے تفسیر فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا کی یہی
ہے کہ جب حضرت ابراہیم پر امر مشتبہ ہوگیا تو آپ ایک نور کے حجاب پر پونہچے جو اورون سے کم تھا
اسی جہت سے اوسکو ستارہ سے تعبیر فرمایا اور اس آیت مین ستارہ سے مراد یہ ستارے رات کے
چمکتے ہوئے نہین اسلیے کہ اونکو تو عوام مین سے ہر کوئی جانتا ہے کہ رب ہونا ان اجسام کو لائق
نہین بلکہ دیکھتے ہی اون کے خیال مین یہ بات آجاتی ہے پس جس چیز کو عوام خدا نہ کہین اوسکو
خلیل اللہ کس طرح خدا کہدیتے اور ان حجابون کو جو نور کہا تو اوس سے یہ روشنی مراد نہین جو آنکھ
سے سوجھتی ہے بلکہ اوس سے نور کے معنے وہ مراد ہین جو اس آیت مین مقصود ہین اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ مِثْلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ الآیہ اب ہم ان باتون سے عنان قلم پھیرتے ہین
کہ یہ علم معاملہ سے خارج ہین اور انکی حقیقتون تک پہونچنا بدون کشف کے جو فکر صاف کی بعد ہوتا ہے

اگر اسپر اپنی معمولی منزل بھی بڑھا لے یا اسقدر پر اکتفا کرے دونوں صورتیں اچھی ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ذکر اور فکر اور دعا سبکا ثواب ہے بشرطیکہ تامل کے ساتھ پڑھے جس طرح کہ تلاوت کے ذکر میں ہم اوسکے آداب اور فضائل کا ذکر کر چکے ہیں۔ اور فکر کو بھی اپنا ایک معمول کر لینا چاہیے اور جس چیز میں فکر کرے اوسکی تفصیل اور فکر کی کیفیت جلد چہارم کے باب تفکر میں مذکور ہوگی لیکن مجموع فکر دو قسموں میں آجاتے ہیں اول یہ کہ ایسی چیزوں میں فکر کرے جو علم معاملہ میں اوسکو مفید ہوں مثلاً اپنے نفس سے گذشتہ تقصیروں کا حساب لے اور جو روز اوسکے سامنے ہو اوسکے وظائف کی ترتیب کرے اور جتنے امور خیر کے مانع ہوں اونکو دفع کرے اور اپنی خطا یاد کرے اور جن باتوں سے عمل میں خلل پڑتا ہے اونکو سوچے تاکہ عمل میں اصلاح ہو اور اپنے دل میں خود اپنے اعمال کے باب میں اور مسلمانوں سے معاملہ کرنے میں عمدہ نیتوں کو حاضر کرے۔ دوسری قسم فکر کی یہ ہے کہ اون چیزوں میں فکر کرے جو علم مکاشفہ میں نافع ہوں مثلاً خدائے تعالے کی ظاہری اور باطنی نعمتوں میں اور اوسکے پے در پے آنے میں فکر کرے تاکہ اونکی معرفت زیادہ حاصل ہو اور اونکا بہت سا شکر بن پڑے یا اوسکی سزاؤں اور عقوبتوں میں فکر کرے کہ اوس سے معبود کی قدرت کی معرفت بڑھے اور عقوبات و انتقامات سے زیادہ خوف کرے۔ اور ان امور میں سے ہر ایک کے بہت سے شعبے ہیں کہ بعض لوگوں کو اونمیں فکر کرنے کی گنجایش ہوتی ہے اور بعض کو نہیں ہوتی کہ اونکو خوب اچھی طرح جلد چہارم میں ہم لکھیں گے۔ اور جب فکر کرنا میسر ہو جاوے تو یہ اشرف عبادات ہے کیونکہ اسمیں ذکر الٰہی بھی ہے اور دو باتیں زیادہ ہیں ایک تو معرفت کا زیادہ ہونا کیونکہ فکر معرفت اور کشف کی کلید ہے دوم محبت کا زیادہ ہونا اسلیے کہ دل محبت اوسی کی کرتا ہے جسکی عظمت کا معتقد ہوتا ہے اور خدائے تعالے کی عظمت بدون اوسکے صفات اور عجائب افعال اور قدرت کی معرفت کے منکشف نہیں ہوتی تو یہ سلسلہ اس طرح ہوتا ہے کہ فکر سے معرفت ہوتی ہے اور معرفت سے تعظیم اور تعظیم سے محبت۔ اور ہر چند ذکر بھی اُنس کا موجب ہوتا ہے اور اُنس ایک قسم کی محبت ہی ہے مگر وہ محبت جسکا سبب معرفت ہوتی ہے وہ اُنس کی نسبت کہ بہت قوی اور دیرپا اور نہایت بڑی ہوتی ہے جیسے کوئی شخص کسی کی خوبصورتی آنکھ سے دیکھے اور اوسکے حسن اخلاق اور افعال اور خصال حمیدہ پر تجربہ سے مطلع ہو کر عاشق ہو جاوے اور دوسرا شخص ایک غائب آدمی کا حسن و جمال چند بار مجملاً سنے اور خوبصورتی کی باتیں مفصل اوسکو معلوم بھی نہوئی ہوں کہ اوسکا فریفتہ ہو جاوے تو پہلے شخص کے عشق کو دوسرے کی محبت سے وہی نسبت ہوگی

پھر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ سات بار اور درود شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر سات بار اور استغفار[1] اپنے لیے اور اپنے والدین اور مومن مردون اور عورتون کے لیے سات بار پھر یہ دعا سات بار اَللّٰهُمَّ[2] افْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلٰنَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَادٌ كَرِيْمٌ رَءُوْفٌ رَحِيْمٌ اور خبردار انکو کسی صبح اور شام مین ترک نکرنا مین نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ آپ مجکو بتادین کہ یہ عطا آپ کو کسنے بخشی آپ نے فرمایا کہ مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمائی ہے[3] مین نے کہا کہ مجکو اسکے ثواب سے مطلع فرمایئے فرمایا کہ جب تمکو زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو تو اسکا ثواب پوچھ لینا کہ وہ ارشاد فرمادینگے ابراہیم تیمی کہتے ہین کہ مین نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ گویا فرشتے میرے پاس آئے ہین اور مجکو اوٹھا کر لے گئے ہین یہانتک کہ جنت مین داخل کیا اور وہان عجیب و غریب اشیا دیکھین پھر مین نے فرشتون سے پوچھا کہ یہ سب سامان کسکے لیے ہے اونھون نے کہا کہ جو کوئی تیرا سا عمل کرے اوسکے لیے ہے اور ابراہیم تیمی نے بہت سی چیزین جو جنت مین دیکھی تھین اونکا بیان بھی کیا اور یہ بھی کہا کہ مین نے وہانکا میوہ کھایا اور پانی پیا پھر میرے پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ساتھ ستر پیغمبر اور ستر صفین فرشتون کی تھین کہ ہر صف اسقدر تھی جیسے پورب اور پچھم کا فاصلہ ہے آپ نے مجکو سلام سے مشرف فرمایا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجسے خضر علیہ السلام نے کہا ہے کہ اونھون نے یہ حدیث آپ سے سُنی ہے آپ نے فرمایا کہ خضر نے درست کہا اور جو کچھ وہ کہتے ہین وہ سب حق ہوتا ہے زمین کے لوگون مین عالم وہی ہے اور ابدال کا سردار ہے اور اللہ تعالے کے لشکرون مین سے ہے جو زمین مین ہین پھر مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو شخص یہ عمل کرے اور جیسا مین نے اپنے خواب مین دیکھا نہ دیکھے تو جو چیزین مجھے ملی ہین اون مین سے اوسکو بھی کچھ مرحمت ہوگا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ قسم ہے مجکو اوس ذات کی جسنے مجکو نبی برحق بھیجا ہے کہ اسکا عامل اگرچہ مجکو نہ دیکھے اور نہ جنت کو دیکھے مگر اتنا ثواب اوسکو ملے گا کہ اوسکے تمام گناہ کبیرہ جو اوسنے کیے ہونگے بخشے جاوینگے اور اللہ تعالے اوسپر سے اپنا غصہ اور خفگی اوٹھالے گا اور بائین طرف والے فرشتے کو حکم فرماوے گا کہ سال بھر تک اوسکی کچھ بُرائی نہ لکھے اور قسم ہے مجکو اوس ذات کی جسنے مجکو نبی برحق بھیجا ہے اسپر عمل وہی کرے گا جسکو اللہ تعالے نے سعید پیدا کیا ہے اور اسکو وہی ترک کرے گا جسکو اوسنے بدبخت بنایا ہے۔ اور یہ جو کہتے ہین کہ ابراہیم تیمی رح نے چار مہینے تک نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا تو شاید اسی خواب کے بعد کا حال ہوگا۔ غرض کہ قرأت کا وظیفہ یہ تھا جو مذکور ہوا

[1] یعنی یون پڑھے اللھم اغفرلی ولوالدی وللمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات برحمتک یا ارحم الراحمین ۱۲

[2] الٰہی تو مجھسے اور اون سے سردست اور آئندہ کو دین اور دنیا اور آخرت مین وہ معاملہ کر جسکے تو لائق ہے اور ہم سے ای ہمارے آقا وہ معاملہ نکر جسکے ہم اشایان ہین کہ تو بخشنے والا بردبار سخی کریم مہربان رحمت والا ہے ۱۲

[3] اسکی کچھ اصل نہین حدیث مین خضر علیہ السلام کی ملاقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باعدم ملاقات ثابت نہین اور نہ اونکی زندگی اور موت کا کچھ ذکر پایا جاوے ۱۲

علیحدہ ہے اور دل کو ہر ایک سے ایک طرح کی تنبیہ اور لذت ہے اور ایک کلمہ سے دوسرے کیطرف انتقال کرنے مین نفس کو بھی گونہ راحت اور اکتانے سے امن ہے اور قرأت قرآن مین مستحب یہ ہے کہ وہ آیتین پڑھے جنکے فضائل احادیث مین وارد ہین یعنی سورۂ الحمد اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول سے آخر سورۂ بقر تک اور آیت شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور دو آیتین قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ سے بغیر حساب تک اور لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخر سورہ تک اور لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ آخر سورۂ فتحنا تک اور قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا آخر سورۂ بنی اسرائیل تک اور پانچ آیتین سورۂ حدید کے اول کی اور هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ سے آخر سورۂ حشر تک پڑھے۔ اور اگر مسبعات عشر پڑھے یعنی وہ دس چیزین جو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت ابراہیم تیمی رح کو بطور تحفہ تعلیم کین اور اونکو وصیت کی کہ ان کلمات کو ہر صبح و شام سات سات بار پڑھا کرنا تو اس صورت مین ثواب پورا ملے اور سب دعاؤن کا ثواب اوسکو حاصل ہو جاوے چنانچہ کرز بن وبرہ رح جو ابدال مین سے تھے روایت کرتے ہین کہ میرے پاس ایک میرا بھائی شام سے آیا اور مجکو ایک تحفہ دیا اور کہا کہ بھائی اسکو قبول کرو کہ یہ بہت عمدہ تحفہ ہے مین نے اونسے کہا کہ بھائی تمکو یہ تحفہ کسنے دیا ہے اونھون نے کہا کہ مجکو ابراہیم تیمی نے دیا ہے مین نے کہا کہ تم نے ابراہیم سے نہ پوچھا کہ اونکو کسنے دیا ہے اونھون نے کہا کہ مین نے ابراہیم سے یہ سوال کیا تھا ابراہیم رح نے جواب دیا کہ مین صحن کعبہ مین بیٹھا تھا اور تہلیل اور تسبیح اور تحمید مین مشغول تھا کہ اس اثنا مین ایک شخص نے میرے پاس آکر سلام کیا اور میری دہنی طرف بیٹھ گیا مین نے اپنی عمر مین اوس سے زیادہ خوبصورت کوئی نہ دیکھا تھا اور نہ اوسکے کپڑون سے عمدہ کپڑے اور نہ اسقدر سفید اور خوشبودار دیکھے تھے مین نے اوس سے پوچھا کہ ای بندۂ خدا تم کون ہو اور کہان سے تشریف لائے اونھون نے فرمایا کہ مین خضر ہون مین نے پوچھا کہ آپ میرے پاس کس غرض سے آئے فرمایا کہ تجسے سلام علیک کرنے آیا اور تجسے مجکو محبت فی اللہ ہے اور میرے پاس ایک تحفہ ہے اوسکو مین تجھے دینا چاہتا ہون مین نے پوچھا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ آفتاب کے نکلنے اور زمین پر پھیلنے سے پیشتر اور غروب سے پہلے سورۂ الحمد اور معوذتین اور اخلاص اور کافرون اور آیۃ الکرسی سات سات بار پڑھنا

لکھہ آئے ہین اور اگر ہو سکے تو وہ سب پڑھے ورنہ اونمین سے اوسقدر یاد کرلے جسقدر کو دیکھی
کہ میرے حال کے موافق اور دل کو نرم کرنے والی اور زبان پر ہلکی زیادہ ہین اور ذکر کے
کلمات وہ ہین جنکے مکرر پڑھنے مین بہت سے فضائل وارد ہین اور بخیم طول کلام کی جہت سے
اونکو نہین لکھا اونکے مکرر پڑھنے کا ادنیٰ درجہ تو یہ ہے کہ ہر کلمہ کو تین بار یا سات بار پڑھے
اور اکثر یہ ہے کہ سو دفعہ یا ستر مرتبہ پڑھے اور اوسط درجہ یہ ہے کہ دس بار پڑھے پس جس قدر
فرصت اور وقت مین گنجایش پاوے اوسقدر مکرر پڑھے اور ظاہر ہے کہ زیادہ کا ثواب
زیادہ ہوتا ہے اور دس بار پڑھنا اوسط ہے کہ اسپر مداومت ہو سکتی ہے اور کاموں مین سے
بہتر وہی ہے جو ہمیشہ کو نبھہ سکے اگرچہ تھوڑا ہو اور جس وظیفہ کی کثیر پر مداومت نہو سکی تو اوسکا
قلیل معہ مداومت کے بہتر ہے اور اسکی تاثیر بھی دلپر زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت بہت کے
جو ہمیشہ نہو سکے ناغہ کے ساتھہ ہو اور تھوڑا وظیفہ جو دائمی ہو اوسکی مثال ایسی ہے
جیسے پانی کے قطرے زمین پر پے در پے ٹپکتے ہون کہ اوسنے زمین مین گڑھا پڑجاتا ہے
اگرچہ وہان پتھر ہی ہو اور بہت سا وظیفہ جو ناغہ کے ساتھہ ہو وہ ایسا ہے جیسے پانی یکبارگی
یا کئی دفعہ کرکے دیر دیر کے بعد گرادیا جاوے کہ اوسکی تاثیر کچھہ نہ معلوم ہوگی اور یہ کلمات
دس ہین اول لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ
یُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ دوم سُبْحَانَ اللّٰہِ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ سوم سُبُّوْحٌ
قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ چہارم سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ پنجم
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَسْاَلُہُ التَّوْبَۃَ ششم اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ
لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ ہفتم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ہشتم بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی
السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ نہم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ
النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ دہم اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ
الرَّجِیْمِ رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ
تو یہ دس کلمات اگر دس دس بار پڑھے جاوین تو سو مرتبہ ہوجاوین گے اور یہ اس سے بہتر ہے
کہ ایک ہی کلمہ کو سو بار پڑھین اسلیے کہ ان کلمات مین سے ہر ایک کے لیے ثواب اور فضیلت

لوٹ گئے اور مین نے سنا کہ آپ نے اپنا ہاتہ ران مبارک پر مارا اور کہا وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا یعنے ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑنے کو۔ پھر فجر کی سنتون اور اونکے بعد کی دعا کے پیچھے استغفار اور تسبیح مین مشغول رہنا چاہیے جبتک کہ تکبیر ہو یعنے ستر بار یون کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ اور سو بار کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پھر نماز فرض تمام ظاہری اور باطنی آداب کی رعایت سے پڑھے چنانچہ اوسکا ذکر باب نماز مین ہم لکھہ آئے ہین۔ جب نماز سے فارغ ہو تو مسجد مین بیٹھکر آفتاب کی نکلنے تک ذکر الٰہی بموجب ترتیب آیندہ کرتا رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جس جگہہ مین مین نماز صبح پڑھون اوسمین میرا بیٹھا رہنا اور نماز سے لے کر آفتاب نکلنے تک ذکر الٰہی کرنا مجکو اس بات سے محبوب تر ہے کہ چار بردے آزاد کرون۔ اور مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے تو نماز کی جگہہ مین آفتاب نکلنے تک بیٹھے رہتے تھے اور بعض روایات مین ہے کہ آفتاب کے نکلنے کے بعد دو رکعتین پڑھتے تھے۔ اور اسکی فضیلت مین بہت کچھہ وارد ہوا ہے۔ اور حضرت حسن رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کی رحمت کے ذکر مین فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے ابن آدم فجر کی نماز کے بعد ایک ساعت اور عصر کی نماز کے بعد ایک ساعت میرا ذکر کرلے مین تجکو ان دونون وقتون کے درمیان مین کافی ہون گا۔ اور جب اس بیٹھنے اور ذکر کی فضیلت معلوم ہو چکی تو چاہیے کہ آفتاب نکلنے تک بیٹھا رہے اور بات نکرے بلکہ آفتاب کے طلوع تک چار طرحکا وظیفہ رکھے اول دعائین دوم ذکر جسکو تسبیح پر پڑھے سوم قرآن کی تلاوت چہارم فکر کرنا دعائین تو نماز سے فارغ ہوتے ہی شروع کردے اور کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَعُوْدُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پھر دعا وہ شروع کرے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع کیا کرتے تھے یعنی یہ کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ الْاَعْلَى الْوَهَّابِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ پھر وہ دعائین پڑھے جنکو ہم تیسری اور چوتھی فصل مین باب نہم کے

گھر سے مسجد کو چلے اور اوس دعا سے غافل نہو جو مسجد کو چلتے وقت ہم لکھہ چکے ہین اور نماز کے لیے
جھپٹ کر نہ چلے بلکہ آہستہ تسکین اور وقار کے ساتہ چلے کہ حدیث مین اسی طرح وارد ہے اور اپنی انگلیونکو
ایکدوسرے مین نہ ڈالے اور مسجد کے اندر دہنا پاون پہلے رکھکے جاوے اور مسجد مین جانے کی دعا
یاد کرکے پڑہ لے پھر مسجد مین صف اول مین جگہہ تلاش کرے بشرطیکہ گنجایش ہو اور لوگون کی
گردنین نہ پھاندے نہ کسیکو تکلیف دی جیسے کہ جمعہ کے باب مین اسکا ذکر ہو چکا ہے پھر اگر سنتین فجر
کی گھر مین نہ پڑھی ہون تو مسجد مین ادا کرکے اونکے بعد کی دعا مین مشغول ہو جاوی اور اگر سنتین
پڑہ چکا ہو تو مسجد مین دوگانہ تحیت پڑھکر جماعت کا منتظر بیٹھہ جاوے اور جماعت کی لیے مستحب اندھیرے
سے ادا کرنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبحکو تاریکی مین ادا فرمایا کرتے تھے اور جماعت کو
کسی وقت کی چھوڑنا نچاہیے اور خاصکر صبح اور عشا کی جماعت ہرگز نچھوڑے کہ ان دونون مین ثواب
زیادہ ہے چنانچہ حضرت انس بن مالک رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
نماز صبح کے باب مین ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی وضو کرکے مسجد کو جاوے کہ اوسمین نماز پڑھے
تو اوسکو ہر قدم پر ایک نیکی کا ثواب ہوگا اور ایک برائی اوسکی دور کیجاوی گی اور نیکی کا ثواب
دس گنا ملا کرتا ہے پھر اگر نماز پڑھکر آفتاب کے نکلنے پر لوٹے گا تو جتنے بال اوسکے بدن مین ہونگے
اوسقدر نیکیان اوسکے لیے لکھی جاوین گی اور ایک حج مقبول کا ثواب لیکر پھری گا اور اگر اسقدر اور
بیٹھے کہ نماز چاشت بھی پڑہ لے تو ہر رکعت کے عوض دس لاکھہ نیکیون کا ثواب ملے گا اور جو شخص نماز
عشا کو مسجد مین جماعت سے پڑھے تو اوسکو بھی اسی قدر ثواب ہے اور ایک عمرہ مقبول لیکر
پھرے گا۔ اور اکابر سلف کی عادت تھی کہ مسجد مین صبح ہونے سے پیشتر جایا کرتے تھے چنانچہ
ایک تابعی روایت کرتے ہین کہ مین مسجد مین صبح صادق ہونے سے پیشتر گیا دیکھا تو حضرت ابو ہریرہ رض
مجھسے پہلے پہونچ چکے ہین اونھون نے مجکو ارشاد فرمایا کہ بھتیجے اپنے گھر سے اسوقت کس مطلب کو
نکلے مین نے عرض کیا کہ صبح کی نماز کے لیے فرمایا کہ تمکو مژدہ ہو کہ ہم ایسے نکلنے اور مسجد مین بیٹھنے کو
خدا کی راہ مین جہاد کرنے کے برابر یا یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ مین جہاد کے برابر
سمجھتے تھے۔ اور حضرت علی رض سے مروی ہے کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری یہان
تشریف لائے اوسوقت مین سوتا تھا اور حضرت فاطمہ رض بھی خواب مین تھین آپ نے فرمایا
کہ تم نماز کیون نہین پڑھتے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری جانین خدائے تعالے کے
قبضے مین ہین جب وہ ہمکو اوٹھانا چاہتا ہے اوٹھہ کھڑے ہوتے ہین آپ وہان سے

فَسَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ اور فضل سے مطلوب ثواب اور مغفرت ہی ہے

دوسرا بیان اوقات وظائف کے شمار اور ترتیب کے ذکر مین - جاننا چاہیے کہ دن کے اور رات مین اور رات کے چار اب ہر ایک کی فضیلت اور ردت وغیرہ کو تفصیل وار سننا چاہیے **دن کے وظیفون مین سے پہلے کا** وقت صبح صادق کے طلوع سے آفتاب کے وقت تک ہے اور یہ وقت شریف ہے اسکی شرافت ان جہون سے معلوم ہوتی ہے کہ خدائے تعالے نے اوسکی قسم کھائی چنانچہ فرمایا وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ اور اپنی مدح مین مذکور فرمایا فَالِقُ الْإِصْبَاحِ اور فرمایا قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور اوسوقت مین سایہ کو سمیٹنے سے اظہار قدرت کیا چنانچہ فرمایا ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا اور یہی وقت ہے کہ آفتاب کی نور پھیلنے سے رات کا سایہ سمٹ جاتا ہے اور لوگون کو اسوقت مین تسبیح کے لیے ارشاد فرمایا یعنے یہ فرمایا فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ اور فرمایا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ اور فرمایا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ اور فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا اور دن کی اوراد کی ترتیب اسطرح ہے کہ شروع اپنے جاگنے سے کرے یعنے جسوقت جاگے ابتدا ذکر الٰہی سے کرکے کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ آخر دعاؤن تک جو ہم پہلے باب مین جاگنے کے بعد پڑھنے کے ذکر مین لکھہ آئے ہین اور اثنائے دعا مین کپڑے پہنے اور کپڑے کے پہننے مین نیت ستر عورت کی حکم خدا کے بموجب اور اون سے عبادت پر مدد لینی کی کرے اسکے سوا اور قصد ریا اور تکبر وغیرہ کا نکرے پھر اگر حاجت ہو تو پاخانہ مین جاوی اور اپنا بایان پاون پہلے پاخانہ کے اندر رکھے اور وہ دعائین جو باب الطہارت مین پاخانہ مین جانے اور نکلنے کی ذکر کر چکے ہین پڑھے پھر مسنون طور پر مسواک کرے جیسے پہلے بیان ہو چکا ہے اور وضو سب سنتون اور دعاؤن کے ساتھ کرے جنکا بیان طہارت مین گذر چکا ہے کیونکہ ہم پہلے فرادی عبادت کو اسی لیے لکھہ آئے ہین کہ اس باب مین صرف اونکے مرکب کرنے اور آگے پیچھے ادا کرنے کو ذکر کرین اور جب وضو سے فارغ ہو تو دو رکعتین فجر کی سنتون کی اپنے گھر مین ادا کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اور سنتون کے بعد خواہ اونکو گھر مین پڑھے یا مسجد مین وہ دعا پڑھے جو حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے اور پیشتر ہم لکھہ آئے ہین یعنے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ تَهْدِي بِهَا قَلْبِي آخر دعا تک پھر

پھر صلوات کا ثواب اور دعا کا قبول ہونا اور دعا کے وقت کا تعین اور اسکی تلاش کرو فضل ایسے شخص کا اور معلوم کرو کہ کونسی برسون کی اور حیلا

کذا فی اوجز المسالک بحوالہ ابن السنی عن انس

قَبْلَ الْغُرُوْبِ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ اور فرمایا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ النُّجُوْمِ اور فرمایا اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا اور فرمایا وَمِنْ اٰنَاۤءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى اور فرمایا وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ پھر اس باب مین تامل کرو کہ جو بندے اللہ تعالے کے کامیاب ہین اونکی صفت اللہ تعالی نے کیا چیز بیان فرمائی ہے مثلا ارشاد ہے اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاۤءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۤئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْ رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اور فرمایا تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا اور فرمایا وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا اور فرمایا كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اور فرمایا فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ یعنی شام و صبحکو اللہ تعالی کی پاکی بیان کرو اور فرمایا وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ پس ان آیات مین تامل کرنے سے تمکو معلوم ہوجاوے گا کہ اللہ تعالے کیطرف کا راستہ اوقات کی نگرانی اور اونکو وردون سے مدام بھرپور رکھنا ہے اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے نزدیک اوسکے بندون مین سے زیادہ تر محبوب وہ ہین جو سورج اور چاند اور سایون کو ذکر الٰہی کے لیے دیکھتے رہتے ہین اور اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ اور فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاۤءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ثُمَّ قَبَضْنَاهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا اور فرمایا وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ اور فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ پس یہ گمان مت کرو کہ آفتاب اور چاند کی رفتار منتظم اور مرتب اور حساب وار ہونے اور سایہ اور روشنی اور ستارون کے پیدا کرنے سے یہ غرض ہے کہ انسے دنیا کے امور پر مدد لیجاوے بلکہ انکو اسلیے بنایا ہے کہ انسے اوقات کی مقدارین پہچانکر انمین طاعات بجالاؤ اور دار آخرت کی تجارت مین لگو چنانچہ یہ مضمون اس آیت سے سمجھا جاتا ہے وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا یعنے رات دنکو ایک دوسرے کی نیابت کرنے کو بنایا تاکہ اگر دونون مین سے ایک مین کچھ عبادت رہ جاوے تو اوسکا تدارک دوسرے مین ہوسکے اور بیان فرمادیا کہ یہ امر ذکر و شکر کے لیے ہے نہ اور کسی کام کے لیے۔ اور فرمایا وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ

اور اوس سے بجز اوس مقدار کے کہ زندگی کے لیے ضرور ہو علیحدگی اختیار کرے اور یہ سب باتین اوسوقت ہوتی ہین کہ آدمی اپنے تمام رات دن کے اوقات کو ذکر اور فکر مین ڈوبا رکھے اور ازانجا کہ نفس کی شرست مین ہے کہ ایک طرح پر ذکر اور فکر کرنے سے تھک جاتا ہے اور ایک ڈھنگ پر صبر نہین کرتا اور اللہ تعالے نہین تھکتا جبتک کہ بندہ نہ تھکے تو نفس کے اس امر سرشتی کی رعایت سے ضرور ہوا کہ ہر وقت مین نئے ڈھنگ کا ورد اوسکے لیے مقرر کیا جاوے تاکہ اس تبدیل اطوار سے اوسکی لذت زیادہ ہو اور رغبت بڑھے اور دوام رغبت کے سبب سے مواظبت بھی ہمیشہ کو ہو جاوے اسی وجہ سے اوراد کی تقسیم مختلف طور پر کی گئی ہے۔ غرضکہ ذکر اور فکر تمام اوقات خواہ اکثر کو حاوی ہونے چاہیین کیونکہ نفس اپنی طبیعت سے دنیا کی لذتون کیطرف مائل ہے پس اگر آدمی اپنے نصف اوقات دنیا کے تدبیرات اور اوسکی مباح خواہشون مین مصروف اور نصف اوقات عبادت کے لیے رکھے تو چونکہ پہلے نصف مین میل طبعی کی جہت سے ترجیح موجود ہے تو برابری دونون وقتون کی کب ہی کو دیر کی روسے برابر ہین لیکن ایک طرف میل طبعی ہونے کی ترجیح ہے کیونکہ دنیا کے کامون پر ظاہر و باطن موافق ہوتے ہین اور دل دنیا کی تلاش مین خوب صاف اور مجرد رہتا ہے اور عبادات کی طرف دل کا پھیرنا بناوٹ اور زبردستی سے ہوتا ہے تو عبادات مین دل کا اخلاص اور حاضر ہونا کبھی میسر ہو جاتا ہے اسلیے جو شخص جنت مین نے حساب جانا چاہے تو اوسکو چاہیے کہ اپنے سارے اوقات طاعت مین مصروف رکھے اور جو کوئی اپنے حسنات کے پلہ کا بھاری رہنا چاہے وہ اپنے اکثر اوقات کو طاعت مین لگائے رہے اور جو کوئی کچھ اعمال نیک کرے اور کچھ برے تو اوسکا معاملہ خطرناک ہی تاہم خدائے تعالے کے کرم سے امید منقطع نہین اور معاف ہونے کی توقع ہے کہ کیا عجب ہے کہ وہ اپنے جود و کرم سے اوسکو بخشدے۔ اور رات دن کے اوقات کو ذکر اور فکر مین مصروف رکھنا نور بصیرت سے دیکھنے والون کو تو منکشف ہو جاتا ہے لیکن اگر تم اہل بصیرت سے نہو تو اللہ تعالے کا خطاب اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ لو اور نور ایمان سے خیال کرلو کہ اوس سے کیا سمجھا جاتا ہے یعنے اللہ تعالے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجودی کہ وہ سب بندون سے مقرب تر اور درجے مین سب سے برتر ہین یہ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا اور فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا اور فرمایا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَ

ق ۱ الیتہ مجکون اون اشغال سے پہلے بعد اور اوقات پنجوقتہ نماز مین کا وقت بھی اوسکی تعلیم مین داخل ہے اور اوپر بھی اوراد کی ترتیب مین بھی رات کے اوقات کو دن کے اوقات پر مقدم کیا ہے

ق ۲ اور اوپر کی بول چوپان کا بس کی پھیلا سوچ نکلنے سے اور پہلے دوپہر سے اور بھی رات مین بھی اوسکی پاکی اور پیچھے بھی رات سے ۱۲

ق ۳

کہ اوسکے اونچے مکانون مین ہین بلکہ اس مراد سے ہے کہ اوسکو فرودگاہ جانین اور اوسمین سے ایسا توشہ حاصل کرین جو اونکو اونکے وطن اصلی کے سفر مین کام آوے اور اعمال و فضل کے تحفے دنیا مین سے اپنے لیے ذخیرہ کرین اور اوسکے پھندون اور مہلک مقامون سے بچے رہین اور جان لین کہ عمر اونکو ایسے لیے جاتی ہے جیسے کشتی اپنے سوارون کو لے جاتی ہے کہ اس عالم مین آدمی سب مسافر ہین اونکی اول منزل پالنے مین ہوتی ہے اور آخر لحد مین اور وطن سبکا یا جنت ہے یا دوزخ اور عمر سفر کا فاصلہ ہے کہ برس اوسکے مرحلے ہین اور مہینے فرسنگ ہین اور دن میل ہین اور سانس قدم ہین اور طاعت اس سفر کی پونجی ہے اور اوقات راس المال ہین اور شہوات اور غرضین اس طریق کے راہزن ہین اور یہان کا نفع یہ ہے کہ دار السلام مین بڑی سلطنت اور پایدار نعمت کے ساتھ خدائے تعالے کی دیدار سے کامیاب ہوا اور ٹوٹا یہ ہے کہ طوق اور قید اور عذاب شدید دوزخ المبقات کے ساتھ خدائے تعالے سے دوری میسر ہو اس صورت مین جو شخص اپنی ایک سانس سے بھی غفلت کرے یہانتک کہ اوس مین کوئی طاعت باعث قرب الٰہی نہو تو وہ قیامت کے روز اتنا خسارہ اوٹھاوے گا کہ اوسکی کچھ حد نہین اور اسی بڑے خطر اور ہولناک امر کے لیے توفیق والون نے مستعد ہو کر لذات نفسانی کو بالکل چھوڑ دیا اور بقیہ عمر کو غنیمت جانا اور دن اور رات کو ذکر الٰہی مین بسر کرنے کے لیے اور ہر ایک وقت مین جدا جدا وظیفہ مقرر کیا تاکہ خدائے تعالے کے قرب کے طالب ہون اور دار القرار کی طرف ساعی اسی جہت سے طریق آخرت کے علم مین ضرور ہے کہ وظائف کی تقسیم کی تفصیل بیان کیجاوے اور جو عبادات کہ اونکی تشریح پہلے ہو چکی اونکو مقادیر اوقات پر بانٹ دیا جاوے اور یہ امر دو فصلون سے واضح ہوگا انشاء اللہ تعالے

پہلی فصل اوراد کی فضیلت اور ترتیب اور احکام کے بیان مین

بیان اول اسبات کے ذکر مین کہ اوراد پر مواظبت کرنی ہے اللہ تعالے کی طرف کا طریق ہے اور وردون کی فضیلت بھی اسی مین مذکور ہوگی۔ جاننا چاہیے کہ نور بصیرت سے دیکھنے والون نے جان لیا ہے کہ نجات کی صورت بدون اللہ تعالے کی لقا کی نہین اور لقا کی سبیل اسکے سوا کوئی نہین کہ بندہ اللہ تعالے کا محب اور عارف ہو اور اوسی حال پر مرے اور محبت اور انس بدون محبوب کے ذکر دوامی سے میسر نہین ہوتا اور نہ معرفت بدون اوسکی ذات اور صفات و افعال مین فکر دائمی کے حاصل ہو اور سوا اوسکے اور اوسکے افعال کے اور کچھ موجود بھی نہین اور دوام ذکر و فکر جب میسر ہوتا ہے کہ دنیا اور اوسکی شہوات کو رخصت کر دی

ہتھیار نہ باندھے کیونکہ اللہ تعالے خود فرماتا ہے وَّخُذُوْا حِذْرَكُمْ یا بیج ڈالنے کے بعد زمین کو پانی ندی اور یہ کہے کہ اگر تقدیر مین بیج کا جمنا ہوگا تو جم جاوے گا ورنہ نہین جمیگا بلکہ اصل یہ ہے کہ مسببات کا اسباب سے وابستہ ہونا یہ حکم اول ہے جسکے لیے ارشاد فرمایا ہے كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اور اسکا نام قضا ہے اور پھر آہستہ آہستہ ایک ایک سبب پر مسبب کا مرتب ہوتا جانا دوسرا حکم ہے جو قدر کہلاتا ہے اور جس ذات نے کہ خیر کو مقدر فرمایا ہے کسی سبب پر منحصر رکھا ہے اور شر کو جو بنایا ہے تو اوسکے دور کرنے کا ایک سبب رکھدیا ہی اس صورت مین جس شخص کی بصیرت کھلی ہوئی ہے اوسکے نزدیک ان باتون مین کچھ مخالفت نہین - علاوہ ازین دعا مین جو فائدہ ہے اوسکو ہم ذکر کے بیان مین لکھہ چکے ہین کہ دعا سے خدا ہی تعالے کے ساتہ دل کی حضوری ہوسکتی ہے جو منتہاے عبادات ہے اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور خلق کا اکثر یہی معاملہ ہے کہ اونکا دل ذکر الٰہی کیطرف مائل جبھی ہوتا ہے کہ جب اونکو کوئی حاجت یا مصیبت پڑے چنانچہ خود اللہ تعالے فرماتا ہے وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ پس دعا کی ضرورت تو حاجت کے لیے ہے اور دعا دل کو اللہ تعالے کی طرف تضرع اور مسکنت کے ساتہ پھیر دیتی ہے اور اسی کے ذریعے سے ذکر حاصل ہوتا ہے جو اشرف عبادات ہے اور یہی وجہ ہے کہ بلا انبیا اور اولیا پر اور افضل شخصون پر زیادہ ہوتی ہے اسلیے کہ وہ دلکو تضرع اور حاجت کے باعث اللہ تعالے کی طرف پھیر دیتی ہی اور اوسکی یاد سے غافل ہونے کی مانع ہے اور تونگری اکثر تکبر کا باعث ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى اذکار اور دعاؤن مین سے یہان ہمکو اسی قدر بیان کرنا منظور تھا باقی دعائین کھانے اور سفر اور بیمار پرسی وغیرہ کی انشاء اللہ اپنے اپنے مقام پر مذکور ہون گی باب نہم تمام ہوا اب باب الاوراد خدا ے تعالے کی عنایت سے شروع ہوتا ہی اور اسی پر اس اول جلد کا خاتمہ ہی وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّآخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ مُّصْطَفٰى

دسوان باب اوراد یعنی اوقات وظائف کی ترتیب اور شب بیداری کی فضیلت مین

رباعی احسن غفلت مین کٹی ہی دنرات	لاتعلم ان ما مضے لیس بات
کھوتا ہے خرافات مین کیون عمر عزیز	فاعبد مولاک فی جمیع الاوقات

واضح ہو کہ اللہ تعالے نے جو اپنے بندون کے لیے زمین کو تابع کیا ہے تو اس غرض سے ہین

ف ۱ اور ساتہ اوپنا بچاؤ ۱۲

ف ۲ یعنی پلک جھپکنے یا اوس سے قریب تر ۱۲

ف ۳ فصل اول مین گذری ۱۲

ف ۴ اور جب کہ اللہ تعالے نے دعا کو عبادت فرمایا ۱۲ کریم جوری ۱۲

ف ۵ آدمی کو چاہیے کہ اس سے کبھی غافل نہ ہو ۱۲ منہ

وَالسُّلْطَانُ لِلّٰهِ وَالْعِزَّةُ وَالْقُدْرَةُ لِلّٰهِ اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰى
دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِلَّةِ اَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ
اَنْ تَبْعَثَنَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ اِلٰى كُلِّ خَيْرٍ وَنَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَجْتَرِحَ فِيْهِ سُوْءًا اَوْ نَجُرَّهُ اِلٰى مُسْلِمٍ
فَاِنَّكَ قُلْتَ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰى
اَجَلٌ مُّسَمًّى اَللّٰهُمَّ فَالِقَ الْاِصْبَاحِ وَجَاعِلَ اللَّيْلِ سَكَنًا وَّالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ حُسْبَانًا اَسْئَلُكَ خَيْرَ
هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا فِيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كُلُّ نِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ الْخَيْرُ كُلُّهٗ بِيَدِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ
السُّوْءَ اِلَّا اللّٰهُ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا رَبَّنَا
عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ **اور شام** کو بھی یہی دعا پڑھو مگر اصبح کی جگہہ امسے
کہو اور اسکے ساتھ یہ دعا بھی پڑھو اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ وَاَسْمَائِهٖ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ
وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
اور جب آئینہ دیکھو تو یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَوّٰى خَلْقِيْ فَعَدَلَهٗ وَكَرَّمَ صُوْرَةَ وَجْهِيْ وَحُسْنَهَا
وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ **اور** جب کوئی خادم یا غلام یا کوئی جانور خریدو تو اوسکی پیشانی کے
بال پکڑ کر یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ
وَشَرِّ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ **اور** جب نکاح کی مبارکباد دو تو یون کہو بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ
وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ **اور** جب قرض ادا کرو تو جسکو دو اوسکو کہو بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ
وَمَالِكَ اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرض کا عوض یہ ہے کہ قرض
دینے والے کا مشکور ہو اور ادا کر دے۔ غرض کہ یہ دعائین ہین کہ طالب آخرت کو ان کا
یاد کر لینا ضرور ہے اور انکے سوا دعائین سفر اور نماز اور وضو کی ہم باب الحج اور باب الطہارۃ اور
باب نماز مین لکھہ چکے ہین **اب** اگر یہ کہو کہ دعا سے فائدہ کیا ہے حکم الٰہی کو تو کسی طرح
ٹال ہی نہین سکتے تو اسکا جواب یہ ہے کہ دعا سے بلا کا ٹلنا بھی حکم الٰہی ہے دعا بلا کے
ٹلنے کا سبب اور رحمت کے کھینچنے کا باعث ہوتی ہے جیسے ڈھال تیر کے روکنے کا سبب ہے
اور پانی سبزہ کے نکلنے کا باعث پس جسطرح ڈھال تیر کو ٹالدیتی ہے اور دونون مین مقابلہ
ہوتا ہے اسی طرح دعا اور بلا کا مقابلہ ہوتا ہے اور حکم الٰہی کے ماننے سے یہ ضرور نہین کہ آدمی

کرلینا چاہیے اور جب کوئی درد اپنے جسم مین یا کسی دوسرے کے جسم مین پاؤ تو اوسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منتر سے جھاڑو کہ آپ کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص آپ کے سامنے کسی زخم وغیرہ کی شکایت کرتا تو آپ اپنی انگشت سبابہ زمین پر رکھتے پھر اوسکو اوٹھاتے اور یہ فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةَ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى بِهٖ سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا اور جب اپنے جسم مین کسی جگہہ درد پاؤ تو درد کی جگہہ اپنا ہاتہ رکھو اور تین بار بسم اللہ کہو اور سات بار کہو اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ اور جب تمکو کوئی مصیبت پونہچے تو کہو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ اور جب سونے کا ارادہ کرو تو وضو کرو دہنے ہاتہ کو سر تلے رکھو اور قبلہ رخ ہو جاؤ پھر چونتیس ۳۴ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور تینتیس ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اسی قدر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہکر یہ کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَبْلُغَ ثَنَاءً عَلَيْكَ وَلَوْ حَرَصْتَ وَلٰكِنْ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَحْيَا وَاَمُوْتُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهٗ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَاَنْتَ تَتَوَفَّاهَا لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنْ اَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ فَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ اور یہ دعا سب دعاؤن کے آخر مین پڑھنی چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے لیے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے اور اس دعا سے پیشتر یہ پڑھ لینا چاہیے اَللّٰهُمَّ اَيْقِظْنِيْ فِيْ اَحَبِّ السَّاعَاتِ اِلَيْكَ وَاسْتَعْمِلْنِيْ بِاَحَبِّ الْاَعْمَالِ اِلَيْكَ تَقَرَّبْنِيْ اِلَيْكَ زُلْفٰى وَتَبْعِدْنِيْ مِنْ سَخَطِكَ بُعْدًا اَسْئَلُكَ فَتُعْطِيْنِيْ وَاَسْتَغْفِرُكَ فَتَغْفِرُ لِيْ وَاَدْعُوْكَ فَتَسْتَجِيْبُ لِيْ اور صبح کو جب نیند سے جاگو تو یون کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْعَظَمَةُ

اور جب کسی کے مرنے کی خبر سنو تو کہو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ
اَللّٰهُمَّ اكْتُبْهُ فِي الْمُحْسِنِيْنَ وَاجْعَلْ كِتَابَهٗ فِيْ عِلِّيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ عَلٰى عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ
اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ اور صدقہ دینے کے وقت کہو رَبَّنَا
تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور نقصان ہونے کے وقت کہو عَسٰى رَبُّنَا اَنْ يُّبَدِّلَنَا خَيْرًا
مِّنْهَا اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ اور کامون کے شروع کرنے کے وقت کہو رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ
رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ اور آسمان پر
نظر کرنے کے وقت کہو رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تَبَارَكَ
الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا اور جب رعد کی گرج سنو تو کہو
سُبْحَانَ مَنْ يُّسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ اور اگر بجلی زیادہ تڑپتے دیکھو تو کہو
اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ اور جب آسمان سے
پانی برسے تو کہو اَللّٰهُمَّ سَقِيًّا هَنِيْئًا وَّصَيِّبًا نَافِعًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ سَبَبَ رَحْمَةٍ وَّلَا تَجْعَلْهُ سَبَبَ
عَذَابٍ اور جب غصہ ہو تو کہو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَاَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور جب کسی قوم سے ڈرو تو کہو اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ
مِنْ شُرُوْرِهِمْ اور جب جہاد کرو تو کہو اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ وَبِكَ اُقَاتِلُ
اور جب کان بولے تو کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ذَكَرَ اللّٰهُ مَنْ ذَكَرَنِيْ بِخَيْرٍ اور جب دیکھو
کہ تمھاری دعا قبول ہوئی تو کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِعِزَّتِهٖ وَجَلَالِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور جو
دعا مقبول ہونے مین دیر ہو جاوے تو کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اور جب مغرب کی
اذان سنو تو کہو اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاَدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ وَحُضُوْرُ
صَلَوَاتِكَ اَسْئَلُكَ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ اور جب تمکو کوئی تردد پیش آوی تو کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ
عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيْ قَضَآئِكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ
اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ
بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجِلَاءَ غَمِّيْ وَذَهَابَ
حُزْنِيْ وَهَمِّيْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جس کسیکو غم پیش آوے یہ دعا پڑھ لے
تو اللہ تعالے اوسکے تردد کو رفع کرتا ہے اور اوس غم کی جگہہ خوشی بدلدیتا ہے پھر کسی نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اس دعا کو سیکھہ نہ لین آپ نے فرمایا کہ بیشک جو کوئی اوسکو سنے اوسکو یاد

تو سب سے پیچھے ہے کہ کوئی تیرے بعد نہین اور تو ظاہر ہے کہ نہین ہے تیرے اوپر کوئی چیز یعنے تو ہو صفات کمال مین اور تو پوشیدہ ہے کہ نہین ہے تیری نیچے کوئی چیز یعنے باعتبار ذات کے سب سے پوشیدہ تر ہے ادا کر مجھسے قرض کو اور دے پروا کر مجکو محتاجی سے ۱۲ ۵ الٰہی تو نے میرے نفس کو پیدا کیا اور تو اوسکو ماریگا تیرے ہی لیے ہے اوسکا مرنا اور جینا الٰہی اگر تو اوسکو ماری تو اوسکو بخشدینا اور اگر اوسکو جلاوے تو اوسکی حفاظت کر الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون سلامتی کا دنیا و آخرت مین ۱۲ ۸ ای میری پروردگار مین نے تیرے نام کے ساتھ اپنے پہلو رکھے ہین پس تو میرے گناہ بخشدے ۱۲ ۹ الٰہی سچا تو مجکو اپنے عذاب سے جس دن کہ تو اپنے بندون کو اکٹھا کرے ۱۲ ۱۰ الٰہی مین نے اپنے نفس کو تیرا تابع کیا اور مین نے اپنا مُنہ تیری طرف پھیرا اور مین نے اپنا کام تیرے سپرد کیا اور تکیہ کیا مین نے تیرا تیرے ثواب کی رغبت اور عذاب کے ڈر سے نہین ہے پناہ اور نجات تیرے عذاب سے مگر تیرے پاس مین ایمان لایا تیری اوتاری ہوئی کتاب پر اور رسول پر جسکو تو نے بھیجا ۱۲ ۱۱ الٰہی مجکو اوس گھڑی مین جگا جو تیری نزدیک تر یادہ پسند ہو اور مجکو اون کامون مین لگا جو تجکو زیادہ محبوب ہون کہ وہ مجکو تجھسے درجہ مین نزدیک کرین اور تیرے غصے سے مجکو بہت دور کرین مین تجھسے مانگون تو تو دیوے اور معافی چاہون تو معاف کرے اور دعا مانگون تو قبول کرے ۱۲ ۱۲ سب خوبیان اللہ کو ہین جسنے زندہ کیا ہمکو بعد اسکے کہ مردہ کیا ہمکو اور اوسی کی طرف اوٹھنا ہے بعد مرنے کے ۱۲ ۱ صبح کی ہمنے اور صبح کی ملک نے اللہ کے لیے اور عظمت اور غلبہ اللہ کو ہے اور عزت اور قدرت اللہ کو ۱۲ ۲ ہمنے صبح کی دین اسلام پر اور اخلاص کے کلمہ اور اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر جو ایک طرف تھے اور مشرکون مین سے نہ تھے ۱۲ ۳ الٰہی ہمنے تیری مدد سے صبح کی اور تیری مدد سے شام کی اور تیری مدد سے جیتے ہین اور تیری ہی مدد سے مرتے ہین اور تیری ہی طرف پھرنا ہے ۱۲ ۴ الٰہی ہم تجھسے سوال کرتے ہین یہ کہ اوٹھاوے تو ہمکو اس روز مین طرف ہر ایک نیکی کے اور تجھسے پناہ مانگتے ہین ہم اس بات سے کہ اوسمین کوئی برائی کرین یا کسی مسلمان کے ذمہ برائی لگاوین کہ تو نے فرمایا ہے اور وہ وہ ہے کہ مارتا ہے تمکو رات مین اور جانتا ہے جو کچھ کیا تمنے دن مین پھر اوٹھاتا ہے تم کو دن مین تاکہ پوری ہووے میعاد مقرری ۱۲ ۵ ای اللہ چیرنے والے صبح کے اور کرنے والے رات کے آرام اور سورج اور چاند کے حساب مین تجھسے سوال کرتا ہون اس دن کی بہتری اور اوسکے اندر کی چیز کی بہتری اور پناہ مانگتا ہون تجھسے اوسکی برائی سے اور اوسکے اندر کی چیز کی برائی سے ۱۲ ۶ شروع ہے اللہ کے نام سے جو چاہا اللہ کا نہین ہے قوت مگر اللہ کی دی ہوئی جو چاہا اللہ کا ہر ایک نعمت اللہ کی طرف سے ہے جو چاہا اللہ کا خیر بالکل خدائے تعالے کے ہاتھ مین ہے جو چاہا اللہ کا نہین مالتا برائی کو سوائے خدائے کے کوئی ۱۲ ۷ راضی ہوا مین اللہ سے رب ہونے پر اور اسلام سے دین ہونے مین اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے نبی ہونے مین اے ہمارے رب تجھپر بھروسا کیا ہمنے اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری ہی طرف پھرنا ہے ۱۲ ۸ مین پناہ مانگتا ہون اللہ کے پورے کلمون کی اور اوسکے سب ناموں کی برائی سے ہر چیز کی جو اوسنے پیدا کی اور بنائی اور برائی سے ہر برائی والے کی اور برائی سے ہر پھرنے والے کی جسکی چوٹی تو پکڑے ہوئے ہے بے شک میرا رب راہ راست پر ہے ۱۲ ۹ سب خوبیان اوس اللہ کو ہین جسنے میری پیدائش ٹھیک کی پھر اوسکو برابر کیا اور میرے چہرے کی صورت کو مکرم کیا اور اوسکو اچھا بنایا اور مجکو مسلمانون مین کیا ۱۲ ۱۰ الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون اوسکی بہتری اور جس چیز پر یہ پیدا ہوا اوسکی بہتری اور پناہ مانگتا ہون تجھسے اوسکی برائی سے اور اوس برائی سے جسپر وہ پیدا ہوا ۱۲ ۱۱ خدائے تعالے تجھ مین برکت کرے اور تجھپر برکت کرے اور تم دونون مین خیر کے ساتھ جمع کرے ۱۲ ۱۲ خدائے تعالے تیرے لیے برکت کرے تیرے اہل مین اور مال مین ۱۲

تجھسے سوال کرتا ہون اس کی خیر اور اوس چیز کی خیر جسکے لیے یہ بنایا گیا ہے اور تجھسے پناہ مانگتا ہون اسکی بُرائی سے اور اوس چیز کی بُرائی سے جسکے لیے یہ بنا ہے ۱۲ ۱۱ الٰہی نیکیون کو کوئی نہین لاتا سوا تیرے اور بُرائیون کو کوئی نہین دور کرتا سوائے تیرے نہین ہے طاقت گناہ سے بچنے کی اور قوت طاعت کرنے کی مگر اللہ کی دی ہوئی ۱۲ ۱۲ الٰہی چاند دکھا ہمکو امن اور ایمان کے ساتھ اور نیکی اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ جو چیز تجکو خوش معلوم ہو اور پسند آوے اوسکی توفیق دینے کے ساتھ ای چاند میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے ۱۲ ۱۳ چاند ہدایت اور خیر کا ہے مین تیرے پیدا کرنے والے پر ایمان لایا ۱۲ ۱۴ الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون اس مہینے کی بہتری اور تقدیر کی بہتری اور تجھسے پناہ مانگتا ہون اوز حشر کی بُرائی سے ۱۲ ۱۵ الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون اس آندھی کی خیر اور جو چیز اسمین ہے اوسکی بہتری اور جس چیز کے لیے یہ بھیجی گئی ہے اوسکی بہتری اور تجھسے پناہ مانگتا ہون اوسکی بُرائی سے اور اوسکے اندر کی چیز کی بُرائی سے یعنے حیات کی بُرائی سے اور اوس چیز کی برائی سے جسکے لیے یہ بھیجی گئی ہے ۱۲ ۱ ہم اللہ کا مال ہین اور ہمکو اوسی کی طرف پھر جانا اور ہم اپنے پروردگار کیطرف پھر جانے والے ہین الٰہی لکھدے اوسکو احسان والون مین اور کر کتاب اوسکی اونچے درجے والون مین اور کارساز ہو اوسکا اوسکے اہل و عیال پر پس ماندون مین الٰہی مت محروم کر ہمکو اوسکے ثواب سے اور نہ آزما ہمکو اوسکے بعد اور مغفرت کر ہماری اور اوسکی ۱۲ ۲ پاک ہی وہ کہ پاکی بیان کرتا ہے اوسکی رعد اوسکی خوبی کے ساتھ اور پاکی بیان کرتے ہین فرشتے اوسکے خوف سے ۱۲ ۳ الٰہی مت ہلاک کر ہمکو اپنے غصے سے اور مت تباہ کر ہمکو اپنے عذاب سے اور عافیت دے ہمکو اوسکے واقع ہونے سے پہلے ۱۲ ۴ الٰہی بانی برسا رحمت والا اور مینہ فائدہ دینے والا ۱۲ ۵ الٰہی کر اوسکو جاری رحمت سے اور مت کر اوسکو سیلاب عذاب کا ۱۲ ۶ الٰہی بخشدے میرے گناہ اور دور کر میرے دل کا غصہ اور پناہ دی مجکو شیطان مردود سے ۱۲ ۷ الٰہی ہم کرتے ہین تجکو اونکے سینون مین یعنے مقابل اور تجھسے پناہ مانگتے ہین اونکی بُرائیون سے ۱۲ ۸ الٰہی تو میرا بازو اور مددگار ہے اور تیری ہی مدد پر مین لڑتا ہون ۱۲ ۹ الٰہی رحمت بھیج محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالےٰ بھلائی ہی یاد کرے جسنے مجھے بھلائی سے یاد کیا ۱۰ سب تعریفین اللہ کو ہین جسکی عزت اور بزرگی سے بھلی باتین پوری ہوتی ہین سب خوبیان اللہ کو ہین ہر حال پر ۱۲ ۱۱ الٰہی یہ وقت تیری رات کے آنے اور دن کے پیٹھ پھیرنے اور تیرے پکارنے والون کی آواز اور تیری نماز مین حاضر ہونے کا ہے مین تجھسے یہ سوال کرتا ہون کہ تو مجکو بخشدے ۱۲ ۱۲ الٰہی مین تیرا بندہ ہون اور تیرے بندی کا بیٹا اور تیری لونڈی کا بیٹا میری پیشانی کی بال تیرے ہاتھ مین ہین تیرا حکم میرے اندر جاری ہی تیری تقدیر مجھ پر مین درست ہی مین تجھسے سوال کرتا ہون بہ طفیل ہر ایک نام کے جو تیرا ہے خواہ تو نے اوس سے اپنا نام رکھا ہے یا اوسکو اپنی کتاب مین نازل کیا ہے یا کسیکو اپنی خلق مین سے سکھایا ہے یا اپنے پاس کے علم غیب مین اوسکو تو نے پسند کیا ہے یہ کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار کر اور میرے سینہ کا نور و میرے غم کے صاف کرنے اور اندوہ و تردد کے دور کرنے کا باعث ۱۲ ۱۳ شروع کرتا ہون خدا کے نام سے یہ مٹی ہے ہماری زمین کی ہم مین سے کسی کے تھوک کے ساتھ شفا دیا جاوی ہمارا بیمار ہمارے پروردگار کے حکم سے ۱۲ ۱۴ شروع ہے اللہ کے نام سے پناہ مانگتا ہون مین اللہ تعالےٰ کی عزت اور قدرت کی اوس چیز کی بُرائی سے جو مین معلوم کرتا ہون اور جس سے مین ڈرتا ہون ۱۲ ۱۵ نہین ہی کوئی معبود سوا اللہ کے جو بڑا اور بردبار ہے نہین ہے معبود سوائے اللہ کے جو مالک ہے بڑے عرش کا نہین ہے معبود سوائے اللہ کے جو مالک ہی ساتون آسمانون کا اور مالک ہے بزرگی والے عرش کا ۱۲ ۱۶ الٰہی مین پناہ پکڑتا ہون تیری رضامندی کی تیرے غصے سے اور تیرے درگذر کرنے کی تیرے عذاب سے اور پناہ پکڑتا ہون تیری ذات کی تجھسے الٰہی مجھسے نہین ہو سکتا کہ مین تیری ثنا کرنے پر پونہچون اگرچہ اوسکا لالچ کرون لیکن تو ایسا ہے جیسا تو نے اپنی ذات کی تعریف کی ۱۲ ۱۷ الٰہی مین تیرے نام کے ساتھ زندہ ہوتا ہون اور مرتا ہون یعنے جاگتا ہون اور سوتا ہون ۱۲ ۱۸ الٰہی ای مالک آسمانون کے اور مالک ہے اور پروردگار ہر چیز کے اور اوسکے مالک چیرنے والے دانہ اور گھٹلی کے اور اوتارنے والی توریت اور انجیل اور قرآن کے مین تجھسے پناہ مانگتا ہون بُرائی سے ہر بُرائی والے کی اور برائی سے ہر چلنے والے کی جسکی چوٹی تو پکڑے ہی تو سب سے پہلے ہے کہ کوئی چیز تجھسے پہلے نہین اور

ترجمہ اوعیہ فصل پنجم باب نہم

۱ الٰہی کر میرے دل مین روشنی اور میری زبان مین نور اور کر میرے کان مین نور اور کر میری آنکھ مین نور اور کر میرے پیچھے نور اور میرے سامنے نور اور کر میرے اوپر کی طرف سے نور الٰہی دے مجکو نور ۲ الٰہی مین تجسے سوال کرتا ہون اوس حق کی ذریعے سے جو سوال کرنے والون کو تجھپر ہے اور اپنے اس چلنے کے حق سے تیری طرف کہ مین نہین نکلا ہون مال مستی سے نہ اترا کر اور نہ نمود کو نہ شہرت کو نکلا ہون تیری خفگی کے بچنے کو اور تیری رضا جوئی تو مین تجسے سوال کرتا ہون کہ مجکو دوزخ سے بچانا اور میرے گناہ بخشدینا کہ گناہون کو تیرے سوا اور کوئی نہین بخشتا ۲ شروع ہی اللہ کے نام سے ای رب مین تجسی پناہ مانگتا ہون اس سے کہ ظلم کرون یا مجپر ظلم کیا جاوے یا جہل کرون یا مجپر جہالت کیجاوے ۲ شروع ہی اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے رحمت والا نہین ہے طاقت گناہ سے بچنے کی اور قوت عبادت کرنے کی مگر اللہ کی دی ہوئی بھروسا اللہ پر ہے ۵ الٰہی رحمت بھیج ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور اونکی اولاد پر اور سلام بھیج الٰہی تو میرے سب گناہ بخشدے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھولدے ۲ شروع ہے اللہ کے نام سے الٰہی مین تجسے سوال کرتا ہون تیرے پاس سے وہ رحمت جس سے تو میرے دل کو راہ پر لاوے ۷ الٰہی مین نے تیری لیے رکوع کیا اور تیرے واسطے عاجزی کی اور تجپر ایمان لایا اور تیرے واسطے منقاد ہوا اور تجپر بھروسا کیا تو میرا پروردگار ہے تیرے لیے عاجزی کی میرے کان نے اور میری آنکھ نے اور میری ہڈیون کے مغز نے اور میری ہڈی اور میرے پٹھے نے اور اوس چیز نے جسکو اوٹھایا ہے میرے پاؤن نے اللہ رب العالمین کے واسطے ۸ پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا ۹ پاک نہایت پاک پروردگار فرشتون کا اور جبرئیل کا ۱ قبول کیا اللہ نے اوس شخص کا قول جسنے اوسکی تعریف کی ای ہمارے پروردگار خوبیان تجھی کو ہین مقدار پر کہ آسمان اور بقدر بھرنے زمین کے اور بقدر بھرنے اوس چیز کے جو آسمان و زمین کے درمیان ہے اور بقدر پری اوس چیز کے کہ اوسکے سوا تو کوئی شے چاہے ای صاحب تعریف اور بزرگی کے تو لائق تر ہے اوس بات کے جو بندہ کہے اور ہم سب تیرے بندے ہین کوئی روکنے والا نہین جس چیز کو تو نے دی اور نہ کوئی دینے والا جسکو تو نے روکی اور نہین مفید ہے دولت والے کو تیرے عذاب سے دولتمندی ۲ الٰہی مین نے تیرے لیے سجدہ کیا اور تجپر ایمان لایا اور تیرے لیے فرمانبردار ہوا سجدہ کیا میرے چہرے نے اوس ذات کے لیے جسنے اوسکو پیدا کیا اور اوسکی صورت بنائی اور اچھی صورتین اوسکی بنائین اور کھولے اوسکے کان اور آنکھ پس برکت والا ہے اللہ بہترین پیدا کرنے والون کا ۳ الٰہی تیرے لیے سجدہ کیا میرے ظاہر نے اور میرے باطن نے اور ایمان لایا تجپر میرا دل مین اقرار کرتا ہون تیری نعمت کا اپنے اوپر اور اقرار کرتا ہون اپنے گناہ کا اور جو کچھ مین نے اپنے نفس پر گناہ کیے وہ میرے پاس یہ موجود ہین پس مجکو بخشدے کہ گناہون کو سوا تیرے اور کوئی نہین بخشتا ۴ پاک ہے میرا پروردگار سب سے بڑا ۵ خدایا تو عیبون سے سلامت ہے اور سلامتی تیری ہی ذات سے ہے برکت والا ہے تو اے بزرگی اور بڑائی والے ۶ الٰہی تو پاک ہے اور تیری پاکی بیان کرتا ہون تیری خوبیون کے ساتھ گواہی دیتا ہون اس امر کی کہ کوئی معبود نہین سوای تیرے تجسے معافی مانگتا ہون اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہون مین نے برا کیا اور اپنی جان پر ظلم کیا پس تو مجکو بخشدے کہ گناہونکو سوا تیرے اور کوئی نہین بخشتا ۷ نہین ہے معبود کوئی سوا اسکے وہ اکیلا ہے کوئی اوسکا شریک نہین اوسی کا ملک ہے اور اوسی کو خوبی ہے اور زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے نہین مرتا اوسی کے ہاتھ مین ہے بہتری اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۲ شروع ہے اللہ کے نام سے الٰہی مین تجسے سوال کرتا ہون اس بازار کی بہتری اور اوس چیز کی بہتری جو اوسمین ہے الٰہی مین پناہ مانگتا ہون تجسے اوسکی برائی سے اور اوسکے اندر کی چیز کی برائی سے الٰہی مین پناہ مانگتا ہون تجسے ہر بات سے کہ اوس مین کوئی بری قسم کھاؤن یا کوئی جھوٹی گواہی کا معاملہ میرے گلے پڑے ۲ الٰہی تو بچا مجکو اپنے رزق حلال کے ساتھ حرام سے اور بے پروا کر مجکو اپنے فضل کی بدولت اپنے سوا دوسرون سے ۱۰ الٰہی تو نے مجکو یہ کپڑا پہنایا پس تجھی کو خوبی ہے

لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْأَ مَا شِئْتَ
مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ أَهْلِ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ
وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ اور جب سجدہ کرو تو کہو اَللّٰهُمَّ لَكَ
سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ
وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ اَللّٰهُمَّ سَجَدَ لَكَ سَوَادِي وَخَيَالِي وَآمَنَ بِكَ فُؤَادِي
أَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي وَهٰذَا مَا جَنَيْتُ عَلٰى نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ
الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ یا یہ کہو تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى اور جب نماز سے فارغ ہو تو کہو
اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اور جو دعائین ہم
لکھ چکے ہین پھر اون سبکو پڑھو اور جب کسی مجلس سے اوٹھو اور کوئی ایسی دعا پڑھنی چاہو
کہ مجلس کی بیہودہ باتون کا کفارہ ہو جاوے تو کہو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ
لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ عَمِلْتُ سُوءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ
لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ اور جب بازار مین داخل ہو تو کہو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوقِ وَخَيْرَ مَا فِيهَا اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ
مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُصِيبَ فِيهَا يَمِينًا فَاجِرَةً أَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً
اور جب تمہارے اوپر قرض ہو تو کہو اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ
عَمَّنْ سِوَاكَ اور جب نیا کپڑا پہنو تو کہو اَللّٰهُمَّ كَسَوْتَنِي هٰذَا الثَّوْبَ فَلَكَ الْحَمْدُ أَسْأَلُكَ
مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ اور جب کوئی شگون ایسا
دیکھو جو تمکو برا معلوم ہو تو کہو اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يُذْهِبُ بِالسَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اور جب چاند دیکھو تو کہو اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ
وَالْبِرِّ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ اور کہو هِلَالُ
رُشْدٍ وَخَيْرٍ آمَنْتُ بِخَالِقِكَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الشَّهْرِ وَخَيْرَ الْقَدْرِ وَأَعُوذُ بِكَ
مِنْ شَرِّ يَوْمِ الْحَشْرِ اور تین بار اس دعا سے پہلے اللہ اکبر بھی کہلے اور جب آندھی چلے تو کہو اَللّٰهُمَّ
إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا
وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ

وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَصَلٰوةٍ لَا تَنْفَعُ وَدَعْوَةٍ لَا تُسْتَجَابُ
وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَشَمَاتَةِ
الْاَعْدَاءِ **پانچوین فصل** اون دعاؤن کے بیان مین جو کسی کام کے واقع ہونے پر مروی ہین۔
جب تم صبح کو اوٹھو اور اذان سنو تو تمکو مستحب ہے کہ جسطرح ہم ذکر کر چکے ہین اوسطرح موذن کا جواب دو
اور نیز باب الطہارۃ مین ہم پاخانہ مین جانے اور باہر آنے کی دعائین اور وضو کی دعائین
لکھ چکے ہین اونکو حسب موقع پڑھنا چاہیے پھر جب مسجد کو چلو تو کہو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا
وَفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَاَمَامِيْ
نُوْرًا وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا اور یہ بھی کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ
السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَبِحَقِّ مَمْشَايَ هٰذَا اِلَيْكَ فَاِنِّيْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَلَا بَطَرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا
سُمْعَةً خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُنْقِذَنِيْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِيْ
ذُنُوْبِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ **اور** جب گھر سے کسی کام کو نکلے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ
اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا حَوْلَ وَ
لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ التُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ **اور** جب مسجد کے دروازے پر پہونچکر اوسکے اندر داخل ہونا
چاہو تو کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ
جَمِيْعَ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور داخل ہونے مین اپنا دہنا پانو پہلے رکھو اور اگر
مسجد مین کسی کو بیع و شرا کرتے دیکھو تو کہو کہ خداے تعالے تیری تجارت مین نفع نہ دیوے اور
اگر کسیکو مسجد مین دیکھو کہ اپنی کھوئی ہوئی چیز ڈھونڈھتا ہے تو کہو کہ خداے تعالے کرے
کہ وہ نہ ملے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی اجازت فرمائی ہے **اور** جب صبح کی دو رکعتین
پڑھ چکو تو کہو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ تَهْدِيْ بِهَا قَلْبِيْ آخر دعا تک
چنانچہ ہم اوسکو تیسری فصل مین حضرت ابن عباس رض سے لکھ آئے ہین **اور** جب رکوع کرو
تو رکوع مین کہو اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَلَكَ خَشَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ
تَوَكَّلْتُ اَنْتَ رَبِّيْ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ
قَدَمِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اور اگر چاہو یون کہو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ تین بار یا کہو سُبُّوْحٌ
قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ **اور** جب اپنا سر رکوع سے اوٹھاؤ تو کہو سَمِعَ اللّٰهُ

للمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات الأحياء منهم والأموات ربنا اغفر
وارحم وتجاوز عما تعلم وأنت الأعز الأكرم وأنت خير الراحمين وخير الغافرين
وإنا لله وإنا إليه راجعون ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم وحسبنا الله ونعم
الوكيل وصلى الله على سيدنا محمد خاتم النبيين وآله وصحبه وسلم تسليما كثيرا

وہ دعائیں جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز سے پناہ مانگی ہے اللهم
إني أعوذ بك من البخل وأعوذ بك من الجبن وأعوذ بك من أن أرد إلى أرذل
العمر وأعوذ بك من فتنة الدنيا وأعوذ بك من عذاب القبر اللهم إني أعوذ بك
من طمع يهدي إلى طبع ومن طمع في غير مطمع ومن طمع حيث لا مطمع اللهم إني أعوذ بك
من علم لا ينفع وقلب لا يخشع ودعاء لا يسمع ونفس لا تشبع وأعوذ بك من الجوع
فإنه بئس الضجيع ومن الخيانة فإنها بئست البطانة ومن الكسل والبخل والجبن ومن
الهرم ومن أن أرد إلى أرذل العمر ومن فتنة الدجال وعذاب القبر ومن فتنة المحيا
والممات اللهم إنا نسألك قلوبا أواهة منيبة في سبيلك اللهم إنا نسألك
عزائم مغفرتك وموجبات رحمتك والسلامة من كل إثم والغنيمة من كل بر والفوز
بالجنة والنجاة من النار اللهم إني أعوذ بك من الردي وأعوذ بك من الغم والغرق
والهدم وأعوذ بك من أن أموت في سبيلك مدبرا وأعوذ بك من أن أموت
لطلب الدنيا اللهم إني أعوذ بك من شر ما علمت ومن شر ما لم أعلم اللهم جنبني
منكرات الأخلاق والأعمال والأدواء والأهواء اللهم إني أعوذ بك من جهد البلاء
ودرك الشقاء وسوء القضاء وشماتة الأعداء اللهم إني أعوذ بك من الكفر والدين
والفقر وأعوذ بك من عذاب جهنم وأعوذ بك من فتنة الدجال اللهم إني
أعوذ بك من شر سمعي وبصري ومن شر لساني وقلبي ومن شر منيي اللهم إني أعوذ بك
من جار السوء في دار المقامة فإن جار البادية يتحول اللهم إني أعوذ بك من القسوة والغفلة
والعيلة والذلة والمسكنة وأعوذ بك من الكفر والفقر والفسوق والشقاق والنفاق
وسوء الأخلاق والسمعة والرياء وأعوذ بك من الصمم والبكم والعمى والجنون
والجذام والبرص وسيئ الأسقام اللهم إني أعوذ بك من زوال نعمتك ومن تحول عافيتك ومن فجاءة
نقمتك ومن جميع سخطك اللهم إني أعوذ بك من عذاب النار وفتنة النار وعذاب القبر وفتنة القبر

الخ

عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِيِّكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ رَسُوْلِكَ الْاَمِيْنِ وَاَعْطِهِ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ
وَعَدْتَّهٗ يَوْمَ الدِّيْنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَوْلِيَائِكَ الْمُتَّقِيْنَ وَحِزْبِكَ الْمُفْلِحِيْنَ وَعِبَادِكَ
الصَّالِحِيْنَ وَاسْتَعْمِلْنَا لِمَرْضَاتِكَ عَنَّا وَوَفِّقْنَا لِمُحَابِّكَ مِنَّا وَصَرِّفْنَا بِحُسْنِ اخْتِيَارِكَ لَنَا نَسْئَلُكَ
جَوَامِعَ الْخَيْرِ وَفَوَاتِحَهٗ وَخَوَاتِمَهٗ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ جَوَامِعِ الشَّرِّ وَفَوَاتِحِهٖ وَخَوَاتِمِهٖ اَللّٰهُمَّ
بِقُدْرَتِكَ عَلَيَّ تُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَبِحِلْمِكَ عَنِّيْ اعْفُ عَنِّيْ اِنَّكَ اَنْتَ
الْغَفَّارُ الْحَلِيْمُ وَبِعِلْمِكَ بِيْ ارْفُقْ بِيْ اِنَّكَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ وَبِمِلْكِكَ لِيْ مَلِّكْنِيْ نَفْسِيْ
وَلَا تُسَلِّطْهَا عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ الْمَلِكُ الْجَبَّارُ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَمِلْتُ
سُوْٓءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ
اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَقِنِيْ شَرَّ نَفْسِيْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حَلَالًا لَا تُعَاقِبُنِيْ عَلَيْهِ وَقَنِّعْنِيْ
بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَاسْتَعْمِلْنِيْ بِمَا صَالِحًا تَقْبَلُهٗ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَحُسْنَ
الْيَقِيْنِ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا مَنْ لَا تَضُرُّهُ الذُّنُوْبُ وَلَا تَنْقُصُهُ الْمَغْفِرَةُ هَبْ لِيْ
مَا لَا يَضُرُّكَ وَاَعْطِنِيْ مَا لَا يَنْقُصُكَ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ اَنْتَ وَلِيُّنَا فِي
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ
اَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا
وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً
لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَآ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا
فِيْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ
سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ رَبَّنَا
اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ
فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا
عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ
اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا
مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَآ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى
الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا وَّاغْفِرْ

اور موت دے ہمکو نیک لوگون کے ساتھ اے رب ہمارے دی ہمکو جو وعدہ دیا تو نے اپنے رسولون کے ہاتھ اور رسوا نکر ہمکو قیامت کی
دن تحقیق تو خلاف نہین کرتا وعدہ ای رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو اگر ہم بھولین یا چوکین ای رب ہمارے اور نرکھہ ہمپر بوجھہ بھاری
جیسا رکھا تھا تو نے ہمسے اگلون پر ای رب ہمارے اور نہ اوٹھوا ہمسے جسکی طاقت نہین ہمکو اور درگذر کر ہم سے اور بخشدے
ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہمارا صاحب ہے تو مدد کر ہماری قوم کافر پر ۱۲ ۹ ای رب مغفرت کر میری اور میرے ماباپ کی اور مہر کر اون دونو پر
جیسے اون دونون نے مجھکو چھوٹے سے کو پالا اور مغفرت کر ایماندار مردون اور عورتون کی اور مسلمان مردون اور عورتونکی جو زندہ ہین اونمین سے اور مر گئے
۱۰ ای رب میرے مغفرت کر اور مہر کر اور درگذر کر اون خطاؤن سے جو تجکو معلوم ہین تو سب سے زبردست اور کریم ہی اور تو مہر کرنے
والون سے بہتر ہے اور بخشنے والون مین کا عمدہ ہے اور ہم اللہ کا مال ہین اور ہمکو اوسی کی طرف پھر جانا ہی اور نہین طاقت گناہ سے بچنے کی
اور قوت عبادت کرنی کی مگر اللہ بزرگ برتر کی دی ہوئی اور کافی ہے ہمکو اللہ اور اچھا مددگار ہے اور رحمت بھیجی اللہ ہماری سردار محمد خاتم الانبیا
اور اونکی آل و اصحاب پر اور بہت سا سلام بھیجے ۱۲ ۲ الٰہی مین تجسے پناہ مانگتا ہون بخل سی اور پناہ مانگتا ہون نامردی سے اور تیری
پناہ چاہتا ہون اس سے کہ ہٹایا جاؤن خوار تر زندگی تک اور مین تجسے پناہ مانگتا ہون دنیا کے فتنہ سے اور مین تیری پناہ پکڑتا ہون
قبر کے عذاب سے ۱۲ ۳ الٰہی مین تجسے پناہ مانگتا ہون لالچ سے کہ دل کے زنگ آلود ہونے پر پونہچادے اور ایسے لالچ سے کہ بے موقع ہو
اور ایسے لالچ سے جہان توقع نہو ۱۲ ۴ الٰہی مین تجسے پناہ مانگتا ہون ایسے علم سے کہ مفید نہو اور ایسے دل سی کہ خشوع نکری اور ایسی دعا سے
جسکی شنوائی نہو اور ایسے نفس سے کہ سیر نہو اور مین تجسے پناہ مانگتا ہون بھوک سے کہ وہ بری ہمخواب ہے اور خیانت سے کہ وہ بری مصاحب
ہے اور سستی اور بخل اور نامردی سے اور زیادہ بوڑھا ہونے سے اور اس سے کہ مین پہونچ جاؤن خوار زندگی کو اور دجال کے فتنہ سے
اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے الٰہی ہم تجسے سوال کرتے ہین دل نرم عاجزی کرنے والے تیری راہ مین رجوع کرنے والے
الٰہی مین تجسے سوال کرتا ہون لوازم تیری مغفرت کے اور اسباب تیری رحمت کے اور سلامتی ہر ایک گناہ سے اور غنیمت ہر ایک نیکی سے اور مراد
پانا جنت سے اور رہائی پانا دوزخ سے ۱۲ ۵ الٰہی مین تجسے پناہ مانگتا ہون گر کر مرنے سے اور تجسے پناہ مانگتا ہون غم سے اور ڈوبنے
سے اور دیوار گر پڑنے سے اور تجسے پناہ مانگتا ہون اس بات سی کہ مرون تیری راہ مین پشت پھیر کر اور تجسے پناہ مانگتا ہون اس سے
کہ مرون دنیا کی طلب کے لیے ۶ الٰہی مین تجسی پناہ مانگتا ہون اوس چیز کی برائی سے جو مین نے جانی اور اوس چیز کی برائی سی جو مین نے نہین جانی الٰہی بچاؤ تو
مجکو بری عادتون اور کامون اور دردون اور خواہشون سے ۱۲ ۷ الٰہی مین تجسے پناہ مانگتا ہون مصیبت کی سختی سے اور بدبختی کے
پانے سے اور بری تقدیر سے اور دشمنون کے ہنسنے سے ۱۲ ۸ الٰہی مین تجسے پناہ مانگتا ہون کفر سے اور قرض اور مفلسی سے اور پناہ
مانگتا ہون تجسے جہنم کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہون تجسے دجال کے فتنہ سے ۱۲ ۹ الٰہی مین تجسی پناہ مانگتا ہون اپنے کان اور آنکھ
کی برائی سے اور اپنی زبان اور دل کی برائی سے اور اپنی منی کی برائی سے یعنی زنا سے ۱۲ ۱۰ الٰہی مین پناہ مانگتا ہون تجسے برے
ہمسایہ سی سکونت کے مکان مین کیونکہ سفر کا ہمسایہ بدلجاتا ہے ۱۲ ۱۱ الٰہی مین تجسے پناہ مانگتا ہون سنگدلی سے اور طاعت مین غافل
ہونے اور فقر و فاقہ اور ذلت اور محتاجی سے اور پناہ مانگتا ہون تجسے کفر سے اور فقیری اور بدکاری اور حق کی مخالفت اور منافق ہونے
اور بری عادتون اور شہرت اور نمود سے اور پناہ مانگتا ہون تجسے بہرا ہونے اور گونگا ہونے اور اندھا ہونے اور دیوانگی اور جذام اور برص
اور برے مرضون سے ۱۲ ۱۲ الٰہی مین تجسی پناہ مانگتا ہون تیری نعمت کے جاتے رہنے سے اور تیری دی ہوئی عافیت کے بدلجانی سی اور ناگہانی تیری عذاب سے
اور تیرے تمام غصون سے ۱۲ ۱۳ الٰہی مین تجسے پناہ مانگتا ہون دوزخ کی عذاب سے اور دوزخ کی فتنہ اور قبر کی عذاب اور قبر کی فتنہ سی اور توانگری کی فتنہ کی
برائی اور مفلسی کے فتنہ کی برائی سے اور کانی دجال کی فتنہ کی برائی سی اور پناہ مانگتا ہون تجسی قرض سی اور گناہ سی ۱۲ ۱ الٰہی مین پناہ مانگتا ہون
تجسے اوس نفس سے کہ سیر نہو اور اوس دل سی کہ نڈری اور اوس نماز سے کہ فائدہ ندی اور اوس دعا سی کہ قبول نکیجاوی اور مین پناہ مانگتا ہون تجسی زندگی کی
برائی اور سینہ کی فتنہ سی یعنی بری عقائد سے ۱۲ ۲ الٰہی مین تجسی پناہ مانگتا ہون قرض کے زیادہ ہونے اور دشمن کے غالب ہونے اور دشمنون کے خوش ہونی سے ۱۲

خوف کرنے سے اور ہمارے نفسون مین اپنی عظمت اتنی ٹھہرادے کہ اوسکے سبب سے تو ہمارے اعضا کو اپنی خدمت کے لیے فرمان بردار کر
اور اے اللہ تو اپنی ذات کو ہمارے نزدیک اپنے سوا اورون سے زیادہ محبوب کردے اور ہمکو ایسا کردے کہ اورون کی نسبت کر
تجھسے زیادہ خوف کرین ۱۲ اللھم آلہی کردے ہمارے اس دن کے شروع کو نیکی اور اوسکے درمیان کو کامیابی اور اوسکے آخر کو نجات آلہی
کر اوسکے اول کو رحمت اور درمیان کو نعمت اور آخر کو مکرمت اور مغفرت ۱۲ اللھم سب تعریفین ہین اس اللہ کو جسکی عظمت کے سامنے
ہر چیز دب گئی اور اوسکی عزت کے مقابل ہر چیز ذلیل ہے اور اوسکی سلطنت کے سامنے ہر چیز عاجز ہے اور اوسکی قدرت کے آگے ہر چیز
فرمانبردار ہے اور سب خوبیان ہین اوس اللہ کو جسکی ہیبت کے سامنے سب چیزین ساکن ہین اور جسنے ہر ایک چیز کو اپنی حکمت سے
ظاہر کیا اور جسکی بڑائی کے آگے ہر چیز چھوٹی ہوگئی ۱۲ اللھم آلہی رحمت بھیج محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکی آل پر اور ازواج اور ذریت پر
اور برکت کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکی آل اور ازواج اور ذریت پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر جہان مین تو ہی شک تو خوبی والا
بزرگی والا ہے ۱۲ اللھم آلہی رحمت بھیج محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بندے اور رسول اور نبی ناخواندہ اور اپنے رسول امانت دار پر
اور اونکو وہ مقام خوبی والا عنایت کر جو تو نے اون سے قیامت کے دن وعدہ کیا ہے اللھم آلہی ہمکو کردے اپنے متقی دوستون مین
اور اپنے گروہ فلاح پانے والون مین اور اپنے نیک بندون مین اور ہم سے ایسے کام لے جنسے تو ہم سے راضی ہو اور ہمکو اون
امور کی توفیق دی جو تجکو ہمسے اچھے معلوم ہون اور ہمکو اچھی طرح پسند کرکے پھیر نا ۱۲ اللھم مین تجسے سوال کرتا ہون کامل بہتر یون کا
اور اونکے آغازون اور انجامون کو اور پناہ مانگتا ہون تجسے پوری برائیون اور اونکے آغازون اور انجامون سے ۱۲ اللھم
آلہی یا عث مجھپر اپنے قادر ہونے کے مجکو توفیق توبہ کی عنایت کر کہ تو ہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان اور سبب اپنے حلم کے جو مجھسے
فرماتا ہے میری خطاسے درگذر کہ تو ہی بخشنے والا بردبار ہے اور چونکہ تجکو میرا حال معلوم ہے اسلیے تو میرے ساتھ نرمی کر کہ تو سب رحم والون سے
زیادہ مہر والا ہے اور جو مجھپر اپنی ملکیت کے میرے نفس کو میرے قابو مین کردے اور اوسکو مجھپر غالب مت کر کہ بیشک تو بادشاہ اور
بگڑے کا سنوارنے والا ہے ۱۲ اللھم آلہی مین تیری باکی بیان کرتا ہون اور تیری خوبیون کے ساتھ کوئی معبود نہین ہوا سوائے تیرے
مین نے برا کام کیا اور اپنی جان پر ظلم کیا پس بخشدی میرے گناہ کہ تو میرا پروردگار ہے اور بیشک تیرے سوا اور کوئی گناہ نہین بخشتا
اللھم آلہی میرے دل مین ڈالدے میری راہ یابی اور مجکو بچا میرے نفس کی برائی سے ۱۲ اللھم آلہی مجکو ایسی حلال روزی دی جسپر تو
مجکو عذاب نکرے اور مجکو قانع کردے اوس چیز پر جو تو نے مجکو دی ہے اور مجھسے اوسکے ہونے ایسا نیک کام جسکو تو مجھسے قبول
کرلے اللھم آلہی مین تجسے سوال کرتا ہون درگذر کرنے اور سلامتی کا اور خوبی یقین کی اور معافی دنیا و آخرت مین ۱۲ اللھم اے وہ شخص کو
نہین ضرر کرتے ہین اوسکو گناہ اور نہ ناقص کرے اوسکو مغفرت بخشدے مجکو وہ باتین جو تیرا ضرر نہ کرین اور دی ڈال مجکو وہ بات
کہ تیرا نقصان نکرے ۔ اے رب دیا نے کھولدے ہمپر صبر کے اور ہمکو وفات دی مسلمان تو ہی میرا کارساز دنیا اور آخرت مین موت
دی مجکو مسلمان اور ملا مجکو نیکبختون مین تو ہی ہے ہمارا اٹھانے والا سو بخش ہمکو اور مہر کر ہمپر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے
اور لکھدے ہمارے واسطے اس دنیا مین نیکی اور آخرت مین اے رب ہمارے ہمنے تجیر بھروسا کیا اور تیری طرف رجوع ہوئے
اور تیری طرف پھرآنا اے رب ہمپر نہ آزمائش اس ظالم قوم کا اے رب ہمپر نہ آزما کافرون کو اور ہمکو معاف کر اے رب ہمارے تو ہے
زبردست حکمت والا ۔ اے رب ہمارے بخش ہمارے گناہ اور جو ہمسے زیادتی ہوئی ہمارے کام مین اور ثابت رکھ ہمارے قدم
اور مدد دے ہمکو منکر قوم پر اے رب بخشدے ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جو ہمسے آگے پونہچے ایمان مین اور نہ رکھ ہمارے دل مین کینہ
ایمان والون کا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان اے رب دے ہمکو اپنے پاس سے مہر اور بنا ہماری کام کا بنانا اے رب ہمارے
دے ہم کو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کے عذاب سے اے رب ہمارے ہمنے سنا کہ ایک پکارنے والا
پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے اب بخش گناہ ہمارے اور اوتار ہماری برائیان

ترجمہ ادعیہ فصل چہارم باب نہم

۱ پاکی بیان کرتا ہون اپنے رب بلند مرتبہ سب سے بڑے بہت دینے والے کی ۱۲ ۲ کوئی معبود نہین سوای خدای کے وہ اکیلا ہی کوئی اوسکا شریک نہین اوسی کو
سلطنت ہے اور اوسی کو خوبی ہی اور وہ ہر چیز پر قادر ہی ۳ راضی ہوا مین اللہ سی رب ہونے مین اور اسلام سی دین مین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبی ہونے مین
۴ ای اللہ بنانے والے آسمانون اور زمین کے جاننے والی پوشیدہ اور ظاہر کے پروردگار ہر چیز کے اور اوسکے مالک مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود
سوای تیرے مین تجھسے پناہ مانگتا ہون اپنے نفس کی برائی اور شیطان کی برائی اور اوسکے پھندون سے ۵ الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون معاف کرنے کا اور
سب آفتون سے سلامت رہنے کا اپنے دین مین اور گھر والون مین اور مال مین الٰہی ڈھانپ میرے عیبون کو اور امن دی میرے خوفون کو اور معاف کر
مجکو میری لغزشین اور حفاظت کر مجکو میرے سامنے سے اور میرے پیچھے سے اور دہنے سے اور بائین سے اور اوپر سے اور مین تجھسے پناہ مانگتا ہون اس سے
کہ بے خبر ہلاک ہو جاؤن مین اپنے نیچے سے ۱۲ ۶ الٰہی مت نڈر کر مجکو اپنے عذاب سے اور مت سپرد کر مجکو اپنی سوا دوسرے کے اور مت دور کر مجپر سے اپنا پردہ اور مت
بھلا مجکو اپنی یاد اور مت کر مجکو غافلون سے ۷ الٰہی تو میرا پروردگار ہے کوئی معبود نہین تیرے سوا تو نے مجکو پیدا کیا اور مین تیرا بندہ ہون اور مین تیری
عہد اور وعدہ پر ہون اپنے مقدور کے موافق مین تجھسے پناہ مانگتا ہون اپنے کام کی برائی سے مین اپنے اوپر تیری نعمت کا اقرار
کرتا ہون اور اپنے گناہ کا مقر ہون پس تو مجکو بخشدے کہ گناہون کو تیرے سوا اور کوئی نہین بخشتا ۱۲ ۸ الٰہی مجکو عافیت دی میرے بدن مین
اور میرے کان مین اور میری آنکھ مین کوئی معبود نہین تیرے سوا ۹ الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون راضی رہنے کا تیرے حکم کے بعد اور موت کے بعد
خنک زندگی کا اور تیری منہ کی طرف دیکھنے کی لذت کا اور تیرے دیدار کے شوق کا بدون سختی کسی ضرر دینے والی چیز کے اور بدون فتنے
گمراہ کرنے والے کے اور مین تجھسے پناہ مانگتا ہون اس سے کہ مین کسی پر ظلم کرون یا کوئی مجپر ظلم کرے یا مین حد سے بڑھ جاؤن یا میرے اوپر حد سے زیادتی
کیجاوے یا کوئی ایسے قصور یا گناہ کا مرتکب ہون کہ تو اوسکو نہ بخشے ۱۲ ۱ الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون مستقل رہنا معاملہ مین اور مضبوط رہنا راہ یابی
اور تجھسے درخواست کرتا ہون شکر کرنے کا تیری نعمت پر اور تیری عبادت کرنے کا اچھی طرح پر اور تجھسے چاہتا ہون دل سلیم اور عادت راست اور
زبان صادق اور عمل مقبول اور مین تجھسے سوال کرتا ہون بہتری اون باتون کی جو تو جانتا ہے اور تجھسے پناہ مانگتا ہون برائی سے اون
امور کی جو تجکو معلوم ہین اور تجھسے معافی مانگتا ہون اون گناہون کی جو تو جانتا ہے کہ تو جانتا ہے اور مین نہین جانتا اور تو غیب کی باتون کو
زیادہ جاننے والا ہے ۱۲ ۲ الٰہی تو بخشدے مجکو جو گناہ مین نے آگے کیے اور جو پیچھے کیے اور جو چھپا کر کیے اور جو ظاہر کیے کہ تو ہی آگے بڑھانے والا ہے
اپنی رحمت مین اور تو ہی پیچھے کرنے والا اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے اور ہر پوشیدہ بات پر موجود ہے ۱۲ ۳ الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون
ایسا ایمان کہ منحرف نہو اور ایسی نعمت کہ تمام نہو اور آنکھ کی ٹھنڈک ہمیشہ کی اور ساتھ رہنا تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے
اوپر کی جنت خلد مین ۱۲ ۴ الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون پاکیزہ چیزین اور کرنا نیکیون کا اور چھوڑنا برائیون کا اور دوستی مسکینون کی
اور مین تجھسے سوال کرتا ہون تیری محبت اور اوس شخص کی محبت جو تجکو دوست رکھے اور دوستی ہر ایک کام کی جو تیری دوستی کی قریب
کرے اور یہ کہ مجکو توفیق دے توبہ کی اور مجکو بخشدے اور مجپر رحم کرے اور جب تو کسی قوم پر فتنہ چاہے تو مجکو اپنے پاس اوٹھالے
بدون فتنہ مین مبتلا ہونے کے ۱۲ ۵ الٰہی بسبب اپنی غیب دانی اور خلق پر قادر ہونے کے مجکو زندہ رکھ جبتک کہ میرے حق مین زندگی
بہتر ہو اور مجکو وفات دے جبکہ وفات میرے لیے اچھی ہو اور مین تجھسے سوال کرتا ہون تیرا خوف باطن مین اور ظاہر مین اور کلمہ حق کہنا
خوشی مین اور غصہ مین اور میانہ روی تونگری اور مفلسی مین اور تیرے منہ کیطرف دیکھنے کی لذت اور تیرے دیدار کا شوق اور پناہ مانگتا ہون
تجھسے ضرر دینے والی چیز کے نقصان سے اور گمراہ کرنے والے فتنہ سے یعنے مال و جاہ سے الٰہی ہمکو آراستہ کر ایمان کی زینت سے اور
ہمکو کر ہدایت کرنے والے اور خود راہ پانے والے ۱۲ ۶ الٰہی تو نصیب کر ہمکو اپنا خوف اوس قدر کہ حائل ہو جاوے تو ہم مین اور
اپنی نافرمانیون مین اور اپنی طاعت مین سے اوس قدر کہ اوس سے تو ہمکو اپنی جنت مین پونہچاوے اور یقین سے اوس قدر کہ اوسکے
باعث آسان کردے تو ہمپر دنیا کی مصیبتین ۷ الٰہی بھر دے تو چہرہ ہمارے اپنی ذات سے حیا کرنے سے اور ہمارے دلونکو اپنی ذات سے

بعد الموت ولذة النظر الى وجهك والشوق الى لقائك من غير ضراء مضرة ولا فتنة
مضلة واعوذ بك ان اظلم او اظلم او اعتدى او يعتدى على او اكسب خطيئة او
ذنبا لا تغفره اللهم اني اسئلك الثبات في الامر والعزيمة على الرشد واسئلك
شكر نعمتك وحسن عبادتك واسئلك قلبا سليما وخلقا مستقيما ولسانا صادقا
وعملا متقبلا واسئلك من خير ما تعلم واعوذ بك من شر ما تعلم واستغفرك لما تعلم فانك تعلم ولا
اعلم وانت علام الغيوب اللهم اغفر لي ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت
فانك انت المقدم وانت المؤخر وانت على كل شيء قدير وعلى كل غيب شهيد اللهم
اني اسئلك ايمانا لا يرتد ونعيما لا ينفد وقرة عين لا تنقطع ومرافقة نبيك محمد صلى
الله عليه وسلم في اعلى جنة الخلد اللهم اني اسئلك الطيبات وفعل الخيرات وترك المنكرات
وحب المساكين واسئلك حبك وحب من احبك وحب كل عمل يقربني الى حبك وان
تتوب علي وتغفر لي وترحمني واذا اردت بقوم فتنة فاقبضني اليك غير مفتون
اللهم بعلمك الغيب وقدرتك على الخلق احيني ما كانت الحياة خيرا لي وتوفني
اذا كانت الوفاة خيرا لي واسئلك خشيتك في الغيب والشهادة وكلمة العدل في الرضاء
والغضب والقصد في الغنى والفقر ولذة النظر الى وجهك والشوق الى لقائك واعوذ بك
من ضراء مضرة وفتنة مضلة اللهم زينا بزينة الايمان واجعلنا هداة مهتدين
اللهم اقسم لنا من خشيتك ما تحول بيننا وبين معاصيك ومن طاعتك ما تبلغنا
به جنتك ومن اليقين ما تهون به علينا مصائب الدنيا اللهم امتعنا
منك حياء وقلوبنا منك فرقا واسكن في نفوسنا من عظمتك ما تذل به جوارحنا
لخدمتك واجعلك اللهم احب الينا مما سواك واجعلنا اخشى لك ممن سواك
اللهم اجعل اول يومنا هذا اصلاحا واوسطه فلاحا واخره نجاحا اللهم اجعل اوله
رحمة واوسطه نعمة واخره مكرمة ومغفرة الحمد لله الذي تواضع كل شيء لعظمته
وذل كل شيء لعزته وخضع كل شيء لملكه واستسلم كل شيء لقدرته والحمد لله الذي
سكن كل شيء لطلبته واظهر كل شيء لحكمته وتصاغر كل شيء لكبريائه اللهم صل على
محمد وعلى آل محمد وازواج محمد وذريته وبارك على محمد وعلى آله وازواجه
وذريته كما باركت على ابراهيم في العلمين انك حميد مجيد اللهم صل على محمد

سَبَّحَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ بِأَكْنَافِهَا وَسُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْ لَهُ الْجِبَالُ بِأَصْدَائِهَا وَسُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْ لَهُ الْبِحَارُ بِأَمْوَاجِهَا وَسُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْ لَهُ الْحِيتَانُ بِلُغَاتِهَا وَسُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْ لَهُ نُجُومٌ فِي السَّمَاءِ بِأَبْرَاجِهَا وَسُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْ لَهُ الشَّجَرُ بِأُصُولِهَا وَثِمَارِهَا وَسُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرَضُونَ السَّبْعُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَمَنْ عَلَيْهِنَّ سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ مَخْلُوقَاتِهِ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ سُبْحَانَكَ سُبْحَانَكَ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا عَلِيمُ يَا حَلِيمُ سُبْحَانَكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ تُحْيِي وَتُمِيتُ وَأَنْتَ حَيٌّ لَا تَمُوتُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

چوتھی فصل اون دعاؤن مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے مروی ہین اور انکی اسناد مذکور نکرینگے اور یہ دعائین ابو طالب مکی اور ابن خزیمہ اور ابن منذر رح کے مجموعون سے انتخاب کی گئی ہین — آخرت کے چاہنے والے کو مستحب ہے کہ جب صبح کو اوٹھے تو اوسکا کچھ وظیفہ دعا ہو چنانچہ اوسکا ذکر باب الاوراد مین آتا ہے — پس اگر تمکو آخرت کی کھیتی منظور ہے اور جن دعاؤن سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی ہے اون مین آپ کی پیروی چاہتے ہو تو اپنی دعاؤن کے شروع مین نماز کے بعد یون کہا کرو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ الْأَعْلَى الْوَهَّابِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور تین بار یہ کہو رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا اور یہ کہو اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ اور کہو اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي وَاقْضِ عَنِّي مَغْرَمَاتِي وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي اَللّٰهُمَّ لَا تُؤْمِنِّي مَكْرَكَ وَلَا تُنْسِنِي ذِكْرَكَ وَلَا تَجْعَلْنِي مِنَ الْغَافِلِينَ اور تین بار سید الاستغفار پڑھو اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ اور تین بار یہ کہو اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي وَعَافِنِي فِي سَمْعِي وَعَافِنِي فِي بَصَرِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ اور کہو اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ

---

۱ اس کے بعد فصل دوسری فصل تیسرے باب مین گذری ۱۲

۲ یہ حدیث مختصر بجائے اس کے ہے جو فصل اول باب الذکر بعد الصلوٰۃ مین گذری ۱۲

۳ اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے ۱۲

۴ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابن السنی نے روایت کیا ہے ۱۲

۵ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے ۱۲

۶ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابن السنی نے روایت کیا ہے ۱۲

۷ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے ۱۲

۸ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابن السنی نے روایت کیا ہے ۱۲

۹ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے ۱۲

۱۰ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابن السنی نے روایت کیا ہے ۱۲

۱۱ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے ۱۲

۱۲ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابن السنی نے روایت کیا ہے ۱۲

۱۳ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے ۱۲

۱۴ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابن السنی نے روایت کیا ہے ۱۲

۱۵ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے ۱۲

۱۶ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابن السنی نے روایت کیا ہے ۱۲

۱۷ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے ۱۲

۱۸ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابن السنی نے روایت کیا ہے ۱۲

۱۹ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے ۱۲

۲۰ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابن السنی نے روایت کیا ہے ۱۲

بقی فی کل سنۃ وشہر وجمعۃ ویوم ولیلۃ وساعۃ من الساعات وشم نفس من الانفاس
وابد من الآباد من الابد الی الابد ابد الدنیا وابد الآخرۃ واکثر من ذلک لا ینقطع
اولاہ ولا ینفد اخراہ سولھویں دعا حضرت ابراہیم بن ادہم کی ہے۔ ابراہیم
بن بشار اونکے خادم روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم بن ادہم رح ہر جمعہ کی صبح اور شام کو یہ دعا پڑھا
کرتے تھے مرحبا بیوم المزید والصبح الجدید والکاتب الشہید یومنا ھذا یوم عید
اکتب لنا ما نقول بسم اللہ الحمید المجید الرفیع الودود الفعال فی خلقہ ما یرید
اصبحت باللہ مؤمنا وبلقائہ مصدقا وبحجتہ معترفا ومن ذنبی مستغفرا ولربوبیتہ
اللہ خاضعا ولسوی اللہ فی الالہیۃ جاحدا والی اللہ فقیرا وعلی اللہ متوکلا والی اللہ
منیبا اشہد اللہ واشہد ملائکتہ وانبیائہ ورسلہ وحملۃ عرشہ ومن خلقہ ومن
ھو خالقہ بانہ ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ و
رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما وان الجنۃ حق وان النار حق والحوض حق والشفاعۃ
حق ومنکرا ونکیرا حق ووعدک حق ولقاءک حق والساعۃ آتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ
یبعث من فی القبور علی ذلک احیا وعلیہ اموت وعلیہ ابعث انشاء اللہ اللھم انت ربی
لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وعلی عہدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک اللھم
من شر ما صنعت ومن شر کل ذی شر اللھم انی قد ظلمت نفسی فاغفر لی ذنوبی
فانہ لا یغفر الذنوب الا انت واھدنی لاحسن الاخلاق فانہ لا یھدی لاحسنہا
الا انت واصرف عنی سیئہا فانہ لا یصرف سیئہا الا انت لبیک وسعدیک والخیر
کلہ بیدیک انا بک والیک استغفرک واتوب الیک امنت اللھم بما ارسلت من
رسول وامنت اللھم بما انزلت من کتاب وصلی اللہ علی محمد النبی الامی وعلی آلہ وسلم
تسلیما کثیرا خاتم کلامی ومفتاحہ وعلی انبیائہ ورسلہ اجمعین امین یا رب العلمین
اللھم اوردنا حوض محمد واسقنا بکاسہ مشربا رویا سائغا ھنیئا لا نظمأ بعدہ
ابدا واحشرنا فی زمرتہ غیر خزایا ولا نادمین ولا مرتابین ولا مفتونین ولا معضوب
علینا ولا ضالین اللھم اعصمنی من فتن الدنیا ووفقنی لما تحب وترضی واصلح لی
شأنی کلہ وثبتنی بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ ولا تضلنی وان کنت
ظالما سبحانک سبحانک یا علی یا عظیم یا باری یا رحیم یا عزیز یا جبار سبحان من

غم اور رنج دور کرون گا اور مفلسی کو اوسکی دونون آنکھون سے نکال دون گا اور ہر تاجر سے زیادہ اوسکو نفع دون گا اور دنیا اوسکے پاس ذلیل ہوکر آوے گی کو وہ اوسکو نچاہے **چودھوین دعا حضرت علی** کرم اسد وجہہ کی ہے جسکو اونھون نے آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالے ہر روز اپنی بڑائی کرتا ہے اور فرماتا ہے انّی انا اللہ رب العلمین انّی انا اللہ لا الہ الا انا الحی القیوم انّی انا اللہ لا الہ الا انا العلی العظیم انّی انا اللہ لا الہ الا انا لم الد ولم اولد انّی انا اللہ لا الہ الا انا العفو الغفور انّی انا اللہ لا الہ الا انا مبدئ کل شئ والی یعود العزیز الحکیم الرحمن الرحمن مالک یوم الدین خالق الخیر والشر خالق الجنۃ والنار الواحد الاحد الفرد الصمد الذی لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا الفرد الوتر عالم الغیب والشہادۃ الملک القدوس السلام المؤمن المہیمن العزیز الجبار المتکبر الخالق البارئ المصور الکبیر المتعال المقتدر القہار الحلیم الکریم اہل الثنآء والمجد عالم السر واخفی القادر الرازق فوق الخلق والخلیقۃ آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم نے ہر کلمہ کے پیشتر انّی انا اللہ لا الہ الا انا مذکور فرمایا جیسے ہمنے شروع کے چند اسما مین لکھا ہے پس جو کوئی ان اسما کے ذریعہ سے دعا مانگے اوسکو چاہیے کہ ہر جگہہ انک انت اللہ لا الہ الا انت کہے یعنے انّی کی جگہہ انک اور انا کی جگہہ انت اور جو کوئی ان اسما سے دعا مانگے گا وہ سجدہ کرنے والون اور خشوع کرنے والون مین لکھا جاوے گا جو آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسی اور حضرت عیسی اور دوسرے انبیا صلوات اسد علیہم اجمعین کے پڑوس مین قیامت کے روز رہینگے اور اوسکو آسمان و زمینون کے عابدون کا ثواب ملے گا **پندرھوین دعا ابی المعتمر سلیمان** تیمی رحمہ کی اور اونکی تسبیحات ہین۔ مروی ہے کہ یونس بن عبید نے اون لوگون مین سے جو روم مین شہید ہوئے تھے ایک شہید کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ تم نے اعمال مین سے وہان کونسا زیادہ فضل پایا اونھون نے فرمایا کہ ابی المعتمر کی تسبیحون کی قدر خدائے تعالے کے نزدیک زیادہ ہے اور وہ یہ ہین سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ عدد ما خلق وعدد ما ہو خالق وزنۃ ما خلق وزنۃ ما ہو خالق وملاء ما خلق وملاء ما ہو خالق وملاء سمٰوٰتہ وملاء ارضیہ ومثل ذلک واضعافا ذلک وعدد خلقہ وزنۃ عرشہ ومنتہی رحمتہ ومداد کلماتہ ومبلغ رضاہ حتی یرضی واذا رضی وعدد ما ذکرہ بہ خلقہ فی جمیع ما مضی وعدد ما ہم ذاکروہ فیما

معروف کرخی رح کی ہے محمد بن حسان کہتے ہین کہ مجھسے آپ نے فرمایا کہ مین تجکو دس کلمات سکھائے دیتا ہون پانچ دنیا کے لیے اور پانچ آخرت کے لیے جو کوئی اونکو پڑہ کر خدای تعالے سے دعا مانگے گا اسد تعالے کو اونکے ساتہ پاوے گا مین نے عرض کیا کہ آپ اونکو میرے لیے لکھدیجیے حضرت معروف کرخی رح نے فرمایا کہ لکھون گا نہین بلکہ تیرے سامنے کئی بار پڑہ دون گا جیسے بکر بن خنیس نے میرے سامنے کئی مرتبہ پڑھے تھے وہ یہ ہین حَسْبِيَ اللّٰهُ لِدِيْنِيْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِدُنْيَايَ حَسْبِيَ اللّٰهُ الْكَرِيْمُ لِمَا اَهَمَّنِيْ حَسْبِيَ اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْقَوِيُّ لِمَنْ بَغٰى عَلَيَّ حَسْبِيَ اللّٰهُ الشَّدِيْدُ لِمَنْ كَادَنِيْ بِسُوْءٍ حَسْبِيَ اللّٰهُ الرَّحِيْمُ عِنْدَ الْمَوْتِ حَسْبِيَ اللّٰهُ الرَّءُوْفُ عِنْدَ الْمَسْاَلَةِ فِي الْقَبْرِ حَسْبِيَ اللّٰهُ الْكَرِيْمُ عِنْدَ الْحِسَابِ حَسْبِيَ اللّٰهُ اللَّطِيْفُ عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَسْبِيَ اللّٰهُ الْقَدِيْرُ عِنْدَ الصِّرَاطِ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اور حضرت ابو درداء رض سے مروی ہے کہ جو کوئی ہر روز سات بار اس آیت کو پڑہے فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اسد تعالے اوسکے آخرت کے امر مہم کو کفایت کرے گا خواہ وہ اس قول مین سچا ہو یا جھوٹا یعنے خواہ توکل رکھتا ہو یا نہین **بارھوین دعا عتبہ** غلام کی ہے کہ اونکو کسی نے خواب مین دیکھا تو فرمایا کہ مین اس دعا کے باعث جنت مین داخل ہوا اَللّٰهُمَّ يَا هَادِيَ الْمُضِلِّيْنَ وَيَا رَاحِمَ الْمُذْنِبِيْنَ وَمُقِيْلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِيْنَ اِرْحَمْ عَبْدَكَ ذَا الْخَطَرِ الْعَظِيْمِ وَالْمُسْلِمِيْنَ كُلَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ وَاجْعَلْنَا مَعَ الْاَحْيَاءِ الْمَرْزُوْقِيْنَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ **تیرھوین دعا حضرت آدم** علے نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کی ہے۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ جب اسد تعالے نے چاہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ منظور کرے تو اونھون نے سات بار خانۂ کعبہ کا طواف کیا اور اسوقت کعبہ بنا ہوا نہ تھا بلکہ ایک سرخ ٹیلا تھا پھر اونھون نے کھڑے ہوکر دو رکعتین نماز پڑھین پھر یہ دعا پڑھی اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ اِيْمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهُ لَنْ يُصِيْبَنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَهُ عَلَيَّ فَارْضَ عَنِّيْ بِمَا قَسَمْتَهُ لِيْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پس اسد تعالے نے اونپر وحی بھیجی کہ مین نے تمکو معاف کردیا اور جو کوئی تمھاری اولاد مین سے اسی دعا کو پڑھکر مجھسے دعا مانگے گا مین اوسکو بخشدونگا اور اوسکو

ترک نہ کرے گا اوسکے لیے جنت کے چار دروازے کھولے جاوینگے کہ جن مین سے چاہے اندر چلا جاوے

ساتوین دعا حضرت ابو درداء رض کی ہے۔ اون سے کسی نے کہا کہ تمھارا گھر جل گیا اوسوقت کہ اونکے محلہ مین آگ لگی تھی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے ایسا نہین کرے گا تین مرتبہ اون سے یہی کہا گیا اور اونھون نے یہی جواب دیا کہ خداے تعالے ایسا نہین کرے گا پھر ایک شخص نے آکر اون کو اطلاع دی کہ جب آگ تمھارے گھر کے پاس آئی تو بجھ گئی آپ نے فرمایا کہ مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ ایسا ہی ہوگا لوگون نے کہا کہ ہمکو معلوم نہین کہ آپ کے دونون قولون مین سے کونسا عجیب تر ہے آپ نے فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ان کلمات کو رات مین یا دن مین کہے گا اوسکو کوئی چیز ضرر نکرے گی اور مین نے اونکو پڑھ لیا تھا اسلیے مجھے یقین تھا کہ میرا نقصان نہوگا وہ کلمات یہ ہین اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ **آٹھوین دعا حضرت ابراہیم خلیل** علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی ہے کہ آپ صبحکو اوسکو پڑھا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ هٰذَا خَلْقٌ جَدِيْدٌ فَافْتَحْهُ عَلَيَّ بِطَاعَتِكَ وَاخْتِمْهُ لِيْ بِمَغْفِرَتِكَ وَرِضْوَانِكَ وَارْزُقْنِيْ فِيْهِ حَسَنَةً تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ وَزَكِّهَا وَضَعِّفْهَا لِيْ وَمَا عَمِلْتُ فِيْهِ مِنْ سَيِّئَةٍ فَاغْفِرْهَا لِيْ اِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَدُوْدٌ كَرِيْمٌ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی صبحکو اوٹھکر یہ دعا پڑھ لے تو اوسنے اوس روز کا شکر ادا کر دیا **نوین دعا حضرت عیسی** علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی ہی کہ آپ یہ دعا پڑھا کرتی تھی اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ لَا اَسْتَطِيْعُ دَفْعَ مَا اَكْرَهُ وَلَا اَمْلِكُ نَفْعَ مَا اَرْجُوْ وَاَصْبَحَ الْاَمْرُ بِيَدِ غَيْرِيْ وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّيْ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ مَنْ لَّا يَرْحَمُنِيْ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ وَاَصْبَحْتُ مُرْتَهِنًا بِعَمَلِيْ فَلَا فَقِيْرَ اَفْقَرُ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ لَا تُشْمِتْ بِيْ عَدُوِّيْ وَلَا تَسُؤْ لِيْ صَدِيْقِيْ وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّيْ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ مَنْ لَّا يَرْحَمُنِيْ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ **دسوین دعا حضرت خضر** علیہ السلام کی ہی کہتی ہین کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام جب حج کے دنون مین ہر سال ملتی تو جدا اوسوقت ہوتی کہ یہ دعا پڑھ لیا کرتے بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كُلُّ نِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ الْخَيْرُ كُلُّهٗ بِيَدِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰهُ جو کوئی اس دعا کو صبحکو اوٹھکر تین دفعہ پڑھ لیا کری وہ جلنے اور ڈوبنے اور چوری سے انشاء اللہ محفوظ رہیگا **گیارھوین دعا حضرت**

طبرانی بروایت ابو درداء بسند ضعیف ۱۲

وَمُوْسٰی نَجِیِّكَ وَعِیْسٰی كَلِمَتِكَ وَرُوْحِكَ وَبِكَلَامِ مُوْسٰی وَاِنْجِیْلِ عِیْسٰی وَ
زَبُوْرِ دَاوٗدَ وَفُرْقَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ وَبِكُلِّ وَحْیٍ
اَوْحَیْتَهٗ اَوْ قَضَاءٍ قَضَیْتَهٗ اَوْ سَآئِلٍ اَعْطَیْتَهٗ اَوْ غَنِیٍّ اَغْنَیْتَهٗ اَوْ فَقِیْرٍ اَغْنَیْتَهٗ اَوْ
ضَالٍّ هَدَیْتَهٗ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَهٗ عَلٰی مُوْسٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیْ تُثَبِّتُ بِهٖ اَرْزَاقَ الْعِبَادِ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیْ وَضَعْتَهٗ
عَلَی الْاَرْضِ فَاسْتَقَرَّتْ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیْ وَضَعْتَهٗ عَلَی السَّمٰوٰتِ فَاسْتَقَلَّتْ
وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیْ وَضَعْتَهٗ عَلَی الْجِبَالِ فَاَرَسْتَ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیْ اسْتَقَلَّ
بِهٖ عَرْشُكَ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّهْرِ الطَّاهِرِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الْوِتْرِ الْمُنَزَّلِ فِیْ كِتَابِكَ
مِنْ لَدُنْكَ مِنَ الْفَوْزِ الْمُبِیْنِ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیْ وَضَعْتَهٗ عَلَی النَّهَارِ فَاسْتَنَارَ وَعَلَی
اللَّیْلِ فَاَظْلَمَ وَبِعَظَمَتِكَ وَكِبْرِیَآئِكَ وَبِنُوْرِ وَجْهِكَ الْكَرِیْمِ اَنْ تَرْزُقَنِی الْقُرْاٰنَ وَالْعِلْمَ
بِهٖ وَتَخَلَّطَهٗ بِلَحْمِیْ وَدَمِیْ وَسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَتَسْتَعْمِلَ بِهٖ جَسَدِیْ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ
فَاِنَّهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ **پانچوین دعا حضرت بریدہ**
اسلمی رض کی ہے۔ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو فرمایا کہ ای بریدہ کیا
مین تمکو ایسے کلمات نہ سکھاؤن کہ اللہ تعالے اونکو اوسی شخص کو سکھایا کرتا ہے جسکے
ساتھہ اوسکو بہتری کرنی منظور ہوتی ہے پھر وہ اونکو کبھی نہین بھولتا حضرت بریدہ نے
عرض کیا کہ بہتر آپ سکھا دیجیے آپ نے فرمایا کہ کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ رِضَاكَ
ضَعْفِیْ وَخُذْ اِلَی الْخَیْرِ بِنَاصِیَتِیْ وَاجْعَلِ الْاِسْلَامَ مُنْتَهٰی رِضَائِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ
فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ ذَلِیْلٌ فَاَعِزَّنِیْ وَاِنِّیْ فَقِیْرٌ فَاَغْنِنِیْ **چھٹی دعا حضرت قبیصہ** رض کی ہے
کہ جب اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجکو چند کلمات ایسے
سکھلا دیجیے کہ اللہ تعالے اون سے مجکو نفع دیوے اسلیے کہ میری عمر زیادہ ہوئی اور بہت سے اعمال
کہ مین اونکو کیا کرتا تھا اب مین اونسے تھک گیا آپ نے فرمایا کہ دنیا کے لیے تو جب صبح کی نماز
پڑھ چکو تین مرتبے کہو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ لَا حَوْلَ وَ
لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کہ جب تم انکو کہوگے تو غم اور جذام اور برص اور فالج سی مامون ہوگے
اور اپنی آخرت کی لیے یہ پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ مِنْ عِنْدِكَ وَاَفِضْ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِكَ وَانْشُرْ
عَلَیَّ مِنْ رَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ پھر آپ نے فرمایا کہ جو بندہ انکو برابر پڑھے گا اور

حاکم بروایت بریدہ اسلمی ۱۲

ابن السنی در یوم ولیلہ بروایت ابن عباس رض ۱۲

اِلَيْكَ فِيهِ وَاَسْئَلُكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِينَ مُهْتَدِينَ غَيْرَ ضَالِّينَ وَ
لَا مُضِلِّينَ حَرْبًا لِاَعْدَائِكَ وَسِلْمًا لِاَوْلِيَائِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ اَطَاعَكَ مِنْ خَلْقِكَ
وَنُعَادِي بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ مِنْ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْكَ الْاِجَابَةُ
وَهٰذَا الْجَهْدُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ وَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ يَا ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيدِ وَالْاَمْرِ الرَّشِيدِ اَسْئَلُكَ الْاَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيدِ
وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُودِ وَمَعَ الْمُقَرَّبِينَ الشُّهُودِ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَالْمُوفِينَ بِالْعُهُودِ
اِنَّكَ رَحِيمٌ وَدُودٌ وَاَنْتَ تَفْعَلُ مَا تُرِيدُ سُبْحَانَ الَّذِي تَعَطَّفَ بِالْعِزِّ وَقَالَ بِهِ سُبْحَانَ
الَّذِي لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ بِهِ سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيحُ اِلَّا لَهُ سُبْحَانَ ذِي الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ
سُبْحَانَ ذِي الْقُدْرَةِ وَالْكَرَمِ سُبْحَانَ الَّذِي اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ بِعِلْمِهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِي نُورًا
فِي قَلْبِي وَنُورًا فِي قَبْرِي وَنُورًا فِي سَمْعِي وَنُورًا فِي بَصَرِي وَنُورًا فِي شَعْرِي وَنُورًا فِي
بَشَرِي وَنُورًا فِي لَحْمِي وَنُورًا فِي دَمِي وَنُورًا فِي عِظَامِي وَنُورًا مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَنُورًا مِنْ
خَلْفِي وَنُورًا عَنْ يَمِينِي وَنُورًا عَنْ شِمَالِي وَنُورًا مِنْ فَوْقِي وَنُورًا مِنْ تَحْتِي اَللّٰهُمَّ زِدْنِي
نُورًا وَاَعْطِنِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا

دوسری دعا حضرت عائشہ رضہ کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو ارشاد فرمایا کہ تم یہ کلمات جو تمام دعاؤں کے جامع اور معنی کے پوری اور رحمات دارین اور جمیع حاجات کو شامل ہیں اپنے اوپر لازم کرلو اور کہا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَ
اٰجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَاٰجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ
اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ وَعَمَلٍ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا
مِنْ قَوْلٍ وَعَمَلٍ وَاَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ مَا سَاَلَكَ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَسْتَعِيذُكَ مِمَّا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاَسْئَلُكَ مَا قَضَيْتَ لِي مِنْ اَمْرٍ اَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهُ رُشْدًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

تیسری دعا حضرت فاطمہ زہراء رضہ کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ تجکو کیا چیز مانع ہے میری وصیت سننے سے مین یہ کہتا ہون کہ یون کہا کر
يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيثُ لَا تَكِلْنِي اِلٰى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ لِي شَاْنِي كُلَّهُ

چوتھی دعا حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اونکو تعلیم فرمایا کہ اس طرح کہین اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَاِبْرَاهِيمَ خَلِيلِكَ

۱ ابن ماجہ و دعا کا آخری حصہ
عائشہ رضہ سے
۲ نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان
۳ طبرانی ابن حبان
عبداللہ بن عباس رضہ سے
ابن السنی عبداللہ بن عباس رضہ سے

صفحہ ۵۵۴ ترجمہ دعای حضرت ابراہیم بن ادہم رض مرحبا ہی اس زیادتی ثواب کے دن کو اور نئی صبح کو اور اعمال کے لکھنے والی اور اونکی گواہ کو ہمارا یہ روز عید کا روز ہے لکھ لے ہمارے لیے جو ہم کہتے ہین شروع ہی اللہ کے نام سے جو خوبیون والا شرافت والا بلند مرتبہ محبت والا اپنی مخلوق مین جو چاہے سو کرنے والا ہی مین نے صبح کی اس طور پر کہ خدای تعالی پر ایمان رکھتا ہون اور اوسکی دیدار کی تصدیق کرتا ہون اور اوسکی حجت کا معترف اور اپنے گناہون سے معافی مانگنے والا ہون اور اللہ کی ربوبیت کی سامنے فروتنی کرتا ہون اور خدای تعالی کے سوا معبود ہونے کا منکر ہون اور اللہ کا محتاج اور اوسی پر بھروسا کرنے والا اور اوسی طرف رجوع کرنے والا ہون مین اللہ کو گواہ کرتا ہون اور اوسکے فرشتون اور نبیون اور رسولون اور عرش کے اوٹھانے والون کو اور جنکو اوسنے پیدا کیا ہے اور جنکو وہ پیدا کرنے والا ہے گواہ کرتا ہون اس بات کا کہ وہی معبود ہے کوئی بندگی کے لائق نہین اوسکے سوا وہ تنہا ہی کوئی اوسکا شریک نہین اور اس بات کا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے بندے اور رسول ہین اور اسکا کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور حوض سچ ہی اور شفاعت سچ ہی اور منکر نکیر حق ہین اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تیرا دیدار حق اور قیامت آنے والی ہی اوسمین کچھ شبہہ نہین اور اللہ قبر مین کے لوگون کو اوٹھاوے گا اسی گواہی پر مین زندہ ہون اور اسی پر مرونگا اور اسی پر اوٹھونگا اگر خدا نے چاہا الٰہی تو میرا رب ہی تیرے سوا کوئی معبود نہین تو نے مجھے پیدا کیا اور مین تیرا بندہ ہون اور تیرے عہد پر قائم ہون اور تیرے وعدے پر اپنے مقدور بھر مین تجھسے الٰہی پناہ مانگتا ہون برائی سے اون خطاؤن کی جو مین نے کی اور برائی سے ہر بدی والی کی الٰہی مین نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا پس تو بخشدے مجکو میرے گناہ کہ تیرے سوا اور کوئی گناہون کو معاف نہین کرتا اور مجکو راہ دکھا اچھی عادتونکی کہ تیرے سوا اچھی عادتون کی راہ اور کوئی نہین بتاتا اور مجھسے بری عادتون کو ٹالدے کہ تیرے سوا بری عادتونکو کوئی نہین ٹالتا مین خدمت مین حاضر ہون اور طاعت کے لیے مستعد ہون اور خیر بالکل تیرے ہاتھون مین ہے مین تجھسے ہون اور تیری طرف رجوع کرنے والا اور تجھسے معافی چاہتا ہون اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہون الٰہی مین ایمان لایا رسولون پر جو تو نے بھیجے اور کتابون پر جو تو نے اوتارین اور خدای تعالی رحمت کرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ناخواندہ پر اور اونکی اولاد پر اور بہت سا سلام بھیجے میرے کلام انجام اور آغاز مین اور اپنے سب انبیا اور رسولون پر ایسا ہی کر اے رب العالمین الٰہی ہمکو وارد کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر اور ہمکو اونکے جام سے وہ شربت پلا جو سیراب کرنے والا اور رچنے اور پچنے والا ہو کہ اوسکے بعد ہم کبھی پیاسے نہون اور ہمکو اوسکی جماعت مین اوٹھا ایسی صورت سے کہ ہم نہ رسوا ہون نہ عہد شکنی کرین نہ دین مین شک کرین نہ فتنہ مین مبتلا ہون نہ ہمپر غصہ ہو اور نہ گمراہ ہون الٰہی مجکو دنیا کے فتنون سے بچا اور اون باتون کی توفیق دے جنسے تو خوش ہو اور راضی رہے اور میرا بالکل حال درست کر اور مجکو مضبوط قول پر دنیا کی زندگی اور آخرت مین قائم رکھ اور مجکو گمراہ مت کر اگرچہ ظالم ہون پاک ہے تو پاک ہے تو ای عالی شان ای عظمت والے ای پیدا کرنے والے ای رحم والے ای عزت والے ای بگڑون کے درست کرنے والے مین پاکی بیان کرتا ہون اوس شخص کی جسکی پاکی آسمان معہ اپنے اطراف کے بیان کرتے ہین اور مین پاکی بیان کرتا ہون اوس شخص کی جسکی پاکی پہاڑ اور اونکی گونج بیان کرتی ہی اور مین پاکی بیان کرتا ہون اوسکی جسکی پاکی دریا معہ اپنی موجون کے بیان کرتی ہین اور مین پاکی بیان کرتا ہون اوسکی جسکی پاکی مچھلیان اپنی زبانون سے بیان کرتی ہین اور مین پاکی بیان کرتا ہون اوسکی جسکی پاکی ستارے آسمانون کے معہ اونکے برجون کے بیان کرتے ہین اور مین پاکی بیان کرتا ہون اوسکی جسکی پاکی درخت معہ اپنی جڑون اور پھلون کے بیان کرتے ہین اور مین پاکی بیان کرتا ہون اوسکی جسکی پاکی ساتون آسمان اور ساتون زمینین اور جو اونکے بیچ مین ہین اور جو اونکے اوپر ہین بیان کرتے ہین پاک ہے وہ ذات جسکے لیے ہر چیز نے اوسکی مخلوقات مین سے پاکی بیان کی ہے تو برکت والا اور تو بزرگ ہی تو پاک ہے تو پاک ای زندہ ای قائم رکھنے والے ای علم والے ای حلم والے تو پاک ہے کوئی معبود نہین تیرے سوا تو اکیلا ہے کوئی تیرا شریک نہین تو جلاتا ہے اور تو ہی مارتا ہے اور تو زندہ ہے کہ نہین مرتا ہے تیرے قابو مین ہے بہتری اور تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۱۲

تمت

صفحہ ۵۵۲ ترجمہ دعای حضرت معروف کرخی رح اللہ مجکو کافی ہی میرے دین کے واسطے اللہ مجکو بس ہے میری دنیا کے لیے اللہ کریم مجکو کافی ہے اوس چیز کے لیے جسنے مجکو تردد مین ڈالا کافی ہی مجکو اللہ تعالے بردبار قوت والا اوس شخص کے لیے جو مجپر سرکشی کرے اللہ تعالے شدت والا مجکو بس ہے اوس شخص کے لیے جو مجکو بدی پونہچانے کی تدبیر کرے اللہ تعالے رحم والا مجکو موت کے وقت کافی ہی اللہ تعالے صاحب رافت مجکو کافی ہے قبر مین سوال کرنے کے وقت اللہ کریم مجکو بس ہے حساب کے وقت اللہ لطیف مجکو کافی ہی میزان کے پاس اللہ تعالے قدیر مجکو بس ہے پل صراط پر اللہ مجکو کافی ہے کسی کی بندگی نہین اوسکی سوا اوسپر مین نے بھروسا کیا اور وہ صاحب ہے بڑے تخت کا ۱۲

صفحہ ۵۵۲ ترجمہ دعای حضرت عتبہ رض ای اللہ ای راہ بتانے والے ای مہر کرنے والے گناہگارون کے اور معاف کرنے والے لغزشون خطاوارون کے رحم کر اپنے بندے پر جسکو بڑا خطر ہے اور رحم کر سب مسلمانون پر اور ہمکو اون زندون کے ساتہ کردی جنکو رزق ملتا ہی اور تونے اونپر انعام کیا ہے یعنے انبیا اور صدیق اور شہیدون اور نیکبختون کے ساتہ + اس دعا کو قبول کر اے رب العالمین ۱۲

صفحہ ۵۵۲ ترجمہ دعای حضرت آدم علیہ السلام الٰہی تو جانتا ہے میرے باطن کو اور ظاہر کو پس قبول کر میرا عذر اور تو جانتا ہے میری حاجت پس عطا کر مجکو میری مانگ اور تو جانتا ہے جو بات میرے دل مین ہے تو بخشدے مجکو میرے گناہ الٰہی مین تجسے سوال کرتا ہون ایسا ایمان کہ میرے دل کے ساتہ رہے اور ایسا یقین صادق کہ مین جانون کہ مجکو ہرگز کوئی مصیبت نہ آویگی مگر جو تونے مجپر لکھدی ہے پھر تو راضی کر مجکو اوس چیز سے جو تونے میرے لیے مقدر کی ہے ای بزرگی اور اکرام والے ۱۲

صفحہ ۵۵۳ ترجمہ دعای حضرت علی کرم اللہ وجہہ قول خداے تعالے جل شانہ بیشک مین ہی ہون اللہ پروردگار ساری جہان کا بیشک مین ہی ہون اللہ کوئی معبود نہین سواے میرے کہ زندہ توانا ہون بیشک مین معبود ہون کوئی معبود نہین سوای میرے کہ برتر عظمت والا ہون بیشک مین اللہ ہون کوئی معبود نہین سواے میرے نہ مجسے کوئی پیدا ہوا نہ مین کسی سی پیدا ہوا بیشک مین اللہ ہون کوئی معبود نہین سوای میرے کہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہون بیشک مین اللہ ہون کوئی معبود نہین بجز میرے کہ ہر چیز نئے سر سے ایجاد کرنے والا ہون اور میری ہی طرف ہر چیز رجوع کرے گی - عزت والا حکمت والا ہون - بہت مہربان رحم والا ہون - انصاف کے دن کا مالک ہون - نیکی اور بدی کا پیدا کرنے والا ہون - جنت اور دوزخ کا پیدا کرنے والا ہون - یکہ صفات مین اور ذات مین - یکتا بے پروا - ایسا کہ نہ کوئی بی بی ہے نہ لڑکا - اکیلا طاق - جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا - پادشاہ حقیقی نہایت پاک بے عیب امان دینے والا نگہبان زبردست بگڑے کامون کا درست کرنے والا بزرگ - پیدا کرنے والا عدم سے وجود مین لانے والا صورت دینے والا - بہت بڑا عالی شان - قدرت والا غالب - بردبار کرم والا - لائق تعریف اور مجد کا جاننے والا راز اور اوس سے زیادہ چھپی بات کا - قابو رکھنے والا رزق دینے والا - خلق اور اہل خلق سے برتر ۱۲

صفحہ ۵۵۳ ترجمہ دعای حضرت ابی المعتمر سلیمان رض پاکی بیان کرتا ہون اللہ کی اور سب خوبیان اللہ کو ہین اور کوئی معبود نہین سوای اللہ کے اور نہین ہے طاقت گناہ سے بچنے کی اور نہ قوت طاعت کی مگر اللہ کی دی ہوئی موافق شمار اون چیزون کے جو اوسنے پیدا کی ہین اور جنکو وہ پیدا کرنے والا ہے اور موافق وزن اون اشیا کے جو اوسنے پیدا کین اور جنکو وہ پیدا کرنے والا ہے اور مقدار پری اون چیزون کے جو اوسنے پیدا کین اور جنکو وہ پیدا کرنے والا ہے اور مقدار پری اوسکے آسمانون کے اور بقدر بھرنے اوسکی زمینون کے اور اوسکے برابر اور اس سے بہت گنی اور بقدر گنتی اوسکی خلق کے اور مقدار وزن اوسکے عرش کے اور انتہا اوسکی رحمت کے اور سیاہی اوسکے کلمون کے اور اور اوسکی رضا کے انجام کے یہانتک کہ وہ خوش ہو اور جسوقت وہ راضی ہو اور بقدر شمار اون الفاظ کے جنسے اوسکی مخلوق نے اوسکو یاد کیا ہے سارے زمانہ ماضی مین اور جنسے کہ وہ اوسکے یاد کرینگے زمانہ آیندہ مین ہر سال اور مہینے اور ہفتے اور دن اور رات مین اور ہر ایک گھڑی مین اور سانس اور دم مین اور کسی زمانہ آیندہ مین ایک مدت سے لے کر دوسری مدت تک دنیا کی مدت اور آخرت کی مدت سے اور اس سے زیادہ کہ نہ اوسکی ابتدا علیحدہ ہو اور نہ اوسکی انتہا تمام ہو ۱۲

صفحہ ۴۹ ترجمہ دعا حضرت ابوبکر صدیق رض الٰہی مین تجسے سوال کرتا ہون بذریعہ محمد تیرے نبی کے اور ابراہیم تیرے خلیل کے اور موسیٰ تیری سرگوشی کرنے والے کے اور عیسیٰ تیرے کلمہ اور روح کے اور یہ طفیل موسےٰ ع کے کلام اور عیسیٰ ع کی انجیل اور داؤد کی زبور اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن کے اور بوسیلہ ہر ایک وحی کے جسکو تونے اپنے انبیا پر بھیجا ہو یا حکم جو تونے دیا ہو یا کسی سائل کو کچھ عطا کیا ہو یا کسی تونگر کو خوش کیا ہو یا کسی فقیر کو غنی کیا ہو یا کسی گمراہ کو ہدایت کیا ہو اور تجسے سوال کرتا ہون بذریعہ تیرے اوس نام کے جسکو تونے موسیٰ علیہ السلام پر اوتارا اور تجسے درخواست کرتا ہون بذریعہ تیرے اوس نام کے کہ جس سے بندون کے حق ثابت رہتے ہین اور تجسے سوال کرتا ہون تیرے اوس نام سے جسکو تونے زمین پر رکھا تو وہ ٹھہر گئی اور تجسے مانگتا ہون بطفیل تیرے اوس نام کے جسکو تونے آسمانون پر رکھا تو وہ اونچے ہو گئے اور تجسے سوال کرتا ہون بذریعہ تیرے اوس نام کے جسکو تونے پہاڑون پر رکھا تو جم گئے اور تجسے سوال کرتا ہون تیرے اوس نام کی بدولت جس سے تیرا عرش ٹھہرا ہوا ہے اور سوال کرتا ہون تجسے تیرے نام نہایت پاک صاف تنہا بے پروا طاق کے جو تیری کتاب مین تیرے پاس سے صریح لکھا ہوا ہے اور تجسے سوال کرتا ہون تیرے اوس نام کے ذریعہ سے جسکو تونے دن پر رکھا تو روشن ہو گیا اور رات پر رکھا تو تاریک ہو گئی اور تیری عظمت اور بڑائی کے طفیل ہی اور تیری ذات کریم کے نور کے ذریعہ سے یہ سوال ہے کہ مجکو قرآن اور اوسکا علم روزی کر اور اوسکو میرے گوشت اور خون اور کان اور آنکھ مین مخلوط کر دے اور اوسکے مطابق میرے جسم سے کام لے اپنی طاقت اور قوت کے سبب سے کہ طاقت گناہ سے بچنے اور عبادت کرنے کی بجز تیرے اور کسی مین نہین ہے یا ارحم الراحمین ۱۲

صفحہ ۵۰ ترجمہ دعا حضرت بریدہ رض الٰہی مین ناتوان ہون تو میری ناتوانی کو اپنی رضا مین قوت دے اور مجکو بہتری کی طرف چوائی پکڑ کے کھینچ لے اور اسلام کو میری انتہا سے رضامندی کر دے الٰہی مین ناتوان ہون تو مجکو قوت دے اور مین ذلیل ہون تو مجکو عزت دے اور مین فقیر ہون تو مجکو تونگر کر دے ۱۲

صفحہ ۵۰ ترجمہ دعا حضرت قبیصہ رض پہلے ٹکڑے کا ترجمہ کئی بار گذر چکا دوسرا ٹکڑا جو آخرت کے لیے ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے الٰہی تو مجکو اپنے پاس سے ہدایت کر اور میرے اوپر اپنے فضل مین سے کچھ جاری کر اور اپنی کچھ رحمت میرے اوپر پھیلا اور کچھ اپنی برکات مین سے مجپر اوتار ۱۲

صفحہ ۵۱ ترجمہ دعا حضرت ابو درداء رض الٰہی تو میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہین مین نے تجپر بھروسا کیا اور تو مالک ہے بڑے عرش کا نہین ہے طاقت گناہ سے بچنے کی اور قوت عبادت کرنے کی مگر اللہ برتر عظمت والے کے ساتھ جو اللہ نے چاہا وہ ہوا اور جو نچاہا وہ نہوا مین جانتا ہون بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور بیشک اللہ ہر چیز پر علم سے محیط ہے اور ہر چیز کو شمار سے گن رکھا ہے الٰہی مین تجسے پناہ مانگتا ہون اپنے نفس کی برائی سے اور ہر چلنے والے کی برائی سے جسکی چوٹی تیرے قابو مین ہے بیشک میرا رب سیدھی راہ پر ہے ۱۲

صفحہ ۵۱ ترجمہ دعا حضرت عیسیٰ ع الٰہی یہ صبح نئی مخلوق ہے پس اوسکو مجپر اپنی طاعت سے کھول اور اوسکو میرے لیے اپنی مغفرت اور رضا پر تمام کر اور اوسمین مجکو ایسی نیکی نصیب کر جسکو تو مجسے قبول کرے اور اوس نیکی کو میرے لیے پاکیزہ کر اور دونا کر اور جو برائی مین اوس مین کرون اوسکو تو مجھے معاف کر دے کہ تو معاف کرنے والا مہربانی کرنے والا محبت سے کھنے والا سخی ہے ۱۲

صفحہ ۵۱ ترجمہ دعا حضرت ابراہیم ع الٰہی مین ایسا ہون کہ جو بات مجھے بری معلوم ہوتی ہے اوسکو ٹال نہین سکتا اور جو توقع رکھتا ہون اوس سے منفعت ہونے پر قابو نہین رکھتا اور معاملہ دوسرے شخص کے اختیار مین ہے اور مین اپنے عمل مین پھنسا ہون جس کو کوئی محتاج مجھسے زیادہ حاجت مند نہین الٰہی مت ہنسا مجپر میرے دشمن کو اور نہ برا کر میرے سبب سے میرے دوست کو اور مت کر میری مصیبت میری دین مین اور مت کر دنیا کو زیادہ سے زیادہ مقصود میرا اور مجپر مسلط کر دے ایسی شخص کو جو مجپر رحم نکرے اے زندہ ای توانا ۱۲

صفحہ ۵۱ ترجمہ دعا حضرت علیہ السلام شروع ہے اللہ کے نام سے جو چاہا اللہ کا قوت نہین مگر اللہ کی دی ہوئی جو چاہا اللہ کا ہر ایک نعمت اللہ کے پاس سے ہے جو چاہا اللہ کا خیر بالکل اللہ ہی کے ہاتھ مین ہے جو چاہا اللہ کا نہین پھیرتا ہی برائی کو سوا خدا کے کوئی ۱۲

ترجمہ ادعیۂ فصل سوم

صفحہ ۵۴۸ ترجمہ دعا ابن عباس رضہ الٰہی مین تجھسے تیری پاس کی رحمت کا سوال کرتا ہون جس سے تو میرے دل کو ہدایت کرے اور میرے امور متفرق کو جمع کرے اور میری پریشانی کو دور کرے اور میری الفت کو بھیر لاوے اور میرے دین کی اصلاح کرے اور میرے غائب شخص کی حفاظت کرے اور میرے حاضر کو بلند کرے اور میرے عمل کو ستھرا کرے اور میرے مُنہ کو سفید کرے اور اوسکے سبب سے مجکو میری راہ یا نی دل مین ڈالے اور تمام برائیون سے مجکو بچاوے الٰہی تو مجکو سچا ایمان عنایت کر اور ایسا یقین جسکے بعد کفر نہو اور وہ رحمت جسکے سبب سے تیری شرف کرامت حاصل کرون دنیا و آخرت مین الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون کامیاب رہنے کا قضا کے وقت اور شہیدون کے مراتب کا اور نیکبختون کی زندگی کا اور دشمنون پر غالب ہونے کا اور انبیا کے ساتھ رہنے کا الٰہی مین تیرے پاس اپنی حاجت لاتا ہون اگرچہ میری تدبیر ضعیف ہے اور حیلہ کمتر اور عمل کوتاہ اور مین تیری رحمت کا محتاج ہون پس مین تجھسے سوال کرتا ہون ای امور کے حاکم اور ای شفا دینے والے سینون کے جس طرح علٰحدگی رکھتا ہے تو سمندرون مین اسی طرح مجکو علٰحدہ رکھ دوزخ کے عذاب سے اور ہلاک ہونے کی پکار سے اور قبرون کے فتنہ سے الٰہی جن بات سے میری تجویز قاصر ہوئی ہو اور عمل ضعیف ہوا ہو اور اوسکو میری نیت اور آرزو نہ پونہچی ہو یعنی کوئی بہتر بات جس کا تو نے اپنے بندون مین سے کسی کو وعدہ کیا ہو یا کوئی بہتری اپنی خلق مین سے تو کسی کو دینے والا ہو تو اوس خیر مین مین بھی تیری طرف راغب ہون اور تجھسے اوسکو سوال کرتا ہون یا رب العالمین الٰہی مجکو کردی ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ اور نہ گمراہ ہونے والا اور نہ گمراہ کرنے والا کر ڈالنے والی تیری دشمنون سے اور صلح کرنے والے تیرے دوستون سے محبت کرین تیری محبت کے باعث اوس شخص سے جو تیری مخلوق مین تیری اطاعت کرے اور عداوت کرین تیری عداوت سے اوس سے جو تیری خلق مین سے تیرا خلاف کرے الٰہی یہ دعا ہے اور قبول کرنا تیرا کام ہے اور یہ کوشش ہے اور بھروسا تجھپر ہے اور ہم اللہ کے لیے ہین اور ہمکو اوسی کی طرف پھرنا اور نہین طاقت گناہ سے باز رہنے کی اور قوت عبادت کرنے کی مگر اللہ تعالے بزرگ و برتر کی سبب سے ای مالک مضبوط رسی کے (یعنے دین یا قرآن کے) اور امور درست کے مین تجھسے سوال کرتا ہون ماموں رہنا وعید دوزخ کے روز مین اور جنت کا طالب مین ہمیشگی کے دن مین مقرب شاہدون رکوع کرنے والون سجدہ کرنے والون عہد پورا کرنے والون کے ساتھ بیشک تو مہربان محبوب ہے تو کرتا ہے جو چاہتا ہے پاکی بیان کرتا ہون مین اوس شخص کی جسنے چادر بنایا عزت کو اور حکم کیا اوس سے پاک ہی وہ ذات جسنے بزرگی کو لباس بنایا اور اوس سے بزرگ ہوا پاک ہے وہ ذات کہ بجز اوسکے اور کسی کے لیے پاکی بیان کرنی نچاہیے پاک ہی صاحب فضل اور نعمت کا پاک ہے صاحب قدرت اور کرم کا پاک ہے جسنے گھیرا سب چیزون کو اپنے علم سے الٰہی کردے میرے لیے نور میرے دل مین اور نور میری قبر مین اور نور میرے کان مین اور آنکھ مین اور بال مین اور کھال مین اور گوشت مین اور خون مین اور ہڈیون مین اور روشنی میرے سامنے اور میرے پیچھے اور میرے دہنے اور میرے بائین اور میرے اوپر اور میرے نیچے الٰہی زیادہ کر مجکو نور مین اور دے مجکو نور اور کردے مجکو نور (یعنے بالکل مجکو اعضای ظاہری و باطنی کے ساتھ ایسا کردے کہ حق کی جھلک اور امور خیر کی روشنی مجھ مین ہو جاوے)

صفحہ ۵۴۹ ترجمہ دعا حضرت عائشہ رضہ الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون بالکل خیر کو حال کی اور آیندہ کی جو مین نے جانی ہو اور آیندہ کی جو مین نے نجانی ہو اوس مین سے جانی ہوا اور جو نجانی ہو اور تیری پناہ پکڑتا ہون تمام برائی سے حال کی اور آیندہ کی جو مین نے جانی ہو اور جو نجانی ہو اور تجھسے سوال کرتا ہون جنت کا اور جو چیز جنت کے قریب کردے قول اور عمل سے اور تیری پناہ پکڑتا ہون دوزخ سے اور جو اوسکے نزدیک کرے قول اور عمل سے اور تجھسے وہ بہتری مانگتا ہون جسکو تیرے بندے اور تیرے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھسے مانگی ہو اور تجھسے پناہ مانگتا ہون اون امور سے جن سے تیرے بندے اور رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھسے پناہ مانگی اور تجھسے یہ سوال کرتا ہون کہ جن بات کا تو حکم میرے لیے کرے اوسکے انجام کو میرے حق مین اچھا کرنا اپنی رحمت سے اے ارحم الراحمین ۱۲

صفحہ ۵۴۹ ترجمہ دعا حضرت فاطمہ رضہ ای زندہ ای توانا تیری رحمت سے فریاد چاہتا ہون مجکو ایک پلک مارنے کے وقت مین میرے نفس کے سپرد نہ کر اور میرا سب حال درست کردے ۱۲

وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے اور عذاب سے ڈراتا ہے تو معاف فرماتا ہے تو میری بڑی بڑی گناہ کو اپنی بڑی عفو میں داخل کر دے اے ارحم الراحمین اور ابو عبد اللہ وراق کہتے ہیں کہ اگر تیرے اوپر قطروں کے شمار اور سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ ہوں تو جب تو اپنے رب سے یہ دعا اخلاص کے ساتھ مانگے گا انشاء اللہ تعالیٰ وہ گناہ تجھ سے دور ہو جاویں گے دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ تُبْتُ اِلَیْکَ مِنْہُ ثُمَّ عُدْتُ فِیْہِ وَاَسْتَغْفِرُکَ مِنْ کُلِّ مَا وَعَدْتُّکَ بِہٖ مِنْ نَفْسِیْ ثُمَّ لَمْ اَفِ لَکَ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ مِنْ کُلِّ عَمَلٍ اَرَدْتُّ بِہٖ وَجْھَکَ فَخَالَطَہٗ غَیْرُکَ وَاَسْتَغْفِرُکَ مِنْ کُلِّ نِعْمَۃٍ اَنْعَمْتَ بِھَا عَلَیَّ فَاسْتَعَنْتُ بِھَا عَلٰی مَعْصِیَتِکَ وَاَسْتَغْفِرُکَ یَا عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَتَیْتُکَ فِیْ ضِیَاءِ النَّھَارِ وَسَوَادِ اللَّیْلِ فِیْ مَلَاءٍ وَخَلَاءٍ وَسِرٍّ وَعَلَانِیَۃٍ یَا حَلِیْمُ اور کہتے ہیں کہ یہ استغفار حضرت آدم علیہ السلام کا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا ہے

تیسری فصل ماثور دعاؤں کے بیان میں جو اپنے اسباب اور ارباب کی طرف منسوب ہیں اور جنکا پڑھنا آدمی کو صبح اور شام اور ہر نماز کے پیچھے مستحب ہے اونمیں سے ہم یہاں سترہ دعائیں لکھتے ہیں

پہلی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو فجر کی سنتوں کے بعد آپ سے مروی ہے حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ مجکو حضرت عباس رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا میں آپ کی خدمت میں شام کو آیا اوسوقت آپ میری خالہ میمونہ رضؓ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے پھر آپ شب کو اوٹھکر نماز پڑھتے رہے جب صبح کی سنتیں پڑھ چکے تو یہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِکَ تَھْدِیْ بِھَا قَلْبِیْ وَتَجْمَعُ بِھَا شَمْلِیْ وَتَلُمُّ بِھَا شَعْثِیْ وَتَرُدُّ بِھَا اُلْفَتِیْ وَتُصْلِحُ بِھَا دِیْنِیْ وَتَحْفَظُ بِھَا غَائِبِیْ وَتَرْفَعُ بِھَا شَاھِدِیْ وَتُزَکِّیْ بِھَا عَمَلِیْ وَتُبَیِّضُ بِھَا وَجْھِیْ وَتُلْھِمُنِیْ بِھَا رُشْدِیْ وَتَعْصِمُنِیْ بِھَا مِنْ کُلِّ سُوْءٍ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ اِیْمَانًا صَادِقًا وَیَقِیْنًا لَیْسَ بَعْدَہٗ کُفْرٌ وَرَحْمَۃً اَنَالُ بِھَا شَرَفَ کَرَامَتِکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْفَوْزَ عِنْدَ الْقَضَاءِ وَمَنَازِلَ الشُّھَدَاءِ وَعَیْشَ السُّعَدَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَمُرَافَقَۃَ الْاَنْبِیَاءِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَنْزِلُ بِکَ حَاجَتِیْ وَاِنْ ضَعُفَ رَاْیِیْ وَقَلَّتْ حِیْلَتِیْ وَقَصُرَ عَمَلِیْ وَافْتَقَرْتُ اِلٰی رَحْمَتِکَ فَاَسْئَلُکَ یَا قَاضِیَ الْاُمُوْرِ وَیَا شَافِیَ الصُّدُوْرِ کَمَا تُجِیْرُ بَیْنَ الْبُحُوْرِ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ وَمِنْ دَعْوَۃِ الثُّبُوْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْقُبُوْرِ اَللّٰھُمَّ مَا قَصُرَ عَنْہُ رَاْیِیْ وَضَعُفَ عَنْہُ عَمَلِیْ وَلَمْ تَبْلُغْہُ مُنْیَتِیْ وَاَمْنِیَّتِیْ مِنْ خَیْرٍ وَعَدْتَّ اَحَدًا مِّنْ عِبَادِکَ اَوْ خَیْرٍ اَنْتَ مُعْطِیْہِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ فَاِنِّیْ اَرْغَبُ

وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ عَلٰى نَفْسِيْ بِذَنْبِيْ فَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ مَا قَدَّمْتُ مِنْهَا وَمَا اَخَّرْتُ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعَهَا اِلَّا اَنْتَ آثار خالد بن معدان کہتے ہین کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرے بندون مین سے مجکو زیادہ محبوب وہ لوگ ہین جو میری محبت کے باعث آپسمین محبت رکھتے ہین اور اونکے دل مسجدون سے وابستہ ہین اور تڑکے سے اوٹھکر استغفار کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جب مین زمین والون کو سزا دینی چاہتا ہون تو وی یاد آجاتے ہین اسلیے اونکے طفیل مین زمین والون کو جانے دیتا ہون اور عذاب کو اون پر سے ہٹا لیتا ہون۔ اور قتادہ رض فرماتے ہین کہ قرآن مجید تمکو تمھارا مرض اور دوا دونون بتاتا ہے تمھارا روگ تو گناہ ہین اور دوا استغفار۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جو شخص کہ تباہ ہوتا ہے اوس سے تعجب آتا ہے کہ نجات اوسکے ساتھہ ہے پھر کیسے ہلاک ہو جاتا ہے لوگون نے پوچھا کہ نجات کیا ہے آپ نے فرمایا کہ استغفار ہے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالے نے کسی بندی کی دل مین استغفار نہین ڈالا کہ اوس کو عذاب دینا چاہتا ہو یعنے جسکو عذاب دینا منظور نہین اوسکو استغفار کا الہام کر دیتا ہے۔ اور فضیل رح کا قول ہے کہ بندے کے استغفر اللہ کہنے کے یہ معنی ہین کہ مجکو معاف کر دے۔ اور بعض علما فرماتے ہین کہ بندہ گناہ اور نعمت کے درمیان ہے ان دونون چیزون کی اصلاح بجز استغفار اور شکر کے نہین۔ اور ربیع بن خیثم رح کہتے ہین کہ تم مین سے کوئی یون مت کہو کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ کہ یہ گناہ اور جھوٹ ہوگا اگر اوسکے بموجب کاربند نہوگے بلکہ یون کہا کرو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اور فضیل رح فرماتے ہین کہ استغفار بدون گناہ ترک کرنے کے جھوٹون کی توبہ ہے۔ اور رابعہ عدویہ رح نے کہا ہے کہ ہم لوگون کے استغفار کے لیے بہت سا استغفار چاہیے یعنے دل غافل سے استغفار کرنا بھی ایک گناہ اور ہنسی ہے اوسکے لیے اور استغفار کرنا چاہیے۔ اور بعض حکما نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ندامت سے پیشتر استغفار کرے تو وہ اللہ تعالے کے ساتھ ہنسی کرتا ہے اور اوسکو اسبات کا علم نہین۔ اور ایک اعرابی کو کسی نے سنا کہ کعبہ کے پردہ سے لپٹا ہوا یہ کہہ رہا تھا کہ الٰہی باوجود گناہ پر اصرار کرنے کے میرا استغفار کہنا ملامت ہے اور تیرے عفو کی وسعت کو معلوم کر کے میرا استغفار سے چپ رہنا بھی عاجزی ہے تجکو ہر چند میری پروا نہین مگر تو مجھپر نعمتین اور احسان کر کے میرا دوست بنتا ہے اور میری یہ شامت ہے کہ باوجود تیری طرف محتاج ہونے کے گناہ کر کر تیرا دشمن بنتا ہون ای وہ شخص کہ

صح وعدہ پر ہون اپنے مقدور بھر پناہ مانگتا ہون تجسے اپنے برے فعل سے اقرار کرتا ہون تیرے لیے تیری نعمت کا اپنی اوپر اور اقرار کرتا ہون اپنے نفس پر اپنے گناہ کا کہ مین نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور اپنے گناہ کا مقر ہوا ہون پس تو بخشدے مجکو میرے گناہ جو ہین اونمین پہلے کیے ہون اور پیچھے کیے ہون کہ سب گناہون کو تیرے سوا اور کوئی نہین بخشتا ۱۲

۱ مین بخشش چاہتا ہون اللہ سے اور توبہ کرتا ہون اوسکی طرف ۱۲

۲ الٰہی بخشدے مجکو اور توبہ کی توفیق عنایت فرما ۱۲

اور اونھون نے سچ فرمایا ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے جو بندہ گناہ کرے پھر طہارت اچھی کر کر کھڑا ہو اور دو رکعتین پڑھنے کے بعد اللہ تعالے سے مغفرت چاہے تو اللہ تعالے اوسکا گناہ بخشدیتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً آخر تک — اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار جب گناہ کرتا ہے تو اوسکے دل مین ایک سیاہ نقطہ ہوجاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرے اور اپنی حرکت سے باز آوے اور استغفار پڑھے تب تو دل اوسکا اوس نقطہ سے صاف ہوجاتا ہے ورنہ اگر گناہ زیادہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بڑھتے بڑھتے اوسکے دلپر چھا جاتا ہے اور اسی سیاہی کے چھاجانے کا نام ران ہے جسکا ذکر اس آیت مین ہے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اور یہ بھی اونھین سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے بندہ کا درجہ جنت مین اونچا کرے گا وہ عرض کرے گا کہ الٰہی یہ مرتبہ مجکو کیسے عنایت ہوا حکم ہوگا کہ تیرے لڑکے کے استغفار کی بدولت ملا جسنے تیرے لیے استغفار پڑھا — اور حضرت عائشہ رضہ راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاءُوْا اسْتَغْفَرُوْا اور فرمایا کہ جب کوئی بندہ گناہ کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ تو اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرے بندے نے گناہ کیا پھر معلوم کیا کہ میرا کوئی رب ہے جو گناہ پر مواخذہ کرتا ہے اور خطا کو معاف کرتا ہے اے میرے بندے جو چاہے سو کر مین نے تجھے بخشدیا — اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ جو استغفار کرتا رہتا ہے وہ گناہ پر مُصر نہین کہلاتا اگرچہ ایک روز مین ستر بار اوسی گناہ کو کرے — اور فرمایا کہ ایک آدمی نے کبھی کوئی نیک کام نہین کیا تھا آسمان کی طرف نظر کرکے کہا کہ میرا ایک رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اے میرے رب مجھے بخشدے اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ مین نے تجھے بخشدیا — اور فرمایا کہ جس شخص نے گناہ کیا پھر جان لیا کہ اللہ تعالے میرے حال پر مطلع ہے تو اوسکا گناہ بخشا جاویگا گو وہ مغفرت کی درخواست نہ کرے — اور فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرے کل بندے خطاوار ہین مگر جسکو مین معاف کردون پس تم مجھسے مغفرت چاہو مین مغفرت کرون گا اور جو شخص اس بات کا یقین کرے کہ مجھے اوسکے بخشدینے پر قدرت ہے تو مین اوسکو بخشدون گا اور کچھ پروا نکرون گا اور فرمایا کہ جو شخص کہے سُبْحَانَكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَعَمِلْتُ سُوْءًا فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اوسکے گناہ بخشے جاوین گے اگرچہ چیونٹی کے نال جیسے ہون — اور مروی ہے کہ افضل استغفارون مین سے یہ کلمات ہین اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَ

صلے اسد علیہ وسلم اکثر یہ الفاظ فرمایا کرتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اور آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ جو شخص استغفار کی کثرت کریگا اسد تعالے اوسکے لیے ہر رنج سے کشادگی اور ہر تنگی سے نکاسی کی صورت کر دیتا ہی اور اوسکو ایسی جگہہ سے روزی پونہچاتا ہے کہ اوسکو خیال بھی نہو۔ اور فرمایا کہ مین دن مین ستر بار اسد تعالے سے مغفرت چاہتا ہون اور اوسکے سامنے توبہ کرتا ہون باوجودیکہ آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف ہو گئے تھے اوسپر بھی آپ استغفار اور توبہ کیا کرتے تھے۔ اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ میرے دلپر میل آجاتا ہے یہانتک کہ مین اسد تعالے سے ہر دن مین سو مرتبہ مغفرت چاہتا ہون۔ اور فرمایا کہ جو شخص اپنے بستر پر لیٹتے ہوئے تین بار یون کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ تو اسد تعالے اوسکے گناہ بخشدے گا گو سمندر کی جھاگ کے مثل ہون یا عالج کی ریت کے شمار کے برابر یا درختون کے پتون کے موافق یا دنیا کے دنون کے عدد کے مطابق ہون۔ اور ایک دوسری حدیث مین ارشاد ہے کہ جو شخص یہ کہے گا اوسکے گناہ بخشے جائینگے اگرچہ صف جنگ سے بھاگنے والا ہو۔ اور حضرت حذیفہ رضہ فرماتے ہین کہ مین اپنے گھر والون پر سخت زبان تھا مین نے آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجکو یہ خوف ہے کہ کہین میری زبان مجکو دوزخ مین نہ داخل کرے آپ نے فرمایا کہ تم استغفار سے غافل کیون ہو مین تو دن مین سو بار استغفار پڑھتا ہون۔ اور حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ قصہ بہتان مین مجھسے آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو کسی گناہ کی مرتکب ہوئی ہو تو اسد تعالے سے مغفرت کی درخواست اور توبہ کر کیونکہ گناہ سے توبہ ندامت اور استغفار ہی ہی اور آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم استغفار مین یہ فرمایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جِدِّيْ وَهَزْلِيْ وَخَطَائِيْ وَعَمْدِيْ وَكُلَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور حضرت علی رضہ فرماتے ہین کہ مین ایسا آدمی تھا کہ جب آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تھا تو اسد تعالے کو جسقدر اوس سے مجکو فائدہ دینا منظور ہوتا تھا اوسقدر نفع پونہچاتا تھا اور جب کوئی آپکے اصحاب رضہ مین سے مجھسے حدیث بیان کیا کرتا تو مین اوسکو قسم کھلا لیتا تھا جب وہ قسم کھا لیتا تو مین یقین کر لیتا تھا اور مجھسے ایک بار ابوبکر صدیق رضہ نے حدیث بیان کی

رَبَّنَا لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا اگر آپ ہمارے لیے ایسی ہی دعا فرماتے تو ہم سب ہلاک ہو جاتے حالانکہ پشت آپ کی روندی گئی چہرہ آپ کا مجروح ہوا سامنے کے دانت آپ کے ٹوٹے مگر آپ نے کلمہ خیر ہی فرمایا اور یہ کہا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یا رسول اللہ آپ پر میرے ماباپ فدا ہون آپکی کم سنی اور تھوڑی ہی عمر مین اتنے لوگ تابع ہو گئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے اتنے نہوئے باوجودے کہ اونکا سن بہت تھا اور بہت زندگی پائی اور آپ پر بہت لوگ ایمان لائے اور اونپر تھوڑے ہی لوگ ایمان لائے یا رسول اللہ میرے ماباپ آپ پر قربان ہون اگر بالفرض آپ اپنے پاس بجز اپنے برابر کے اور کسی کو نہ بٹھاتے تو ہمکو ہمنشینی کہان نصیب ہوتی اور اگر آپ اپنے ہمسر سے نکاح کرتے تو ہم دولت مناکحت سے محروم رہتے اور اگر آپ اپنی جیسے شخص کے ساتھ کھانا کھاتے تو ہمکو ساتھ کھانے کا شرف کب میسر ہوتا مگر بخدا آپ نے ہم سے ہمنشینی اور مناکحت کی اور ساتھ کھلایا اور صوف پہنا اور دراز گوش پر سوار ہوئے اور اپنے پیچھے دوسری کو سوار کیا اور اپنے کھانے کو زمین پر رکھا اور اپنی انگلیان چاٹین اور یہ سب باتین آپنے فروتنی کے لیے کین خدائے تعالے آپ پر رحمت کرے اور سلام بھیجے — اور بعض اکابر کہتے ہین کہ مین حدیث لکھا کرتا تھا اوسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ کہہ لیتا تھا مگر سلام نہ کہتا تھا مین نے خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہین کہ تو مجھپر صلوۃ پوری کیون نہین کہتا اوسکے بعد جب مین نے لکھا آپ پر صلوۃ وسلام کہہ لیا — اور ابو الحسن شافعی رح کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ امام شافعی رضی جو اپنے رسالہ مین کہا ہے وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ اوسکو آپ کی طرف سے کیا عوض ملا آپ نے فرمایا کہ یہ عوض ہماری طرف سے ملا کہ میدان قیامت مین حساب کے لیے کھڑا نہ کیا جاوے گا

تیسرا بیان استغفار کی فضیلت مین — اللہ تعالے فرماتا ہے وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ علقمہ اور اسود فرماتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید مین دو آیتین ہین کہ جو بندہ گناہ کرے اور اونکو پڑھے تو اللہ تعالے اوسکا گناہ بخشدیتا ہے ایک یہ آیت جو اوپر گذری اور دوسری یہ ہے وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُورًا رَحِيمًا اور اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا اور فرمایا وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ اور آنحضرت

۱ مسلمون کا لفظ نہ ہو تو بہتر ہے ۲ یہ حالات بعضے صحیحین مین ہوئی بخاری و مسلم ۳ بخاری و مسلم ۴ بخاری و مسلم ۵ بخاری و مسلم ۶ بخاری و مسلم ۷ بخاری و مسلم ۸ بخاری و مسلم ۹ بخاری و مسلم ۱۰ بخاری و مسلم ۱۱ بخاری و مسلم ۱۲

عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد لوگون نے حضرت عمرؓ کو سنا کہ رو رو کر یہ کہتے تھے یارسول اللہ آپ پر میرے ماباپ فدا ہون ایک خرما کے درخت کا کندہ تھا جسپر آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے جب لوگون کی کثرت ہوئی تو آپنے منبر بنوایا تاکہ آواز سبکو سنا دین اوس کندہ نے آپ کے فراق مین نالہ کیا یہانتک کہ آپ نے اوسپر اپنا ہاتھہ رکھدیا تو وہ چپ ہوگیا اب آپ کی امت کو تو بطریق اولی آپ کے فراق مین زاری کرنا زیبا ہے یارسول اللہ آپ پر میرے ماباپ فدا ہون آپ کا مرتبہ خدائے تعالے کے نزدیک اسدرجہ کو پونہچا کہ آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دی چنانچہ ارشاد فرمایا وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یارسول اللہ آپ پر میرے ماباپ تصدق ہون آپ کا مرتبہ خدائے تعالے کے نزدیک اسدرجہ کو پونہچا کہ اوسنے آپ کے قصور معاف کرنے کا حال آپ سے کہدیا پیشتر اس سے کہ قصور کا حال آپ کو بتاوے چنانچہ فرمایا عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ یارسول اللہ آپ پر میرے ماباپ فدا ہون آپکا مرتبہ خدای تعالے کے نزدیک اتنا ہوا کہ آپ کو سب نبیون کے آخر مین مبعوث فرمایا اور سب سے پیشتر آپ کا ذکر اپنی کتاب مین کیا چنانچہ فرمایا وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰی وَعِيْسَی الایہ یارسول اللہ آپ پر میرے ماباپ تصدق ہون آپکا مرتبہ خدای تعالے کے نزدیک اتنا ہے کہ دوزخ کے لوگ دوزخکے طبقات مین عذاب مین مبتلا یہ تمنا کرینگے کہ کاش ہم نے آپ کی اطاعت کی ہوتی چنانچہ اونکا حال قرآن مجید مین اس طرح موجود ہے يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا یارسول اللہ آپ پر میرے ماباپ فدا ہون اگر حضرت موسیٰ بن عمران کو اللہ تعالے نے ایک پتھر عنایت کیا تھا جس مین نہرین پھوٹتی تھین تو وہ کچھہ آپ کی انگلیون سے عجیب تر نتھا جن مین سے پانی کے فوارے بہے رحمت خدا آپ پر ہو یارسول اللہ میرے ماباپ آپ پر تصدق ہون اگر اللہ تعالے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا عنایت فرمائی جسکی چال صبح و شام کو ایک ایک مہینے کی راہ تھی تو یہ کچھہ آپ کے براق سے عجیب تر نہ تھی جسپر آپ نے ساتوین آسمان تک سیر کرکے اوسی رات نماز صبح ابطح مین آکر پڑھی آپ پر رحمت خدا ہو یارسول اللہ آپ پر میرے ماباپ فدا ہون اگر اللہ تعالے نے حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کو معجزہ مردہ کے زندہ کرنے کا عطا فرمایا تھا تو یہ اس سے عجیب نہین کہ زہر ملی ہوئی بکری بھنی ہوئی آپ سے بولی اور اوسکے دست نے عرض کیا کہ مجکو نہ کھائیو کہ مجھہ مین زہر ہے یارسول اللہ میرے ماباپ آپ پر تصدق ہون حضرت نوح نے اپنی قوم کے لیے یہ دعا مانگی تھی

حضرت عباس رضؓ نے فرمایا کہ الٰہی کوئی بلا آسمان سے بدون گناہ کے نہین اوتری اور نہ بدون توبہ کے کبھی ٹلی اور لوگون نے میری قرابت تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کرکے مجکو تیرے سامنے کردیا ہے اور یہ ہمارے ہاتھ گناہون کے ساتھ تیری طرف پھیلے ہوئے ہین اور ہماری پیشانی کے بال توبہ سے تیری طرف کھچے ہوئے اور تو وہ نگاہبان ہے کہ بھٹکے ہوون سے بیخبر نہین رہتا اور نہ شکستہ حال کو تلف کے موقع مین چھوڑے اب چھوٹے تضرع کرتے ہین اور بڑے روتے ہین اور دعائی کی آوازین بلند ہوئین اور تو باطن اور سب سے زیادہ خفیہ امر کو جانتا ہی الٰہی پس اپنی فریاد رسی کی بدولت انکو پانی دی پیشتر اس سے کہ وہ ناامید ہوکر تباہ ہوجاوین کہ تیری رحمت سے بجز کافرون کے اور کوئی ناامید نہین ہوتا راوی کہتا ہے کہ آپ نے یہ کلام پورا نہین کیا تھا کہ پہاڑ جیسا بادل گھر آیا اور برسنے لگا

دوسرا بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز تشریف لائے اور آپ کے چہرۂ مبارک پر بشارت معلوم ہوتی تھی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ تم کیا اس بات سے راضی نہین کہ جو کوئی تمھاری امت مین سے تمپر درود بھیجے تو مین اوسپر دس بار رحمت بھیجون اور جو تمپر تمھاری امت مین سے سلام بھیجے تو مین اوسپر دس مرتبہ سلام بھیجون — اور ایک حدیث مین ہی شامل فرمایا کہ جو شخص مجھپر درود بھیجے اوسپر فرشتے درود بھیجتے ہین جبتک کہ مجھپر درود پڑھی پس چاہیے کوئی بندہ تھوڑا درود پڑھی یا بہت مرتبہ پڑھی — اور فرمایا کہ مجھسے قریب تر آدمی ہون مین سے وہ ہوگا جو اون مین سے مجھپر درود بہت پڑھتا ہوگا — اور فرمایا کہ ایماندار کو اتنا ہی بخل بہت ہے کہ میرا ذکر اوسکے سامنے ہو اور مجھپر درود نہ پڑھے — اور فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھپر درود کثرت سے پڑھو — اور فرمایا جو شخص میری امت مین سے مجھپر درود بھیجے اوسکے لیے دس نیکیان لکھی جاوین گی اور اوسکی دس برائیان مٹادی جاوین گی — اور فرمایا کہ جو شخص اذان اور تکبیر سنکر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَالشَّفَاعَةَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اوسکے لیے میری شفاعت ضرور ہوگی اور فرمایا جو شخص کہ مجھپر لکھنے مین درود پڑھے تو فرشتے اوسکے لیے ہمیشہ مغفرت چاہین گے جبتک میرا نام اوس کتاب مین رہیگا — اور فرمایا کہ زمین مین کچھ فرشتے پھرتے رہتے ہین وہ میری امت کا سلام مجکو پہنچاتے ہین — اور فرمایا کہ جب کوئی مجھپر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھپر واپس بھیجدیتا ہے تاکہ مین اوسکے سلام کا جواب دون — اور اصحاب رضؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم آپ پر درود کس طرح بھیجین آپ نے فرمایا کہ یون کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ

خشکسالی ہوئی ہم منہ کی دعا کے لیے باہر نکلے دیکھا تو سعدون مجنون قبرستان مین ہین انھون نے مجھکو دیکھکر کہا کہ کیا دن قیامت کا ہے یا قبرون سے لوگ نکل پڑے مین نے کہا کہ یہ تو کچھ بھی نہین بلکہ منہ نہین برستا اوسکے لیے دعا کو نکلے ہین اونھون نے فرمایا کہ اے عطا کونسے دلون سے دعا مانگتے ہو زمینی سے یا آسمانی سے مین نے کہا کہ آسمانی سے اونھون نے کہا کہ ہرگز نہین اے عطا کھوٹے سکہ والون سے کہدو کہ کھوٹے دام نہ چلاوین کہ پرکھیا بڑا بینا ہے پھر اونھون نے اپنی آنکھ سے آسمان کو دیکھکر کہا کہ الٰہی وسیدی ومولائی اپنے شہرون کو اپنے بندون کے گناہون سے ہلاک مت کر بلکہ بطفیل اپنے اسمای مکنون اور اپنی نعمای مخزون کے ہمکو کثرت سے شیرین پانی عنایت فرما جس سے تو بندون کو زندہ کرے اور شہرون کو سیراب فرماوے تو ہی ہر چیز پر قادر ہے عطا کہتے ہین کہ سعدون نے یہ دعا تمام نہ کی تھی کہ آسمان سے رعد کی صدا بلند ہوئی اور بجلی چمکی اور پانی موسلا دھار گرنے لگا سعدون وہان سے یہ کہتے ہوئے چلدیے **قطعہ**

زاہد اور اہل عبادت کو ہی واقع مین فلاح	کیونکہ مالک کے لیے کرتے ہین فاقے بیش
چشم بیمار مین اونکی نہین ہی خواب کا دخل	یاد محبوب مین رہتی ہین وہ شب بھر خرم
ہین عبادت مین خدا کی وہ یہانتک مصروف	اونکو نسبت بجنون کرتا ہی سارا عالم

اور ابن مبارک رح فرماتے ہین کہ مین ایک سال مدینہ منورہ مین آیا کہ خشکی بہت تھی لوگ دعا کیلیے نکلے مین بھی اونکے ساتھ نکلا اتفاقا ایک غلام حبشی آیا کہ ایک موٹی چادر کا تہمد کیے تھا اور دوسری اپنے شانے پر ڈال رکھی تھی وہ میری برابر بیٹھ گیا مین نے سنا کہ او سنے یون کہا الٰہی گناہونکی کثرت سے اور اعمال بد کی جہت سے تیرے نزدیک یہ صورتین ذلیل ہوگئی ہین اور تو نے منہ کو آسمان سے روکدیا ہے کہ اس سے اپنے بندون کی تادیب کرے پس ای حلم و وقار والے اور ای وہ شخص کہ تیرے بندے تیری طرف سے نیکی اور احسان کے سوا اور کچھ نہین جانتے مین تجھسے سوال کرتا ہون کہ تو اونکو اسی وقت اسی گھڑی پانی دی وہ لڑکا یہی کہتا رہا کہ ابھی اور اسی وقت دی یہانتک کہ آسمان بادلون مین چھپ گیا اور ہر طرف سے منہ آیا ابن مبارک کہتے ہین کہ پھر مین فضیل رح کے پاس گیا اونھون نے مجھکو کہا کہ تم اوداس معلوم ہوتے ہو مین نے کہا کہ ایک بات تھی جسپر دوسرا شخص ہم سے آگے بڑھگیا اور وہی اوسکا کفیل ہوا ہم تک نوبت نہ پونہچی پھر مین نے اون سے اوس قصہ کو نقل کیا وہ چیخ مارکر بیہوش گر پڑے — اور مروی ہے کہ حضرت عمر رض منہ کی دعا کے لیے حضرت عباس رض کو ساتھ لے گئے جب حضرت عمر رض دعا سے فارغ ہوئے تو

ہم بھی تیری مخلوقات مین سے ایک مخلوق ہین اور ہمکو تیری روزی سے کسی طرح بے پروائی نہین
ہمکو دوسرون کے گناہون کے عوض مین ہلاک مت کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگون سے
فرمایا کہ لوٹ چلو تمکو مینہ تمھارے سوا دوسرے حیوان کی دعا سے مل گیا۔ اور اوزاعی رح کہتے ہین
کہ لوگ مینہ کے لیے دعا کرنے کو نکلے اون مین بلال بن سعد نے کھڑے ہو کر خدای تعالی کی حمد و ثنا
کے بعد کہا کہ اے گروہ حاضرین تمکو اپنے خطاوار ہونے کا اقرار ہے کہ نہین اونھون نے کہا کہ بیشک
اقرار ہے پھر بلال بن سعد نے کہا کہ الٰہی ہمنے سنا کہ تو نے اپنی کتاب مجید مین فرمایا ہے مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ
مِنْ سَبِيلٍ یعنے نیک کارون پر کچھہ الزام نہین اور ہمتو اپنی برائی کا اقرار کر چکے پس تیری مغفرت
ہمین جیسون کے لیے ہے الٰہی ہمکو مغفرت کر اور ہمپر رحم کر اور ہمپر مینہ برسا یہ کہکر اپنے ہاتھہ اوٹھائے
اور لوگون نے بھی ہاتھہ اوٹھائے اور پانی برسا۔ اور مالک بن دینار رح سے لوگون نے کہا کہ آپ ہمارے
لیے اپنے پروردگار سے مینہ کی دعا کیجیے اونھون نے فرمایا کہ تم مینہ مین دیر سمجھتے ہو اور مین پتھرون
مین دیر جانتا ہون یعنے خطائین ہماری اس قابل ہین کہ پتھر برسین۔ اور مروی ہے کہ حضرت عیسی
علیہ السلام مینہ کے لیے دعا کرنے کو نکلے جب جنگل مین پونہچے تو آپ نے لوگون سے فرمایا کہ جس شخص نے
تم مین سے گناہ کیا ہو وہ لوٹ جاوے اس کہنے پر سب آدمی لوٹ گئے صرف ایک شخص اوس جنگل مین رہ گیا
آپ نے اوسکو فرمایا کہ کیا تو نے کوئی گناہ نہین کیا اوسنے عرض کیا کہ مین اور تو کچھہ گناہ نہین جانتا
مگر یہ البتہ ہوا ہے کہ ایک روز مین نماز پڑھتا تھا اور میرے پاس کوئی ایک عورت گذری مین نے اوسکو
اپنی آنکھہ سے دیکھا جب وہ چلی گئی تو مین نے آنکھہ مین اونگلی ڈالکر نکال لی اور اوس عورت کی
پیچھے پھینکدی حضرت عیسی علیہ السلام نے اوسکو فرمایا کہ تو دعا کر اور مین آمین کہتا جاؤن اوس شخص نے
دعا مانگی اوسی وقت آسمان بادلون سے چھپ گیا اور خوب پانی پڑا۔ اور یحیی غسانی کہتے ہین کہ
حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین خشکسالی ہوئی لوگون نے اپنے علما مین سے تین شخص چھانٹے
اور اونکے ساتھہ دعا کے لیے نکلے اون مین سے ایک نے کہا کہ الٰہی تو نے توریت مین فرمایا ہے
کہ جو ہمپر ظلم کرے اوسکو ہم معاف کردین الٰہی ہمنے اپنی جانون پر ظلم کیا تو تو ہمکو معاف کر اور دوسرے
نے کہا کہ الٰہی تو نے توریت مین فرمایا ہے کہ ہم اپنے غلامون کو آزاد کرین الٰہی ہم بھی تیرے غلام ہین
پس تو ہمکو آزاد کر اور تیسرے نے کہا کہ الٰہی تو نے توریت مین ارشاد فرمایا کہ جب ہمارے دروازون پر
مسکین آ کھڑے ہون ہم اونکو محروم نہ پھیرین الٰہی ہم بھی تیرے مسکین ہین اور تیرے دروازے پر
کھڑے ہین ہماری دعا کو تو نامنظور مت کر اسکے بعد اونپر مینہ برسا۔ اور عطاء سلمی کہتے ہین کہ ایک سال

اور دوسری کو نکرے روایت کیا اسکو ابو طالب مکی نے اور ہم متعلق باطن سے ہی اور قبول ہونے
کے باب مین اصل وہی ہے یعنے توبہ کرنا اور حقدارون کے حقوق اونکو پونچا کر تمام ہمت سے خدائے
تعالی کیطرف متوجہ ہونا کہ قبول ہونے مین سبب قریب یہی ہی۔ کعب احبار رضہ سے مروی ہی کہ حضرت
موسی علیہ السلام کے عہد مین لوگون مین ایک سخت قحط پڑا حضرت موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کے
ساتھہ مینہ کے لیے دعا کرنے کو نکلے مگر مینہ نہ برسا پھر آپ تین دن باہر تشریف لے گئے اور بارش نہوئی
اللہ تعالے نے آپ پر وحی بھیجی کہ مین تمھاری اور تمھارے ساتھیون کی دعا قبول نہ کرون گا کہ
تم مین چغل خور ہے حضرت موسی ع نے عرض کیا کہ الہی وہ کون شخص ہے ہمکو بتادی کہ اوسکو اپنے
درمیان سے ہم نکالدین حکم ہوا کہ ای موسے چغلی سے مین تمکو منع کرتا ہون اور مین ہی پھر چغلی کھاؤن
آپ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم سب چغلی سے توبہ کرو سبھون نے توبہ کی اوسوقت مینہ برسا۔ اور
سعید بن جبیر کہتے ہین کہ بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ کے زمانہ مین قحط پڑا اور لوگون نے مینہ کی
دعا مانگی اوس بادشاہ نے یہ کہا کہ یا تو خدائے تعالے ہمپر مینہ برسادے ورنہ ہم اوسکو ستاوین گے
لوگون نے اوسکو کہا کہ تم اوسکو کس طرح ستا سکتے ہو وہ تو آسمان مین ہے اوسنے کہا کہ مین اوسکے
اولیا اور طاعت والون کو مارڈالون گا یہی باعث اوسکی ایذا کا ہوگا اللہ تعالے نے اونپر مینہ برسادیا
اور سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ مین نے سنا ہے کہ بنی اسرائیل مین ایکبار سات برس کی خشکی ہوئی
یہانتک کہ مردار اور لڑکون کو کھا گئے اور پہاڑون مین جاجا کر روتے اور تضرع کیا کرتے تھے
پس اللہ تعالے نے اونکے پیغمبرون پر وحی نازل کی کہ اگر بالفرض تم میری طرف اتنا چلو گے کہ تمھارے
گھٹنے تک گھس جاوین اور تمھاری ہاتھہ آسمان کے بادلون کو لگ جاوین اور دعا کرتے کرتے زبانین
تھک جاوین تب بھی مین نہ کسی دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرون نہ کسی رونے والے پر ترس کرون
جبتک کہ حقدارون کے حقوق اونکو نہ پونچا دوگے جب سب اس امر کے بموجب کاربند ہوئے تو اوسی روز
مینہ برسا۔ اور حضرت مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ بنی اسرائیل مین قحط پڑا اور کئی دفعہ مینہ کے لیے
باہر نکلے اور مینہ نہ برسا اور اونکے پیغمبر پر وحی ہوئی کہ ان سے کہدو کہ تم میری طرف ناپاک بدنون سے
نکلتے ہو اور وہی ہاتھہ میرے سامنے پھیلاتے ہو جنسے بہت سے خون کیے ہین اور اپنے پیٹونکو
حرام سے بھر رکھا ہے اب میرا غصہ تمپر بہت زیادہ ہوگیا اور دوری کے سوا تمکو اور کچھہ مجھسے ہرگز
نہ ملے گا۔ اور ابو الصدیق ناجی کہتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایکبار مینہ کے لیے دعا کرنے کو
نکلے دیکھا تو ایک چیونٹی اپنی کمر کے بل پڑی ہے اور پاون آسمان کی طرف کو کرکے کہہ رہی ہی کہ الہی

اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو چاہیے کہ رغبت بہت کرے کیونکہ خدائے تعالے کو کوئی چیز بڑی نہیں معلوم ہوتی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالے سے ایسی طرح دعا مانگو کہ تمکو قبول ہونے کا یقین ہو اور جان لو کہ اللہ تعالے غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ اور سفیان بن عیینہ رح نے فرمایا ہی کہ تم اپنے نفس کی خرابی سے واقف ہو کر دعا سے باز نہ رہو اور یہ مت جانو کہ ہم بُری ہیں ہماری دعا قبول نہوگی اسلیے کہ اللہ تعالے تو خلق میں سب سے بُرے یعنے شیطان ملعون کی بھی دعا قبول فرماتی چنانچہ قرآن میں موجود ہے قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ **ادب ہشتم** یہ ہے کہ دعا میں مبالغہ کرے یعنے عمدہ حالات میں اوسکی مداومت کرے اور تین بار دعا کے الفاظ کہی کہ حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تو تین بار مانگتے اور اگر سوال کرتے تو تین دفعہ کرتے اور چاہیے کہ دعا کی قبول ہونے میں یہ نسمجھے کہ دیر ہوگئی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کی دعا جب قبول ہوگی کہ جلدی نکرے اور یہ نکہے کہ میں نے دعا مانگی اور قبول نہوئی اور جب دعا مانگو تو اللہ تعالے سے بہت بار سوال کرو کہ تم کریم سے مانگتے ہو۔ اور بعض کا قول ہی کہ میں بیس برس سے ایک حاجت طلب کرتا ہوں اور وہ قبول نہیں ہوئی مگر مجکو اوسکے قبول ہونے کی توقع ہے وہ یہ ہی کہ میں نے خدائے تعالے سے سوال کیا ہے کہ مجکو بے فائدہ چیز کے چھوڑنے کی توفیق عنایت کری۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی تم میں سے اپنے پروردگار سے کچھ سوال کری اور معلوم ہو کہ قبول ہوگیا تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور جسکے لیے قبول میں کچھ دیر ہوجاوے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ كُلِّ حَالٍ **ادب نہم** یہ ہے کہ دعا کو خدائے تعالے کے ذکر سے شروع کرے اول ہی سوال نکرنے لگے سلمہ بن الاکوع رض فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں سنا کہ آپ نے دعا شروع کی ہو اور پہلے یہ کلمات نہ کہہ لیے ہوں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى الْوَهَّابِ اور ابو سلیمان دارانی رح فرماتے ہیں کہ جو شخص کچھ حاجت اللہ تعالے سے مانگنی چاہے اوسکو چاہیے کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنی حاجت مانگے پھر خاتمہ درود شریف پر کرے اسلیے کہ اللہ تعالے دونوں درودوں کو قبول کرتا ہی تو وہ اس بات سے بزرگ ہے کہ درودوں کے بیچ کے مطلب کو چھوڑ دے۔ اور ایک حدیث میں مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ تعالے سے حاجت مانگو تو ابتدا میرے اوپر درود پڑھنے سے کرو کہ اللہ تعالے کا کرم اس امر کا مقتضی نہیں کہ اوس سے کوئی دو حاجتیں مانگے تو ایک پوری کردی

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا مین سجع سے دور رہو تم مین سے کسی کو یہی کہنا کافی ہے اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ وَعَمَلٍ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ وَعَمَلٍ اور حدیث مین آئی ہے کہ کچھ لوگ عنقریب ایسے آوین گے کہ دعا اور طہارت مین حد سے تجاوز کرینگے - اور بعض اکابر سلف کا گذر ایک واعظ پر ہوا کہ وہ دعا مین قافیہ بندی کر رہا تھا اونھون نے فرمایا کہ کیا خدای تعالے کے سامنے بلاغت جتاتے ہو گواہ ہو کہ مین نے حبیب عجمی کو دعا مانگتی دیکھا ہے جنکی دعا کی برکت مشہور ہے وہ اپنی دعا مین اس سے زیادہ نہین فرماتے تھے اللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا حَبِیْبَ الْحَبِیْبِ اللّٰھُمَّ لَا تَفْضَحْنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِلْخَیْرِ اور آدمی ہر طرف سے آپ کے پیچھے دعا مانگتے تھے اور بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ ذلت اور عاجزی کی زبان سے دعا مانگو نہ فصاحت اور طلاقت کی زبان سے - اور کہتے ہین کہ علما اور ابدال مین سے کوئی دعا مین سات جملون سے زیادہ نہین بڑھاتے تھے اور اسکا شاہد سورۂ بقر کا آخر ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے بندون کی دعا کسی جگہ اوس سے زیادہ نہین بتائی جتنی اوس کوع مین ہے - اور جاننا چاہیے کہ مراد قافیہ سے کلام کا تکلف سے کہنا ہے کہ یہ امر انکسار اور ذلت کے مناسب نہین اور مطلق قافیہ سے غرض نہین کہ یہ توجو دعائین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین اون مین بھی موجود ہے کہ کلمات مقفی ہین مگر وہ تکلف اور بناوٹ کے ساتھہ نہین آمد کے طور پر ہین جیسے اس دعا مین اَسْئَلُکَ الْاَمْنَ یَوْمَ الْوَعِیْدِ وَالْجَنَّۃَ یَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِیْنَ الشُّھُوْدِ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ الْمُوْفِیْنَ بِالْعُھُوْدِ اِنَّکَ رَحِیْمٌ وَدُوْدٌ وَاِنَّکَ تَفْعَلُ مَا تُرِیْدُ اور اسکے سوا اور دعائین اس قسم کی ہین پس چاہیے کہ جو دعائین حدیث مین منقول ہون اونھین پر اکتفا کرے یا زبان تضرع اور خشوع سے بدون قافیہ اور تکلف کے دعا کرے کہ خدای تعالے کے نزدیک عاجزی ہی پسند ہے +

ادب ششم تضرع اور خشوع کرنا اور رغبت اور خوف رکھنا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا اور فرمایا اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جب اللہ تعالے کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اوسکو مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اوسکا تضرع سنے - **ادب ہفتم** یہ کہ دعا قطعی طور پر کرنے اور قبول ہونے کا یقین کرے اور اسباب مین سچی توقع کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین جب تم مین سے کوئی دعا مانگے تو چاہیے کہ یہ نکہے کہ الٰہی تو مجھے بخشدے اگر چاہے اور تو مجھپر رحم کر اگر چاہے بلکہ قطعی درخواست کرے کہ مجکو بخشدے اور رحم کر کیونکہ اوسپر کوئی زبردستی کرنے والا نہین

کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر گذرے کہ وہ دعا مانگتا تھا اور اپنی دونون شہادت کی انگلیون سے اشارہ کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ ایک انگلی پر اکتفا کر۔ اور حضرت ابو درداء رضہ فرماتے ہین کہ ان ہاتھون کو دعا کے لیے اوٹھاؤ پہلے اس سے کہ زنجیرون مین جکڑے جاوین۔ پھر دعا کے آخر مین چاہیے کہ دونون ہاتھون کو اپنے مُنہ پر پھیر لے حضرت عمر رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے ہاتھون کو دعا مین پھیلاتے تو انکو نہ ہٹاتے جبتک کہ اپنے چہرۂ مبارک پر نہ پھیر لیتے۔ اور حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تو دونون ہتھیلیان ملا لیتے اور انکا اندر کا رخ اپنے مُنہ کی طرف کو رکھتے۔ یہ صورت ہاتھون کی ہوئی اور چاہیے کہ دعا مین اپنی نگاہ آسمان کی طرف کو نہ کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چاہیے کہ کچھ لوگ اپنی نگاہین دعا کے اندر آسمان کی طرف اوٹھانے سے باز رہین ورنہ انکی نگاہین اچک لیجاوینگی

ادب چہارم آواز کا پست کرنا آہستہ اور پکار کے پڑھنے کے درمیان مین کیونکہ حضرت ابو موسی اشعری رضہ روایت کرتے ہین کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب آئے جب مدینہ منورہ کے قریب پہونچ گئے تو آپ نے تکبیر کہی اور لوگون نے بھی اللہ اکبر کہا اور آواز خوب بلند کی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو جس شخص کو تم پکارتے ہو وہ نہ بہرا ہے نہ غائب ہی بلکہ وہ تمھاری اور تمھاری سواریون کی گردنون کے درمیان ہے۔ اور حضرت عائشہ رضہ نے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا مین فرمایا ہے کہ مقصود یہ ہے کہ اپنی دعا مین جہر و اخفات مت کرو۔ اور خداوند کریم نے اپنے نبی زکریا علیہ السلام کی اس باب مین تعریف فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا اور فرمایا اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ **ادب پنجم** یہ ہے کہ دعا مین قافیہ کا تکلف نہ کرے اسلیے کہ دعا مانگنے کا حال تضرع اور انکسار کرنے والے کا سا ہونا چاہیے اور اوسکو تکلف مناسب نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ عنقریب کچھ لوگ ایسے ہونگے کہ دعا مین حد سے تجاوز کرینگے اور بعض لوگون نے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ کی تفسیر مین فرمایا کہ معتدین کے معنے قافیون مین تکلف کرنے والے ہین۔ اور بہتر یہ ہے کہ دعوات ماثورہ کے سوا اور کچھ نہ مانگے اسلیے کہ ہو سکتا ہے کہ دعا مانگنے مین حد سے تجاوز کر جاوے اور ایسی چیز مانگنے لگے جو مقتضاے مصلحت نہو کہ ہر کوئی اچھی طرح دعا مانگنا بھی نہین جانتا اور اسی لیے حضرت معاذ بن جبل رضہ سے حدیث یا اونھین کا قول مروی ہے کہ علما کی حاجت جنت مین بھی ہوگی جسوقت کہ جنت والون سے کہا جاوی گا کہ تمنا کرو تو انکو یہ معلوم نہو گا کہ تمنا کس طرح کرین یہانتک کہ علما سے سیکھکر تمنا کرینگے

ف۱ ترمذی نے ابن عباس رضہ سے کہا ہے کہ صحیح نہین ہے اور حاکم نے بھی کہا ہے

ف۲ طبرانی در کریم مسند ضعیف ہے

ف۳ مسلم نے بھی روایت کیا ہے ابو ہریرہ رضہ سے نماز کی دعا مین یہ حدیث روایت کی ہے

ف۴ بخاری و مسلم و ابو داؤد

ف۵ اپنی نماز مین چیخکر مت پڑھ

ف۶ جب پکارے

ف۷ اپنے رب کو چپکے

ف۸ اور اوسکو خوف

ف۹ ابو داؤد و ابن ماجہ

یعنی مین تمھارے لیے اپنے رب سے عنقریب درخواست مغفرت کرون گا تو اس سے اونکی غرض یہ تھی
کہ سحر کے وقت دعا کرین چنانچہ کہتے ہین کہ آپ پچھلے تڑکے اوٹھے اور دعا مانگی اور اونکی اولاد
اونکے پیچھے آمین کہتی جاتی تھی اللہ تعالے نے اونکو وحی بھیجی کہ مین نے اونکا قصور معاف کیا
اور اونکو پیغمبر کردیا **ادب دوم** یہ ہے کہ عمدہ حالات کو غنیمت جانی حضرت ابوہریرہ رض فرماتی ہین
کہ جب راہ خدا مین فوجین دشمنون سے بھڑتی ہین اور مینہ کے برسنے کے وقت اور فرض نماز کی لیے تکبیر کہنے کے
وقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہین پس ان وقتون مین دعا مانگنا غنیمت جانو۔ اور حضرت
مجاہد رض فرماتے ہین کہ نمازین بہتر ساعات مین مقرر ہوئی ہین تو اونکے بعد دعا مانگنا اپنی اوپر لازم کرلو
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اذان اور تکبیر کے بیچ مین دعا رد نہین ہوتی۔ اور
فرمایا کہ روزہ دار کی دعا رد نہین ہوتی۔ اور واقع مین اوقات کے بہتر ہونے سے حالات بھی بہتر
ہوتے ہین مثلاً سحر کا وقت دل کی صفائی اور اخلاص اور تشویش مین ڈالنے والی چیزون سے خالی
ہونے کا وقت ہے اور عرفہ اور جمعہ کا روز ہمتون کے جمع ہونے اور خدای تعالے کی رحمت اوتارنے
کے لیے دلون کے متفق ہونے کا وقت ہے۔ اور وقتون کی عمدگی کا یہ ایک سبب ہے کہ حالات اوس سے
عمدہ ہوتے ہین باقی اسرار جو اوسمین ہین اونپر بشر کو واقفیت نہین۔ اور سجدہ کی حالت بھی دعا کے
مقبول ہونے کے مناسب ہے حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
سب حالتون سے زیادہ بندہ اپنے رب سی قریب سجدی کی حالت مین ہوتا ہے پس سجدہ مین
دعا کی کثرت کرو۔ اور حضرت ابن عباس رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے
فرمایا کہ مجکو قرآن کا پڑھنا حالت رکوع اور سجدہ مین منع کردیا گیا پس رکوع مین تعظیم اللہ تعالی کی
کیا کرو اور سجدہ مین دعا کے لیے خوب کوشش کرو کہ یہ حالت اسبات کے شایان ہی کہ تمھاری دعا قبول ہو
ادب سوم یہ ہے کہ دعا قبلہ رخ ہوکر مانگے اور اپنے ہاتھ اتنے اونچے کرے کہ بغلون کی سفیدی
معلوم ہونے لگے۔ جابر بن عبداللہ رض روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کی موقف مین
تشریف لائے اور قبلہ رخ ہوکر دعا کرتے رہے یہانتک کہ آفتاب ڈوب گیا۔ اور سلمان رض فرماتی ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارا رب حیا والا کریم ہے جب بندہ اوسکی طرف اپنے دونون
ہاتھ اوٹھاتا ہے تو وہ حیا کرتا ہے اس سے کہ اونکو خالی پھیر دی۔ اور حضرت انس رض روایت کرتی ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا مین اپنے ہاتھ اتنے اوٹھاتے کہ آپ کی بغلون کی سفیدی معلوم
ہونے لگتی اور دعا مین اپنی دونون اونگلیون سے اشارہ نکرتے۔ اور حضرت ابوہریرہ رض روایت

۱ ابوداود و نسائی بروایت انس رض ۱۲
۲ ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ رض ۱۲
۳ مسلم ۱۲
۴ مسلم ۱۲
۵ نسائی بروایت اسامہ بن زید اور مسلم مین بروایت جابر ہے مگر اوسمین دعا کا ذکر نہین یہ ہے کہ غروب تک کھڑے رہے ۱۲
۶ ابوداود و ترمذی و حاکم ۱۲
۷ بخاری و مسلم مگر یہ صورت دعاے استسقا مین ہے اور مسلم نے دعا مین یہ حدیث روایت کی ہے مگر اشارہ کا نکرنا اوسمین مذکور نہین ۱۲

باطن مین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ والے ہون تاکہ ہم دنیا کو ایسی طرح چھوڑین کہ اوسکی طرف ذرا دھیان نہو بلکہ اوس ہی دق ہون اور خدای تعالے کی لقا کے خواہان کیونکہ جو کوئی اللہ تعالے کی لقا کو چاہتا ہے اللہ تعالے اوسکی لقا چاہتا ہے اور جو اللہ تعالے سے ملنا بُرا جانتا ہے اللہ تعالے اوسکی صورت دیکھنا بُرا جانتا ہے غرض کہ یہ ذکر کے معانی کے وہ اشارات ہین کہ اونسے زیادہ علم معاملہ مین یہان نہین ہوسکتا

دوسری فصل دعا کے آداب و فضیلت مین اور استغفار اور درود شریف کی فضیلت مین تین بیان ہین

بیان اول دعا کی فضیلت و آداب مین

اللہ تعالے فرماتا ہی وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ اور فرمایا اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ اور فرمایا قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی اور فرمایا وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ اور احادیث اسکے فضل مین یہ ہین کہ نعمان بن بشیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ پھر آپ نے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کو آخر آیت تک پڑھا۔ اور ایک حدیث مین ارشاد ہی اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ اور حضرت ابو ہریرہ رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا کوئی چیز اللہ کے نزدیک دعا سے بزرگتر نہین۔ اور فرمایا کہ بندہ دعا سے ایک نہ ایک تین باتون مین ہی جانے نہین دیتا یا تو اوسکا گناہ بخشا جاتا ہے یا کوئی بہتری سر دست ملجاتی ہے یا کوئی خیر اوسکے لیے ذخیرہ کردیجاتی ہی اور حضرت ابوذر رضہ نے فرمایا کہ نیکی کرنے کے ساتھ دعا اسقدر کافی ہے جیسے کھانے کے ساتھ نمک کی مقدار ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے سے اوسکے فضل کی درخواست کرو کہ اوسکو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اوس سے کوئی مانگے اور بہترین عبادت کشادگی کا منتظر رہنا ہی اور دعا کے آداب دس ہین **آداب اول** یہ ہے کہ دعا کے لیے اوقات شریف کو تاکتا رہے جیسے سال مین عرفہ کا روز اور مہینون مین رمضان کا مہینا اور ہفتہ مین جمعہ کا روز اور رات کی ساعتون مین سحر کا وقت ہے جسکے لیے اللہ تعالے فرماتا ہے وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اللہ تعالے ہر شب مین جب تہائی پچھلی رات رہتی ہی آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماکر ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی ہی مجھسے دعا مانگے اور مین قبول کرون اور کوئی ہی مجھسے مانگے تو مین اوسکو دون اور کوئی ہے کہ مجھسے مغفرت کا خواہان ہو پس مین اوسکو بخشدون۔ اور کہتے ہین کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو اپنی اولاد سے کہا تھا کہ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ

تیرے باپ کو زندہ کرکے اپنے سامنے بٹھلایا اس طرح کہ اوسمین اور خدای تعالی مین کوئی پردہ نہ تھا پھر فرمایا کہ ای میرے بندے جو کچھ چاہے مجھسے تمنا کر مین تجھکو دونگا تیرے باپ نے کہا کہ الٰہی میری یہ تمنا ہے کہ تو مجکو دنیا مین دوبارہ بھیجدے تاکہ مین تیری راہ مین اور تیرے رسول کی اطاعت مین پھر سے مارا جاون اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ اسباب مین تو یہ حکم پہلے ہوچکا ہے کہ لوگ دنیا مین ہٹ کر نجاوین — پھر قتل اوس جیسی حالت پر مرنے کا باعث ہے کیونکہ اگر مارا نجاوے اور مدت تک زندہ رہے تو کیا عجب ہے کہ دنیا کی شہوات اوسکی طرف لوٹ آوین اور اوسکے دلپر جو ذکر الٰہی کا غلبہ ہی اوسپر وہ رہ جاوین اور یہمین جہت معرفت والے خاتمہ کے معاملہ سے بہت خوف کرتے رہتے ہین کیونکہ دل ہر چند ذکر الٰہی کو لازم رکھتا ہو مگر تاہم بدلتا رہتا ہے اور کچھ نہ کچھ التفات دنیا کی شہوات کیطرف رکھتا ہے اور قصور اور سستی عارضی سے خالی نہین ہوتا پس اگر معاذ اللہ آخر حال مین اوسکے دل مین دنیا کا معاملہ صورت پکڑکر چھا جاوی اور دنیا سے اسی حالت مین کوچ کرجاوی تو قریب قیاس یہی ہی کہ اوسی معاملہ کا غلبہ اوسکے دلپر باقی رہے اور مرنے کے بعد اوسکا مشتاق ہوکر دنیا مین پھر سے آنے کی تمنا کری اور یہ تمنا اسی جہت سے ہوتی ہی کہ آخرت کا بہرہ کم ہوتا ہے کیونکہ آدمی کی موت اوس حال پر ہوتی ہی جسپر زندگی کرتا ہے اور حشر اوسپر ہوتا ہے جسپر مرتا ہے اس صورت مین اس خطرہ سے زیادہ بچاؤ کی صورت شہادت کا خاتمہ ہے بشرطیکہ شہید کی غرض مال کا حاصل کرنا یا بہادری مین مشہور ہوجانا وغیرہ نہو جن کا ذکر حدیث مین آیا ہے کہ ایسے شہید دوزخ مین جاوین گے بلکہ قصد اللہ تعالی کی محبت اور اوسکا بول بالا ہونے کا ہو اور یہی حالت ہی جو اس آیت مین مذکور ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ اور اسی طرح کا شخص دنیا کو آخرت کے عوض مین بیچتا ہے اور شہید کا حال کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی مراد کے موافق ہے اسلیے کہ اوسکا مقصود بجز اللہ تعالے کے اور کچھ نہین اور ہر ایک مقصود معبود ہوتا ہے اور ہر معبود الٰہ ہے تو شہید اپنی زبان حال سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہی کہ اوسکے سوا اوسکا مقصود نہین اور جو شخص کہ یہ کلمہ اپنی زبان سے کہے اور اوسکا حال اس کلمے کے موافق نہو تو اوسکا معاملہ مشیت ایزدی مین ہے اور اوسکے حق مین خطرہ سے مامونی نہین اور بوجہ مذکورہ سابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے کہنے کو سب کرون پر فضیلت دی اور بعض جا تو مطلق اسکے کہنے کو ذکر کیا ہے تاکہ لوگون کو ترغیب ہو پھر بعض جا صدق اور اخلاص کو اضافہ کرکے ارشاد فرمایا چنانچہ فرمایا مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصًا اور اخلاص کے یہ معنی ہین کہ حال ہو جب قول زبانی کا ہووے ہم خدای تعالے سے سوال کرتے ہین کہ خاتمہ مین ہمکو اون لوگون مین سے کردی جو حال اور قال اور ظاہر و

ف ۱ بخاری و مسلم بروایت ابوموسی رض ۱۲

ف ۲ اللہ تعالے نے اوسکی جان اور مال اس سے خرید کرلی تھی جو بہشت ہے ۱۲

ف ۳ قیامت کے دن شہید کی بابت حدیث مین آیا ہے کہ اوسکے تمام گناہ معاف ہوجاوینگے مگر قرض اور حقوق عباد ۱۲

ف ۴ اخلاص کے معنی ۱۲

موت کے بعد ذکر الٰہی کے ساتھ رہنے سے انکار نکرنا چاہیے کیونکہ مرنے سے آدمی ایسا معدوم نہین ہوتا کہ ذکر کا مانع ہو بلکہ اوسکا معدوم ہونا صرف دنیا اور عالم ظاہری سے ہی عالم ملکوت سے معدوم نہین ہوتا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مین کہ اَلْقَبْرُ اِمَّا حُفْرَۃٌ مِّنَ النَّارِ اَوْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ اور اس حدیث مین اَرْوَاحُ الشُّھَدَاءِ فِیْ حَوَاصِلِ طُیُوْرٍ خُضْرٍ اسی بات کی طرف اشارہ ہی جو ہمنے ذکر کی ہی اور اوس ارشاد مین بھی یہی اشارہ ہے جو آپ نے جنگ بدر کے مشرک مقتولونکو ہر ایک کا نام لیکر فرمایا کہ ای فلان ای فلان جو کچھ تمھارے رب نے وعدہ کیا تھا اوسکو تمنے سچ پایا کہ نہین مجھنے جو کچھ میرے پروردگار نے وعدہ کیا تھا اوسکو مین نے سچا پایا۔ حضرت عمرؓ نے آپ کے اس قول کو سنکر عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ کیسے سنین اور کیونکر جواب دین وہ تو مر گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اوس ذات کی جسکے قبضے مین میری جان ہے تم میری کلام کو اون سے زیادہ نہین سنتے مگر یہی فرق ہے کہ اونکو جواب دینے کی قدرت نہین اور یہ روایت حدیث صحیح مین ہے۔ یہ ارشاد آپ کا مشرکین کے باب مین ہے اور ایمانداروں کے لیے آپ نے فرمایا ہے کہ اونکی روحین سبز جانورون کے پوٹون مین عرش کے نیچے لٹکتی ہین اور یہ حالت اور جو کیفیت کہ ان الفاظ سے پائی جاتی ہے ذکر الٰہی کے مخالف نہین اور اللہ تعالے فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَنْ لَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اور ذکر الٰہی ہی کے شرف کی جہت سے رتبۂ شہادت بڑا ٹھہرا اسلیے کہ مقصود خاتمہ ہے اور ہماری غرض خاتمہ سے دنیا کا رخصت ہونا اور اللہ کے سامنے ایسی حال مین آنا ہی کہ دل خدای تعالے مین ڈوبا ہوا اور اوسکے سوا سے منقطع ہو پس اگر کوئی بندہ اس بات پر قادر ہو کہ اپنی ہمت کو خدای تعالے مین مستغرق کردے تو اوس ہی اس حالت پر مرنا بجز صف جنگ کے اور طرح پر نہو سکے گا کیونکہ صف جنگ مین اپنی جان اور مال اور اولاد بلکہ تمام دنیا سے طمع جاتی رہتی ہی اس لیے کہ ان چیزونکو زندگی کے لیے چاہا کرتا ہے اور جب محبت الٰہی اور اوسکی رضا جوئی مین اوسکے دل پر زندگی بیقدر ہو گئی تو ان چیزون کی بھی قدر نرہے گی اس سے معلوم ہوا کہ اس سے بڑھکر خدای تعالے کے لیے ہو رہنے کی اور کوئی صورت نہین اور یہ ہین لحاظ شہادت کا معاملہ بہت بڑا ٹھہرا اور اوسکے فضائل بے شمار وارد ہوئے مثلاً جب اُحد کی لڑائی مین حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری شہید ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکے لڑکے حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ ای جابر مین تجھے ایک بشارت دیتا ہون اونھون نے عرض کیا کہ بہتر خدای تعالے آپ کو خیر کی بشارت دی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے

چیز کا ذکر بہت کرتا ہی گو تکلف ہی سے ہو وہ اوسی شی کو محبوب جانتا ہی اسی طرح ذکر الٰہی اول مین تکلف کے
ساتھہ بھی اس امر کا ثمرہ دیتا ہی کہ مذکور کی ساتھہ یعنے خدای تعالی سے آدمی کو انس و محبت ہو جاوی اور انجام کو
یہ صورت ہوتی ہی کہ اوس سی صبر نہین کر سکتا تو جو چیز اول مین موجب تھی وہ موجب ہو جاتی ہی اور جو چیز ثمرہ
تھی وہ علت ٹھہرتی ہی اور یہی معنی ہین اس قول کی جو بعض اکابر سے مروی ہی کہ مین نی بیس برس
قرآن پر محنت ہی کھینچی پھر بیس برس اوس سی دولت ملی اور یہ دولت بجز انس و محنت کے اور کسی چیز سے
صادر نہین ہوتی اور انس و محبت جبھی حاصل ہوتی ہی کہ بہت مدت تک بہ تکلف مشقت اوٹھائی جاوے
یہانتک کہ تکلف کا امر سرشتی ہو جاوے اور اس امر کو بعید نجانو کہ دیکھتے ہی ہو کہ آدمی بعض اوقات کسی چیز
کے کھانے مین تکلف کرتا ہے اور اول بدمزگی کے باعث اوسکو برا جانتا ہے اور زبردستی نگلتا ہے
مگر اوسپر مداومت کرنے سے اوسکی طبیعت کے موافق پڑ جاتی ہی یہانتک کہ پھر اوس سے صبر نہین کرتا
غرضکہ آدمی کا نفس متحمل ہوتا ہے جس طرح کی عادت ڈالو ویسا ہی عادی ہو جاتا ہی اور جو چیز اوس سے
اول بتکلف کراؤ اخیر کو وہ اوسکے لیے سرشت ہو جاتی ہی پھر جب اللہ تعالے کے ذکر سے انس حاصل
ہو جاتا ہے تو اوسکے ماسوا سے منقطع ہو جاتا ہے اور اوسکے سوا وہ چیزین ہین کہ مرنے کے وقت اونسے
جدا ہو جاوی گا مثلاً گھر کے لوگ اور مال اور اولاد اور حکومت قبر مین کوئی ساتھ نہو گی اور بجز ذکر
الٰہی کے اور کچھہ نرہے گا پس اگر ذکر الٰہی سے انس رکھتا ہو گا تب تو اوس سے منقطع ہو گا اور جو علاقے کہ
اوس سے روکتے تھے اون کے برطرف ہونے سے لذت پاوی گا کیونکہ دنیا کی زندگی مین حاجتون کی
ضرورتین ذکر اللہ سے روکتی ہین اور موت کے بعد کوئی مانع نرہے گا تو گویا اوس وقت اوسمین اور اوسکے
محبوب مین تخلیہ کر دیا جاوی گا اس صورت مین اوسکا حال بہت بہتر ہو گا اور اوس قید خانی سے چھوٹ
جائے گا جس مین اپنے انس کی چیز سی رکا ہوا تھا۔ اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
روح القدس نے میرے دل مین ڈال دیا ہی کہ تم جس چیز کو چاہو محبوب کر لو مگر اوسکو تمھین چھوڑنا پڑے گا۔
اس سے مراد وہ چیزین ہین جو دنیا کی متعلق ہون اسلیے کہ مرنے سے آدمی کے حق مین یہی چیزین جاتی
رہتی ہین کہ جتنی چیزین زمین پر ہین سب فانی ہین صرف ذات پاک پروردگار کی باقی ہی۔ اور
دنیا کا اوسکے حق مین موت کے باعث فنا ہونا اوس وقت تک رہی گا کہ وہ شخص مدت مکتوب کی پورا ہونی پر
واقع مین فنا ہو جاوی۔ اور اس انس سی بندہ اپنی موت کے بعد لذت پاتا رہے گا یہانتک کہ خدای تعالی
کے جوار مین نازل ہو کر ذکر سے لقا کی طرف ترقی کر جاوی اور یہ ماجرا قبرون مین سی اوٹھنے اور سینون کے
اندر کی باتین معلوم ہونے کے بعد ہو گا۔ اور اس دلیل سے کہ مرنا عدم ہے اوسکے ساتھ ذکر کیسی رہ سکتا ہے

رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَرَسُوْلًا تو ضرور ہے کہ خدای تعالی اوسکو قیامت کے روز راضی کردی اور ایک روایت مین ہے کہ جو کوئی اس دعا کو پڑھا کرے اسد تعالے اوس سے راضی ہوتا ہے۔ اور مجاہد رض فرماتے ہین کہ جب آدمی اپنے گھر سے نکلتا ہے اور بسم اسد کہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تو ہدایت کیا گیا اور جب کہتا ہے کہ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ تو فرشتہ کہتا ہے کہ تو کفایت کیا گیا اور جب کہتا ہے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو فرشتہ کہتا ہے کہ تو حفاظت کیا گیا پھر اوسکے پاس سے شیطان علیحدہ ہوجاتے ہین اور کہتے ہین کہ اسپر تمھارا بس نہ چلے گا کہ یہ ہدایت اور کفایت اور حفاظت مین داخل ہوا اب اگر یہ کہو کہ یہ کیا بات ہے کہ ذکر الٰہی باوجود زبان پر ہلکا ہونے اور تھوڑی مشقت کے ایسا ہوگیا کہ سب عبادتون کی نسبت مفید تر اور افضل ہوگیا حالانکہ عبادات مین محنت بہت ہوتی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس امر کی تحقیق تو بدون علم مکاشفہ کے اور جگہہ زیبا نہین مگر جسقدر کا ذکر کرنا علم معاملہ مین گوارا کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جس ذکر سے تاثیر اور نفع ہوا کرتا ہے وہ حضور دل کے ساتھ ہمیشہ کو ذکر کرنا ہے اور زبان سے ذکر کرنا اور دل کا غافل ہونا بہت کم نافع ہے ؎ زبان در ذکر و دل در فکر خانہ + چہ حاصل زین نماز پنجگانہ + اور یہی بات احادیث سے بھی معلوم ہوتی ہے اور کسی لحظہ مین ذکر پر دل کا حاضر ہونا اور پھر دنیا مین مشغول ہوکر خدای تعالی سے غافل ہونا بھی کمتر مفید ہے بلکہ حضور دل سد تعالی کی یاد سے ہمیشہ یا اکثر اوقات سب عبادتون پر مقدم ہے بلکہ اوسی سے سب عبادتون کو شرف ہے اور وہی عملی عبادتون کی علت غائی ہے اور ذکر کا ایک شروع ہے اور ایک انجام ابتدای ذکر تو موجب اُنس و محبت کا ہوتا ہے اور اوسکی انتہا یہ ہے کہ اُنس و محبت اوسکی موجب ہوجاوین اور اونھین کے باعث سے ذکر سرزد ہو اور مطلوب بھی یہی اُنس و محبت ہوتی ہے جو باعث ذکر ہو کیونکہ مرید اپنے ابتدای حال مین کبھی بتکلف اپنے دل اور زبان کو وسواس سے روک کر خدای تعالی کے ذکر مین مصروف کرتا ہے اور اگر بتوفیق الٰہی اوسپر مداومت کرتا ہے تو اوس سے مانوس ہوجاتا ہے اور اوسکے دلمین مذکور کی محبت جم جاتی ہے اور اس بات سے کچھہ تعجب نہین کرنا چاہیے کیونکہ یہ امر تو عادت مین بھی مشاہدہ ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے ایک غائب شخص کا ذکر کرو اور اوسکی خصلتون کو مکرر سہ کرر اوسکو سناؤ تو وہ اوس سے محبت کرے گا بلکہ کبھی صفت اور کثرت ذکر ہی سے عاشق ہوجاتا ہے پھر جب ابتدا مین بتکلف ذکر سے عاشق ہوجاتا ہے تو انجام کو کثرت ذکر پر مجبور ہوجاتا ہے اس طرح کہ اوس سے صبر نہین کرسکتا کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو شخص کسی چیز سے محبت رکھتا ہے اوسکا ذکر زیادہ کیا کرتا ہے اور جو شخص کسی

اوسکو اپنا نائب جلسہ مین اور سلام کو دین اور محمد صلعم کو نبی اور رسول ماننے مین ۱۲ ابوداؤد و نسائی و حاکم بروایت خادم آنحضرت صلعم رض ۱۲ ترمذی و حاکم بروایت ابوہریرہ رض بسند سقیم ۱۲

عرض کیا کہ بیشک گناہ ہوتا آپ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر حلال مین اوسکو صرف کریگا تو اوسکو ثواب ہوگا
اور حضرت ابو ذر رضہ فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مالدار
ثواب مین ہم سے بڑھ گئے کیونکہ ہم کہتے ہین اوسکو وہ بھی کہتے ہین اور وہ خیرات کرتے ہین اور ہم نہین کرتے
آپ نے فرمایا کہ مین تجکو ایسا عمل نہ بتادون کہ جب تو اوسکو کریگا تو جو تجھسے اول ہوا اوسکو جالے اور جو تیرے
بعد ہوا وہ پھر نہ پائے بجز اوس شخص کے کہ تیرے قول کے موافق کہے وہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد تینتیس بار
سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اسیقدر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لیا کر۔ اور بسرہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای عورتو اپنے اوپر سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ
کہنا لازم کرلو اور اوس سے غفلت نکرو اور عدد کے شمار عقد انامل سے کیا کرو کہ انگلیون کی پورین قیامت
کے روز شہادت دینگی اور بولینگی۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضہ فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھا کہ سبحان اللہ کہنے کو شمار کرتے جاتے تھے۔ اور حضرت ابوہریرہ اور ابو سعید خدری رضہ
نے شہادت دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب کہتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ
اَکْبَرُ تو اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرا بندہ سچ کہتا ہے کوئی معبود میرے سوا نہین اور مین سب سے زیادہ
بڑا ہون اور جب بندہ کہتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ تو اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرے
بندے نے سچ کہا کوئی معبود میرے سوا نہین مین یکتا ہون کوئی میرا شریک نہین اور جب وہ کہتا ہے
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرا بندہ درست کہتا ہے گناہ سے
بچنے کی طاقت اور طاعت کے لیے قوت بجز میرے اور کسی طرح نہین اور جو شخص ان کلمات کو مرنے
کے وقت کہے تو اوسکو دوزخ کی آگ نہ لگے گی۔ اور مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے کسی سے یہ نہین ہوسکتا کہ ہر روز ایک ہزار نیکیان
کمالیا کرے لوگون نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہو آپ نے فرمایا کہ سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ لیا کرے اوسکے لیے
ہزار نیکیان لکھی جاوین گی اور ہزار برائیان اوس سے دور کیجاوین گی۔ اور فرمایا کہ ای عبداللہ
بن قیس یا حضرت ابو موسی کو خطاب فرماکر کہا کہ کیا مین تجکو جنت کے خزانون مین سے ایک خزانہ
نہ بتلادون انھون نے عرض کیا کہ ارشاد فرمایئے فرمایا کہ کہو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور حضرت
ابوہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کا کہنا
جنت کے خزانون مین سے عرش کے نیچے کا ایک عمل ہے جب بندہ اسکو کہتا ہے تو اللہ تعالے فرماتا ہے
کہ میرا بندہ اسلام لایا اور فرمانبردار ہوا۔ اور فرمایا کہ جو شخص صبح کو یہ کہہ لیا کرے کہ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ تو نہی شے شروع کرو کے کچھ تمکو خلل نکرے گا
اس روایت کو سمرہ بن جندب نے روایت کیا ہے۔ اور ابو مالک اشعری روایت کرتے ہین کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ طہارت نصف ایمان ہی اور الحمد للہ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے اور
سبحان اللہ واللہ اکبر آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیتے ہین اور نماز نور ہے اور خیرات کرنا برہان ہے
اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے نفع یا نقصان کے لیے حجت ہے سب آدمی صبح کو اوٹھکر یا تو اپنے
نفس کو بیچدیتے ہین پھر اوسکو ہلاک کر دیتے ہین یا اپنے نفس کو خرید تے ہین اور اوسکو آزاد کرتے ہین
اور حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو کلمے زبان پر ہلکے اور
میزان مین بھاری اور اللہ تعالے کے نزدیک پیاری ہین سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ
الْعَظِیْمِ اور حضرت ابوذر رضہ فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا
کہ اللہ تعالے کے نزدیک کونسا کلام محبوب تر ہے آپ نے فرمایا کہ جو کلام اوسنے اپنے فرشتون کے لیے
چن رکھا ہے یعنے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے
مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے کلام مین سے ان کلمات کو چھانٹ لیا ہی سُبْحَانَ اللّٰہِ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پس جب بندہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتا ہے تو اوسکے لیے بیس
نیکیان لکھی جاتی ہین اور بیس برائیان اوس سے دور کی جاتی ہین اور جب اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہے
تب بھی اسی طرح ہوتا ہے اور آخر تک کلمات کو ذکر فرمادیا کہ ہر ایک کے کہنے مین ویسا ہی حال ہے
اور حضرت جابر رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی سُبْحَانَ اللّٰہِ
وَبِحَمْدِہٖ کہے اوسکے لیے ایک درخت جنت مین لگایا جاویگا۔ اور حضرت ابوذر سے مروی ہے
کہ فقرا صحابہ رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ دولتمند ثواب لے گئے وہ نماز
پڑھتے ہین جیسے ہم پڑھتے ہین اور روزہ رکھتے ہین جیسے ہم رکھتے ہین اور اپنے بچے ہوئے مالون سے
خیرات کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ خدای تعالے نے کیا تمھارے لیے کوئی چیز نہین بنائی جس سے تم صدقہ
کرو تمھارے واسطے ہر سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے اور الحمد للہ کہنا صدقہ ہے ہر تہلیل صدقہ ہے
ہر ایک تکبیر صدقہ ہے اچھی بات کے لیے امر کرنا صدقہ ہے بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے تم مین سے
کوئی اپنی بی بی کے منہ مین لقمہ دے تو یہ اوسکے حق مین صدقہ ہے اور تمھارے لیے بی بی سے ہمبستر
ہونے مین صدقہ ہے اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمکو اپنی شہوت کے پورا کرنے مین بھی
ثواب ہے آپ نے فرمایا کہ بھلا یہ تو کہو کہ اگر شہوت کو حرام مین صرف کرتا تو گناہ ہوتا کہ نہین اونھون نے

۱ بخاری و مسلم ۱۲
۲ مسلم مرفوعاً و موقوفاً ۱۲
۳ سبحان اللہ العظیم ثقیلتان ۱۲
۴ نسائی و حاکم بروایت ابو سعید و ابوہریرہ لیکن لفظ ابوہریرہ روایت مین ترسی ۱۲
۵ ترمذی ۱۲
۶ مسلم ۱۲

دن مین سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہے اوسکے گناہ دور ہو جاوین گے گو سمندر کی جھاگ جیسے ہون
اور مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھسے دنیا نے پشت پھیری
اور مین تنگدست ہو گیا آپ نے فرمایا کہ تو فرشتون کی نماز اور خلق کی تسبیح کیون نہین پڑھتا اوس سے
تو لوگون کو روزی ملتی ہے اوسنے عرض کیا کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ صبح صادق کے طلوع سے
فجر کی نماز پڑھنے تک کے اندر سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پڑھ
لیا کر دنیا تیرے پاس خوار و ذلیل ہو کر آوے گی اور اللہ تعالے ہر کلمہ سے اس دعا کے ایک فرشتہ پیدا کریگا
کہ وہ اللہ تعالی کی تسبیح قیامت تک کرتا رہے گا اور اوسکا ثواب تجکو ملے گا۔ اور فرمایا کہ جب بندہ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہے تو زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیتا ہے پھر جب دوسری دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہے
تو ساتوین آسمان سے لیکر سب سے نیچے کی زمین تک پُر کر دیتا ہے پھر جب تیسری بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہے
تو اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ مانگ تجکو ملے گا۔ اور رفاعہ زرقی رضہ سے مروی ہے کہ ہم ایک روز
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب آپنے رکوع سے اپنا سر اوٹھا کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ
کہا تو ایک شخص نے آپ کے پیچھے سے کہا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ جب آپ
نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کون بولا تھا اوس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین تھا آپ نے فرمایا
کہ مین نے کچھ اوپر تیس فرشتون کو دیکھا کہ اوس کلام کیطرف جھپٹے تھے کہ اوسکو کون پہلے لکھے۔ اور فرمایا
کہ باقیات الصالحات یہ ہین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ
اور فرمایا کہ اگر زمین کے اوپر کوئی شخص کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو اوسکے گناہ بخشدیے جاوین گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کی برابر ہون
اسکو ابن عمر رضہ نے روایت کیا ہے۔ اور نعمان بن بشیر رضہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالے کی جلال اور تسبیح اور تہلیل اور تحمید کا ذکر کرتے ہین تو یہ کلمات عرش کے
گرد پھرتے ہین اور شہد کی مکھی کا سا بھنبھناٹ اونکا ہوتا ہے کہ اپنے پڑھنے والے کا ذکر پروردگار کے
پاس کرتے ہین کیا تم سے کسیکو اچھا نہین معلوم ہوتا کہ ہمیشہ اوسکا ذکر اللہ تعالے کے پاس ہوتا رہے
اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مین سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ
لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہون تو میرے نزدیک اوس چیز سے بہتر ہے جسپر سورج نکلتا ہے
(یعنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے) اور ایک روایت مین لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ زیادہ ہے
اور فرمایا کہ یہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالے کے نزدیک سب سے زیادہ پسند کلام یہ چار کلمات ہین

دعوۃ الحق اور عروۃ وثقی ہے اور جنت کا دام بھی وہی ہے۔ اور اللہ تعالے نے فرمایا هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ یعنی کہا گیا ہے کہ دنیا میں تو احسان لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا کہنا ہے اور آخرت میں جنت ہے اور اسی طرح لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ میں کہا گیا ہے۔ اور حضرت براء بن عازب رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی دس بار کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اوسکو ایک بردہ کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا اور عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن میں سو دفعہ کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اوس سے نہ تو وہ سبقت لے جاوے گا جو اوس سے پہلے تھا اور نہ اوسکو وہ پاوے گا جو اوسکو بعد ہوگا مگر جو کوئی اوسکے عمل سے افضل کرے گا وہ البتہ اوس سے پیشی لیجاوے گا اور حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی بازار میں کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اوسکے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاوین گی اور دس لاکھ برائیاں دور ہونگی اور ایک مکان اوسکے لیے جنت میں بنایا جاوے گا۔ اور مروی ہے کہ بندہ جب لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو یہ کلمہ اوسکے نامۂ اعمال کیطرف آتا ہے تو جس خطا پر گذرتا ہے اوسکو مٹاتا جاتا ہے یہانتک کہ جب کوئی اپنی طرح کی نیکی دیکھتا ہے تو اوسکے پہلو میں بیٹھ جاتا ہے۔ اور حدیث صحیح میں حضرت ابو ایوب انصاری رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تو ایسا ہے جیسے چار بردے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے آزاد کیے۔ اور نیز حدیث صحیح میں حضرت عبادہ بن الصامت رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی رات سے جاگے پھر کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پھر کہے کہ الٰہی تو مجھے بخشدے تو اوسکی مغفرت ہوجاوے گی یا دعا مانگے گا تو مقبول ہوگی اور اگر وضو کرکے نماز پڑھے گا تو اوسکی نماز مقبول ہوگی

چوتھا بیان سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور باقی ذکروں کی فضیلت میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ اور تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور تینتیس بار اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہے اور سو پورا کرنے کو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کہے اوسکے گناہ بخشے جاوین گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ اور فرمایا جو شخص

ق ۱ اور کہا ہے اور نبی کا نبی کی ۱۲ سمعا ۱۲
ق ۲ مجنون ر ۱۲ بھلائی اچھا ہے ۱۲ صحیح ۱۲ قائم الغرض محمد ۱۲ احمد وغیرہ ۱۲ ابو یعلی بزار ابن السنی بسند ضعیف ۱۲ طبرانی ۱۲ بخاری ۱۲ مسلم ۱۲ روایت کردہ ۱۲ بخاری و مسلم

فرماتا ہی کہ مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ مین نے اونکو بخشدیا فرشتے عرض کرتے ہین کہ الٰہی اون مین فلان شخص تھا وہ اونکی ارادے سے نہین آیا تھا بلکہ اپنے کسی کام کو آیا تھا اللہ تعالے فرماتا ہی کہ یہ وہ لوگ ہین کہ اونکا ہمنشین اونکی طفیل مین محروم نہین ہوتا

تیسرا بیان لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت مین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ مین نے اور مجھسے پیشتر کے انبیا نے کہا ہے اَفْضَلُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ قَبْلِیْ اوسمین سے افضل یہ قول ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اور فرمایا کہ جو کوئی ہر روز سو بار کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اوسکے لیے دس بردے آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور سو نیکیان اوسکے واسطے لکھی جاوین گی اور سو برائیان اوسکی دور کیجاوین گی اور اس روز شیطان سے شام تک اوسکو پناہ رہے گی اور اوسکے عمل سے بڑھکر اور کسی کا عمل نہین بجز اوس شخص کے کہ وس سے زیادہ یہ کلمہ پڑھے اور فرمایا کہ جو شخص وضو اچھی طرح کرکے اپنی آنکھ آسمان کی طرف اوٹھاوی اور کہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تو اوسکے لیے جنت کے دروازے کھل جاوینگے جونسے مین سے چاہے اندر چلا جاوے اور فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والونکو نہ قبر مین وحشت ہے نہ قبرونسے اوٹھنے مین گویا کہ مین اونکو دیکھ رہا ہون کہ نفخ صور کے وقت اپنے سر سے مٹی جھاڑ رہی ہین اور یہ کہتے ہین اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ - اور حضرت ابوہریرہ رض کو ارشاد فرمایا کہ ای ابوہریرہ جو نیکی تم کروگے وہ قیامت کے دن وزن کی جاوی گی مگر اسبات کی گواہی دینی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اسکے لیے ترازو نہین رکھی جاوی گی اسلیے کہ یہ کلمہ اگر اوس شخص کے پلہ مین رکھا جاوے گا جسنے اوسکو صدق کے ساتھ کہا ہو اور ساتون آسمان اور ساتون زمینین اور اونکے درمیان کی چیزین دوسرے پلہ مین رکھی جاوین گی تو ان سب سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی جھکتا رہے گا - اور فرمایا کہ اگر صدق کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والا بقدر زمین کے گناہ لاوے گا تو اللہ تعالے اونکو معاف کردے گا - اور فرمایا کہ اے ابوہریرہ جو شخص مرنے کو ہو اوسکو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت تلقین کرو کہ وہ گناہون کو ڈھا دیتی ہے حضرت ابوہریرہ رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مرنے والون کے لیے ہے زندون کے لیے کیا صورت ہے فرمایا کہ اونکے حق مین زیادہ تر ڈھاتی ہی - اور فرمایا مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ - اور فرمایا کہ تم سب جنت مین بے شک جاؤگے مگر جو شخص بانکار پیش آوی اور اللہ تعالے سے ایسا بدلی جیسے اونٹ اپنے مالک سے بدلجاتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خداے تعالے سے بانکار کون پیش آتا ہے فرمایا کہ جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہ کہے پس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی کثرت کرو پیشتر اس سے کہ تم مین اور اوس کلمہ مین آڑ کردی جاوی کیونکہ کلمۂ توحید اور کلمۂ اخلاص اور کلمۂ تقوی اور کلمۂ طیبہ اور

علیہ وسلم پر درود بھیجین تو قیامت کو اونکے لیے حسرت ہوگی - اور حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ الٰہی جب تو مجکو دیکھے کہ مین ذکر کرنے والون کی مجلس سے غافلون کی مجلس کیطرف بڑھا جاتا ہون تو اون تک پہونچنے سے پہلے میری ٹانگ توڑدی کہ یہ بھی منجملہ تیرے احسانون کے ہوگا - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک مجلس ایماندار کی بیس لاکھ بُری مجلسون کا کفارہ ہوجاتی ہی - اور حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ آسمان والے اہل زمین کے اون گھرون کو جن مین خدائے تعالے کا ذکر ہوا ہوگا ایسے دیکھینگے جیسے ستارے دیکھے جاتے ہین - اور سفیان بن عیینہ رح فرماتے ہین کہ جب لوگ اکٹھے ہوکر خدائے تعالے کا ذکر کرتے ہین تو شیطان اور دنیا الگ ہوجاتے ہین اور شیطان دنیا سے کہتا ہے کہ دیکھتی ہی یہ کیا کرتے ہین تو دنیا کہتی ہے کہ کرلینے دے یہ جب جدے ہونگے مین اونکی گردنین پکڑکر تیری طرف لے آؤنگی - اور حضرت ابوہریرہ رضہ ایک بار بازار مین گئے اور لوگون سے فرمایا کہ تم یہان ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث مسجد مین تقسیم ہورہی ہے لوگون نے بازار کو ترک کیا اور مسجد کو روانہ ہوئے وہان کچھ مال نہ دیکھا حضرت ابوہریرہ رضہ سے آکر کہا کہ ہم نے تو کوئی میراث بٹتی نہ دیکھی آپ نے پوچھا کہ پھر کیا دیکھا اونھون نے کہا کہ کچھ لوگون کو دیکھا کہ اللہ تعالے کا ذکر کرتے ہین اور قرآن پڑھتے ہین آپ نے فرمایا کہ میراث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تو ہے - اور اعمش ابن ابی صالح سے اور وہ حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے بہت سے فرشتے نامۂ اعمال کے لکھنے والون کے سوا زمین مین ذکر کے حلقے ڈھونڈتے رہتے ہین جب کسی قوم کو دیکھتے ہین کہ اللہ تعالے کا ذکر کرتے ہین تو ایکدوسرے کو پکارتے ہین کہ اپنے مطلوب کی طرف چلو سب فرشتے وہان آتے ہین اور آسمان دنیا تک ذکر کرنے والون کو گھیر لیتے ہین پھر اللہ تعالے اون سے پوچھتا ہی کہ تمنے میرے بندون کو کیا کرتے چھوڑا وہ عرض کرتے ہین کہ ہمنے اس حال مین چھوڑا کہ تیری حمد اور بڑائی اور پاکی بیان کرتے ہین اللہ تعالے فرماتا ہے کہ بھلا اونھون نے مجھے دیکھا ہے وہ کہتے ہین کہ نہین اسپر جل شانہ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لین تو کیا ہو فرشتے کہتے ہین کہ اگر دیکھ لین تو زیادہ تر تیری تسبیح اور تحمید اور تمجید کرین پھر پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہین وہ کہتے ہین کہ دوزخ سے فرماتا ہے کہ کیا اونھون نے دوزخ کو دیکھا ہے عرض کرتے ہین کہ نہین فرماتا ہے کہ اگر اوسکو دیکھین تو کیسی ہو عرض کرتے ہین کہ اگر دیکھ لین تو اوس سے زیادہ تر گریزاور نفرت کرین پھر پوچھتا ہے کہ وہ کیا مانگتے ہین وہ کہتے ہین کہ جنت کے سائل ہین فرماتا ہے کہ اونھون نے کیا اوسکو دیکھا ہے عرض کرتے ہین کہ نہین فرماتا ہے کہ اگر دیکھ لین تو کیا ہو عرض کرتے ہین کہ اگر دیکھ لین تو اوسکے زیادہ تر حریص ہوجاوین پھر اللہ تعالے

۱ ابونعیم نے روایت اسمین ابن دود احکم سلام ۱۲
۲ طبرانی نے اوسط مین بسند قبول و منتظم ۱۲
۳ ترمذی نے اسی طرح روایت کیا اور بخاری و مسلم مین صرف ابوہریرہ سے ۱۲

میری طرف کو آہستہ چلتا ہے تو مین اوسکی طرف جھپٹتا ہون یعنی جلد دعا قبول کرتا ہون اور فرمایا کہ سات شخص ہین جنکو اللہ تعالے اپنے سائے مین جگہہ دے گا اوس روز کہ بجز اوسکے اور کوئی سایہ نہوگا اونمین سے ایک شخص وہ ہے کہ اللہ تعالے کو تنہائی مین یاد کیا اور اوسکے خوف سے رویا ہو۔ اور حضرت ابو درداء رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا مین تمکو وہ بات نہ بتادون جو تمھارے اعمال مین بہتر ہو اور تمھارے مالک کے نزدیک بہت ستھری اور تمھارے درجات مین سب سے اونچی اور تمھارے حق مین سونے اور چاندی کے دینے سے بہتر اور تمھارے لیے اس امر سے بھی بہتر ہو کہ تم اپنی دشمنون سے دوچار ہو اونکی گردنین مارو اور وہ تمھاری گردنین کاٹین صحابہ رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کا ہمیشہ ذکر کرنا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ جس کسیکو میرا ذکر مجھسے مانگنے سے روک دے گا اوسکو وہ چیز دون گا کہ جو کچھہ مانگنے والون کو دیتا ہون اوس سے بہتر ہو اور آثار اس باب مین یہ ہین کہ فضیل رح کہتے ہین کہ ہمنے سنا ہے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ ای ابن آدم تو مجکو ایک ساعت صبح کے بعد اور ایک ساعت عصر کے بعد یاد کر لیا کر مین تجکو اون دونون کے درمیان مین کفایت کرون گا۔ اور بعض علما کا قول ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ جس بندے کے دل پر مطلع ہو کر مین دیکھہ لیتا ہون کہ میرے ذکر سے تمسک کرنا اوسپر غالب ہے تو مین اوسکے انتظام کا ذمہ ور ہوتا ہون اور اوسکا ہمنشین اور ہمکلام اور انیس ہو جاتا ہون۔ اور حضرت حسن بصری رح نے فرمایا کہ ذکر دو ہین ایک خدای تعالے کو اپنے جی مین یاد کرنا کہ بجز خدای تعالے کے اور کسی کو علم نہو یہ نہایت عمدہ ہے اور اسکا ثواب بہت بڑا ہے اور اس سے بڑھکر اللہ تعالے کا اوسوقت یاد کرنا ہے کہ وہ محروم کر دے۔ اور مروی ہے کہ دنیا سے سب نفس پیاسے نکلین گے بجز اللہ تعالے کے ذکر کرنے والون کے۔ اور حضرت معاذ بن جبل رض فرماتے ہین کہ جنت کے لوگ کسی چیز پر حسرت نکرین گے بجز اوس ساعت کے جو اون پر آئی ہو اور اونہون نے اوسمین ذکر خدا نکیا ہو واللہ اعلم

دوسرا بیان ذکر کے مجلسون کی فضیلت مین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس مین بیٹھکر ذکر الٰہی کرتے ہین تو اونکو فرشتے گھیر لیتے ہین اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالے اونکا ذکر اپنے پاس کے لوگون یعنے ملاء اعلے مین کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ جو لوگ اکٹھے ہو کر اللہ تعالے کا ذکر کرتے ہین اور اوس ذکر سے بجز اوسکی رضا کے اور کچھہ اونکا مقصود نہین ہوتا تو اونکو ایک منادی آسمان سے پکارتا ہے کہ اوٹھو تمھاری مغفرت ہو گئی اور تمھاری برائیان نیکیون سے بدل دی گئین۔ اور فرمایا کہ جو لوگ کسی جگہہ مین بیٹھکر خداے تعالے کا ذکر نہ کرین گے اور نہ نبی صلی اللہ

۱ بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲
۲ ترمذی و حاکم ۱۲
۳ بخاری در تاریخ و بیہقی در شعب بروایت عمر بن الخطاب رض ۱۲
۴ مسلم بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲
۵ احمد و طبرانی بروایت انس بسند ضعیف ۱۲
۶ ترمذی بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا اور فرمایا اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى
جُنُوْبِهِمْ اور فرمایا فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس سے یہ مراد
ہے کہ اللہ کو ہر حالت میں خواہ خشکی اور تری میں حضر اور سفر میں تونگری اور مفلسی میں بیماری اور صحت میں باطن اور ظاہر میں یاد کرتے رہو۔ اور
منافقوں کی مذمت میں ارشاد فرمایا وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا اور فرمایا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ
تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ
اور فرمایا وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اسکے دو معنے ہیں ایک کہ جتنا تم خدائے
تعالے کو یاد کرتے ہو اوس سے خدائے تعالے کا تم کو یاد کرنا بڑھا ہے اور دوسرے یہ کہ خدائے تعالے کا
ذکر اور تمام عبادتوں سے زیادہ ہے اور انکے سوا اور بہت آیات ہیں اور احادیث اسباب میں یہ ہیں
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غافلوں کے بیچ میں اللہ تعالے کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسا
سوکھے اور ٹوٹے ہوئے درختوں کے درمیان سبز درخت ہوتا ہے اور فرمایا ذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ
كَالْمُقَاتِلِ فِي الْفَارِّيْنَ اور فرمایا ذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ كَالْحَيِّ بَيْنَ الْاَمْوَاتِ اور فرمایا کہ اللہ تعالے
ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جبتک وہ مجھکو یاد کرے اور میری یاد میں اوسکے
ہونٹھ ہلتے رہیں۔ اور فرمایا کہ آدمی کا کوئی عمل عذاب الٰہی سے بچانے والا ذکر اللہ سے بڑھکر نہیں
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالے کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں آپ نے
فرمایا کہ راہ خدا میں جہاد بھی نہیں مگر اوس صورت میں کہ اپنی تلوار سے اتنا مارے کہ ٹوٹ جاوے پھر
اوس سے مارے کہ ٹوٹ جاوے پھر اوس سے ضرب لگاوے کہ ٹوٹ جاوے۔ اور فرمایا کہ جس کسیکو یہ پسند ہو
کہ جنت کے گلزاروں میں چرے اوسکو چاہیے کہ خدائے تعالے کا ذکر بہت کرے
۔ اور کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اعمال میں سے کونسا افضل ہے آپ نے
فرمایا کہ افضل یہ ہے کہ ایسے حال میں مرے کہ ذکر اللہ سے تر زبان ہو۔ اور فرمایا کہ صبح اور شام
خدائے تعالے کے ذکر سے تر زبان رہو تاکہ صبح و شام کو ایسے ہو جاؤ کہ تمھارے اوپر کوئی خطا نہو
۔ اور فرمایا کہ صبح اور شام کو خدائے تعالے کا ذکر کرنا راہ خدا میں تلواروں کے توڑنے اور اپنی بہائے
کی طرح مال کے دینے سے افضل ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ جب بندہ مجھکو
اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اوسکو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں یعنے میرے سوا کسیکو اوسکی
خبر نہیں ہوتی اور جب مجھکو مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اوسکو اوسکے مجمع سے بہتر میں یاد کرتا ہوں
اور اگر وہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اوس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ

قرب زیادہ ہوا اور پہلا قرب بھی اسی مین مندرج ہوگیا تب آپ نے صفات سے ذات کی طرف ترقی کی اور فرمایا اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ یعنی تیری ذات کی پناہ پکڑتا ہون تجھسے پھر آپ کا قرب اتنا زیادہ ہوا کہ آپ کو شرم آئی کہ بساط قرب پر ہو کر پناہ مانگتا ہون اوسی وقت ثنا و تعریف کی طرف جھکے اور فرمایا لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ یعنی مین تیری تعریف نہین احاطہ کرسکتا پھر آپ نے جانا کہ یہ بھی قصور ہے کہ ثنا کو اپنی طرف انسوب کیا تب فرمایا اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ تو ایسا ہے جیسا تو خود اپنی ذات کی ثنا کرے غرض کہ اہل دل کے لیے اسطرح کے رموز واضح ہوا کرتے ہین پھر ان رمزون کی اور تبیین ہین یعنے قرب کے معنون کو سمجھنا اور قرب خاص سجدہ مین ہونا اور ایک صفت کے ذریعہ سے دوسرے سے پناہ مانگنا اور اوس سے اوسکی ذات کی پناہ پکڑنا وغیرہ اور اسکے اسرار ہیت ہین ظاہر لفظون کے ترجمہ سے معلوم نہین ہوتے اور ترجمۂ ظاہری کے مخالف بھی نہین بلکہ اون سے اوسکی تکمیل اور معزز سے ہوتی ہے اور معانی باطنی سمجھنے سے ہماری مراد بھی یہی ہے یہ مراد نہین کہ وہ معانی ترجمۂ ظاہری کے مخالف ہون باب آداب تلاوت تمام ہوا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ عَلٰی كُلِّ عَبْدٍ مُّصْطَفٰی وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی اسکے بعد باب ذکر اور دعاؤن کا مذکور ہوتا ہے

نوان باب ذکر اور دعاؤن کے بیان مین

رباعی

دعوتی استجب ہے جب قول خدا
احسن جو کمی بندہ کرے ہے بیجا
دشمن بھی تو اس در سے نہین ہے محروم
دیکھو کہ پذیرا ہوئی شیطان کی دعا

ارشاد کہ بعد تلاوت قرآن مجید کے کوئی عبادت زبانی اس سے بہتر نہین کہ خدای تعالی کا ذکر کیا جاوے اور خالص دعاؤن سے اپنے مطالب اوسکی جناب مین عرض کیے جاوین لہذا بیان کرنا ذکر اور دعا کی فضیلت اور اونکے آداب و شروط کا ضروری ہی اور یہ باتین پانچ فصلون مین مذکور ہونگی

اول فصل آیات و احادیث و آثار سے ذکر کی فضیلت اور فوائد کی بیان مین مجمل اور مفصل طور پر اس فصل مین طلب بیان ہیں

بیان اول مطلق ذکر کی فضیلت مین **آیات** اس باب مین یہ ہین کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ ثابت بنانی رح نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ میرا پروردگار مجکو کسوقت یاد کرتا ہے لوگ اون سے ڈر گئے اور پوچھا کہ آپ یہ کیسے جانتے ہین فرمایا کہ جب مین اوسکو یاد کرتا ہون وہ مجکو یاد کرتا ہے اور فرمایا اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا اور فرمایا فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ اور فرمایا فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ

پھینکا اور معنے حقیقی اسکے باریک ہین اسلیے کہ اسمین پھینکنے کا ثبوت اور نفی دونون ہین اور ظاہر مین اجتماع ضدین کی سی صورت ہے جبتک کہ یہ نہ سمجھ لیا جاوی کہ پھینکنا اور اعتبار سے ہے اور نہ پھینکنا اور جہت سے اور جس اعتبار سے کہ نہین پھینکا ہے اوس سے خدای تعالے نے پھینکا ہے اور اسی طرح یہ آیت ہے قٰتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ کہ اسمین جب قتل کی نسبت مسلمانون کی طرف ہی تو اسد تعالے کافرون کو عذاب دینے والا کسطرح ہے اور اگر یہ کہو کہ خدای تعالے اس وجہ سے عذاب دینے والا ہے کہ مسلمانون کے ہاتھون کو کفار کے قتل کے لیے وہی ہلاتا ہے تو پھر مسلمانون کو قتال کے لیے امر کرنے کی کیا معنے پس ان معنون کی حقیقت علوم مکاشفات کے ایک بڑے سمندر سے معلوم ہوتی ہی ترجمہ ظاہر الفاظ اسمین کارآمد نہین بلکہ اوسکے معلوم کرنے کا طریق یہ ہے کہ پہلے یہ جانے کہ آدمی کے افعال اوسکی قدرت حادثہ سے وابستہ ہین اور یہ قدرت خداوند کریم کی قدرت سے مرتبط ہے اسی طرح بہت سے باریک علمون کے واضح ہونے کے بعد یہ منکشف ہوگا کہ واقع مین وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى درست وبجا ہے اور اگر بالفرض ان معنون کے اسرار دریافت کرنے اور اوسکے مقدمات ولواحق کے باہم مرتبط ہونے مین تمام عمر صرف کردی جاوے تو غالبا اوسکے سب لواحق پورے ہونے کے پیشتر ہی عمر تمام ہوجاوی اور کوئی کلمہ قرآن مجید کا ایسا نہین جسکی تحقیق مین ان جیسے امور کی ضرورت نہوتی ہو مگر علم مین پکے لوگون کو اوسکے اسرار اوسقدر معلوم ہوتے ہین جسقدر اونکے علم مین کثرت اور دلون مین صفائی اور تامل کرنے رغبت مین زیادتی اور طلب مین خلوص ہوتا ہے اور ہر شخص کو ترقی کرنے مین ایک حد ہوتی ہے کہ اوس سے اعلی درجہ پر ترقی کرسکتا ہے مگر یہ ممکن نہین کہ سارے مدارج طے کرجاوے اسد تعالی خود فرماتا ہی قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ اگر سمندر سیاہی بنے اور درخت سب قلم ہوجاوین تب بھی اسرار کلمات الٰہی کے تحریر نہوسکینگے - اور اسی وجہ سے لوگ اسرار کے سمجھنے مین مختلف ہوتے ہین باوجودیکہ ترجمہ ظاہری سب جانتے ہین مگر تفسیر ظاہری اسرار کے فہم مین کافی نہین اور اسرار کے سمجھنے کی مثال یہ ہے جو بعض اہل دل آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم کے سجدے کی حالت مین اس دعا سے سمجھے ہین اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَآ اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ یعنے جب آپکو حکم ہوا کہ سجدے سے قرب حاصل کرو تو آپ نے سجدہ مین قرب پایا اور صفات الٰہی کیطرف نظر کرکے بعض صفات کے ساتھ بعض سے پناہ مانگی یعنی رضا کے ساتھ سخط سے پناہ مانگی اور یہ دونون وصف ہین اسی طرح معافات اور عقوبت دونون صفات ہین کہ اول کی بدولت دوم سے پناہ مانگی ہے

ت اوجاون سے تا عذاب کرے اسکو تمھارے ہاتھون ۱۲ ت اوکہ اگر ہیں کی بات ہین شک ہوجاوی اور ابھی نہ تم ہمین سمجھے ۵۳ پناہ کرتا ہون تیری رضا کی تیرے غصہ سے اور پناہ پکڑتا ہون تیری معافی کی تیری عقوبت سے تیری ذات کی

صلے اللہ علیہ وسلم نے زید بن عمرو بن نفیل کو لشکر کے ساتھ بھیجتے ہوئے فرمایا تھا اُمَّةٌ وَحْدَهٗ یعنی امت کا یگانہ اور یکتا ہے ہشتم ما کے معنون مین آتا ہے جیسے کہین هٰذِهٖ اُمَّةُ زَيْدٍ یہ زید کی ماہے۔ اور لفظ روح بھی قرآن مین کئی معنون مین آیا ہے مگر اون کے ذکر سے ہم طول کلام نہین کرتے۔ اور حروف مین ابہام کی مثال یہ آیت ہے فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا یعنے پھر اوٹھاتے اوسمین گرد پھر بیٹھ جاتے اوسوقت فوج مین اسمین اول ضمیر بہ کی سمون کی طرف ہے جو اوپر والعادیات ضبحا مین مذکور ہے یعنے قسم ہے دوڑتے گھوڑون ہانپتے کی جو سمون سے گرد اوٹھاوین اور دوسری بہ کنایہ غارت سے ہے جو مغیرات ضبحا مین ہے یعنے صبح کو دھاڑ دیتے اور فوج مشرکین دھاڑ ڈالنے کی قسم ہے اور فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ مین ضمیر اول ابر کیطرف ہے اور دوسری پانی کی طرف اور اسطرح کے ابہام قرآن مجید مین بے شمار ہین ششم رفتہ رفتہ بیان کرنا مثلاً شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ مین قرآن کا اوترنا رمضان مین فرمایا مگر اس سے یہ ظاہر نہوا کہ رات کو اوترا یا دن کو پھر اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے رات کا اوترنا ثابت ہوا مگر یہ نمعلوم ہوا کہ کونسی شب مین اوترا پھر اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ سے وہ عقدہ بھی حل ہو گیا حالانکہ ظاہر الفاظ آیات اونمین اختلاف کا گمان ہوتا ہے۔ غرضکہ یہ امور اس طرح کے ہین کہ بدون نقل اور سننے کے اور کوئی بات انکو کافی نہین اور قرآن مجید اول سے لے کر آخر تک اس قسم کی باتون سے خالی نہین اسلیے کہ وہ لغت عربی مین اوترا ہے تو جتنی قسمین ایجاز اور تطویل اور اضمار اور حذف اور ابدال اور تقدیم اور تاخیر کی عرب کی کلام مین ہین اون سب پر قرآن بھی حاوی ہے تاکہ اونکا ملزم ٹھہرے اور عاجز کرلے۔ پس اگر کوئی شخص ظاہر الفاظ عربی کو سمجھکر قرآن کی تفسیر مبادرت کرے اور سننے اور نقل سے اعانت ان امور مین نہ لیوے تو وہ اون لوگون مین داخل ہوگا جو قرآن کو اپنی رائے سے تفسیر کرتے ہین مثلاً لفظ کے معنے مشہور سمجھکر اوسکی طبیعت اور رای اوسی کی طرف مائل ہو اور جب دوسری جگہ اوس لفظ کو سنے تو اوسکی رای اوسی طرف جاوی جو مشہور معنے سن رکھے ہین اور اوسکے معنے کی کثرت کی تلاش نکرے کہ کتنے مسموع ہین تو یہ البتہ ممنوع ہونے کی صورت ہے نہ اسرار قرآنی کو سمجھنا جیسا پیشتر مذکور ہوا۔ حاصل یہ کہ جب اس طرح کے امور سننے سے معلوم ہو جاوین گے تو ظاہر کی تفسیر یعنے الفاظ کا ترجمہ معلوم ہو جاوے گا اور ترجمہ جاننا معانی کی حقائق کے سمجھنے مین کافی نہین اور حقائق معانی اور لفظی ترجمہ مین فرق ایک مثال سے سمجھ مین آوے گا مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اسکا ظاہری ترجمہ تو یہ ہے کہ تو نے نہین پھینکا جب پھینکا بلکہ اللہ تعالیٰ نے

اور مراد لِمَنْ اٰمَنَ مِنَ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا سے ہے چہارم مقدم اور موخر ہوجانا الفاظ کا اور یہ مقام غلطی کرنے کا ہے کہ اگر آدمی سمجھ نہ لے تو غلطی کرتا ہے جیسے اس آیت مین وَلَوْلَا کَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى کہ اوسکے معنی یہ ہین کہ لَوْلَا کَلِمَةٌ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى لَكَانَ لِزَامًا اور اگر یون نہو تو اجل کو منصوب ہونا چاہیے جیسے لزاما ہے اور یَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا مین معنے اس طرح ہین کہ یَسْئَلُوْنَكَ عَنْهَا كَاَنَّكَ حَفِیٌّ بِهَا۔ اور لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَیْتِكَ بِالْحَقِّ مین کَمَا اَخْرَجَكَ الخ جملہ سابق قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ سے مرتبط ہے یعنے غنیمت کے مال تمھارے لیے اسلیے ہوئے کہ تم اپنے نکلنے سے راضی ہو اور کافر ناراض ہین پس حکم تقوی وغیرہ کا جملہ معترضہ کلام کے بیچ مین آگیا ہے اور اسی طرح کی آیت یہ ہے حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ پنجم لفظ کا مبہم ہونا یعنے کوئی کلمہ یا حرف بہت سے معنون مین مشترک ہو جیسے شی اور قرین اور امت اور روح وغیرہ کلمات مشترک کی مثال ہین مثلا اللہ تعالے فرماتا ہے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ یہان شی سے مراد نفقہ کرنا ہے اوس چیز مین سے کہ اوسکو روزی ہوئی ہے اور ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَیْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ لَا یَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ مین شی سے مراد عدل اور راستی کے لیے حکم کرنا ہے اور فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ مین صفات ربوبیت مراد ہین یعنی وہ علوم جنکا پوچھنا عارف کو حلال نہین جبتک کہ زمانہ استحقاق وقابلیت کو شروع نکرے اور اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ مین شے سے غرض خالق ہے اور اسکے ظاہر الفاظ سے کبھی یہ وہم ہوتا ہے کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ شی ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور لفظ قرین کے مشترک ہونے کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَقَالَ قَرِیْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَیَّ عَتِیْدٌ اس مین قرین سے مراد وہ فرشتہ ہے جو اوسپر موکل ہے اور اس آیت مین وَقَالَ قَرِیْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَیْتُهٗ قرین سے غرض شیطان ہے اور لفظ امت عربی مین آٹھ طرح پر مستعمل ہے اول بمعنی جماعت جیسے اس آیت مین وَجَدَ عَلَیْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ یَسْقُوْنَ دوم نبیون کے پیرو جیسے یون کہین کہ ہم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین سوم وہ آدمی کہ خیر کا جامع اور پیشوا ہو جیسے اس آیت مین اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا چہارم دین جیسے اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ مین پنجم وقت اور زمانہ جیسے اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ اور وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ مین ششم قد کے معنون مین جیسے کہتے ہین کہ فلان شخص حسن الامۃ یعنے خوش قد ہے ہفتم وہ شخص کہ کسی دین مین یکتا ہو کوئی اوسکا شریک اوسمین نہو جیسے آنحضرت

ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا مین ہے کہ اوسکے معنے یہ ہین کہ ایک اونٹنی سوجھانی کو ہمنے ثمود کو دی
اونھون نے اپنے نفسون پر اوسکے مار ڈالنے سے ظلم کیا ظاہر الفاظ عربی کا دیکھنے والا یہ گمان کرے گا کہ
اونٹنی بینا تھی اندھی نہ تھی اور یہ نہین جانے گا کہ اونھون نے ظلم کیا کیا اور اپنے اوپر کیا یا غیر پر۔
اور اس ارشاد خداوندی وَاُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ مین حب کا لفظ محذوف ہے یعنے گوسالہ
کی دوستی اونکے دلون مین پلادی گئی۔ اور اِذًا لَّاَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ مین یہ
مراد ہے کہ ہم تجکو زندون کے عذاب کا دونا اور مردون کے عذاب کا دونا چکھاوینگے یہان عذاب کو حذف
کردیا ہے اور زندون اور مردون کی جگہہ حیات وممات کو بولا ہے یہ حذف وتبدیل لغت فصیح مین درست
ہے اور وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا مین لفظ اہل محذوف اور پوشیدہ ہے یعنے سوال کرو اوس
گانو کے باشندون سے جسمین ہم تھے اور ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مین ثقلت کے معنی پوشیدہ
ہوئے کے ہین یعنے قیامت آسمان وزمین والون پر پوشیدہ ہے اور جب کوئی چیز مخفی رہتی ہی
تو بھاری پڑجاتی ہے اسلیے لفظ کی تبدیل ہوگئی اور اہل کا لفظ حذف کردیا گیا۔ اور وَتَجْعَلُونَ
رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ مین شکر کا لفظ محذوف ہے یعنی اپنی روزی دینے کا شکر کرتی ہو کہ جھٹلاتی ہو اور اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ
مین السنہ محذوف ہے یعنی دی ہمکو جو اپنی رسولون کی زبان پر وعدہ کیا ہی اور اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ضمیر غائب قرآن کی طرف
ہی حالانکہ اوسکا ذکر پیشتر نہین ہوا اسی طرح حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ مین ضمیر آفتاب کی طرف ہی جو پیشتر
مذکور نہین اور وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ اَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُونَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى مین یہ
مراد ہے کہ وہ یہ کہتے ہین مَا نَعْبُدُهُمْ الخ يَقُولُونَ کو یہان سے حذف کردیا ہے اور اس آیت مین
فَمَا لِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ
مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ یہ مراد ہے کہ وہ سمجھتے نہین اپنے اس قول کو مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ الخ اور اگر
یہ مراد نہو تو اس آیت کا مضمون اس ارشاد کے مخالف ہوجاویگا کہ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ حالانکہ اس سے ظاہرا مذہب
قدریہ فرقہ کا سمجھہ مین آتا ہے دوم لفظ بدلا ہوا منقول ہونا جیسے وَطُورِ سِينِينَ مین سیناء کی جگہہ
سینین ہے اور سَلَامٌ عَلٰى اِلْيَاسِينَ بجاے الیاس کے اور بعضون نے کہا ہے کہ اس سے مراد ادریس ہین
کیونکہ حضرت ابن مسعود کی قراءت مین سَلَامٌ عَلٰى اِدْرَاسِينَ ہے سوم لفظ کا مکرر ہونا جو ظاہر مین کلام کے
اتصال کو قطع کرتا ہے جیسے اس آیت مین وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ شُرَكَاءَ اِنْ
يَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ کہ اسکے معنے مین اِنْ يَتَّبِعُونَ مکرر آیا ہے اور اس آیت مین قَالَ الْمَلَاُ الَّذِينَ
اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ کہ اسمین ایک لام اور ایک ضمیر مکرر ہے

ذکر کرنے سے ہے حالانکہ جانتا ہے کہ اوس سے غرض صحیح کھانے سے ہے یا کوئی شخص کسی سخت دل کو مجاہدہ کے لیے کہتا ہو اور کہنے لگے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى اور اس سے اشارہ دل کیطرف کرے اور کہے کہ فرعون سے مراد دل ہی ہے تو یہ بھی رائے سے تفسیر کرنا ہے اور اس جنس کی تفسیر کو بعض واعظ اپنے صحیح مقصودون مین استعمال کرتے ہین اس نظر سے کہ کلام درست ہو جاوے اور سننے والون کو ترغیب ہو تو گو اونکی نیت صحیح ہوتی ہے مگر اسطرح کی تفسیر ممنوع ہے اور کبھی اسی تفسیر کو فرقۂ باطنیہ اپنے خراب مطالب مین لوگون کے دھوکا دینے اور اونکو اپنے مذہب مین کرنے کے لیے استعمال کرتے ہین اور قرآن کے معنے اپنی رائے اور مذہب کے مطابق کہدیتے ہین حالانکہ قطعا جانتے ہین کہ یہ معانی مراد نہین۔ غرضکہ ایک صورت تو رائے سے تفسیر کے منع کی یہ ہوئی جو مذکور ہوئی یعنے رائے سے مراد وہ رائے ہے جو فاسد اور موافق خواہش نفس کے ہو یہ نہین کہ اجتہاد صحیح بھی اسمین داخل ہو اور ہر چند رائے کا لفظ صحیح اور فاسد دونون کو شامل ہے مگر کبھی رائے خاص اوسیکو کہتے ہین جو موافق خواہش نفس کے ہو۔ دوسری صورت رای سے تفسیر کے منع ہونے کی یہ ہے کہ ظاہر الفاظ عربی کے خیال سے تفسیر قرآن کی طرف مبادرت کرے اور اوسمین سنا سنایا کچھ نہو نہ قرآن کے غریب لفظون سے واقف ہو نہ اوسکے الفاظ مبہم اور مبدل سے ماہر نہ اختصار اور حذف واضمار پر آگاہ نہ اوسکی تقدیم وتاخیر کے قاعدے سے خبردار ہو پس جو شخص ظاہر معانی قرآنی سے اچھی طرح واقفیت نرکھتا ہوگا اور صرف عربی سمجھنے پر اکتفا کرکے معانی کے استنباط پر مبادرت کرنے لگے گا وہ بیشک بہت غلطیان کرے گا اور رائے سے تفسیر کرنے والون کے زمرہ مین داخل ہوگا کیونکہ ظاہر معنے کے جاننے کے لیے نقل اور سماع پہلے چاہیے تاکہ غلطی کے مقامات سے محفوظ رہے پھر تفسیر ظاہری پختہ ہونے کے بعد البتہ فہم اور استنباط کی گنجایش زیادہ ہو جاتی ہے اور جو الفاظ غریب کے بدون سننے کے سمجھ مین نہین آتے وہ بہت سے اقسام ہین ہم اونمین سے کسی قدر کی طرف اشارہ کیے دیتے ہین تاکہ اون سے اورون کا حال واضح ہو اور معلوم ہو جاوے کہ ابتدا مین تفسیر ظاہر کے یاد کرنے مین سستی درست نہین اور یہ کہ بدون ظاہر کے پختہ کرنے کے باطنی اسرار تک پہونچنے کی طمع نہین ہو سکتی اور جو شخص کہ اسرار قرآنی کے سمجھنے کا دعوی کرے اور تفسیر ظاہری مین پختگی حاصل نہ کی ہو اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کسی مکان کے شہ نشین تک پہونچنے کا دعوے کرے اور دروازہ مین قدم نرکھا ہو یا یہ دعوے کرے کہ مین ترکیون کے کلام کے مطالب سمجھ لیتا ہون حالانکہ زبان ترکی کے مقاصد نہ سمجھتا ہو کیونکہ تفسیر ظاہری قائم مقام لغت کی تعلیم کے ہے جو سمجھنے کے لیے ضرور ہے اور جن چیزون مین سننا ضروری ہے وہ بہت سی ہین اول حذف اور اضمار سے مختصر کر دینا جیسے وَاٰتَيْنَا

جا فرعون کے پاس کہ اوسنے سرکشی اوٹھائی ہے

آیتون کی تفسیر مین اختلاف کیا ہے اور مختلف قول فرمائے ہین کہ وہ کسی طرح ایک دوسرے سے متفق نہین ہوسکتے اور اون سب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننا محال ہے اور اگر بالفرض کوئی قول آپ ہی سے سنا ہوا ہوتا تو باقی اقوال متروک ہوجاتے اس سے قطعا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک مفسر نے معنے وہ کہے ہین جو اوسکو استنباط سے سوجھے ہین یہانتک کہ حروف مقطعات کے باب مین جو سورتون کے شروع مین ہین بہت قول مختلف کہتے ہین مثلا الر مین بعضے کہتے ہین کہ یہ حروف الرحمن مین کے ہین اور بعض کا قول ہے کہ آ سے مراد اللہ ہے اور ل سے لطیف اور ر سے رحیم اور بعض اسکے سوا کہتے ہین اور ان سبکو جمع کرنا ممکن نہین تو سب مسموع کیسے ہوسکتے ہین تیسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضہ کے حق مین دعا کی اور فرمایا اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْہُ التَّاوِیْلَ پس اگر قرآن کیطرح تاویل بھی مسموع اور محفوظ ہو تو حضرت ابن عباس رض کو اسکے لیے خاص کرنے کے کیا معنے ہون گے چوتھی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ اس آیت مین اہل علم کے لیے استنباط ثابت کیا اور ظاہر ہے کہ استنباط سنی ہوئی چیز کے سوا ہے اور جتنے آثار کہ ہمنے پیشتر قرآن کے سمجھنے مین نقل کیے ہین وہ سب اس خیال کے خلاف ہین اس سے معلوم ہوا کہ معنے قرآن مین سننے کی قید لگانی باطل ہے بلکہ ہر عالم کو جائز ہے کہ قرآن مین سے اپنی فہم اور عقل کے موافق استنباط کرے باقی رہی ممانعت تو اوسکو دو صورتون پر محمول کرسکتے ہین اول یہ کہ آدمی کو کسی چیز مین ایک راے ہے اور اوسکی طرف میل طبیعی رکھتا ہے پھر قرآن کے معنے اپنی راے اور خواہش کے مطابق کرے تاکہ اوسکا مطلب درست ٹھہرے اور اگر اوسکی یہ راے نہوتی تو قرآن مین سے یہ معنے اوسکو معلوم نہوتے اور یہ امر کبھی تو علم کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کوئی شخص اپنی بدعت کے درست کرنے کو قرآن کی بعض آیات سے حجت کرتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ آیت سے یہ مراد نہین مگر اپنے مقابل کو دھوکا دیتا ہے اور کبھی یہ نہین جانتا ہوتا کہ آیت سے یہ مراد نہین مگر چونکہ آیت محتمل کئی وجہ کی ہوتی ہے تو اوسکی راے اوسی طرف کو ڈھلتی ہے جو اوسکی غرض کے مطابق ہو اور اوسی جانب کو اپنی عقل اور خواہش سے ترجیح دیلیتا ہے تو ایک صورت راے سے تفسیر کرنے کی یہ ہے یعنے اس تفسیر کا باعث اوسکی راے رہی پڑتی ہے اگر راے نہوتی تو یہ تفسیر بھی اوسکے نزدیک غالب نہ ٹھہرتی - اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کا ایک صحیح مطلب ہوتا ہے اور اوسکے لیے قرآن سے دلیل تلاش کرتا ہے اور حجت ایسی آیت کو کردیتا ہے کہ اوسکو معلوم ہے کہ اس آیت سے یہ مقصود نہین مثلا اگر کوئی پچھلی رات مین لوگونسے استغفار کرنے کو کہتا ہو اور اپنی حجت اس حدیث کو پیش کرے کہ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً اور کہے کہ تسحر سے مراد

۱ آدمی اوسکو بہت سے معنے مین
۲ قرآن سیکھا ہوا ہو اوسکی دوسری
فصل مین گذر چکا ہے
۳ اوسکو جو ان معنے مین تحقیق
کرنے والے ہین اوسکی تفسیر
۴ باب العلم کی دوسری فصل
مین گذر چکا ہے

جسنے اوسکو پکڑا وہ محفوظ رہا جو اوسکا تابع ہوا اوسکو نجات ملی وہ ٹیڑھا ہو کہ وہ درست ہووے اور نہ مائل ہو کہ اوسکو راستی کی حاجت پڑے اوسکے عجائب کبھی منقطع نہین ہوتی اور نہ بہت سا پڑھنے سے پرانا ہو آخر تک اور حضرت حذیفہ رضہ کی حدیث مین ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد اونکو اپنی امت کے اختلاف اور پھٹنے کی خبر دی تو وہ فرماتے ہین کہ مین نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر مین اوسوقت کو پاؤن تو آپ مجکو کیا حکم فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ کلام اللہ کو سیکھنا اور اوسکے بموجب عمل کرنا کہ نکاس کی صورت وہی ہے مین نے تین بار یہی سوال کیا آپ نے یہی فرمایا کہ کتاب اللہ کو سیکھنا اور جو کچھ اوس مین ہے اوسپر عمل کرنا کہ نجات اوسی مین ہے۔ اور حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ جو شخص قرآنکو سمجھ جاتا ہے وہ جملہ علوم کو بیان کر دیتا ہے اس سے آپ نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ قرآن مجید تمام علوم کلی کیطرف اشارہ کرتا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضہ نے وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ حکمت سے مراد قرآن کی سمجھ ہے اور اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا اس آیت مین جو چیز حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام دونون کو عنایت کی اوسکا نام علم و حکم رکھا اور جس بات کو خاص حضرت سلیمان نے سمجھا اوسکا نام فہم فرمایا اور اوسکو حکم اور علم پر مقدم کیا غرض کہ ان امور سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے معانی سمجھنے مین بہت بڑی گنجایش ہے اور ظاہر تفسیر قرآنی جو منقول ہے وہ اسکے مضامین معلوم کرنے کی انتہا نہین ہے کہ اوس سے آگے نہ بڑھ سکین لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا ہے مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ الخ اور اپنی رائے سے تفسیر بیان کرنے کو منع فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے فرمایا کہ اگر مین قرآن مین اپنے رائے سے کچھ کہون تو کونسی زمین مجھے اوٹھاوے اور کون آسمان مجھے چھپاوے اور سوائے انکے اور احادیث و آثار جو رائے سے تفسیر کہنے کی ممانعت مین وارد ہین وہ دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ اونسے غرض یہ ہو کہ تفسیر کے باب مین نقل اور سننے پر کفایت کرنی چاہیے اور استنباط اپنی عقل سے اور جداگانہ معنی سمجھنے سمجھانے مین یا کوئی اور غرض اسکے سوا ہو اور یہ غرض ہو نہ کہ قرآن مین کوئی سوا سنی ہوئی باتون کے اور کچھ نہ کہی کئی وجہون سے قطعاً باطل ہے وجہ اول یہ ہے کہ سننے مین یہ شرط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا ہو یا آپ کی طرف منسوب ہو حالانکہ یہ امر قرآن کے تھوڑے ہی حصہ مین پایا جاتا ہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو تفسیر حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضہ اپنی طرف سے کہتے ہین وہ نہ مانی جاوے اور اوسکو بھی کہدیا جاوے کہ یہ تفسیر رائے سے ہے کیونکہ اونھون نے اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین سنا ایسا ہی اونکے سوا اور اصحاب رضہ کی تفسیر کا حال جانو دوسری وجہ یہ ہے کہ صحابہ اور مفسرین مین بعض

ف۱ اور دوسرا ذکر کرتے ہین
ف۲ اور جسکو سمجھ لی اوسکو بہت تھوڑی ہی
ف۳ پھر فرمایا ہے ستہ وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونون کو دیا تھا ستہ علم اور سمجھ

کے لیے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور ایک حد ہے اور ایک مطلع اور یہ روایت حضرت ابن مسعودؓ سے بھی موقوفا مروی ہے اور یہ صحابی تفسیر کے عالمون مین سے ہین پس ظاہر اور باطن اور حد اور مطلع کے کیا معنی ہین اور حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ اگر مین چاہون تو الحمد کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دون اس سے کیا مراد ہے ظاہر تفسیر الحمد کی تو بہت تھوڑی سی ہے - اور حضرت ابو درداء رضؓ نے فرمایا ہے کہ آدمی فقیہ نہین ہوتا جبتک کہ قرآن کے کئی صورتین نہ کرلے - اور بعض علما کا قول ہے کہ ہر آیت کے لیے ساٹھ ہزار فہم یعنے معنی ہین اور جسقدر سمجھنے سے باقی رہ گئے ہین وہ اور بھی زیادہ ہین - اور کسی سر کا قول ہے کہ قرآن ستّر ہزار دو سو علم پر حاوی ہے اسلیے کہ ہر کلمہ کے لیے ایک علم ہے اور چونکہ ہر ایک کے لیے ظاہر اور باطن اور حد اور مطّلع ہے تو چوگنے ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بیّن[1] بار کر پڑھا اوسکے معنی ہی کے سمجھنے کے لیے پڑھا ورنہ اوسکا ترجمہ اور تفسیر تو ظاہر ہی ہے اوسکے تکرار کی کیا حاجت تھی - اور حضرت ابن مسعود رضؓ کا فرمانا کہ جو کوئی اگلون پچھلونکا علم چاہے وہ علم قرآن کی بحث کرے یہ بھی صرف ظاہر تفسیر سے حاصل نہین ہوتا - حاصل یہ ہے کہ خدائے تعالے کے افعال وصفات مین تمام علوم داخل ہین اور قرآن مین اوسکی ذات اور افعال وصفاتکا بیان ہے اور ان علوم کی کچھ انتہا نہین اور قرآن مجید مین انکی طرف مجملا اشارہ کردیا ہے اور اونکی تفصیل مین غور کرنا قرآن مجید کے سمجھنے پر منحصر ہے صرف تفسیر ظاہری سے تفصیل کیطرف اشارہ نہین معلوم ہوتا بلکہ جو باتین کہ ناظرین پر مشکل پڑتی ہین خواہ نظریات اور معقولات مین لوگون کا اختلاف ہے قرآن مجید مین اون سب کیطرف رموز اور اشارات ہین کہ اونکو بجز اہل فہم کے اور کوئی معلوم نہین کرسکتا اس صورت مین ظاہر الفاظ کا ترجمہ اور تفسیر ان امور کے لیے کیسے کافی ہون گے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے[2] اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ وَالْتَمِسُوْا غَرَائِبَهٗ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو حدیث منقول[3] ہی اوسمین ارشاد ہے کہ قسم ہے اوس ذات کی جسنے محمدؐ کو نبی برحق کرکے بھیجا ہے کہ میری امت اپنے اصل دین وجماعت کو چھوڑ کر بہتّر فرقے ہوجاوی گی کہ کل فرقے گمراہ اور بہکانے والے ہون گے اور دوزخ کی طرف بلاوین گے جب یہ صورت پیش ہو تو تم اپنے اوپر قرآن مجید کو لازم پکڑنا کہ اوسمین جو تم سے پہلے ہوگیا ہے اوسکا حال بھی ہے اور جو تم سے بعد ہوگا اوسکا بھی اور جو معاملات تم مین ہین اونکا حکم بھی اوسمین موجود ہے جو شخص جابرون مین سے اوسکے خلاف کرے گا اوسکو خدائے تعالے توڑدے گا اور جو شخص اوسکے سوا دوسری چیز مین علم کا طالب ہوگا اوسکو اللہ تعالے گمراہ کردے گا وہ اللہ تعالے کی حبل متین اور اوسکا نور مبین اور شفای مفید ہے

[1] اس سے پہلی فصل مین گزری ہے
[2] ابو عبید نے غریب الحدیث اور ابو عمرو نے فضائل القرآن مین اور ابن الضریس نے فضائل القرآن مین اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت علی رضؓ سے مرفوعا روایت کیا ہے
[3] ترمذی مین بھی ایک اختلاف الفاظ کے ساتھ یہ روایت آئی ہے اور کہا ہے کہ غریب ہے اور اسکی اسناد کی مجہول ہے

مثلاً جب آیات رجا پڑھتا ہے اور اوسکے حال پر بشارت غالب ہوتی ہے تو اوسکو جنت کی صورت منکشف ہوتی ہے اور اوسکو ایسی طرح مشاہدہ کرتا ہے کہ گویا آنکہ سے ظاہر مین دیکھ رہا ہے اور اگر اوسپر خوف غالب ہوتا ہے تو دوزخ اوسپر منکشف ہوتی ہے یہانتک کہ اوسکے عذاب طرح طرح کے اوسکو معلوم ہوتے ہین اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید مین کلام نرم اور لطیف اور سخت و درشت اور مملو از رجا اور پر از خوف سب طرح کی ہین کیونکہ جیسے اوصاف متکلم کے ہین ویسے ہی کلام مین مضامین ہین اور اوسکے اوصاف مین سے رحمت اور لطف اور انتقام اور گرفت ہین پس یہی صفات کلمات مین پائے جاتے ہین تو جس طرح کے کلمات اور صفات کا مشاہدہ ہوگا اوسی طرح دلکا حال بھی بدلے گا اور اسی کے موافق ایسی بات کے منکشف ہونے کی لائق ہوجاوے گا جو اوسکے حال کے مناسب ہو کیونکہ یہ تو محال ہے کہ سننے والے کا حال ایک ہی رہے اور کلام بدلتا جاوے اسلیے کہ کلام مین متکلم کے صفات کا اثر موجود ہے کوئی جزو اوسکا رضی کا کلام ہے اور کوئی غضب والے کا اور کوئی انعام دینے والے کا اور کوئی انتقام لینے والے کا اور بعض جبار متکبر کا جو پروا نہین کرتا اور بعض شفقت والے مہربان کا جو بیکار نہین چھوڑتا تو ضرور ہے کہ سننے والے کا حال بھی بدلے

چوتھی فصل اپنی عقل سے قرآن کے سمجھنے اور بدون نقل کے اوسکی تفسیر بیان کرنے مین شاید تم یہ کہو کہ تمنے سابق مین اسرار قرآن کے سمجھنے اور جو معانی قرآنی صافی دلون کو واضح ہوتی ہین اونکے باب مین بڑی تاکید کی ہے یہ باب مستحب کیسے ہوسکتی ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ اور اسی وجہ سے جو لوگ ظاہر تفسیر کو جانتے ہین وہ اہل تصوف پر تشنیع کرتے ہین اسباب مین کہ جن کلمات کی تاویل حضرت ابن عباس وغیرہ مفسرین سے منقول نہین وہ لوگ اپنی طرف سے تصوف کے طور پر بیان کرتے ہین بلکہ علاوہ تشنیع کے اس تاویل کو کفر کہتے ہین پس اگر اہل تفسیر کا قول صحیح ہو تو قرآن کے سمجھنے سے بجز اسکے کیا غرض ہے کہ اوسکی تفسیر کو یاد کر لینا چاہیے اور اگر اون کا قول صحیح نہین تو حدیث مذکورہ بالا کے کیا معنے ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ جو شخص یہ کہتے ہین کہ قرآن کے معنے وہی ہین جسکا بیان ظاہر تفسیر کرتی ہے تو وہ لوگ اپنے نفس کی انتہا سے خبر دیتے ہین اور اپنا حال بیان کرنے مین درست کہتے ہین مگر اور لوگون کو جو اپنے ہی درجہ اور مقام پر لانے کا حکم کرتے ہین اسباب مین غلطی پر ہین کیونکہ حدیث اور آثار سے یہ ثابت ہے کہ اہل فہم کو قرآن کے معانی مین گنجایش ہے چنانچہ حضرت علی رضہ کا ارشاد ہے کہ خدائے تعالے کسی بندے کو سمجھ اپنی کتاب کی عنایت فرماتا ہے اگر قرآن کے معنے سوائے ترجمہ منقول کے اور کچھ نہین ہین تو پھر اس سمجھ سے کیا مراد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن

۱ بعض نسخ مین ترجمہ باب اصل کا تفسیری فصل مین گذری ۱۲

۲ یہ حدیث سابق قواعد العقائد مین گذری ۱۲

التفات مین کسیقدر شرک خفی ہوگا اور توحید خالص اسکو کہتے ہین کہ ہر چیز مین سوای خدای تعالی کی اور کچھہ نہ دیکھے
دہم منقطع ہونا اپنی طاقت و قوت سے یعنے اپنے نفس پر بچشم رضا اور تزکیہ التفات کرنے سے قطع نظر رکھے
مثلا جب صالحین کے لیے وعدہ اور تعریف کی آیتین پڑھے تو اوسوقت اپنے آپکو اون مین نہ سمجھے بلکہ اہل
یقین اور صدیقین کے لیے وہ مدارج خیال کرے اور اسبات کا شائق ہو کہ اللہ تعالے اون مین مجکو بھی شامل
کرے اور جب غصہ اور خفگی کی آیت اور گناہگارون اور تقصیر والون کی برائی پڑھے تو اس مین اپنے
نفس کو مشاہدہ کرے اور یہی فرض کرے کہ یہ خطاب میرے ہی نفس کو ہے تاکہ اوسکو خوف پیدا ہو اور اسیوجہ سے
حضرت ابن عمر رض فرمایا کرتی کہ الٰہی مین تجھسے اپنی ظلم و کفر سی مغفرت چاہتا ہون لوگون نے اونسی پوچھا کہ ظلم تو معلوم ہی کفر سی مغفرت آپ
کیسی چاہتے ہین آپنے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ یعنی اوسی کفر سی مغفرت چاہتا ہون جسکا
ثبوت آدمی مین آیت سی یقینی ہی۔ اور یوسف بن اسباط سی کسی نے پوچھا کہ جب تم قرآن پڑھتی ہو تو کیا دعا مانگتی ہو فرمایا کہ
دعا کیا مانگون اپنی تقصیر کی مغفرت ستر بار چاہتا ہون پس جس صورت مین کہ قراءت مین اپنی نفس کو تقصیر کی صورت پر دیکھیگا تو
یہ دیکھنا اوسکی قرب کا موجب ہوگا اسلیے کہ جو شخص قرب مین دوری کا مشاہدہ کرتا ہی اوسکی لیی خوف مرحمت ہوتا ہے اور یہ خوف اوسکو قرب کی
ایک اور درجہ پر پونہچا دیتا ہے جو اول درجہ سے اعلی ہو اور جو شخص دوری مین قرب کا مشاہدہ کرتا ہی تو اوسکو
خوف سے ماموفی دی جاتی ہے جو انجام کو اوسکو اور درجہ پر جو دوری مین اول سے نیچے ہوتا ہے
پونہچا دیتی ہے اور جس صورت مین اپنے نفس کو بچشم رضا دیکھے گا تو خود اوسکے نفس ہی کا حجاب اوسمین
اور اسرار مین ہو جاتا ہے اور کچھہ نہین دیکھتا ہان جس صورت مین کہ اپنے نفس کیطرف التفات چھوڑ دیتا ہے
اور بجز خدای تعالے کے قراءت مین اور کوئی چیز مشاہدہ نہین کرتا تب البتہ اوسکو اسرار عالم ملکوت کے
واضح ہوتے ہین۔ سلیمان بن ابی سلیمان دارانی کہتے ہین کہ ابن ثوبان نے ایک اپنے بھائی سے
اقرار کیا کہ مین تمھارے پاس افطار کرونگا پھر اونکے پاس نجا سکے یہانتک کہ صبح ہوگئی دن نکلے
اونکے بھائی ملے اور کہا کہ تمنے میرے پاس افطار کرنے کا وعدہ کیا تھا مگر تشریف نہ لائے اونھون نے
فرمایا کہ اگر مین تم سے وعدہ نہ کر لیتا تو جس بات سے تمھارے پاس نہ آسکا تم سے نہ کہتا صورت یہ ہوئی کہ
جب مین عشا پڑھہ چکا تو دل مین کہا کہ تمھارے پاس آنے سے پیشتر وتر بھی پڑھہ لون کہ شاید موت
پھر فرصت نہ دی جب مین وتر کی دعا پڑھنے لگا تو میرے سامنے ایک سبز باغچہ کر دیا گیا جس مین طرح طرح کے
پھول جنت کے تھے مین اونکو صبح تک دیکھتا رہا اس لیے فرصت آنے کی نہ ہوئی۔ اور اس قسم کی مکاشفات
اوسی وقت ہوتے ہین کہ آدمی اپنے نفس سے اور اوسکی طرف التفات کرنی سی اور اوسکی خواہشون کا دھیان
کرنے سے قطع نظر کرلے۔ پھر یہ مکاشفات کشف والے کے احوال کے بموجب خاص ہو جایا کرتے ہین

ت ۱ بیشک آدمی بڑا بے انصاف ہے ناشکر ۱۲

اوسنے یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو فرض کرے کہ خدائے تعالے کے سامنے کھڑا ہوا پڑھتا ہون اور وہ میری طرف دیکھتا ہے اور میرے پڑھنے کو سنتا ہے تو اس صورت مین اوسکی حالت سوال اور تملق اور نکسار اور عجز کی ہوگی۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اپنے دل سے مشاہدہ کرے کہ گویا اللہ تعالی اوسکو دیکھتا ہے اور اپنے الطاف سے اوسکو خطاب کرتا ہے اور اپنے انعام واحسان سے اوس سے بعید کہتا ہے ایسی صورت مین تلاوت کرنے والے کا مقام حیا اور تعظیم اور سننا اور سمجھنا ہوگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ کلام مین متکلم کو دیکھے اور کلمات مین صفات پر نظر کرے یعنے نہ اپنے نفس کو دیکھے اور نہ اپنی قرارت پر لحاظ کرے اور نہ اپنے منعم علیہ ہونے کی اعتبار سے اپنے اوپر انعام کے متعلق ہونے کا دھیان کرے بلکہ اپنی ہمت اور فکر کو کلام کرنے والے پر منحصر اور موقوف کردے اسطرح کہ گویا متکلم کے مشاہدہ مین غیر کیطرف سے کچھ خبر نہین یہ درجہ مقربون کا ہے اور اس سے پیشتر کے دو درجے اصحاب الیمین کے ہین اور جو قرارت ان تینون درجے کے سوا ہو وہ غافلون کا درجہ ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے درجہ سوم کو اسطرح ارشاد فرمایا کہ بخدا اللہ تعالے نے اپنے کلام مین اپنی مخلوق کے لیے تجلی فرمائی مگر خلق کے لوگ اوسکو نہین دیکھتے۔ اور ایکبار آپ کو نماز مین ایسی حالت ہوئی کہ بیہوش ہوکر گر پڑے جب آپکو افاقہ ہوا تو کسی نے اس حالت کی کیفیت پوچھی آپ نے فرمایا کہ مین آیت کو بار بار اپنے دل پر پڑھ رہا تھا یہانتک کہ اوسکو مین نے متکلم سے سنا پس اوسکی قدرت کے معائنہ کے لیے میرا جسم نہ ٹھہرا۔ اس جیسے درجہ مین حلاوت اور مناجات کی لذت بہت ہوتی ہے۔ اور اسی جہت سے بعض حکمانے کہا ہے کہ مین قرآن پڑھا کرتا تھا مگر اوسکی حلاوت نپاتا تھا یہانتک کہ مین نے اس طرح پڑھا کہ گویا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا ہون کہ آپ اپنے اصحاب کو سناتے ہین پھر ایک درجہ اور اوپر بڑھا اور اسطرح پڑھا کہ گویا حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم کرتے ہین اور مین سن رہا ہون پھر اللہ تعالے نے ایک اور مرتبہ عنایت فرمایا کہ آپ مین اوسکو متکلم سے سنتا ہون اور مجھکو وہ حظ اور حلاوت نصیب ہے کہ مجھسے صبر نہین ہوسکتا۔ اور حضرت عثمان اور حذیفہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اگر دل پاک ہوجاوین تو قرآن قرارت سے سیر نہون۔ اور یہ اس لیے فرمایا کہ دل طہارت ہی کی وجہ سے کلام مین متکلم کے مشاہدہ کی طرف ترقی کرتے ہین اور بہمین وجہ ثابت بنانی نے فرمایا ہے کہ بیس برس تو مین نے قرآن مین مشقت ہی اوٹھائی مگر بیس برس سے مجھکو دولت حلاوت ملی۔ اور آدمی اگر متکلم ہی کو مشاہدہ کرے اور اوسکے سوا پر نظر نہ ڈالے تو ان ارشادون کی تعمیل کرنے والا ہوگا اول ففروا الی اللہ دوم ولا تجعلوا مع اللہ الٰھا آخر۔ حاصل یہ کہ جو شخص ہر چیز مین خدای تعالی پر نظر کرے وہ اوسکے غیر پر التفات کرنے والا ہوگا اور جو شخص خدائے تعالے کے سوا اور چیز کی طرف ملتفت ہوگا اوسکے

پڑھو کہ تمھارے دل مالوف رہین اور جلدین نرم ہون اور جب یہ حال نہین ہے تو پڑھنا موقوف کردو اور ایک روایت مین ہے کہ اوسکے پاس سے اوٹھ کھڑے ہو اللہ تعالے فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون مین قرآن کا خوش آواز وہ ہے کہ جب اوسکو پڑھتے ہوئے سنو تو جان لو کہ خدا تعالے سے ڈرتا ہے اور فرمایا کہ قرآن کسی کے مُنہ سے ایسا اچھا نہین معلوم ہوتا جیسا اوس شخص کے مُنہ سے معلوم ہوتا ہے جو خدای تعالے سے ڈرتا ہے۔ پس قرآن اسی غرض سے پڑھا کرتے ہین کہ دلپر یہ احوال کھچ آوین اور اوسکے بموجب عمل کیا جاوی ورنہ صرف الفاظ پر زبان ہلانے مین کیا محنت ہے اور اسی واسطے بعض قاری کہتے ہین کہ مین نے اپنے استاد کو قرآن سنایا پھر مین دوبارہ اونکی خدمت مین گیا کہ دوبارہ سناؤن اونھون نے مجکو جھڑک دیا اور فرمایا کہ میرے سامنے پڑھنے کو تو نے عمل ٹھہرلیا جا خدا کے سامنے پڑھ اور دیکھہ کہ تجکو کیا حکم کرتا ہے اور کیا سمجھاتا ہے۔ اور یہی وجہ اصحابؓ کا شغل احوال اور اعمال مین ہوتا تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف جب ہوئی تو بیس ہزار صحابی آپ نے چھوڑے مگر ان مین سے کل قرآن صرف چھہ شخصون نے یاد کیا تھا اونمین سے بھی دو مین اختلاف ہے اکثر صحابہ ایک سورت یا دو یاد کیا کرتے تھے اور جو شخص کہ سورۂ بقر اور انعام یاد کرلیتا تھا وہ اونمین عالم ہوتا تھا۔ اور جب ایک شخص قرآن سیکھنے کو آیا اور اس آیت پر پہونچا فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ تو کہا کہ مجھے یہ کافی ہے اور چلا آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اوس حال مین پھرا کہ فقیہ ہے اور واقع مین محبوب رکیاب وہی حالت ہی جو اللہ تعالے ایماندار کے دلپر آیت سمجھنے کے بعد مرحمت فرماتا ہے اور صرف زبان کی حرکت مفید کم ہے بلکہ جو شخص زبان سے تلاوت کرے اور عمل سے سرگردان رہے وہ اسبات کا سزاوار ہے کہ اس آیت کا مصداق ہو وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَھَا وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی یعنے آیتون کو تو نے ویسے ہی چھوڑ دیا اون مین تامل نہ کیا اور نہ اونکی کچھ پروا کی کیونکہ جو شخص کسی کام مین تقصیر کرتا ہے اوسکو کہا کرتے ہین کہ وہ اوسکو بھول گیا۔ اور تلاوت کما حقہ اسکو کہتے ہین کہ اوسمین زبان اور عقل اور دل شریک ہون زبان کا کام اوسمین حرفونکا صحیح کرنا اور ٹھہر کر پڑھنا ہے اور عقل کا کام معانی کا بیان کرنا اور دل کا کام حکم ماننے اور جھڑکی قبول کرنے سے متاثر ہونا تو گویا زبان واعظ ہے اور عقل مترجم اور دل نصیحت قبول کرنے والا پس تم ترقی کرنی یعنی تلاوت مین یہانتک ترقی کرے کہ قرآن کو اللہ تعالے سے سنے نہ اپنے آپ سے کیونکہ پڑھنے کے اتنے درجے ہین سب مین

آیتون پر بیہوش ہوکر گر جاتے تھے اور بعض ایسے بھی گذرے کہ آیتون کے سننے مین انتقال کر گئے ہین حاصل یہ کہ اسطرح کے احوال سے تلاوت کرنے والا صرف نقال نہین رہتا مثلاً جب کہے اِنِّیْ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ اور دل مین خوف نہو تو یہ پڑھنا صرف کلام کا نقل کرنا ہوا اور جب پڑھے عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ اور توکل اور انابت کی حالت نہو تو یہ کہنا زبانی حکایت ہوگی اور جب پڑھے وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا تو چاہیے کہ اوسکا حال صبر خواہ عزیمت ہو تاکہ اس آیت کے پڑھنے کی کیفیت و حلاوت پاوے اور اگر ان صفات سے موصوف نہوگا اور ان حالات مین اوسکا دل بدلتا رہے گا تو تلاوت سے اوسکو صرف زبان کی حرکت کا فائدہ ہوگا اور اپنے نفس کو صریح لعنت کرے گا ان آیتون کے پڑھنے سے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ اور کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اور وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ اور فَاَعْرِضْ عَمَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا اور وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اور سوا انکے اور اسی طرح کی آیتون کے پڑھنے سے اپنے آپ کو لعن طعن کریگا اور اس آیت کا مصداق بنے گا وَمِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْکِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِیَّ یعنے صرف تلاوت ہی جانتے ہین اور اس آیت کے مضمون مین داخل ہوگا وَکَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ اسلیے کہ ان علامتون کا بیان اچھی طرح قرآن مجید مین ہے اور جب پڑھنے والا اون سے گذر جاوے اور متاثر نہو تو اون سے روگردان ہوگا - اور بہین وجہ کسی نے کہا ہے کہ جو شخص اخلاق قرآنی سے متصف نہین ہوتا وہ جسوقت کلام اللہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکو پکار کر فرماتا ہے کہ تجکو میرے کلام سے کیا علاقہ تو تو مجھسے روگردان ہے اگر تو میری طرف رجوع نہین کرتا تو میرے کلام کو مت پڑھ - اور گنہگار آدمی جو قرآن کو مکرر پڑھتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص بادشاہی پروانہ کو دن بھر مین کئی دفعہ پڑھ لیا کرے اور اوسمین حکم ہو کہ ہمارے ملک کو آباد کرو مگر وہ اوسکے اُجاڑنے مین مشغول ہو اور اوسکے پروانہ کو صرف پڑھ لینے پر اکتفا کرے اور تعمیل اور بجا آوری نہ کرے پس اگر وہ پروانہ نہ پڑھتا اور حکم کے خلاف کرتا تو اوسمین بادشاہی پروانہ کی حقارت اور غضب سلطانی کا استحقاق غالباً کم ہوتا اور اس صورت مین تو ظاہر ہے کہ اوسکی حرکت نہایت نازیبا ہے اور اسیوجہ سے یوسف بن اسباط نے فرمایا ہے کہ مین قرآن کے پڑھنے کا قصد کرتا ہون مگر جب اوسکے مضامین یاد کرتا ہون تو غضب الٰہی سے ڈر جاتا ہون اور قرآن کی تلاوت کو چھوڑ کر تسبیح اور استغفار پڑھنے لگتا ہون اور جو شخص کہ قرآن عمل کرنے سے اعتراض کرتا ہے وہ اس آیت کے مطابق ہے فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو اوسوقت تک

دل مین مختلف آثار ہوتے جاوین اور جس مضمون کو حزن اور خوف اور رجا کے سمجھے اوسی حالت و کیفیت سے دل موصوف ہوجاوے — اور جب کہ آدمی کی معرفت کامل ہوگی تو اوسکے دل پر اکثر خوف غالب رہے گا کیونکہ آیات قرآنی مین تصدیق بہت ہے مثلاً ذکر رحمت و مغفرت کو ایسی شرطون سے وابستہ پاؤگے کہ عارف اونکے حاصل کرنے سے قاصر ہو دیکھو مغفرت کے باب مین چار شرطین مذکور فرمائین وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی اور فرمایا وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اسمین بھی چار شرطین ارشاد فرمائین اور جس جگہہ مختصر فرمایا وہان ایک شرط ایسی لگادی ہی کہ وہ سبکی جامع ہو مثلاً فرمایا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ کہ رحمت کے لیے احسان کی شرط لگادی ہی کہ وہ سبکی جامع ہے اسی طرح اگر کوئی قرآن کو اول سے آخر تک ڈھونڈھے تو ایسی ہی مضامین بہت پاوے گا اور جو شخص اس بات کو سمجھ لے گا اوسکو شایان یہی ہی کہ اوسکا حال خوف اور حزن ہو — اور اسی وجہ سے حضرت حسن بصری رح نے فرمایا ہی کہ جو بندہ آج قرآن پڑھتا ہی اور اوسپر ایمان نہین رکھتا ہے اوسکا حزن بہت ہوجاتا ہی اور خوشی کم اور رونا زیادہ ہوتا ہی اور ہنسنا تھوڑا اور رنج اور شغل کثرت سے ہوجاتا ہے اور راحت اور بیکار رہنا قلیل — اور وہیب بن الورد کہتے ہین کہ ہمنے ان حدیثون اور وعظ کی باتون مین نظر کی مگر قرآن کی تلاوت اور تدبر سے زیادہ کسی چیز کو نہ پایا جس سے دل نرم ہو اور حزن کو خوب کھینچ لاوے — غرض کہ بندہ کا تلاوت سے متاثر ہونا یہ ہے کہ جو آیت پڑھے اوسکی صفت کے ساتھ موصوف ہوجاوے مثلاً آیت وعید پر اور جہان کہ مغفرت کو بہت شرطون پر وابستہ کیا ہے خوف سے اتنا گھلے کہ گویا مرجاوے گا اور جس جگہہ وسعت رحمت اور وعدۂ مغفرت ہو وہان اتنا خوش ہو کہ گویا خوشی سے اُڑجاوی گا اور خدای تعالے کے صفات اور اسما کے ذکر کے وقت اپنی گردن اوسکے جلال کے سامنے خضوع کرنے اور اوسکی عظمت کو معلوم کرنے کی جہت سے جھکادی اور جب کافرون کا ذکر آوے اور اونکے وہ قول پڑھے جو اسد پر محال ہین مثلاً اون کا یہ کہنا کہ خدای تعالے صاحب اولاد ہے یا بی بی رکھتا ہے تو اپنی آواز پست کردی اور اونکی گفتگو کی قباحت سے دل مین شرمندہ ہو کر منکسر ہو اور جنت کی صفت کے وقت باطن مین اوسکا شوق اوبھرے اور دوزخ کے حال مذکور ہونے پر اوسکی خوف کے مارے بدن تھرا اوٹھے — اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رض کو ارشاد فرمایا کہ قرآن مجکو سناؤ تو حضرت ابن مسعود رض کہتے ہین کہ مین نے سورۂ نسا شروع کی جب مین اس آیت پر پونچا فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھون سے آنسو جاری ہین آپ نے فرمایا کہ اب بس کرو — اور یہ اسلیے ارشاد فرمایا کہ اس حالت کے مشاہدہ مین آپ کا دل بالکل مستغرق ہوا اور خوف کرنے والون مین بعض اس طرح کے تھے کہ وعید کی

ہفتم خاص کرنا اور اوسکی صورت یہ ہے کہ قرآن مین کے ہر خطاب مین فرض کرلے کہ مین ہی مقصود ہون یعنی اگر امر اور نہی سنے تو فرض کرے کہ حکم مجکو ہوا ہے اور مجھی کو منع کیا گیا ہے اسی طرح اگر وعد اور وعید سنے اون کو اپنے حق مین فرض کرے اور اگر پہلے لوگون اور انبیا کے قصے سنے تو جانے کہ قصے مقصود نہین بلکہ انسے عبرت حاصل کرنی منظور ہے اور یہ غرض ہے کہ ان کے درمیان مین جو کچھہ اپنی حاجت کی بات ہو اوسکو اختیار کرلینا چاہیے کیونکہ قرآن مجید کے جتنے قصے ہین اونکے مضامین سے کچھہ نہ کچھہ فائدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی امت کے حق مین ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالے نے فرمایا ہے مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ تو تلاوت کرنے والی کو فرض کرلینا چاہیے کہ اللہ تعالے جو نبیون کا حال اور انپر اونکا صبر کرنا اور خدای تعالی کی مدد کے انتظار مین دین پر جمے رہنا بیان فرماتا ہے اس سے ہمارے دل کا ثابت رکھنا چاہتا ہے اور اس فرض کرنے اور تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے نہین اور تر بلکہ وہ تمام عالمون کے لیے شفا اور ہدایت اور نور اور رحمت ہے اور سلیے اللہ تعالی نے تمام لوگونکو نعمت کتاب کا شکر کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ ارشاد ہے وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ اور فرمایا لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ اور فرمایا وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ اور فرمایا كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ اور فرمایا وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ اور فرمایا هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ اور فرمایا هٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ اور جبکہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ خطاب سے سب لوگ مقصود ہین اور قاری بھی اونھین مین سے ہی تو بیشک خطاب مین شریک ہوگا اسلیے اوسکو فرض کرنا چاہیے کہ اس خطاب سے مین مقصود ہون اللہ تعالے فرماتا ہے وَأُوحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ محمد بن کعب قرظی کہتے ہین کہ جس شخص کو قرآن پونہچا تو گویا خدای تعالی نے اوس سے کلام کیا۔ اور تلاوت کرنے والا جب اپنے آپکو مخاطب سمجھی تو اپنا عمل صرف سرسری پڑہ لینا مقرر نکرے بلکہ اوسکو اسطرح پڑھے جیسے غلام اپنے آقا کا پروانہ پڑھتے جسمین اوسنے لکھا ہو کہ اوسکو سوچ سمجھکر اوسکے بموجب کاربند ہونا اور اسی جہت سے بعض علمانے فرمایا ہے کہ یہ قرآن ہماری رب کی طرف سے خطوط عہد و پیمان کے ساتھ آئے ہین کہ اونکو نمازون مین ہم سمجھین اور تنہائیون مین اونپر واقف ہون اور طاعات مین اونکی تعمیل کرین۔ اور حضرت مالک بن دینار کہا کرتے کہ اے قرآن والو قرآن نے تمھارے دلون مین کیا بویا ہے قرآن مؤمن کے حق مین بہار ہے جیسے زمین کے حق مین مینہ بہار ہوتا ہے۔ اور قتادہ رحمہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے قرآن کی ہمنشینی کی وہ یا فائدہ ہی لیکر اوٹھا یا گھٹی کھاکر کہ اللہ تعالے فرماتا ہے هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا

ہشتم متاثر ہونا یعنے جس طرح آیتین مختلف مضامین کی آتی جاوین اوسی طرح

ہوتی ہے اور وہ بھی فہم اور کشف کی مانع ہوتی ہے اسلیے کہ جس حق کے اعتقاد کرنے کا خلق کو حکم ہوا ہے اوسکے بہت سے مراتب اور درجے ہین اور اوسکا ایک مبدا ظاہری ہوتا ہے اور ایک تہ باطنی اور رجب طبیعت ظاہر پر جم جاتی ہے تو باطن کی تہ تک پہونچنے کی مانع ہوا کرتی ہے جیسا کہ علم ظاہر اور باطن کے فرق بیان کرنے مین ہم نے باب قواعد العقائد مین ذکر کیا ہے **تیسرا حجاب** یہ ہے کہ کسی گناہ پر مصر ہو یا کبر کے ساتھ موصوف یا دنیا کی خواہش مین کچھ مبتلا ہو کہ یہ چیزین دل کی تاریکی اور زنگ کی موجب ہوتی ہین اور انکا حال ایسا ہے جیسے آئینہ پر زنگ لگجاتا ہے اور پھر ٹھیک ٹھیک عکس اوسمین نہین پڑتا اسی طرح دل پر اگر یہ چیزین رہتی ہین تو امر حق کی تجلی اوسمین صاف نہین ہوتی اور یہ حجاب دل کے لیے سب مین بڑا ہے اور اسی سے اکثر لوگ محجوب ہو گئے اور جسقدر کہ شہوات کا انبوہ دل پر زیادہ ہوگا اوسی قدر معانی قرآن پر زیادہ حجاب اسکی طرف سے ہوگا اور جسقدر دنیا کا بوجھ دل پر ہلکا ہوگا اوسی قدر معانی کی تجلی نزدیک آجاوے گی اسلیے کہ دل مثل آئینہ کے ہے اور شہوات مثل زنگ کے اور معانی قرآنی مثل اون صورتون کے ہین جنکا عکس آئینہ مین پڑتا ہے اور دل سے ریاضت لینی یعنی شہوات کو دور کرنا ایسا ہے جیسے صیقل کر آئینہ کو جلا کر دیتا ہے — اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب میری امت دینار و درم کو بڑا جانے گی تو اوسمین سے اسلام کی ہیبت جاتی رہے گی اور جب اچھی بات کا امر کرنا اور بری بات سے منع کرنا چھوڑ دینگے تو وحی کی برکت سے محروم رہینگے حضرت فضیل فرماتے ہین کہ اسکے یہ معنے ہین کہ علم قرآن سے محروم رہینگے اور اللہ تعالی نے فہم اور تذکر مین انابت کو شرط فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ اور فرمایا وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ اور فرمایا اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ تو جو کوئی دنیا کے دھوکے کو آخرت کی نعمت پر اختیار کرے وہ صاحبان عقل سے نہین اور اسی وجہ سے اسرار قرآنی منکشف نہین ہوتے **چوتھا حجاب** یہ ہے کہ کوئی تفسیر بظاہر پڑھ لی ہو اور یہ اعتقاد کر لیا ہو کہ جو کچھ حضرت ابن عباس اور مجاہد رضہ نے کلمات قرآن کی تفسیر بیان کی ہے وہی درست ہے اونکے بیان کے سوا کلمات کے اور کچھ معنے نہین جو اونکے سوا معنی کہے وہ قرآن کو اپنی عقل سے بیان کرتا ہے جسکی شان مین یہ وارد ہے کہ جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رای سے کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ سے تلاش کرلے تو یہ بھی ایک حجاب ہے اور چوتھی فصل مین ہم بیان کرینگے کہ رای سے تفسیر کرنے کے کیا معنے ہین اور یہ کہ یہ امر حضرت علی رضہ کے ارشاد کے خلاف نہین کہ اللہ تعالے کسی بندے کو قرآن مین سمجھ عنایت کر دیتا ہے اور ایک یہ کہ اگر معنے ظاہری اور منقول ہی ہوا کرتے تو آدمی اون مین اختلاف ہی کیون کرتے

ف سو جو شخص نے کوا اور دوسرے کو اوس سے مقدم کیا ۱۲
ف ۲ اور یہ جو وحی کی برکت سے محروم رہینگے ۱۲
ف ۳ وہی بات ہے جو اوپر گذری ۱۲

اونکے دلون پر اسباب اور حجاب ایسے ڈالدیے ہین کہ قرآن کی عجائب اونکو نہین سوجھتے آنحضرت صلعم علیہ وسلم فرماتے ہین لولا ان الشیاطین یحومون علی قلوب بنی آدم لنظروا الی الملکوت اور معانی قرآن کے بھی ملکوت مین داخل ہین اور جو چیز حواس سے غائب ہی اور بدون نور عقل کے نہین معلوم ہوتی وہ ملکوت مین سے ہے اور قرآن کے معانی ایسے ہی ہین - اور سمجھنے کے حجاب چار ہین پہلا یہ کہ ہمت اس بات کی طرف مصروف ہو کہ حروف کو مخرج سے نکالنا چاہیے اور اس بات کا متولی ایک شیطان ہے جو قاریون پر معین ہے اسلیے کہ اونکو معانی قرآن کے سمجھنے سے اور طرف پھیر دی تو وہ قاریون کو اسی بات پر آمادہ کرتا ہے کہ حروف کو مکرر سہ کرر ادا کرین اور اونکے خیال مین بسا دیتا ہے کہ ابھی یہ حرف اپنی مخرج سے نہین نکلا تو جس صورت مین کہ قاری کا تامل صرف حروف کے مخارج ہی پر منحصر ہو تو اوسکو قرآن کے معانی کہان واضح ہونگے اور جو شخص شیطان کے اس جیسے دھوکے مین آجاتا ہے وہ اوسکا بڑا ہی مسخرہ بنتا ہی دوسرا یہ کہ کسی مذہب کو سنکر اوسکا مقلد ہو گیا ہو اور اوسکی تعریف کرتا ہو اور اوسکے دل مین اوسکی پیچ صرف سنی ہوئی بات کے اتباع سے جم گئی ہو یہ نہین کہ بصیرت اور مشاہدہ سے دیکھکر اوسکی پیچ کرتا ہے ایسے شخص کا حال یہ ہوتا ہے کہ اپنے اعتقاد کی زنجیر مین مقید رہتا ہے کہ وہ اوسکو ٹلنے نہین دیتی اسلیے اوسکے دل مین بجز اوسکے اعتقاد کے اور چیز خطور نہین کرتی اوسکی نظر صرف اپنی سنی ہوئی بات پر موقوف ہوتی ہے اور اگر کوئی چمک دور سے ہو جاتی ہے اور کچھ معنے اوسکی اعتقاد کے خلاف ظاہر ہوتی ہین تو شیطان تقلید اوسپر حملہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ بات تیرے دلمین کیسے گذری یہ تو تیرے اکابر کے عقیدون کا خلاف ہے پس وہ شخص اون معنون کو شیطان کا فریب جانکر اوس سے دوری کرتا ہے اور اوس جیسے معانی سے احتراز کرتا ہے اور اسی وجہ سے صوفیۂ کرام فرماتے ہین کہ علم حجاب ہے اور علم سے اون کا مقصود اون عقائد کا علم ہے جسپر اکثر لوگ صرف تقلید کی جہت سے چلے جاتے ہین یا مذہب کے متعصبون کے کلمات جدل لکھکر اونکو سکھلا دیے ہین ورنہ علم حقیقی جو کشف اور نور بصیرت کا مشاہدہ ہوتا ہے وہ کسطرح حجاب ہو سکتا ہے منتہای مطلوب تو وہی ہے اور یہ تقلید کبھی باطل ہوتی ہے اور اس صورت مین مانع فہم ہے جیسے کوئی عرش پر مستوی ہونے کے باب مین جگہہ پکڑنا اور ٹھہرنا اعتقاد کرے پس اگر صفت قدرت مین اوسکے دل مین یہ بات گذرے کہ جتنی باتین خلق پر ہو سکتی ہین وہ سب ایسی پاک ہے تو اوسکے دل مین تقلید اسباب کو جمنے نہ دی اور اگر بالفرض جم جاوی تب تو اس سے دوسرا کشف اور تیسرا اور چوتھا ہوتا چلا جاوے گا مگر مقلد اس امر کو اپنے دل سے بوجہ اپنی تقلید باطل کے جلد دور کر دیتا ہے - اور بعض اوقات تقلید حق

اور برے اخلاق مثل غضب و شہوت اور کفر اور جہالت اور انبیا کا جھٹلانا اور جدل کرنا کیونکر پیدا ہوے جیسے کہ اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ تو ان عجائب مین تامل کرے کہ ان سے ایک اور اعجب العجائب کی طرف ترقی کر جاوی اور یہ وہ صفت ہے کہ جس سے یہ عجائب صادر ہوتے ہین غرضکہ مدام جب فعل کو دیکھے اوس سے فاعل کی طرف نظر کرے اور انبیا کا احوال جب سنے کہ وہ کسطرح جھٹلائے گئے اور ایذا دیے گئے اور اون مین سے بعض جان سے مارے گئے تو اس سے خدا ے تعالی کی بے پروائی سمجھے کہ اوسکو نہ رسولون کی حاجت ہے نہ اونکی جنکے پاس رسولون کو بھیجا ہے اور اگر وہ سب کو ہلاک کر دے تو اوسکی سلطنت مین کچھ اثر نہو گا اور جب انبیا کی مدد کا حال انجام کو سنے تو یون سمجھے کہ اللہ تعالے قادر ہے اور حق کی مدد کیا کرتا ہے اور منکرین کا حال مثل عاد اور ثمود کے جب سنے کہ انپر کیا گذرا تو اوس سے خدای تعالی کی سطوت اور انتقام سے ڈرے اور اپنے نفس کے باب مین اون حالات سے عبرت حاصل کرے کہ اگر مین غافل رہون گا اور بے ادبی کرون گا اور اس مہلت چند روزہ پر بھولون گا تو کیا عجب ہی کہ مجھپر بھی ایسا ہی عذاب ہو اور وہی حکم نفاذ پاوے اور ایسا ہی سوچنا اوسوقت چاہیے کہ جنت اور دوزخ کا وصف سنے یا اور کوئی قرآن مین کا حال گوش زد ہوا سلیے کہ جتنی باتین اوسمین سے سمجھی جاتی ہین اون کا بالاستیعاب لکھنا ناممکن ہے اسوجہ سے کہ اونکی کوئی حد نہین ہر بندے کو جسقدر نصیب ہوا ہے اوسقدر ملتا ہے اور اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ اور ایک جا ارشاد فرمایا قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا اور اسکی انتہا نہونے کی جہت سے حضرت علی رضہ نے فرمایا ہے کہ اگر مین چاہون تو الحمد کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دون - اور ہمنے جو ذکر کیا ہے اوس سے سمجھنے کے طور پر تنبیہ کر دی ہے تاکہ اوسکی راہ کھلے ورنہ اوسکے پورا بیان کرنے کی طمع نہین ہو سکتی اور جو شخص کہ قرآن مجید کے مضامین مین ادنی درجہ کی سمجھ بھی نہ رکھتا ہو تو وہ اون لوگون مین داخل ہو گا جنکے باب مین اللہ تعالے کا ارشاد فرماتا ہے وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ حَتّٰۤی اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اور پھر وہ موانع ہین جنکو ہم ذیل مین لکھتے ہین -

اور بعضون کا قول ہے کہ آدمی مرید نہین ہوتا جبتک کہ جس چیز کو چاہے قرآن مین نہ پالے اور نقصانکو فائدہ سے تمیز نہ کرلے اور مولی کے سبب بندون سے بے پروا نہو جاوے ششم فہم کے موانع سے یک سو ہونا کہ اکثر لوگ جو قرآن کے معانی سمجھنے سے باز رہے اوسکا سبب یہی ہے کہ شیطان نے

وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ اور فرمایا اَلْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ
الْمُتَكَبِّرُ پس ان اسما اور صفات کے معنون مین تامل کرے تاکہ انکے اسرار واضح ہون کہ ہر ایک کے اندر بہت معانی
مدفون ہین اور بجز توفیق یافتہ شخصون کے اور کسی کو معلوم نہین ہوتے اور اسی کی طرف حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا ہے اپنے اس قول مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات مجکو خفیہ
ایسی نہین بتائی کہ لوگون سے چھپا رکھی ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالے کسی بندہ کو سمجھ اپنی کتاب
کی عنایت کر دیتا ہے پس اس فہم کی طلب کا حریص ہونا چاہیے جسکو حضرت علی رضہ نے ارشاد فرمایا
اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ جو شخص اولین و آخرین کے علم کا ارادہ کرے اوسکو چاہیے کہ قرآن مجید
کے علم کی بحث کرے اور علوم قرآن مین سب سے زیادہ اللہ تعالے کے اسما اور صفات کے اندر ہین کہ اکثر
لوگون کو اون مین سے وہی باتین دریافت ہوئی ہین جو اونکے فہم کے لائق ہین اونکی تہ کو نہین پہونچ
اور افعال اللہ تعالے کے یہ ہین کہ آسمان اور زمین وغیرہ کا پیدا کرنا اور مارنا اور جلانا وغیرہ تو تلاوت
کرنے والی کو چاہیے کہ ان افعال سے خدائے تعالے کے صفات سمجھے اسلیے کہ فعل فاعل پر دلالت کیا
کرتا ہے اور فعل کی عظمت سے اوسکے فاعل کی عظمت معلوم ہوتی ہے اسلیے یہ چاہیے کہ فعل مین فاعل کا
مشاہدہ کرے صرف فعل ہی کا لحاظ نہ رکھے کہ جو کوئی حق کو پہچانتا ہے وہ اوسکو ہر چیز مین دیکھتا ہے
کیونکہ ہر چیز اوسی سے ہے اوسی کی ذات سے قائم اور اوسی کی ملک تو واقع مین ہمہ اوست کا سا
مضمون ہے اور جو شخص اپنی دیکھی ہوئی ہر چیز مین اوسکو نہین دیکھتا اوسنے گویا اوسکو پہچانا ہی نہین
اور جسنے اوسکو پہچان لیا ہے اوسنے یہ جان لیا ہے کہ سوای خدائے تعالے کے ہر چیز باطل ہے
بجز اوسکی ذات کے ہر ایک چیز فانی ہے یہ نہین کہ ثانی الحال باطل ہو جاوی گی بلکہ اگر اوسکے وجود کو
اوسکی ذات کی اعتبار سے دیکھین تو بالفعل باطل ہے ہان اگر اوسکے وجود کو اس لحاظ سے دیکھین کہ
وہ خدائے تعالے کے باعث اور اوسکی قدرت کی جہت سے موجود ہے تب البتہ اوسکو تبعیت کے
طور پر ثبات ہوگا اور مستصل ہو کر تو صرف باطل ہے اور یہ مرتبہ علم مکاشفہ کا آغاز ہے اور اسی وجہ سے تلاوت
کرنے والے کو چاہیے کہ جب اللہ تعالے کے یہ ارشادات پڑھے اَفَرَءَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ اَفَرَءَيْتُمْ
مَا تُمْنُونَ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ تو اپنی نظر کو آگ اور
پانی اور کھیتی اور منی پر کوتاہ نہ کرے بلکہ انکا سبب حال سوچے مثلاً منی مین تامل کرے کہ وہ نطفہ ایک سے
اجزا کا تھا اوسکی ہڈیان اور گوشت اور رگین اور پٹھے کیسے بنے اور اعضا مختلف شکلون کے سر اور ہاتھ
اور پانون اور جگر اور دل وغیرہ کسطرح ہو گئے پھر اوسمین صفات عمدہ سننے دیکھنے عقل وغیرہ کے

اور وہی سنتا دیکھتا ہے
ف وہ بادشاہ پاک ذات سے سلامت امن دینے والا صاحب
ف جلانا کا
ف جلانا دیکھو
ف جلانا دیکھو

وہ یہ صورت ہے کہ میرا دل اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے مین لگجاتا ہے اور یہ سوچنے لگتا ہے کہ یہان کیسے پھرون - تو دیکھو کہ اونھون نے اوسکو بھی وسواس جانا اور واقع مین اس اعتبار سے وسواس ہے کہ جس کن مین آدمی ہو اوسکو سمجھنے نہین دیتا اور شیطان ایسے لوگون پر بدون اس صورت کے قابو نہین پاتا کہ اونکو کسی دینی ضرورت مین مشغول کردے اور جو فضول بات ہو اوس سے روکدے اور جب یہ معاملہ حضرت حسن بصری کے سامنے مذکور ہوا تو فرمایا کہ اگر تم اونکا حال سچ کہتے ہو تو ہمپر اسد تعالے نے یہ احسان نہین کیا - اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اور بیس فعہ اوسکو دہرایا اور اتنی دفعہ پڑھنے کی یہی وجہ کہ آپ اوسکے معانی مین فکر کرتے تھے - اور حضرت ابوذر رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم نے ایک رات ہمکو نماز پڑھائی اور تمام رات ایک ہی آیت کو مکرر پڑھتے رہے اور وہ یہ آیت ہے ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم - اور تمیم داری نے ایک رات اس آیت مین بسر کردی ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین امنوا وعملوا الصلحت سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون اور سعید بن جبیر رض نے اس آیت کو پڑھتے پڑھتے صبح کردی وامتازوا الیوم ایھا المجرمون اور بعض اکابر فرماتے ہین کہ مین ایک صورت شروع کرتا ہون اوسمین بعض باتین ایسی مشاہدہ کرتا ہون کہ صبح تک کھڑا رہتا ہون وہ سورت پوری نہین ہوتی - اور بعض اکابر یہ فرمایا کرتے کہ جتنی آیتین مین نہین سمجھتا اور اونمین میرا دل نہین جمتا اونمین مین ثواب نہین جانتا - اور ابوسلیمان دارانی سے منقول ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ مین ایک آیت پڑھتا ہون اور چار یا پانچ شبین اوسی مین بسر ہوجاتی ہین اگر مین خود اوسمین فکر کرنا نہ چھوڑون تو دوسری آیت کی نوبت ہی نہ آوے اور بعض اکابر سلف سے منقول ہے کہ وہ سورہ ہود مین چھ مہینے رہے اوسی کو مکرر پڑھا کیے اور اوسمین فکر کرنے سے فرصت نہ ملی - اور بعض عارف فرماتے ہین کہ میرا ختم ایک تو ہفتہ وار ہے اور ایک ہر مہینے مین اور ایک ہر سال مین اور ایک وہ ہے کہ تیس برس سے مین نے شروع کیا ہے ابھی تک اوس سے فارغ نہین ہوا یعنے جس قدر فکر اور تفتیش زیادہ ہو اوسی قدر مدت ختم کی بڑھتی ہے اور یہ بھی ان بزرگ کا قول تھا کہ مین نے اپنے نفس کو مرور کے قائم مقام کر رکھا ہے اسلیے مین وزینہ پر بھی کام کرتا ہون اور ہفتہ وار بھی اور مشاہرہ اور سالانہ کے اعتبار سے بھی تفہیم تفہم ہے یعنی ہر آیت سے جو مضمون اوسکے لائق ہو اوسکو نکالے کیونکہ قرآن مین ذکر اسد تعالے کے صفات اور افعال کا اور ذکر انبیا کے احوال اور اونکے مکذبین کے حالات کا ہے اور یہ امر کہ وہ کسطرح ہلاک کردیے گئے اور ذکر خدائے تعالے کے اوامر و نواہی کا اور ذکر جنت و دوزخ کا ہے - صفات کی آیتین یہ ہین کہ مثلاً ارشاد ہے لیس کمثلہ شیء

جب کوئی سورت پڑھتے اور اوسمین دل حاضر نہوتا تو اوسکو دوبارہ پڑھتے اور یہ صفت حضور دل کی پہلی صفت یعنی کلام کی تعظیم سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ جس کلام کو آدمی پڑھتا ہے گو اوسکی تعظیم کرے گا تو اوس سے اُنس حاصل کرے گا اور بشارت کا خواہان ہوگا اور اوس سے غافل نہوگا اور قرآن مجید مین وہی چیزین ہین جن مین اُنس ہو اور دل لگے بشرطیکہ پڑھنے والا اوسکا اہل ہو پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ جو قرآن پڑھے وہ دوسری چیزمین فکر کرنے سے اُنس کا طالب ہو قرآن تو خود سیرگاہ اور تماشا کا مقام ہے جو شخص سیر کے مقامون کا تماشا کرتا ہوگا وہ اونکے سوا اور چیزون مین فکر نہ کرے گا چنانچہ کہتے ہین کہ قرآن مین میدان اور بستان اور مقصورے اور عروسین اور دیبا اور گلزار اور سرائین ہین اسطرح کہ میم اوسکے میدان ہین اور قرآن کی بستان اور ح اوسکے حجرے اور جن سورتون کے شروع مین سبحان یا سبح یا یسبح ہے وہ اوسکی عروسین ہین اور ساتون حم اوسکی دیبا ہین اور مفصل سورتین اوسکے گلزار ہین اور انکے سوا سرائین ہین پس جسوقت قاری میدانون مین داخل ہو اور بوستانون کے میوے توڑے اور حجرون مین گھسے اور عروسون کو دیکھے اور دیبا پہنے اور گلزار کی گلگشت کرے اور سرایون کی کھڑکیون مین ٹھہرے تو یہ باتین اوسکو دوسری طرف متوجہ نہونے دینگی اونھین مین ڈوبا رہے گا اوسکا دل علٰحدہ نہوگا نہ فکر بٹے گا چہارم قرارت مین تامل کرنا یہ امر حضور دل کی سوا ہے کہ بعض اوقات تلاوت کرنے والا قرآن کے سوا دوسری چیزمین تو فکر نہین کرتا مگر صرف قرآن اپنی زبان سے سنتا ہے اوسکو سمجھتا نہین حالانکہ پڑھنے سے مقصود سمجھنا اور تامل کرنا ہے اور اسی وجہ سے اوسکو ٹھہر کر پڑھنا مسنون ہوا ہے کہ اگر ظاہر مین ٹھہر کر پڑھے گا تو دل مین سوچتا اور سمجھتا جاوی گا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جس عبادت مین سمجھ نہو نہ اوس مین برکت ہوتی ہے اور نہ جس تلاوت مین تامل ہو اوس مین بہتری ہوتی ہے — اور اگر تلاوت کرنے والا بدون دوبارہ پڑھنے کے معنے مین تامل نہ کرسکے تو چاہیے کہ دوبارہ پڑھے لیکن امام کے پیچھے ایسا نچاہیے کیونکہ اگر یہ ایک آیت کو سوچتا رہے گا اور امام دوسری آیت مین مشغول ہوجاوی گا تو برا کرے گا اور اسکی مثال ایسی ہوگی کہ کوئی شخص اسکے کان مین بات کہے اور یہ ایک ہی لفظ سے تعجب کرنے لگے اور اوسکی باقی گفتگو کچھ نہ سمجھے اور یہی حال ہے اگر امام رکوع مین ہو اور یہ اوسکی پڑھی ہوئی آیت مین فکر کررہا ہو بلکہ جس رکن مین جاوی اور جو کچھ پڑھے اوسی کو سوچے دوسری بات سوچنا داخل وسواس ہے چنانچہ عامر بن عبد قیس سے مروی ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ مجکو نماز مین وسواس ہوا کرتا ہے لوگون نے کہا کہ دنیا کے معاملات کا وسوسہ ہوتا ہے فرمایا کہ دنیا کے وسوسون سے تو مین اپنے حق مین اسکو بہتر جانتا ہون کہ نیزون کی بھالین میرے وار پار کردی جاوین بلکہ

اور اس سے زیادہ بیان کرنا علم معاملہ کے مناسب نہین اسی لیے اسی قدر پر اقتصار کیا جاتا ہے
دوم کلام کرنے والے کی عظمت کہ قاری کو تلاوت قرآن شروع کرنے کے وقت اپنے دل مین متکلم کی
عظمت حاضر کرنی چاہیے اور یہ جانے کہ جو کچھ مین پڑھتا ہون یہ آدمی کا کلام نہین اور یہ کہ کلام مجید
کی تلاوت مین بہت سا خطر ہے اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ
اور جسطرح کہ ظاہر جلد قرآن کی اور اوسکے ورق اس بات سے محفوظ ہین کہ آدمی کی جلد بدون طہارت
اوسکو لگے اسی طرح اوسکے اندر کے معنی بھی بباعث اوسکی عزت و بزرگی کے دل کے اندر بدون ہر طرح
کی ناپاکی سے پاک ہونے کے اور نور تعظیم و توقیر سے منور ہونے کے نہین آسکتے اور جس طرح کہ ہر ایک
ہاتھ جلد مصحف کو چھونے کا شایان نہین اسی طرح اوسکے حروف کی تلاوت کو بھی ہر ایک زبان
لیاقت نہین رکھتی اور نہ ہر ایک دل کو اوسکے معانی کے حاصل کرنے کی قابلیت - اور اسی جیسی
تعظیم کی جہت سے عکرمہ بن ابی جہل جب قرآن مجید کھولتے تو بیہوش ہو جاتے اور کہتے کہ یہ کلام
میرے پروردگار کا ہے یہ کلام میرے رب کا ہے - خلاصہ یہ کہ کلام کی عظمت سے متکلم کی عظمت
ہوتی ہے اور متکلم کی عظمت دل مین نہین آتی جبتک کہ اوسکے صفات اور بزرگی اور افعال مین
فکر نہ کرے پس جبکہ قاری کے دل مین عرش اور کرسی اور آسمان اور زمین اور اونکے درمیان کی چیزین
یعنے جن اور انسان اور حیوانات اور درخت آوین اور جانے کہ ان سبکا پیدا کرنے والا اور ان پر
قدرت رکھنے والا اور انکو روزی دینے والا واحد یکتا ہے اور سب کے سب اوسکی قبضۂ قدرت
مین ہین اور اوسکے فضل و رحمت اور عذاب اور سطوت مین متردد ہین اگر وہ انعام کرے گا تو اپنے
فضل سے اور اگر عذاب کرے گا تو اپنے عدل سے اور اوسی کا یہ ارشاد ہے کہ یہ لوگ بہشت کے لیے
ہین اور مجکو پروا نہین اور یہ لوگ دوزخ کے واسطے ہین اور مجکو پروا نہین اور یہ نہایت عظمت اور
بزرگی ہے کہ کسی چیز کی کچھ پروا نہو تو ایسی باتون کے سوچنے سے متکلم کی عظمت دل مین آتی ہی پھر کلام کی
تعظیم اوس مین جاگزین ہوتی ہے سوم دل کا حاضر ہونا اور حدیث نفس کا نہونا بعض مفسرین نے
يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ کی تفسیر مین کہا ہے کہ قوت سے مراد کوشش اور اجتہاد ہے اور کتاب کو
کوشش سے لینے کے یہ معنی ہین کہ اوسکو پڑھنے کے وقت اوسی کے لیے ہو رہے اور ہمت کو اوسمین
مصروف کردے دوسری چیز مین صرف ہمت نہ کرے - اور بعض اکابر سے کسی نے پوچھا کہ جب
تم قرآن مجید پڑھتے ہو تم اپنے نفس مین کسی چیز کی بات کرتے ہو یا نہین فرمایا کہ بھلا قرآن سے زیادہ
مجھے کوئی چیز پیاری ہے جسکی بات مین اپنے جی مین کرون اور بعض اکابر سلف کا دستور تھا کہ

کہ آدمیون کے کلام نہین بلکہ خدای تعالے کا کلام ہے پھر اوس کلام کو آدمی کیسے سمجھتے ہین حکیم نے جواب دیا کہ ہم دیکھتے ہین کہ جب آدمی کسی چوپایہ یا پرند کو کچھ سمجھانا چاہتے ہین مثلاً آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا یا سامنے منہ کرنا یا پشت پھیرنا وغیرہ اور اونکو معلوم ہے کہ چوپایون کی سمجھ اس بات سے قاصر ہے کہ جو کلام ہمارے نور عقل سے حسن ترتیب اور انتظام مادر کے ساتھ سرزد ہوتا ہی اوسکو سمجھ لیوین تو بالضرور اونکو بہائم کے درجے کی طرف اوترنا پڑتا ہے اور اپنے مقصود کو اونکے اندر ایسی آوازون سے پونہچاتے ہین جو بہائم کی سمجھ کے مناسب ہون جیسے ٹخ ٹخ کرنا اور سیٹی بجانا یا اور اسی کے قریب دوسری آوازین جنکو جانور سمجھ سکین اسی طرح آدمی بھی کلام الہی کو اوسکی ماہیت اور کمال صفات کے ساتھ سمجھنے سے عاجز ہین تو انبیا بھی انکے ساتھ وہی چال چلے جو آدمی چوپایون کے ساتھ برتتے ہین یعنے اوس کلام پاک کو ایسے الفاظ و حروف مین بیان کیا جس سے آدمی اوسکی حکمت کو سمجھ جاوین جیسے جانور سیٹی وغیرہ سے اونکے مطالب کو سمجھ لیتے ہین — اور چونکہ حکمت کے معانی ان حروف و صوات مین پوشیدہ رہتے ہین اسی جہت سے اون معانی کی شرافت اور عظمت کے سبب سے کلام کی عظمت کیجاتی ہے تو گویا آواز حکمت کا جسم اور مکان ہے اور حکمت آواز کے لیے روح اور جان ہیں جیسے آدمیون کے جسم روح کے ہونے کے باعث مکرم اور معزز ہوتے ہین اسیطرح کلام کے صوات و حروف بھی اون حکمتون کی جہت سے جو اونکے اندر ہوتی ہین مشرف مقصود ہوتے ہین اور کلام منزلت بلند اور درجۂ رفیع رکھتا ہے غلبہ مین بر دست حق و باطل مین حکم جاری کرنے والا حاکم عادل اور گواہ پسندیدہ ہے اسی سے امر ہوتا ہے اور یہی نہی کرتا ہے باطل کو یہ تاب نہین کہ حکمت کے کلام کے سامنے ٹھہرے جیسے سایہ آفتاب کی شعاع کے سامنے نہین ٹھہرتا اور انسانون کو یہ طاقت نہین کہ حکمت کی تہ کے پار ہوجاوین جیسے اونکو یہ مقدور نہین کہ اپنی آنکھون کو جسم آفتاب کے پار کردین لیکن آفتاب کی روشنی سے اونکو اوسی قدر ملتا ہے کہ جس سے اونکی آنکھون مین نور آجاوے اور صرف اپنی حاجات کو معلوم کرلین غرض کلام کو یہ سمجھنا چاہیے کہ کوئی بادشاہ ہے جسکا چہرہ معلوم نہین ہوتا اور اوسکا حکم جاری ہے یا آفتاب ہے کہ اوسکی روشنی ظاہر ہی اور اوسکا عنصر پوشیدہ ہے یا ستارہ روشن ہے کہ بعض اوقات جس شخص کو اوسکی چال سے واقفیت نہین اوسکو بھی اوس سے راہ ملجاتی ہے — حاصل یہ کہ کلام نہایت نفیس خزانون کی کلید ہے اور وہ آب حیات ہی کہ جسنے اوسمین سے پیا وہ زندۂ جاوید ہوا اور ایسی دوا ہے کہ جسنے اوسکو نوش جان کیا کبھی بیمار نہوا — غرضکہ یہ امر جو حکیم نے بیان کیا ہے معنی کلام کے سمجھانے کے لیے ایک شمہ ہے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص اللہ تعالے کی کتاب مجید مین سے ایک آیت سنی کا وہ اوسکے لیے قیامت مین نور ہوگی اور ایک حدیث مین ہے کہ اوسکے لیے دس نیکیان لکھی جاوینگی اور جب سننے والی کو اتنا ثواب ہوا اور پڑھنے والا اس ثواب کا سبب ہے تو وہ بھی اس مین شریک ہوگا بشرطیکہ اوسکا قصد ریا اور تکلف نہو

تیسری فصل تلاوت کے اعمال باطنی کے ذکر مین اور وہ دس ہین **اول** سمجھنا اصل کلام کا یعنی کلام کی عظمت اور بزرگی کو جاننا اور خدای تعالے کے فضل و احسان کو خلق پر سمجھنا کہ اوسنے عرش برین سی اس کلام کو ایسے درجہ مین اوتار دیا کہ خلق کی سمجھ مین آجاوے تو اب تامل کرنا چاہیے کہ خدای تعالی کی مہربانی خلق پر کتنی ہے کہ جو کلام کہ اوسکی صفت قدیم اور اوسکی ذات کے ساتھ قائم تھا اوسکے معانی کو خلق کے سمجھ مین پونہچا دیا اور وہ صفت حروف و اصوات کی بیچ مین پڑکر کس طرح خلق کو ظاہر ہوگئی حالانکہ حروف و اصوات بشر کے صفات ہین لیکن چونکہ بشر کو طاقت نہین کہ بدون ذریعہ اپنے صفات نفس کے خداے تعالے کے صفات کو سمجھ سکے اسلیے ان حروف و اصوات کے پیرایہ مین اوس صفت کو کر دیا اگر بالفرض کلام الٰہی کے کنہ جلال حروف کے پیرایہ مین چھپے نہوتے تو عرش بھی اوس کلام کے سننے پر نہ ٹھہرتا نہ خاک کو تاب اوسکے سننے کی ہوتی بلکہ اوسکی عظمت اور شعۂ نور سے عرش سے فرش تک سب متفرق ہوجاتے۔ اور اگر حضرت موسی علیہ السلام کو خدای تعالی ثابت نرکھتا تو اونکو اوسکے کلام سننے کی تاب نہوتی جیسے پہاڑ کو اوسکی ادنی تجلی کی طاقت نہوئی اور ریزہ ریزہ ہوگیا اور کلام کی عظمت کا سمجھانا بدون ایسی مثالون کے ممکن نہین جو خلق کی فہم کی حد تلک ہون اور اسی نظر سے بعض عارفون نے اوس عظمت کو اسطرح تعبیر کیا ہے کہ کلام الٰہی مین سے لوح محفوظ مین ہر حرف کوہ قاف سے بڑا ہے اور سب فرشتے اگر اس بات پر متفق ہون کہ اوسکے ایک حرف کو اوٹھاوین تو اونکو اوسکی طاقت نہو یہان تک کہ اسرافیل علیہ السلام جو لوح محفوظ کے فرشتے ہین آکر اوٹھا لیتے ہین اور اونکا اوٹھانا بھی خداے تعالے کے حکم سے ہے نہ اونکے زور و طاقت سے اللہ تعالے نے اونکو اوسکے اوٹھانے کی طاقت دیدی ہی اور اوسمین اونکو مصروف رکھا ہے۔ اور باوجود کلام کے عالی درجہ ہونے کے اوسکے معانی فہم انسان مین پونہچین اور آدمی کم رتبہ ہوکر اوسکے سمجھنے مین ثابت رہے اسکے لیے ایک حکیم نے نہایت پاکیزہ وجہ بیان کی ہی اور ایک مثال لکھی ہے جسمین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا وہ یہ ہے کہ اوسنے کسی پادشاہ سے استدعا کی کہ انبیا علیہم السلام کی شریعت اختیار کرو پادشاہ نے اوس حکیم سے چند باتین پوچھین اونکا جواب حکیم نے ایسا دیا جو بادشاہ کی سمجھ مین آسکے پھر پادشاہ نے پوچھا کہ بھلا یہ بتاؤ کہ جو کلام انبیا لاتے ہین اوسکو تم دعوی کرتے ہو

احمد نے روایت ابوہریرہ سے ان دونون کو روایت کیا ہے اور اسکی اسناد مین ضعف اور انقطاع ہے ۱۲

ادا کرنا مگر حروف کو اتنا نہ کھینچے کہ الفاظ بدل جاوین یا اونکے انتظام میں ابتری ہو جاوی بلکہ ایک خوبی اور زینت کی ساتھ پڑھے کہ سنت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں زَیِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ اور فرمایا مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِیٍّ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ اور فرمایا لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ بعضے اس حدیث سے یہ مراد کہتے ہین کہ استغنا مقصود ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اس سے مراد لہجہ کا سنوارنا اور الحان سے پڑھنا ہے اور لغت والون کے نزدیک صواب کے قریب پچھلے ہی معنی ہین۔ اور مروی ہے کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضہ کا انتظار کرتے تھے وہ دیر کر تشریف لائین آپ نے فرمایا کہ دیر کیون ہوئی اونھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین ایک شخص کی قرارت سنتی تھی کہ اوس سے زیادہ خوش آواز مین نے نہین سنا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور تشریف لیجا کر اوس شخص کی تلاوت دیر تک سنکر لوٹ آئے اور فرمایا کہ یہ شخص ابو حذیفہ کا مولا ہے خدا کا شکر ہے کہ جسنی میری امت مین ایسا شخص کیا۔ اور ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن مسعود کی تلاوت سنی اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما تھے بہت دیر تک کھڑے سنتے رہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّقْرَءَ الْقُرْاٰنَ غَضًّا کَمَا اُنْزِلَ فَلْیَقْرَاْہُ عَلٰی قِرَاءَۃِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ اور ایک بار آپ نے حضرت ابن مسعود رضہ کو فرمایا کہ قرآن مجکو سناؤ اونھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ پر تو اوترا ہی ہے آپ ہی کو سناؤن آپ نے فرمایا کہ مجھکو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو دوسرے شخص سے سنون پس حضرت ابن مسعود رضہ پڑھتے جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چشم مبارک سے آنسو بہاتے تھے۔ اور ایکبار آپ نے حضرت ابوموسی اشعری رضہ کا پڑھنا سنا تو فرمایا کہ اس شخص کو آل داؤد کی مزامیر مین سے کچھ عنایت ہوا ہے یہ خبر حضرت ابوموسی اشعری کو پہونچی اونھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر مجکو معلوم ہوتا کہ آپ سنتے ہین تو مین آپ کے لیے اور بنا اور سنوار کر پڑھتا۔ اور قاری ہیثم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا وہ کہتے ہین کہ آپ نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ ہیثم تو ہی ہے جو قرآن کو اپنی آواز سے سنوارتا ہے مین نے عرض کیا کہ ہان فرمایا کہ خدائے تعالے تجکو جزائے خیر دیوے۔ اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب جمع ہوتے تو اپنے مجمع مین سے ایک شخص سے کہتے کہ تم کوئی سورت قرآن کی پڑھو۔ اور حضرت عمر رضہ حضرت ابوموسی رضہ سے کہتے کہ ہمکو ہمارے رب کی یاد دلاؤ حضرت ابوموسی رضہ آپ کے سامنے یہان تک قرآن پڑھتے کہ نماز کا وقت درمیانی ہونے کو آجاتا اوسوقت لوگ کہتے کہ یا امیر المومنین الصلوۃ الصلوۃ تو آپ فرماتے کہ ہم کیا نماز مین نہین ہین یعنی یہ اشارہ تھا اللہ تعالے کے ارشاد پر کہ فرماتا ہے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ

قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنا ۱۲ ابوداؤد و دارمی و ابن ماجہ برروایت براء ابن عازب ۱۲ صحیح اللہ تعالی ہے ۱۲ اور کسی پیغمبر کا مقصد حکم نہین دیا جاتا قرآن کی خوش آوازی سے کسی نبی کو حکم دیا ہے ۱۲ بخاری و مسلم برروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۱۲ ابوداؤد برروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۱۲ یہ حدیث آداب تلاوت مین اوپر گذری ۱۲ ابن ماجہ برروایت عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۲ احمد و نسائی برروایت عمر رضی اللہ عنہ ۱۲ عمر رضی اللہ عنہ کو قرآن سنانے کا شخص کا حکم ہوا ۱۲ بخاری و مسلم برروایت ابن مسعود رضہ ۱۲ بخاری و مسلم برروایت ابوموسی رضہ ۱۲ ابوداؤد برروایت ابوموسی رضہ ۱۲

کہ جس سے مین مناجات کرتا ہون وہ بیشک میری سنتا ہے۔ اور حضرت عمرؓ پر گذرے کہ وہ پکار پکار کر
پڑھ رہے تھے آپ نے اون سے اسکی وجہ پوچھی اونھون نے عرض کیا کہ مین سوتی شخصون کو
جگاتا ہون اور شیطان کو جھڑکتا ہون اور حضرت بلالؓ پر گذرے کہ وہ چند آیتین ایک سورت کی
اور چند دوسری کی پڑھ رہے تھے اون سے جو آپ نے سبب پوچھا تو اونھون نے عرض کیا کہ مین عمدہ کو عمدہ
کے ساتھ ملا رہا ہون آپ نے فرمایا کہ تم سب نے خوب کیا اور بہتر کیا۔ جب خفیہ اور علانیہ دونون کے
پڑھنے مین احادیث وارد ہین تو ان مین تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آہستہ پڑھنا ریا سے بعید تر ہے
اور بناوٹ کو اسمین دخل نہین تو جو شخص اپنے نفس پر ریا اور بناوٹ کا خوف رکھتا ہو اوسکی حق مین
آہستہ پڑھنا ہی بہتر ہے اور اگر اس امر کا خوف نہو اور نہ پکار کر پڑھنے سے کسی دوسرے کے پڑھنے مین
خلل ہوتا ہو تو اوس صورت مین پکار کر پڑھنا افضل ہے اسلیے کہ اوسمین عمل بہت ہے اور اوسکا فائدہ
غیر کو بھی پہونچتا ہے اور ظاہر ہے کہ جو خیر دوسرے کو بھی پونہچے وہ اوس سے بہتر ہے جو ایک ہی کو
پونہچے اور ایک وجہ یہ ہے کہ پکار کر پڑھنا قاری کے دل کو ہوشیار کرتا ہے اور اوسکی ہمت کو قران مین فکر
کرنے کے لیے جمع کر دیتا ہے اور اوسکی کان کو اوسکی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور نیند کو دفع کر دیتا ہے
اور پڑھنے کا مزہ زیادہ ہوتا ہے اور تکان کم کرتا ہے اور یہ بھی امید ہوتی ہے کہ کوئی سوتا ہوا آواز سنکر
جاگ پڑے تو اوسکی شب بیداری کا باعث پڑھنے والا ہی ہوگا اور بعض اوقات کوئی غافل بیکار آدمی
اوسکو دیکھکر خواب غفلت سے ہشیار ہوتا ہے اور بفحوای انچہ از دل خیزد بر دل ریزد قاری کی کیفیت
اوسکے دل میں اثر کر جاتی ہے اور کچھ کرنے کا مشتاق ہو جاتا ہے پس اگر قاری کو ان تینون مین سے
کوئی ہو تو پکار کر پڑھنا اچھا ہے اور اگر یہ سب نیتین جمع ہو جاوین تو اجر بھی متضاعف ہوگا کہ نیتون
کی کثرت سے اعمال بڑھتے ہین اور اونکا ثواب متضاعف ہوتا ہے مثلاً اگر ایک کام مین دس نیتین ہون
تو اوس مین دس ثواب ہونگے اور اس بنا پر ہم کہتے ہین کہ قرآن کو مصحف مین دیکھکر پڑھنا افضل ہے کیونکہ اسمین آنکھ کا کام اور
دیکھنا اور اوٹھانا زیادہ ہے اسی وجہ سے اوسکا ثواب بھی زیادہ ہوگا اور بعضون نے کہا ہے کہ دیکھکر قرآن پڑھنا سات گنا ثواب
رکھتا ہے اسلیے کہ مصحف کا دیکھنا بھی تو عبادت ہے حضرت عثمانؓ اس کثرت سے مصحف مین تلاوت کرتے تھے کہ دو قرآن
آپکے پاس پھٹ گئے تھے اور اکثر صحابہؓ کا یہی دستور تھا کہ دیکھکر تلاوت کرتے تھے اور یہ بہتر سمجھتے تھے کہ کوئی دن ایسا گذرے جس مین
مصحف کو نہ دیکھلین مصر کے ایک فقیہ حضرت امام شافعیؒ کے پاس سحر کے وقت آئے اور آپکے سامنے قرآن کھلا ہوا تھا آپ نے اوس فقیہ
سے کہا کہ فقہ نے تمکو قرآن سے روکدیا مجکو دیکھو کہ مین عشا پڑھکر قرآن اپنے سامنے رکھتا ہون اور
صبح تک اوسکو نہین بند کرتا **ادب دہم** قرآن کو خوش آوازی سے پڑھنا اور قرارت کو سنوار کر

اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِيْ حُجَّةً يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ **ادب نمبر** قرارت کا پکار کر پڑھنا۔ اور اتنا پکار کر پڑھنا تو بے شک ضروری ہے کہ اپنے آپ سنی اسلیے کہ قرارت کے معنے یہ ہین کہ آواز کو حروف سے پارہ پارہ کرے تو آواز کا ہونا ضروری ہے جسکے ٹکڑے ہوین اور ادنی مرتبہ قرارت کا یہ ہے کہ کہ اپنے آپ سنے اور اگر خود نسنے گا تو ایسی قرارت سی نماز نہوگی اسی لیے وہ داخل قرارت نہین باقی رہا اتنا پکار کر پڑھنا کہ دوسرا شخص سنے تو وہ ایک طرحسے اچھا ہے اور ایک وجہ سے بُرا۔ اور آہستہ پڑھنے کے مستحب ہونے پر یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستہ پڑھنے کی فضیلت پکار کر پڑھنے پر اتنی ہے جتنی خفیہ صدقہ دینے کو علانیہ خیرات کرنے پر ہے اور ایک دوسری روایت مین ہے کہ قرآن کو پکار کر پڑھنے والا ایسا ہے جیسے علانیہ صدقہ دینے والا اور اوسکو آہستہ پڑھنے والا ایسا ہے جیسے خفیہ خیرات کرنے والا۔ اور ایک حدیث مین عام ارشاد ہے کہ خفیہ عمل علانیہ عمل سے ستر گنا زیادہ ہے اور اسی طرح یہ ارشاد خَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِيْ وَخَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ اور ایک حدیث مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مغرب اور عشا کے درمیان کی قرارت مین ایک دوسرے پر پکار کر مت پڑھو۔ اور ایک رات سعید بن مسیب رض نے مسجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین حضرت عمر بن عبد العزیز رح کو نماز مین پکار کر کلام مجید پڑھتے سنا اور آپ خوش آواز تھے حضرت سعید بن مسیب نے اپنے غلام سے کہا کہ اس نمازی کے پاس جاؤ اور کہو کہ اپنی آواز کو پست کرے غلام نے کہا کہ مسجد مجھہ ہماری نہین اور اس شخص کا بھی اسمین حق نماز پڑھنے کا ہے مین کیسے منع کرون آپ نے باآواز بلند کہا کہ اے نمازی اگر تجکو اپنی نماز سے خدائے تعالے مقصود ہے تو اپنی آواز پست کر اور اگر خلق مقصود ہے تو وہ خدائے تعالے کے یہان تیرے کسی کام نہ آوے گی یہ سنکر حضرت عمر بن عبد العزیز چُپ ہو گئے اور رکعت کو مختصر پڑھ اور سلام پھیرا اپنی جوتیان لیکر مکان کو چلے آئے اور وہ اوسوقت مدینہ منورہ کے حاکم تھے۔ اور پکار کر پڑھنے کی مستحب ہونے پر یہ روایت دال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چند اصحاب رض کو سنا کہ رات کی نماز مین قرآن پکار کر پڑھتے ہین آپ نے اونکے پڑھنے کو درست فرمایا۔ اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم مین سے کوئی رات سے اوٹھکر نماز پڑھے تو قرارت پکار کر پڑھے کہ فرشتے اور اوس مکان کے جنات اوسکی قرارت سنتے ہین اور وہی نماز وہ بھی پڑھتے ہین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب مین سے تین شخصون پر گذرے جنکے حالات مختلف تھے حضرت ابو بکر رض پر گذرے تو اونکو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے تھے آپ نے اون سے پوچھا کہ اسکی کیا وجہ ہے حضرت ابو بکر رض نے کہا

وَيَسْجُدُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ تو سجدہ مین یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ السَّاجِدِينَ لِوَجْهِكَ الْمُسَبِّحِينَ بِحَمْدِكَ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْتَكْبِرِينَ عَنْ أَمْرِكَ أَوْ عَلَى أَوْلِيَائِكَ اور جب یہ آیت پڑھے وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا تو یون دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الْبَاكِينَ إِلَيْكَ الْخَاشِعِينَ لَكَ اسی طرح ہر آیت سجدہ کے موافق سجدہ مین دعا پڑھے اور سجدۂ تلاوت مین نماز کی شرطین شرط ہین یعنی ستر عورت اور قبلہ رو ہونا اور کپڑے کا پاک ہونا اور بدن کا حدث اور نجاست سے طاہر ہونا۔ اور جو شخص سجدہ کے سننے کے وقت طہارت نرکھتا ہو وہ جسوقت طہارت کرے اوسوقت سجدہ کرلے۔ اور بعضون نے سجدۂ تلاوت کے کمال مین یہ کہا ہے کہ ہاتھ اوٹھاکر نیت تحریمہ کے لیے اللہ اکبر کہے پھر سجدہ کرنے کے لیے اللہ اکبر کہے پھر سر اوٹھانے کے لیے اللہ اکبر کہے پھر سلام پھیرے اور بعض پڑھنے والون نے سجدۂ تلاوت مین تشہد کو زیادہ کیا ہی اور اسکی کچھ اصل معلوم نہین ہوتی بجز اسکے کہ نماز پر قیاس کیا ہو اور اس سجدہ کا نماز پر قیاس کرنا بعید ہے کیونکہ یہ سجدہ کے لیے حکم ہونے کی جہت سے وارد ہوا ہے تو اوسمین لفظ سجدہ ہی کا اتباع چاہیے اور سجدہ مین جانے کے لیے اللہ اکبر کہنا البتہ شروع کے مناسب ہے اوسکے سوا اور امور مین بعد معلوم ہوتا ہے پھر مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سجدہ کرنے کے وقت سجدہ کرے خود اپنی تلاوت کا اقتدا کیحالت مین نکرے **ادب ہشتم** یہ ہے کہ جب تلاوت شروع کرے اوسوقت کہے أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ اور قل اعوذ برب الناس اور سورۂ الحمد پڑھے اور ہر سورت کے تمام ہونے پر کہتا جاوے صَدَقَ اللّٰهُ تَعَالَى وَبَلَّغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ اور اثنای تلاوت مین جب آیت تسبیح پر گذرے تو سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہے اور جب دعا اور استغفار کی آیت آوے تو دعا اور استغفار کرے اور جب آیت رجا آوے تو اوسکی درخواست کرے اور خوف کی آیت پر گذرے تو پناہ مانگے اس سوال و پناہ مانگنے کو زبان سے کہے خواہ دل مین کہہ لے مثلاً یون کہے نَعُوذُ بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا حضرت حذیفہ رض فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے سورۂ بقر شروع کی تو آپ کسی آیت رحمت پر نہ گذرے کہ دعا نہ مانگی ہو اور نہ کسی آیت عذاب پر کہ پناہ نہ مانگی ہو اور نہ کسی آیت تنزیہ پر کہ سبحان اللہ نہ کہا ہو۔ اور جب تلاوت سے فارغ ہو تو وہ دعا پڑھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ختم کے وقت فرمایا کرتے تھے اور وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي بِالْقُرْآنِ وَاجْعَلْهُ لِي

کہ قرارت سے مقصود تفکر ہے پس جب اچھی طرح ٹھہر کر پڑھے گا تو تفکر پر مدد ملے گی اور اسی جہت سے حضرت ام سلمہ رضہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت کی صفت بیان کی تو کلمہ کلمہ کو جدا جدا بیان فرمایا۔ اور حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہین کہ مین اگر سورۂ بقر اور آل عمران ٹھہر کر پڑھون اور انکو سمجھتا جاؤن تو اس سے اچھا جانتا ہون کہ سب قرآن کو جلد جلد پڑھ جاؤن۔ اور یہ بھی اونھین کا ارشاد ہے کہ مین اگر اذا زلزلت اور القارعۃ سمجھکر پڑھون تو اس سے بہتر سمجھتا ہون کہ سورۂ بقر اور آل عمران کو گھسیٹ جاؤن۔ اور مجاہد رح سے کسی نے پوچھا کہ دو شخص نماز مین کھڑے ہوئے اور برابر ہی کھڑے رہے مگر ایک نے سورۂ بقر ہی پڑھی اور دوسرے نے تمام قرآن پڑھا تو ثواب کسکو زیادہ ہوا فرمایا کہ دونون شخصون کو برابر ثواب ہوا۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ ٹھہر کر پڑھنا اسی لیے مستحب نہین ہے کہ اوسکے معنی ہی سمجھے کیونکہ اگر کوئی عجمی عربی نہ سمجھتا ہو وہ قرآن کے معنے کیسے سمجھے گا مگر پڑھنا ٹھہر کر اوسکو بھی مستحب ہے اسلیے کہ ٹھہر کر پڑھنے مین تو قیر اور حرمت قرآن کی زیادہ ہے اور جلد پڑھنے کی بہ نسبت اسکا اثر بھی دل مین زیادہ ہوتا ہے **ادب ششم** قرارت کے ساتھ رونا مستحب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو پڑھو اور گریہ کرو اور اگر رونہ سکو تو رونی صورت بناؤ اور فرمایا لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ اور صالح مری کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خواب مین قرآن مجید پڑھا آپ نے فرمایا کہ صالح یہ تو قرارت ہوئی رونا کہان ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہین کہ جب تم سجدہ خدائے تعالے کا پڑھو تو سجدہ کرنے مین جلدی مت کرو جبتک گریہ نکر لو اگر تم مین سے کسی کی آنکھ سے آنسو نہ نکلے تو چاہیے کہ اوسکا دل زاری کرے۔ اور بتکلف رونی کی تدبیر یہ ہے کہ اپنے دل پر حزن موجود کرے کہ رونا غم سے ہی پیدا ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماگئے ہین کہ قرآن حزن کے ساتھ اترا ہے پس جب تم اوسکو پڑھو تو حزن کیا کرو۔ اور حزن کو دل مین موجود کرنے کی یہ صورت ہے کہ قرآن کی تہدید اور وعید اور عہد میثاق کو سوچے اور پھر اوسکے اوامر و نواہی مین اپنی کوتاہی کو خیال کرے تو اس سے ضرور ہی حزن اور گریہ آوے گا اگر اس تامل پر بھی صاف دل والون کی طرح حزن و گریہ دل مین نہ موجود ہو تو حزن و گریہ کے نہونے کے لیے رووے کہ یہ نہایت بڑی سختی ہے **ادب ہفتم** یہ ہے کہ آیات کے حقوق کا لحاظ رہے یعنے جب آیت سجدہ پر گذرے تو سجدہ کرے یا دوسرے سے سجدہ سنے تو جسوقت پڑھنے والا سجدہ کرے آپ بھی سجدہ کرے بشرطیکہ طہارت رکھتا ہو اور قرآن مجید مین چودہ سجدے ہین اور سورۂ حج مین دو سجدے ہین اور سورۂ ص مین سجدہ نہین اور ادنی درجہ سجدۂ تلاوت کا یہ ہے کہ اپنی پیشانی زمین پر لگادی اور کامل سجدہ یہ ہے کہ تکبیر کہکر سجدہ کرے اور سجدے مین ایسی دعا مانگے جو مناسب آیت سجدہ ہو مثلاً جب یہ آیت پڑھے خَرُّوْا سُجَّدًا

۱ ابوداؤد ونسائی و ترمذی ۱۲
۲ ابن ماجہ و دارمی سعد بن ابی وقاص ۱۲
۳ نہین اخیر مین ۱۲
۴ جو قرآن لیکر فروش اکھائی نہ کرے بخاری ابو داؤد ابو یعلی ابو نعیم در حلیہ و ابن عساکر بسند ضعیف ۱۲

لیکر آخر تک کی اب ان منازل کو فمی بشوق کہتے ہین کہ ہر حرف شروع منزل کی سورت کا پہلا حرف ہے یعنے ف سے فاتحہ اور م سے مائدہ اور ی سے یونس اور ب سے بنی اسرائیل اور ش سے شعرا اور واو سے والصافات اور ق سے سورۂ قاف صحابہ رض نے اسطرح قرآن مجید کی منزلین کی ہین اور اسی طرح پڑھا بھی کرتے تھے اور اس باب مین ایک حدیث بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی اور یہ بات خمس اور عشر اور اجزا کے بننے سے بیشتر سے ہی یہ ساری چیزین بعد کو ایجاد ہوئی ہین **ادب چہارم** لکھنے کے باب مین مستحب ہے کہ قرآن مجید کو خوشخط اور صاف لکھے اور سرخی سے نقطے اور علامتون کے کرنے کا مضائقہ نہین کہ اوسمین زینت اور توضیح اور پڑھنے والون کو غلط پڑھنے سے روکنا ہے۔ اور حضرت حسن بصری اور ابن سیرین رض قرآن مجید مین خمس اور عشر اور جزو کو برا جانتے تھے۔ اور شعبی اور ابراہیم سے مروی ہے کہ وہ بھی سرخی سے نقطے لگاتے اور اسپر اجرت لینی کو مکروہ جانتے تھے اور کہتے تھے کہ قرآن کو صاف رکھو اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگون نے جو ان امور کو مکروہ کہا تو اس وجہ سے کہ کہین رفتہ رفتہ اور زیادتیان نہ بڑھجاوین اسلیے گو انمین کچھہ خرابی نہ تھی مگر اس راہ کے بند کرنے اور تغییر سے قرآن کے محفوظ رکھنے کو ایسا فرمایا اور جس صورت مین کہ ان امور سے کوئی خرابی نہوی اور سبکے نزدیک یہ ٹھہرا کہ ان سے شناخت زیادہ ہوجاتی ہے تو اب انکے استعمال مین کچھہ مضائقہ نہین اور انکا نو ایجاد ہونا اس مطلب کا مخل نہین اسلیے کہ اکثر باتین نو پیدا اچھی ہین چنانچہ تراویح کی جماعت کو کہتے ہین کہ حضرت عمر رض کی ایجاد ہے اور یہ عمدہ ایجاد اور بدعت حسنہ ہے بری بدعت وہ ہے جو قدیم سنت کی ٹکر پر ہو اور سنت کو بدلے دیتی ہو۔ اور بعض اکابر کہا کرتی کہ مین نقطے دیے ہوئے قرآن مجید مین تلاوت کر لیتا ہون مگر خود اوسپر نقطے نہین لگاتا ہون۔ اور اوزاعی یحیی بن کثیر سے نقل کرتے ہین کہ قرآن مصحفون مین اول صاف تھا پہلی پہل جو بات نئی پیدا ہوئی یہ تھی کہ ب اور ت پر نقطے دیے اور کہا کہ اسکا مضائقہ نہین کہ یہ قرآن کا نور ہے پھر بعد اوسکے آیتون کی تمامی پر بڑے نقطے ایجاد کیے اور کہا کہ اسکا کچھہ مضائقہ نہین کہ اس سے آیتون کا سرا معلوم ہوتا ہے پھر بعد اسکے انجام و آغاز کے نشانات پیدا ہوئے۔ ابوبکر ہذلی کہتے ہین کہ مین نے حضرت حسن بصری رح سے پوچھا کہ مصحف مین سرخ اعراب لگانے کیسے ہین اونھون نے فرمایا کہ قرآن پر اعراب کا کچھہ مضائقہ نہین اور خالد حذا کہتے ہین کہ مین حضرت ابن سیرین رض کی پاس گیا اور اونکو دیکھا کہ اعراب دیے ہوئے قرآن مین تلاوت کرتی ہین حالانکہ اعراب کو برا جانتے تھے اور کہتے ہین کہ اعراب حجاج کے نکالے ہوئے ہین اور اوسنے قاریون کو بلوایا سبھون نے قرآن کے کلمات و حروف گنے اور اوسکے حصے برابر کرکے تیس پارون مین تقسیم کیا اور نصف و ربع وغیرہ تقسیمین کین **ادب پنجم** کلام مجید کو اچھی طرح ٹھہر کر پڑھنا مستحب ہے کیونکہ ہم عنقریب بیان کرینگے

ابوداؤد و ابن ماجہ بروایت اوس بن حذیفہ رض

کہ مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثٍ لَمْ یَفْقَهْهُ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اس مقدار سے زیادہ پڑھنا تلاوت کا حق ادا
مانع ہے اور حضرت عائشہ رضہ نے جب ایک شخص کو سنا کہ قرآن مجید کو بہت جلد پڑھتا ہے تو فرمایا کہ
اس شخص نے نہ تو پڑھا نہ چیکارا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمرو کو ارشاد فرمایا کہ ایک ہفتہ مین ایک ختم کیا کرو
اور چند لوگ اصحاب رضہ مین سے ایسا ہی کیا کرتے تھے کہ ایک ہفتہ مین ختم پڑھا کرتے تھے مثلاً حضرت عثمان و زید بن ثابت اور
ابن مسعود اور ابی بن کعب رضہ سب کا یہی دستور تھا غرض کہ ختم کی چار درجے ہین ایک تو یہ کہ دو رات مین ختم کرین اور اسکو تو کچھ
لوگون نے مکروہ جانا ہی اور ایک کہ تین یا دو سے ایک روز پڑھکر مہینے مین ایک ختم کرین اور یہ قرارت کو یا بہت ہی کم ہی جیسے
اول صورت بہت زیادہ تھی اور ان دونون کے درمیان مین دو درجے میانہ ہین ایک تو یہ کہ ہفتہ مین ایک بار ختم کرین
اور دوسرے یہ کہ ہفتہ مین دو بار تاکہ تین دن کے قریب مین ایک ختم ہو جاوی اور اس صورت مین مستحب یہ ہے
کہ ایک ختم دن مین پڑھا کرے اور ایک رات کو اور دن والے ختم کو دوشنبہ کے روز صبح کی دو رکعتون مین
یا اون دونون کے بعد تمام کیا کرے اور رات کے ختم کو جمعہ کی شب مین مغرب کی دو رکعتون مین یا اونکے
بعد تمام کیا کرے تاکہ اول روز اور ابتدا شب مین دونون ختم ہو جاوین اس غرض سے کہ اگر ختم شبکو ہوتا ہے
تو فرشتے صبح تک قاری پر رحمت بھیجتے رہتے ہین اور اگر دن کو ہوتا ہے تو شام تک یہی حال ہوتا ہے
تو ابتدا روز و شب مین ختم سے یہ فائدہ ہے کہ فرشتون کی برکت تمام دن اور رات کو حاوی ہوگی۔ اور
مقدار قرارت کی تفصیل یہ ہے کہ اگر پڑھنے والا عابد ہو اور طریق آخرت کو عمل کے ذریعے سے طے کرنا چاہتا ہے
تو اوسکو نہ چاہیے کہ ایک ہفتہ مین دو ختمون سے کم کرے اور اگر دل کو اعمال سے طے کرتا ہو یا علم کو پڑھانے مین
مصروف رہتا ہو تو وہ اگر ایک ہفتہ مین ایک ہی ختم پر اکتفا کرے گا تب بھی مضائقہ نہین اور اگر قرآن کے
معانی مین نہایت غور کرتا ہو تو اوسکو ایک مہینے مین ایک ہی ختم کافی ہے اس نظر سے کہ اوسکو بکر پڑھنے
اور معانی سوچنے کی حاجت ہی **ادب سوم** تلاوت کی منزلون کے باب مین کہ جو شخص ہفتہ مین ایک
ختم کرے وہ قرآن مجید کی سات منزلین کرلے کہ صحابہ رضہ نے بھی یہی منازل مقرر فرمائے ہین چنانچہ
مروی ہے کہ حضرت عثمان رضہ شب جمعہ کو شروع سے لیکر سورہ مائدہ کے اخیر تک پڑھتے اور شنبہ کی شب کو
انعام سے ہود تک اور یکشنبہ کی رات کو سورہ یوسف سے مریم تک اور دوشنبہ کی شب کو طٰہٰ سے قصص تک
اور منگل کی رات کو عنکبوت سے صاد تک اور بدھ کی رات کو زمر سے سورہ رحمٰن تک اور پنجشنبہ کی رات کو
سورہ واقعہ سے آخر قرآن مجید تک پڑھتے اور حضرت ابن مسعود رضہ بھی سات ہی منزلین کرتے تھے مگر اس طرح
نہ تھین اونکی ترتیب جدا تھی۔ اور کہتے ہین کہ قرآن کی سات منزلین ہین اول منزل سورہ فاتحہ کی
تین سورتون کی دوسری پانچ کی تیسری سات کی چوتھی نو کی پانچوین گیارہ کی چھٹی تیرہ کی ساتوین سورہ حجرات سے

جس شخص نے قرآن کو تین روز سے کم مین پڑھا اوسنے اوسکو نہین سمجھا ۱۲ اصحاب سنن بروایت ابن عمرو رضہ ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابن عاص رضہ ۱۲

تو راہ سے کنارہ چلکر بیٹھہ جاتا ہے اور خط کو پڑھکر ایک ایک حرف پڑھتا ہے کہ اوسمین سے کوئی مطلب تجھسے نہین رہتا اور مین نے جو تجھپر یہ اپنی کتاب اوتاری تو دیکھہ تیرے لیے کیسا قول کو مشرح فرمایا اور کسطرح ایک بات کو کئی کئی دفعہ ذکر کیا اسلیے کہ تو اوسکے طول اور عرض کو سمجھے مگر تو اوس سے روگردانی کرتا ہے بھلا مین تیرے نزدیک تیرے کسی بھائی سے بھی گیا گذرا کہ اوسکے خط کو غور سے پڑھے اور میری کتاب کو بے پروائی سے ای میرے بندے اگر تیرا کوئی بھائی تیرے پاس آ بیٹھتا ہے تو تو اوسکی طرف بتمام توجہ التفات کرکے بہمہ تن اوسکی گفتگو سنتا ہے اور اگر کوئی بول اوٹھتا ہے یا کوئی اور کام تجھکو پیش ہوتا ہے تو تو اوس سے اشارہ کر دیتا ہے کہ ٹھہرو اور کیون مین تیری طرف متوجہ ہون اور تجھسی باتین کرتا ہون اور تو اپنے دل سی میری طرف سی روگردان ہے کیا میری قدر اپنی نزدیک اپنے کسی بھائی کی برابر بھی نہین کرتا

دوسری فصل تلاوت کے ظاہری آداب کے بیان مین اور وہ دس ہین **ادب اول** قاری کے حال مین ہے کہ با وضو اور ادب اور وقار کی صورت پر ہو کھڑا ہو یا بیٹھا اور قبلہ رخ گردن جھکائی ہو نہ چار زانو ہو نہ تکیہ لگائے نہ تکبر کی صورت پر بیٹھا ہو اور تنہا اس طرح بیٹھے جیسے اوستاد کی سامنے بیٹھتے ہین اور سب حالتون سے بہتر یہ ہے کہ قرآن کو نماز کے اندر کھڑا ہو کر مسجد مین پڑھے کہ یہ تلاوت افضل اعمال مین سے ہے اور اگر کلام مجید کو بے وضو لیٹ کر پڑھے گا تب بھی ثواب تو ملیگا لیکن یہ ثواب نہوگا جو وضو سے کھڑے ہو کر ہوتا اللہ تعالے فرماتا ہے الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اس آیت مین تعریف سب حالتون کی فرمائی مگر قیام کو اول ذکر فرمایا اوسکی بعد قعود کو اوسکے بعد لیٹنے کو حضرت علی رض نے فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن کی تلاوت نماز کے اندر کھڑا ہو کر کرے اوسکو ہر حرف کے بدلہ مین سو نیکیون کا ثواب ہوگا اور جو شخص نماز کے اندر بیٹھکر قرآن پڑھے اوسکو ہر حرف پر پچاس نیکیون کا ثواب ہوگا اور جو شخص نماز مین نہو اور وضو سے قرآن پڑھے تو پچیس کا ثواب پاویگا اور اگر بے وضو پڑھے گا تو دس نیکیان ملین گی۔ اور رات کو اگر قیام ہو تو سب مین بہتر ہے کہ رات کے وقت دل کو جمعیت خوب ہوتی ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رض فرماتے ہین کہ سجدون کی کثرت دن کو ہوتی ہے اور زیادہ کھڑا رہنا رات کو **ادب دوم** قراءت کی مقدار کے باب مین کہ بہت اور تھوڑا پڑھنے مین لوگون کی عادت جدا جدا ہے کوئی دن رات مین ایک ختم کرتا ہی اور کوئی دو اور بعض نے تین ختم تک پونہچا دی ہے اور بعض لوگ ایک مہینے مین ایک ختم کرتی ہین اور بہتر یہ ہے کہ مقدار قراءت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف رجوع کیا جاوے

ف وہ جو یاد کرتی ہین اللہ کو کھڑی اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور دھیان کرتے ہین آسمان اور زمین کی پیدایش مین ۱۲

آدمی تکبر کرتے ہوں اور حافظ قرآن کو چاہیے کہ خاموشی اور نرمی زیادہ رکھتا ہو جفاکار اور بات کاٹنے والا اور غل و شور مچانے والا اور سخت نہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کے اکثر منافق قاری ہوں گے اور فرمایا کہ قرآن کو اوسوقت تک پڑھ کہ تجکو بری باتوں سے منع کرے اور جب قرآن کی قرارت تجکو مانع نہو تو تو اوسکی تلاوت نہیں کرتا یعنے ایسا پڑھنا نہ پڑھنے میں داخل ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص قرآن کے محرمات کو حلال جانے اوسکو قرآن کے ساتھ اُنس نہیں ہوا۔ اور بعض سلف کا قول ہے کہ بندہ ایک سورت شروع کرتا ہے اور فرشتے اوسپر دعاے رحمت کرتے ہیں یہانتک کہ اوس سورت کو تمام کرے اور بعض لوگ سورت شروع کرتے ہیں اور فرشتے اوسپر لعنت کرتے رہتے ہیں یہانتک کہ اوس سے فارغ ہو کسی نے پوچھا کہ یہ صورت کس طرح ہوتی ہے فرمایا کہ جب اوسکے حلال کو حلال جانے گا اور حرام کو حرام تب تو اوسپر رحمت بھیجتے ہیں ورنہ لعنت کرتے ہیں اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ آدمی قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور نادانستہ اپنے آپ کو لعنت کرتا ہے یعنے کہتا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ حالانکہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا وہی ہے اور کہتا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ اور خود جھوٹوں میں سے ہے۔ اور حضرت حسن بصری رح کا قول ہے کہ تم نے قرآن کو منزلیں ٹھہرالیں ہیں اور رات کو اونٹ مقرر کیا ہے کہ اوسپر سوار ہو کر اپنی منزلیں قطع کرتے ہو اور جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ قرآن مجید کو اپنے پروردگار کے فرمان سمجھتے تھے کہ راتکو اونکے معنے سوچتے تھے اور دن کو اونکی تعمیل کیا کرتے تھے۔ اور حضرت ابن مسعود رض نے فرمایا ہے کہ قرآن لوگون پر اسلیے نازل کیا گیا ہے کہ اوسکے بموجب عمل کریں لوگون نے اوسکے پڑھنے پڑھانے کو عمل ٹھہرالیا ہے کہ ایک شخص شروع سے آخر تک قرآن پڑھجاتا ہے یہانتک کہ ایک حروف بھی اوس سے نہیں رہتا مگر اوسکے بموجب عمل نہیں کرتا۔ اور حضرت ابن عمر اور جندب رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ہماری اتنی عمر ہوئی ہم میں سے کسی کو ایمان قرآن سے پیشتر مرحمت ہوتا تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سورت نازل ہوتی تھی تو وہ اوس سورت کے حلال اور حرام کو سیکھتا اور اوامر اور زجر سے واقف ہوتا اور جس مقام پر توقف چاہیے اوسکو جانتا پھر ہمنے ایسے لوگ دیکھے کہ اون میں سے کسی کو قرآن ایمان سے پیشتر ملتا ہے کہ الحمد سے لیکر آخر تک پڑھجاتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ اسمیں اوامر اور زجر کی کونسی آیتیں ہیں اور توقف کس جا مناسب ہے گھاس ہی کاٹتا چلا جاتا ہے اور توریت میں آیا ہے کہ اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تجھے مجھسے شرم نہیں آتی کہ اگر تو راہ میں ہوتا ہے اور کسی تیرے بھائی کا خط تیرے پاس آتا ہے

وہ اسلام کا علم بردار ہے اوسکو چاہیے کہ لہو اور سہو اور لغو والون کے ساتھ ان امور مین مشغول نہو کہ حق قرآن کی تعظیم اسکی بات کو چاہتی ہے۔ اور سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ جب آدمی قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اوسکی دونون آنکھون کے درمیان بوسہ دیتا ہے۔ اور عمرو بن میمون کہتے ہین کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد قرآن کھولکر سو آیتین پڑھے اللہ تعالے اوسکو تمام دنیا والون کے عمل کے برابر ثواب عنایت فرماتا ہے۔ اور مروی ہے کہ خالد بن عقبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے سامنے قرآن پڑھیے آپنے آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ آخر تک پڑھی اوسنے عرض کیا کہ دوبارہ پڑھیے آپ نے دوبارہ پڑھی اوسنے کہا کہ اسمین تو حلاوت اور ملاحت ہے اسکا نیچے کا حصہ مینہ سا برستا ہے اور اوپر کا حصہ بہت سا ثمرہ رکھتا ہے اور یہ آدمی کا قول نہین ہے۔ اور حضرت حسن بصری رح کا قول ہے کہ بخدا کہ قرآن سے بڑھکر کوئی توانگری نہین اور اوسکے بعد کوئی احتیاج۔ اور فضیل رح فرماتے ہین کہ جو شخص سورۂ حشر کا آخر صبح کے وقت پڑھے اور اوس روز مرجاوے تو شہیدون کی مہر اوسکے لیے لگی کی اور جو کوئی اوسکو شام کو پڑھے اور اوس رات مین مرے اوسکا بھی یہی حال ہے۔ اور قاسم بن عبد الرحمن کہتے ہین کہ مینے ایک عابد سے پوچھا کہ یہان کوئی ایسا نہین جس سے تمکو انس ہو اوسنے اپنا ہاتھ قرآن مجید کی طرف بڑھا کر اوسکو اپنی گود مین رکھ لیا اور کہا کہ یہ انیس ہے۔ اور حضرت علی رض ارشاد فرماتے ہین کہ تین چیزین ہین جنسے حافظہ زیادہ ہوتا ہے اور بلغم دور کرتی ہین اول مسواک کرنا دوم روزہ رکھنا سوم قرآن پڑھنا

دوسرا بیان غافل شخصون کی تلاوت کی مذمت مین۔ حضرت انس بن مالک رض فرماتے ہین کہ بہت لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہین حالانکہ قرآن اونکو لعنت کرتا ہے۔ اور میسرہ نے کہا ہے کہ بدکار آدمی کے پیٹ مین قرآن مسافر اور بیکس ہے۔ اور ابو سلیمان دارانی کہتے ہین کہ جب قرآن کے حافظ قرآن پڑھنے کے بعد خدای تعالی کی نافرمانی کرین تو دوزخ کے فرشتے بت پرستون کی نسبت کرایسے ہی حافظونکو جلد پکڑین گے۔ اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ جب آدمی قرآن پڑھتا ہے پھر اور گفتگو اوسمین ملا دیتا ہے پھر پڑھنے لگتا ہے تو اوس سے یہ کہا جاتا ہے کہ تجکو ہماری کلام سے کیا علاقہ۔ اور ابن رباح کا قول ہے کہ مین کلام مجید کو یاد کرکے پچتایا اسلیے کہ مینے سنا ہے کہ قیامت مین قرآن والون سے وہ سوال ہوگا جو انبیا علیہم السلام سے ہوگا۔ اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ حافظ قرآن کو بہت باتون سے پہچاننا چاہیے اول رات کو جسوقت آدمی سوتے ہون دوم دن کو جسوقت آدمی قصور کرتے ہون سوم اوسکے غم کرنے سے آدمیون کے خوشی کے وقت چہارم اوسکے رونے سے جبکہ لوگ ہنستے ہون پنجم اوسکے سکوت سے جب لوگ ادھر اودھر کی باتون مین لگی ہون ششم اوسکے خشوع سے جس وقت

ابن عباس رض سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص سورۂ حشر کا آخر پڑھے اوسکے لیے ستر ہزار فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہین اگر اوس روز مرجاوے تو شہید ہوکر مرے اور جو شام کو پڑھے اوسکا بھی یہی حال ہے۔ اسکو ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

اون ہین سے ایک وہ شخص ہے جسنے قرآن خدای تعالی کی رضا جوئی کے لیے پڑھا اور لوگون کا امام ہوا اور وہ اوس سے خوش ہے۔ اور فرمایا اَھْلُ الْقُرْاٰنِ اَھْلُ اللّٰہِ وَخَاصَّتُہٗ اور فرمایا کہ یہ دل لوہے کی طرح زنگ کھا جاتا ہے کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اونکی جلا کی کیا چیز ہے فرمایا کہ قرآن کی تلاوت اور موت کو یاد کرنا اور فرمایا اَللّٰہُ اَشَدُّ اُذُنًا اِلٰی قَارِئِ الْقُرْاٰنِ مِنْ صَاحِبِ الْقَیْنَۃِ اِلٰی قَیْنَتِہٖ اور آثار اس باب مین یہ ہین کہ حضرت ابوامامہ باہلی رضہ فرماتے ہین کہ قرآن کو پڑھو اور یہ لٹکے ہوئے قرآن تمکو مغالطہ مین نہ ڈالین یعنی اسپر بس مت کرو کہ قرآن ہمارے پاس موجود ہے کہ اللہ تعالے اوس دل کو عذاب نہین کرتا جو قرآن کا ظرف ہوا اور حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا ہے کہ جب تم علم کا ارادہ کرو تو قرآن کو تحصیل کرو کہ اوسمین اگلون پچھلون کا علم ہے اور یہ بھی اونھین کا ارشاد ہے کہ قرآن کو پڑھو کہ تمکو اوسکی ہر حرف پر دس نیکیون کا ثواب ملے گا اور مین یہ نہین کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام دوسرا اور میم تیسرا۔ اور یہ بھی اون کا قول ہے کہ تم مین سے جب کوئی اپنے نفس سے درخواست کرے تو قرآن ہی کی کرے اسلیے کہ اگر قرآن سے محبت رکھتا ہوگا اور قرآن اوسکو اچھا معلوم ہوتا ہوگا تو وہ اللہ تعالے اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوگا اور اگر قرآن سے بغض رکھتا ہوگا تو اللہ تعالے اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا ہوگا۔ اور عمر بن العاص رضہ فرماتے ہین کہ قرآن کی ہر ایک آیت جنت کا ایک درجہ اور تمھارے گھرون کا چراغ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہے اوسکے دونون پہلو مین نبوت مندرج ہوجاتی ہے اتنا فرق ہوتا ہے کہ اوسپر وحی نہین آتی۔ اور حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ جس گھر مین قرآن پڑھا جاتا ہے وہ گھر کے لوگونپر وسیع ہوجاتا ہے اور اوسکی خیر بہت ہوجاتی ہے اور فرشتے اوسمین آتے ہین اور شیطان اوس سے نکلجاتے ہین اور جس گھر مین قرآن نہین پڑھا جاتا وہ گھر والون پر تنگ ہوجاتا ہے اور اوسکی خیر کم ہوجاتی ہے اور فرشتے اوسمین سے چلے جاتے ہین اور شیطان آموجود ہوتے ہین۔ اور امام احمد حنبل رح فرماتے ہین کہ مین نے اللہ تعالے کو خواب مین دیکھا اور عرض کیا کہ الٰہی جن چیزون سے تقرب کے طالب تیرا قرب حاصل کرتے ہین اون مین سے افضل کونسی چیز ہے فرمایا کہ اے احمد سب سے افضل میرے کلام سے تقرب چاہنا ہے مین نے عرض کیا کہ الٰہی سمجھنے کے ساتھ یا بدون سمجھے حکم ہوا کہ دونون طرح سے۔ اور محمد بن کعب قرظی نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز جب آدمی قرآن مجید کو اللہ تعالے سے سنینگے تو یہ معلوم ہوگا کہ گویا پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ اور فضیل بن عیاض رح فرماتے ہین کہ قرآن کے حافظ کو چاہیے کہ بادشاہ سے لے کر ادنی شخصون تک کسی کی طرف اوسکو حاجت نہو بلکہ خلق کے لوگ اوسکے حاجتمند ہونے چاہیین۔ اور یہ بھی اونکا قول ہے کہ جو شخص قرآن کا حافظ ہے

قرآن و احادیث اسود ۱۲ اور احادیث خاص لوگون کے لیے ہین ۱۲ منہ

بیہقی بروایت ابن عمر سند ضعیف ۱۲ البتہ اللہ سبحانہ قاری کا قرآن پر سننے کے لیے ایسا شوق فرماتا ہے جیسا گانے والی لونڈی کے مالک کے اوس کے گانے کا شوق ۱۲ ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم بروایت فضالہ بن عبید ۱۲

سیدھے راستے اور طریق عمدہ کا چلنا اوس ہی واضح ہوگیا حقیقت مین ضیا اور نور وہی ہی اور اوسی کے باعث مغالطہ سے نجات ہوتی ہے اور اوسی مین ایمان و توحید دلی کو شفا ہی جبارون مین ہی جو اوسکے مخالف ہوا اوسکی کمر اسد نے توڑی اور جسنے اوسکے سوا دوسری کتاب مین علم کو طلب کیا وہ حکم الہی سے گمراہ ہوا حبل متین اور نور مبین اور عروۂ وثقی اوسکا نام اور قلیل و کثیر اور صغیر و کبیر پر حاوی ہوا اوسکا کام نہ اسکے عجائب اور غرائب کی کوئی نہایت نہ اہل علم کے نزدیک اوسکے فوائد کی کوئی حد غایت تلاوت والون کے نزدیک زیادہ پڑھنے سے پرانی نہین ہوتی بلکہ ہر بار لذت جدید دیتی ہی اور اولین و آخرین کو وہی ہدایت کرتی ہے یہ وہ کتاب ہی کہ جب اوسکو جنون نے سنا تو اپنی قوم کی طرف جلد رجوع کیا اور اسطرح اونکو خبر دی فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا جو اوسپر ایمان لایا وہی صاحب توفیق ہے اور جو اوسکا قائل ہوا وہی اہل تصدیق جسنے اوسپر تمسک کیا اوسکو ہدایت ملی اور جسنے اوسکے بموجب عمل کیا اوسنے سعادت و فلاح پائی اور از آنجا کہ اسد تعالے نے اسکے باب مین یہ ارشاد فرمایا ہے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ اور دلون اور مصاحف مین اوسکی محفوظ رہنے کا سبب روز مرہ کی تلاوت اور اوسکے آداب و شروط کی رعایت اور اوسمین کے اعمال باطنی اور آداب ظاہری کی محافظت ہی اسی نظر سے ان امورکا بیان کرنا ضروری ہوا چار فصلونمین یہ مقصود بیان ہوجاوینگے

فصل اول قرآن مجید اور اوسکے پڑھنے والون کی فضیلت اور اوسکی تلاوت مین قصور کرنے والونکی برائی مین اس فصل مین دو بیان ہین ٭

بیان اول قرآن مجید کی فضیلت کے ذکر مین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین کہ جو شخص قرآن پڑھی پھر یہ جانے کہ کسیکو مجھسے زیادہ ملا ہوگا تو وہ اوس چیز کو چھوٹا جانے گا جسکو خدای تعالے نے بڑا کیا ہے ۔ اور فرمایا کہ قیامت کے روز کوئی شفیع خدای تعالے کے نزدیک قرآن سے بڑھکر مرتبہ مین نہین نہ کوئی نبی ہی اور نہ فرشتہ اور نہ کوئی دوسرا شخص اور فرمایا کہ اگر بالفرض قرآن چمڑے مین ہو تو اوسکو آگ نہ لگے گی اور فرمایا أَفْضَلُ عِبَادَةِ أُمَّتِي تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ اور فرمایا کہ اسد تعالے نے خلق کے پیدا کرنے کے ہزار برس پیشتر سورۂ طٰہٰ اور یٰسٓ پڑھی جب فرشتون نے قرآن کو سنا تو کہا کہ وہ امت خوش نصیب ہے جسپر یہ اوترے گا اور خوشحالی ہے اون دلون کو جو اسکو یاد کرینگے اور اون زبانون کو جو اسکو پڑھینگے اور فرمایا خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ اور فرمایا کہ اسد تعالے فرماتا ہے کہ جسنے شخص کو قرآن کا پڑھنا مجھسے سوال کرنے اور دعا مانگنے سے روکا ہی مین اوسکو شکر گزارون کے ثواب سے بہتر عنایت کرتا ہون ۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن تین شخص بیشک اسود کے ٹیلون پر ہونگے نہ اونکو خوف ہوگا اور نہ اونسے حساب لیا جاوی گا یہانتک کہ لوگون کے درمیان کے معاملہ سے فراغت ہو

اور جنگلون کو طے کر حضوری مین حاضر ہوگا اوسکا سلام کیسے نہ پہونچے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا تو یہ بدلہ تو صرف زبان سی درود کہنے کا ہی تو جس صورت مین کہ آپکی زیارت کے لیے تمام بدن سے حاضر ہوا اوسکا بدلہ کیسا کچھہ ہوگا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کے پاس آؤ اور یہ خیال کرو کہ آپ منبر پر چڑھے کھڑے ہین اور مہاجر اور انصار آپ کے گرد حلقہ کیے ہین اور آپ اونکو اپنے خطبہ مین خداے تعالے کی طاعت پر ترغیب دلاتی ہین اور اللہ تعالی سے درخواست کرو کہ قیامت مین تمھاری اور آپ کی درمیان ہین جدائی نکرے غرض کہ حج کے اعمال مین دل کا وظیفہ یہ ہے جو مذکور ہوا جب اعمال حج سے سب سے فارغ ہو چکے تو چاہیے کہ اپنے دلپر رنج اور خوف کا التزام کرے اور یہ کہ معلوم نہین کہ ہمارا حج مقبول ہوا اور محبوب لوگون کے زمرہ مین رہے یا حج نامنظور ہوا اور نکالی ہوون مین ملائے گئے اور یہ امر اپنے دل اور اعمال سے معلوم کرلے یعنے حج کے بعد اگر اپنے دل کو پاوے کہ دنیا سے زیادہ کنارہ کرنے لگا اور انس باللہ کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے اور اعمال شریعت کی میزان کے بموجب سنجیدہ سرزد ہوتے ہین تو قبول ہونے کا اعتماد کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالے اوسی شخص کا حج قبول کرتا ہے جسکو دوست رکھتا ہے اور جسکو دوست رکھتا ہے اوسکا متولی ہوتا ہے اور اپنی محبت کے آثار اوسپر ظاہر کرتا ہے اور اپنے دشمن ابلیس مردود کا دباو اوسپر سے ہٹا دیتا ہے تو جب اسطرح کی باتین ظاہر ہونگی تو معلوم ہوگا کہ حج قبول ہوا اور اگر معاملہ بالعکس ہو تو عجب نہین کہ اس سفر سی آدمی کو بجز مشقت اور سختی کی اور کچھہ وصول نہو معاذ اللہ منہا باب اسرار حج تمام ہوا اسکے بعد باب آداب تلاوت مذکور ہوگا +

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ مُّصْطَفٰی +

آٹھوان باب آداب تلاوت قرآن کی بیان مین

رباعی منظور اگر تجھے ہے قرب یزدان
ترتیل سے دن رات پڑھا کر قرآن
دیکھہ اقرأ وارتق ورتل کی حدیث
جو مرتبے قاری کے ہین تجپر ہون عیان

واضح ہو کہ اللہ تعالے کا بڑا احسان بندون پر یہ ہوا کہ اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سی اونکو شرف بخشا اور اپنی کتاب منزل سی اونکی گردنون مین طوق منت ڈالا یہ وہ کتاب ہے کہ اوسکے آگے اور پیچھے سے باطل اوسپر نہین آتا اہل فکر کو اوس سے گنجائش ہوگئی کہ اوسکے قصون اور خبرون سے عبرت حاصل کرین اور چونکہ اوسمین تفصیل احکام اور تفریق حلال وحرام کی بخوبی ہے اس نظر سے

جو شخص میری اوپر ایکبار درود بھیجے اللہ تعالے اوسپر دس بار درود بھیجے گا ۱۲ مسلم بروایت ابوہریرہ وابن عمر رض ۱۲

کہ تمکو ایمان روزی کیا اور آپ کی زیارت کے لیے تمکو تمھارے وطن سے اوٹھا کھڑا کیا کوئی تجارت یا حظ دنیاوی تمکو مقصود نتھا صرف آپ کی محبت اور آپ کے آثار شریفہ کے دیکھنے کا شوق ہوا اسلیے کہ جب آپکا دیکھنا تمکو نصیب نہوا تو تمھارے نفس نے اسی پر قناعت کی کہ آپ کی قبر کی دیوار ہی نظر پڑجاوی جب خدائے تعالی نے یہ سامان تمھارے لیے کردیے تو اب اوسکی رحمت کے شایان یہی ہی کہ تمھاری طرف نظر رحمت سے دیکھے۔ اور جب تم مسجد نبوی مین پونچو تو یہ دھیان کرو کہ یہ وہ جگہہ ہے کہ اسکو خدای تعالی نے اپنے نبی صلے اسد علیہ وسلم اور مسلمانون مین سے اول اور افضل لوگون کے لیے تجویز کیا اسد تعالی کے فرائض اول اسی مقام مین ادا ہوئے یہی زمین ہے جس مین تمام مخلوق سے افضل لوگ حالت حیات مین بھی اور حالت موت مین بھی جمع ہین اس صورت مین ایسی جگہہ کے داخل ہونے سے تمکو بڑی توقع کرنی چاہیے کہ اسد تعالے ہمپر رحم ہی کرے گا پھر مسجد مین خشوع اور تعظیم سے داخل ہو اور یہ خطہ پاک اسی بات کے شایان ہے کہ ہر ایماندار دل سے خشوع کا طالب ہو چنانچہ ابو سلیمان نقل کرتے ہین کہ حضرت اویس قرنی رح نے حج کیا اور مدینہ منورہ مین داخل ہوئے جب مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوئے تو اون سے لوگون نے کہا کہ قبر شریف آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم کی یہ ہے آپ سنتے ہی غش کر گئے اور جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ مجکو یہان سے نکالو کہ مجکو وہ شہر اچھا معلوم نہین ہوتا جس مین محمد صلی اسد علیہ وسلم خاک کے اندر ہون۔ اور آنحضرت صلے اسد علیہ وسلم کی زیارت اوسی طرح کھڑا ہو کر کرنی چاہیے جیسے ہم لکھہ آئے ہین اور آپ کی زیارت موت کے بعد اوسی طرح کرو جیسے زندگی مین کرتے اور آپ کی قبر شریف کے اتنا ہی قریب ہونا چاہیے جیسے آپ کے جسم مبارک سے حالت حیات مین قریب ہوتی اور جسطرح کہ آپ کی زندگی مین آپ کی جسم پاک کو ہاتھہ لگانے اور بوسہ دینے مین خلاف تعظیم اور سوء ادب جانتے بلکہ دور سے کھڑے ہوئے آپ کی طرف کو مائل رہتے اسی طرح اب بھی کرنا چاہیے کیونکہ زیارت کو ہاتھہ لگانا اور بوسہ دینا نصاری اور یہود کی عادت ہے۔ اور جان لینا چاہیے کہ آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم کو تمھارے آنے اور کھڑے ہونے اور زیارت کرنے کا علم ہوتا ہے اور تمھارا درود و سلام آپکی خدمت مبارک مین پہونچتا ہے پس زیارت کے وقت تم آپ کی صورت کریم کو یون خیال کرو کہ تمھارے سامنے لحد مین موجود ہے اور پھر اپنے دل مین آپ کی مرتبہ عظیم کو تصور کرو اور درود و سلام کا آپکو پہونچنا اس حدیث سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اسد تعالے نے آپکی قبر پر ایک فرشتہ مقرر کردیا ہی وہ آپ کو آپکی امت کے لوگون کے سلام پہونچایا کرتا ہے اور یہ بات اوس شخص کے حق مین ہے جو آپ کی قبر شریف پر حاضر نہوا ہو تو جو شخص آپ کی زیارت کے شوق مین قبر کی زیارت پر اکتفا کرنے کے ارادہ سے وطن کو چھوڑ

۱ نسائی و ابن حبان و ابن السنی و ابو نعیم بن ابی الدرداء

مارتے ہین لیکن واقع مین شیطان کے منہ پر مارتے ہین اور اوسکی پیٹھ توڑتے ہین کیونکہ اوسکی ذلت اسی مین ہے کہ اللہ تعالے کے ایسے حکم کی بجا آوری کرین جسکی تعمیل مین نفس اور عقل کو کچھ حظ نہین صرف اوسکی تعظیم ملحوظ ہے اور ہدی کے ذبح کرنے کے وقت یہ جانو کہ یہ فعل بسبب امتثال امر کے باعث تقرب ہے اسلیے اوسکو اور اوسکی اجزا کو پورا دیکھ لینا چاہیے اور یہ توقع کرنی چاہیے کہ اللہ تعالی اسکے ہر جزو کے عوض مین ہمارے ہر جزو کو آگ سی آزاد کردیگا کیونکہ وعدہ اسی طرح ہوا ہے پس جسقدر ہدی بڑی ہوگی اور اوسکے اجزا بہت ہونگے اوسی قدر آگ دوزخ سے رہائی کی صورت زیادہ متصور ہے اور مدینہ منورہ کی دیوارون پر جب نگاہ پڑے تو یہ دھیان کرنا چاہیے کہ یہ وہ شہر ہے کہ اللہ تعالے نے اوسکو اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پسند فرمایا اور اوسکو آپ کا دار الہجرۃ بنایا یہ وہ مکان ہے جسمین آپنے اللہ تعالے کے فرائض اور سنن مشروع فرمائے اور اوسکے دشمن کے ساتھ جہاد کیا اور اوسکے دین کو ظاہر کیا یہانتک کہ اللہ تعالے نے آپکو اپنی جوار رحمت مین بلایا پھر آپ کی قبر اوسمین مقرر کی اور آپ کے دو وزیرون کی قبر جو آپ کے بعد بجا آوری حق مین ہے اوسی مین ٹھہرائی پھر اپنے دلمین تصور باندھو کہ آپ کے قدم مدینہ منورہ مین چلتے پھرتے پڑتے ہونگے اور کوئی پاون رکھنے کی جگہہ ایسی نہین جہان آپ کے قدم مبارک نہ آئے ہون اس خیال کی بعد جو پاون رکھو وہ وقار اور خوف کے ساتھ رکھو اور سوچو کہ مدینہ پاک مین آپ ہر گلی کوچے مین نکلتے ہونگے اور پھر رفتار مین آپکی فروتنی اور وقار کا تصور کرو اور یہ کہ اللہ تعالے نے اپنی معرفت کس درجہ کو آپ کی دل مین ودیعت رکھی تھی اور آپ کے ذکر کو کیسا اونچا کیا کہ اپنے ذکر کے ساتھ آپکا ذکر ملا دیا اور جو شخص آپکی تعظیم نکرے گو آپکی آواز پر اپنی آواز ہی اونچی کرنے سے کیون نہو اوسکے عمل باطل کردیے پھر یہ دھیان کرو کہ اللہ تعالے نے اون لوگونپر بڑا احسان کیا جنھون نے آپ کی صحبت پائی اور مشاہدہ جمال اور استماع اقوال سی سعادت حاصل کی اور اپنے حال پر نہایت افسوس کرو کہ یہ دولت ہمکو نہ ملی اور نہ آپکے اصحاب رض کی صحبت نصیب ہوئی پھر یہ دھیان کرو کہ ہمکو دنیا مین تو آپکی زیارت روزی نہوئی اور آخرت کے دیکھنے مین شبہہ ہے شاید آپ کی زیارت نگاہ حسرت ہی سی ہو کہ اعمال بد کے باعث ہمکو قبول نفرماوین چنانچہ ایک حدیث مین ارشاد فرمایا ہے کہ کچھ لوگ میرے سامنے لائے جاوینگے اور وہ کہینگے یا محمد یا محمد مین کہونگا کہ الٰہی یہ میرے اصحاب ہین حکم ہوگا کہ تمکو معلوم نہین کہ تمھارے بعد انھون نے کیا نیا کام کیا تب مین کہونگا کہ الگ ہو اور دور ہو۔ پس اگر تم نے بھی آپ کی شریعت کی توقیر نکی ہوگی گو ایک ہی دقیقہ مین کیون نہون تو تم بھی اس بات سی مامون نہین ہو کہ تمھارے اور آپ کے درمیان مین دوری ہوجاوی اور آپ کی طریق سی علیحدہ پڑجاؤ اور باوجود اسکے زیادہ توقع یہی رکھو کہ اللہ تعالے تمھارے اور آپ کے درمیان مین دوری نڈالے

ف بخاری و مسلم بروایت انس و ابن مسعود وغیرہما مگر اون مین یا محمد یا محمد کہنا نہین ہے ۱۲

ہر ایک فرقہ کا اپنے اپنے امامون کے قدم بہ قدم چلنا نظر پڑے تو یہ یاد کرے کہ میدان قیامت مین بھی تمام امتین مع انبیا کے اسی طرح اکٹھی ہونگی اور ہر امت اپنے نبی کی پیروی کرے گی اور انبیا کی شفاعت کی طمع کرینگے اور اس میدان مین قبولیت اور عدم قبولیت کے باب مین حیران رہینگے اور جب آدمی کو عرفہ مین یہ خیال گذرے تو چاہیے کہ اپنے دل کو انکسار اور اللہ کیطرف رجوع کرنا لازم کردی تاکہ فلاح والون اور مرحوم فرقہ کے ساتہ حشر ہو۔ اور اس جگہہ اپنی رجا کو قبول ہی سمجھے کیونکہ یہ میدان شریف ہی اور رحمت الٰہی دربار جلال سے تمام خلق پر نازل ہوتی ہی اور اسکے آنے کا ذریعہ دلہای عزیز زمین کے اوتادون کے ہوتے ہین اور یہ میدان ابدال اور اوتاد کے گروہ سے کبھی خالی نہین رہتا اور صالحین کے گروہ بھی اسمین ضرور ہوتے ہین پس جب ان لوگون کی ہمتین جمع ہوکر اونکے دل انکسار و زاری کرتے ہین اور ہاتہ اللہ تعالے کی طرف پھیلاتے ہین اور گردنین اوسکی طرف کو کھچتی ہین اور ایک ہمت کے ساتہ طلب رحمت کے لیے آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہین تو پھر یہ گمان مت کرنا کہ وہ اپنی امید مین محروم رہین اور اونکی کوشش بیکار جاوی بلکہ اونپر وہ رحمت نازل ہوتی ہے کہ سبکو ڈھانپ لے اور اسیواسطے کہتے ہین کہ بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی عرفات مین موجود ہوکر یہ گمان کرے کہ خداے تعالے نے میری مغفرت نہین کی اور حج کا راز اور غایت مقصود بھی یہی ہے کہ ہمتون کا اجتماع ہو اور جو ابدال و اوتاد کہ شہرون کے اطراف سے مجتمع ہوتے ہین اونکے پاس ہونے کی سبب جمع ہمت مین سہارا ملے۔ غرضکہ رحمت الٰہی کے اوتارنے کا طریق اسکے برابر اور کوئی نہین کہ ہمتین اکٹھی ہون اور ایک وقت مین ایک زمین پر دل ایک دوسرے کی مدد کرین **اور کنکرون** کے پھینکنے مین یہ قصد کرے کہ غلامی اور بندگی کی ظاہر کرنے کے لیے امر کی طاعت کرتا ہون اور صرف تعمیل ارشاد کے لیے اوٹھتا ہون بدون اسکے کہ اس فعل مین کچھہ عقل اور نفس کا حظ ہو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مشابہت کا قصد کرے کہ اوس مقام پر آپ کو شیطان مردود ظاہر ہوا تھا تاکہ آپ کے حج مین کچھہ شبہہ ڈالدے یا کسی معصیت مین مبتلا آپ کو اللہ تعالے نے حکم فرمایا کہ اسکے دفع کرنے کو اور اوسکی امید منقطع کرنے کو اوسکے کنکر مارو۔ اب اگر یہ کہو کہ حضرت ابراہیمؑ پر تو شیطان ظاہر ہوا تھا اور آپ نے اوسکو دیکھا تھا اسلیئے اوسکو مارا تھا اور ہمکو تو شیطان ظاہر ہوتا نہین پھر کنکرون کے مارنے سے کیا غرض ہی تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ شبہہ شیطان کی طرف سے ہے اور اوسی نے اوسکو تمھارے دلمین ڈالا ہے تاکہ تمھارا ارادہ کنکرین مارنے کا سست پڑجاوے اور تمھارے خیال مین یہ آوے کہ یہ فعل ایسا ہے جسمین کچھہ فائدہ نہین ایک کھیل کی سی صورت ہے اسمین کیون مشغول ہوتے ہو پس خوب کوشش اور مضبوطی کے ساتہ شیطان کو ذلیل کرنے کی نیت سے کنکرین مارکر اپنے نفس پر سے دفع کرو اور جانو کہ ہر چند ہم کنکرین بظاہر پتھر پر

کہ بیت المعمور آسمان مین کعبہ کے مقابل ہے اور فرشتے اوسکا طواف اوسی طرح کرتے ہین جیسے انسان کعبہ کا طواف کرتے ہین - اور چونکہ اکثر خلق کا رتبہ اس جیسے طواف سے قاصر ہے لہذا اپنے مقدور بھر اون فرشتون کی مشابہت کے لیے اونکو حکم ہوا اور وعدہ اونسے ہوگیا کہ جو کوئی کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انھین مین سے ہوگا اور جو شخص فرشتون کے سے طواف پر قادر ہے تو وہ ایسا شخص ہے کہ کہہ سکتے ہین کہ کعبہ اوسکی زیارت اور طواف کرتا ہے چنانچہ بعض مکاشفہ والون نے بعض اولیاء اللہ کا حال ایسا ہی دیکھا ہی **اور حجر اسود** کو بوسہ دینے کے وقت یہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالی سے اوسکی طاعت پر بیعت کرتا ہون اور اب ارادہ پختہ کرے کہ اس عہد کو پورا کرون گا کیونکہ جو شخص بیعت مین دغا کرتا ہے مستحق غضب ہوتا ہی حضرت ابن عباس رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فِی الْاَرْضِ یُصَافِحُ بِھَا خَلْقَہٗ کَمَا یُصَافِحُ الرَّجُلُ اَخَاہُ **اور پردہ** کعبہ کو پکڑنے اور ملتزم سے چمٹنے کے وقت یہ نیت کرے کہ بیت اور رب البیت کی محبت اور شوق مین قرب کا طالب ہون اور بدن کے لگنے کو برکت جانے اور یہ توقع کرے کہ جو عضو بدن کعبہ سے ملجاوی گا وہ آگ سی محفوظ رہے گا اور پردہ پکڑنے مین یہ نیت ہو کہ طلب مغفرت اور درخواست امان مین الحاح کرتا ہون جیسے کوئی خطاوار جس کا قصور کرتا ہے اوسکے دامن مین لپٹتا ہی اور عفو قصور کے لیے اوسکے سامنے انکسار کرتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ میرا ملجا اور ماوا بجز تیرے اور کہین نہین اور بدون تیرے کرم اور عفو کے اور کہین ٹھکانا نہین اور اب مین تیرا دامن نچھوڑونگا جبتک کہ خطا معاف نکردی اور آیندہ کو امن نہ دیدے **اور سعی** صفا اور مروہ کے درمیان خانہ کعبہ کے چوک کے اندر ایسی ہی کہ جیسے غلام پادشاہ کے محل کی چوک مین بار بار آتا جاتا ہو اس نظر سے کہ خدمت مین اپنا خلوص ظاہر کرے اور اس امید سے کہ نظر رحمت سے سرفراز ہووے یا جیسے کوئی پادشاہ کے پاس داخل ہو اور پھر باہر نکلے اور نجانتا ہو کہ پادشاہ میرے باب مین کیا حکم کرے گا منظور فرماوی گا یا نامنظور تو دربار کے چوک مین بار بار آتا جاتا ہے اس امید سے کہ اول دفعہ مین اگر رحم نکرے گا تو دوسری بار مین مرحمت فرماوی گا سچ ہی ؎ دو بامداد گر آید کسی بخدمت شاہ ✤ سوم ہر آینہ در وی کند بلطف نگاہ ✤ اور صفا اور مروہ کے درمیان آمد و رفت کرنے کے وقت یہ خیال کرے کہ میدان قیامت مین میزان کے دونون پلون کے بیچ مین اسی طرح پھرنا ہوگا صفا کو حسنات کا پلہ سمجھ لے اور مروہ کو برائیون کا اور پھر خیال کرے کہ دونون پلون کے درمیان اسی طرح آنا جانا ہوگا کہ دیکھیے کونسا پلہ غالب رہتا ہی اور کونسا مغلوب اور عذاب اور مغفرت مین تردد ہوگا کہ کسکا مستحق ہوتا ہون **اور عرفات** پر ٹھہرنے مین جب لوگون کا ازدحام اور آوازون کا بلند ہونا اور زبانون کا اختلاف اور مشاعر کی آمد و رفت مین

ابو داود بروایت ابن عمر رض ۱۲

حجر اسود اللہ عزوجل کا دہنا ہاتھ ہے زمین مین کہ اوس سے اپنی مخلوقات سے مصافحہ کرتا ہے جیسے آدمی اپنی بھائی سے مصافحہ کرتا ہے ۱۲ یہ حدیث باب دوم مین گذری بروایت عبد اللہ بن عمر ۱۲

دین گے اور اونکی بہت سی قسمین ہونگی کوئی مقرب ہون گے کسی پر غصہ ہوگا بعضے مقبول ہون گے
اور بعضے مردود اور ابتدا مین خوف و رجا کے درمیان متردد ہون گے جیسے میقات مین حاجیون کو تردد
ہوتا ہے کہ معلوم نہین حج کا پورا کرنا اور اوسکا مقبول ہونا میسر ہوگا کہ نہین اور مکہ مین داخل ہونے
کے وقت یہ دھیان کرے کہ اب حرم مامون مین پہونچ گیا اور خدای تعالی سے توقع کرے کہ اسمین داخل ہونے
کی بدولت عذاب سے محفوظ رکھے گا اور اس بات کا خوف کرے کہ مبادا قرب کا اہل اگر مین نہوا تو حرم مین
آنے سے گناہگار مستحق غضب ٹھہرون گا مگر سب وقتون مین رجا غالب ہونی چاہیے کہ اوسکا کرم عام ہے
اور خانہ کعبہ کی شرافت نہایت بڑی اور آنے والے کے حق کی رعایت کیا ہی کرتے ہین اور پناہ مانگنے
والے اور دہائی دینے والی کی حرمت تلف نہین کیا کرتی اور کعبہ پر نظر کرنے کے وقت اوسکی عظمت
دل مین حاضر کرے اور فرض کرے کہ گویا رب البیت کو دیکھ رہا ہے اور توقع کرے کہ خدای تعالی نے جسطرح
اپنے بیت عظیم کا دیکھنا روزی کیا ہے اوسی طرح اپنی ذات پاک کی طرف دیکھنا نصیب کریگا اور اللہ تعالی کا
شکر کرے کہ اوسنے ایسے مرتبہ پر پونہچایا اور اپنے پاس آنے والون کے زمرہ مین داخل فرمایا اور اسوقت
یہ بھی دھیان کرے کہ قیامت مین سب لوگ جنت کی طرف بتوقع اوسمین داخل ہونے کے اسی طرح
جھکین گے پھر اونکے دو فریق ہو جاوین گے کہ بعض کو تو اجازت اندر جانے کی ہوگی اور بعض لوٹا دیے
جاوین گے جیسے حاجیون کے دو فریق ہین کہ بعض کا حج مقبول ہے اور بعض کا نامنظور۔ اور جو احوال
حج مین پیش آوے اوسکو دیکھکر امور آخرت کی یاد سے غفلت نکرنی چاہیے اسلیے کہ حاجیون کے سب حالات پر آخرت کے حالات
دلالت کرتے ہین اور کعبہ کے طواف کو نماز تصور کرنا چاہیے اسی لیے دلمین طواف کے وقت تعظیم اور
خوف اور رجا اور محبت کو اسطرح حاضر کرنا چاہیے جیسا کہ باب اسرار الصلوۃ مین ہم مفصل لکھ آئے ہین۔ واضح ہو کہ
آدمی طواف کی جہت سی اون مقرب فرشتون کے مشابہ ہو جاتا ہے جو عرش کے گرد جمع ہو کر طواف
کرتے ہین۔ اور تم یہ مت خیال کرنا کہ طواف سے مقصود یہ ہے کہ جسم خانہ کعبہ کا طواف کرے بلکہ
مقصود یہ ہے کہ آدمی کا ذکر دل رب البیت کا طواف کرے یہانتک کہ ذکر کا آغاز اور انجام اوسی پر ہو
جیسے طواف کی ابتدا اور انتہا بیت پر ہوتی ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ عمدہ طواف دل کا طواف
گرد حضرت الوہیت کے ہے اور خانہ کعبہ عالم ظاہری مین اوس دربار کا نمونہ ہے کیونکہ وہ عالم باطنی مین ہے
اور آنکھ سے محسوس نہین ہوتا جیسے عالم ظاہری مین بدن دل کا نمونہ ہے کہ دل عالم غیب مین ہے
اور آنکھ سے نہین محسوس ہوتا اور یہ بھی جان لو کہ عالم ظاہری عالم غیب کا زینہ ہے اوس شخص کی
حق مین کہ اللہ تعالے یہ دروازہ اوسکے لیے کھولدے اور اسی بات کی طرف اشارہ ہے اس قول مین

خانہ کعبہ تک نہ پونہچا اور اثنای راہ ہی مین طعمۂ اجل ہوا تو خداے تعالی سے ملاقات اوسی حال مین ہوگی کہ اوسکے پاس جا رہا ہون کیونکہ وہ خود فرماتا ہے وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ **اور جنگل** مین گھسکر میقات تک گھاٹیون کے دیکھنے مین وہ اہوال یاد کرے جو موت کے باعث دنیا سے نکل کر میقات قیامت تک ہونگے اوسکے ہر ایک حال کو اسکے ہر کیفیت سی مناسبت کرے مثلا رہزنون کی دہشت سے منکر نکیر کے سوال کی دہشت یاد کرے اور جنگل کے درندون سے قبر کے سانپ بچھو اور کیڑے دھیان کرے اور اپنے گھر بار اور اقارب سے علیحدہ ہونے سے قبر کی وحشت اور سختی اور تنہائی سوچے غرض کہ اپنے اعمال اور اقوال مین جو خوف کرے اوسکو قبر کے خوفون کے لیے توشہ کرلے — **اور میقات** پر احرام اور لبیک کہنے سے یہ جانے کہ لبیک کے معنے یہ ہین کہ خداے تعالی کی پکار پر یہ کہنا کہ مین حاضر ہون تو اسوقت یہ توقع کرے کہ یہ جواب مقبول ہوا اور خوف کرے کہ کہین یہ نہ کہدیا جاوی کہ لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ اسلیے ضرور ہوا کہ خوف و رجا کی درمیان متردد رہے اور اپنی تاب و طاقت سے علیحدہ ہوجاوے اور اللہ تعالے کے فضل و کرم پر تکیہ رکھے اسلیے کہ لبیک کہنے کا وقت ہی حج کا شروع ہے اور وہ خطرہ کی جگہہ ہے — سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ ایک بار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے حج کیا جب آپ نے احرام باندھا اور سواری پر چڑھ بیٹھے تو رنگ زرد ہوگیا اور لرزہ تمام بدن پر آگیا اتنی طاقت نہ ہوئی کہ لبیک کہین کسی نے پوچھا کہ آپ لبیک کیون نہین کہتے فرمایا کہ ڈرتا ہون کہ کہین مجکو یون نکہا جاوی لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ پھر جب آپ نے لبیک کہا تو بیہوش ہوکر سواری پر سے گر گئے اور حج کے پورا کرنے تک یہی کیفیت آپ کی رہی — اور احمد بن ابی الحواری کہتے ہین کہ مین ابو سلیمان دارانی کے ساتھ تھا جب انھون نے احرام باندھا تو ایک میل تک اوسی طرح چلے آئے اور لبیک نہ کہا پھر اونکو غش آگیا اور افاقہ کے بعد فرمایا کہ ای احمد اللہ تعالے نے حضرت موسی علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کے ظالمون سے کہدو کہ میرا ذکر کم کرین کیونکہ اون مین سے جو مجکو یاد کرتا ہے مین اوسکو لعنت کے ساتھ ذکر کرتا ہون ای احمد مین نے ایسا سنا ہے کہ جو شخص بوجہ ناجائز حج کرتا ہے اور لبیک کہتا ہے تو اللہ تعالے فرماتا ہے لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ حَتَّى تَرُدَّ مَا فِي يَدَيْكَ تو ہم بھی بے خوف نہین اس سے کہ کہین ہمکو یہی نہ کہا جاوے اور لبیک کہنے والا جب میقات مین لبیک پکار کر کہے اس غرض سی کہ خدای تعالی کی پکار کا جواب دیتا ہون کہ اوسنے فرمایا ہے وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ تو دھیان کرے کہ صور کے پھکنے سے لوگ اسی طرح پکارے جاوینگے اور قبرون سے اوٹھکر میدان قیامت مین جمع ہونگے اور اللہ تعالی کی پکار کا

ف اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ اور رسول کیطرف پھر آپکڑے اوسکو موت سو ٹھہر چکا اوسکا ثواب اللہ پر ۱۲

ف نہ خدمت مین حاضر ہے اور نہ ہمارے لیے مستعد ہے ۱۲

ف نہ لبیک تیرا معتبر ہے اور نہ سعدیک جب تک کہ تو وہ چیز ہٹا نہ دیوے جو دوسرون کی تیرے قبضہ مین ہے ۱۲

ف اور پکارو لوگون کو حج کے واسطے ۱۲

بھوک کے وقت آدمی حیران اور محتاج رہ جاتا ہے کہ کوئی تدبیر نہین بن پڑتی تو اس لیے ضرور ہوا کہ سہات سے ڈرے کہ کہین ایسا نہو کہ اعمال جو آخرت کا توشہ ہین موت کے بعد اپنے ساتھ نہ ہین اور ریا اور شہرت کی آمیزش اور تصو کی کدورت سے خراب ہو جاوین۔ **اور سواری** جس وقت سامنے آوی اوسوقت اپنے دلمین خدای تعالی کی نعمت کا شکر کرے کہ چوپایون کو ہمارا مسخر کردیا کہ ہمکو تکلیف نہو اور مشقت ہلکی ہو جاوی اور یہ یاد کرے کہ دار آخرت کی سواری بھی ایک روز اسی طرح سامنے آجاوی گی یعنے جنازہ کی تیاری ہوگی کہ اوسپر سوار ہو کر دار آخرت کا کوچ کرنا پڑے گا۔ غرض کہ حج کا حال کچھہ ایک مشابہ سفر آخرت کے ہے تو ضرور نظر کر لینا چاہیے کہ حج کی سواری پر سفر کرنا اس قابل ہے کہ سفر آخرت کی سواری کا توشہ ہو سکے کیونکہ سفر آخرت آدمی سے بہت ہی قریب ہے کیا معلوم ہے کہ موت قریب ہو اور اونٹ کی سواری سے پیشتر تابوت پر سوار ہو جاوی اور تابوت کی سواری یقینا ہوگی اور سامان سفر کا مہیا ہو جانا مشکوک امر ہے تو مشکوک سفر مین احتیاط کرنا اور توشہ اور سواری سے مدد لینی اور یقینی سفر سے غافل رہنا کب روا ہے **اور احرام** کے دونون چادرون کے خریدنے کے وقت اپنے کفن کو اور اوسمین اپنے لپیٹنے کو یاد کرے کیونکہ احرام کی چادر اور تہمد تو اوس وقت باندھے گا کہ خانۂ کعبہ کے نزدیک ہوگا اور کیا عجب ہے کہ یہ سفر پورا نہو اور خدای تعالی سے ملاقات کفن مین لپٹی ہوئی ہونی بیشک ہے تو جس طرح کہ خدای تعالی کے گھر کی زیارت بدون مخالفت لباس اور ہیئت معمولی کے نہین ہوتی اسی طرح خدای تعالی کی زیارت بھی مرنے کے بعد بجز اس صورت کی نہوگی کہ دنیا کے لباس کے مخالف لباس ہو اور احرام کا کپڑا کفن کے کپڑے کے مشابہ بھی ہے کہ سیا ہوا نہ وہ ہو اور نہ یہ اور شہر سے نکلنے مین یہ جانے کہ مین اپنے اہل و وطن سے جدا ہو کر ایسے سفر مین خدای تعالے کی طرف متوجہ ہوتا ہون جو دنیا کے سفرون کے مشابہ نہین تو اسوقت اپنے دل مین یہ سوچنا چاہیے کہ مین کیا ارادہ کرتا ہون اور کہان جاتا ہون اور کسکی زیارت کو متوجہ ہوتا ہون اور یہ سمجھے کہ مین شاہنشاہ کی طرف اوسکی زیارت کرنے والون کے زمرہ مین متوجہ ہون جو ندا کے ساتھ حاضر ہوی اور جنکو شوق دلایا گیا تو مشتاق ہو گئے اور جنکو جانے کا حکم ہوا تو علاقون کو قطع کر اور خلقت کو چھوڑ خدای تعالے کے گھر کی طرف جسکی شان عظیم اور قدر رفیع اور امر فخیم ہے متوجہ ہوے تاکہ رب البیت کی زیارت کی عوض اوسکے گھر کی زیارت سے دل بہلاوین یہانتک کہ اونکو اونکی منتہای آرزو میسر ہو اور اپنے مولی کے دیدار سے اپنی مراد پاوین اور اپنے دل مین توقع رسائی اور قبول کی کرے نہ اس طرح کہ اپنے اعمال پر بھروسا ہو کہ ہم اتنے دور سے گھر بار چھوڑ کر آئے ہین بلکہ خدای تعالے کے فضل پر بھروسا کرے اور چونکہ اوسنے اپنے گھر کی زیارت کرنیوالون کے حق مین وعدہ فرمایا ہے تو توقع کرے کہ وہ اپنے وعدہ کو سچا کرے گا اور یہ توقع کرے کہ اگر مین

وہ بڑے خطرے مین پڑتا ہے اور چاہیے کہ اپنے ارادہ کو خالص اللہ تعالے کے لیے کردے اور ریا اور شہرت سے دور رکھے اور خوب دل مین ٹھان لے کہ ارادہ اور عمل مین سے بجز خالص کے اور مقبول نہوگا اور نہایت لغو اور بری بات ہی کہ آدمی قصد تو بادشاہ کے گھر اور حرم کا کرے اور مقصود اوسکے سوا دوسرا ہو اسلیے اپنے دلمین ارادہ کو اخلاص کے ساتھ درست کرلینا چاہیے اور اخلاص کی صورت یہ ہے کہ جن باتون مین ریا اور شہرت ہو اونسے کنارہ کرے پس ضرور ہوا کہ جو چیز اعلی اور بہتر ہے اوسکو ادنی سے بدلنے سے احتراز کرے **اور قطع علائق** کے معنے یہ ہین کہ حقوق حقداروں کے حوالہ کرے اور سب گناہون سے توبہ خالص خدای تعالی کے لیے کرے اسلیے کہ جو مظلمہ ہے وہ ایک علاقہ ہے اور ہر ایک علاقہ ایسا ہے جیسے کوئی قرضخواہ موجود ہو اور گریبان پکڑ کر یون کہتا ہو کہ تو کہان جاتا ہو کیا شاہنشاہ کے گھر کا ارادہ رکھتا ہے حالانکہ اوسکے امر کو اپنے گھر مین بجا نہین لاتا اوسکو حقیر جانتا ہے کہ تعمیل نہین کرتا کیا تجھے شرم نہین آتی کہ اوسکے سامنے بندۂ گنہگار کی طرح جاتا ہے تاکہ تجھے ہٹادے اور قبول نکرے اگر تجھے اپنی زیارت کے قبول ہونے کی رغبت ہے تو اوسکے حکم کی تعمیل کر اور حقوق جو ظلم سے لے ہون واپس کر اور اول سب گناہون سے توبہ کر اور اپنے دل کا علاقہ اور طرف التفات کرنے سے قطع کر تاکہ تو اوسکی طرف اپنے دل کے چہرہ سے متوجہ ہو جس طرح کہ ظاہر حال سے تو اوسکے گھر کا متوجہ ہے اور اگر تو ایسا نہ کرے گا تو اپنے سفر سے تجکو بجز اسکے کہ ابتدا مین رنج اور مشقت ہو اور انجام کو مردود ہونا اور نکالا جانا نصیب ہو اور کچھ وصول نہوگا۔ اور وطن سے علاقہ کو ایسی طرح منقطع کرے جیسے کوئی وہان سے اوٹھا جاتا ہو اور فرض کرلے کہ پھر لوٹ کر نہ آؤن گا اور اپنے اہل و فرزند کے لیے وصیت لکھدے کہ مسافر ہدف موت ہوتا ہے بجز اوس شخص کے کہ خدا بچاوے اور سفر حج کرنے کے لیے علاقون کو قطع کرتے وقت یہ یاد کرے کہ سفر آخرت کے لیے بھی اسی طرح علاقے چھوٹ جاوین گے اس لیے کہ یہ سفر عنقریب آگے چلا آتا ہے اور سفر حج مین جو کچھ کرے اوس سے سفر آخرت کی آسانی کی طمع کرے کہ دار گاہ اور بازگشت وہی ہے اسی لیے چاہیے کہ سفر حج کی تیاری کرنے مین سفر آخرت کو نہ بھولے **اور توشہ** کو حلال جگہ سے ڈھونڈھنا چاہیے۔ اور جب اپنے نفس مین یہ خواہش پاوے کہ کسی طرح خرچ بہت سا ہو اور باوجود سفر دور دراز کے بچ رہے اور منزل مقصود تک پہونچنے سے پیشتر اوسمین خرابی اور تبدیل نہو تو چاہیے کہ یاد کرے کہ سفر آخرت اس سفر کی نسبت کہین دراز ہے اور اوسکا توشہ تقوے ہے اور تقوے کے سوا جس چیز کو توشہ جانتا ہے وہ مرنے کے وقت سب پیچھے رہ جاوے گا اور اوس سے دغا کرے گا جیسے پکا کھانا تازہ کہ سفر کے پہلے ہی منزل مین سڑ جاتا ہے اور پھر

اوسکے انس کے محل سے پھیرنا پڑتا ہے کیونکہ جتنی چیزون کے معانی عقل سمجھ جاتی ہے تو اونکی طرف کچھ ایک طبیعت کی رغبت ہوتی ہے اور یہی رغبت اوس امر پر مددگار اور اوسکی تعمیل پر اوبھارتی ہی اسی وجہ سے ایسے اوامر کی بجاآوری سے کمال غلامی اور اطاعت ظاہر نہین ہوتی کہ لگاو میل طبیعت کا بھی رہتا ہی اور یہین وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص حج کی باب مین ارشاد فرمایا تھا لبیک بحجۃ حقا تعبدا ورقا اور یہ الفاظ نماز اور روزہ وغیرہ مین ارشاد نہ فرمائے اور از انجا کہ خواہش حکمت الٰہی کی تھی ہوئی کہ خلق کی نجات کو اونکے ایسے اعمال سے وابستہ کرے جو اونکی طبیعتون کے خلاف ہون اور یہ کہ نجات کی بالک شرع کے اختیار مین رہے تاکہ اپنے اعمال مین انقیاد کے طریق اور عبادت کے مقتضا پر تردد کرین اسی لیے ضرور ہوا کہ جن اعمال کی وجہون پر عقلون کو راہ نہین ملتی وہ تزکیۂ نفوس کے باب مین سب عبادتون مین سے کاملتر ہون کیونکہ نفسون کو مقتضاے طبع اور اخلاق سے پھیرنا غلامی کا منشا ہے اور تمکو یہ معلوم ہوچکا تو اب سمجھ جاؤگے کہ ان افعال عجیب سے نفسون کا تعجب کرنا اسی سبب سے پیدا ہوا کہ اونکو عبادات کے اسرار سے غفلت ہے اور اسقدر بیان کرنا اصل حج کے سمجھانے کے لیے انشاء اللہ کافی ہی **اور شوق** اسبات کے سمجھنے اور ٹھان لینے کے بعد اوبھرتا ہے کہ گھر خداے عزوجل کا ہے اور اوسنے اوسکو بادشاہی دربار کی طرح بنایا ہے تو جو اس دربار کا قصد کرتا ہے وہ خداوند کریم کا قصد اور زیارت کرتا ہے اور جو شخص دنیا مین اس گھر کا قصد کرتا ہے شایان ہے کہ اوسکی زیارت ضائع نہو اور مقصود زیارت یعنی دیکھنا دیدار الٰہی کا میعاد معین مین نصیب ہو اسوجہ سے کہ دنیا مین آنکہ کو بوجہ قصور اور فنا کے یہ استعداد نہین کہ دیدار الٰہی کے نور کو قبول کرے اور اوسکی تاب لاسکے اور آخرت مین اوسکو بقا کی مدد ملیگی اور تغیر و فنا سے محفوظ رہے گی اسلیے استعداد نظر اور دیدار کی ہوجاویگی لیکن تاہم بوجہ خانہ کعبہ کے قصد کرنے اور اوسکی طرف دیکھنے کے بموجب وعدہ خداوند کریم کے اوسکو استحقاق رب البیت کے دیدار کا ہوجاوے گا اب ظاہر ہے کہ شوق دیدار الٰہی اوسکے سبب کا یعنے دیدار کعبہ کا شائق کردے گا علاوہ ازین عاشق کو معشوق کی طرف منسوب چیز کی رغبت ہوا ہی کرتی ہے اور کعبہ خداے تعالے کی طرف منسوب ہے تو بالضرور آدمی کو صرف اسی نسبت کے لحاظ سے اوسکا مشتاق ہونا چاہیے اور ثواب کثیر موعود کے حاصل کرنے کو قطع نظر کرنا چاہیے **اور ارادہ** کے باب مین یہ جانے کہ مین نے اپنے گھر والون اور وطن کے جدا ہونے کا اور شہوات اور لذات علاحدہ رہنے کا قصد اس غرض سے کیا ہے کہ زیارت خانہ کعبہ کیطرف متوجہ ہون پس اپنے دل مین خانہ کعبہ اور رب البیت کی قدر بہت بڑی سمجھے اور یہ جانے کہ مین نے ایک بڑے رفیع الشان امر کا ارادہ کیا ہے جس کا معاملہ خطرناک ہے اور جو کوئی بڑی بات کا طالب ہوتا ہے

اسکا ترجمہ اور اسنے کہا کہ مین نے حج کا ارادہ کیا ہے

پس جب یہ بات پرانی پڑگئی اور خلق شہوات کی پیروی پر متوجہ ہوئی اور عبادت الٰہی کے لیے خالص ہو رہنے کو چھوڑ کر عبادت مین سستی اختیار کی تب اللہ تعالے نے اپنے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طریق آخرت کے زندہ کرنے اور پہلے رسولون کے طریقہ پر چلنے کی تجدید کے لیے مبعوث فرمایا ملتون کے لوگون نے آپ سے رہبانیت اور سیاحت کا حال پوچھا کہ آپ کے دین مین ہین یا نہین آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے اون دونون کے عوض ہم کو دو چیز مین بدل دین یعنے جہاد اور ہر بلندی پر تکبیر کہنا جس سے مراد حج ہے۔ اور مسائحین کو جو کسی نے آپ سے پوچھا تو فرمایا کہ وہ لوگ روزہ دار ہین۔ غرض کہ خدائے تعالے نے اس امت پر انعام فرمایا کہ حج کو اونکے لیے رہبانیت کردیا پھر خانۂ کعبہ کو کتنے شرف عنایت فرمائے کہ اوسکو اپنی ذات پاک کیطرف منسوب کیا اور اپنے بندون کا مقصود اوسکو ٹھہرایا اور اوسکے گرد کی زمین کو اوسکی عظمت اور شان کے لیے حرم بنایا اور عرفات کو ایسا کردیا جیسے حرم کے سامنے میدان ہوتا ہے پھر اوس جگہہ کی حرمت کی تاکید زیادہ کی کہ اوسکے شکار اور درخت کو حرام کردیا اور اوسکو ایسا بنادیا جیسے بادشاہون کا دربار ہوتا ہے کہ زیارت کرنے والے دور دراز راہون سے ژولیدہ مو غبار آلود رب البیت کے لیے انکسار کرتے اور اوسکی جلال و عزت کے سامنے خضوع و خشوع سے دبتے چلے آوین اور باوجود اسکے اثبات کے مقر ہون کہ اللہ تعالے اس امر سے منزہ ہے کہ کوئی گھر اوسکو گھیرے یا کوئی شہر اوسکو اپنے درمیان مین لیوے تاکہ اس بات سے اونکی غلامی اور بندگی بڑھجاوے اور فرمانبرداری اور انقیاد کاملتر ہوجاوے اور اسی لیے بندون پر حج مین وہ اعمال مقرر فرمائے جنکے ساتھ نفس مانوس نہون اور اونکی وجہون کو عقلین نپاسکین مثلاً پتھرون پر کنکرین مارنا اور صفا و مروہ کے درمیان چند بار آمد و رفت کرنا وغیرہ اور ان جیسے اعمال سے کمال غلامی اور بندگی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ دوسرے اعمال مین کچھہ نہ کچھہ نفس کا حظ ہے جیسے زکوۃ مین مثلاً دہش ہے اور اوسکی علت معلوم ہے کہ بخل طبیعت مین نرہے اور عقل کو اوسکی طرف رغبت ہے اور روزہ مین کسر شہوت ہے جو شیطان کا آلہ ہے اور دوسرے شغلون سے باز رہ کر عبادت کے لیے فارغ ہوجاتا ہے اور نماز مین رکوع اور سجدہ کرنا خدائے تعالے کے لیے تواضع کی صورت کے افعال کرنے سے انکسار کرتا ہے اور اللہ تعالے کی تعظیم سے نفسون کو اُنس ہوتا ہے مگر سعی کی پھیرون اور کنکرون کے پھینکنا اور دوسرے اسی طرح کے اعمال مین نہ تو نفس کو کچھہ حظ ہے نہ طبیعت کو اونسے اُنس ہے نہ عقل اونکی وجہون کی طرف راہ پاتی ہے اس صورت مین اون اعمال کی بجاآوری کا باعث بجز تعمیل ارشاد اور کچھہ نہین کہ امر واجب الاتباع ہے اسکا ماننا چاہیے اس باب مین عقل کا تصرف بالای طاق ہوجاتا ہے اور نفس و طبیعت کو

۱ ابوداؤد و ترمذی بروایت ابواسامہ ۱۲

۲ بیہقی بروایت ابوہریرہ رض ۱۲

مِنْ اِهْرَاقِهٖ دَمًا وَاِنَّهَا تَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ يَقَعُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطَيِّبُوْا بِهٖ نَفْسًا اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا لَكُمْ بِكُلِّ صُوْفَةٍ مِنْ جِلْدِهَا حَسَنَةٌ وَكُلِّ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهَا حَسَنَةٌ وَاِنَّهَا لَتُوْضَعُ فِي الْمِيْزَانِ فَاَبْشِرُوْا

ادب دہم یہ ہے کہ جو کچھ داد و دہش اور ہدی مین خرچ کرے اوس سے دل مین خوش ہو اسی طرح اگر کچھ نقصان یا مصیبت مالی خواہ بدنی پونہچے تو اوس سے دل خوش رہے کہ یہ علامتین حج کے قبول ہونے کی ہین اسلیے کہ راہ حج مین مصیبت ہونی ایسی ہے جیسے راہ خدا مین ایک درم دینے سے سات سو کے برابر ہوتا ہے اس طریق مین سختی کا ہونا بمنزلہ جہاد کے راہ مین سختی پہونچنے کے ہی کہ جو ایذا اور نقصان پونہچے سب مین ثواب ہوتا ہے اور اللہ تعالے کی یہان انمین سی کوئی تلف نہین ہوتی۔ اور کہتی ہین کہ قبول حج کی علامات مین سے یہ بھی ہی کہ جو گناہ بیشتر کرتا تھا اونکو چھوڑ دے اور نکمی یارونکی بدلہ مین نیکبختون سی بھائی چارہ کری اور کھیل اور غفلت کی مجلسونکی عوض ذکر اور ہوشیاری کی مجالس اختیار کرے

دوسرا بیان اعمال باطنی کے ذکر مین اور نیت مین اخلاص کی صورت اور مقامات متبرکہ سے عبرت حاصل کرنے کے طریق مین اور اس بات مین کہ شروع حج سے آخر تک اعمال کی اندر فکر کرنا اور اونکے اسرار و معانی کہ یاد کرنا کسطرح چاہیے۔ واضح ہو کہ حج مین سب سے اول یہ سمجھنا ہے کہ دین مین اوسکا رتبہ کیا ہے پھر اوسکی طرف شوق کا ہونا پھر ارادہ کرنا پھر جو حج کے موانع ہین اونکو برطرف کرنا پھر احرام کا کپڑا مول لینا پھر توشہ کا خریدنا پھر سواری کا کرایہ کرنا پھر اپنے وطن سے باہر ہونا پھر جنگل مین چلنا پھر میقات پر سے لبیک کے ساتھ احرام باندھنا پھر مکہ مین داخل ہونا پھر بموجب بیان گذشتہ افعال حج کو پورا کرنا ہے اور ان باتون مین سے ہر ایک مین یاد کرنے والے کے لیے تذکرہ ہے اور عبرت حاصل کرنے والے کے لیے عبرت ہے اور مرید صادق کے واسطے تنبیہ اور دانا آدمی کے لیے تعریف اور اشارہ ہے اب ہم انکی کلیدون کی طرف اشارہ کرتے ہین کہ جب اونکا دروازہ کھل جاوی گا اور اوسکے اسباب معلوم ہو جاوینگے تو ہر ایک حاجی کو بقدر اوسکے دل کی صفائی اور باطن کی طہارت اور فہم کی کثرت کے اونکے اسرار معلوم ہو جاوینگے اب ہر ایک کو تفصیل سننا چاہیے

فہم جاننا چاہیے کہ جبتک آدمی شہوات سے پاک نہو اور ضروری چیزون پر اکتفا کر کے لذات سے باز نرہی اور تمام حرکات و سکنات مین خاص اللہ تعالے کے لیے نہو رہے تبتک خداے تعالے تک اوسکی رسائی نہین ہو سکتی اور اسی وجہ سے پہلے ملتون کے لوگ خلق سے تنہا ہو کر راہب ہو گئے اور پہاڑون کی چوٹیون پر جا رہی اور خدای تعالی کے ساتھ انس حاصل کرنے کو خلق سی وحشت اختیار کی اور اوسی کی خاطر موجود لذتون کو چھوڑ کر آخرت کی طمع مین اپنی نفسون پر سخت مجاہدے لازم کیے اور خدای تعالے نے قرآن مجید مین اونکی ثنا فرمائی چنانچہ ارشاد ہے ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

اپنی موت کی وقت اپنے اونٹ سے کہا کہ مجھسے اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑا مت کرنا مین نے
تیری طاقت سے زیادہ کبھی تجھپر نہین لادا۔ حاصل یہ کہ ہر ایک جاندار چیز مین ثواب ہوتا ہے اسلیے
چوپایہ کے حق کو اور کرایہ کرنے والے کے حق کو لحاظ رکھنا چاہیے اور ایک ساعت کے اوتر پڑنے مین
چوپایہ کو بھی آرام ملجاتا ہے اور مالک کا دل بھی خوش ہوتا ہے۔ ایک شخص نے حضرت ابن مبارک رح کی
خدمت مین عرض کیا کہ آپ میرا خط لیے جائیے اور مکتوب الیہ کو پونہچا دیجیے آپ نے فرمایا کہ مین
اونٹ والے سے پوچھ لون تو لیلون گا کہ مین نے اونٹ کرایہ کیا ہے تو دیکھنا چاہیے کہ خط کی لیجانے سی بھی
احتیاط کی جسمین کچھ وزن نہین ہوتا اور تقوی کے باب مین احتیاط کا طریق یہی ہی اسلیے کہ اگر کم کی
راہ کھلتی ہے تو پھر بہت پر رفتہ رفتہ نوبت پہونچ جاتی ہی **ادب نہم** یہ کہ جانور کے ذبح کرنے سے
تقرب کرے گو اوسپر واجب نہو اور اسباب مین کوشش کرے کہ جانور نفیس اور موٹا ہو اور اگر یہ قربانی
نفل ہو تو خود اوسمین سے کھاوی اور اگر واجب ہو تو نہ کھاوی بعض لوگون نے وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ
اللّٰهِ کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ شعائر اللہ کی تعظیم سے مراد عمدہ اور موٹی قربانی کرنے سے ہے۔ اور ہدی کا
لیچلنا بشرطیکہ کچھ دقت اور مشقت نہو میقات پر سے افضل ہے اور ہدی کے خریدنے مین دام گھٹانے کا
فکر نکرے کہ اکابر سلف تین چیزون کی گران قیمت دیا کرتے اور کمی قیمت کے تردد کو اون مین برا جانتے
اول ہدی دوم قربانی سوم غلام لونڈی کے مول لینی مین کیونکہ انمین سی افضل وہی ہے جسکا دام زیادہ ہو
اور مالک کی نزدیک نفیس تر ہو۔ اور حضرت ابن عمر رض نے حضرت عمر رض سے روایت کی ہے کہ آپ نی ایک بہت
عمدہ نسلدار اونٹنی ہدی مین روانہ کی لوگون نے اون سے تین سو اشرفیون کو مول لینی چاہی آپ نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکے باب مین عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو اسکو بیچکر اوسکے دام سے
بہت سے اونٹ لیلون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین اوسی کو ہدی مین روانہ کرو اور یہ اسوجہ سے
کہ عمدہ چیز کمتر ہے بہت سی چیزون غیر نفیس سے بہتر ہے اور تین سو اشرفیان قیمت تیس اونٹون کی
تہین اور اونمین گوشت کی کثرت ہوتی مگر قربانی مین گوشت مقصود نہین بلکہ نفس کو بخل کی عیب سی
پاک و صاف کرنا اور زیور تعظیم الٰہی سے آراستہ کرنا منظور ہے چنانچہ خود اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے
لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ اور یہ بات قیمت کی نفاست سے
ہوتی ہے شمار جانورون کا کم ہو خواہ زیادہ۔ اور کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ
حج کی مقبولیت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ لبیک پکار کر کہنا اور بدنہ کا نحر کرنا اور حضرت عائشہ رض نی روایت کی
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا مِنْ عَمَلِ اٰدَمِيٍّ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

ابوداؤد و رضہ ۱۲
ف اللہ کو نہین پہونچتے اونکے گوشت نہ خون لیکن اوسکو پہونچتا ہے تمھارے دل کا ادب ۱۲
ابن ماجہ و حاکم و بزار بروایت ابی بکر رض ۱۲
کوئی عمل آدمی کا نحر کے دن مین اللہ تعالے کے نزدیک بہتر ۱۲

تھوڑے ہین اور سوار بہت ہین پھر آپ نے ایک مسکین شخص خستہ حال کو دیکھا کہ اوسکے نیچے کون ہی فرمایا کہ حاجیون مین یہ شخص بہتر ہے **ادب ہفتم** یہ ہے کہ خستہ حال اور الجھے بال اور غبار آلودہ رہے زینت بہت نہ کرے اور نہ تفاخر اور کثرت مال جتانے کے لوازم پر مائل ہو تا کہ کہین متکبرون اور آرام طلبون کے دفتر مین داخل اور ضعفا و مساکین اور خاص صالحین کے زمرہ سے خارج نہو جاوی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فضالہ بن عبید کی حدیث مین ژولیدہ موئی اور پیادہ پائی کے لیے امر فرمایا ہے اور تن آسانی اور تنعم سی منع فرمایا اور ایک حدیث مین ارشاد ہے کہ حاجی وہی ہے کہ بال اولجھی ہون اور بدن مین سی بو آتی ہو اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرے گھر کی زیارت کرنے والون کو دیکھو کہ چوڑی اور گہری گھاٹیون سی ژولیدہ مو غبار آلودہ چلے آتے ہین اور اللہ تعالے نے فرمایا ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ تفث کے معنے بال اولجھنے اور غبار آلودہ ہونے کے ہین اور اوسکے ختم کر دینے سے بال منڈانا اور مونچھین اور ناخن کترانی مراد ہین اور حضرت عمر رض نے لشکرون کے سردارون کو نامہ لکھا کہ پرانے کپڑے پہنا کرو اور سختی کی برداشت کی عادت ڈالو اور کسی کا قول ہے کہ اہل یمن حاجیون کے قافلہ کی زینت ہین کیونکہ وہ لوگ انکسار اور ضعف کی حالت اور اکابر سلف کی سیرت پر ہین۔ اور لباس کے باب مین سرخ سے علی الخصوص احتراز کری اور جس مین شہرت ہو خواہ کسی طرح کا ہو اوس سے عموماً اجتناب چاہیے کہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی سفر مین تھے آپ کے اصحاب ایک منزل مین اوتر کر اونٹ چرانے لگے آپ نی دیکھا کہ اونٹون کے پالانون پر سرخ چادرین پڑین ہین آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سرخی تمپر غالب ہو گئی ہے راوی کہتے ہین کہ ہم سب اٹھہ کھڑی ہوئے اور اون چادرون کو اونٹون کی پشت پر سے اوتار لیا یہانتک کہ بعض اونٹ بھاگ بھی گئے۔ **ادب ہشتم** یہ ہے کہ چوپایہ کے ساتھ نرمی کرے اور جو چیز اوسکی طاقت سے زیادہ ہو اوسکو نہ لادے اور محمل بھی اوسکی حد طاقت سے خارج ہی اور اوسپر سونا اوسکو تکلیف دیتا ہے اور گران گذرتا ہے اہل تقوی کا دستور تھا کہ اونٹون پر سوتے نتھے صرف بیٹھے بیٹھے اونگھ جایا کرتے تھے اور چوپایون پر بہت دیر نہ بیٹھتے تھے اوترتے چڑھتے جاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی سواریون کی پشت کو چوکیان مت بناؤ۔ اور مستحب ہے کہ صبح اور شام کو سواری کی آرام دینے کے لیے اتر پڑے کہ یہ امر سنت ہے اور اس باب مین اکابر سلف سے بھی آثار وارد ہین۔ اور بعض بزرگ کرایہ اس شرط پر کرتے کہ سواری سے نہ اوترین گے اور کرایہ پورا دینگے پھر اوتر پڑتے تا کہ جانور کو آرام ملے اور اس بات کا ثواب اپنے نامۂ اعمال مین ہو مالک کے اعمال مین نہ تلے اور جو شخص کسی چوپایہ کو ایذا دیگا اور اوسکی طاقت سے زیادہ لادیگا تو قیامت مین اوس سے مطالبہ اس امر کا ہوگا حضرت ابو درداء نے

بغوی و طبرانی بروایت عبد اللہ بن ابی حدرد بسند ضعیف ۱۲
ابو داود بروایت فضالہ بن عبید ۱۲
ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابن عمر اور ترمذی نے کہا کہ حدیث غریب ہے ۱۲
حاکم بروایت ابو ہریرہ رض اور اوسمین من کل حج عتیق نہین ۱۲
پھر چاہیے کہ تمام کرین اپنا میل کچیل ۱۲
ابو داود بروایت رافع بن خدیج ۱۲
ابن حبان و حاکم بروایت معاذ بن انس عن ابیہ ۱۲
طبرانی در اوسط بروایت انس رض ۱۲

اور اگر پیادہ چلنے کے ساتھ اپنے گھر ہی سے احرام بھی باندھ لے تو کہتے ہین کہ یہ حج کا پورا کرنا ہے جسکا حکم اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ چنانچہ حضرت عمر اور حضرت علی اور ابن مسعود رض نے اس آیت کی تفسیر مین یہی فرمایا ہے۔ اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ سوار ہونا افضل ہے کہ اسمین خرچ پڑتا ہی اور نفس تنگ نہین ہوتا اور اپنے آپ کو ایذا کم ہوتی ہے اور احتمال اپنے سلامت رہنے اور حج کی پورا ہونیکا زیادہ تر ہے۔ اور تحقیق کی رو سے اگر دیکھین تو یہ امر پہلی بات کی مخالف نہین بلکہ تفصیل وار کہنا چاہیے کہ جس شخص پر پیادہ چلنا سہل ہو اوسکو پیادہ جانا افضل ہے اور اگر پیادہ پا ہونے سے ضعیف ہو جاوی یا بدخلقی آجاوے یا عمل کرنے مین کوتاہی ہو تو اس صورت مین سوار ہونا بہتر ہے جیسے مسافر اور مریض کے حق مین روزہ رکھنا بہتر ہے بشرطیکہ ضعف اور بدخلقی کی نوبت اونکو نہ آوے۔ اور بعض علما سے کسی نے سوال کیا کہ عمرہ کو پیادہ جانا بہتر ہے یا ایک درم کو گدھا کرایہ کر لیا جاوے فرمایا کہ اگر درم دینا اوسکو ناگوار تر ہو تب تو سواری کرایہ کرنی بہ نسبت پیادہ چلنے کے بہتر ہے اور اگر توانگرون کی طرح پیادہ چلنا شاق معلوم ہوتا ہو تو پیادہ جانا افضل ہے۔ اس جواب مین گویا وہ مذہب اختیار کیا جس مین نفس پر مجاہدہ ہو خیر یہ بھی ایک وجہ ہے لیکن افضل یہ ہے کہ پیادہ جاوے اور جسقدر کرایہ مین خرچ ہوتا ہو وہ خیرات کر دی کہ یہ صورت اس سے بہتر ہے کہ کرایہ کرنے والے کو اوسکے چوپایہ کے کام مین لینے کے عوض دی۔ اور اگر اوسکا نفس اس بات کو گوارا نکرے کہ اپنے اوپر دوہری مشقت پیادہ چلنے اور خرچ کرنے کی لیوے تو پھر وہی صورت ہے جو بعض علما نے ذکر کی **ادب ششم** یہ ہے کہ بجز پرتل کے جانور کے اوپر سوار نہو اور محمل سے علیحدہ رہے ہان جس صورت مین کہ کسی عذر کے باعث پرتل کے جانور پر سوار نہو سکے تب محمل کا مضائقہ نہین اور پرتل پر سوار ہونے مین دو فائدے ہین اول اونٹ کو آرام دینا کہ محمل سے اوسکو ایذا ہوتی ہے۔ دوسرے دولتورون اور متکبرون کی ہیئت سے محفوظ رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ کے اونٹ پر حج کیا تھا اور آپ کے نیچے پرانا پالان اور ایک پرانی چادر تھی جسکی قیمت چار درم تھی اور طواف اوسی سواری پر کیا تا کہ لوگ آپ کی سیرت اور عادات کو دیکھین اور ارشاد فرمایا کہ خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ۔ اور کہتے ہین کہ یہ محمل حجاج کے ایجاد ہین اوسکے عہد کے علما اون کو برا جانتے تھے چنانچہ سفیان ثوری رح اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے کہا کہ مین کوفہ سے قادسیہ کو حج کیلیے نکلا اور راہ مین بہت سے شہرون کے رفیق مل گئے مین نے سب حاجیون کو دیکھا کہ پرتل کی اونٹون اور شلیتون اور پالانون پر سوار ہین اون سب مین بجز دو محملون کے اور مین نے نہین دیکھے۔ اور حضرت ابن عمر رض جب حاجیون کے قافلہ مین حجاج کے ایجاد کیے ہوئے لباس اور محمل دیکھتے تو فرماتے کہ حاجی

اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے واسطے ۱۲

ترمذی در شمائل و ابن ماجہ بروایت انس رضی اللہ عنہ ۱۲

سیکھو مجھسے اپنے حج کے اعمال ۱۲ مسلم و نسائی بروایت جابر رض ۱۲

جو بہتر ہو مالدارون کی طرح اوسی کو اختیار کرے اور داد و دہش کی کثرت سے اسراف نہین ہوتا کیونکہ کسی کا قول ہے کہ اسراف مین بہتری نہین اور خیرات مین اسراف نہین اور راہ حج مین توشہ کا دیدینا خدای تعالی کی راہ مین خرچ کرنا ہے جس مین ایک درم سات سو کے برابر ہوتا ہے حضرت ابن عمر رض نے فرمایا ہے کہ یہ بھی آدمی کے کرم مین سے ہے کہ سفر مین توشہ اچھا رکھے اور فرمایا کرتے کہ حاجیون مین سے افضل وہ ہی جسکی نیت سب سے خالص تر اور نفقہ پاکیزہ اور یقین بہتر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا بِرُّ الْحَجِّ فَقَالَ طَیِّبُ الْکَلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ

ادب چہارم

فحش اور بدکاری اور لڑائی کا نکرنا ہے چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ رفث مین سب طرح کے کلام لغو اور فحش داخل ہین اور عورتون سے باتین اور چہل کرنی اور صحبت کی حالت اور اوسکے لوازم کو ذکر کرنا بھی اسی مین داخل ہے کیونکہ ان امور سے شوق ہمبستری کا اوبھرتا ہے جو ممنوع ہے اور ممنوع بات کا شوق دلانے والی چیز بھی ممنوع ہوتی ہے اور فسوق خدای تعالی کی طاعت سے باہر نکلنا ہے کسی طرح کا ہو اور جدال اسکو کہتے ہین کہ خصومت اور بات کاٹنے مین یہانتک مبالغہ کرے کہ کینہ کا موجب ہو اور سر دست ہمت مین پریشانی آجاوی اور حسن خلق کے مخالف پڑے حضرت سفیان ثوری رح نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج مین فحش بکے اوسکا حج خراب ہوجاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح گفتگو کرنی اور کھانا کھلانے کو حج کے مقبول ہونے کیلیے فرمایا ہے اور بات کاٹنا طیب کلام کے مخالف ہے اسلیے ضرور ہوا کہ آدمی حج کی راہ مین اپنے ساتھی اور ساربان وغیرہ یارون پر بہت اعتراض نکرے بلکہ جتنے بیت اللہ کے جانے والے ہون سب سے دبا رہے اور حسن خلق کو اپنے اوپر لازم کرلے اور حسن خلق یہی نہین ہے کہ کسی کو ایذا ندے بلکہ یہ ہے کہ اور کی ایذا برداشت کری۔ اور بعض کا قول ہے کہ سفر کو اسی لیے سفر کہتے ہین کہ وہ آدمیون کے اخلاق کو ظاہر کردیتا ہے۔ اور اسی جہت سے جب ایک شخص نے حضرت عمر رض کے سامنے ذکر کیا کہ مین فلان شخص سے واقف ہون تو آپ نے فرمایا کہ تو کبھی اوسکے ساتھ سفر مین رہا ہے جس سے مکارم اخلاق معلوم ہوجایا کرتے ہین اوسنے عرض کیا کہ ایسا تو نہین ہوا آپ نے فرمایا کہ میری دانست مین تو اوس سے واقف نہین

آداب پنجم

یہ ہے کہ اگر قدرت ہو تو حج پیادہ کرے کہ نہایت افضل ہے حضرت عبداللہ بن عباس رض نے اپنی موت کے قریب اپنے بیٹون کو وصیت کی کہ بیٹو پیادہ حج کرنا کہ پیادہ حاجی کو ہر قدم پر حرم کے حسنات مین سے سات سو حسنات ملتی ہین اون سے کسی کے پوچھا کہ حرم کے حسنات کیا ہین فرمایا کہ ایک نیکی لاکھ نیکیون کے برابر۔ اور راستہ کی نسبت کر اعمال حج مین اور مکہ سے عرفات تک پیادہ چلنا زیادہ تر مستحب ہے

خانہ کعبہ کی زیارت کی اور اپنے مسلمان بھائی کے اوپر سے فرض ساقط ہونے مین مدد کرنیکی کرے اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی جیسے معنون پر محمول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے ایک حج کے سبب تین آدمیون کو جنت مین داخل کرے گا اول جسنے اوسکی وصیت کی ہو دوم جسنے اوسکو جاری کیا ہو سوم جسنے اپنے بھائی کیطرف سے اوسکو ادا کیا ہو۔ اور ہم یہہ نہین کہتے کہ جب آدمی فرض اسلام اپنے ذمہ سے ساقط کر چکے تو اب اوسکو حج کے لیے اُجرت لینی ناجائز اور حرام ہے بلکہ یہ کہتے ہین کہ اولی یہ ہے کہ ایسا نہ کرے اور نہ اس امر کو اپنا پیشہ اور تجارت تقرر کرے اسلیے کہ اللہ تعالے دین کے باعث سے دنیا دیدیتا ہے اور دنیا کے باعث سے دین عنایت نہین کرتا اور اجرت جس طرح پر مباح ہے اوسکی مثال حدیث شریف مین یون مذکور ہے کہ جو شخص خدا ے تعالے کی راہ مین لڑتا ہے اور مزدوری لیتا ہے اوسکی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ما کی طرح ہے کہ اپنے بچہ کو دودھ پلاتی تھین اور اوسکی اُجرت لیتی تھین تو جو شخص حج کرنے پر اُجرت لینے مین حضرت موسیٰ کی والدہ جیسا ہو تو اوسکو اُجرت لینے کا مضائقہ نہین یعنے اسواسطے اجرت لیوے کہ حج پر اور خانہ کعبہ کی زیارت پر قادر ہو جاوی اور حج اسلیے نہ کرے کہ مزدوری ملیگی جیسے حضرت موسیٰ کی والدہ اُجرت اسلیے لیتی تھین کہ اپنے بچہ کو دودھ بھی پلا دیوین اور اونکا حال بھی لوگون پر مشتبہ رہے **ادب دوم** یہ ہے کہ خدا کے دشمنون کو چٹی دیکر مدد نہ پونہچاوی۔ اور یہ لوگ مکہ معظمہ کے امیرون اور عرب کے سردارون مین سے ہوتے ہین کہ راہون مین بیٹھکر مسجد حرام کے جانے سے روکتے ہین ایسے لوگون کو مال کا دینا ظلم پر مدد کرنا اور اسباب ظلم کو اونکے لیے مہیا کرنا ہے تو گویا خود اپنی جان سے اونکی اعانت کی اسلیے اس چٹی سے بچے رہنے کے لیے کوئی تدبیر ضرور چاہیے اور اگر نہو سکے تو بعض علما فرماتے ہین کہ حج نفل کو نہ کرنا اور رستہ مین سے لوٹ آنا ان ظالمون کی اعانت کرنے سے بہتر ہے کہ یہ ظلم ایک بدعت نو ایجاد ہے اوسکی اطاعت کرنے مین یہ خرابی ہے کہ وہ ایک دستور عام ہو جاوے گا اور اوسکے قائم رہنے مین مسلمانون کو ذلت اور خواری ہے کہ جزیہ دینا پڑتا ہے اور واقع مین جوان بزرگ نے فرمایا درست ہے اب اگر کوئی یہ کہے کہ یہ چٹی ہمسے بجبر لیجاتی ہے اور دینے مین ہم مضطر ہین تو اسکے کچھہ معنی نہین کیونکہ اگر آدمی اپنے گھر بیٹھا رہے یا راستہ سے لوٹ جاوے تو اوس سے کوئی کچھہ نہین لیتا بلکہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ جسکو کھاتا پیتا دیکھتے ہین اوسی سے زیادہ مانگتے ہین اگر فقرا کی لباس مین ہو تو کوئی نہین طلب کرتا اس سے معلوم ہوا کہ اس اضطرار کی حالت کو خود اپنی طرف کھینچ لیا ہے **ادب سوم** توشہ زیادہ لینا اور بدون تنگی اور اسراف کی بخوشی خاطر میانہ روی کے طور پر دینا اور خرچ کرنا ہے اور اسراف سے ہماری غرض یہ ہے کہ عمدہ کھانے کھاوے اور اقسام آسائش سے

بیہقی بروایت جابر بسند ضعیف ۱۲

ابن عدی بروایت معاذ اور کہا کہ اسناد اچھی نہین اور متن منکر ہے ۱۲

لوٹتے تھے تو ہر ایک بلندی پر تین بار اللہ اکبر کہتے اور فرماتے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ اور بعض روایتوں میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں وَکُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ تو آدمی کو چاہیے کہ سفر سے لوٹنے میں اس طریقہ مسنون کا استعمال کرے اور جب اپنی بستی نظر آنے لگے تو سواری کو چلاوے اور کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا پھر اپنے گھر کسی شخص کو خبر کے لیے بھیجدے تاکہ دفعۃً نہ جا پہنچے پہلے سے آنے کی اطلاع کر دینی سنت ہے اور اپنے گھر رات کو نہ آنا چاہیے جب شہر میں داخل ہو تو اول مسجد میں جاوے اور دو رکعتیں پڑھے کہ مسنون ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اور جب اپنے گھر میں جاوے تو کہے تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا جب مکان میں رہنے لگے تو چاہیے کہ جو انعام اللہ تعالےٰ نے اوسپر کیے ہیں کہ اپنے گھر اور حرم کی زیارت اور قبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت روزی فرمائی اونکو بھولی نہیں اور اونسے غفلت کرکے اور کھیل اور گناہوں میں مبتلا ہو کر اون انعاموں کا ناشکر نہ بنے کہ حج مقبول کی یہ پہچان نہیں بلکہ اوسکی علامت یہ ہے کہ حج سے جو واپس آوے تو دنیا سے زاہد اور آخرت میں راغب ہو اور بعد زیارت بیت کے زیارت صاحب بیت کے لیے تیاری کرے

تیسری فصل

حج کے آداب دقیق اور اعمال باطنی کے ذکر میں اور اس فصل میں دو بیان ہیں

بیان اول آداب دقیق کے ذکر میں جو شمار میں دس ہیں

ادب اول یہ ہے کہ نفقہ حلال کا ہو اور ساتھ ایسی تجارت میں نہ لگا ہو جس سے دل بٹے اور ہمت پراگندہ ہو بلکہ ہمت خاص اللہ تعالےٰ کے لیے ہو اور دل محض اوسکے ذکر اور اوسکے شعائر کی تعظیم کیطرف راجع اور اطمینان رکھنے والا ہو ایک حدیث میں طریق اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہے کہ جب آخر زمانہ ہوگا تو لوگ حج کو چار قسم کے ہو کر نکلیں گے بادشاہ سیر و تماشا کو اور تونگر تجارت کو اور فقیر مانگنے کو اور قاری شہرت کو۔ اس حدیث میں دنیا کی اون تمام غرضوں کی طرف اشارہ ہے جو حج میں مل سکیں اور یہ سب امور ایسے ہیں کہ حج کی فضیلت کے مانع ہیں اور خاص لوگوں کے حج کے زمرہ سے خارج کر دیتے ہیں خصوصاً جب یہ صورتیں خاص حج ہی سے وابستہ ہوں مثلاً مزدوری لے کر غیر کے لیے حج کرے تو اس صورت میں آخرت کے کام پر دنیا کا طالب ہوگا اور پرہیزگار اور اہل دل اس امر کو برا جانتے ہیں ہاں اگر کسی شخص کی نیت مکہ معظمہ میں رہنے کی ہو اور اوسکے پاس سامان وہاں تک پہونچنے کا نہو تو اس نیت سے کچھ لینے کا مضائقہ نہیں غرض کہ دین کو ذریعہ وصول دنیا کا نکرے بلکہ دنیا کو ذریعہ دین کے حاصل کرنے کا بناوے اس صورت میں چاہیے کہ نیت

عثمان عنی رضہ اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرے اور اوسی مین قبر حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام باقر اور حضرت امام جعفر علیہم السلام کی ہے اونکے زیارات سے مشرف ہو اور حضرت فاطمہ رضہ کی مسجد مین نماز پڑھے اور حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صفیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی قبرون کی زیارت کرے کہ سب بقیع مین ہین۔ اور مستحب ہے کہ ہر شنبہ کے روز مسجد قبا مین جاکر نماز پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے گھر سے نکلکر مسجد قبا مین آوے اور اوسمین نماز پڑھے تو اوسکے لیے ایک عمرہ کے برابر ہوگا۔ اور چاہ اریس کی زیارت کرے کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لب مبارک اوسمین ڈالا تھا یہ کنوان مسجد قبا کے متصل ہے اوسکے پانی سے وضو کرے اور پیوے اور مسجد فتح مین جاوی جو خندق پر ہے اسی طرح سب مساجد اور زیارات کو جاوی اور کہتے ہین کہ سب زیارات اور مسجدین مدینہ پاک کی تیس ۳۰ ہین اور وہان کے باشندے اونکو جانتے ہین تو جس قدر پر جاسکے وہان کا قصد کرے اور اسی طرح جن کنوون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیا کرتے تھے اونپر جاوے اور طلب شفا کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تبرک سمجھکر اون کے پانی سے نہاوے اور پیوے اور وہ سات کنوین ہین۔ اور اگر باوجود حرمت کا حق ادا کرنے کے مدینہ منورہ مین ٹھہر سکے تو اسکا بہت بڑا ثواب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

لَا یَصْبِرُ عَلٰی لَاْوَائِھَا وَشِدَّتِھَا اَحَدٌ اِلَّا کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اور فرمایا مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَمُتْ فَاِنَّہٗ لَنْ یَّمُوْتَ بِھَا اَحَدٌ اِلَّا کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا اَوْ شَھِیْدًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ پھر جب اپنے کامون سے فارغ ہو لی اور مدینہ سے نکلنے کا قصد کرے تو مستحب یہ ہے کہ قبر شریف کے پاس آوے اور دعای زیارت حسب مذکور بالا پھر پڑھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو اور اللہ تعالے سے دعا مانگے کہ پھر حضرت کی زیارت سے مشرف ہونا نصیب کرے اور اپنے سفر مین سلامت رہنے کی دعا مانگے پھر چھوٹے طروضہ مین دو رکعتین نماز پڑھے اور یہ جگہ مسجد کے اندر متصورہ زیادہ ہونے کے پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑا ہونے کا مقام ہے جب مسجد سے باہر نکلے تو اول بایان پانو باہر رکھے پھر دہنا پانو نکالے اور کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَلَا تَجْعَلْہُ اٰخِرَ الْعَھْدِ بِنَبِیِّکَ وَحَطَّ اَوْزَارِیْ بِزِیَارَتِہٖ وَاَصْحِبْنِیْ فِیْ سَفَرِیَ السَّلَامَۃَ وَلَا تَرُدَّ رُجُوْعِیْ اِلٰی اَھْلِیْ وَوَطَنِیْ سَالِمًا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاورون کو جو کچھ مقدور ہو دیوی اور جو مسجدین کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان مین ہین اونکو تلاش کرے اور اونمین نماز پڑھے اور وہین جگہ ہین

خاتمہ سفر سے لوٹنے کی سنتون کے ذکر مین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزو و حج وغیرہ سے

الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ وجاھدت عدوک وھدیت امتک وعبدت ربک حتی اتاک الیقین فصلی اللہ علیک وعلی اھل بیتک الطیبین وسلم وشرف وکرم وعظم اور اگر کسی نے اپنا سلام کہنے کے لیے کہدیا ہو تو کہے السلام علیک من فلان پھر ایک ہاتھ کی قدر ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضہ پر سلام پڑھے اسلیے کہ آپ کا سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شانۂ مبارک کے پاس ہے اور حضرت عمر رضہ کا سر حضرت ابوبکر رضہ کے شانہ کے پاس ہے اسلیے ایک ہاتھ اور ہٹ کر حضرت عمر رضہ پر سلام بھیجے اور یہ کہے السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمعاونین لہ علی القیام بالدین مادام حیا والقائمین فی امتہ بعدہ بامور الدین تتبعان فی ذلک اثارہ وتعملان بسنتہ فجزاکما اللہ خیرا ما جزی وزیری نبی عن دینہ پھر ہٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس قبر اور اوس ستون کے درمیان مین جو آب بنا ہوا ہے قبلہ رخ کھڑا ہو کر خدا تعالے کی تحمید اور تمجید کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کثرت سے بھیجے اور کہے تو نے فرمایا ہے اور تیرا قول سچا ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما الٰہی ہمنے تیرا ارشاد سنا اور تیرے امر کی اطاعت کی اور تیرے نبی کے پاس آئے اور اوسکو تیری جناب مین اپنے گناہون کے باب مین جنکے بوجھ سے ہماری پیٹھ ٹوٹی جاتی ہی اپنا شفیع کیا ہم اپنی لغزشون سے تائب ہین اور اپنی خطاؤن اور تقصیرات کے مقر الٰہی پس ہماری توبہ قبول کر اور اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہمارے باب مین منظور فرما اور اوس حسن و منزلت کی بدولت جو تیرے نبی کریم کو تیرے پاس حاصل ہے ہمکو رتبۂ بلند عنایت فرما پھر کہے اللھم اغفر للمھاجرین والانصار واغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان اللھم لا تجعلہ آخر العھد من قبر نبیک ومن حرمک یا ارحم الراحمین پھر روضہ مین جاوی یعنے درمیان قبر شریف اور منبر کے جو جگہ ہے اوسمین جاکر دو رکعتین پڑھے اور جتنی ہو سکے بہت سی دعا مانگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ما بین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ ومنبری علی حوضی اور منبر کے پاس دعا مانگے اور مستحب یہ ہے کہ اپنا ہاتھ نیچے کے رمانہ یعنے پایہ پر رکھے جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کی حالت مین اپنا ہاتھ رکھ لیا کرتے تھے۔ اور مستحب ہے کہ جمعرات کے روز جبل اُحد کو جاوے اور شہدا کی قبرون کی زیارت کرے یعنی صبح کی نماز مسجد نبوی مین پڑھکر زیارات کو باہر جاوے اور ظہر پھر مسجد شریف مین آپڑھے تاکہ کوئی نماز فرض کی جماعت مسجد شریف مین فوت نہونے پاوے اور مستحب ہے کہ ہر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے بعد بقیع مین جاوی اور حضرت

تعظیم کے ساتھ داخل ہو اور کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا پھر مسجد کا قصد کرے اور اوسکے اندر جاکر منبر شریف کے پاس دو رکعتین اس طرح پڑھے کہ ستون منبر کو اپنے دہنے شانہ کے مقابل کرے اور منہ اوس ستون کی طرف ہو جسکے برابر صندوق ہے اور جو دائرہ کہ مسجد کے قبلہ مین ہے وہ آنکھون کے سامنے ہو کہ یہ جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کھڑی ہونے کی ہے جبتک کہ مسجد مین کچھ تبدیل نہوئی تھی اور اس بات مین کوشش کرے کہ جسقدر مسجد بڑھانے سے پیشتر تھی اوس مین نماز پڑھے۔ پھر قبر مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آوے اور آپ کے روی مبارک کے بائین کھڑا ہو اسطرح کہ کعبہ کی طرف پشت کرے اور قبر کی دیوار کیطرف منہ کرے اور جو ستون کہ اس دیوار کے کونے مین ہے اوس سے چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو اور قندیل کو اپنے سر پر کرلے۔ اور یہ مسنون نہین کہ دیوار کو ہاتھ لگاوے یا بوسہ دے۔ بلکہ دور کھڑا ہونا تعظیم کے مناسب تر ہے اور یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَحْمَدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَاحِيْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَاقِبُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيْرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَذِيْرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا طٰهٰرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا طَاهِرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَكْرَمَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْخَيْرِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا فَاتِحَ الْبِرِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا هَادِيَ الْاُمَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ الَّذِيْنَ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيْرًا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَصْحَابِكَ الطَّيِّبِيْنَ وَعَلٰى اَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلّٰى عَلَيْكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْكَ الْغَافِلُوْنَ وَصَلّٰى عَلَيْكَ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اَفْضَلَ وَاَكْمَلَ وَاَعْلٰى وَاَجَلَّ وَاَطْيَبَ وَاَطْهَرَ مَا صَلّٰى عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ كَمَا اسْتَنْقَذَنَا بِكَ مِنَ الضَّلَالَةِ وَبَصَّرَنَا بِكَ مِنَ الْعَمَايَةِ وَهَدَانَا بِكَ مِنَ الْجَهَالَةِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَمِيْنُهٗ وَصَفِيُّهٗ وَخِيَرَتُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ

گھر مین بھی گئے اونھون نے فرمایا کہ مین اپنے ان قدمون کو اس قابل تو جانتا ہی نہین کہ اپنے پروردگار
گھر کے گرد طواف کرون اس قابل کیسے جانون کہ انسے اوس گھر کو پامال کرون مجھے تو معلوم ہے کہ یہ کہان کہان
اور کس جگہ تک چلے ہین - اور چاہیے کہ زمزم کثرت سے پیوے اور اگر ہو سکے تو اپنے ہاتھ سے کھینچکر پیوے
دوسرے کی مدد اوسمین نہو اور خوب سیراب ہو کر پیوے کہ کوکھین چڑھ جاوین اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْهُ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَسُقْمٍ وَارْزُقْنِي الْإِخْلَاصَ وَالْيَقِينَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ یعنے جس مقصود کے لیے پیا جاوے وہ حاصل ہوتا ہی اسلیے دعا مانگنی چاہیے

نوان بیان طواف وداع کے ذکر مین - جب حج اور عمرہ کے بعد دل مین یہ آوے کہ وطن کو چلیے تو
چاہیے کہ اپنے سب کام تمام کرے اور سواری کس لے سب سے پیچھے خانہ کعبہ کی رخصت کو رہنے دے اور اوس
سے رخصت ہونے کا طریق یہ ہے کہ حسب مذکورہ بالا سات پھیرے کا طواف کرے اور اسمین رمل اور
اضطباع نکرے اور طواف سے فارغ ہو کر دو رکعتین مقام کے پیچھے پڑھے اور زمزم کا پانی پیکر
ملتزم پر آوے اور دعا اور تضرع کرے اور یون کہے اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْبَيْتَ بَيْتُكَ وَالْعَبْدَ عَبْدُكَ وَ
ابْنَ عَبْدِكَ وَابْنَ أَمَتِكَ حَمَلْتَنِي عَلَى مَا سَخَّرْتَ لِي مِنْ خَلْقِكَ حَتَّى سَيَّرْتَنِي فِي بِلَادِكَ
وَبَلَّغْتَنِي بِنِعْمَتِكَ حَتَّى أَعَنْتَنِي عَلَى قَضَاءِ مَنَاسِكِكَ فَإِنْ كُنْتَ رَضِيتَ عَنِّي فَازْدَدْ عَنِّي
رِضًى وَإِلَّا فَمَنَّ الْآنَ قَبْلَ تَبَاعُدِي عَنْ بَيْتِكَ هٰذَا أَوْ أَنَّ انْصِرَافِي إِنْ أَذِنْتَ لِي غَيْرُ
مُسْتَبْدِلٍ بِكَ وَلَا بَيْتَكَ وَلَا رَاغِبٍ عَنْكَ وَلَا عَنْ بَيْتِكَ اَللّٰهُمَّ أَصْحِبْنِي الْعَافِيَةَ فِي بَدَنِي
وَالْعِصْمَةَ فِي دِينِي وَأَحْسِنْ مُنْقَلَبِي وَارْزُقْنِي طَاعَتَكَ أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي وَاجْمَعْ لِي خَيْرَ الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ عَهْدِي بِبَيْتِكَ الْحَرَامِ وَإِنْ جَعَلْتَهُ
آخِرَ عَهْدِي فَعَوِّضْنِي عَنْهُ الْجَنَّةَ اور بہتر یہ ہی کہ اپنی آنکھ خانہ کعبہ سے نہ پھیری یہانتک کہ اوس سے آڑ ہو جاوے

دسوان بیان مدینہ منورہ کی زیارت اور اوسکے آداب کے ذکر مین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مَنْ زَارَنِي بَعْدَ وَفَاتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي اور فرمایا مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَلَمْ يَفِدْ
إِلَيَّ فَقَدْ جَفَانِي اور فرمایا مَنْ جَاءَنِي زَائِرًا لَا يَهُمُّهُ إِلَّا زِيَارَتِي كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ أَنْ أَكُونَ
لَهُ شَفِيعًا پس جو شخص کہ زیارت مدینہ طیبہ کا قصد کرے اوسکو چاہیے کہ رستہ مین درود بہت پڑھے
اور جب اوسکی نگاہ مدینہ منورہ کی دیوارون اور درختون پر پڑے تو کہے اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ رَسُولِكَ
فَاجْعَلْهُ لِي وِقَايَةً مِنَ النَّارِ وَأَمَانًا مِنَ الْعَذَابِ وَسُوءِ الْحِسَابِ اور پتھریلی زمین کے درمیان
غسل کرے اور خوشبو لگاوے اور اپنے عمدہ کپڑے پہنے پھر جب مدینہ طیبہ مین داخل ہو تو تواضع اور

تہلیل اور تکبیر کرکے حضور دل اور اعضا کی فروتنی کے ساتھ اتنی دیر دعا مانگے جتنی دیر مین سورۂ بقر پڑھتے ہین
پھر درمیانی جمرہ کی طرف بڑھے اور اوسکو بھی اول جمرہ کی طرح کنکرین مارے اور ویسا ہی توقف کرے جیسا اول
کیا تھا پھر آگے بڑھکر جمرۂ عقبہ کو سات کنکرین مارے اور اب کوئی کام نکرے بلکہ اپنے اوترنے کی جگہ مین آکر
رات کو رہے اور اس رات کو شب نفر اول کہتے ہین جب صبح ہو اور ظہر کی نماز ایام تشریق کے روز دوم یعنی بارھوین
تاریخ کی پڑھ چکے تو اس روز اکیس کنکرین پہلے دن کی طرح تین جمرون پر مارے اسکے بعد اختیار ہے چاہے
منے مین ٹھہرے چاہے مکہ کو لوٹ آوے اگر آفتاب کے ڈوبنے سے پیشتر منے سے باہر ہو جاوے گا تب تو
اوسپر کچھ لازم نہ آوے گا اور اگر رات ہونے تک ٹھہرا رہے گا تو اس صورت مین اوسکو باہر جانا جائز نہین بلکہ
رات کو منے مین ٹھہرے اور تیرھوین کو اکیس کنکرین بدستور سابق مارے اور اگر رات کو نرہے گا اور کنکرین
نمارے گا تو دم دینا آوے گا اور اوسکے گوشت کو صدقہ کردے اور جائز ہے کہ جن راتون مین منی مین شب باش ہو
اون مین خانۂ کعبہ کی زیارت کرے لیکن اس شرط سے کہ پھر منے مین لوٹ جاوے اور رات کو منی ہی مین
رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اور منے مین رہتے ہوے فرض نمازین امام کے ساتھ
مسجد خیف مین پڑھے کہ اوسکا ثواب بہت بڑا ہے اور جب منی سے مکہ کو جاوے تو بہتر ہے کہ محصب مین
ٹھہرے اور عصر اور مغرب اور عشا وہان پڑھے اور تھوڑا سا سووے کہ یہ سنت ہے اور
بہت سے صحابہ رض نے اسکو روایت کیا ہے اور اگر ایسا نہ کرے گا اوسپر کچھ کفارہ دینا نہ آوے گا

آٹھوان بیان عمرہ اور اوسکے بعد کے اعمال کے ذکر مین طواف وداع تک۔ جو شخص حج سے پہلے
یا پیچھے عمرہ کرنا چاہے تو اوسکو چاہیے کہ نہا کر احرام کے کپڑے پہنے جس صورت سے کہ حج مین مذکور ہوا
اور عمرہ کی میقات سے عمرہ کا احرام کرے اوسکے لیے افضل میقات جعرانہ ہے جو مکہ اور طائف کے درمیان
مین ایک جگہ ہے بعد اوسکے تنعیم ہے اوسکے بعد حدیبیہ اور احرام کے وقت نیت عمرہ کی کرکے لبیک کہے
اور مسجد عائشہ رض مین جاکر دو رکعتین نماز پڑھے اور جو دل چاہے دعا مانگے پھر لبیک کہتا ہوا مکہ مین
آوے یہانتک کہ مسجد حرام مین داخل ہو مسجد کے اندر گھسکر لبیک کہنا موقوف کرے۔ اور سات پھیرے
طواف کرکے سات بار سعی صفا و مروہ کے درمیان کرے جیسے ہم پہلے ان دونون کو لکھ چکے ہین اور
سعی سے فارغ ہوکر سر کے بال منڈاوے اب عمرہ تمام ہو گیا اور جو شخص مکہ مین ٹھہرا ہوا ہو اوسکو
چاہیے کہ عمرہ اور طواف بہت کرے اور خانۂ کعبہ کی طرف بہت دیکھا کرے۔ اور جب خانۂ کعبہ کے
اندر جاوے تو چاہیے کہ دو رکعتین دونون ستونون کے درمیان پڑھے کہ یہ صورت افضل ہے اور
کعبہ کے اندر ننگے پاون وقار کے ساتھ داخل ہو۔ کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ تم آج اپنے پروردگار کی

ابوداؤد بروایت طاؤس مرسلا اور ابن عدی نے اس روایت کو ابن عباس سے وصل کر دیا ۱۲
ابوداؤد بروایت عائشہ رض ۱۲

اور بچی ہڈی تک منڈاوے پھر باقی کو منڈاوی اور یہ کہے اَللّٰھُمَّ اَثْبِتْ لِیْ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃً وَّاَمْحُ عَنِّیْ بِھَا سَیِّئَۃً وَّارْفَعْ لِیْ بِھَا عِنْدَکَ دَرَجَۃً اور عورت اپنے بالون کو تھوڑا چھوٹا کردے اور گنجی کے لیے مستحب ہے کہ سر پر استرہ پھروادی اور جب جمرہ کو کنکرین مارنے کے بعد بال منڈالے تو پہلا حلال ہونا اب حاصل ہوگیا اور تمام ممنوعات احرام سوای عورتون اور شکار کے اوسکو حلال ہوگئے۔ اب مکہ مین جاکر طواف کرے جس صورت سے کہ ہمنے لکھا ہے یہ طواف حج مین رکن ہے اور اسکو طواف زیارت بھی کہتے ہین اور اسکے وقت کی ابتدا دسوین شب کے آدھے ہونے کے بعد سے ہے اور اسکا بہتر وقت دسوین تاریخ ہی اور آخر وقت کی کوئی حد نہین جبتک چاہے تاخیر کردے مگر جبتک یہ طواف نہ کرے گا تب تک کچھ ایک علاقہ احرام کا لگا رہے گا یعنے عورت اوسکو حلال نہوگی اور جب طواف رکن کرلیگا تو اب پورا حلال ہوگیا کہ عورت سے صحبت بھی حلال ہوگئی اور احرام بالکل دور ہوا اور صرف اب ایام تشریق مین جمرون کو کنکرین مارنا اور رات کو منیٰ مین رہنا باقی رہا اور یہ دونون امر احرام کے دور ہونے کے بعد حج کے اتباع کے طور پر واجب ہین اور طواف الزیارۃ کی صورت مع دوگانہ نماز کے ویسی ہی ہے جیسا ہم طواف قدوم مین لکھہ چکے ہین پس جب دوگانہ نماز سے فارغ ہو تو اگر طواف قدوم کے بعد سعی صفا و مروہ کی نکی ہو تو اب طواف زیارت کے بعد اوسی طرح کرے جیسا ہم لکھہ آئے ہین اور اگر سعی کرلی ہو تو وہی سعی رکن ہوگئی اب دوبارہ نہ کرنی چاہیے۔ اور حلال ہونے کے تین سبب ہین کنکرون کا مارنا اور سر منڈانا اور طواف رکن کرنا اور جب ان تین چیزون مین سے دو ادا کرلے تو ایک حلال ہونا اسکو حاصل ہوجاوی گا۔ اور ان تین چیزون کو مع ذبح کے مقدم و موخر کرنے مین کچھہ مضائقہ نہین مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے کنکرین مارے پھر ذبح کرے پھر سر منڈواوے پھر طواف کرے۔ اور امام کے لیے مسنون یہ ہے کہ زوال کے بعد دسوین کو خطبہ پڑھے اور یہ خطبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وداع کا تھا غرضکہ حج مین چار خطبے ہین ایک ساتوین کو ایک نوین کو ایک دسوین کو ایک اول رخصت ہونے کے روز یعنے بارھوین کو اور یہ چارون خطبے زوال کے بعد ہین اور سب ایک ایک ہین بجز عرفہ کے خطبے کے کہ وہ دو ہین اور دونون کے درمیان مین کچھہ دیر بیٹھنا ہے۔ پھر جب طواف زیارت سے فارغ ہوچکے تو رات کے رہنے کے لیے اور کنکرین مارنے کو منیٰ مین لوٹ آوے اور اوس رات کو منیٰ مین رہے اور اس رات کا نام لیلۃ القر یعنے شب قرار ہے کیونکہ لوگ اوسکی صبح کو منیٰ مین ٹھہرتے ہین اور چلے نہین جاتے جب گیارھوین تاریخ کو دوپہر ڈھل جاوے تو کنکرین مارنے کے لیے نہاوے اور پہلے جمرہ کا قصد کرے جو عرفات کی طرف سے اول ملتا ہے اور وہ عین مسجد مین ہے اوسپر سات کنکرین مارے اور جب اوس سے آگے بڑھے تو تھوڑا سا راستہ سے علیحدہ ہوکر قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو اور اللہ تعالیٰ کی تحمید اور

طے کر جاوے اور اگر پیادہ ہو تو قدم تیز کر کے چلے اور جب سے صبح دسویں کی ہو جاوے لبیک مین تکبیر کو ملا دیوے یعنے کبھی لبیک کہے اور کبھی تکبیر یہان تک کہ منے مین پہونچے اور جمرات آ جاوین اور یہ شمار مین تین ہین پس پہلے اور دوسرے سے بڑھ جانا چاہیے کہ دسویں کو انکے ساتھ کوئی کام متعلق نہین اور جب جمرۂ عقبہ پر پہونچے اور آفتاب بقدر نیزہ اونچا ہو تو جمرہ مذکور کو کنکرین مارے یہ جمرہ قبلہ رخ آدمیون کے دہنے طرف راستہ مین پہاڑ کے نیچے ہے اور کنکرین مارنے کی جگہ کچھ اونچی ہے اور کنکرون کے پڑے رہنے سے صاف معلوم ہوتا ہے اور کنکرین مارنے کی صورت یہ ہے کہ قبلہ کیطرف منہ کر کے کھڑا ہو اور اگر جمرہ کی طرف کو منہ کرے تب بھی کچھ مضائقہ نہین اور سات کنکرین ہاتھ اوٹھا کر مارے اور لبیک کی عوض تکبیر کہے اور ہر کنکر کے ساتھ یہ کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی طَاعَۃِ الرَّحْمٰنِ وَرَغْمِ الشَّیْطَانِ اَللّٰھُمَّ تَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ اور جب کنکرین مار چکے تو لبیک اور تکبیر دونون موقوف کر دے مگر فرض نمازون کے بعد دسویں کے ظہر سے تیرھوین کی صبح کی بعد تک تکبیر کہتا رہے اور تکبیر نمازون کے بعد اسطرح ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور اس وزدعا کے واسطے جمرہ کے پاس نہ ٹھہرے بلکہ دعا اپنے مکان پر یا نگے پھر اگر اوسکے ساتھ ہدے ہو تو اوسکو ذبح کرے اور بہتر یہ ہے کہ خود اپنے آپ ذبح کرے اور یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَبِکَ وَاِلَیْکَ تُقَبَّلُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ اور قربانی کرنی اونٹ کی افضل ہے پھر گاے کی پھر بکری کی اور ایک اونٹ یا گاے مین چھ شخصون کے شریک ہونے کی نسبت کر بکری افضل ہے اور بکری کی نسبت کر دمبہ بہتر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَیْرُ الْاُضْحِیَۃِ الْکَبْشُ الْاَقْرَنُ اور سفید رنگ بکری اور سیاہ کی نسبت کر بہتر ہے حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ ایک سفید دنبہ قربانی مین دو سیاہ رنگ والون سے افضل ہے۔ اور ہدی اگر نفل ہو تو اوسمین سے کھاوے اور جس جانور مین کوئی عیب ہو اوسکی قربانی نکرے اور عیب مانع قربانی کے یہ ہین لنگڑا ہونا ناک یا کان کا کٹا ہوا ہونا کان کا اوپر خواہ نیچے سے چرا ہوا ہونا سینگون کا ٹوٹا ہوا ہونا اگلے پانو کا چھوٹا ہونا خارشتی ہونا کان کا اگلا یا پچھلا حصہ بے رخ دار ہونا اور اتنا دبلا ہونا کہ ہڈیون مین گودا نرہے۔ بعد اسکے بال منڈوا دے اور اسمین سنت یہ ہے کہ قبلہ رخ بیٹھے اور سر کے اگلے حصہ سے شروع کرے اور دہنی طرف کے بال کنپٹی تک

چلو کہ نہ ضعیف آدمی کو کچلو اور نہ مسلمان کو ایذا دو۔ اور جب مزدلفہ مین پہنچے تو اوسکے لیے نہاوی اسلیے کہ مزدلفہ حرم مین سے ہے اس جہت سے اوسمین نہاکر داخل ہونا چاہیے اور اگر اوس مین پیادہ ہوکر داخل ہو تو اور بھی افضل اور حرم کی عزت کی مناسب تر ہے اور راستہ مین لبیک پکار کر کہتا چلے اور جب مزدلفہ مین پہنچے تو کہے اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہٖ مُزْدَلِفَۃٌ جَمَعْتَ فِیْھَا اَلْسِنَۃً مُّخْتَلِفَۃً نَسْاَلُکَ حَوَائِجَ مُؤْتَنِفَۃً فَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ دَعَاکَ فَاسْتَجَبْتَ لَہٗ وَتَوَکَّلَ عَلَیْکَ فَکَفَیْتَہٗ پھر مزدلفہ مین عشا کے وقت مین مغرب اور عشا ایک اذان اور دو تکبیرون سے اکٹھے پڑھے اور عشا کو قصر کرے اور دونون فرضون کے درمیان مین کوئی نفل نہ پڑھے مگر مغرب اور عشا کی نفلین اور وتر بعد دونون فرضون کے پڑھ لے پہلے مغرب کی نفلین پڑھے پھر عشا کی جیسے فرض پڑھی تھی اور اسی طرح جو شخص سفر مین نماز جمع کرے وہ نفلون کو ادا کرے کہ سفر مین نفلون کا چھوڑ دینا ظاہرا نقصان ہے اور اونکو اونکے اوقات پر ادا کرنے کا حکم دینا خالی از ضرر نہین علاوہ ازین فرض کے تابع نہ ہین گے اور جدا پڑجاوین گے پس جس صورت مین کہ ایک تیمم سے فرائض کے ساتھہ مین نوافل کا ادا کرنا درست ہے تو جمع کے لحاظ سے فرضون کی تبعیت مین اونکا ادا کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور نوافل کا فرضون سے بعض احکام مین جدا ہونا مثلاً اونکا ادا کرنا سواری پر جائز ہونا کچھہ اس امر کا مانع نہین کیونکہ ہم تو اشارہ کر چکے کہ تبعیت اور حاجت کے باعث اونکو اسطرح ادا کرنا چاہیے۔ پھر اوس رات مزدلفہ مین رہے اور یہ رات کو رہنا حج کے اعمال مین سے ہے اور اگر کوئی شخص آدھی رات سے پیشتر وہان سے چلا جاوے اور رات کو نہ رہے تو اوسپر دم لازم آوے گا اور اس رات کو ورد وظائف مین کاٹنا عمدہ ثواب کی چیزون مین سے ہے بشرطیکہ ہو سکے۔ پھر جب آدھی رات ہوجاوے تو کوچ کی تیاری شروع کرے اور یہان سے کنکرین جمرون کے لیے اوٹھائے کہ یہان نرم پتھر ہین اور ستر کنکرین لیوے کہ بقدر حاجت اتنی ہی ہونگی اور اگر گر پڑنے کے احتمال سے زیادہ بھی لے لیوے تو کچھہ مضائقہ نہین اور کنکرین ہلکی ہونی چاہیین کہ اونگلی کی پور پر آسکین۔ پھر نماز صبح اندھیری مین پڑھے اور اپنی راہ لے یہان تک کہ جب مشعر الحرام پر پہنچے جو مزدلفہ کا آخر ہے تو وہان ٹھہر جاوے اور خوب روشنی ہوجانے تک دعا مانگے اور کہے اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالْبَیْتِ الْحَرَامِ وَالشَّھْرِ الْحَرَامِ وَالرُّکْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِّنَّا التَّحِیَّۃَ وَالسَّلَامَ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ پھر وہان سے آفتاب نکلنے سے پہلے چلدے اور جب اوس جگہہ پہنچے جسکو وادی محسر کہتے ہین تو مستحب ہے کہ سواری کو ہلانکے یہان تک کہ اوس میدان کے عرض کو

وَاِذَا نَادَيْنَا سَمِعْتَ وَاِذَا اَقْبَلْنَا اِلَيْكَ قَرُبْتَ وَاِذَا وَلَّيْنَا عَنْكَ دَعَوْتَ اِلٰهَنَا اَنَّكَ
قُلْتَ فِي كِتَابِكَ الْمُبِيْنِ لِمُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَنْتَهُوْا
يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ فَاَرْضَاكَ عَنْهُمُ الْاِقْرَارُ بِكَلِمَةِ التَّوْحِيْدِ بَعْدَ الْجُحُوْدِ
وَاِنَّا نَشْهَدُ لَكَ بِالتَّوْحِيْدِ مُخْبِتِيْنَ وَلِمُحَمَّدٍ بِالرِّسَالَةِ مُخْلِصِيْنَ فَاغْفِرْ لَنَا بِهٰذِهِ
الشَّهَادَةِ سَوَالِفَ الْاٰجْرَامِ وَلَا تَجْعَلْ حَظَّنَا فِيْهَا اَنْقَصَ مِنْ حَظِّ مَنْ دَخَلَ فِي الْاِسْلَامِ
اِلٰهَنَا اِنَّكَ اَحْبَبْتَ التَّقَرُّبَ اِلَيْكَ بِعِتْقِ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُنَا وَنَحْنُ عَبِيْدُكَ
وَاَنْتَ اَوْلٰى بِالتَّفَضُّلِ فَاَعْتِقْنَا وَاِنَّكَ اَمَرْتَنَا اَنْ نَتَصَدَّقَ عَلٰى فُقَرَائِنَا وَنَحْنُ فُقَرَاؤُكَ
وَاَنْتَ اَحَقُّ بِالتَّطَوُّلِ فَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا وَوَصَّيْتَنَا بِالْعَفْوِ عَمَّنْ ظَلَمَنَا وَقَدْ ظَلَمْنَا
اَنْفُسَنَا وَاَنْتَ اَحَقُّ بِالْكَرَمِ فَاعْفُ عَنَّا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا
رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا بِرَحْمَتِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ

اور دعاے خضر علیہ السلام بھی کثرت سے پڑھتا رہے اور وہ یہ ہے یا مَنْ لَّا يَشْغَلُهُ شَاْنٌ عَنْ شَاْنٍ
وَلَا سَمْعٌ عَنْ سَمْعٍ وَلَا تَشْتَبِهُ عَلَيْهِ الْاَصْوَاتُ يَا مَنْ لَّا تُغَلِّطُهُ الْمَسَائِلُ وَلَا تَخْتَلِفُ
عَلَيْهِ اللُّغَاتُ يَا مَنْ لَّا يُبَرِّمُهُ اِلْحَاحُ الْمُلِحِّيْنَ وَلَا تُضْجِرُهُ مَسْئَلَةُ السَّائِلِيْنَ اَذِقْنَا بَرْدَ
عَفْوِكَ وَحَلَاوَةَ رَحْمَتِكَ اور اسکے سوا جو دعا اوسکو معلوم ہو پڑھے اور مترجم
کی دانست مین دعاے حزب الاعظم بہت عمدہ ہے کہ ادعیہ قرآن و حدیث کو شامل ہے
اور اپنے لیے اور ماں باپ کے لیے اور سب مسلمان مردون عورتون کے لیے دعاے مغفرت کرے
اور دعا مین خوب الحاح کرے اور بہت بڑی رغبت سے مانگے کہ اللہ تعالے کے سامنے
کوئی چیز بڑی نہین — اور مطرف بن عبد اللہ نے عرفہ مین یہ کہا تھا کہ الٰہی تو میری
جہت سے سب لوگون کو نامنظور مت کرنا — اور بکر مزنی نے کہا ہے کہ ایک شخص نے
ذکر کیا کہ جب مین نے عرفات والون کو دیکھا تو یہ گمان کیا کہ اگر مین ان مین نہ ہوتا تو سبکی مغفرت ہو جاتی

ساتوان بیان وقوف کے بعد کے اعمال یعنے مزدلفہ مین رہنے اور جمرون کو کنکرین
مارنے اور ذبح کرنے اور بال منڈانے اور طواف کرنے کے ذکر مین — جب آفتاب ڈوبنے
کے بعد عرفات سے پھرے تو چاہیے کہ وقار اور ارام کے ساتھ رہے گھوڑے یا اونٹ کو
دوڑاوے نہین جیسے بعض لوگون کا دستور ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری
کے گھوڑے اور اونٹ کے جھیٹانے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا کہ اللہ سے ڈرو اور اچھی طرح

حُجَّتِكَ عَلَيَّ وَانْقِطَاعِ حُجَّتِي عَنْكَ وَفَقْرِي إِلَيْكَ وَغِنَاكَ عَنِّي إِلَّا غَفَرْتَ لِي يَا خَيْرَ
مَنْ دَعَاهُ دَاعٍ وَأَفْضَلَ مَنْ رَجَاهُ رَاجٍ بِحُرْمَةِ الْإِسْلَامِ وَبِذِمَّةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ فَاغْفِرْ لِي جَمِيعَ ذُنُوبِي وَاصْرِفْنِي عَنْ مَوْقِفِي هَذَا مَقْضِيَ الْحَوَائِجِ
وَهَبْ لِي مَا سَأَلْتُكَ وَحَقِّقْ رَجَائِي فِيمَا تَمَنَّيْتُ إِلَهِي دَعْوَتُكَ بِالدُّعَاءِ الَّذِي
عَلَّمْتَنِيهِ فَلَا تَحْرِمْنِي الرَّجَاءَ الَّذِي عَرَّفْتَنِيهِ إِلَهِي مَا أَنْتَ صَانِعُ الْعَشِيَّةَ بِعَبْدٍ
مُقِرٍّ لَكَ بِذَنْبِهِ خَاشِعٍ لَكَ بِذِلَّتِهِ مُسْكِينٍ بِجُرْمِهِ مُتَضَرِّعٍ إِلَيْكَ مِنْ عَمَلِهِ تَائِبٍ
إِلَيْكَ مِنْ اقْتِرَافِهِ مُسْتَغْفِرٍ لَكَ مِنْ ظُلْمِهِ مُبْتَهِلٍ إِلَيْكَ فِي الْعَفْوِ عَنْهُ طَالِبٍ
إِيَّاكَ فِي نَجَاحِ حَوَائِجِهِ رَاجٍ إِلَيْكَ فِي مَوْقِفِهِ مَعَ كَثْرَةِ ذُنُوبِهِ فَيَا مُلْجَأَ كُلِّ حَيٍّ وَوَلِيَّ
كُلِّ مُؤْمِنٍ مَنْ أَحْسَنَ فَبِرَحْمَتِكَ يَفُوزُ وَمَنْ أَخْطَأَ فَبِخَطِيئَتِهِ يَهْلِكُ اللَّهُمَّ إِلَيْكَ
خَرَجْنَا وَبِفِنَائِكَ أَنَخْنَا وَإِيَّاكَ أَمَّلْنَا وَمَا عِنْدَكَ طَلَبْنَا وَلِإِحْسَانِكَ تَعَرَّضْنَا
وَرَحْمَتِكَ رَجَوْنَا وَمِنْ عَذَابِكَ أَشْفَقْنَا وَإِلَيْكَ بِأَثْقَالِ الذُّنُوبِ هَرَبْنَا
وَلِبَيْتِكَ الْحَرَامِ حَجَجْنَا يَا مَنْ يَمْلِكُ حَوَائِجَ السَّائِلِينَ وَيَعْلَمُ ضَمَائِرَ الصَّامِتِينَ
يَا مَنْ لَيْسَ مَعَهُ رَبٌّ يُدْعَى وَيَا مَنْ لَيْسَ فَوْقَهُ مَخْلُوقٌ يُخْشَى وَيَا مَنْ لَيْسَ لَهُ وَزِيرٌ
يُؤْتَى وَلَا حَاجِبٌ يُرْشَى يَا مَنْ لَا يَزْدَادُ عَلَى كَثْرَةِ السُّؤَالِ إِلَّا جُودًا وَكَرَمًا وَعَلَى
كَثْرَةِ الْحَوَائِجِ إِلَّا تَفَضُّلًا وَإِحْسَانًا اللَّهُمَّ إِنَّكَ جَعَلْتَ لِكُلِّ ضَيْفٍ قِرًى
وَنَحْنُ أَضْيَافُكَ فَاجْعَلْ قِرَانَا مِنْكَ الْجَنَّةَ اللَّهُمَّ إِنَّ لِكُلِّ وَفْدٍ جَائِزَةً وَلِكُلِّ زَائِرٍ
كَرَامَةً وَلِكُلِّ سَائِلٍ عَطِيَّةً وَلِكُلِّ رَاجٍ ثَوَابًا وَلِكُلِّ مُلْتَمِسٍ لِمَا عِنْدَكَ جَزَاءً وَلِكُلِّ مُسْتَرْحِمٍ
عِنْدَكَ رَحْمَةً وَلِكُلِّ رَاغِبٍ إِلَيْكَ زُلْفَى وَلِكُلِّ مُتَوَسِّلٍ إِلَيْكَ عَفْوًا وَقَدْ وَفَدْنَا
إِلَى بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَوَقَفْنَا لِهَذِهِ الْمَشَاعِرِ الْعِظَامِ وَشَهِدْنَا هَذِهِ الْمَشَاهِدَ الْكِرَامَ
رَجَاءً لِمَا عِنْدَكَ فَلَا تُخَيِّبْ رَجَاءَنَا إِلَهَنَا تَابِعْ النِّعَمَ حَتَّى اطْمَأَنَّتِ النُّفُوسُ بِتَتَابُعِ
نِعَمِكَ وَاظْهَرَتِ الْعِبَرُ حَتَّى نَطَقَتِ الصَّوَامِتُ بِحُجَّتِكَ وَظَاهَرْتَ الْبَيِّنَاتِ حَتَّى
اعْتَرَفَ أَوْلِيَاؤُكَ بِالتَّقْصِيرِ عَنْ حَقِّكَ وَأَظْهَرْتَ الْآيَاتِ حَتَّى أَفْصَحَتِ السَّمَاوَاتُ
وَالْأَرْضُونَ بِأَدِلَّتِكَ وَقَهَرْتَ بِقُدْرَتِكَ حَتَّى خَضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِعِزَّتِكَ وَعَنَتِ
الْوُجُوهُ لِعَظَمَتِكَ إِذَا أَسَاءَ عِبَادُكَ حَلُمْتَ وَأَهْلَتَ وَإِنْ أَحْسَنُوا تَفَضَّلْتَ وَ
قَبِلْتَ وَإِنْ عَصَوْكَ اسْتَتَرْتَ وَإِنْ أَذْنَبُوا عَفَوْتَ وَغَفَرْتَ وَإِذَا دَعَوْنَا

لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي لِسَانِي نُورًا
اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحَمْدِ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا نَقُولُ
وَخَيْرًا مِمَّا نَقُولُ لَكَ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي وَإِلَيْكَ مَآبِي وَإِلَيْكَ تُرَاثِي
اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ
إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ مَا هَبَّتْ بِهِ الرِّيَاحُ وَمِنْ شَرِّ
بَوَائِقِ الدَّهْرِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ
اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي بِالْهُدٰى وَاغْفِرْ لِي فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولٰى يَا خَيْرَ مَقْصُودٍ وَأَسْنَى مَنْزُولٍ بِهِ
وَأَكْرَمَ مَسْئُولٍ مَا لَدَيْكَ أَعْطِنِي الْعَشِيَّةَ أَفْضَلَ مَا أَعْطَيْتَ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ وَحُجَّاجِ
بَيْتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اَللّٰهُمَّ يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ وَمُنْزِلَ الْبَرَكَاتِ وَيَا فَاطِرَ
الْأَرْضِينَ وَالسَّمٰوٰتِ صَحَّتْ إِلَيْكَ الْأَصْوَاتُ بِصُنُوفِ اللُّغَاتِ تَسْأَلُكَ الْحَاجَاتِ
وَحَاجَتِي أَنْ لَا تُنْسِيَنِي فِي دَارِ الْبَلَاءِ إِذَا نَسِيَنِي أَهْلُ الدُّنْيَا اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِي
وَتَرٰى مَكَانِي وَتَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِي أَنَا الْبَائِسُ
الْفَقِيرُ الْمُسْتَغِيثُ الْمُسْتَجِيرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهِ أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِينِ وَأَبْتَهِلُ
إِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيلِ وَأَدْعُوكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيرِ دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ
رَقَبَتُهُ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهُ وَذَلَّ لَكَ جَسَدُهُ وَرَغِمَ لَكَ أَنْفُهُ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي
بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا وَكُنْ بِي رَءُوفًا رَحِيمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُولِينَ وَأَكْرَمَ الْمُعْطِينَ اَللّٰهُمَّ مَنْ
مَدَحَ لَكَ نَفْسَهُ فَإِنِّي لَأَذُمُّ نَفْسِي اَللّٰهُمَّ خَرِسَتْ لِمَعَاصِيكَ لِسَانِي فَمَا لِي وَسِيلَةٌ مِنْ عَمَلٍ
وَلَا شَفِيعٌ سِوَى الْأَمَلِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّ ذُنُوبِي لَمْ تَقِفْ لِي عِنْدَكَ جَاهًا وَلَا لِلِاعْتِذَارِ
وَجْهًا وَلٰكِنَّكَ أَكْرَمُ الْأَكْرَمِينَ اَللّٰهُمَّ إِنَّ لَهَا كُنْ أَهْلًا أَنْ أَبْلُغَ رَحْمَتَكَ فَإِنَّ رَحْمَتَكَ
أَهْلٌ أَنْ تُبَلِّغَنِي وَرَحْمَتُكَ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ وَأَنَا شَيْءٌ اَللّٰهُمَّ إِنَّ ذُنُوبِي وَإِنْ كَانَتْ
عِظَامًا فَلٰكِنَّهَا صِغَارٌ فِي جَنْبِ عَفْوِكَ فَاغْفِرْهَا لِي يَا كَرِيمُ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ أَنْتَ وَأَنَا أَنَا
أَنَا الْعَوَّادُ إِلَى الذُّنُوبِ وَأَنْتَ الْعَوَّادُ إِلَى الْمَغْفِرَةِ اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ لَا تَرْحَمُ إِلَّا
أَهْلَ طَاعَتِكَ فَإِلٰى مَنْ يَفْزَعُ الْمُذْنِبُونَ اَللّٰهُمَّ تَجَنَّبْتُ عَنْ طَاعَتِكَ عَمْدًا وَتَوَجَّهْتُ
إِلٰى مَعْصِيَتِكَ قَصْدًا فَسُبْحَانَكَ مَا أَعْظَمَ حُجَّتَكَ عَلَيَّ وَأَكْرَمَ عَفْوَكَ عَنِّي فَوُجُوبُ

وَاَهْلِ طَاعِنِكَ اور نوین رات کو منے مین رہے اور یہ مقام منزل اور رات کی رہنے کا ہے کوئی فعل حج اس وقت مین اوس سے متعلق نہین جب عرفہ کی صبح ہووی تو فجر کی نماز پڑھے اور جب کوہ ثبیر پر آفتاب نکلے تو عرفات کو یہ کہتا ہوا چلے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا خَيْرَ غَادٍ وَّ خَيْرَ مَغْدُوٍّ اِلَيْهِ وَاَقْرَبَهُمْ مِنْ رِضْوَانِكَ وَاَبْعَدَهُمْ مِنْ سَخَطِكَ اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ غَدَوْتُ وَاِيَّاكَ رَجَوْتُ وَعَلَيْكَ اِعْتَمَدْتُّ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْنِيْ مِمَّنْ تُبَاهِيْ بِهِ الْيَوْمَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ وَاَفْضَلُ اور جب عرفات مین آوی تو اپنا خیمہ نمرہ مین جو مسجد کے قریب ہے کھڑا کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قبہ اوسی جگہ کھڑا کیا تھا اور نمرہ بطن عرنہ کا نام ہے جو موقف اور عرفہ کے اس طرف ہے اور واقوف کے لیے غسل کرنا چاہیے جب آفتاب ڈھل جاوے تو امام ایک خطبہ مختصر پڑھکر بیٹھ جاوے اور پھر دوسرا خطبہ شروع کرے اور موذن اذان دینے لگے اور اذان مین تکبیر ملادے اور تکبیر کے ختم ہونے پر امام بھی فارغ ہو جاوے پھر ظہر اور عصر ایک اذان اور دو تکبیرون سے پڑھے اور نماز کو قصر کرے بعد نماز کے موقف مین جاوے اور عرفات مین ٹھہرے اور عرنہ کے وادی مین نہ ٹھہرے اور مسجد ابراہیم علیہ السلام کا اگلا حصہ تو عرنہ مین ہے اور پچھلا عرفات مین ہے جو کوئی اگلے حصے مین ٹھہرا رہے گا اوسکو عرفات پر ٹھہرنا میسر نہو گا اور عرفات کی جگہ مسجد مین اون بڑے پتھرون سے معلوم ہوتی ہے جو وہان بچھا دیے گئے ہین اور افضل یہ ہے کہ امام کے قریب پتھرون کے پاس قبلہ رخ سوار ہو کر ٹھہرے اور تحمید اور تسبیح اور تہلیل اور خدای تعالی کی تعریف اور دعا اور توبہ بہت سی کرے اور اس روز مین روزہ نہ رکھے تاکہ تمام روز دعا پڑھنے پر قادر رہے اور عرفہ کی روز لبیک کہنا موقوف نکرے بلکہ مستحب یہ ہے کہ کبھی لبیک کہے اور کبھی دعا پر جھکے اور چاہیے کہ عرفات کی طرف سے بدون آفتاب کے ڈوبے ہوئے نہ چلے تاکہ رات اور دن عرفات ہی مین اکٹھے کرے اور ایک فائدہ ہے کہ اگر چاند مین غلطی ہو گئی ہو گی تو دوسرے روز کی شب مین ایک ساعت ٹھہرنا ہو سکے گا غرضکہ احتیاط اسی کی مقتضی ہے اور حج کے فوت ہونے سے بھی مامور رہے گا اور جس شخص کو دسوین کی صبح تک ٹھہرنا نہیب ہوا اوسکا حج جاتا رہا اوسکو چاہیے کہ عمرہ کے اعمال کر کے احرام سے حلال ہو جاوے پھر ایک دم حج کے جانے کے لیے دے اور دوسرے برس مین اس حج کی قضا کرے اور اس روز مین سب سے زیادہ ہمت دعا مین کرے کہ اس جیسی جگہ اور ایسے مجمع مین دعاؤن کے مقبول ہونے کی توقع ہے اور جو دعا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر سلف سے عرفہ کے روز منقول ہے اوس کا مانگنا بہتر ہے تو یون دعا مانگنی چاہیے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اللہ جل شانہ سے اس دعا کے بعد جو چاہے دعا مانگے پھر اوتر کر سعی شروع کرے اور یہ کہتا جاوے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور نرمی کے ساتھ چلے یہانتک کہ سبز میل تک پہونچ جاوے اور یہ میل صفا سے اوتر تے ہی ملتا ہے اور مسجد حرام کے کونے پر ہے جبکہ اوسمین اور میل کی سیدھ آنے مین چھ ہاتھ کا فاصلہ رہے جلد چلنا شروع کرے یعنے رمل کی سی چال چلے یہانتک کہ دوسرے میل سبز تک پہونچ جاوے پھر وہان سے نرم چلنا شروع کرے جب مروہ پر پہونچے تو اوسکی زینون پر چڑھے جیسا صفا پر چڑھا تھا اور وہی دعا مانگے جو صفا پر مانگی تھی یہ ایک بار سعی ہوئی اور جب صفا پر دوسری بار آوے گا تو دوبار ہوگی اسی طرح سات بار سعی کرے کہ ہر سعی مین سبز میلون کے درمیان مین رمل کرے اور آہستہ چلنے کی جگہ مین آہستہ چلے جیسا اوپر ذکر ہوا اور ہر بار صفا اور مروہ پر چڑھے جب سعی سے فارغ ہو جاوے تو اب طواف قدوم اور سعی سے فارغ ہو گیا اور یہ دونو باتین سنت ہین اور سعی کے لیے پاک ہونا مستحب ہے واجب نہین بخلاف طواف کے کہ اوسمین پاک ہونا واجب ہے اور جب سعی کر چکے تو چاہیے کہ عرفات مین کھڑا ہونے کے بعد پھر سعی دوبارہ نہ کرے بلکہ اسی سعی کو کہ کر چکا ہے رکن ہونے کو کافی سمجھے اس لیے کہ سعی کی شرط یہ نہین کہ وقوف عرفہ کی بعد ہو بلکہ طواف زیارت مین قید بعد وقوف کے ہے ہان سعی مین یہ قید ہے کہ طواف کی بعد ہو خواہ کسی طرح کا طواف کیون نہو

چھٹا بیان عرفات کے ٹھہرنے کے ذکر مین اور جو امور اوس سے پہلے چاہیین اونکی کیفیت مین

حاجی جس صورت مین کہ عرفہ کے روز عرفات پر پہونچ جاوے تو طواف قدوم اور مکہ مین جانے کے لیے وقوف سے پہلے تیاری نہ کرے بلکہ اول عرفات مین ٹھہرنے کو اختیار کرے ہان اگر عرفہ سے کچھ دنون پیشتر پہونچے تب مکہ مین داخل ہو کر طواف قدوم کرے اور ساتوین ذی حجہ تک احرام باندھے ہوئے مکہ مین ٹھہرا رہے پھر امام اسی تاریخ مین ظہر کے بعد کعبہ شریفہ کے پاس خطبہ پڑھے اور لوگون کو حکم دی کہ آٹھوین تاریخ منے کے جانے کی تیاری کرین اور رات کو وہان رہین نوین کی صبح کو وہان سے عرفات کو جاوین کہ بعد زوال کے وقوف عرفہ کا فرض ادا کرین کیونکہ وقوف کا وقت نوین کی زوال سے دسوین کی صبح صادق ہونے تک ہے پس چاہیے کہ منے کو لبیک کہتا ہوا نکلے اور مستحب یہ ہے کہ مکہ سے ارکان حج کے لیے تمامی حج تک اگر قدرت ہو تو پیادہ چلے اور مسجد ابراہیم علیہ السلام سے وقوف کی جگہ تک پیادہ چلنے کی بہت تاکید ہے اور افضل ہی پس جب منے مین پہونچے تو کہے اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ مِنًى فَامْنُنْ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَائِكَ

پھر حجر اسود پر دوبارہ آوے اور اوسکو بوسہ دی کر طواف کو ختم کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی خانہ کعبہ کا طواف سات پھیرے کرے اور دو رکعت نماز پڑھے تو ایسا ثواب ہے کہ جیسا بردہ کے آزاد کرنے کا ہوتا ہے۔ صورت طواف کرنے کی یہ تھی جو مذکور ہوئی اس سب مین شروط نماز کے بعد واجب یہ ہے کہ شمار پھیرون کی سارے کعبہ کے گرد سات پورے کردے اور شروع حجر اسود سے کرے اور خانہ کعبہ کو بائین ہاتھہ رکھے اور طواف مسجد کے اندر اور خانہ کعبہ کے باہر کرے کہ نہ شاذروان کے اوپر ہو اور نہ حطیم کے اندر کو اور سب پھیرے پیہم کرے اونمین جدائی معمولی سی زیادہ نکرے اور اوسکی سوا اور امور سنت اور مستحب ہین

پانچوان بیان صفا اور مروہ کے درمیان مین سعی کے ذکر مین۔

جب طواف سے فارغ ہو چکے تو باب الصفا سے نکلے اور یہ دروازہ کعبہ کی اوس دیوار کی سیدھ مین ہے جو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ہے پس جب اس دروازہ سے باہر نکلے اور صفا پر پونہچے جو ایک پہاڑ ہے تو اوسکے چند زینون پر چڑھے کہ قد آدم پہاڑ مذکور کی نیچے بنے ہوئے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون پر اتنا چڑھے تھے کہ آپکو کعبہ شریف نظر آنے لگا تھا اور شروع سعی کا کوہ صفا کی جڑ سے کافی ہے اور اتنا چڑھنا مستحب ہے لیکن چونکہ بعض سیڑھیان نئی بن گئی ہین تو چاہیے کہ اونکو اپنے پیچھے نہ چھوڑے اسلیے کہ اوسقدر جگہ سعی مین رہ جائے گی اور سعی کامل نہوگی **مترجم** کہتا ہے کہ اب کوہ صفا کی جڑ مین اتنی مٹی زیادہ ہوگئی ہی کہ جڑ مین سے بھی کعبہ نظر آتا ہے اور ایک دو سیڑھیون پر چڑھنے سے بھی پس اب احتمال سعی کے ناقص رہنے کا نہین ہے اگر سیڑھیون پر نہ چڑھے۔ غرضکہ ابتدای سعی صفا سے کرکے اوسکے اور صفا کے درمیان مین سات بار سعی کرے اور صفا پر چڑھنے کے وقت کعبہ کیطرف کو منہ کرکے کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا ھَدَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بِمَحَامِدِہٖ کُلِّھَا عَلٰی جَمِیْعِ نِعَمِہٖ کُلِّھَا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَصَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ وَمِنْ اٰیَاتِہٖ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ اِیْمَانًا دَآئِمًا وَّیَقِیْنًا صَادِقًا وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا ذَاکِرًا وَّاَسْاَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ الدَّآئِمَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اور آنحضرت

معمولی رفتار سے ادا کرے اور اگر حجر اسود کا بوسہ پھیرے میں ممکن ہو تو بہتر ہے اور اگر ازدحام کی وجہ سے نہو سکے تو اپنے ہاتھ سے اشارہ حجر اسود کی طرف کرکے ہاتھ کو بوسہ دے اسی طرح رکن یمانی کا بوسہ دینا مستحب ہے اور مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رکن یمانی کو بوسہ دیتے اور اپنا رخسار مبارک اوسپر رکھتے۔ اور جو شخص بوسہ دینے میں صرف حجر اسود پر اکتفا کرے اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ سے چھودے تو یہ صورت بہتر ہے کیونکہ اسکی روایت زیادہ مشہور ہے پنجم جب طواف کے ساتوں پھیرے ختم ہو چکیں تو ملتزم پر آوے یعنے حجر اسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان میں کہ یہ مقام دعا کے قبول ہونے کا ہے یہاں دیوار سے چمٹ جاوے اور پردون کو پکڑے اور اپنا پیٹ دیوار سے اور دہنا رخسار دیوار پر رکھے اور اپنے ہاتھ اور ہتھیلیاں اوسپر پھیلا دے اور یون کہے یَارَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَاَعِذْنِیْ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ وَقَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اٰتَیْتَنِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَالْعَبْدَ عَبْدُکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَکْرَمِ وَفْدِکَ عَلَیْکَ پھر اس مقام پر بہت سی خدائے تعالے کی تعریف کرے اور آنحضرت اور تمام انبیا صلے اللہ علیہم وسلم پر بہت درود بھیجے اور اپنے مطالب خاص کے لیے دعا مانگے اور گناہون سے مغفرت کی درخواست کرے بعض اکابر سلف اس مقام پر اپنے خادمون سے کہتے کہ میرے پاس سے علحدہ ہو جاؤ تاکہ میں اپنے پروردگار کے سامنے اپنے گناہون کا اقرار کرون ششم یہ کہ جب ملتزم سے فارغ ہو تو چاہیے کہ مقام ابراہیم کے پیچھے دوگانہ نماز پڑھے پہلی میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ اور یہ دوگانہ طواف کا ہے زہری نے کہا ہے کہ سنت ہمیشہ سے یون ہے کہ ہر سات پھیرون پر دوگانہ پڑھے اور اگر بہت سے طواف کیے اور سب کے بعد دو رکعتین پڑھ لے تب بھی جائز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے اور سات پھیرے ملکر ایک طواف ہوتا ہے اور طواف کے دوگانہ کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ لِیْ بَشَرَتِیْ وَجَنِّبْنِیْ الْعُسْرٰی وَاغْفِرْ لِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی اَللّٰھُمَّ اَعِصْمْنِیْ بِاَطْاَفِکَ حَتّٰی لَا اَعْصِیَکَ وَاَعِنِّیْ عَلٰی طَاعَتِکَ بِتَوْفِیْقِکَ وَجَنِّبْنِیْ مَعَاصِیَکَ وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یُحِبُّکَ وَیُحِبُّ مَلَائِکَتَکَ وَرُسُلَکَ وَیُحِبُّ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْنِیْ اِلٰی مَلَائِکَتِکَ وَرُسُلِکَ وَاِلٰی عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ اَللّٰھُمَّ فَکَمَا ھَدَیْتَنِیْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَثَبِّتْنِیْ عَلَیْہِ بِاَطْاَفِکَ وَوِلَایَتِکَ وَاسْتَعْمِلْنِیْ طَاعَتَکَ وَطَاعَۃَ رَسُوْلِکَ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ

نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پھر طواف کرے اور حجر اسود سے بڑھتے ہی خانہ کعبہ کے مقابل پونہچے گا اوسوقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْبَيْتُ بَيْتُكَ وَهٰذَا الْحَرَمُ حَرَمُكَ وَهٰذَا الْاَمْنُ اَمْنُكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ اور مقام کے ذکر کے وقت آنکھہ سے مقام ابراہیم علیہ السلام کیطرف اشارہ کرے اَللّٰهُمَّ اِنَّ بَيْتَكَ عَظِيْمٌ وَوَجْهَكَ كَرِيْمٌ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَاَعِذْنِيْ مِنَ النَّارِ وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ عَلَى النَّارِ وَاٰمِنِّيْ مِنْ اَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاكْفِنِيْ مُؤْنَةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ پھر سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے یہانتک کہ رکن عراقی پر پہونچ جاوی اور اسوقت یون کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّرْكِ وَالشَّكِّ وَالْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ اور جب میزاب پر پونہچے تو کہے اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنَا تَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنِيْ بِكَاْسِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَا اَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا اور جب رکن شامی کے مقابل پونہچے تو کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا وَسَعْيًا مَشْكُوْرًا وَذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَتِجَارَةً لَنْ تَبُوْرَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفُوْرُ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اور جب رکن یمانی کے مقابل ہو تو کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اور رکن یمانی اور حجر اسود کے بیچ مین یہ کہے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ الْقَبْرِ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور جب حجر اسود پر پہونچ جاوے تو کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ بِرَحْمَتِكَ اَعُوْذُ بِرَبِّ هٰذَا الْحَجَرِ مِنَ الدَّيْنِ وَالْفَقْرِ وَضِيْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اور اسوقت ایک پھیرا پورا ہوا اسی طرح سات پھیرے کرے اور ہر پھیرے مین یہ دعائین مانگے چہارم یہ کہ پہلے تین پھیرون مین رمل کرے اور باقی چار مین عادت کے موافق چلے اور رمل کے معنے یہ ہین کہ چلنے مین جلدی کرے اور قدم پاس پاس رکھے اور رمل کی چال دوڑنے سے کم ہوتی ہے اور معمولی طور پر چلنے سے زیادہ ہوتی ہی اور مقصود اضطباع اور رمل سے بے خوف ہونا اور جوانمردی کا ظاہر کرنا ہے اور یہ امر پہلے اسلیے مقرر ہوا تھا کہ کفار امید نہ رکھین اور بعد کو یہ سنت جاری ہوگئی اور رمل خانہ کعبہ کے قرب افضل ہے لیکن اگر ازدحام کی جہت قرب مین میسر نہو تو فاصلہ سے رمل کرنا بہتر ہے یعنے مطاف کے کنارے پر پہونچکر رمل کرے اور تین پھیرے رمل کے ساتھہ کرکے خانہ کعبہ کے قریب ازدحام مین ملجاوی اور چار پھیرے

اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا فِیْ اَوَّلِ مَنَاسِکِیْ اَنْ تَقْبَلَ تَوْبَتِیْ وَتَجَاوَزَ عَنْ خَطِیْئَتِیْ وَتَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بَلَّغَنِیْ بَیْتَہُ الْحَرَامَ الَّذِیْ جَعَلَہُ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَجَعَلَہُ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَالْبَلَدُ بَلَدُکَ وَالْحَرَمُ حَرَمُکَ وَالْبَیْتُ بَیْتُکَ جِئْتُ اَطْلُبُ رَحْمَتَکَ وَاَسْاَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمُضْطَرِّ الْخَائِفِ مِنْ عُقُوْبَتِکَ الرَّاجِیْ لِرَحْمَتِکَ الطَّالِبُ مَرْضَاتَکَ **ششم** یہ کہ بعد اسکے حجر اسود کے پاس جاکر اوسکو اپنی ہاتھ سے چھووے اور بوسہ دے کر یہ کہے اَللّٰھُمَّ اَمَانَتِیْ اَدَّیْتُھَا وَمِیْثَاقِیْ وَفَّیْتُہُ اِشْھَدْ لِیْ بِالْمُوَافَاۃِ اور اگر بوسہ دینا نہو سکی تو اوسکی سامنی کھڑا ہو کر یہی دعا پڑھے پھر طواف کے سوا اور کسی چیز کیطرف میل نکرے اور اس طواف کا نام طواف القدوم ہے اور اگر لوگ فرض نماز پڑھتی ہون تو اپنے آپ ہی جماعت مین شریک ہو جاوی پھر طواف کرے

چوتھا بیان طواف کے ذکر مین جب آدمی طواف قدوم یا اور کوئی طواف شروع کیا چاہی تو چاہیے کہ چھ امو کا لحاظ رکھے **اول** یہ کہ نماز کی شرطون کی رعایت کرے کہ بے وضو نہو اور کپڑا اور بدن اور طواف کی جگہ پاک ہون اور برہنگی کو ڈھانپے اسلیے کہ خانہ کعبہ کا طواف بھی نماز ہی ہے مگر خدا تعالیٰ نے اوسکی بیچ مین گفتگو کرنی مباح فرمادی ہے اور ابتدا طواف کی پیشتر اضطباع کر لینا چاہیے اوسکی صورت یہ ہے کہ اپنی چادر کا بیچ داہنی بغل کے نیچے سے نکالکر دونون پلے بائین مونڈھے پر کرلے اس صورت مین ایک کنارہ تو پشت پر لٹکے گا اور ایک چھاتی پر اور ابتدای طواف کے وقت سے لبیک کہنا موقوف کردے اور طواف مین وہ دعائین پڑھے جنکو ہم لکھتے ہین

دوم یہ کہ جب اضطباع سے فارغ ہو چکے تو خانہ کعبہ کو بائین طرف کرے اور حجر اسود کے پاس تھوڑا سا اوس سے ہٹ کر کھڑا ہو تاکہ شروع طواف مین سارا بدن حجر اسود کے مقابل کو گذر جاوے اور چاہیے کہ اپنے درمیان اور کعبۂ شریفہ کے درمیان مین تین قدم کی مقدار فاصلہ چھوڑ دے تاکہ خانہ کعبہ کے قریب بھی رہے کہ افضل ہے اور شاذروان پر طواف بھی نہو کہ وہ خانہ کعبہ مین سے ہے اور حجر اسود کے پاس شاذروان زمین سے ملی ہوئی ہے اوسمین دھوکا پڑجاتا ہے جو اوسکے اوپر کو طواف کرتا ہے اوسکا طواف درست نہین کیونکہ وہ گویا اندر کعبہ کے طواف کرتا ہے اور حکم اوسکے گرد باہر طواف کرنے کا ہے۔ واضح ہو کہ شاذروان دیوار کعبہ کا عرض ہے کہ نیو کے پاس سے چوڑا ہے پھر زمین سے اوپر دیوار جو بنائی گئی ہے تو کچھ عرض چھوڑ دیا گیا ہے اوس چھوٹے ہوئے عرض کو شاذروان کہتے ہین اوسپر طواف نکرنا چاہیے غرض کہ بموجب مذکورۂ بالا حجر اسود کے پاس سے طواف شروع کرے **سوم** یہ کہ ابتدائے طواف مین کہ حجر اسود سے ابھی نہ بڑھا ہو یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ

بلند آواز سے کہنے کا مضائقہ نہین کہ یہ تینون مسجد مین ارکان حج کی جگہہ مین مگر انکے سوا اور مسجدون مین بدون اواز کے بلند کرنے کے لبیک کا مضائقہ نہین اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی چیز تعجب مین ڈالتی تو فرماتے لَبَّیْكَ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَةِ

تیسرا بیان مکہ معظمہ مین داخل ہونے کے آداب مین طواف تک اور وہ چھہ امور ہین **اول** یہ کہ مکہ مین داخل ہونے کے لیے ذی طوی مین غسل کرے اور غسل مستحب مسنون حج مین نو ہین پہلا احرام کے لیے میقات پر دوسرا مکہ مین جانے کو تیسرا طواف قدوم کے لیے چوتھا عرفات مین ٹھہرنے کو پانچوان مزدلفہ مین ٹھہرنے کو چھٹا طواف الزیارۃ کو پھر تین غسل تین دن مین جمرات کی کنکری مارنے کے لیے ہین اور جمرہ عقبہ کے کنکریون کے لیے غسل نہین پھر طواف وداع کے لیے اور امام شافعی نے مذہب جدید مین طواف الزیارۃ اور طواف وداع کے لیے غسل نہین تجویز فرمایا تو اس صورت مین سات ہی غسل رہتے ہین۔ مترجم کہتا ہے کہ غسل شمار مین مس ہوتے ہین غالبا رمی جمار کے جو تین غسل لکھے ہین وہان دو کی جگہہ تین لکھے گئے ہین **دوم** یہ کہ مکہ کے باہر جب حد حرم مین داخل ہو تو یون کہے اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَاَمْنُكَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَبَشَرِیْ عَلَی النَّارِ وَاٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَوْلِیَائِكَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ **سوم** یہ کہ مکہ مین کدا کی گھاٹی سے یا نی کے سیل کیطرف کو جاوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ کا بیچ چھوڑ کر اوسی راہ کو اختیار فرمایا تھا اسلیے آپ کا اقتدا بہتر ہے۔ اور جب مکے سے نکلے تو کدی بضم کاف کی گھاٹی سے نکلے یہ گھاٹی کچھہ پست اور پھیلی اور اونچی ہے **چہارم** جب مکہ مین داخل ہو اور بنی حجج کی رُوم پر پہونچ جاوے تو اسوقت اوسکی نگاہ کعبہ پر پڑیگی اوسوقت یہ کہنا چاہیے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَدَارُكَ دَارُ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا بَیْتُكَ عَظَّمْتَهٗ وَكَرَّمْتَهٗ وَشَرَّفْتَهٗ اَللّٰهُمَّ فَزِدْهُ تَعْظِیْمًا وَزِدْهُ تَشْرِیْفًا وَتَكْرِیْمًا وَزِدْهُ مَهَابَةً وَزِدْ مَنْ حَجَّهٗ بِرًّا وَّكَرَامَةً اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِیْ جَنَّتَكَ وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ **پنجم** جب مسجد حرام مین داخل ہو تو بنی شیبہ کے دروازے سے جاوے اور یون کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَمِنَ اللّٰهِ وَاِلَی اللّٰهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اور جب کعبہ شریف سے قریب ہو تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلٰی اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِكَ وَعَلٰی جَمِیْعِ اَنْبِیَائِكَ وَرُسُلِكَ اور ہاتھہ اوٹھا کر یہ کہے

اور ناخن ترشوا وے اور مونچھین کتراوے اور جو صفائی کی باتین ہم طہارت مین لکھہ آئے ہین
وہ سب اچھی طرح بجالاوے **دوم** یہ کہ میلے ہوئے کپڑے اوتار ڈالے اور احرام کے دو کپڑے پہنے
اس طرح کہ ایک سفید کپڑے کا تہ بند کرے اور دوسرے کو چادر کہ سفید کپڑا خدای تعالے کے نزدیک سب
کپڑون سے بہتر اور محبوب ہے اور اپنے کپڑون اور بدن مین خوشبو لگاوے اور اسکا کچھہ مضائقہ
نہین کہ احرام کے بعد اس خوشبو کا جرم رہ جاوے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ مین
مشک کی چمک جسکو آپ نے احرام سے پیشتر لگایا تھا بعد احرام کے لوگون نے دیکھی ہے
سوم یہ کہ بعد کپڑے پہننے کے اتنا صبر کرے کہ اگر سوار ہو تو سواری اٹھہ کھڑی ہو یا پیادہ ہو تو چلنا
شروع کردے اسوقت احرام کی نیت کرے کہ حج کے لیے ہے یا عمرہ کے لیے قران ہے یا افراد جسطرح
منظور ہو وہ نیت کرے اور احرام ہو جانے کے لیے صرف دل سے ارادہ کافی ہے مگر مسنون
یہ ہے کہ نیت مین لفظ لبیک بھی اضافہ کرے اور زبان سے یہ کہے لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ
لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اور اگر زیادہ
کہنا ہو تو یون کہے لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ كُلُّهٗ بِیَدَیْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْكَ لَبَّیْكَ
بِحَجٍّ حَقًّا تَعَبُّدًا وَّرِقًّا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ **چہارم**
جب احرام لبیک کہنے سے منعقد ہو چکے تو مستحب ہے کہ یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ
فَیَسِّرْهُ لِیْ وَاَعِنِّیْ عَلٰی اَدَآئِهٖ فَرْضًا وَّتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ نَوَیْتُ اَدَآءَ فَرِیْضَتِكَ
فِی الْحَجِّ فَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لَكَ وَاٰمَنُوْا بِوَعْدِكَ وَاتَّبَعُوْا اَمْرَكَ وَاجْعَلْنِیْ
مِنْ وَّفْدِكَ الَّذِیْنَ رَضِیْتَ عَنْهُمْ وَارْتَضَیْتَ وَقَبِلْتَ مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ فَیَسِّرْ لِیْ اَدَآءَ
مَا نَوَیْتُ مِنَ الْحَجِّ اَللّٰهُمَّ قَدْ اَحْرَمَ لَكَ لَحْمِیْ وَشَعْرِیْ وَدَمِیْ وَعَصَبِیْ وَمُخِّیْ وَعِظَامِیْ
وَحَرَّمْتُ عَلٰی نَفْسِیَ النِّسَآءَ وَالطِّیْبَ وَلُبْسَ الْمَخِیْطِ اِبْتِغَآءَ وَجْهِكَ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ
اور احرام کے وقت سے اوسپر وہ چھون باتین جنکو ہم ممنوعات حج مین اوپر ذکر کر چکے ہین حرام
ہو گئین **پنجم** احرام کے قائم رہنے کے لیے از سر نو لبیک کہنا مستحب ہے خصوصًا رفیقون
سے ملاقات کے وقت اور لوگونکی اجتماع کے وقت اور چڑھائی اور اوترنے کے وقت اور سوار ہونے
اور سواری سے نیچے آنے کے وقت پکار کر لبیک کہنا چاہیے اسطرح کہ نہ گلا پڑے نہ سانس
رُکے کیونکہ بہرے اور غائب کو تو پکارتا نہین ہے کہ حاجت اتنے چلانے کی ہو چنانچہ حدیث
مین بھی یہ مضمون وارد ہے اور مسجد حرام اور مسجد خیف اور مسجد میقات مین لبیک کو

كُلِّ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ وَحَيَّةٍ وَعَقْرَبٍ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ **ہفتم** حفاظت کے باب مین یہ چاہیے کہ ونکو احتیاط کرے کہ قافلے سے اکیلا ہو کر نہ چلے کیونکہ عجب نہین کہ کوئی مار ڈالے یا راستہ بھول کر قافلے سے علیحدہ پڑجاوے اور رات کو سوتے وقت ہوشیاری سے رہے اگر اول شب مین سووے تو اپنے ہاتھ پھیلائے اور اگر آخر شب مین سووے تو ہاتھ کو کسیقدر اوٹھا رکھی اور سر کو ہتھیلی پر رکھکر لیٹے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفرون مین اسی طرح سویا کرتے تھے کیونکہ اور طرح پر لیٹنے مین بعید نہین کہ گہری نیند آجاوے اور آفتاب نکل آوے اور سکو خبر بھی نہو اور نماز کا فوت ہوجانا حج کے ثواب سے افضل ہوجاوے۔ اور رات کو مستحب یہ ہے کہ دو رفیق نوبت بنوبت حفاظت کرین کہ جب ایک سووی تو دوسرا جاگتا رہے اور پہرا دے اس طرح چوکی دینی سنون ہے پس اگر رات کو یا دن کو کوئی دشمن یا درندہ اوسپر قصد کرے تو چاہیے کہ آیۃ الکرسی اور شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھے اور یہ دعا اوسکا ضمیمہ کرے بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ حَسْبِيَ اللّٰهُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا يَأْتِي بِالْخَيْرَاتِ اِلَّا اللّٰهُ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْٓءَ اِلَّا اللّٰهُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَآءَ اللّٰهِ مُنْتَهًى وَلَا دُوْنَ اللّٰهِ مَلْجَأً كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ تَحَصَّنْتُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَاسْتَعَنْتُ بِالَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اَللّٰهُمَّ احْرُسْنَا بِعَيْنِكَ الَّتِيْ لَا تَنَامُ وَاكْنُفْنَا بِرُكْنِكَ الَّذِيْ لَا يُرَامُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِقُدْرَتِكَ عَلَيْنَا فَلَا نُهْلَكُ وَاَنْتَ رَجَآؤُنَا اَللّٰهُمَّ اعْطِفْ عَلَيْنَا قُلُوْبَ عِبَادِكَ وَاِمَآئِكَ بِرَأْفَةٍ وَرَحْمَةٍ اِنَّكَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ **ہشتم** راستہ مین جب کسی اونچی جگہ چڑھے تو مستحب ہے کہ تین بار اللہ اکبر کہکر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اور جب بستی مین اترے تو سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے اور سفر مین اگر وحشت کا خوف دیکھے تو یون کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ جَلَّلَتِ السَّمٰوٰتُ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ

دوسرا بیان میقات سے لے کر مکہ مین داخل ہونے تک احرام کے آداب مین اور وہ پانچ باتین ہین

اول یہ کہ جب میقات پر پونہچے یعنے اوس مشہور جگہ پر جہان سے کہ لوگ احرام باندھتے ہین تو احرام کی نیت سے غسل کرے اور بدن کو خوب صاف کرے اور سر اور داڑھی مین کنگھی کرے

نہین نکلا ہون بلکہ تیرے غضب سے خوف کرکے تیری رضا جوئی کے لیے اور تیرے فرض کے ادا کرنے اور تیرے نبی کی سنت کی پیروی کرنے کو اور تیرے دیدار کے شوق مین نکلا ہون۔ اور جب چلے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ بِکَ انْتَشَرْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَبِکَ اعْتَصَمْتُ وَاِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ ثِقَتِیْ وَاَنْتَ رَجَائِیْ فَاکْفِنِیْ مَا اَھَمَّنِیْ وَمَا لَا اَھْتَمُّ بِہٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ اَللّٰھُمَّ زَوِّدْنِی التَّقْوٰی وَاغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَجِّھْنِی الْخَیْرَ اَیْنَمَا تَوَجَّھْتُ اور جس منزل سے چلا کرے اس دعا کو پڑھ لیا کرے پنجم سواری کے باب مین سنت یہ ہے کہ جب سوار ہو تو یون کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ کُلَّہٗ اِلَیْکَ وَتَوَکَّلْتُ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ عَلَیْکَ اَنْتَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اور جب سواری پر خوب اطمینان سے جم جاوے اور سواری قابو مین ہو جاوے تو سات بار کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْحَامِلُ عَلَی الظَّھْرِ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ عَلَی الْاُمُوْرِ ششم اوترنے کے باب مین یہ مسنون ہے کہ جب تک دھوب تیز نہو جاوے تب تک نہ اوترے اور بہت سا راستہ رات کو طے کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخر شب مین چلنا اختیار کرو کہ راستہ رات کو طے ہوتا ہے اتنا کہ دن کو نہین ہوتا۔ اور چاہیے کہ رات کو کم سووے تاکہ اس سے رات کے چلنے پر مدد ملے اور جب منزل معلوم ہونے لگے تو کہے اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ وَرَبَّ الْبِحَارِ وَمَا جَرَیْنَ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا الْمَنْزِلِ وَخَیْرَ اَھْلِہٖ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذَا الْمَنْزِلِ وَشَرِّ مَا فِیْہِ اور جب منزل مین اوترے تو دو رکعتین نماز پڑھے پھر کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اور جب رات کی تاریکی چھا جاوے تو کہے یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰہُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّکِ وَشَرِّ مَا فِیْکِ وَشَرِّ مَا یَدِبُّ عَلَیْکِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ

نفقہ پھرنے تک کی ایام کا مہیا کردے اور جو امانت کسی کی ہو وہ اوسکے حوالے کرے اور مال مین سے حلال اور پاکیزہ اوسقدر ساتھ لے کہ جانے اور آنے کو کافی ہو تنگی کی نوبت نہ آوی بلکہ ایسی طرح ہو کہ ضعفا اور فقرا کے ساتھ بھی بشرط گنجایش سلوک کرسکے اور اپنے نکلنے سے پیشتر کچھ خیرات کرے اور اپنے لیے ایک مضبوط جانور مول لے جو کمزور نہو یا کرایہ کرلے مگر کرایہ کی صورت مین مالک جانور سے سب چیزون کا نام لیدیوی جو لادنی منظور ہون خواہ تھوڑی ہون یا بہت تاکہ اوسکی رضامندی حاصل ہوجاوی دوم سفر کے رفیق کے متعلق ہے کہ راہ کے لیے ایک ساتھی ایسا تلاش کرے جو نیکبخت اور خیر دوست اور خیر کا مددگار ہو کہ اگر یہ بھولے تو وہ یاد دلاوی اور اگر یہ یاد کرے تو وہ مدد کرے اگر یہ نامردی کرے تو وہ شجاعت دلاوے اگر عاجزی کرے تو قوت دلاوے اگر اسکا دل تنگ ہو تو وہ صبر پر آمادہ کرے پھر اپنے رفیق جو سفر مین نجاوین اونسے اور اپنے بھائیون اور ہمسایون سے رخصت ہو اور اونکی دعا کا طالب ہو کہ اللہ تعالی اونکی دعا مین خیر و برکت کرتا ہے اور رخصت ہونے مین سنت یہ ہے کہ کہے اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسافر کو یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے فِيْ حِفْظِ اللّٰهِ وَكَنَفِهٖ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَجَنَّبَكَ الرَّدٰى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتَ سوم گھر سے نکلنے کے متعلق ہے جب نکلنے کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ اول دوگانہ نماز پڑھے اول رکعت مین بعد الحمد کے سورۂ کافرون اور دوسری مین سورۂ اخلاص اور سلام کے بعد اپنے ہاتھ اوٹھاکر اللہ تعالے سے اخلاص کامل و نیت صادق سے دعا مانگے کہ الٰہی تو ہی سفر مین ہمارا ساتھی ہے اور تو ہی ہمارے گھر اور مال اور اولاد اور یارون مین نائب اور محافظ ہے ہمکو اور انکو ہر ایک آفت اور مصیبت سے بچانا الٰہی ہم اس سفر مین تجھسے نیکی اور پرہیزگاری کی درخواست کرتے ہین اور ایسا عمل ہم سے ہووے جس سے تو راضی ہو الٰہی ہم تجھسے سوال کرتے ہین کہ زمین کو ہمارے لیے طے کردینا اور سفر کو ہم پر آسان کرنا اور ہماری سفر مین ہمارے بدن اور دین اور مال کی سلامتی نصیب کرنا اور اپنے گھر کی اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت تک ہمکو پہنچانا الٰہی ہم تجھسے سفر کی سختی اور بری طرح لوٹنے اور گھر اور مال اور مال و اولاد اور یارون کو برے حال مین دیکھنے سے پناہ مانگتے ہین الٰہی ہمکو اور اونکو اپنی حفاظت مین لے اور ہم سے اور اونسے اپنی نعمت مت چھین اور جو آرام ہمکو اور اونکو تو نے دے رکھا ہے اوسکو مت بدل چہارم جب گھر کے دروازے پر پہنچے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَذِلَّ اَوْ اُذَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ الٰہی مین اکڑ کی راہ سے اور اترانے اور نمود اور شہرت کے لیے

سفر کے لیے ایک ساتھی تلاش کرنے کی ترغیب اور اسکے اوصاف اور اسکے حقوق اور آداب اور اسکے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب اور اسکے ساتھ بدسلوکی کی ممانعت اور اسکے حقوق مین کوتاہی کی ممانعت اور اسکے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب اور اسکے ساتھ بدسلوکی کی ممانعت اور اسکے حقوق مین کوتاہی کی ممانعت اور اسکے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب اور اسکے ساتھ بدسلوکی کی ممانعت اور اسکے حقوق مین کوتاہی کی ممانعت

سفر مین اونٹ کیلیے ضروری ہے کہ اونٹ کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ لادے اور اونٹ کی طاقت سے زیادہ سفر نہ کرے اور اونٹ کی طاقت سے زیادہ سفر نہ کرے اور اونٹ کی طاقت سے زیادہ سفر نہ کرے

حج اور عمرہ ایک ہی شخص کیطرف سے ہون جب یہ پانچون شرطین پائی جاوین گی تو تمتع والا ہوگا اور
اوسپر ایک بکری کا دم لازم ہے اور اگر بکری میسر نہو تو تین روزے تو دسوین ذی حجہ سے پیشتر متفرق خواہ
ایک ساتھ ایام حج مین رکھ لے اور سات روزے اپنے وطن مین جاکر رکھ لے اور اگر حج کے ایام مین
تین روزے نرکھے ہون یہان تک کہ وطن کو چلا آیا تو دس روزے خواہ اکٹھے یا متفرق وطن مین رکھ لے
اور یہی حال ہے اگر قران کا دم میسر نہو یعنے اوسکے عوض بھی دس روزے رکھے اور افضل ان تینون صورتون
مین افراد ہی پھر تمتع پھر قران **اور حج کے ممنوعات** چھہ ہین اول کرتہ اور پاجامہ اور موزہ اور عمامہ کا
پہننا بلکہ تہمد اور چادر اور نعلین یعنے چپلیان پہننی چاہیین اگر چپلیان نہون تو جوتیان پہننی اور اگر
تہمد نہ ملے تو پاجامہ پہنے اور اگر کمر مین پٹکا باندھنے کا اور کجاوہ کے سایے مین بیٹھنے کا مضائقہ نہین
مگر اپنے سر کو ڈھانپنا نہ چاہیے کہ مرد کا احرام سر مین ہے اور عورت کو ہر ایک سیا ہوا لباس پہننا درست ہے
بشرطے کہ اپنے منہ کو ایسی چیز سے نہ چھپاوے جو چہرے پر لگے کہ اوسکا احرام اوسکے چہرے مین ہے
دوسری خوشبو لگانا تو چاہیے کہ جس چیز کو عقلا خوشبو جانتے ہون اوس سے پرہیز کرے اگر خوشبو لگاوے گا
یا سیا لباس پہنے گا تو اوسپر بکری کا دم لازم آوے گا تیسری بال منڈانا اور کتروانا اس سے بھی دم لازم آتا ہے
اور سرمہ لگانے اور حمام مین جانے اور فصد کھلوانے اور پچھنون سے خون نکلوانے اور کنگھی کرنے کا
مضائقہ نہین چوتھی عورت سے ہم بستر ہونا اور یہ صورت اگر ذبح اور حلق سے پیشتر کرے گا تو حج جاتا
رہے گا اور بدنہ یعنے اونٹ یا گاے یا سات بکریان ذبح کرنی لازم ہون گی اور اگر بعد ذبح اور سر منڈانے
کے صحبت لازم آوے گا اور حج نہ جاوے گا پانچوین صحبت کے لوازم مثل بوس و کنار اور اس صورت سے عورتونکو
ہاتھ لگانا کہ مذی وغیرہ نکل آوے حرام ہے اور اسمین ایک بکری لازم ہے اور اسی طرح ہاتھ سے منی نکالنے کی
صورت مین بکری دینی چاہیے اور احرام والے کو اپنا یا غیر کا نکاح کرنا حالت احرام مین حرام ہے اور اسمین دم
نہین ہے کیونکہ اسکا نکاح ہوتا ہی نہین چھٹی جنگل کے شکار کا مارنا کہ جسکا گوشت کھایا جاتا ہو
یا وہ حلال اور حرام جانور سے پیدا ہوا ہو پس اگر احرام والا شکار مارے تو اوسپر چارپایون
مین سے اوسی صورت کا جانور لازم ہوگا جسکو مارا ہو اور تری کا شکار حلال ہے اور اوسمین کچھ بدلا نہین

دوسری فصل شروع سفر سے لوٹ آنے تک کے اعمال ظاہری کی ترتیب مین اور اسمین دس بیان ہین

پہلا بیان نکلنے کے آغاز سے احرام تک کی سنتون کے ذکر مین اور وہ آٹھہ باتین ہین
اول مال سے متعلق ہے کہ ارادہ سفر کے وقت اول توبہ کرے اور جن لوگون کے حق زبردستی لے لیے
ہون اونکو واپس کر دے اور قرضخواہون کے قرض چکا دے اور جن لوگون کا کھانا وغیرہ اپنے ذمہ ہو اونکا

پھر آنے کی درخواست کرتا ہے اور یہ آیت پڑھی رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ
اعمل صالحا سے غرض آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حج کرون **اور ارکان حج کے** جنکے بدون حج
درست نہین پانچ ہین اول احرام دوم طواف سوم طواف کے بعد صفا و مروہ مین دوڑنا چہارم عرفات مین
ٹھہرنا پانچوین ایک قول کے بموجب بال منڈلانے اور عمرہ کے ارکان بھی یہی ہین سوا عرفات پر ٹھہرنے کے
اور حج کے واجبات جنکے چھوڑنے کا تدارک دم یعنے ذبح کرنا جانور قربانی کا کردینا ہے وہ چھہ
ہین اول میقات پر سے احرام کا باندھنا تو جو کوئی بدون احرام میقات سے آگے بڑھجاوی گا اوسپر
ایک بکری ذبح کرنی لازم ہوگی دوم جمرات کو کنکرین مارنی ان دونون کے ترک سے سب ایتون کے
بموجب دم لازم ہوتا ہے سوم عرفہ مین آفتاب کے ڈوبنے تک ٹھہرنا چہارم رات کو مزدلفہ مین پنجم منیٰ مین
رات کو رہنا ششم طواف وداع ان چارون کے چھوڑنے سے ایک روایت کے بموجب دم لازم آتا ہے
اور دوسری روایت کے بموجب دم دینا لازم نہین بلکہ مستحب ہے **اب** جاننا چاہیے کہ حج اور عمرہ کے
ادا کرنے کی تین طور ہین **اول** افراد جو سب مین افضل ہے اوسکی صورت یہ ہے کہ پیشتر صرف حج کرے
اور جب فارغ ہوجاوے تو زمین حل مین جاکر احرام باندھے اور عمرہ کرے اور عمرہ کے احرام کے لیے
حل مین سے بہتر جگہ جعرانہ ہے پھر تنعیم پھر حدیبیہ اور افراد کرنے والے پر کوئی دم واجب نہین لیکن
اگر تقل کرے تو اختیار ہے **دوم** قران یعنے احرام مین حج اور عمرہ کی نیت ایک ساتھ کرکے کہے لَبَّيْكَ
بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ مَعًا ایسے شخص کو اعمال حج کرنے کافی ہین انھین مین عمرہ بھی آجاتا ہے جیسے غسل مین
وضو آجاتی ہے لیکن اگر طواف اور سعی عرفات کے ٹھہرنے سے پیشتر کرلے گا تو سعی تو دونو مین شمار
ہوگی اور طواف حج مین نہ گنا جاوی گا کیونکہ حج مین فرض طواف کی شرط یہ ہے کہ عرفات مین ٹھہرنے کے
بعد ہو اور قران والے پر ایک بکری ذبح کرنی لازم ہے لیکن اگر مکہ کے رہنے والا ہو تو اوسپر دم نہین ہے
کیا اوسنے اپنی میقات کو ترک نہین کیا کیونکہ اوسکی میقات مکہ ہے **سوم** تمتع ہے اوسکی یہ صورت ہی کہ
میقات پر سے احرام عمرہ کا باندھے اور مکہ مین حلال ہوکر احرام مین جو امور اسکو ممنوع ہوگئے تھے
حج کے وقت تک اون سے منتفع ہو پھر حج کا احرام کرلے اور بدون پانچ باتون کے تمتع نہین ہوتا
اول شرط یہ ہے کہ مسجد حرام کے حاضرین مین سے نہو اور حاضر سے یہ غرض ہے کہ اوسمین اور مسجد حرام
مین اتنا فاصلہ نہو جس مین نماز قصر سے پڑھی جاوی یعنے سفر شرعی سے کمتر فاصلہ پر ہو دوسری
شرط یہ ہے کہ عمرہ کو حج سے پیشتر کرلے تیسری یہ کہ عمرہ حج کے مہینون مین ہو چوتھی یہ کہ حج کی
میقات تک لوٹ کر نجاوے اور نہ حج احرام کے لیے اوس جیسی مسافت تک لوٹے پانچوین یہ کہ اوسکا

۷ ای کما ترک میقاتہ بجعلہ میقات یہ بھی ترک میقات ہے اوس مین اوس نے بھلا کام کیا کہ اوسکو ترک نہین کیا ۱۲ حاضرون جو شخص حج اور عمرہ ایک سفر مین حاضر ہون کے لیے مکہ سے باہر جاکر آوے ۱۲

اور جو شخص زیارت یا تجارت کے لیے مکہ مین جانا چاہے اور لکڑی بیچنے والا نہو تو ایک قول کی بموجب اوسپر
احرام باندھنا لازم ہے پھر عمرہ یا حج کے اعمال کرکے احرام کھولڈالے - اور قدرت کی دو قسمین ہین ایک تو
خود اعمال حج کو بجالانے کے لیے اسکے واسطے کئی باتین چاہیین اول اپنا تندرست ہونا دوم راستہ مین نرخ
کی ارزانی اور خوف و خطر کا نہونا خواہ تری کا ہو یا خشکی کا سوم مال اسقدر ہونا کہ جانے اور وطن مین لوٹ
آنے کو کافی ہو خواہ اوسکے گھر والے ہون یا نہون اسلیے کہ وطن کا چھوڑنا آدمی کو سخت ناگوار ہوتا ہے
اور جن لوگونکا نفقہ اسکے ذمہ پر لازم ہے اونکے لیے بھی اتنے دنون کا خرچ ہو اور اسقدر پاس ہو کہ اوس سے
اپنے قرض ادا کردے اور سواری کے لینے پر خواہ کرایہ کرنے پر قادر ہو خواہ سواری کا جانور علیحدہ ہو
یا اگر پرتل کے جانور پر بیٹھ سکے تو اوسی کی قدرت چاہیے - دوسری قسم قدرت کی اپاہج کی حق مین ہے
وہ یہ ہے کہ اتنا مال رکھتا ہو کہ اپنی طرف سے دوسرے شخص کو حج کرنے کو بھیجے کہ وہ اپنا حج اسلام کرکے
دوسرے سال اسکی طرف سے حج کرے اور اس صورت مین خرچ سواری پرتل کے جانور کا کافی ہے - اور
اگر اپاہج آدمی کا لڑکا راستہ مین اوسکی خدمت کرنے کو تیار ہو تو اس صورت مین وہ معذور نہ گنا جاویگا
بلکہ قدرت والا ہو جاوے گا اور اگر بیٹا اپنا مال باپ کے سامنے رکھدے تو اس سے وہ قادر نہوگا کیونکہ
بدن کی خدمت مین بیٹے کی سعادتمندی ہے اور مال کے دینے مین باپ پر احسان ہے - اور
جس شخص کو قدرت ہو جاوی اوسپر حج کرنا واجب ہے اور تاخیر سے جانا اوسکو درست ہے مگر تاخیر کرنے مین
خطرہ ہے اگر آخر عمر تک بھی حج نصیب ہو جاوی گا تو فرض ساقط ہو جاوے گا لیکن اگر بعد لازم ہونے
کے حج کرنے سے پیشتر مر جاوے گا تو خدا کے سامنے حج کے نہ کرنے سے عاصی ہو کر جاوی گا اور حج
اوسکے ترکے مین سے کرایا جاوے گو اوسنے وصیت نہ کی ہو جیسے اور قرضون کا حال ہے کہ وہ بھی
بدون وصیت ادا کرنے پڑتے ہین - اور اگر ایک سال مین اسکو قدرت ہوئی اور لوگون کے ساتھ حج
کو نہ نکلا پھر اسکا مال لوگون کے حج کرنے سے پیشتر جاتا رہا اور یہ شخص بھی مر گیا تو اسپر حج کا مواخذہ نہوگا
- اور جو شخص باوجود توانگری کے حج نکرے اور مر جاوی تو اوسکا معاملہ خدای تعالے کے نزدیک نہایت سخت ہے
- حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ مین نے قصد کیا کہ شہرون مین ایک پروانہ بھیجدون کہ جو شخص حج کی قدرت
پاکر نہ کرے اوسپر کچھ جزیہ لگا دیا جاوی - اور سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی اور مجاہد اور طاوسؓ سے مروی ہے
کہ اگر ہمکو معلوم ہو کہ کسی شخص پر حج واجب تھا اور وہ حج کرنے سے پیشتر مر گیا تو ہم اوسپر نماز نہ پڑھینگے
- اور بعض اکابر کا ہمسایہ توانگر تھا مگر اوسنے حج نہین کیا تھا اور مر گیا اون بزرگ نے اوسکی نماز نہ پڑھی
اور حضرت ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کہ جو شخص بدون زکوۃ دیے اور بغیر حج کیے مرتا ہے تو دنیا مین

اور تجویزین خراب ہین لوگون نے کہا کہ شام مین رہیے فرمایا کہ وہان شہرت ہو جاتی ہے کسی نے کہا کہ عراق مین
سکونت کیجیے فرمایا کہ وہ ملک ظالمون کا ہے کہا کہ مکہ معظمہ مین رہیے فرمایا کہ مکہ دانائی اور بدن کو تحلیل کرتا ہے
اور ایک بار کسی مسافر شخص نے اون سے کہا کہ مین نے نیت کر لی ہے کہ اب مکہ مین رہون گا مجکو کچھ نصیحت فرمائیے
فرمایا کہ تین باتون کی وصیت کرتا ہون اول یہ کہ صف اول مین نماز مت پڑھنا دوم کسی قریشی کی صحبت
مت اختیار کرنا سوم صدقہ ظاہر کر کے مت دینا صف اول مین پڑھنے سے اسلیے منع فرمایا کہ آدمی مشہور
ہو جاتا ہے یعنے جب غائب ہوتا ہے تو اوسکی تلاش ہوتی ہے اس صورت مین عمل مین زینت اور بناوٹ ملجاتی ہے

دوسرا بیان حج کی واجب ہونے اور درست ہونے کی شرطون اور اوسکے رکنون اور واجبات و ممنوعات کے ذکر مین
واضح ہو کہ شرطین چار طرح کی ہین **اول** حج کے درست ہونے کی شرطین ہین اور وہ دو ہین ایک وقت دوسری مسلمان ہونا
اس سے یہ نکلا کہ اگر لڑکا حج کرے تو اوسکا حج درست ہے اگر وہ تمیز والا ہو تو احرام خود باندھ لے اور اگر چھوٹا ہو تو اوسکی
طرف سے اوسکا ولی احرام باندھ لے اور افعال حج کے طواف اور سعی وغیرہ سب اوسکو کرا دے اور وقت حج کا
ماہ شوال سے لیکر ذی حجہ کی دسوین شب یعنے یوم نحر کی صبح صادق ہونے تک ہے پس جو شخص اس مدت کے
سوا اور دنون مین احرام باندھے گا تو حج کا نہوگا بلکہ عمرہ کا ہوگا اور عمرہ کا وقت تمام سال ہے مگر جو شخص
منے کے ایام مین مناسک حج ادا کرنے کا پابند ہو اوسکو عمرہ کا احرام نکر چاہیے اسلیے کہ عمرہ کرنے کے بعد
پھر اوس سے منے کے اعمال نہو سکینگے **دوم** حج کے حج اسلام ہو جانے کی شرطین ہین اور وہ پانچ ہین اول
مسلمان ہونا دوم آزاد ہونا سوم بالغ ہونا چہارم عاقل ہونا پنجم وقت کا ہونا پس اگر لڑکا یا غلام احرام باندھے
اور عرفہ بالغ خواہ آزاد ہو جاوے یا مزدلفہ مین ہو اور صبح صادق سے پیشتر عرفہ کو چلا جاوے تو حج اسلام
ہو جاویگا اسلیے کہ حج عرفات پر کھڑے ہونے کا نام ہے اور وہ حالت بالغ ہونے اور آزاد ہونے مین
میسر ہو گیا اور ان دونون پر ذبح کرنا قصور کے جانور کا لازم نہ آویگا اور فرض عمرہ کی بھی یہی شرطین ہین
سوای وقت کے **سوم** حج کے نفل ہونے کی شرط آزاد اور بالغ کے حق مین یہ ہے کہ حج اسلام سے فارغ ہو
کیونکہ حج اسلام مقدم ہے اوسکے بعد اوس حج کی قضا ہے جسکو عرفہ کے ٹھہرنے کے وقت فاسد کر دیا ہو
پھر نذر کا حج ہے پھر دوسرے کی طرف سے نائب ہو کر اگر حج کرے اوسکا مرتبہ ہے پھر حج نفل ہے
یہ ترتیب اسی طرح ضروری ہے اور گو نیت اسکی خلاف ہو مگر حج اسی طرح ہوگا یعنی اگر ایک شخص کے ذمہ حج
اسلام ہے اور وہ حج نذر کی نیت سے یا دوسرے کی نیابت کر کے احرام باندھے تو اوسکی نیت کا اعتبار نہوگا
بلکہ حج اسلام ہو جاویگا **چہارم** حج کے لازم ہونے کی شرطین ہین اور وہ پانچ ہین بلوغ اور اسلام اور
عقل اور آزادی اور قدرت اور جس شخص پر حج فرض لازم ہوتا ہے اوسی پر فرض عمرہ بھی لازم ہوتا ہے

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا اور حدیث بالا مساجد کے باب مین آئی ہے مشاہد کا حکم ویسا نہین اسلیے کہ مسجدین اون تین مسجدون کے سوا ایک سی ہین اور کوئی شہر ایسا نہین جسمین مسجد نہو پھر دوسری مسجدین جانے کے کیا معنے اور مشاہد سب یکسان نہین بلکہ اونکی زیارت کی برکت اوسی قدر ہوتی ہے جتنے اون لوگون کے درجے اللہ تعالے کے نزدیک ہوتے ہین ہان اگر آدمی ایسے گاون مین ہو کہ جس مین مسجد نہو تو اوسکو جائز ہے کہ کسی ایسے گاون کی طرف سفر کرے جسمین مسجد ہو اور بالکل اوسی مین جارہے اگر جاہے۔ پھر ہمکو معلوم نہین کہ یہ کہنے والا انبیا علیہم السلام مثل حضرت ابراہیمؑ و موسیٰؑ و یحییٰؑ وغیرہم کی قبرون پر جانے سے بھی منع کرے گا کہ نہین اور منع کرنا تو نہایت درجہ کو محال ہے پس جب اونکی قبرون پر جانا درست کہے گا تو اولیا اور علما اور صلحا کی قبرین بھی اونھین قبرون کے حکم مین ہین اور بعید نہین کہ اونکی قبرون پر جانا سفر کی غرض مین سے ہو جیسے علما کی زیارت زندگی مین مقصود ہوتی ہے یہ حال تو سفر کا ہے اب مقام کا حال سنو کہ مرید کے لیے اگر سفر سے غرض علم کا حاصل کرنا نہو تو بہتر یہ ہے کہ اپنے مکان مین بیٹھا رہے بشرطیکہ وطن مین حال اسکا درست بنا رہے اور اگر سلامت نہ رہے تو ایسی جگہ تلاش کرے جس مین اسکو کوئی نجائے اور دین سلامت رہے اور بفراغ دل عبادت میسر ہو کہ اوسکے حق مین یہ مقام سب سے افضل ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہر سب اللہ کے ہین اور لوگ سب اوسکے بندے ہین اس صورت مین جس جگہ مین تو نرمی اور آسانی دیکھے وہان ٹھہر جا اور اللہ تعالے کا شکر کر۔ اور ایک حدیث مین ہے کہ جس شخص کو کوئی چیز روزی ہوا اوسکو لازم پکڑے اور جسکی معاش کسی چیز مین کردی گئی ہو اوس سے نہ ہٹے یہانتک کہ وہ چیز اوسپر بدل جاوی۔ اور ابو نعیم کہتے ہین کہ مین نے حضرت سفیان ثوری کو دیکھا کہ اپنا توشدان مونڈھے پر اور پانی کا کوزہ ہاتھ مین لیے ہین مین نے پوچھا کہ ای ابو عبداللہ کہان کا ارادہ ہے فرمایا کہ ایسے شہر کو جاتا ہون جہان ایک درم مین اپنا توشدان بھر لون اور ایک آیت مین یہ ہے کہ اونھون نے جواب دیا کہ مین نے ایک گانو مین ارزانی سنی ہے اوس مین ٹھہرون گا راوی نے کہا کہ مین نے پوچھا کہ آپ ایسا کرتے ہین فرمایا کہان جب تم کسی شہر مین ارزانی سنو تو اوسکا قصد کرو کہ اوسمے تمھارا دین بھی سلامت رہیگا اور فکر کم کرنا پڑے گا۔ اور کہا کرتے تھے کہ یہ زمانہ خرابی کا ہے گمنام رہنے مین مامون نہین رہ سکتے مشہورون کا تو کیا ذکر ہے یہ زمانہ تو نقل مکان کا ہے کہ آدمی ایک گانو سے دوسرے گانو مین اپنے دین کو فتنون سے بچائے پھرے۔ اور یہ بھی اونھین کی حکایت ہے کہ فرمایا بخدا مجھے معلوم نہین کہ کونسے شہر مین ہون لوگون نے کہا کہ خراسان مین فرمایا کہ وہان کے مذہب مختلف اور

من لا تحضرہ الفقیہ ۱۲ منہ

بلفظ ابن ماجہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ زوروا القبور فانہا تذکر الموت ۱۲ منہ

احمد و طبرانی اوسط عن ابن عمر بسند ضعیف ۱۲ منہ

ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا الا فلا تقولوا ھجرا ۱۲ منہ

اور رکبہ مکہ اور طائف کے درمیان میں ایک منزل ہے اور اسی خوف کی جہت سے بعض مقام کرنے والوں کی یہ نوبت ہوئی تھی کہ زمین حرم میں پاخانہ نہ پھرتے تھے بلکہ پاخانہ پیشاب کے لیئے زمین حل میں جاتے تھے اور بعض لوگ مہینے بھر مکہ میں رہے اور اپنے پہلو زمین پر نہ رکھے اور مکہ معظمہ میں ٹھہرنے کی ممانعت کی جہت سے بعض علمانے وہاں کے گھروں کا کرایہ مکروہ فرمایا ہے اور تم یہ گمان مت کرنا کہ ٹھہرنے کا مکروہ ہونا مکہ کی فضیلت کے منافی ہے اسلیے کہ اس مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اوس جاہ پاک کے حقوق ادا کرنے سے خلق کے لوگ قاصر ہیں پس جب ہم یہ کہتے ہیں کہ مکہ میں مقام نکرنا بہتر ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ وہاں ٹھہر کر تقصیر کرنے اور اکتا جانے کی نسبت کرنا ٹھہرنا اچھا ہے یہ نہیں کہ اوسکے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ٹھہرنے کی نسبت کرنا بھی اچھا ہو یہ امر کیسے ہو سکتا ہے یہ تو وہ مقام ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں لوٹکر تشریف لائے تو کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تو خدائے تعالے کی زمین میں بہت بہتر ہے اور تمام جگہوں کی نسبت کر مجکو زیادہ محبوب ہے اگر میں تجھ میں سے نکالا نجاتا تو ہرگز نہ نکلتا۔ علاوہ ازیں خانہ کعبہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور مکہ میں نیکیاں حسب مذکورۂ بالا مضاعف ہوتی ہیں پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ اسمیں نہ ٹھہرنا ٹھہرنے کی نسبت کر مطلق افضل ہو مدینہ منورہ کی فضیلت تمام شہروں پر بعد مکہ کے کوئی جگہ افضل مدینہ طیبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں کہ اعمال اوسمیں بھی مضاعف ہوتے ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اور اسی طرح مدینہ منورہ میں ہر ایک عمل ہزار کے برابر ہے اور بعد مدینہ منورہ کے بیت المقدس ہے کہ اوسمیں ایک نماز پانسو نمازوں کے برابر ہے اور یہی حال اور اعمال کا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک نماز مدینہ کی مسجد میں دس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور بیت المقدس میں ایک ہزار کی برابر اور مسجد حرام میں ایک لاکھ کی برابر۔ اور فرمایا لَا یَصْبِرُ عَلٰی لَاْوَائِھَا وَشِدَّتِھَا اَحَدٌ اِلَّا کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اور فرمایا کہ جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے وہ ایسا ہی کرے کیونکہ جو کوئی اوسمیں مرے گا قیامت کو میں اوسکا شفیع ہونگا۔ اور بعد ان تینوں مقاموں کے اور جگہیں سب برابر ہیں بجز گھاٹیوں کے کہ اون میں دشمن کی نگاہبانی کی وجہ ٹھہرنے میں بہت فضیلت ہے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔ اور بعض علمانے اس حدیث سے دلیل کر کے مقامات متبرک اور علما اور صلحا کی قبروں پر جانے کو منع کیا ہے اور ہمکو معلوم نہیں ہوتا کہ اونکا استدلال درست ہو بلکہ زیارت قبور کی اجازت ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

علما مین سے جو لوگ خوف کرنے والے اور احتیاط والے ہین وہ مکہ معظمہ مین ٹھہرنے کو تین وجہون سے برا سمجھتے ہین اول اُکتا جانے اور خانہ کعبہ کے ساتھہ مساوات ہو جانے کے خوف سے کیونکہ یہ بات اکثر دل کی حرارت کو جو حرمت کے باب مین ہوتی ہے فرو کرنے مین تاثیر کرتی ہے اور بہمین وجہ حضرت عمرؓ حاجیون کو حج سے فراغت ہونے کے بعد مارتے اور کہتے کہ ای یمن والو اپنے یمن کو جاؤ اور شام والو شام کو رخصت ہو اور عراق والو عراق کی راہ لو اور اسی وجہ سے حضرت عمرؓ نے قصد کیا کہ لوگون کو طواف کی کثرت سے منع فرماوین اور فرمایا کہ مجکو یہ خوف ہے کہ لوگ کہین اس گھر سے مانوس نہو جاوین یعنی پھر اونکو اسکی حرمت مساوات سی ہو جاوی گی دوسری وجہ مقام کو برا جاننے کی یہ ہے کہ جدا ہونے سے شوق ابھرتا ہے اور پھر آنے کا سامان جمتا ہے کیونکہ اللہ تعالے نے خانہ کعبہ کو مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا فرمایا ہے اور مثابہ کے معنے یہی ہین کہ اوسکی طرف بار بار آوین اور اپنی غرض اور حاجت پوری نہ کرنے پاوین اور بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ اگر تم کسی اور شہر مین ہو اور تمھارا دل مکہ کا مشتاق اور خانہ کعبہ سے متعلق رہے تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ تم مکہ مین رہ کر مقام سے اُکتاؤ اور کسی اور شہر مین تمھارا دل ہو۔ اور بعض سلف کا قول ہی کہ بہت سے آدمی خراسان مین ہین کہ وہ خانہ کعبہ سے بہ نسبت اوسکے طواف کرنے والون کے قریب ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالے کے کچھہ بندی ایسی ہین کہ کعبہ شریفہ خداے تعالے کے تقرب کے لیے اونکا طواف کرتا ہے تیسری وجہ مکہ مین خطاؤن اور گناہون کے مرتکب ہونے کا خوف ہے کہ اسمین خطرہ ہے اور ضرور ہے کہ جگہہ کی بزرگی کی جہت سے خدای تعالی کے غصہ کا موجب ہو۔ وہیب بن وردکی روایت کرتے ہین کہ مین ایک رات حطیم مین نماز پڑھتا تھا مین نے سنا کہ دیوار کعبہ اور پردہ کے بیچ مین سے یہ آواز آتی ہے کہ اے جبرئیل میرے گرد طواف کرنے والے جو چہل کی باتین اور لغو اور لہو کرتے ہین ان امور سے مجکو رنج ہوتا ہے اسکی شکایت مین اول اللہ سے کرتا ہون پھر تم سے کرتا ہون اگر یہ لوگ ان باتون سے باز نہ آوین گے تو مین ایک پھر ہری ایسی لون گا کہ میرا ہر ایک پتھر اوس پہاڑ پر چلا جاوی گا جہان سے جدا کیا گیا تھا۔ اور حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ کوئی شہر مکہ کے سوا ایسا نہین جسمین عمل سے پیشتر صرف قصد پر مواخذہ کیا جاوے پھر یہ آیت پڑھی وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ یعنے یہ عذاب دنیا صرف ارادہ کرنے پر فرمایا۔ اور کہتے ہین کہ مکہ مین جیسی نیکیان مضاعف ہوتی ہین ویسی ہی برائیان بھی مضاعف ہوتی ہین۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے کہ مکہ مین غلہ خرید کر بند کر رکھنا اور گرانی کا منتظر رہنا حرم مین الحاد کرنے کی قسم سے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ جھوٹ بھی اسی مین داخل ہی اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ اگر مین رکیہ مین ستر گناہ کرون تو میرے نزدیک اس سی بہتر ہے کہ مکہ مین ایک گناہ کرون

ف اجتماع کی جگہ لوگون کی اور پناہ ۱۲

ف اور جو اسمین ارادہ کرے ٹیڑھی راہ چلنے کا شرارت سے اوسی ہم چکھاوین گے ایک دکھ کی مار ۱۲

روزہ رکھنا برابر ایک لاکھ روزے کے ہے اور ایک درم کا خیرات کرنا برابر لاکھ درم خیرات کرنے کے ہے اور اسی طرح ہر ایک نیکی لاکھ نیکیون کے مساوی ہے - اور کہتے ہین کہ سات پھیرون کا طواف ایک عمرہ کے برابر ہے اور تین عمرے ایک حج کے مساوی ہین - اور ایک حدیث صحیح مین وارد ہے کہ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ كَحَجَّةٍ مَعِي اور فرمایا اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ عَنْهُ ثُمَّ اَتَى اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَيُحْشَرُوْنَ مَعِي ثُمَّ اَتَى اَهْلَ مَكَّةَ فَاُحْشَرُ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ اور ایک حدیث مین ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب افعال حج پورے کر چکے تو اون سے فرشتون نے ملاقات کر کے کہا کہ اے آدم تمھارا حج مقبول ہو ہم نے اس گھر کا حج تم سے دو ہزار برس پیشتر کیا ہے - اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اللہ تعالے ہر شب مین اہل زمین کیطرف نظر کرتا ہے اور سب سے پیشتر اہل حرم کیطرف نظر کرتا ہے اور اہل حرم مین مسجد کعبہ کے لوگون کو پیشتر دیکھتا ہے پس جسکو طواف کرتے دیکھتا ہے اوسکو بخشدیتا ہے اور جسکو نماز پڑھتے دیکھتا ہے اوسکی مغفرت کرتا ہے اور جسکو رو بقبلہ کھڑا دیکھتا ہے اوسکی مغفرت کرتا ہے - اور بعضے اولیا کو مکاشفہ ہوا تو اونھون نے دیکھا کہ سب گھاٹیان جزیرۂ عباد ان کو سجدہ کرتے ہین اور جزیرۂ مذکور جدہ کی طرف کو سجدہ کرتا ہے - اور کہتے ہین کہ جب ہر روز آفتاب ڈوبتا ہے تو خانۂ کعبہ کا طواف ایک ابدال ضرور کرتا ہے اور کسی رات کی صبح ایسی نہین کہ اوسمین ایک لاکھ آدمی کعبہ کا طواف نہ کرے اور جب یہ بات نہ رہے گی تو زمین پر سے کعبہ کے اوٹھ جانے کا سبب ہوگی لوگ صبح کو اوٹھکر دیکھین گے کہ کعبہ اوٹھ گیا کچھ اوسکا نشان نہ دیکھین گے اور یہ بات جب ہوگی کہ سات برس گذر جاوین گے اور کعبہ کا حج کوئی نکرے گا پھر قرآن کے حروف مصحفون مین سے اوٹھ جاوین گے لوگ صبح کو دیکھین گے کہ ورق سادے سفید ہین کوئی حرف اون مین نہین پھر قرآن دلون مین سے محو کر دیا جاوے گا کہ اوسکا ایک لفظ بھی یاد نہ رہے گا پھر لوگ شعرون اور رواگون اور ایام جہالت کے اخبار کیطرف میل کرینگے پھر دجال نکلے گا اور حضرت عیسی علیہ السلام اوترکر اوسکو قتل کرینگے اور قیامت اوسوقت ایسی قریب ہوگی جیسے پورے دنون کی حاملہ کے بچہ پیدا ہونے کی عنقریب توقع ہوتی ہے - اور ایک حدیث مین ہے کہ اس گھر کا طواف بہت کر لو پیشتر اس سے کہ اوٹھا لیا جاوی کیونکہ دو دفعہ یہ ڈھایا گیا ہے اور تیسری بار مین اوٹھا لیا جاوی گا اور حضرت علی رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدای تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ جب مین دنیا کو خراب کرنا چاہون گا تو اپنے گھر سے شروع کرون گا اول اوسکو خراب کرون گا پھر اوسکے بعد دنیا کو خراب کرون گا مکہ معظمہ مین مقام کرنے کی خوبی اور برائی

اور انکے حق میں مقبول ہوگی ابن موفق کہتے ہیں کہ پھر جو میری آنکھ کھلی تو مجکو خوشی زائد از بیان تھی۔ اور ایک حکایت اپنی وہ اور کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج کیا اور جب سب کان ادا کر چکا تو مجکو اون لوگوں کا فکر ہوا جنکا حج مقبول نہوا ہوگا پس میں نے دعا مانگی کہ الٰہی میں نے اپنا حج اور اوسکا ثواب اوس شخص کو دیا جسکا حج مقبول نہوا ہو وہ کہتے ہیں کہ رات کو میں نے رب العزت جل شانہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتا ہے کہ اے علی تیرے سامنے سخاوت جتاتا ہے میں نے سخاوت اور سخیوں کو پیدا کیا اور سب سخیوں اور بڑے کرم والوں سے زیادہ سخی اور جود والا میں ہوں اور مجکو جہان کے لوگوں کی نسبت کر جود و کرم کا استحقاق زیادہ تر ہے میں نے جن لوگوں کا حج مقبول نہیں کیا اونکا بھی لوگوں کو دیدیا جن کا حج قبول کیا ہے۔ **خانہ کعبہ اور مکہ معظمہ کی فضیلت** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس گھر کا حج ہر سال میں چھ لاکھ آدمی کرینگے اور اگر کم ہونگے تو اللہ تعالے فرشتوں سے یہ شمار کامل کردے گا اور قیامت کو کعبہ کا حشر ایسی طرح ہوگا جیسے زفاف کے لیے دولھن ہوتی ہے اور جن لوگوں نے اوسکا حج کیا ہوگا وہ اوسکے پردوں میں لٹکے ہونگے اور گرد چلتے ہونگے یہانتک کہ کعبہ جنت میں داخل ہوگا اور یہ لوگ اوسکے ساتھ جنت میں داخل ہونگے۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ حجر اسود جنت کے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت ہے اور وہ قیامت میں اسطرح اوٹھے گا کہ اوسکی دو آنکھیں ہونگی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ اوس شخص کے لیے گواہی دے گا جسنے اوسکو حق اور صدق کے ساتھ بوسہ دیا ہوگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو بہت بوسہ دیا کرتے تھے۔ اور مروی ہے کہ آپ نے اوسپر سجدہ بھی کیا ہے۔ اور آپ اگر سواری پر طواف کرتے تو اپنے عصا کو اوسپر رکھتے اور عصا کی سری کو بوسہ دیتے۔ اور حضرت عمر رضہ نے اوسکو بوسہ دیا پھر فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ ضرر کرتا ہے نہ نفع پہنچاتا ہے اور اگر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو تجکو بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو ہرگز تجکو بوسہ نہ دیتا پھر آپ روئے یہانتک کہ رونے کی آواز بلند ہوئی پھر اپنے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پایا اون سے کہا کہ ای ابو الحسن یہ وہ مقام ہے کہ یہاں آنسو بہائے جاویں اور دعائیں مقبول ہوویں حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ یا امیر المومنین یہ پتھر ضرر اور نفع کرتا ہے آپ نے پوچھا کہ کس طرح فرمایا کہ اللہ تعالے نے جب اولاد آدم کا عہد لیا تھا تو ایک نوشتہ لکھکر اس پتھر کو کھلا دیا تھا پس یہ ایماندار کے لیے عہد کے پورا کرنے کے اور کافر پر عہد شکنی اور انکار کی گواہی دے گا۔ کہتے ہیں کہ بوسہ دینے کے وقت جو لوگ یہ کہتے ہیں اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ اوس سے وہی مراد ہے جو حضرت علی رضہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور حضرت حسن بصری رح سے مروی ہے کہ مکہ معظمہ میں ایکدن کا

رتبہ

فرمایا کہ اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ - اور مروی ہے کہ علی بن موفق نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے چند حج کیے وہ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے ارشاد فرماتے ہین کہ ای ابن موفق تو نے میری طرف سے حج کیا مین نے عرض کیا کہ ہان پھر فرمایا کہ تو نے میری طرف سے لبیک کہا مین نے عرض کیا کہ ہان ارشاد فرمایا کہ اسکا بدلہ مین قیامت مین تجکو دون گا کہ ابھی خلقت حساب کی سختی مین ہوگی اور مین تیرا ہاتھہ پکڑکر جنت مین داخل کردون گا - اور مجاہد اور دوسرے علمانے فرمایا کہ حاجی جب مکہ معظمہ مین آتے ہین تو فرشتے اونٹون کے سوارون کو تو سلام کرتے ہین اور گدہون کے سوارون سے مصافحہ کرتے ہین اور پیادہ لوگون سے بغلگیر ہوکر ملتے ہین - اور حضرت حسن بصری رح کا قول ہے کہ جو شخص رمضان کے بعد مرے یا غزوہ جہاد کے بعد یا حج کے بعد وہ شہید مرتا ہے - اور حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ حاجیون کے گناہ معاف کردیے جاتے ہین اور ذی حجہ اور محرم اور صفر اور ربیع الاول کی بیسوین تک مین جسکے لیے وہ مغفرت کی درخواست کرین اوسکی بھی مغفرت ہوجاتی ہے - اور اکابر سلف کا یہ دستور تھا کہ غازیون کو رخصت کرنے کو ساتھہ جاتے تھے اور حاجیون کے لینے کو جاتے اور اونکی دونون آنکھون کے درمیان پیشانی پر بوسہ دیتے اور اونسے اپنے لیے دعا منگواتے اور بیشتر اس سے کہ وہ مرتکب گناہ ہون یہ باتین کرگذرتے - اور علی بن موفق سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے ایک سال حج کیا اور عرفہ کی شب کو منے کی مسجد خیف مین ٹھہرا مین نے خواب مین دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے سبز لباس پہنے ہوئے اترے اور ایک نے دوسرے کو عبد اللہ کہکر پکارا دوسرے نے کہا کہ لبیک اول نے پوچھا کہ تمکو معلوم ہے کہ اس سال مین ہمارے پروردگار کے گھر کا کتنے لوگون نے حج کیا دوسرے نے کہا کہ مجھے معلوم نہین اول نے کہا کہ چھہ لاکھہ آدمیون نے حج کیا ہے اب تمکو یہ معلوم ہے کہ انمون مین سے کتنون کا حج مقبول ہوا ہے دوسرے نے کہا کہ مجھے معلوم نہین اول نے کہا کہ اون مین صرف چھہ آدمیون کا حج مقبول ہوا ہے یہکہکر وہ دونون آسمان کی طرف اوٹھے یہانتک کہ میری نظر سے غائب ہوگئے مین خوف زدہ جاگا اور نہایت شدت کا غم مجھپر طاری ہوا اور مجھے اپنی فکر ہوئی اور دل مین کہا کہ جب چھہ آدمیون ہی کا حج مقبول ہوا ہے تو مین اون مین کہان ہون گا جب مین عرفہ سے لوٹکر آیا اور مشعر حرام کے پاس رات کو رہا تو یہی فکر تھا کہ آدمی اس کثرت سے ہین اور حج اتنے تھوڑے لوگون کا مقبول ہوا ہے اتنے مین مجھے نیند آگئی دیکھا تو وہی دونون فرشتے اپنی پہلی صورتون پر اترے اور ایک نے دوسرے کو پکارکر وہی تقریر سابق پھر سے کی پھر کہا کہ تمھین معلوم ہے کہ اس رات مین ہمارے پروردگار نے کیا حکم دیا ہے اوسنے کہا کہ مجھے نہین معلوم کہا کہ اللہ جل شانہ نے چھہ آدمیون مین سے ہر ایک کو ایک ایک لاکھہ آدمی دیدیے یعنے اونکی سفارش

حاجیون کی اور جسکے لیے حاجی مغفرت چاہین اوسکی مغفرت ہوجاتی ہے

بہتری چاہتا ہون تو مین یہ کہتا ہون کہ بڑے افسوس کی بات ہی کہ اگر اس شخص نے اپنے عمل ہی عجب بھی کیا تو کہین ایسا نہو کہ اوسکی برائی سے واقف ہوجاوے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے حج یا عمرہ کے ارادے سے نکلے اور مرجاوے تو اوسکے لیے حج کرنے والے عمرہ کرنے والے کا ثواب قیامت تک جاری رہے گا اور جو شخص حرمین شریفین مین سے ایک مین مرجاوے تو وہ نہ حساب کے لیے پیش ہوگا نہ اوس سے حساب لیا جاوی گا اور اوس سے کہا جاوی گا کہ جنت مین داخل ہو۔ اور فرمایا حَجَّةٌ مَبْرُوْرَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا بِمَا فِيْهَا وَحَجَّةٌ مَبْرُوْرَةٌ لَيْسَ لَهَا جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ اور فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے خدای تعالے کے قاصد اور اوسکے مہمان ہین اگر اوس سے کچھ مانگتے ہین تو اونکو دیتا ہے اور اگر اوس سے مغفرت چاہتے ہین تو اونکی مغفرت کرتا ہے اور اگر دعا مانگتے ہین تو قبول کرتا ہے اور اگر سفارش کرتے ہین تو اونکی سفارش منظور فرماتا ہے۔ اور ایک حدیث مین جو بروایت اہل بیت علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف مسند ہے آیا ہے اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ فَظَنَّ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَغْفِرْ لَهٗ اور حضرت ابن عباس رض سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس گھر پر ہر روز ۱۲۰ رحمتین اوترتی ہین ساٹھ تو طواف کرنے والون کے لیے اور چالیس نماز پڑھنے والون کے واسطے اور بیت اللہ کو دیکھنے والون کے لیے۔ اور ایک حدیث مین ہی کہ خانہ کعبہ کا طواف بہت کیا کرو کہ وہ بڑی بزرگ چیزون مین سے ہے جسکو تم قیامت کے روز اپنے نامۂ اعمال مین پاؤگے اور اوسکی برابر اور کوئی عمل غبطہ کے قابل نپاؤگے۔ اور یہین جہت بدون حج اور عمرہ کے اول ہی طواف کرنا مستحب ہے۔ اور ایک حدیث مین ہی کہ جو شخص ننگے پاون ننگے بدن سات پھیرے کا طواف کری تو ایسا ہے جیسا ایک بردہ آزاد کیا اور جو کوئی سات پھیرے طواف کے مینہ برستے مین کرے اوسکے پیشتر کے گناہ بخشدیے جاوین گے۔ اور کہتے ہین کہ عرفہ کے میدان مین اگر اللہ تعالے کسی بندے کا کوئی گناہ بخشتا ہے تو جو شخص اوس بندے کی جگہہ پر پہونچ جاتا ہے اوسکی بھی مغفرت فرماتا ہے اور بعض سلف کا قول ہے کہ جب عرفہ کا روز جمعہ کے دن پڑتا ہے تو عرفات کے سب حاضرین کو اللہ تعالے مغفرت فرماتا ہے اور عرفہ کو جمعہ کا پڑنا دنیا مین ستر دفعہ سے افضل ہے اور یہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وداع کیا اور آپ عرفات کے میدان ہی مین تھے کہ یہ آیت اوتری اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اہل کتاب نے کہا کہ یہ آیت اگر ہمپر اوترتی تو جس روز اوترتی ہم اوس روز کو عید مقرر کرتے حضرت عمر رض نے ارشاد فرمایا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہ آیت دو عیدون کے دن مین اوتری عرفہ کے دن اور جمعہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اوسوقت اوتری کہ آپ عرفات پر تشریف رکھتے تھے۔ اور ایک حدیث مین ارشاد

بیہقی نے شعب الایمان مین بروایت ابن عمر رض اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین بروایت ابو ہریرہ رض اور دارقطنی نے بروایت عائشہ رض نصف کیا اور دونون ضعیف ہین

بخاری و مسلم نے بروایت ابو ہریرہ رض لفظ الحج المبرور نافی روایت کیا ہے اور معنی یہ ہین کہ حج مقبول دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور حج مقبول کا بدلا سوا جنت کے اور کچھ نہین ۱۲

ابن ماجہ نے بروایت ابو ہریرہ رض طواف کعبہ کا یہین ذکر کیا ہے کہ اگر گناہ یہین تو اونکو دیتا ہے اور سفارش کرتے ہین قبول کرتا ہے اور بروایت ابن عمر رض ایسا ہی ہے ۱۲

ابو نعیم نے بروایت ابن عمر رض مصنوعی ضعیف بیہقی نے بروایت ابن عمر رض مسند ضعیف اور ابن عساکر نے بروایت انس رض مرفوعاً ضعیف کہا ہے اور معنی یہ ہین کہ اوسکو اوسکے گناہون سے ایسا پاک کردیتا ہے کہ گویا وہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور گناہ اوسکے نامۂ اعمال مین لکھے نہین جاتے ۱۲

ابتدای سفر سے لوٹنے تک کے سب اعمال ظاہری بیان ہونگے اور تیسری مین اسرار خفیہ اور اعمال باطنی لکھی جاوینگے

فصل اول مشتمل ہے دو بیانون پر **پہلا بیان** حج کے فضائل اور کعبہ اور مکہ اور مدینہ زادہما اللہ شرفا کی فضیلت اور ان مقامات متبرکہ کی طرف سفر کی تیاری کے ذکر مین **حج کی فضیلت** اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ حضرت قتادہ رضہ نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کو ارشاد فرمایا کہ لوگون کو حج کی اطلاع کردو تو اونھون نے پکار کر کہا کہ ای لوگون اللہ تعالی نے ایک گھر بنایا ہے اوسکا حج کرو اللہ تعالے نے اونکی یہ آواز اولاد آدم مین سے اون لوگون کے کان مین پونہچادی جنکو قیامت تک اوسکی مشیت و ارادہ مین حج کرنا نصیب ہوگا اور فرمایا لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ بعض مفسرین منافع سے یہ غرض کہتے ہین کہ ایام حج کی تجارت اور ثواب آخرت ہے اور بعض اکابر سلف نے جب یہ مضمون سنا تو فرمایا کہ بخدا اونکی مغفرت ہوگئی اور اللہ تعالی نے جو شیطان کا قول نقل فرمایا ہے لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ اسکی تفسیر مین بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ صراط مستقیم سے مراد مکہ معظمہ کا راستہ ہے شیطان اوسپر بیٹھتا ہے تاکہ لوگون کو اوس سے منع کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ اور فرمایا کہ شیطان عرفہ کے دن سے زیادہ کسی روز مین ذلیل تر اور زیادہ رانده اور حقیر تر اور غضبناک تر نہین دیکھا گیا اور اسکی وجہ یہی ہے کہ نزول رحمت الہی اور بڑے گناہون کو خدای تعالے کا معاف فرمانا اوسکی نظر سے گذرتا ہے کہ کہتے ہین کہ بعض گناہ اسطرح کے ہین کہ بدون عرفہ کے ٹھہرنے کے اور کوئی چیز اونکا کفارہ نہین اور اس مضمون کو حضرت امام جعفر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف بھی مستند کیا ہے اور بعض مقرب اہل مکاشفہ نے ذکر کیا ہے کہ ابلیس ملعون ایک آدمی کی صورت مین اونکے سامنے آیا کہ دبلا بدن زرد رنگ چشم گریان پشت شکستہ ہے اونھون نے پوچھا کہ کس سبب سے روتا ہے کہا کہ یہ وجہ ہے کہ حاجی بدون تجارت کے اوسکی طرف نکلے ہین مین یہ کہتا ہون کہ ابتو وہ خدا ہی کو مقصود کر چکے ہین کہین ایسا نہو کہ اللہ تعالے اونکو محروم نفرماوی مجھے یہی غم ہی پھر اونھون نے پوچھا کہ تیرے جسم کے دبلے ہونے کی کیا وجہ ہے اوسنے کہا کہ اللہ تعالی کی راہ مین گھوڑون کا ہنہنانا اگر وہ میری راہ مین لگتے تو مجھے اچھا معلوم ہوتا اونھون نے پوچھا کہ تیرا رنگ کیون متغیر ہے شیطان نے کہا کہ طاعت پر لوگون کی ایک دوسرے کی مدد کرنے سے اگر وہ ایک دوسرے کی پشتی گناہ پر ملکر کرتے تو مجکو زیادہ تر محبوب ہوتا پوچھا کہ تیری کمر کیون ٹوٹ گئی کہا کہ بندی کی اس دعا سے کہ الہی مین تجھسے خلاصی کی

نوٹ اور یہ بیان ہوگا کہ لوگون کو حج کرنے کی طرف کیا چیز بلاتی ہے اور حج کرنے والے کو اوس سفر مین کیا کیا فائدے حاصل ہوتے ہین ۱۲

نوٹ ۲ اونٹنی کو دبلا کرنے والا ہو یعنی اونٹنی دبلی ہو ۱۲

نوٹ ۳ اونٹنی کا دبلا ہونا اوسکے لاغر ہونے سے ہوتا ہے ۱۲

نوٹ ۴ نفع کی جگہ مین بعضون نے تجارت لکھا ہے ۱۲

نوٹ ۵ اس مین بعضون نے تجارت لکھا ہے ۱۲

نوٹ ۶ اونٹنی کا دبلا ہونا سفر کی وجہ سے ہوتا ہے ۱۲

نوٹ ۷ یعنی حج کرنے والے کے ۱۲

نوٹ ۸ یعنی حج کرنے والے کے ۱۲

نوٹ ۹ اور عورت کے گناہ ۱۲

نوٹ ۱۰ یہ بیان ہوا اوس گناہ کا جو حج سے معاف ہوتا ہے ۱۲

نوٹ ۱۱ یہ بیان ہوا اوس گناہ کا جو حج سے معاف ہوتا ہے ۱۲

نوٹ ۱۲ بخاری ۱۲

نوٹ ۱۳ ابوہریرہ ۱۲

نوٹ ۱۴ عن ابی ہریرۃ عن عبداللہ بن عباس ۱۲

نوٹ ۱۵ عن ابی ہریرۃ ۱۲

اور کبھی یہ چاہتا ہے کہ ہمیشہ افطار کرے اور کبھی اوسکا حال اس بات کو مقتضی ہوتا ہی کہ افطار کو روزہ کی ساتھ ملادی۔ اور جب آدمی روزے کے معنے سمجھ لے گا اور طریق آخرت کے چلنے مین دل کے مراقبہ سے اوسکی حد ثابت ہوجاوی گی تو اوسپر اوسکے دل کی بہتری پوشیدہ نرہے گی اور دل کی بہتری کے لیے کوئی ترتیب دوامی ضروری نہ ٹھہرے گی اور یہمین حجت مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے روزے رکھتے تھے کہ لوگ کہتے کہ اب افطار نکرین گے اور افطار پیہم اتنا کرتے کہ لوگ کہتے کہ اب روزہ نہ رکھین گے اور شب بیداری اتنی کرتے کہ کہا جاتا کہ اب نہ سوین گے اور جسقدر کہ نور نبوت سے آپ کو اوقات کے حقوق ادا کرنے کا حال معلوم ہوتا تھا اوسیقدر ان امور کو بجالاتے تھے۔ اور بعض علما نے چار روز سے زیادہ پیہم افطار کرنے کو مکروہ فرمایا ہے اور چار روز کی قید عید کے روز اور ایام تشریق کے خیال سے لگائی ہے اور فرمایا ہے کہ چار روز سے زیادہ افطار کرنا دل کو سخت کرتا ہے اور بری عادتین پیدا کرتا ہے اور شہوات کے دروازون کو کھولتا ہی اور واقع مین اکثر لوگون کے حق مین افطار کی یہی تاثیر ہے خصوصًا جو لوگ دن رات مین دو دفعہ کھاتے ہین اونکے حق مین بہت مضر پڑتا ہے۔ نفل روزون کی ترتیب مین ہمکو اسی قدر بیان کرنا مقصود تھا باب اسرار صوم خدا کے تعالے کی عنایت سے تمام ہوا اسکے بعد اسرار حج کا ذکر ہوتا ہے اللہ تعالی توفیق رفیق فرماوی وہی کافی اور مددگار ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَکُلِّ عَبْدٍ مُّصْطَفٰی

ساتوان باب حج کی اسرار و مہمات کے بیان مین

رباعی

احسن سفر کعبہ کی کر کچھ ہمت ٭ ہے سعے رہ حرم سراسر رحمت
اتنا ہے یہان شرف کہ کہتے ہین حسن ٭ پاوے گا لاکھ اگر کرے یک طاعت

واضح ہو کہ ارکان اسلام مین سے حج عمر بھر کی عبادت کی خوبی اور کار کا انجام اور اسلام کی تمامی اور دین کا کمال ہے جس مین اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی ہی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے باب مین ارشاد فرماتے ہین مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَاءَ یَهُوْدِیًّا وَاِنْ شَاءَ نَصْرَانِیًّا۔ تو ایسی عبادت کا کیا کہنا ہے جسکے نہونے سے دین کا کمال نہ ہے اور اوسکا چھوڑنے والا گمراہی مین یہود و نصاریٰ کے برابر ہوجاوے اور جبکہ اس رکن کی عظمت اتنی ہے تو مناسب معلوم ہوا کہ اسکی شرح اور اسکے ارکان اور سنن اور مستحبات اور فضائل اور اسرار کی تفصیل کیطرف عنان قلم کو پھیرا جاوی اور یہ باب امور انشاء اللہ تین فصلون سے واضح ہوجاوینگے جن مین سے اول مین مکہ معظمہ اور کعبہ شریفہ کے فضائل غیرہ کا ذکر ہوگا اور دوسرے مین

بخاری و مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہی فضل فی عشر ذی الحجہ نہین اور بخاری نے بروایت انس لکھا ہے کہ جب تک منظور ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رات رہتے رہتے دیکھتے تھے اور بیٹھے بیٹھے دیکھتے تھے اور اکثر سوتے ہوئے دیکھتے تھے چلتے ہوئے دیکھتے تھے دیکھ لیجئے ۱۲

ق آن من دن را دین محمدی اختیار کیا یعنی تم نے احسان کیا اور پسند کیا مین نے تمھارے واسطے دین اسلام کو ۱۲

ع جو شخص کہ حج کرے اور مرجاوے تو اختیار ہی چاہے نصرانی ہوکر مرے چاہے یہودی ابن عدی بسند ضعیف ابوہریرہ و ترمذی بسند ضعیف ابن عباس سے روایت کیا ہے اور غریب کہا ہے ۱۲

تشریفون مین بھی افطار نکرے جسکا نام صوم دہر ہے۔ دوسرے یہ کہ افطار کے باب مین سنت سے اعراض کرے اور روزے کو اپنے اوپر قید ٹھہرالے باوجودیکہ اللہ تعالے کو اوسکی اجازتون کی بجاآوری اچھی معلوم ہوتی ہے جیسے اور فرائض و واجبات کی تعمیل پسند ہے۔ اور جس صورت مین کہ مدام روزہ رکھنے مین ان دونون خرابیون مین سے کوئی سی بھی نہو اور آدمی کو اپنے نفس کی بہتری مدام روزہ رکھنے مین معلوم ہوتی ہو تو روزہ مدام رکھے کہ بہت سے صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت حضرت ابوموسیٰ اشعری مروی ہے کہ فرمایا مَنْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ ضُيِّقَتْ عَلَيْهِ جَهَنَّمُ هٰكَذَا وَعَقَدَ تِسْعِينَ اور اسکے معنے یہ ہین کہ جہنم مین اوس شخص کے لیے جگہہ نہین رہتی۔ اور اس سے کم ایک اور درجہ ہے کہ آدھے دہر کے روزے رکھے یعنے ایک روز افطار کرے اور ایک روز روزہ رکھے اور یہ مرنفس پر سخت تر ہے اس سے نفس خوب دبتا ہے اور اسکی فضیلت مین احادیث وارد ہین اسلیے کہ ایسے روزون مین بندہ ایک روز صبر کرتا ہے اور ایک روز شکر چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھپر دنیا کے خزانون کی کنجیان اور زمین کے دفینے پیش کیے گئے مین نے اونکو واپس کر دیا اور کہا کہ مین ایک روز بھوکا رہون گا اور ایک روز شکم سیر جب میرا پیٹ بھرے گا تو تیری حمد کرون گا اور جب بھوکا ہونگا تو تیری طرف عاجزی کرون گا اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ اَفْضَلُ الصِّيَامِ صَوْمُ اَخِي دَاوٗدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا اور اسی کی موئید وہ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ روزہ کی باب مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کرتے تھے کہ مین اس سے بھی افضل چاہتا ہون آخر کو آپ نے فرمایا کہ ایک روز روزہ رکھہ اور ایک روز افطار کر اونھون نے کہا کہ مین اس سے افضل چاہتا ہون آپ نے فرمایا کہ اس سے افضل کوئی صورت نہین اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مہینے کے روزے پورے سوائے رمضان کے کبھی نہین رکھے بلکہ کچھہ دن ہر مہینے مین افطار کیا کرتے تھے۔ اور جس شخص سے آدھی عمر کے روزے بھی نہوسکین تو کچھہ مضایقہ نہین وہ تہائی عمر کے روزے رکھے یعنے ایک دن روزہ رکھے اور دو روز افطار کرے اور اگر تین دن اول مہینے مین اور تین ایام بیض کے اور تین آخر مہینے مین رکھہ لیا کرے تو تہائی بھی ہوجاوین اور عمدہ دونون مین بھی واقع ہون اور اگر دوشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھا کرے تو یہ بھی تہائی سے کچھہ زیادہ ہوجاتی ہین۔ اور جب فضیلت کے اوقات آوین تو کمال کی بات یہ ہے کہ آدمی روزے کے معنے سمجھے اور جانے کہ روزہ کا مقصود دل کا صاف کرنا اور ہمت کا خداے تعالے کے لیے فارغ کرنا ہے۔ اور جو شخص کہ باطن کی باریکیون کو سمجھتا ہے وہ اپنے حالات مین نظر کرتا رہتا ہے پس بعض اوقات اوسکا حال یہ چاہتا ہے کہ ہمیشہ روزے رکھے اور

اوسکی برکت رہے۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ماہ حرام کا ایک دن روزہ رکھنا اور دونوں کے تیس روزوں سے بہتر ہے اور رمضان کے ایک دن کا روزہ ماہ حرام کے تیس روزوں سے افضل ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جو کوئی ماہ حرام میں سے تین دن روزے رکھے یعنے جمعرات اور جمعہ اور ہفتہ کو تو اللہ تعالے اوسکے لیے ہر ایک روز کے عوض میں سات سو برس کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب شعبان کا نصف ہو جاوے تو رمضان تک پھر کوئی روزہ نہیں اور اسی بہت سے رمضان سے پیشتر چند روز افطار کرنا مستحب ہے اور اگر شعبان کو رمضان سے ملا دے تب بھی جائز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ایسا کیا ہے اور بہت دفعہ نہیں ملایا اور رمضان کے استقبال کی نیت سے دو تین روز پیشتر روزہ رکھنا درست نہیں لیکن اوس صورت میں کہ وہ ایام اوسکی معمولی دنوں کے روزوں سے مطابق آپڑیں۔ اور بعض صحابہ نے تمام ماہ رجب میں روزہ رکھنا مکروہ فرمایا ہے اس نظر سے کہ ماہ رمضان کے مشابہ نہووے غرض کہ بہتر مہینے ذی الحجہ اور محرم اور شعبان ہیں اور حرام مہینے ذی قعدہ اور ذی حجہ اور محرم اور رجب ہیں تین انمیں سے پے در پے ہیں اور رجب تنہا اور جدا ہے اور ان سب میں افضل ماہ ذی الحجہ ہے اسلیے کہ اوس میں حج کا روز اور ایام معلومات اور معدودات ہیں اور ماہ ذی قعدہ حرام مہینوں میں سے ہے اور حج کے مہینوں میں بھی ہے اور شوال صرف حج کے مہینوں میں سے ہے حرام مہینوں میں سے نہیں اور محرم اور رجب حج کے مہینوں میں سے نہیں ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ کوئی دن ایسے نہیں جن میں عمل اللہ تعالے کے نزدیک افضل یا محبوب تر ذی الحجہ کے دس دن کی نسبت ہو کہ اون میں سے ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کی برابر ہے اون میں سے ایک رات کی بیداری شب قدر کے جاگنے کے مساوی ہے لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنا بھی اونکے عمل کے برابر نہیں آپ نے فرمایا کہ جہاد بھی برابر نہیں مگر اوس صورت میں کہ اوسکے گھوڑے کی کوچیں کاٹی جاویں اور اوسکا خون بہایا جاوے۔ اور جو ایام کہ مہینے میں مکرر ہوتے ہیں وہ مہینے شروع اور درمیان اور آخر کے ایام ہیں اور مہینے کے درمیان کے روز ایام بیض ہیں یعنی تیرھویں چودھویں پندرھویں اور ہفتے کے دنوں میں دوشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ ہیں۔ غرضکہ عمدہ ایام یہ ہیں ان میں روزہ رکھنا اور کثرت سے خیرات کرنی مستحب ہے تاکہ ان اوقات کی برکت سے اون اعمال کا ثواب دوبالا ہو باقی رہا ہمیشہ کا روزہ رکھنا تو وہ ان سب دنوں کو شامل ہے مگر زیادتی کے لیکن سالکوں کی اسباب میں کئی مذہب ہیں بعضے تو ہمیشہ روزہ رکھنے کو مکروہ جانتے ہیں اسوجہ سے کہ احادیث سے اوسکی کراہت پائی جاتی ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اوسکی کراہت دو وجہ سے ہوتی ہے ایک تو یہ کہ عیدین اور ایام

---

۱ طبرانی نے بروایت ابن عباس اور الفاظ نسائی یہ مضمون روا صحت کیا ہے ۱۲

۲ ابوذری در ضعفا بروایت انس رض ۱۲ ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ رض ۱۲

۳ ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ بروایت عائشہ رض ۱۲

۴ ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ رض لیکن اون میں اوّل سے عرض کیا ہے ۱۲

۵ بخاری کی روایت میں ہے ۱۲

مغالطہ والون کی پہاڑون کے برابر عبادت سے افضل اور غالب ہے - اور اسی وجہ سے بعض علما نے فرمایا ہے کہ بہت سے روزہ اور افطار کرنے والے ہین اور بہت سے افطار کرنے والے روزہ دار ہوتے ہین یعنے افطار والے روزہ دار وہ لوگ ہین جو اپنے اعضا کو گناہون سے محفوظ رکھکر کھاتے پیتے ہین اور روزہ دار افطار کرنے والے وہ ہین جو بھوکے پیاسے تو رہتے ہین مگر اپنے اعضا کو مقید نہین رکھتے اور روزہ کے معنے اور اوسکی اصل کے سمجھنے سے یہ معلوم ہوگیا کہ جو کوئی کھانے اور صحبت سے تو بچا رہے اور گناہون کے ارتکاب سے روزہ کو افطار کرے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی وضو مین اپنے کسی عضو پر تین بار مسح کرلے کہ ظاہر مین تو تین بار ہو گیا مگر اصل مقصود جو دھونا تھا وہ چھوڑ دیا تو اوسکی نماز بباعث اوسکی جہالت کے اوسی پر واپس کیجاوے گی اور جو شخص کہ کھانے سے افطار کرے اور اپنے اعضا کو برائیون سے باز رکھے تو اوسکی مثال ایسی ہے کہ وضو مین کوئی اپنے اعضا کو ایک ایک بار دھووے تو اوسکی نماز انشاء اللہ مقبول ہوگی کہ اوسنے اصل فرض کو ادا کیا گو فضیلت کا تارک ہوا اور جو شخص کھانے پینے سے بھی روزہ رکھے اور اعضا سے بھی روزہ رکھے یعنے اونکو برائیون سے روکے اوسکی مثال ایسی ہے کہ اپنے ہر ایک عضو کو تین بار دھووے تو یہ شخص اصل اور فضیلت دونون کا جامع ہوگا جو مرتبہ کمال ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ الصَّوْمَ اَمَانَةٌ فَلْيَحْفَظْ اَحَدُكُمْ اَمَانَتَهٗ اور جبکہ آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا تو اپنے دست مبارک کو اپنے کان اور آنکھ پر رکھکر ارشاد فرمایا کہ کان سے سننا اور آنکھ سے دیکھنا امانت ہی اور اگر سننا دیکھنا روزہ کی امانتون مین سے نہوتا تو آپ یہ ارشاد نہ فرماتے کہ اگر کوئی لڑائی کرے تو کہدے کہ مین روزہ دار ہون یعنے مین نے اپنی زبان کو امانت رکھا ہے مین اوسکی حفاظت کرتا ہون تیری جواب دینے مین اوسکو کیسے چھوڑ دون - اور جبکہ معلوم ہوا کہ ہر ایک عبادت کے لیے ایک ظاہری اور ایک باطن اور ایک پوست ہے اور ایک مغز اور اوسکے پوست کے بہت سے درجے ہین اور ہر درجے کے بہت سے طبقات مین تو اب تمکو اختیار ہے چاہو مغز کو چھوڑکر پوست پر قناعت کرو یا زمرۂ اہل خرد مین داخل ہونا پسند کرو

تیسری فصل نفل روزہ رکھنے کے بیان مین اور فضیلت کے اعتبار سے نفل روزون کی ترتیب کے ذکر مین واضح ہو کہ روزے کا بہتر ہونا اچھے دنون مین موکد ہوتا ہے اور عمدہ روزون مین سے بعضے تو سال بھر مین پائے جاتے ہین اور بعضے ہر مہینے مین اور کچھ ہر ہفتے مین جو ایام کہ سال مین پائے جاتے ہین وہ رمضان کے بعد روز عرفہ اور روز عاشورہ اور عشرۂ اول ذی حجہ اور عشرۂ محرم ہین اور تمام ماہ حرام روزہ کے لیے عمدہ اوقات ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعبان مین اس کثرت سے روزہ رکھتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ماہ رمضان ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ بعد رمضان کے روزون کے افضل روزے اللہ تعالے کے ماہ محرم کے ہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ مہینا ابتدا سال ہے اوسکو نیکی سے معمور کرنا بہتر ہے اور توقع ہے کہ سال بھر

کردی جاوی تو مقبول آدمی کو اتنا سرور ہوا کہ اوسکو کھیل سے باز رکھے اور نامنظور کو اتنا غم ہو کہ اوسکو ہنسی سے روکدے - اور احنف بن قیس سے کسی نے کہا کہ تم بوڑھے بزرگ شخص ہو اور روزہ تمکو ضعیف کردیتا ہے بہتر ہے کہ اسکے لیے کوئی اور سبیل کرو فرمایا کہ مین روزہ کو ایک بڑے لمبے سفر کے لیے تیار کرتا ہون اور خدای تعالے کی طاعت پر صبر کرنا اوسکے عذاب پر صبر کرنے کی نسبت کر بہت آسان ہے بالجملہ روزہ مین چھہ باتین باطنی یہ تھین جو مذکور ہوئین - اب اگر یہ کہو کہ جو شخص شکم اور شرمگاہ کی شہوت سے باز رہنے پر کفایت کرتا ہی اور ان باتون کو بجا نہین لاتا تو فقہا یہ کہتے ہین کہ اوسکا روزہ درست ہے پس اسکے کیا معنے ہین کہ فقہا درست بتاوین اور تم صحیح نہین بتاتے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ظاہر کے فقہا ظاہر کی شرطون کا اثبات ایسی دلیلون سے کرتے ہین جو باطنی شرطون مین ہماری بیان کی ہوئی دلیلون سے نہایت ضعیف ہین خصوصًا غیبت وغیرہ کے باب مین مگر چونکہ فقہای ظاہری حکم ایسی ہی چیز پر لگاتے ہین جس مین غافل اور دنیا کے متوجہ لوگ بھی داخل ہوسکین اسلیے اونکو شروط ظاہری کے بموجب صحیح کہنا پڑتا ہے اور علمای آخرت کی غرض صحت سے قبول ہونا ہے اور قبول ہونے سے اونکی مراد مقصود کو پہونچنا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہین کہ روزہ سی مقصود یہ ہے کہ خداے تعالے کے اخلاق مین جو ایک خلق صمدیت ہے یعنے بھوک اور پیاس وغیرہ کا نہونا اوسکو اپنی عادت کرین اور شہوات سے رکنے مین حتی الوسع فرشتون کی اقتدا کرین کہ وہ شہوات سے پاک ہین اور انسان کا مرتبہ چوپایون کے مرتبہ سے تو اوپر ہے اسلیے کہ نور عقل سے اپنی شہوت کے توڑنے پر قادر ہے اور فرشتون کے مرتبہ سے نیچے ہے باین وجہ کہ اسپر شہوات غالب ہین اور اونکے دبانے مین مبتلا کیا گیا ہے اسی لیے جب کبھی یہ شہوات مین ڈوبتا ہے تو اسفل السافلین مین اوتر جاتا ہے اور بہائم کے زمرہ مین لاحق ہوجاتا ہے اور جسوقت کہ شہوات کو اوکھاڑتا ہے تو اعلی علیین کیطرف اوبھر کر فرشتون کے کنارہ سے جا لگتا ہے اور فرشتے اللہ تعالے کے نزدیک ہین اور جو کوئی اونکا اقتدا کرتا ہے اور اونکی سی عادتین اختیار کرتا ہے وہ بھی اونکی طرح خدای تعالے سے قریب ہوجاتا ہے کہ قریب کا ہم شکل بھی قریب ہی ہوتا ہے اور یہ قرب مکان اور فاصلہ کے اعتبار سے نہین بلکہ صفات کے لحاظ سے ہے - پس جبکہ روزہ کی اصل ارباب عقل اور اہل دل کے نزدیک یہ ٹھہری تو ایک غذا کی دیر کردینی اور شام کو دونون کو ایک ساتھہ کھالینے اور دن بھر اور شہوات مین ڈوبے رہنے سے کونسا فائدہ ہے اور اگر اس جیسے روزہ سے بھی فائدہ ہوتا ہے تو اس حدیث شریف کے کیا معنے ہین کہ کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صَوْمِہٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ اور اسی وجہ سے حضرت ابو درداء رضہ نے فرمایا ہے کہ دانا آدمیونکا سونا اور افطار کرنا کیا خوب ہے بیوقوفون کے روزہ اور بیداری کو کیسا برا جانتے ہین اہل یقین اور تقوی کا ایک ذرہ

اسکے معنی اور سند اوپر گذری ۱۲

توڑے گا جس صورت مین کہ تمام دن کی بھوک پیاس کا تدارک افطار کے وقت کرلے گا اور اکثر ایسا ہوتا ہے
کہ کھانے کے اقسام روزہ مین زیادہ ہی ہوتے ہین چنانچہ عادت ٹھہر گئی ہے کہ سب کھانون کو رمضان کے لیے
رکھہ چھوڑتے ہین اور رمضان مین اتنا کھا جاتے ہین کہ اور دنون مین کئی مہینے مین بھی نہ کھاوین
اور ظاہر ہے کہ روزہ سے مقصود پیٹ کا خالی رکھنا اور خواہش کا توڑنا ہے باین غرض کہ نفس تقوی پر
قوی ہو جاوے اور جس صورت مین کہ صبح سے شام تک تو معدہ کو ٹالا یہانتک کہ اوسکی خواہش جوش مین
آئی اور رغبت قوی ہوئی پھر لذیذ چیزین کھائین اور خوب سیر کردیا تو صاف بات ہی کہ اوسکی لذت اور قوت
دوبالا ہوگی اور وہ خواہشین ابھرین گی کہ اگر بالفرض بے روزہ رہتا تو نہ اوبھرتین - غرضکہ روزہ کی روح
اور اصل یہ ہے کہ جو قوتین کہ برائیون کی طرف کھچنے کے وسیلے اور شیطان کے داو ہین وہ ضعیف ہو جاوین
اور یہ بات بدون کم کھانے کے میسر نہین ہوتی یعنے اوتنی ہی غذا کھاوی جتنی بدون روزہ رکھنے کے
ہر شب مین معمول تھا اور جس صورت مین کہ دوپہر کی غذا اور شب کی غذا کو ایک ساتھہ کھالیا تو روزہ سے
فائدہ نہوگا بلکہ مستحب یہ ہے کہ دن کو بہت نہ سووی تاکہ بھوک اور پیاس کو معلوم کرے اور قوتون کے ضعیف ہونے پر
آگاہ ہو اور کچھہ ایک ضعف رات کو بھی بنا رہے تاکہ تہجد اور وظائف پر آسانی ہو اور کیا عجب ہے کہ اس
صورت مین شیطان اوسکے دل کے گرد نہ پھٹکے اور وہ آسمان کے ملکوت دیکھہ لے اور شب قدر اوسی رات کا
نام ہے جسمین کچھہ ملکوت آدمی پر منکشف ہون اور خدای تعالی کے قول سی بھی یہی مراد ہے کہ فرمایا
اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ اور جو شخص اپنے دل اور سینے کے درمیان مین غذا کی آڑ کرلے گا وہ اس سیر
ملکوت سے محجوب رہے گا اور جو آدمی اپنا معدہ خالی رکھے گا اوسکو بھی حجاب دور ہونے کے لیے اسیقدر کافی نہین
جبتک کہ اپنی ہمت کو غیر اللہ سے خالی نکرے کہ تمام بات یہی ہے - اور اس سبکی اصل غذا کی کمی ہی اور اسکا زیادہ
بیان غذاؤن کے باب مین انشاء اللہ لکھا جاوے گا **ششم** یہ کہ بعد افطار کے دل خوف و رجا سے وابستہ اور
متردد رہنا چاہیے کیونکہ معلوم نہین کہ اوسکا روزہ مقبول ہوکر مقربین کے زمرہ مین اوسکا شمار ہوا یا روزہ نامنظور
ہوا اور خفگی کے مستحقون مین متصور ہوا اور ہر عبادت کے فارغ ہونے پر اسی طرح کا حال ہونا چاہیے چنانچہ
حضرت حسن بصری رح سے مروی ہے کہ عید کے روز اونکا گذر کسی قوم پر ہوا جو ہنس رہی تھی آپ نے فرمایا
کہ اللہ تعالے نے رمضان کے مہینے کو اپنی مخلوقات کے لیے دوڑنے کا میدان مقرر فرمایا ہے کہ سب آدمی
اوسکی طاعت کے لیے اوسکے اندر دوڑین تو کچھہ لوگ تو آگے بڑھکر اپنے مطلب کو پہونچ گئے اور کچھہ
پیچھے رہ کر نا امید ہوئے پس جس روز مین کہ جلدی کرنے والے اپنے مطلوب کو پونہچے اور باطل والے
محروم رہے اوس روز مین ہنسی اور کھیل کرنے والے سے بڑا تعجب ہے بخدا اگر حقیقت حال واضح

ف ہم نے اوسکو اوتارا شب قدر مین ۱۲

دو عورتون نے روزہ رکھا اور بھوک اور پیاس کی اونکو آخر روز مین یہانتک شدت ہوئی کہ قریب ہلاکت ہوگئین اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین افطار کی اجازت کے لیے کسیکو بھیجا آپ نے اونکے پاس ایک پیالہ بھیجا اور آدمی سے ارشاد فرمایا کہ اون دونون کو کہنا کہ جو کچھ تم نے کھایا ہو اوسکو اس پیالہ مین قے کرو ایک عورت نے نصف پیالہ خون تازہ اور گوشت تازہ سے بھر دیا اور دوسری نے بھی یہی چیز مین قے کین یہانتک کہ پیالہ لبالب ہوگیا لوگون نے اس سے تعجب کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونون نے جو چیز اللہ کی حلال کی ہوئی تھی اوس سے روزہ رکھا اور جو چیز خدای تعالے نے حرام کی تھی اوس سے افطار کیا ایک اون مین سے دوسرے کے پاس بیٹھ گئی اور دونون نے لوگون کی غیبت شروع کی یہ گوشت پیالہ مین وہی ہے جو اون دونون نے لوگون کا گوشت کھایا تھا سوم بری بات کے سننے سے کانون کو باز رکھنا اسواسطے کہ جن امور کا کہنا حرام ہے اونکا سننا بھی حرام ہے اور اسمین جہت خدای تعالے نے سننے والون اور حرام خوارون کو برابر ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہے سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ اور فرمایا لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ پس غیبت سننکر خاموش رہنا حرام ہے اور فرمایا اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اور اسی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمُغْتَابُ وَالْمُسْتَمِعُ شَرِيْكَانِ فِي الْاِثْمِ **چہارم** ہاتھ پانو اور دوسرے اعضا کو بری باتون سے روکنا اور افطار کے وقت شکم کو شبہات سے باز رکھنا کیونکہ اگر حلال سے دن بھر بند رہے اور حرام پر افطار کیا تو روزہ کچھ نہوا ایسے روزہ دار کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص ایک محل بناوے اور ایک شہر کو منہدم کرے اسلیے کہ حلال کھانے کی کثرت مضر ہوتی ہے اور روزہ اوسکی کمی کے لیے ہوتا ہے اور جو شخص کہ بہت سی دوا کھانے کے ضرر سے ڈر کر زہر کھانا اختیار کرلے وہ بیوقوف ہے اور حرام کھانا ایک زہر ہے جو دین کو ہلاک کرتا ہے اور حلال ایک دوا ہے کہ اوسکا کم کھانا مفید اور زیادہ کھانا مضر ہے اور روزہ سے غرض حلال کی کمی سی ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صَوْمِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ اسمین بعضون نے یہ کہا ہے کہ مراد اوس شخص سے ہے جو حرام پر افطار کرے اور بعضون کا یہ قول ہے کہ وہ شخص مراد ہے جو طعام حلال سے رکا رہے اور افطار لوگون کے گوشت یعنی غیبت سے کرے جو حرام ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ شخص مقصود ہے جو اپنے اعضا کو گناہون سے نہ بچاوے **پنجم** یہ کہ افطار کے وقت حلال غذا اتنی بہت نہ کھاوے کہ پیٹ تن جاوے کیونکہ خدای تعالے کے نزدیک کوئی ظرف اتنا برا نہین جتنا شکم حلال سے پر ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ روزہ سے آدمی شیطان کو اسطرح دباوے گا اور شہوت کو کیسے

ایک روزہ عوام کا ہے اور ایک خواص کا اور ایک اخص خواص کا عوام کا روزہ تو یہ ہے کہ پیٹ اور شرمگاہ کو اونکی خواہش ادا کرنے سے روکا جاوی جیسا کہ اوپر اوسکی تفصیل گذری۔ اور خواص کا روزہ یہ ہے کہ آنکھ کان زبان ہاتھ پاؤن اور تمام اعضا کو گناہ سے روکا جاوی اور اخص خواص کا روزہ اسطرح ہی کہ دل کو بُری ہمتون اور دنیوی فکرون سے روزہ رکھایا جاوی اور سوای خدای تعالے کے اور چیزون سے مطلقًا اوسکو روک دیا جاوے اس قسم کا روزہ خدای تعالے اور آخرت کے سوا اور چیزون مین فکر کرنے سے اور دنیا مین فکر کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے ہان جو دنیا کہ دین کے لیے مقصود ہوتی ہے اوسکا فکر اس روزہ کو افطار نہین کرتا کیونکہ وہ زاد آخرت ہے دنیا مین سے نہین یہانتک کہ اہل دل فرماتے ہین کہ جس شخص کی ہمت دن کو اس باب مین مصروف ہو کہ افطار کی چیز کی تدبیر کر لینی چاہیے تو اوسپر خطا لکھی جاوی گی اسوجہ سے کہ خدای تعالے کے فضل پر اعتماد کم کیا اور اوسکے رزق موعود پر یقین تھوڑا ہوا۔ اور یہ رتبہ انبیا اور صدیقین اور مقربین کا ہی اور ہم اس مرتبے کی تفصیل مین تقریر قولی کو طول نہین دیتے مگر عمل کی رو سے اوسکی تحقیق بتاتے ہین کہ وہ روزہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے کہ تمام ہمت خدای تعالے کیطرف آدمی متوجہ ہو اور خدای تعالے کے غیر سے مُنہ پھیر لے اور اس آیت کا مضمون اوسپر چھا جاوی قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ اور خواص کا روزہ یعنی نیک بخت لوگون کا جو اعضا کو گناہون سے باز رکھنے سے ہوتا ہی وہ چھ باتون سے پورا ہوتا ہے

اول نظر کا نیچے رکھنا اور جو باتین بُری اور مکروہ ہین اونکی طرف اوسکو نجانے دینا اور جن چیزون کے دیکھنے سے دل بٹتا ہو اور خدای تعالے کی یاد سے غفلت ہوتی ہو اون سے نظر کو روکنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ نظر کرنا ایک زہر کا بجھا ہوا تیر ہے شیطان کے تیرون مین سے جو کوئی اوسکو خدای تعالے کی خوف سے ترک کرے گا اللہ تعالے اوسکو ایسا ایمان عنایت فرماوے گا جسکی حلاوت وہ اپنے دل مین پاوی گا اور حضرت جابر رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا خَمْسٌ يُفَطِّرْنَ الصَّائِمَ الْكَذِبُ وَالْغِيبَةُ وَالنَّمِيمَةُ وَالْيَمِينُ الْكَاذِبَةُ وَالنَّظْرَةُ بِشَهْوَةٍ **دوم** زبان کا بند رکھنا بیہودہ بات اور جھوٹ اور غیبت اور چغلی اور فحش اور ظلم اور جھگڑے اور بات کاٹنے سے اور سکوت کو اوسپر لازم کرنا اور ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مین مصروف رکھنا کہ یہ زبان کا روزہ ہے۔ سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ غیبت روزہ کی مفسد ہے اس روایت کو اون ہی بشر بن حارث نے روایت کیا ہے اور لیث حضرت مجاہد رضہ سے راوی ہین کہ دو خصلتین روزے کی مفسد ہین غیبت اور جھوٹ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ روزہ سپر ہے جب تم مین سے کوئی روزہ رکھے تو فحش نہ بکے نہ جہالت کرے اور اگر کوئی اوس سے لڑائی کرے یا گالی دے تو چاہیے کہ کہدے کہ مین روزہ دار ہون۔ اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین

یا افطار مین قصور اونکی طرف سے ہوا ہو۔ اور حائضہ اگر کچھ دن سے پاک ہوئی ہو یا مسافر سفر سے افطار کی حالت مین دن سے آیا ہو تو ان دونون پر بقیہ دن کا امساک واجب نہین اور اگر شک کی روز ایک عادل شخص چاند کی گواہی دے تو امساک واجب ہے۔ اور سفر مین روزہ رکھنا افطار کی بہ نسبت کر افضل ہے لیکن اگر مسافر کو تاب نہو تو افطار بہتر ہے۔ اور جبکہ اول سے مقیم تھا اور پھر سفر کیا تو جس روز سفر کو نکلے اوس روز افطار نکرے اور نہ اوس روز کہ سفر مین روزہ رکھکر مکان پر روزہ سے پہونچ جاوے **اور فدیہ** حاملہ اور دودھ پلانی والی پر واجب ہے جبکہ یہ دونون اپنی اولاد کے خوف سے افطار کرین پس ہر روز کی عوض ایک مد گیہون ایک مسکین کو دیوین اور روزہ کی قضا کرین۔ اور نہایت بوڑھا شخص جب روزہ نرکھے تو ہر روز کے عوض ایک مد گیہون دی دیا کرے

تیسرا بیان روزہ کی سنتون کے ذکر مین۔ روزہ کی سنتین چھ ہین اول سحر کو دیر کر کھانا دوم خرما یا پانی سے نماز سے پیشتر افطار کرنا سوم زوال کے بعد مسواک کا نکرنا چہارم ماہ رمضان مین خیرات کا کرنا چنانچہ اسکی فضیلت باب الزکوۃ مین بیان کردی گئی ہے پنجم قرآن کا پڑھنا پڑھانا ششم مسجد مین اعتکاف کرنا خصوصاً اخیر عشرہ مین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہی تھی کہ جب اخیر عشرہ آتا تو آپ بستر تہ کر دیتے اور کمر عبادت پر چست کرتے اور خود بھی محنت کرتے اور گھر والون ہی بھی عبادت مین مشقت دیتے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ان دنون مین شب قدر ہے اور غالبا وہ طاق راتون مین ہوتی ہے اور طاق راتون مین سی اکیسوین اور تئیسوین اور پچیسوین اور ستائیسوین پر زیادہ شبہہ ہی کہ شب قدر ہون۔ اور اس عشرہ کا اعتکاف پیہم کرنا بہتر ہے پس اگر پیہم اعتکاف کی نذر یا نیت کی تو بدون ضرورت مسجد مین سے نکلنے کے باعث پیہم ہوتا جاتا رہی گا مثلاً اگر بیمار کی عیادت یا ادای شہادت یا جنازہ کی شرکت یا زیارت یا تجدید طہارت کے لیے نکلے گا تو پیہم ہوتا جاتا رہے گا اور قضای حاجت کے لیے نکلنے سے نہین جاتا رہے گا اور اس صورت مین اوسکو درست ہے کہ وضو گھر پر کرلے لیکن اوکسی کام مین مشغول نہونا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدون حاجت انسانی کے اوکسی بات کے واسطے نہ نکلتے تھے اور بیمار کا احوال صرف راستے چلتے پوچھ لیتے تھے اور پیہم ہونا جماع سی جاتا رہتا ہی بوسہ سے نہین جاتا اور مسجد مین خوشبو لگانی اور نکاح کرنی اور کھانے اور سونے اور طشت مین ہاتھ دھونے کا مضائقہ نہین کہ ان چیزون کی پیہم اعتکاف مین ضرورت پڑتی ہے اور کچھ بدن باہر نکلنے سے پیہم ہونا منقطع نہین ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک حجرہ شریف مین جھکا دیتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مبارک مین کنگھی کر دیتی تھین۔ اور جب اعتکاف والا قضای حاجت کے لیے باہر نکلے تو جب لوٹ کر آوے تو چاہیے کہ از سر نو نیت اعتکاف کی کرے لیکن جب اول ہی مین پورے دس روز کی نیت کر چکا ہو تو پھر کچھ ضرورت نہین تاہم تجدید افضل ہے

دوسری فصل روزہ کے اسرار اور باطنی شرطون کے ذکر مین۔ جاننا چاہیے کہ روزہ کے تین درجے ہین

۱ بخاری و مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۲
۲ بخاری و مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۲
۳ ابوداود بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا بسند ضعیف ۱۲
۴ بخاری و مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۲

مرتکب ہو جس مین احتمال قوی روزے کے فاسد ہونے کا ہو اور روزہ کے یاد ہونے کی قید سہو لگائی کہ بھولنے والا اس سے مستثنے ہو جاوی کیونکہ بھولکر یہ امور مفسد روزہ کے نہین اور جو شخص جان بوجھکر سحر کھالیا افطار کرلی پھر معلوم ہو کہ صبح تھی یا دن باقی تھا تو اوسپر قضا لازم ہوگی اور اگر اپنے گمان اور اجتہاد کے حکم پر بدستور جارہے گا تو قضا لازم نہ آوے گی اور ان دونون وقتون مین دن و گمان اور اجتہاد کے کھانا نچاہیے **چوتھا** واجب جماع سے بند رہنا ہے اور اوسکی حد یہ ہے کہ سر ذکر غائب ہو جاوی اور اگر بھولکر صحبت کریگا تو مفسد نہ ہوگی اور اگر رات کو صحبت کی یا خواب مین احتلام ہو گیا اور حالت ناپاکی مین صبح ہو گئی تو اس سے روزہ نہین جاتا۔ اور اگر روزہ دار اپنی بی بی سے صحبت کرتا تھا کہ صبح ہو گئی اور فوراً یہ علیحدہ ہو گیا تو روزہ درست ہوگا اور اگر بعد صبح کے توقف کرے گا اور علیحدہ نہ ہوگا تو کفارہ لازم آوے گا اور روزہ ٹوٹ جاوی گا **پانچوان** واجب منی نکالنے سے رکا رہنا یعنے منی کو قصداً جماع سے نکالے نہ بدون جماع کے کہ قصداً اوسکا نکالنا روزہ کا مفسد ہے۔ اور اپنی زوجہ کا بوسہ لینا اور پاس لٹانا روزہ کا مفسد نہین جبتک کہ انزال نہو مگر یہ امور مکروہ ہین ہان اگر روزہ دار بوڑھا ہو یا اپنی شہوت پر قابو رکھتا ہو تو بوس و کنار کا مضائقہ نہین پھر بھی اوسکا نکنا بہتر ہے۔ اور جس صورت مین کہ بوسہ سے انزال ہونے کا خوف کرتا تھا پھر بوسہ لیا اور منی نکل پڑی تو روزہ جاتا رہیگا کہ اپنی طرف سے قصور کیا۔ **چھٹا** واجب قے کرنے سے بندش کرنی ہے کہ اپنے آپ قے کرنا روزہ کا مفسد ہے اور اگر ایسے ہو جاوے تو مفسد نہین۔ اور اگر بلغم حلق تک سے یا سینے سے نکل جاوی تو روزہ فاسد نہوگا کیونکہ اسکی ضرورت مین سب مبتلا ہین ہان اگر بلغم کے منہ مین پہونچنے کے بعد نکلے گا تو روزہ ٹوٹ جاوی گا

دوسرا بیان افطار کے لوازم کے ذکر مین۔ افطار صوم کے لیے چار باتین لازم ہین قضا اور کفارہ اور فدیہ دینا اور باقی دن مین امساک کرنا روزہ دارون کی طرح سے اور ہر ایک ان باتون مین سے جدا جدا شخصون کے لیے ہے۔ قضا ہر مسلمان عاقل بالغ پر واجب ہے جو روزہ عذر کے باعث یا بلا عذر نہ رکھے اس سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت یا مرتد روزہ کی قضا کرین لیکن کافر اور لڑکی اور مجنون پر قضا نہین اور رمضان کے روزون کی قضا مین پیہم رکھنا بھی شرط نہین جسطرح چاہے اکٹھے خواہ جدا جدا قضا رکھدے اور **کفارہ** روزہ کا بجز جماع کے اور باتون سے واجب نہین ہوتا مثلاً کھانے اور پینے اور بدون جماع کی منی نکالنے سے کفارہ واجب نہین اور کفارہ یہ ہے کہ ایک بندہ آزاد کرے اور اگر نہو سکے تو دو مہینے پیہم روزے رکھے اور اگر یہ بھی نہو سکے تو ساٹھ مسکینون کو ایک ایک مد کھانا دے۔ مد سوا روپیہ کے سیر سے تین پاؤ ہوتا ہے

اور امساک بقیہ دن مین ان لوگون پر واجب ہے جنھون نے افطار کرنے سے معصیت کی ہو

بموجب عمل کرے — اور جب چاند ایک شہر مین دیکھا جاوی اور دوسری مین نظر نہ آوی اور ان دونون شہرون مین دو منزل سی کمتر فاصلہ ہو تو روزہ سب پر واجب ہوگا اور اگر فاصلہ زیادہ ہو تو ہر شہر کا حکم جدا ہے ایک کا وجوب دوسری جگہ تجاوز نکریگا دوم نیت ہی اور نیت ہر ایک شب کے لیی رات سی تعیین اور جزم کے ساتھ چاہیے پس اگر تمام ماہ رمضان کی نیت ایک ہی دفعہ کرلے تو کافی نہوگا اسی لیی ہمنے نیت مین قید ہر شب کی لگائی اور اگر نیت دن کو کرے گا تو نہ رمضان کا روزہ نہ فرض بلکہ نفل کے سوا اور کچھ نہوگا اسواسطے ہمنے قید رات سی نیت کرنی کی لگائی اور اگر نیت مطلق روزہ کی یا فرض مطلق کی کریگا تو جائز نہوگا اسی غرض سی ہمنے کہا ہے کہ نیت تعیین کے ساتھ ہو کہ روزہ رمضان فرض خدای عزوجل کا رکھتا ہون — اور اگر شک کی رات مین یون نیت کرے کہ کل اگر رمضان ہوگا تو روزہ رکھون گا تو یہ نیت کافی نہوگی کیونکہ اسمین جزم یعنی یقین نہین ہان اگر نیت ایک عادل شخص کے کہنے پر اعتبار کرکے کی ہی تو اوسکی غلطی یا جھوٹ کے احتمال سی جزم باطل نہوگا یا قرینۂ حال کی ہمراہی مین نیت کی ہو مثلاً شعبان کی تیس رمضان مین شک ہو تو یہ شک یقین کا مانع نہین ہے یا نیت کو اجتہاد سے پشتی ہو مثلاً اگر کوئی شخص کسی گڑھی مین قید ہو اور اوسکے گمان مین غالب یہی ہو کہ رمضان شروع ہو گیا اور اوسکی رای مقتضی اسی امر کی ہو تو اوسکا شک کرنا اوسکی نیت کا مانع نہین اور جبکہ شک کی رات مین اوسکو شک ہو تو پھر زبان سے نیت یقینی کرنی مفید نہین اسلیے کہ نیت کا محل تو دل ہے اوسمین قصد یقینی شک کی ساتھ ممکن نہین مثلاً جیسے رمضان کی بیچ مین کہی کہ کل اگر رمضان ہوگا تو روزہ رکھون گا کہ یہ شک اوسکو مضر نہین کیونکہ یہ شک صرف زبان پر ہے دل جو محل نیت ہی اوسمین تردد نہین بلکہ اوسمین یقین ہے اسبات کا کہ کل رمضان ہی ہوگا — اور اگر کوئی شخص رات کو نیت کرچکا اور بعد نیت کی کچھ کھایا کھایا تو اوسکی نیت نہین جانے کی — اور اگر عورت نے حالت حیض مین روزہ کی نیت کی اور فجر سی پہلی پاک ہو گئی تو اوسکا روزہ درست ہوگا تیسرا واجب یہ ہے کہ روزہ کی یاد ہوتی ہوی جانکر کسی چیز کو پیٹ مین پونچانی سے بندش کرے اس سے یہ نکلا کہ اگر روزہ مین دانستہ کھاوی گا یا پیوی گا یا ناک کی راہ سی کوئی چیز پیٹ مین چلی جاوی یا حقنہ کراوی گا تو روزہ ٹوٹ جاوی گا اور فصد کھلانی اور پچھنے لگوانی اور سرمہ ڈالنی اور کانمین سلائی ڈالنی سی نہین ٹوٹی گا اور پیشاب گاہ مین سلائی ڈالنا بھی روزی کا مفسد نہین لیکن اگر اوسمین ایسی چیز لگاوے جو شانہ مین پہونچ جاوی تو البتہ مفسد ہے اور جو چیزین دون قصد پیٹ مین چلی جاوے جیسے راستے کا غبار یا مکھی یا کلی کرنے کے وقت پانی چلا جاوی تو مفسد نہین لیکن اگر غرارہ کرتے مین جاوے گا تو مفسد ہوگا کہ قصور روزہ دار کا ہے اور ہماری غرض دانستہ فعل کرنے سے یہی ہی کہ ایسے

روزہ خدای تعالی کے دشمن پر دباو اور غالب ہونا ہے کیونکہ شیطان ملعون کا وسیلہ شہوات ہین جو کھانے پینے سے قوی ہوتی ہین اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان آدمی مین خون کے چلنے کی جگہون مین پھرتا ہے پس اوسکی راہون کو بھوک سے تنگ کرو اور انہین لحاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو فرمایا کہ جنت کے دروازے ہمیشہ کھڑکھڑایا کرو انہون نے عرض کیا کہ کس چیز سے آپ نے فرمایا کہ بھوک سے اور بھوک کی فضیلت باب غذا کی کثرت حرص اور اوسکی تدبیر مین جلد سوم مین مذکور ہوگی پس چونکہ روزہ خاص کر شیطان کا بیخ کن اور اوسکی راہون کا بند کرنے والا اور اوسکے رستون کا تنگ کرنے والا ہے اسوجہ سے مستحق ہوا ہوا کہ خاص خدای تعالی کیطرف منسوب ہو کیونکہ دشمن خدا کی بیخ کنی مین خدای تعالے کی نصرت ہے اور اللہ تعالی کا بندے کو مدد کرنا اس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اوسکی نصرت کرے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ غرض کہ شروع کرنا کوشش کا بندے کی جانب سے ہے اور ہدایت کا عوض دینا اللہ تعالی کی طرف سے چنانچہ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اور شہوات کی تغیر اونکو توڑنے سے کوشش اسلیے ہے کہ شہوات شیطانون کی چراگاہ ہین پس جبتک یہ ہری بھری ہین کی اونکی آمد و رفت موقوف نہوگی اور جبتک آتے جاتے رہین گے تب تک بندے کو خدای تعالی کا جلال ظاہر نہوگا اور اوسکی لقا سے محجوب رہے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر بنی آدم کے دلون پر شیاطین دورہ نکرتے رہتے تو وہ آسمان کے ملکوت کو دیکھنے لگتے غرضکہ اس جہت سے روزہ عبادت کا دروازہ اور سپر ہوا ہے اور جبکہ اسکی فضیلت اس حد کو بڑھ گئی ہے تو ضرور ہوا کہ اسکی ظاہری اور باطنی شرطون کو معہ اسکے ارکان اور سنتون کے بیان کیا جاوے اور یہ باتین تین فصلون مین بیان کی جاوینگی

فصل اول روزہ کے واجبات اور ظاہری سنتون اور افطار کے لوازم کے ذکر مین مشتمل تین بیانون پر

بیان اول واجبات ظاہری کے ذکر مین اور وہ چھہ ہین اول ابتدای ماہ رمضان کو معلوم کرنا

اور یہ بات یا تو چاند کے دکھائی دینے سے معلوم ہوتی ہے یا اگر آسمان صاف نہو تو شعبان کے تیس دن پورا ہوجانے سے اور چاند کے دیکھنے سے یہ غرض ہے کہ علم اوسکی رویت کا ہوجاوی اور علم رویت ایک عادل شخص کے کہنے سے ہوجاتا ہے اور عید فطر کا چاند بدون دو عادل شخصون کے کہنے کے ثابت نہین ہوتا کہ عبادت کی احتیاط اسی کو مقتضی ہے اور جس شخص نے چاند کی رویت ایک عادل آدمی سے سنی اور اوسکے کہنے کا اعتبار کیا اور غالب ظن اوسکو یہی ہے کہ یہ شخص درست کہتا ہے تو اوسکو روزہ رکھنا لازم ہوگا اگرچہ قاضی اوسکی رویت پر حکم نہ دیوے پس ہر ایک شخص کو چاہیے کہ اپنی عبادت کے باب مین اپنے ظن کے

اجرھم بغیر حساب یعنی صبر والون کو ثواب اونکا بے حساب ملے گا اور روزہ صبر کا آدھا ہے تو اس صورت مین اسکا ثواب بھی قانون حساب سے باہر ہوگیا اور اسکی فضیلت مین بھی جاننا کافی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے والذی نفسی بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک یقول اللہ عزوجل انما یذر شھوتہ وطعامہ وشرابہ لاجلی فالصوم لی وانا اجزی بہ اور فرمایا للجنۃ باب یقال لہ الریان لا یدخلہ الا الصائمون وھو موعود بلقاء اللہ تعالی فی جزاء صومہ اور فرمایا للصائم فرحتان فرحۃ عند الافطار وفرحۃ عند لقاء ربہ اور فرمایا ہر چیز کا ایک دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے اور فرمایا روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینا داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہین اور دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہین اور شیطان باندھ دیے جاتے ہین اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ ای طالب خیر آگے بڑھ اور ای طالب شر بس کر۔ اور وکیع رضہ اس آیت کی تفسیر مین کلوا واشربوا ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ فرماتے ہین کہ وہ دن روزے کے ہین اسلیے کہ اونمین کھانا اور پینا چھوڑ رکھا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے زہد اور روزہ کو مباہات مین یکجا فرمایا ہے چنانچہ زہد کے باب مین ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے جوان عابد سے اپنے فرشتون پر فخر فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ ای جوان میرے لیے اپنی خواہش چھوڑنے والے اور میری رضا مین اپنی جوانی خرچ کرنے والے تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسا کوئی میرا فرشتہ ہو اور روزہ دار کے باب مین فرمایا کہ اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ ای فرشتو میرے بندے کو دیکھو کہ اپنی شہوت اور لذت اور کھانا اور پینا میرے سبب سے چھوڑ دیا ہی۔ اور بعضون نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون کہ اونکا عمل روزہ تھا اسلیے کہ صابرون کے حق مین فرمایا ہے انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صابر کے لیے ثواب اونڈیل کر ڈھیر لگا دیے جائینگے کہ وہم واندازمین نہ آسکین اور ایسا ہی ہونا شایان ہے اسلیے کہ روزہ خدای تعالے کے لیے ہے اور اوسکی طرف منسوب ہونے سے اوسکو شرف ہے ہر چند ساری عبادتین اوسی کے لیے ہین مگر روزے کو ایسا شرف ہے جیسا خانۂ کعبہ کو ہے گو زمین بالکل خدائے تعالے کی ہی اور یہ شرف دو وجہ سے ہی اول یہ کہ روزہ رکھنا چند چیزون سے باز رہنا اور ترک کرنا بعض افعال کا ہے اور یہ امر باطنی ہی اسمین کوئی عمل ایسا نہین جو آنکھ سے سوجھے اور دوسری عبادتین لوگون کی نظرگاہ مین ہوتی ہین اور روزی کو بجز خدائے تعالے کے اور کوئی نہین دیکھتا کیونکہ وہ عمل باطن کا ہے صرف صبر کرنے سے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ

اور حاجت ہر شخص کی اوسکو قطعا معلوم ہوا کرتی ہے اور صدقہ کا لینا دین کے باعث ہے کیونکہ غالب یہی ہے کہ دینے والا اوسی کو دیتا ہے جس مین بہتری کا معتقد ہوتا ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ مساکینون کی موافقت ذلت اور مسکنت مین بہت دخل رکھتی ہے اور تکبر سے دور تر ہے اسلیے کہ صدقہ کو تو آدمی کبھی ہدیہ کے طور پر بھی دیدیتا ہے تو صدقہ اور ہدیہ مین فرق نہین رہتا مگر زکوۃ کے لینے مین لینے والے کی حاجت اور ذلت پر تصریح ہوتی ہے - اور اس باب مین قول حق یہ ہے کہ یہ امر ایک شخص کے حالات کی بموجب مختلف ہوا کرتا ہے اور جس طرح کی حالت اوسپر غالب ہو اور جو نیت ہو اوسیطرح کا حکم کیا جاتا ہے پس اگر کسیکو صفت استحقاق سے اپنے آپ کے موصوف ہونے مین شبہہ ہو تو اوسکو زکوۃ کا لینا نچاہیے اور جس صورت مین کہ جانے کہ بین قطعا مستحق ہون مثلا اپنے ذمہ قرض رکھتا ہے جسکا روپیہ عمدہ طریقون مین خرچ کیا ہے اور کوئی صورت اوسکی ادا کی نہین تو بیشک مستحق ہے تو اسطرح کا شخص اگر صدقہ اور زکوۃ مین اختیار دیا جاوے تو یہ سوچے کہ اگر مین یہ صدقہ نلون گا تو مالک مال اسکو صدقہ نکرے گا تب تو صدقہ ہی لے کیونکہ زکوۃ واجب کو مالک مستحقین کو ادا کردے گا تو اس صورت مین خیرات زیادہ بھی ہوگی اور مسکینون کو بھی زیادہ پونہچے گا اور اگر مالک نے وہ مال بھی صدقہ ہی کی نیت سے رکھا ہی کچھ خاص کسی کے لینے پر منحصر نہین اور زکوۃ کے لینے مین مساکین پر کچھ تنگی بھی نہوتی ہو تو ایسی صورت مین اختیار ہے خواہ صدقہ لیوے یا زکوۃ ہر چند ان دونون کے لینے مین حال ایک ہی سا ہی مگر پھر بھی زکوۃ کا لینا نفس کے توڑنے اور ذلیل کرنے کے باب مین غالبا بہت زائد ہی واللہ اعلم - باب اسرار زکوۃ خدای تعالے کی عنایت سے ختم ہوا اسکے بعد سر اصوم کا باب مذکور ہوتا ہے ثم الحمد للہ اولا و آخرا و ظاہرا و باطنا و صلی اللہ علی محمد خیر الوری و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

چھٹا باب روزون کے اسرار کے بیان مین

رباعی
ارکان مین ایمان کے ہی اشرف روزہ ٭ جسکو ہے احادیث مین نسبت بخدا
صائم کے لیے خاص ہے باب الریان ٭ محسوب عبادت مین ہے سونا اوسکا

واضح ہو کہ روزہ ایمان کی چوتھائی ہے اسلیے کہ ایک حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الصوم نصف الصبر اور دوسری حدیث مین فرمایا الصبر نصف الایمان اس سے معلوم ہوا کہ روزہ ایمان کے نصف کا نصف ہے یعنے چوتھائی ہے - اور چونکہ روزہ کو نسبت خدای تعالی کیطرف اور سب ارکان اسلام مین سے ہے تو اس خاصیت کے سبب اسکو اورون پر فوقیت ہے چنانچہ اللہ تعالی کا قول اس باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی مین ارشاد فرمایا ہے کہ سب نیکیان دس گنے ثواب سے سات سو گنے تک ہونگی مگر روزہ رکھنا کہ وہ خاص میرے واسطے ہے اور مین ہی اوسکی جزا دونگا - اور اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا انما یوفی الصابرون

توفلاح پاوی گا باوجودیکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کی تعریف اونکے منہ پر کیا کرتے تھے اسلیے کہ آپ کو اونکے یقین پر اعتماد تھا اور جانتے تھے کہ یہ تعریف اونکو مضر نہوگی بلکہ انکو خیر کی رغبت زیادہ کریگی مثلاً ایک شخص کو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنگل والون کا سردار ہے۔ اور دوسرے کے حق مین یہ ارشاد فرمایا کہ جب تمھاری پاس کسی قوم کا کریم آوی تو اوسکی تعظیم کرو۔ اور ایک شخص کی کلام سنی تو آپ کو اچھی معلوم ہوئی اور فرمایا اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا۔ اور فرمایا جب تم مین سے کوئی شخص اپنے بھائی مین کوئی بہتری معلوم کرے تو چاہیے کہ اوسکو خبر کردی کہ وہ خیر مین اور زیادہ رغبت کریگا۔ اور فرمایا اِذَا مَدَحَ الْمُؤْمِنَ رَبَا الْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِہٖ اور سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ جو شخص اپنے نفس کو پہچانے اوسکو لوگون کی تعریف مضر نہین ہوتی۔ اور یوسف بن اسباط کو حضرت سفیان رح نے فرمایا کہ جب مین تمکو کچھ مال دون تو تمھاری نسبت مجکو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے اور اوسکو مین یہ سمجھتا ہون کہ خدائے تعالے نے مجھپر نعمت کی تم چاہو شکر کرو خواہ نکرو۔ غرض کہ جو شخص اپنے دل کی خبر گیری چاہتا ہے اوسکو چاہیے کہ ان باریک باتون کا لحاظ رکھے کیونکہ اعضا کے اعمال مین اگر یہ باریکیان ملحوظ نہین تو وہ شیطان کی ہنسی اور اوسکی خاطر خواہ ہون گے کہ محنت بہت ہو اور نفع کم اور اسی جیسے علم کے باب مین کہا کرتے ہین کہ اوسکا ایک مسئلہ سیکھنا برس روز کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ اس علم سے عمر بھر کی عبادت زندہ ہوتی ہے اور اس علم کو بجانے کی تمام بندگی کی عبادت مرجاتی ہے اور بیکار ہوتی ہے۔ حاصل یہ کہ مجمع مین لینا اور خفیہ پھیرنا سب طریقون مین عمدہ اور محفوظ تر ہے اسکو چکنی باتون سے دور رکھنا چاہیے ہان اگر معرفت کامل ہو اور ظاہر و باطن آدمی کی نزدیک برابر ہو جاوے تو پھر خفیہ لینے کا بھی مضائقہ نہین لیکن ایسا شخص عنقا ہے کہ اوسکا ذکر ہوتا ہی اور دیکھنے مین نہین آتا اللہ تعالے سے ہم سوال کرتے ہین کہ ہماری مدد کرے اور توفیق عنایت فرماوے

تیسرا بیان اسباب مین کہ صدقہ کا لینا افضل ہے یا زکوٰۃ کا۔ ابراہیم خواص اور حضرت جنید بغدادی اور بعض اور بزرگون کی تو یہ رای تھی کہ صدقہ کے مال مین سے لینا بہ نسبت زکوٰۃ مین سے لینے کے افضل ہے اسلیے کہ زکوٰۃ کے لینے مین مسکینون کے لیے مزاحمت اور تنگی کرنی ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات زکوٰۃ کے لینے کا استحقاق اپنے آپ مین پورا نہین ہوتا یعنے جیسا وصف کلام مجید مین مذکور ہے وہ صفت جسمین نہین ہوتی اور صدقہ کے حال مین گنجایش زیادہ ہے اور بعض لوگون نے کہا ہے کہ زکوٰۃ کا لینا چاہیے نہ صدقہ کا کیونکہ زکوٰۃ لینے سے لوگون کو واجب ادا کرنے پر اعانت ہوتی ہے اگر سب مسکین زکوٰۃ لینا چھوڑ دین تو سب گناہگار ہونگے اور ایک وجہ یہ ہے کہ اوسمین کسی کا احسان نہین وہ خدای تعالے کا حق واجب الادا کے ذمہ پر ہے کہ اوس سے اوسکے محتاج بندون کی روزی ہوتی ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کا لینا تو حاجت کے سبب ہے

---

۱ ابن جان بروایت قیس بن عاصم وزید بن شخص عطارد بسیاق آخر ذارث و فرمایا تھا کہ جنگل والون کا سردار ہے ۱۲

۲ ابن ابی شیبہ کے مختصر بیان جاء وہ ہو تابعی ہے ۱۲

۳ ابن عدی بروایت ابن عمر رضی ۱۲

۴ ابن عساکر بروایت ابن عمر رضی ۱۲

۵ حضرت ابن عباس رضی سے

۶ حضرت ابن عباس رضی سے

حال کھلنے سے بھی ہووین کے اس صورت مین اگر اپنا حال برملا ہونا تو ناگوار زیادہ ہو اور دوسرے اپنے بھائی کا حال
کھلنا اتنا گران نہو تو پھر یہ کہنا کہ مین خفیہ ان فوائد کے سبب لیتا ہون محض مغالطہ اور شیطان کا مکر ہے
اسلیے کہ علم کی ذلت ممنوع ہے کسی کا ہو یہ نہین کہ خاص زید یا عمرو کے علم کی ذلت تو ناجائز ہے اور بکر کی
جائز ہو اسی طرح غیبت اسی وجہ سے ممنوع ہے کہ کسی محفوظ آبرو کے درپے ہونا اوسمین پایا جاتا ہی یہ نہین
کہ زید کی آبرو کا تعرض ہو تو ناجائز ہو اور بکر کی آبرو کا ہو تو جائز ہو اور جو شخص ان بات کو اچھی طرح لحاظ
رکھتا ہے اوس سے شیطان اکثر ہار جاتا ہے ورنہ پھر تو یہ صورت ہوتی ہے کہ عمل بہت سا کرے اور اوسمین سے
تھوڑا سا نصیب ہو۔ اور ظاہر لینے کی طرف طبیعت کو اسوجہ سے رغبت ہے کہ اس سے دینے والے کے
دل کو خوشی ہوتی ہے اور اوسکو ایسے افعال پر اوبھارتی ہے اور دوسرون کے سامنے ذکر کرنے سے
اونکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بہت مشکور ہوتا ہے اسکی تعظیم اور حال کی جستجو زیادہ چاہیے اور یہ بات دلمین
مدفون رہتی ہے اور شیطان دیندار پر اور کسی طرح تو اس خباثت کے نکالنے پر قادر نہین ہوتا مگر سنت کی
آڑ مین اپنا دانو مارتا ہے اور کہتا ہے کہ شکر کا ادا کرنا سنت ہے اور خفیہ رکھنا ریا مین داخل ہی اور جو وجہین ہم نے
ظاہر کرنے کے باب مین لکھی ہین اونکو اوس پر پیش کرتا ہے تاکہ ظاہر کرنے پر اوسکو آمادہ کرے اور قصد باطنی
اوسکا وہی ہوتا ہے کہ دینے والا اپنی تعریف سنے تو زیادہ خبر گیرن ہو اور دوسرے لوگون کو شوق خدمت
پیدا ہو اور اسکا امتحان یہ ہے کہ اپنے نفس کا میل شکر کیطرف اوس صورت مین خیال کرے کہ اوس شکر کی خبر نہ تو
دینے والے کو پہنچے نہ اون لوگون کو جنکو رغبت اوسکو کچھ دینے کی ہو اور اوس جماعت کے سامنے شکر کا خیال
کرے جو ظاہر مین دینے کو برا جانتے ہون اور خفیہ دینے پر راغب ہون اور اونکی عادت یہ ہو کہ بجز خفیہ
رکھنے والے کے اور کو نہ دیتے ہون تو اگر یہ حالات اوسکے نزدیک برابر ہون تب تو جان لے کہ صدقہ کے
ظاہر کرنے کا سبب شکر کی سنت ادا کرنی اور نعمت کو ظاہر کرنے کے لیے ہے ورنہ سمجھ لے کہ یہ شیطان کا
فریب اور مغالطہ وہی ہے۔ پھر جب یہ معلوم ہو جاوی کہ باعث ظاہر کرنے کا شکر کی سنت کو ادا کرنا ہے
تو چاہیے کہ دینے والے کے حق ادا کرنے سے غافل نہو یعنے اوسکو دیکھے اگر وہ ایسے لوگون مین سے ہو
جو شکر اور نعمت کے ظاہر کرنے کو پسند کرتے ہون تو چاہیے کہ اوسکے صدقہ کو خفیہ رکھے اور شکر نہ کرے
کیونکہ اوسکا حق یہ بات کو چاہتا ہے کہ ظلم پر اوسکی اعانت نکرے اور اوسکا طالب ہونا شکر پر ایک
ظلم ہے تو اوسپر اعانت نچاہیے اور جب اوسکا حال یہ معلوم ہو کہ وہ شکر کو پسند نہین کرتا اور نہ اوسکو صدقہ سے
شکر مقصود ہے تو اس صورت مین اوسکا شکر کرے اور اوسکے صدقہ کو ظاہر کرے اور اسی جہت سے
جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے ایک شخص کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا کہ تمنے اوسکی گردن ماری اگر وہ سنیگا

ہوتا ہے - اور اسی لیے بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ جب تمکو کچھ مجمع مین دیا جاوی تو اسکو پھر اوسکو تنہائی مین واپس کردو اور صدقہ کے باب مین شکر کی رغبت منقول ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ - اور شکر قائم مقام مکافات کا ہوتا ہے یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تمھارے ساتھ سلوک کرے تو اوسکی مکافات کرو اور اگر تم سے مکافات نہو سکی تو اوسکی تعریف اچھی طرح کرو اور اوسکے لیے دعاے خیر مانگو یہانتک کہ تمکو یقین ہو جاوی کہ مکافات کر چکے - اور جبکہ مہاجرون نے شکر کے باب مین عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے ان لوگون سے بہتر اور لوگ نہین دیکھے کہ ہم انکے پاس اوترے تو اونھون نے اپنا مال ہمکو بانٹ دیا یہانتک کہ ہمکو خوف ہوا کہ کہین تمام ثواب یہی نہ لیجاوین آپ نے فرمایا کہ ایسا نہین تم نے جو اونکا شکر کیا اور تعریف کی یعنی اس سے اونکی مکافات ہو گئی - پس ان فوائد کو تو تم معلوم کر چکے اب جاننا چاہیے کہ لوگون کا اختلاف جو اس باب مین منقول ہے وہ مسئلہ مین اختلاف نہین ہے بلکہ حال کا اختلاف ہے پس تحقیق اس باب مین یہ ہے کہ ہم یہ حکم یقینی نہین کرتے کہ پوشیدہ لینا ہر حال مین افضل ہے یا ظاہر مین لینا اچھا ہے بلکہ یہ بات نیتون کے اختلاف کے باعث مختلف ہوتی ہے اور نیتین احوال اور اشخاص کے اختلاف سے جدا جدا ہو جاتی ہین اس صورت مین اخلاص والے کو چاہیے کہ اپنے نفس کا نگران رہے اور مغالطہ مین نہ پڑے نہ طبیعت کے دھوکے فریب کھاوی نہ شیطان کے دام فریب مین آوی - اور مکر و فریب پوشیدہ لینے کے وجوہات مین بہ نسبت ظاہر لینے کے زیادہ ہے باوجودیکہ اوسکو دخل دونون مین ہے پس خفیہ لینے مین تو فریب کو دخل اسلیے ہے کہ طبیعت خفیہ لینے پر راغب ہے اس نظر سے کہ اس صورت مین جاہ و منزلت محفوظ رہتی ہے لوگون کی آنکھون سے قدر نہین گرتی کوئی مسکین کو بچشم حقارت اور دینے والے کو محسن اور منعم اوسپر نہین دیکھتا یہ روک طبیعت مین پڑا رہتا ہے اور نفس مین پوشیدہ ہوتا ہے اور شیطان اسکے ذریعہ سے فوائد کا اظہار کرتا ہے یہانتک کہ جو پانچ فوائد ہم نے لکھے ہین اون سبکو علت اوسکے خفیہ لینے کی بیان کر دیتا ہے اور ان سبکی کسوٹی ایک ہی بات ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کو اپنے صدقہ لینے کا حال کھل جانے سے اتنا ہی رنج ہو جتنا کہ کوئی اوسکا ہمجنس اور نظیر اگر خفیہ لیوے اور اوسکا حال برملا ہو جاوی اوس سے رنج ہو غرض کہ برملا ہونے کا رنج اپنے حال اور غیر کے حال کا یکسان ہوا اسلیے کہ اگر خفیہ لینے سے اوسکو یہ مقصود تھا کہ لوگ غیبت اور حسد مین مبتلا نہون اور بدگمانی نہ کرین یا پردہ دری سے بچنا خواہ دینے والے کو خفیہ دینے کی رغبت دلانی یا علم کو ذلت سے بچانا منظور تھا تو یہ ساری باتین دوسرے بھائی کی صدقہ لینے کا

لوگون کی نظرون سے نفس گر جاتا ہے بعض عارفون نے اپنے شاگرد کو فرمایا کہ لینے کو ہر حال مین ظاہر کردی کیونکہ جب تو ایسا کرے گا تو لوگ تیرے ساتھہ دو قسمون پر ہوجاوین گے ایک تو وہ ہون گے جنکے دل سے تو گر جاوی گا تو یہ تو مقصود ہی ہے اوجہ سے کہ یہ مردین کی سلامتی کے لیے نافع تر ہے اور اس سے نفس کی آفتین بھی کم ہوتی ہین اور ایک وہ ہون گے جنکے دلون مین تیری گنجایش زیادہ ہوگی اس نظر سے کہ تو نے ٹھیک ٹھیک حال اپنا ظاہر کردیا اور یہ بات ہے کہ جسکو تمھارا بھائی چاہتا ہے کیونکہ اوسکا مقصود ثواب کا زیادہ ملنا ہے تو جس صورت مین وہ تجھہ سے محبت زیادہ کرے گا اور تعظیم بہت کرے گا تو اوسکو ثواب قطعاً زیادہ ہوگا اور یہ ثواب تجکو بھی ہوگا کہ اوسکی ثواب زیادہ ہونے کا سبب تو ہی ہوا ہے تیسرا فائدہ توحید کا شرک سے بچانا ہے اسلیے کہ عارف کی نظر بجز خدای عزوجل کے اور طرف نہین ہوتی پوشیدہ اور ظاہر اوسکے حق مین یکسان ہے تو اس حال کا مختلف ہونا توحید مین شرک ہے۔ بعض اکابر کا قول ہے کہ جو شخص پوشیدہ دیا کرتا تھا اور بظاہر ہٹا دیتا تھا اوسکی دعا کا ہم اعتبار نہ کرتے تھے۔ اور خلق کی طرف التفات کرنا خواہ وہ موجود ہون یا غائب حال مین نقصان ہی بلکہ چاہیے کہ نظر واحد یکتا پر منحصر ہو۔ کہتے ہین کہ کوئی بزرگ اپنے سب مریدون مین سے ایک کی طرف زیادہ مائل تھے اور مریدون کو یہ بات شاق معلوم ہوئی اون بزرگ نے چاہا کہ ان لوگون پر اس مرید کی فضیلت ظاہر کیا چاہیے اسلیے ہر ایک مرید کو ایک ایک مرغی دی اور کہا کہ ہر ایک اپنی اپنی مرغی لے کر ایسی جگہہ ذبح کرلاؤ جہان کوئی نہ دیکھے سب مرید چلے گئے اور اپنی اپنی مرغی ذبح کرلائے مگر وہ مرید مرغی زندہ لایا اون سے جو بزرگ نے پوچھا تو کہا کہ ہمکو جیسا حکم تھا اوسکی تعمیل کردی جب اوس مرید سے پوچھا کہ تو نے اپنے ساتھیون کی طرح کیون نہ ذبح کی اوسنے کہا کہ مجکو کوئی ایسی جگہہ نہ ملی جہان کوئی نہ دیکھتا ہو اسلیے کہ اللہ تعالیٰ سب جگہہ ناظر تھا اوس بزرگ نے اون لوگون سے کہا کہ اس وجہ سے مین اسپر زیادہ مائل ہون کہ وہ سوای خدا کے اور طرف دھیان نہین کرتا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ظاہر کرنے مین سنت شکر کو ادا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور نعمت کو چھپانا ناشکری مین داخل ہے اللہ تعالےٰ اون لوگون کی مذمت کرتا ہے اور اونکو بخیل فرماتا ہے جو اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمت کو چھپاتے ہین چنانچہ ارشاد ہے اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جب اللہ تعالےٰ کسی بندے پر انعام کرتا ہے تو یہ بھی پسند کرتا ہے کہ وہ نعمت اوسپر دیکھی جاوے۔ اور ایک شخص نے کسی عارف کو کچھہ چھپا کر دیا عارف نے اپنا ہاتھہ اونچا کردیا اور کہا کہ یہ دنیا کی چیز ہے اسمین ظاہر کردینا افضل ہے پوشیدہ کرنا آخرت کے کامون مین افضل

ف اور جو احسان کرے سو یہ احسان کرے

ف جو بخل کرے اون پر بخل کرے اون کو بخل ہے اور جو چھپاتے ہین جو اونکو دیا اللہ نے اپنے فضل سے

ع احمد بن حصین عمران ابن حصین

حال معلوم ہو جاوی گا کسی شخص نے بعض علما کو کوئی چیز ظاہر مین دی اونھون نے نہ لی اور دوسرے شخص نے
ایک چیز پوشیدہ دی تو لی کسی نے اون سے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ دوسرے شخص نے اپنی خیرات مین
ادب اور قاعدہ کو ملحوظ رکھا کہ چھپا کر دیا اسواسطے مین نے قبول کر لیا اور اول شخص نے اپنے عمل مین
بے ادبی کی اسلیے مین نے عطای تو بلقای تو مناسب جانا۔ اور کسی شخص نے ایک درویش صوفی کو کوئی
چیز مجمع مین دی تو اوسنے پھیر دی اوس شخص نے کہا کہ جو چیز تمکو اللہ نے دی اوسکو کیون پھیرتے ہو
درویش نے کہا کہ جو چیز خاص خداے تعالے کے لیے تھی اوسمین تو نے دوسرے کو شریک کر دیا اور
صرف خداے تعالے کی نگاہ پر اکتفا نہ کی تو تیرا شرک مین نے تجھی کو ہٹا دیا۔ اور بعض عارفون نے ایک
چیز پوشیدہ قبول کر لی جسکو ظاہر مین واپس کر دی تھی نذر کرنے والے نے اون سے اسکی وجہ پوچھی فرمایا
کہ ظاہر مین دینے کے باعث تو نے خداے تعالے کی نافرمانی کی تھی اسلیے مین نے نافرمانی پر تیری مدد
نہ کی اب جو تو نے اوسکی اطاعت پوشیدہ دینے کے باعث کی تو اس نیکی پر مین نے تیری اعانت کی۔
اور سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ اگر مین یہ جانتا کہ کوئی شخص دہش دیکر اوسکا ذکر نہ کریگا اور لوگون سے
نہ کہے گا تو اوسکی دہش قبول کر لیتا **چوتھا** فائدہ یہ ہے کہ مسکین ذلت اور خواری سے بچتا ہے کہ ظاہر کے
لینے مین ذلت ہوتی ہے اور ایماندار کو نہین چاہیے کہ اپنے آپ کو ذلیل و بیعزت کرے بعض علما کو خفیہ
اگر کوئی کچھ دیتا تو لیتے اور ظاہر مین نہ لیتے اور کہتے کہ ظاہر لینے مین علم کی ذلت اور علما کی بے عزتی ہے
تو مین ایسا نہین کہ دنیا کے مال کو تو اونچا کرون اور اوسکے عوض مین علم اور علما کو پست کر دون **پانچوان**
فائدہ شرکت کے شبہہ سے احتراز کرنا ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[1] ہے کہ جس شخص کے
پاس کوئی ہدیہ آوی اور اوسکے یہان کچھ لوگ ہون تو وہ سب اوس ہدیہ مین شریک ہین۔ اور سونا چاندی
ہونے ہدیہ سے خارج نہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین[2] کہ افضل ہدیہ جو آدمی اپنے بھائی کے پاس بھیجے
چاندی ہے یا اوسکو کھانا کھلانا۔ پس اس حدیث مین چاندی کو بھی ہدیہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ مجمع مین
ایک شخص خاص کو بدون سبکی رضامندی کے کچھ دینا مکروہ ہے اور رضامندی کا حال مشتبہ رہتا ہی اسلیے
تنہائی مین دے دینا اس شبہہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ اب صدقہ کو برملا لینے اور اوسکا ذکر دوسرے شخصون سے
کرنے مین چار فائدے ہین اول اخلاص اور صدق کا ہونا اور اپنے حال کو لوگون کے دھوکا دینے سے بچانا
اور ریا سے محفوظ رہنا ہے کہ جیسا واقع مین ہے ویسا ہی ظاہر کر دیا یہ بات نہین کہ حقیقت مین کچھ ہے
اور نمود کی وجہ سے اوسکو ظاہر نہین کرتا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جاہ و منزلت دور ہو جاتی ہے اور بندگی
اور مسکنت ظاہر ہوتی ہے اور تکبر اور بے حاجت کے ہونے کے دعوی سے تبری پائی جاتی ہے اور

[1] عقیلی و ابن حبان در ضعفا بروایت ابن عباس رض ۱۲
[2] ابن عدی بروایت ابن عمر اور اسکو ضعیف کہا ہے ۱۲

حاجتمند نجانے تو اوسکا صدقہ بیکار ہے اور یہ صدقہ اوسکے مُنہ پر مارا جاویگا - اور امام مالک رح فرماتے ہین کہ جو پانی صدقہ کیا جاتا ہے اور مسجد مین پلایا جاتا ہے اگر اوس مین سے تو انگریبی لے تو ہم مضائقہ نہین جانتے اسلیے کہ جسنے اوسکو سبیل کیا ہے تو پیاسون کے لیے کیا ہے کوئی ہون اوسکا مقصود خاص محتاجون اور مسکینون پر صدقہ کرنے کا نہین - کہتے ہین کہ ایک دلال ایک لونڈی ساتھ لیے حضرت حسن بصری رح کے پاس ہوگذرا آپ نے اوس سے فرمایا کہ تو اوسکے دام مین ایک یا دو درم پر بھی راضی ہی اوسنے کہا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ تو جاؤ اللہ تعالے تو حورون کے باب مین ایک بیسی اور لقمہ پر راضی ہے

دوسرا بیان صدقہ کے پوشیدہ اور ظاہر لینے کے ذکر مین - اخلاص کے طالبون کا اس مین اختلاف ہے کہ دونون مین سے بہتر کونسا ہی بعض کا میل تو اسطرف ہی کہ پوشیدہ لینا افضل ہے اور بعض اسطرف جھکے ہین کہ ظاہر لینا افضل ہے اور ہم ان دونون باتون مین جو فوائد اور آفتین پائی جاتی ہین اول اونکی طرف اشارہ کرتے ہین پھر امر حق کی تشریح کرینگے - جاننا چاہیے کہ پوشیدہ لینے مین پانچ فائدے ہین **اول** یہ کہ لینے والے کا پردہ بنا رہتا ہے کہ ظاہر مین لینا پردۂ مروت کو پھاڑنا اور حاجت کا ظاہر ہوجانا اور سوال نہ کرنے کی ہیئت سے خارج ہونا ہے - اور یہ صورت سوال نکرنے کی محبوب ہوتی ہی کہ اس سے بی خبرون کی نظر مین آدمی غنی معلوم ہوتا ہے **دوسرا** فائدہ یہ ہے کہ لوگون کے دل اور زبانین محفوظ رہین گی کہ ظاہر لینے سے لوگ اوسپر حسد کرتے ہین یا اوسکے لینے پر انکار کرتے ہین اس خیال سے کہ اسنے باوجود تونگری کے لیا یا زیادہ لے لینے کی طرف منسوب کرتے ہین اور حسد اور گمان بد اور غیبت سب بڑے گناہون مین سے ہین - اور لوگون کو ان گناہون سے محفوظ رکھنا بہتر ہے ابو ایوب سختیانی کہتے ہین کہ مین نئے کپڑے کا پہننا اسلیے ترک کرتا ہون کہ مجھے یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہین میرے ہمسایون مین اس سے حسد نہ پیدا ہو - اور کسی دوسرے زاہد کا قول ہی کہ مین اکثر چیز کا استعمال اپنے بھائیون کی خاطر چھوڑ دیتا ہون کہ یون نہ کہین کہ اسکے پاس یہ کہان سے آگئی - اور ابراہیم تیمی رح سے مروی ہے کہ اونپر لوگون نے نیا قمیص دیکھا اونکے بعض بھائیون نے پوچھا کہ یہ تمھارے پاس کہان سے آیا فرمایا کہ میرے بھائی خیثمہ نے مجھے پہنایا ہے اور اگر مین یہ جانتا کہ اس امر کی اطلاع اوسکے گھر والون کو ہے تو ہرگز اسکو قبول نکرتا **تیسرا** فائدہ یہ ہے کہ دینے والے کو عمل کے خفیہ کرنے پر اعانت ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ دینے کے باب مین خفیہ کو علانیہ پر فضل ہے تو لینے والا اگر اس باب مین اعانت دینے والے کی کرے گا تو بہتر ہوگا کہ اچھی بات کی تکمیل پر اعانت کرنی بھی اچھی ہے اور پوشیدہ کرنا بدون دونون کے بن نہین سکتا اگر مسکین حال ظاہر کرے تو دینے والے کا

بدن پر پیوند رہتا ہے اور آثار اس باب مین یہ ہین کہ عروہ بن زبیر رض فرماتے ہین کہ حضرت عائشہ رض نے
پچاس ہزار خیرات کیے حالانکہ اونکا کرتہ پیوند دار ہی رہا۔ اور مجاہد رح نے اس آیت مین وَيُطْعِمُونَ
الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا عَلَىٰ حُبِّهِ کی تفسیر یہ فرمائی ہی کہ اوسکی خواہش رکھتے ہون
۔ اور حضرت عمر رض فرمایا کرتے کہ الٰہی مال اور توانگری ایسے شخصون کو دی جو ہم مین سے بہتر ہون کہ شاید وہ لوگ
اوسکو ہم مین سے حاجتمندون کو پونہچاوین۔ اور عبد العزیز بن عمیر فرماتے ہین کہ نماز آدمی کو آدھے
راستہ پر لیجاتی ہی اور روزہ پادشاہ کے دروازہ تک پونہچاتا ہے اور صدقہ پادشاہ کے سامنے جا کھڑا کرتا ہے
۔ اور ابن ابی الجعد کا قول ہے کہ صدقہ آدمی سے ستر خرابیون کی قسمین دور کرتا ہے اور پوشیدہ دینا
صدقہ کا ظاہر کی نسبت کر ستر گنا ہوتا ہے اور صدقہ ستر شیطانون کی جبڑے چیر دیتا ہے۔ اور حضرت
ابن مسعود رض نے فرمایا ہے کہ ایک شخص نے ستر برس خدای تعالی کی عبادت کی پھر اوس سے کوئی گناہ کبیرہ
سرزد ہوا اور اوسکا عمل باطل کر دیا گیا پھر اوسکا گذر ایک مسکین پر ہوا اور اوسکو ایک روٹی صدقہ دی اللہ
تعالی نے اوسکی خطا معاف فرمائی اور ستر برس کے عمل پھر اوسکے بحال کر دیے۔ اور لقمان رح نے اپنے بیٹے کو
کہا کہ جب تو کوئی خطا کرے تو صدقہ دینا۔ اور یحیی بن معاذ فرماتے ہین کہ مجھے نہین معلوم کہ کوئی دانہ وزن
مین دنیا کے پہاڑون کی برابر ہو جاوی بجز صدقہ کے دانہ کے کہ یہ البتہ اتنا ہو سکتا ہے اور عبد العزیز
بن ابی رداد فرماتے ہین کہ تین چیزین اول زمانہ مین جنت کی خزانون مین سے کہا کرتے تھے اول
مرض کا چھپانا دوم صدقہ کا چھپانا سوم مصیبتون کا چھپانا اور یہ روایت مسند بھی آئی ہی۔ اور حضرت
عمر رض فرماتے ہین کہ اعمال نے ایک دوسرے پر فخر کیا تو صدقہ نے کہا کہ مین تم سب سے افضل ہون
۔ اور عبد اللہ رح شکر خیرات مین دیا کرتے اور کہتے کہ مین نے دیکھا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے لَن تَنَالُوا الْبِرَّ
حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ اور اللہ تعالے جانتا ہے کہ مین شکر سے محبت رکھتا ہون۔ اور نخعی رح
فرماتے ہین کہ جب کوئی چیز خداے تعالے کے لیے ہو تو مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا کہ اوسمین کوئی
عیب ہو۔ اور عبید بن عمیر رح فرماتے ہین کہ قیامت کے روز لوگ سب دنون سے زیادہ بھوکی اور پیاسے
اور ننگے اوٹھین گے پس جسنے اللہ تعالے کے لیے کھانا کھلایا ہوگا اللہ تعالی اوسکو شکم سیر کرے گا
اور جسنے اللہ کے لیے پانی پلایا ہوگا اوسکو سیراب کرے گا اور جسنے اوسکے واسطے کپڑا پہنایا ہوگا
اوسکو کپڑا پہناوی گا۔ اور حضرت حسن بصری رح نے فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالے چاہتا تو تم سبکو
توانگر کر دیتا کہ کوئی تم مین فقیر نہوتا مگر اوسنے تم مین سے بعض کا امتحان بعض سے لیا ہی۔ اور شعبی رح
نے کہا ہے کہ جتنی حاجت فقیر کو مالدار کی صدقہ کی ہی اگر مالدار اوسکی نسبت کر اپنی آپ کو صدقہ کی ثواب کا زیادہ

ف اور کھلاتے ہین کھانا اوسکی محبت پر محتاج کو اور بن باپ کے لڑکے کو اور قیدی کو ۱۲

ف ہرگز نہ پونہچوگے نیکی کی حد کو جبتک نہ خرچ کرو کچھ ایک جس سے محبت رکھتے ہو ۱۲

شوربا پکاؤ تو اوسمین پانی زیادہ کردو پھر اپنے ہمسایہ کے گھر والون کو دیکھو اور اوسمین سے اونکو پونہچاؤ
اور فرمایا کہ جو بندہ صدقہ اچھا دیتا ہے اللہ تعالے اوسکے عوض مین برکت بھی خوب ہی دیتا ہی۔ اور
فرمایا کُلُّ امْرِءٍ فِي ظِلِّ صَدَقَةٍ حَتّٰى يَقْضِيَ بَيْنَ النَّاسِ اور فرمایا اَلصَّدَقَةُ تَسُدُّ سَبْعِيْنَ
بَابًا مِنَ الشَّرِّ اور فرمایا صَدَقَةُ الشَّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ اور فرمایا کہ جو شخص کہ وسعت کے
باعث دیتا ہے وہ ثواب مین اوس سے افضل نہین جو حاجت کے سبب سے قبول کرتا ہے۔ اور غالباً
اس سے مقصود یہ ہے کہ جو شخص مال لینے سے اپنی حاجت اسلیے دفع کرے کہ دین کے لیے فراغت
ملجاوی تو وہ شخص دینے والے کے مساوی ہوگا جو اپنی دہش سے نیت اپنے دین کی آبادی کی کرتا ہے
اور کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ صدقہ کونسا افضل ہے آپ نے فرمایا کہ ایسے وقت مین
صدقہ افضل ہے کہ تو تندرست اور مال کا روکنے والا ہو اور توقع بہت جینے کی رکھتا ہو اور فاقہ سے
ڈرتا ہو اور صدقہ دینے مین تاخیر نکرے یہانتک کہ جان جب نرخری مین آپونہچے تو کہنے لگے کہ اتنا فلانے کو
اور اتنا فلانے کو دینا حالانکہ مال کسی اور کا ہو چکا ہو۔ اور ایک روز آپ نے اپنے اصحاب رض سے فرمایا کہ صدقہ
کرو ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک دینار ہے آپ نے فرمایا کہ اوسکو اپنے نفس پر خرچ کر اوسنے
کہا کہ میرے پاس ایک اور ہے فرمایا کہ اوسکو اپنے بی بی پر خرچ کر عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور ہے
فرمایا کہ اوسکو اپنی اولاد پر خرچ کر عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور ہے فرمایا کہ اوسکو اپنے خادم پر خرچ کر
عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور ہے فرمایا کہ اوسکی نگاہ تجکو زیادہ ہے یعنے جہان اچھا موقع دیکھو وہان
خرچ کرو۔ اور فرمایا کہ آل محمد کے لیے صدقہ حلال نہین کہ وہ لوگون کا میل ہے۔ اور فرمایا کہ سائل کی
حرمت ہٹادو اگرچہ اتنے کھانے سے ہو جتنا پرند کا سر ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ اگر سائل سچ کہتا ہی تو
جو کوئی اوسکو محروم پھیرے گا اوسکو فلاح نہوگی۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ جو شخص سائل کو اپنے گھر سے محروم پھیرتا ہے فرشتے اوس گھر پر سات روز سایہ نہین ڈالتے۔
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو کام کسی دوسرے کو سپرد نہ فرماتے تھے اپنے آپ اونکو کیا کرتے تھے
ایک یہ کہ رات کو وضو کا پانی اپنے آپ رکھتے اور اوسکو ڈھانپ دیتے دوسرے یہ کہ مسکین کو اپنے
دست مبارک سے عنایت فرماتے۔ اور فرمایا کہ مسکین وہ نہین ہی کہ اوسکو ایک کھجور یا دو کھجورین
اور ایک لقمہ یا دو لقمے ہٹادین بلکہ مسکین وہ ہے جو سوال کرنے سے باز رہے اگر تم چاہو تو بڑہ دیکھو
لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا یعنے نہین مانگتے لوگون سے لپٹ کر۔ اور فرمایا کہ جو مسلمان کسی دوسرے
مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے تو وہ اللہ تعالی کی حفاظت مین رہتا ہے جبتک کہ اوس کپڑی کا مسکین کے

دلائل یہ ہین اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ کمی کے لیے مقدار ایک روز بدن کی غذا یا اوقیہ کا ہونا اس باب مین ہے کہ اتنا ہوتے ہوئے سوال نکرے اور دروازون پر نہ پھرے اور گداگری بری چیز ہے اسکا حکم اور ہے اور سکو اس بحث سے کچھ سروکار نہین بلکہ جو احتمال یہ نکالتے ہین کہ اتنا لینا درست ہے کہ اوس سے زمین خرید لے اور عمر بھر کو غنی ہوجاوے اس قلت کی نسبت کرنا تو یہی اچھا ہے گو یہ بھی زیادتی بیجا کی طرف مائل ہے اعتدال سے قریب تر یہ ہے کہ برس روز کے لیے کافی ہو اور اس سے زیادہ مین خطر ہے اور کمی کی صورت مین تنگی ہے۔ اور جس صورت مین کہ ان امور مین کوئی اندازہ نہین اسی لیے انکے باب مین توقف کیا گیا ہے پس مجتہد کو یہی پہونچتا ہے کہ جیسا دیکھے ویسا حکم کرے پرہیزگار سے کہدیا جاوے کہ تو اپنے دل سے فتوی لے لے گو اور لوگ تجکو کچھ کچھ فتوے دین جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا تھا کیون کہ گناہ دلون پر غالب ہونے والا ہے پس اگر لینے والا اپنے دل مین اوس مال کی طرف سے خلش پاوے تو چاہیے کہ خدای تعالے سے ڈرے اور فتوے کے بہانہ سے اوسکی اجازت اپنے لیے نہ سمجھے کیونکہ علماے ظاہر کے فتوے ضرورتون کی قید سے آزاد ہوتے ہین اور اون مین تخمین اور شبہون مین داخل ہونا بہت ہے اور دیندارون اور طریق آخرت کے سالکون کی علامت شبہات سے احتراز کرنے کی ہوتی ہے پنجم یہ کہ صاحب مال سے پوچھے کہ تمپر زکوۃ کتنی واجب ہے اور جب اوسکی مقدار معلوم ہو تو جو کچھ اپنے آپ کو ملا ہوا اوسکو دیکھے اگر یہ مقدار کل زکوۃ کے آٹھوین حصہ سے زائد ہو تو اوسمین سے کچھ نہ لے اسلیے کہ یہ اور اسکے دو اور شریک ملکر صرف آٹھوین حصہ کے مستحق ہین پس آٹھوین حصہ مین دو اپنی قسم کے آدمیون کا حصہ ملا کر لیوے ورنہ کچھ نہ لے اور یہ بات دریافت کرنی اکثر لوگون پر واجب ہے کیونکہ خلق اکثر تقسیم کی رعایت نہین کرتی خواہ جہالت کے باعث یا سہولت برتنے کی جہت سے البتہ جس صورت مین گمان غالب حرمت کے احتمال کا نہو تو اوسوقت ان جیسی باتون کو دریافت کرنا جائز ہے اور سوال کرنے کے مواقع اور احتمال کے درجات باب الحلال والحرام مین انشاء اللہ مذکور ہونگے

چوتھی فصل صدقہ نفل اور اوسکی فضیلت اور اوسکے لینے اور دینے کے آداب کے ذکر مین اور اس فصل مین تین باب ہین

پہلا بیان صدقہ کی فضیلت مین احادیث

اس باب مین یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ دو اگرچہ یک خرما ہی ہو اسلیے کہ وہ کسی قدر بھوکے کی تکلیف بند کرتا ہے اور گناہ کو ایسا بجھاتا ہے جیسا پانی آگ کو بجھاتا ہے اور فرمایا اتقوا النار ولو بشق تمرۃ فان لم تجدوا فبکلمۃ طیبۃ اور فرمایا کہ جو بندہ مسلمان کہ اپنی پاک کمائی سے صدقہ کرتا ہے اور خدای تعالی پاک ہی کو قبول بھی فرماتا ہے تو اللہ تعالے اوس صدقہ کو اپنے دہنے ہاتھ مین لیتا ہے پھر اوسکی پرورش کرتا ہے جیسے تم مین سے کوئی اپنے بچہ کو پالتا ہے یہانتک کہ کھجور بڑھکر اُحد کے برابر ہوجاتی ہے۔ اور حضرت ابو درداء کو فرمایا کہ جب تم

اسکی بحث باب العلم مین گذری ۱۲
ابن مبارک کہتا ہے ۱۲
عکرمہ صلاۃ اعجمی روایت عائشہ مرفوعا ۱۲
یہ کلام کسی کا ہے ۱۲
وہ بھی بہتر ہو فتوی کی اچھی بات ہی کہلا بھیجی ۱۲
بخاری و مسلم بروایت عدی بن حاتم ۱۲
بخاری تعلیقا وابن ماجہ بروایت ابو ہریرہ ۱۲
حضرت ابوذر اور ابوہریرہ سے ۱۲
احیا مین جو ابو درداء کو لکھا ہے غلط ہے ۱۲

بہت سا مال نہ لے بلکہ اوسقدر لے کہ لینے کے وقت سے ایک سال تک کافی ہو یہ مدت بڑی سی بڑی ہی اسوجہ سے کہ برس کے بھر رہونے سے آمدنی کے اسباب بکثرت ہوتے ہین اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عیال کے واسطے ایک سال کی غذا جمع بھی فرمائی ہی تو بہتر ہے کہ فقیر اور مسکین کے لیے بھی یہی حد مقرر ہو اور اگر ایک مہینے خواہ ایک روز کی حاجت پر بس کرے تو تقوی سے قریب تر ہے۔ اور جو مقدار کہ زکوۃ اور صدقہ مین سے لینی چاہیے اوسکے باب مین علماء کے مذاہب جدا جدا ہین بعضے کمی مین اسقدر مبالغہ کرتے ہین کہ انھون نے ایک دن رات کی غذا پر کفایت کرنے کو واجب دیا ہے اور اپنی دلیل اوس روایت کو کہتے ہین جو سہل بن حنظلیہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غنا کے ہوتے ہوئے سوال کرنے سے منع فرمایا پھر غنا کو جو اب سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ صبح اور شام کا کھانا پاس ہو اور دوسرون نے یہ کہا ہے کہ تونگری کی حد تک لیوے اور تونگری کی حد زکوۃ کی نصاب ہے اسلیے کہ اللہ تعالی نے زکوۃ صرف تونگرون پر واجب فرمائی ہی تو اس سے اونھون نے یہ نکالا کہ اپنے واسطے اور اپنے کنبے مین سے ہر شخص کے واسطے اوسکو زکوۃ کی نصاب تک لینا درست ہے اور بعض لوگون نے تونگری کی حد پچاس درہم فرمائی ہین اسلیے کہ حضرت ابن مسعود رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَالٌ يُغْنِيهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَفِي وَجْهِهِ خُمُوشٌ قِيلَ وَمَا غِنَاهُ قَالَ خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ اور کہتے ہین کہ اس حدیث کا ایک راوی قوی نہین اور بعض لوگون نے تونگری کی حد چالیس درہم فرمائی ہے اسوجہ سے کہ عطا بن یسار سے منقطع روایت آئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ سَأَلَ وَلَهُ أُوقِيَّةٌ فَقَدْ أَلْحَفَ فِي السُّؤَالِ اور دوسرے علماء نے وسعت مین مبالغہ کرکے فرمایا ہے کہ فقیر کو اتنا لینا درست ہے کہ اوس سے ایک زمین خرید لے جس سے تمام عمر کو بے فکر ہو جاوے یا اوس سے کوئی مال تجارت خرید کرنے حاجت ہو جاوے کیونکہ فکری اور غنا اسی کا نام ہے کہ تمام عمر کو ہو اور حضرت عمر رضہ نے فرمایا ہے کہ جب تم دو تو غنی کردو یہان تک کہ بعض کا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص محتاج ہو جاوے تو اوسکو اتنا لینا درست ہے کہ پھر اوسکا حال بدستور سابق ہو جاوے کو دس ہزار درم سے ہوتا ہو ہان جس صورت مین کہ فقیر حد اعتدال سے خارج ہو اوسوقت البتہ درست نہین اور جب حضرت ابو طلحہ رضہ اپنے باغ مین نماز پڑھتے تھے اور اوسکی طرف دھیان بٹنے سے نماز مین حرج ہوا تو فرمایا کہ مین نے اس باغ کو صدقہ کردیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو ارشاد فرمایا کہ اسکو اپنے رشتہ دارون مین صدقہ کردو کہ یہ تمھارے حق مین اچھا ہے آپ نے اوسکو حضرت حسان اور ابو قتادہ رضہ کو دیدیا تو ایک باغ خریدا کا دو شخصون کو بہت ہوا اور غنی کردیا۔ اور حضرت عمر رضہ نے ایک اعرابی کو ایک اونٹنی معہ اوسکے باپ کے دیدی تھی ان روایتون سے فقیر کو زیادہ لینا پایا جاتا ہے غرض کہ دونون طرف

---

۱ بخاری و مسلم نے ابن عمر رضہ سے روایت کیا ہے ۱۲

۲ ابو داؤد و نسائی و ابن حبان نے اور ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے ۱۲

۳ جو شخص سوال کرے اور اوسکے پاس اوسکی غذا کا قیمتی یعنی چالیس درہم ہون تو اوسکے سوال مین اصرار کرنے کی وجہ سے ابو داؤد و نسائی نے اوسکو معاویت روی ازی ۱۲ صحیح نہین ۱۲

۴ اس حدیث کی سند مین دو راوی ضعیف ہین ۱۲

۵ بخاری و مسلم نے اس حدیث کو منقطع روایت کیا ہے ۱۲

غرض کہ ترکون اور لشکریون اور سرکاری عملون کے مال اور اون لوگون کے جنکی اکثر کمائی حرام ہے نہ لیوے لیکن اگر اوسپر وقت تنگ ہو اور جو مال اوسکو دیا جاتا ہو اوسکا کوئی مالک معین نہ معلوم ہو تو ایسی صورت مین اوسکو اپنی حاجت کے موافق لینا جائز ہے کہ شرع کا فتوی اس جیسی صورت مین یہی ہے کہ اوسکو خیرات کردی جیسا کہ باب حلال و حرام مین آوے گا اور یہ اوس صورت مین ہے کہ حلال سے عاجز ہو اور اگر ایسا مال لے گا تو زکوۃ کا لینے والا نہین ہوگا اسلیے کہ یہ پیسا تو حرام کا ہے جسنے زکوۃ مین دیا اوسکی طرف سے زکوۃ مین ہوا ہی نہین **چہارم** یہ کہ شک کی جگھون سے احتراز کرے اور جو کچھہ لیوے اگر اوسکی مقدار مین شبہہ پڑی تو اوس سے بچے اور جسقدر مباح ہو اوسی قدر لیوے اور جب تک یہ معلوم کرلے کہ مجھہ مین استحقاق کی صفت موجود ہے تب تک نہ لیوے مثلا اگر مکاتب ہو یا قرضدار ہونے کی جہت سے زکوۃ لیتا ہو تو قرض کی مقدار سے زائد نہ لیوے اور اگر عامل ہونے کی جہت سے لیتا ہو تو اجرت مثل سے زیادہ نہ لیوے اور اگر زیادہ دیا بھی جاوے تو اوس سے انکار کرے کیونکہ یہ مال کچھہ دینے والے کا نہین تاکہ وہ سلوک مین داخل ہو اور اگر مسافر ہو تو توشہ اور منزل مقصود تک سواری کی کرایہ کی مقدار سے زیادہ نہ لیوے اور اگر غازی ہو تو بجز جہاد کی چیزون کے جو خاص اوسی مین کام آوین مثل گھوڑے اور ہتھیار اور خرچ کے اور کچھہ نہ لے اور ان اشیا کا اندازہ اوسکے اجتہاد سے متعلق ہے اوسکی کوئی حد مقرر نہین اور یہی حال مسافر کے توشے کا ہے اس صورت مین شبہہ کی چیز چھوڑے اور یقینی بات اختیار کرے اور اگر مسکین ہونے کی جہت سے لیتا ہو تو اول اپنے لوازم خانہ داری اور کپڑون اور کتابون مین تامل کرے کہ انمین کونسی کی خود کی حاجت نہین اور کس چیز کی نفیس ہونے کی ضرورت نہین اوسکو بیچ کر ہوسکتا ہو کہ کارروائی کے موافق دوسری چیز لاجاوے اور کچھہ دام بچ رہین اور یہ بات بھی فقیر کے اجتہاد سے متعلق ہے اسمین ایک طرف ظاہر ہوتی ہے اوس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مستحق ہے اور ایک دوسری طرف اسکی مقابل ہوتی ہے جس سے یہ سمجھہ مین آتا ہے کہ مستحق نہین اور ان دو طرفون کے بیچ مین بہت سے درجے متوسط ہین جن مین شبہہ پڑتا ہے اور کامل کی کوٹھری کا سا حال ہے جس سے کہ غالبا دھبا لگنے سے نہ بچے اور اسباب مین اعتماد لینے والے کے قول پر ظاہر ہے۔ اور تنگی برتنے اور فراخی برتنے مین محتاج کے بہت سے مقام ہین کہ اونکے شمار نہین ہوسکتے پرہیزگار آدمی اپنی حاجتون کا اندازہ تنگی کے ساتھہ کیا کرتا ہے اور سہل انگار کا میل وسعت اور فراخی کی طرف ہوتا ہے یہانتک کہ اپنے نفس کو بہت سی باتون کی ضرورت سمجھا کرتا ہے اور یہ امر شریعت مین برا ہے۔ بہرحال جب حاجت ثابت ہوجاوے تو چاہیے کہ

طاعت پر قوی ہوجاوے گا اور اگر یہ بات نہو سکے تو اوس مال کو ایسی مصارف میں خرچ کرے جو خدائے تعالیٰ نے مباح فرمائے ہیں اگر اوس سے خدائے تعالیٰ کی معصیت پر مدد لے گا تو اوسکی نعمتوں کا ناشکر اور اوسکی خفگی اور ناخوشی کا مستحق ہوگا دوم یہ کہ دینے والے کا مشکور رہو اور اوسکے حق میں دعائے خیر کرے اور یہ شکر اور دعا ایسی طرح ہوں کہ اوسکو درمیانی ہونے سے خارج نکر دیں بلکہ یہی سمجھے کہ خدائے تعالیٰ کی نعمت پہونچنے کا طریق وہ شخص ہوگیا ہے اور چونکہ خدائے تعالیٰ نے اسکو ذریعہ اور واسطہ کر دیا ہے اسلیے اسکا واسطہ ہونا بے شک ہے اور اس طرح خیال کرنا اسبات کا منافی نہیں کہ نعمت کو خدائے تعالیٰ کیطرف سے معلوم کرے چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے اعمال پر اونکی تعریف بہت جگہہ فرمائی ہے حالانکہ اعمال کا پیدا کرنے والا اور اونکی قدرت کو ایجاد کرنے والا وہی ہے مثلاً فرمایا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ یعنی ایوب اچھا بندہ ہے اور ہماری طرف رجوع کرنے والا ہے اور سوا اسکے اور بہت سی آیتیں ہیں۔ اور لینے والا دعا میں یوں کہے کہ خدائے تعالیٰ پاک لوگوں کے دلوں میں تیرے دل کو پاک کرے اور نیک لوگوں کے عمل کے ساتھہ تیرے عمل کو صاف کرے اور شہیدوں کی روح کی مثل میں تیری روح پر رحمت بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی تمہارے ساتھہ کچھہ سلوک کرے تو تم اوسکا تدارک کرو اگر تم سے نہو سکے تو اوسکے لیے دعا مانگو یہانتک کہ تمکو یقین ہوجاوے کہ مکافات ہوگئی۔ اور ضمیمہ شکر یہ ہے کہ اگر عطا میں کچھہ عیب ہو تو اوسکو چھپاوے اور اوسکی تحقیر اور مذمت نکرے اور دینے والے کو نہ دینے کا ننگ نہ دلاوے جس صورت میں کہ وہ نہ دیوے۔ اور اگر وہ دیوے تو اوسکے فعل کو اپنے نزدیک اور لوگوں کے سامنے بڑا جانے کیونکہ دینے والے کا ادب اپنی دہش کو چھوٹا جاننا ہے اور لینے والے کا ادب یہ ہے کہ جو کوئی دے اوسکا ممنون ہو اور اوسکی دہش کو بڑا جانے اور ہر شخص پر لازم ہے کہ اپنے حق پر قائم رہے اور اس امر میں کچھہ مخالفت نہیں اسلیے کہ اسباب چھوٹا جاننے اور بڑا جاننے کے جدا جدا ہیں دینے والے کے حق میں چھوٹا جاننے کے اسباب کا لحاظ مفید ہے اور اوسکے خلاف کرنا مضر ہے اور لینے والے کا حال اوسکے برعکس ہے اور یہ سب باتیں اسکے مخالف نہیں کہ نعمت کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے جانیں ہاں جو کوئی درمیانی شخص کو واسطہ نہ جانے وہ جاہل ہے اور جو واسطہ کو اصل سمجھنا ہی برا ہے سوم یہہ کہ جو مال لینا چاہے اوسکو پیشتر دیکھہ لینا چاہیے اگر وہ ناجائز اور حرام سے ہو تو اوس سے پرہیز کرے اللہ تعالیٰ اور کہیں سے پونہچاوے گا کہ فرماتا ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یہ بات نہیں کہ جو شخص حرام سے احتراز کرے تو اوسکو حلال مال نہیں پہونچیگا

توفقیر اور مسکین ہونا تو لینے والے کے قول سے معلوم ہوتا ہے اوس سے اس امر کے گواہ نہ لیے جاوین نہ قسم لی جاوی بلکہ اوسکا صرف کہدینا کافی ہے کہ مین فقیر ہون بشرطیکہ جھوٹ ہونیکا یقین نہو اور جہاد اور سفر آیندہ کی بات ہی پس جو کوئی کہے کہ میرا ارادہ سفر خواہ جہاد کا ہے اوسکو اوسکے کہنے کے مطابق دیدے اگر وہ اپنے قول کو پورا نہ کرے تو اوسکو جس قدر دیا ہو واپس لے لے باقی جو چار قسمین رہین اونمین گواہون کا ہونا ضرور ہے غرض استحقاق کی شرطین اور اسباب یہ تھے جو اوپر مذکور ہوئے اور یہ امر کہ ان اقسام مین سے ہر ایک کو کسقدر دینا چاہیے اوسکا بیان عنقریب آتا ہے

دوسرا بیان لینے والے کے آداب کے ذکر مین اور اوسکے آداب پانچ ہین **اول** یہ کہ یون سمجھے کہ اللہ تعالے نے جو مجکو مال دلوانا اورون سے واجب کیا ہے تو اس لیے ہے کہ مجکو اور فکر بجز ایک فکر کے نرہے اور خدائے تعالے نے اپنی مخلوق کے لیے ایک فکر ہونے کو عبادت مقرر فرمایا یعنے صرف اونکو خدائے پاک اور روز قیامت کا فکر ہے اور کوئی فکر دامنگیر نہو چنانچہ اس ارشاد مین یہی مراد ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ لیکن ازانجاکہ تقاضای حکمت ازلی یہ ہوا کہ بندہ پر شہوتین اور حاجتین مسلط کیجاوین اور وہ اوسکی فکر کو پریشان کرین اسی لیے مقتضای کرم یون ٹھہرا کہ بندے پر نعمت پونہچائی جاوے کہ اوسکی حاجتون کو کافی ہو پھر اس نظر مال بہت سے پیدا فرماکر اپنے بندون کے ہاتھون مین ڈالدیے تاکہ اونکی حاجتون کے دفع کرنے کی وسیلے ہون اور طاعتون کے واسطے فرصت ملنے کا ذریعہ ٹھہرین پس بعض لوگون کو بہت سا مال دیا تاکہ اوس حق مین امتحان اور فتنہ ہو وہ لوگ گرداب خطر مین ہین اور بعض کو جو اپنی محبت سے سرفراز فرمایا تو اونکو دنیا سے ایسا بچایا جیسے کوئی غمگسار مشفق بیمار کو پرہیز کراتا ہے یعنے اونسے دنیا کے زوائد کو علٰحدہ رکھا اور مقدار حاجت کو مالدارون کے ہاتھ سے اون تک پونہچادیا تاکہ کمانے کا فکر اور جوڑنے کی محنت اور حفاظت کا تردد مالدارون کے ذمہ ہے اور اوسکا فائدہ فقرا کو پونہچے کہ یہ خدائے تعالے کی عبادت ہی کی ہورہین اور موت کے بعد کے لیے تیاری کرین دنیا کے زوائد اونکے اس مطلب کے مزاحم نہون اور نہ فاقہ اس تیاری سے اونکو روکے اور یہ نہایت درجہ کی نعمت ہے اور فقیر کو شایان ہے کہ فقیری کی نعمت کی قدر پہچانے اور خوب دل مین ٹھانے کہ اللہ تعالے کا فضل مجھپر اوس چیز مین زیادہ ہے جو مجھسے علٰحدہ رکھی ہے بہ نسبت اوس فضل کے جو چیز کے مرحمت فرمانے مین کیا ہے چنانچہ اسکی تحقیق اور تفصیل باب الفقر مین عنقریب مذکور ہوگی حاصل یہ کہ فقیر جو کچھ لیوے اوسکو اپنے رزق اور طاعت پر مدد کے لیے لیوے اور اوسمین یہ نیت کرے کہ اسکی جہت سے خدائے تعالے کی

قولہ اور مسکین سے جو بنائے تجن اور آدمی سو بنی بندگی کو ۱۲

اور گھر کی تنگی اور فراخی مین تامل کرین اور ان چیزون کی کوئی حد معین نہین بلکہ فقیہ اپنی رای سے اجتہاد کرتا ہے اور حد مقرر کرنے مین جو تخمین مناسب جانتا ہے اوسکو مقرر کرتا ہے اور شبہات کے خطرے مین داخل ہوتا ہے اور پرہیزگار آدمی اسباب مین زیادہ محتاط کو اختیار کرتا ہے اور شک کی چیز کو چھوڑ کر نے کھٹکے بات عمل مین لاتا ہے اور بیچ کے درجے جو اطراف مقابل اور صاف کے درمیان مین ہین وہ بہت ہین اور اون سے بجز احتیاط کے اور کوئی صورت بچاؤ کی نہین تیسری قسم عامل ہین یعنے قاضی و پادشاہ کے سوا جو عامل زکوٰۃ وصول کرتے ہین وہ اس قسم مین داخل ہین اور اسی مین عریف اور کاتب اور مستوفی اور محافظ اور نقل نویس آ گئے اور انمین سے کسی کو اوس کام کی معمولی مزدوری سے زیادہ نہ دینا چاہیے پس اگر آٹھوین حصہ زکوٰۃ مین سے ان لوگون کو دستور کے موافق اجرت دی کر کچھ بچ رہے تو اوسکو باقی قسمون پر تقسیم کر دینا چاہیے اور اگر کم ہو تو جو مال مصلحتون کے لیے رکھا رہتا ہے اوسمین سے پورا کر لینا چاہیے چوتھی قسم وہ لوگ ہین جنکو مسلمان ہونے کے لیے تالیف کے طور پر دیا کرتے ہین اور ایسے لوگ اپنی قوم کے سردار ہوتے ہین اونکے دینے سے مسلمانی پر اونکا نائب رہنا اور اونکے ہمجنسون اور تابعین کی ترغیب مقصود ہے پانچوین قسم مکاتب ہین یعنی جن غلامون کو اونکے آقاؤن نے کچھ مال کی عوض آزاد کرنے کو کہا ہو پس مکاتب کا حصہ اوسکے آقا کو دی دینا چاہیے اور اگر خود مکاتب کو دی دی تب بھی درست ہے اور آقا اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے مکاتب کو نہ دے کیونکہ وہ ابھی اوسکا غلام ہے چھٹی قسم قرضدار ہین جنھون نے امر طاعت خواہ مباح مین قرض لیا اور افلاس کے باعث ادا نہو سکی اگر معصیت مین قرض لیا ہو تو اوسکو کچھ نہ دینا چاہیے جبتک کہ توبہ نکر لے اور اگر تو اونکے ذمہ قرض ہو تو اوسکا قرض ادا کرنا چاہیے ہان اگر اوسنے کسی بہتری خلق خواہ فتنہ کے فرو کرنے کے لیے قرض لیا ہو تو ایسے قرض کے ادا کرنے کا مضائقہ نہین - ساتوین قسم غازی ہین جنکا وظیفہ راتبہ داروں کے دفتر مین کچھ نہو تو اونکو زکوٰۃ مین سے ایک سہم دینا چاہیے اگرچہ وہ مالدار ہون اس مراد سے کہ جہاد پر اونکی مدد ہو - آٹھوین قسم مسافر ہین یعنی جو شخص اپنے شہر سے بارادۂ سفر باہر نکلین خواہ زکوٰۃ دینے والے کے شہر مین اونکا گذر ہو جاوی اور اونکا سفر معصیت کے لیے نہو تو ایسے لوگ اگر مفلس ہون تو اونکو دینا چاہیے اور اگر اپنے گھر پر مال رکھتے ہون تو اسقدر دیوے کہ وہ اپنے مال تک پہونچ جاوین اب اگر یہ کہو کہ یہ صفات ہشت گانہ معلوم کسطرح ہون

بیچڈالی جاوین اور مسکین ہونے کو ایسی کتابین مانع ہین ساور پڑھانے کی حاجت اگر اس طرح ہو کہ اجرت پر پڑھاتا ہو جیسے معلم اور مؤدب اور مدرس ہوتے ہین تو اونکے حق مین کتابین مثل اونکے اوزارون کے ہین جیسے درزی وغیرہ پیشہ ورون کے آلات ہین تو صدقۂ فطر مین بیچنا نچاہیے اور اگر فرض کفایہ کی بجاآوری کے لیے تعلیم دیتا ہو تب بھی نہ بیچی جاوین اور اس صورت مین کتابون کے ہونے سے مسکنت اوسپر سے دور نہوگی کیونکہ تعلیم ایک حاجت ضروری ہی۔ اور پڑھنے اور استفادہ کی حاجت مثلاً طب کی کتابین اس غرض سے مہیا کرنی کہ اپنے آپ کا علاج کرے یا وعظ کی کتاب اس نظر سے رکھنی کہ اوسمین مطالعہ کرکے نصیحت پذیر ہووی تو اس صورت مین اگر شہر مین کوئی طبیب اور واعظ ہو تب تو اوس شخص کو ان کتابون کی حاجت نہین اور اگر نہو تب البتہ حاجت کی چیز ہے۔ اور مطالعہ کی کتاب مین یہ لحاظ رہے کہ ایسی کتاب نہو جسکے مطالعہ کی برسون تک حاجت نہو بلکہ اسکی مدت قریب بقیاس یہ ہے کہ برس روز مین کبھی نہ کبھی اوسکے مطالعہ کی نوبت آتی ہو اور اگر ایسی کتاب ہو کہ برس کے اندر اوسکی حاجت نہ پڑتی ہو تو اوسکو زائد از حاجت جاننا چاہیے اس لیے کہ جس شخص کے پاس ایک روز کی غذا سے زیادہ بچتا ہے اوسپر صدقۂ فطر لازم آتا ہے توجب صدقۂ فطر کے لیے ایک روز فرض کیا گیا ہے تو اسباب خانہ داری اور بدن کے کپڑون کے لیے برس روز کا معین ہونا چاہیے اور اسی نظر سے گرمی کے کپڑے جاڑون مین نہین بیچے جاتے اور چونکہ کتابین کپڑون اور لوازم خانہ داری کے زیادہ مشابہ ہین اسی لیے انکے مطالعہ کے لیے بھی برس روز مقرر ہونا بہتر ہے۔ اور بعض اوقات ایک کتاب کے دو نسخے ہوتے ہین تو اوسوقت ایک کو زائد از حاجت جاننا چاہیے اور اگر مالک کہے کہ انمین سے ایک صحیح زیادہ ہے اور دوسرا خوبصورت زیادہ اسلیے مجھے دونون کی ضرورت ہے تو ہم یہ کہین گے کہ صحیح تر کو رہنے دو اور خوبصورت کو بیچ دو اور دیدہ زیبی اور رفاہیت طلبی سے ہاتھ اوٹھاؤ۔ اور اگر ایک علم کی دو کتابین ہون ایک بڑی ہو اور ایک مختصر تو اگر اوسکا مقصود استفادہ ہو تو بڑی کو رہنے دے۔ اور اگر پڑھانے کی نیت ہو تو دونون کی حاجت اوسکو ہے اسلیے کہ انمین سے ہر ایک مین وہ فائدہ ہے جو دوسری مین نہین اور اس طرح کی صورتین بیشمار ہین اور علم فقہ مین ان سے بحث نہین کیجاتی ہمنے انکو اس لیے لکھا ہے کہ لوگ ان مین بہت مبتلا ہین اور دوسری وجہ یہ کہ اس قسم کا لحاظ کتابون کے سوا اور چیزون مین بھی کرین کیونکہ سب کا لکھنا تو ممکن نہین کہ ہر ایک چیز مین یہ نظر ہوسکتی ہے مثلاً اثاث البیت کی مقدار اور شمار اور قسم کو دیکھین اور بدن کے کپڑون پر غور کرین

جنکی اوسکو حاجت ہے اور اونکے حاصل کرنے سے عاجز ہے غرض کہ فقیر مین اسبات کی قید لگانی ضرور نہین کہ اوسکے پاس سوائے مقدار ستر عورت کے لباس نہو کیونکہ یہ قید معالغہ ہے اور غالبًا ایسا شخص نایاب بھی ہو۔ اور جس شخص کو عادت سوال کرنے کی ہو تو اوس سے وہ زمرۂ فقرا سے خارج نہوگا اسلیے کہ سوال کرنا کوئی کمائی کا پیشہ نہین ہان جس صورت مین کہ کمانے پر قادر ہو تو فقیری سے خارج ہوجاوے گا پس اگر اوزارون سے کمانے پر قادر ہو تو فقیر ہے ایسے شخص کے لیئے زکوۃ کے مال مین سے اوزار خرید دینے درست ہین اور اگر ایسے پیشے پر قادر ہو جو اوسکی مروت اور شان کے لائق نہو تب بھی فقیر ہی متصور ہوگا۔ اور اگر وہ شخص فقیہ ہو اور کوئی پیشہ کرنا اوسکو مانع فقہ سیکھنے کا ہو تو وہ بھی فقیر ہے اور اسکا قادر ہونا معتبر نہین۔ اور اگر وہ شخص عابد ہو اور پیشہ کرنے سے عبادات اور وظیفون معمولی کا ہرج ہوتا ہو تو اوسکو پیشہ کرنا چاہیے اسلیے کہ صدقہ کی نسبت کرنا بہتر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ اس سے مقصود یہی ہے کہ کمانے مین کوشش کرنی چاہیے۔ اور حضرت عمر رضہ نے فرمایا ہے کہ شبہہ کے ساتھ کمانا مانگنے سے بہتر ہے اور اگر اوسکے پاس اس جہت سے خرچ نہ بچتا ہو کہ اپنے باپ پر یا اوس شخص پر نفقہ کرتا ہو جسکا نفقہ اوسکے ذمہ واجب ہے تو یہ کسب کی نسبت کر آسان ہے اوسکو فقیر نہ کہین گے دوسری قسم مسکین ہین اور مسکین اوسکو کہتے ہین جسکی آمدنی خرچ کو کافی نہوتی ہو تو ہوسکتا ہے کہ ہزار درم کا مالک ہو اور مسکین ہو اور بعض اوقات کو لھاڑی اور رسی کے سوا اور کچھ نہ رکھتا ہو اور مسکین نہو اور مکان مختصر رہنے کا اور کپڑے اپنے حال کے مناسب رکھنے سے مسکینون کے زمرہ سے خارج نہوگا اسی طرح اسباب خانہ داری یعنی اون چیزون کا ہونا جنکی حاجت ہوتی ہے مسکین ہونے سے خارج نہین کرتا بشرطے کہ اوسکے حال کے موافق اشیا ہون۔ اسی طرح فقہ کی کتابون کا مالک ہونا مانع مسکینی نہین اور جس صورت مین کہ بجز کتابون کے اور کسی چیز کا مالک نہو تو اوسپر صدقۂ فطر واجب نہین اور کتابونکا حال مثل کپڑون اور گھر کی ضروری چیزون کے ہے کہ اونکی بھی حاجت ہوتی ہی مگر کتاب کی حاجت کو سمجھنے مین احتیاط کرنی چاہیے اور جان لینا چاہیے کہ کتاب کی حاجت تین غرضون کے لیئے ہوتی ہی ایک پڑھنا دوسری پڑھنا تیسرے مطالعہ کرنا اور سیر کی حاجت کا اعتبار نہین مثلاً اشعار اور تاریخ اور اخبار کی کتابون کو جمع کرنا یا اوسی طرح کی کتابین جو آخرت مین مفید نہون اور نہ دنیا مین کارآمد بجز سیر اور دل لگی کے ہون تو اس قسم کی کتابین کفارہ اور صدقۂ فطر مین

۲۰ اصل کا علاج کرنا فرض ہے ایمان کے بعد بہتر ہے بعد نماز کے

اور اگر بیس درم سے کرون تو سو درم خیرات سے مجکو زیادہ پسند ہے اور اگر سو درم سے کرون تو میری نزدیک ایک بردہ آزاد کرنے سے اچھا ہے اور جانکار شخصون مین سے دوستون اور اہل خیر کو مقدم کرنا چاہیے جیسے بیگانون کی نسبت کہ رشتہ دار مقدم ہین - پس ان دقائق کا لحاظ رکھنا چاہیے غرض کہ صفات مطلوبہ یہی ہین اور ان مین سے ہر صفت مین بہت سے درجے ہین پس چاہیے کہ سب سے اعلیٰ درجہ والے کی تلاش کرے اور اگر کوئی شخص ایسا ملجاوے جسمین ان صفات مین سے کئی ہون تو بڑی دولت اور عمدہ نعمت ہے اور جس صورت مین کہ آدمی طلب اور تلاش مین محنت کرے اور مقصود کو حاصل کرے تو اوسکو دوہرا ثواب ملے گا اور اگر خطا ہو جاوے گی تب بھی ایک ثواب کہین نہین گیا اس لیے دو ثواب کی صورت یہ ہے کہ ایک بات تو سر دست حاصل ہوتی ہے یعنی نفس کو بخل کی صفت سے پاک کرنا اور دل مین محبت الٰہی کا پختہ ہونا اور اوسکی طاعت مین کوشش کرنی اور دوسری بات انجام کو ہوتی ہے کہ لینے والا اسکے حق مین دعا اور ہمت کرے کیونکہ نیکبختون کے دلون کے آثار سر دست اور انجام کو ظاہر ہوا کرتے ہین پس اگر زکوۃ دینے والے کو عمدہ شخص ہاتھ لگ گیا اور اوسکی کوشش پر صواب ہوئی تب تو دونون باتین حاصل ہونگی اور اگر کوشش خطا گئی تو اول بات حاصل ہوگی یعنی نفس کی طہارت بخل سے اور محبت الٰہی کی تاکید ہو جاوے گی جن پر مدار شوق اللہ تعالے کی لقا کا ہے اور دوسری بات حاصل نہوگی یعنی ہمت دعا کا جو فائدہ متصور تھا وہ حاصل نہوگا پس صواب کی صورت دونا اجر ملنے سے یہان اور دوسرے مقامون مین یہی غرض ہے واللہ اعلم

تیسری فصل زکوۃ لینے والی اور اوسکے استحقاق کی اسباب اور لینے کے آداب مین فصل دو بیان پر مشتمل ہے

پہلا بیان استحقاق کے سببون کی ذکر مین - جاننا چاہیے کہ زکوۃ کا مستحق وہی شخص ہے جو مسلمان اور آزاد ہو اور ہاشمی اور مطلبی نہو اور اوس مین ایک صفت اون آٹھ صفتون مین سے ہو جو قرآن مجید مین مذکور ہین آیت اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ مین - اور زکوۃ کافر کو اور غلام کو اور ہاشمی اور مطلبی کو نہ دینی چاہیے مگر لڑکے اور دیوانہ کا ولی اگر اونکی طرف سے زکوۃ کو لے لے تو اونکو دینا درست ہے اب آٹھون قسمون کو جدا جدا یاد کر لینا چاہیے **پہلی قسم** فقیر ہین اور فقیر اوسکو کہتے ہین جسکے پاس مال نہو اور نہ کمانے پر قادر ہو پس جس شخص کے پاس ایک روز کی غذا اور لباس ہو وہ فقیر نہین بلکہ مسکین ہے اور اگر اوسکے پاس آدھے دن کی غذا ہو تو وہ فقیر ہے اور اگر قمیص تو رکھتا ہو مگر رومال اور موزہ اور پاجامہ نہ رکھتا ہو اور قمیص کی اتنی قیمت نہین ہے کہ اوس سے سب یہ چیزین فقرا کے حال کے موافق لیجا سکین تب بھی وہ فقیر ہے کیونکہ سر دست اوسکے پاس وہ اشیا نہین

اسبات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نفرمایا باوجودی کہ برارت کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی حضرت عائشہ رض کو پہونچا تھا۔ اور چیزون کو خدای تعالے کے سوا اور کی طرف سے جاننا کافرون کا وصف ہی چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ اور جس شخص کا باطن درمیانی واسطون کی طرف التفات کرنے سے صاف نہین اور درمیانی کو صرف واسطہ نہین سمجھتا تو اوسکا دل گویا کہ شرک خفی سے علیحدہ نہین ہوا اوسکو چاہیے کہ اللہ جل شانہ سے خوف کرے اور اپنی توحید کو شرک کی گدورتون اور شبہون سے صاف کرے صفت چہارم یہ کہ وہ شخص مستور الحال ہو اور اپنی حاجت کو چھپاتا ہو شکایت و دردمندی نہ بیان کرتا ہو یا یہ کہ صاحب مروت ہو جسکی نعمت جاتی رہی ہو اور عادت باقی رہ گئی ہو اور زندگی وضع کے نباہنے کے ساتھ کرتا ہو اس قسم کے لوگون کو اللہ تعالے فرماتا ہے يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا یعنے سوال مین مبالغہ نہین کرتے اسوجہ سے کہ وہ لوگ اپنی یقین سے غنی ہین اور صبر کے باعث عزت دار اور اس قسم کے لوگون کی تلاش و یندارون کی معرفت ہر محلہ مین کرنی چاہیے اور خیرات کرنے والون کو وضعدار لوگون کے باطن کا حال دریافت کرنا چاہیے اسلیے کہ صدقہ کا ان لوگون پر خرچ کرنا اون لوگونکو دینے کی نسبت کہ جو علانیہ سوال کرتے ہین کئی گنا ثواب زیادہ رکھتا ہے صفت پنجم یہ کہ وہ شخص صاحب عیال یا مرض مین گرفتار یا اور کسی سبب مین مبتلا ہو اور اوسکی مصداق یہ آیت ہے هُوَ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ یعنے جو لوگ طریق آخرت مین بسبب عیال کے یا تنگی روزی کے یا دل کی صلاح کے گھر گئے ہون کہ زمین مین جانے کی قدرت نہ رکھتے ہون اسوجہ سے کہ ان اسباب سے اونکے بازو ٹوٹے ہوئے اور ہاتھ پاون رکے ہوئے ہون۔ حضرت عمر رض ایک گھر کے لوگون کو ایک گلہ بکریون وغیرہ کا دیں یا اوس سے زیادہ کا دیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عطا عیال کے موافق عنایت فرمایا کرتے تھے۔ اور حضرت عمر رض سے کسی نے پوچھا کہ جَهْدِ الْبَلَاءِ یعنے حالت شاقہ سے کیا غرض ہے آپ نے فرمایا کہ عیال کی کثرت اور مال کی قلت صفت ششم یہ ہے کہ وہ شخص قریبون اور ذوی الارحام مین سے ہو تو اوسکے دینے مین صدقہ بھی ہوگا اور صلۂ رحم بھی ہوگا اور صلۂ رحم مین جسقدر ثواب ہے وہ ظاہر ہی ہے حضرت علی رض فرماتے ہین کہ اگر مین ایک درم سے اپنے کسی بھائی کا صلۂ رحم کرون تو میرے نزدیک بیس درم خیرات سے بہتر ہے

شکر کرتا ہے تو اوسنے گویا منعم کو پہچانا ہی نہین اور اسباب کا یقین نہین کیا کہ درمیانی آدمی مغلوب اور اوسکی تسخیر مین مسخر ہے کیونکہ خدای تعالے ہی نے اوسپر دہش کے لوازم مسلط کیے اور اسباب دینے کے مہیا کر دیے تب اوسنے دیا پس وہ دینے کے لیے مجبور ہے اگر وہ چاہتا کہ نہ دیوی تو اوس سے نہو سکتا اسلیے کہ پیشتر خدای تعالے نے اوسکے دلمین ڈالدیا ہے کہ میرے دین و دنیا کی بہتری دینے مین ہے تو جب باعث قوی ہوتا ہے جبھی ارادے مین پختگی آتی ہے اور قدرت ابھرتی ہے اوسوقت بندے سے اوس باعث قوی کی مخالفت بن نہین پڑتی جس مین کچھ تردد نہین ہوتا اور باعثون کا پیدا کرنیوالا خدای تعالے ہے اور وہی اونکو قوت و زور دیتا ہے اور اونکے ضعف و تردد کو دور کرتا ہے اور اونکی خواہش کے مطابق قدرت کو ابھارتا ہے پس جو شخص اس امر پر یقین کرے گا اوسکی نظر بجز مسبب الاسباب کے اور طرف نہین ہوگی۔ اور اس جیسے بندے کا یقین دینے والے کے حق مین دوسرون کی تعریف اور شکر سے زیادہ مفید ہے اسلیے کہ وہ تو ایک زبان کی حرکت ہے اکثر اوسکا نفع کم ہی ہوتا ہے اور اس جیسے موحد کی اعانت بیکار نہین جاتی علاوہ ازین جو شخص دینے کے باعث تعریف کرتا ہے اور دعای خیر مانگتا ہے وہ نہ دینے کے سبب سے برائی بھی کرے گا اور بد دعا منہ سے نکالے گا اوسکا حال ایک سا نہین رہے گا۔ اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فقیر کے پاس کچھ صدقہ بھیجا اور قاصد سے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ وہ کہے یاد کر لینا اوس فقیر نے مال لے کر کہا کہ خدا کا شکر ہے جو اپنے ذکر کرنے والے کو نہین بھولتا اور نہ اپنے شکر کرنے والے کو تلف کرے پھر کہا کہ الٰہی اگر تو نے مجکو فراموش نہین کیا تو اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کر دے کہ تجکو نہ بھولین قاصد نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا آپ اس کلام سے خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم تھا کہ وہ یہی کہے گا۔ تو اس فقیر کے حال کو دیکھو کہ اپنے التفات کو کیسا صرف خدای تعالے پر منحصر کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ارشاد فرمایا کہ توبہ کر اوسنے کہا کہ مین صرف خدای تعالے کی طرف توبہ کرتا ہون محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف توبہ نہین کرتا آپ نے فرمایا کہ اسنے حقدار کا حق جان لیا۔ اور جبکہ حضرت عائشہ رض کی بہتان سے برات اوتری تو حضرت ابو بکر رض نے اوسنے کہا کہ کھڑی ہو اور سر مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دو حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ بخدا مین یہ نکرونگی اور نہ بجز خدا کے اور کسی کا شکر کرونگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای ابو بکر اسکو جانے دو کچھ مت کہو۔ اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ رض نے حضرت ابو بکر رض کو یہ جواب دیا لا واللہ لا احمد الا اللہ ولا احمدک ولا احمد صاحبک

لہ اس حدیث کا مجھپر پتا نہین ملا فقیر اسقدر معلوم ہوا کہ کسی روایت ابن عساکر وغیرہ کسی ضعیف یا موضوع مین یہ مضمون ہوگا ۱۲

لہ طبرانی نے روایت ابو بن سرجس رض بسند ضعیف ۱۲

لہ ابو داود و ترمذی نے عائشہ رض سے اور ابو داود نسائی نے ابن عباس رض سے اور ابو داود نے ابو ہریرہ رض سے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ ابو بکر رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو بوسہ دیا اور عائشہ رض نے فرمایا کہ ای ابو بکر اسکو جانے دو کچھ مت کہو ۱۲ منہ

لہ اس حدیث کا مجھپر پتا نہین ملا فقیر اسقدر معلوم ہوا کہ کسی روایت ابن عساکر وغیرہ کسی ضعیف یا موضوع مین یہ مضمون ہوگا ۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لَا تَاْکُلْ اِلَّا طَعَامَ تَقِیٍّ وَلَا یَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ پرہیزگار آدمی کھانے سے تقوی پر مدد لے گا تو کھلانے والا اوسکی طاعت مین اوسکا شریک ہوگا اس جہت سے کہ طاعت پر اوسکی مدد کی اور فرمایا کہ اپنا کھانا پرہیزگارونکو کھلاؤ اور سلوک جو کچھ کرو ایماندارون پر کرو۔ اور ایک روایت مین یون ہے کہ اپنے کھانے کے لیے اوس شخص کی ضیافت کرو جس سے تمکو محبت فی اللہ ہو۔ اور بعض علما اپنا مال فقرای صوفیہ کے سوا اور کسیکو ندیتے تھے اون سے کسی نے کہا کہ اگر آپ یہ مال سب فقیرون کو دیا کرین تو اس سے بہتر ہو کہ ایک فرقہ خاص کو دیتے ہین اونھون نے فرمایا کہ نہین یہ وہ لوگ ہین کہ انکی ہمت خدای تعالی کی لیے ہے جب اونکو فاقہ ہوتا ہے تو اونکی ہمت پریشان ہو جاتی ہے پس اگر ایک شخص کو مین صدقہ دیکر اوسکی ہمت خدای تعالے کی طرف متوجہ کرون تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ ہزار شخصونکو دون جنکی ہمت دنیا کی طرف ہو پس یہ کلام حضرت جنید بغدادی رح کے سامنے کسی نے نقل کی آپ نے اوسکو مستحسن فرمایا اور ارشاد کیا کہ وہ شخص اولیاء اللہ مین سے ہے اور مین نے بہت مدت سے اس سے بہتر کلام نہین سُنے پھر کہتے ہین کہ اون بزرگ کے حال مین خلل آگیا اور قصد کیا کہ دوکان چھوڑ دین حضرت جنید رح نے اونکے پاس کچھ مال بھیجدیا اور فرمایا کہ اس سے اسباب خرید لو اور دوکان مت چھوڑو کہ تم جیسے آدمی کو تجارت مضر نہین یہ شخص بقال تھے مفلس جو انسے سودا خریدتے اونسے دام نہین لیا کرتے تھے **دوم صفت** یہ ہے کہ جسکو دی وہ خاص کر اہل علم مین سے ہو کہ اوسکو دینے سے علم پر مدد کرنا ہوگا اور علم بہت عبادتون سے اشرف ہے بشرطے کہ اوس مین نیت درست ہو۔ حضرت ابن مبارک اپنا صدقہ خاص اہل علم کو دیا کرتے کسی نے اون سے کہا کہ خوب ہو اگر آپ خیرات کو عام کردین آپ نے فرمایا کہ مین نبوت کے درجہ کے بعد کوئی درجہ علما کے درجہ سے افضل نہین جانتا پس جب عالم کا دل اپنی کسی حاجت مین مشغول ہوگا تو وہ علم کے لیے مہلت نپاویگا نہ سیکھنے پر متوجہ ہوگا اسلیے اونکو دینا گویا علم کی لیے اونکو فرصت نکالدینی ہے **صفت سوم** یہ ہے کہ وہ شخص اپنی تقوی مین سچا ہو اور علم توحید مین پکا۔ اور توحید اسطرح ہے کہ جب کسی سے مال لیوے تو اللہ تعالی کی حمد و شکر کرے اور جانے کہ یہ نعمت اوسی کی طرف سے ہے درمیانی شخص کا لحاظ نکرے اور بندون کا شکر خدای تعالی کی جناب مین یہی ہے کہ تمام نعمت کو خدای تعالی کیطرف سے خیال کرے۔ اور لقمان نے اپنے لڑکے کو وصیت کی کہ اپنے اور خداے تعالے کے درمیان مین دوسرے کو نعمت دینے والا مت ٹھہرانا اور دوسری کی نعمت کو اپنے اوپر فرض شمار کرنا۔ اور جو شخص خدای تعالی کی سوا دوسری کا

۱ مت کھا بجز پرہیزگار کے کھانے کے اور نہ کھاوے تیرا کھانا کوئی سوا پرہیزگار کے ۱۲ ابوداؤد و ترمذی مگر اون مین اول جملہ کی جگہ لا تصحب الا مومنا ہے ۱۲

۲ ابن مبارک بروایت ابو سعید خدری اور کہا ہے کہ حدیث غریب ہے ۱۲

۳ ابن مبارک از ضحاک مرسلا ۱۲

اوسکو جو اپنے اوس مال مین سے دیوے جسکو بدون معصیت کمایا ہو۔ اور اگر مال صدقہ عمدہ مال نہو گا تو یہ نے ادبی ہے کہ اپنے یا اپنے گھر والون اور خادم کے لیے تو اچھا رکھے اور خدای تعالی پر اورون کو ترجیح دی اگر بالفرض اپنے مہمان سے کوئی اسی طرح پیش آوے کہ خراب کھانا اوسکے سامنے رکھدے تو ظاہر ہے کہ مہمان اسکا دشمن ہو جاوی گا یہ وہ صورت ہے کہ آدمی صدقہ دینے مین خدای تعالی کا خیال کرے اور جس صورت مین کہ اپنے نفس کے لیے اور ثواب اخروی کے لحاظ سے دیوی تب تو صاف بات ہے کہ کوئی عاقل دوسرے کو اپنے نفس پر ترجیح نہین دیتا اور اسکا مال وہی قدر ہو گا جتنا کہ دی دی اور باقی رکھے یا کھا کر فنا کر دے اور جس مال کو کھاتا ہے اوسمین سرد ست کی ادای حاجت ہے اور یہ عقل کی بات نہین کہ سرد ست پر تو نگاہ کرے اور ذخیرے کا دھیان نہ کرے علاوہ ازین اللہ تعالے فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ یعنے ایسی چیز مت دو جسکو تم بدون کراہت اور حیا کے نہ لو اور یہی معنی اغماض کے ہین غرضکہ ایسی چیز کو اپنے پروردگار کے لیے اختیار نکرو۔ اور ایک حدیث مین ہے کہ ایک درم لاکھ درمون سے سبقت لیجاتا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان اوس درم کو اپنی نہایت عمدہ اور اچھے مال مین سے نکالتا ہے اسی لیے یہ صدقہ رضامندی اور خوشی سے دیا جاتا ہے اور کبھی ایک لاکھ درم ایسے مال مین سے دی دیتا ہے جسکو خود برا جانتا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کو محبوب جانتا ہے اوس سے خدای تعالے کو ترجیح نہین دیتا اور اسیوجہ سے خدای تعالے نے اون لوگون کی مذمت فرمائی جو اسد تعالے کے لیے ایسی چیز ٹھہراوین جسکو مکروہ جانتے ہون چنانچہ فرمایا وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا یَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ اس آیت مین بعض قاریون نے لا پر وقف کیا ہے اون لوگون کی تکذیب کے لیے اور جرم سے جدا جملہ شروع کیا ہے جرم کے معنے کسب کی ہین یعنے اونکی اس حرکت نے کہ خدای تعالے کے لیے مکروہ چیزون کو ٹھہراتے ہین اونکے لیے آگ کماوی

آٹھوان ادب یہ ہے کہ اپنے صدقے کے لیے ایسے لوگ ڈھونڈھے جنسے صدقہ کو رتبہ اور طہارت ہو جاوے یہ نہین کہ آٹھون قسمون مین جیسا ہو اوسکو پہنچا دیتا جاوے بلکہ اون اشخاص مین جیسے صفتون کا لحاظ کرے جس مین وہ صفات پاوے اوسکو صدقہ دیوی **اول** صفت یہ ہے کہ ایسے لوگ تلاش کرے جو پرہیزگار اور دنیا سے روگردان اور صرف آخرت کی تجارت مین مشغول ہون

چھٹا ادب یہ ہے کہ اپنی دہشت کو کم جانے اسلیے کہ اگر بہت جانے گا تو عجب کریگا اور عجب مہلک حرامون مین سے ہے اور اعمال کو باطل کرتا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا اور کہتے ہین کہ طاعت جسقدر چھوٹی جانی جاوے وہ خدای تعالے کی نزدیک بڑی ہوگی اور معصیت کو جتنا بڑا جانو خدای تعالے کے نزدیک چھوٹی ہوگی اور بعض اکابر فرماتے ہین کہ خیرات کرنی بدون تین چیزون کے پوری نہین ہوتی اوّل اوسکو چھوٹا جاننا دوم جلد ادا کرنا سوم چھپا کر دینا اور خیرات کو زیادہ جاننا من اور اذی کے سوا تیسری بات ہی اسلیے کہ اگر بالفرض اپنے مال کو مسجد یا سرائے کے بنانے مین صرف کرے تو ممکن ہے کہ اسکو زیادہ اور بڑا سمجھے مگر اس صورت مین من اور اذی ممکن نہین - بلکہ عُجب اور بڑا جاننا سب عبادتون مین چلتا ہے - اور اوسکی دوا علم اور عمل دونون ہین علم تو اسطرح کہ یہ جانے کہ دسوان یا چالیسوان حصہ سب مین سے نہایت کم ہے اور جو دو تین درجے خیرات کرنے کے ہین جنکو ہم وجوب زکوۃ کی وجہون مین لکھہ آئے ہین اون مین سے یہ بہت خسیس درجہ ہے پس مناسب یہ ہے کہ اس خسیس درجہ پر قناعت کرنے سے حیا کرے نہ یہ کہ اپنی خیرات کو بڑا جانے اور اگر اوپر کے درجہ پر ترقی کر جاوے یعنے اپنا کل مال یا اکثر خدا کی راہ مین دیڈالے تو ایسے شخص کو یہ سوچنا چاہیے کہ مال میرے پاس کہان سے آیا اور کس چیز مین اسی صرف کرتا ہون کیونکہ مال تو خدای تعالے کا ہے اور اوسکا احسان ہے کہ بندے کو وہ مال دیا پھر توفیق اوسکے خرچ کرنے کی دی تو خدای تعالے کے حق مین کچھہ دی کر بڑا جاننا نچاہیے کہ وہ تو عین اوسی کا ہے اور اگر مال کو اس نظر سے دیا کہ ثواب آخرت ملے تو جسکے بدلہ مین بہت سے دوگنے چوگنے پاوے گا اوسکو بڑا کیون جانتا ہے - اور عمل یہ ہے کہ صدقہ کو شرمندہ ہوکر دیوے کہ بقیہ مال کو روک رکھا اور خدای تعالے کی چیز کو اوسکی راہ مین اپنے سے بخل کیا اور رانکسار اور خجالت ایسی صورت پر ہو جیسے کسی کے پاس کوئی امانت رکھہ جاوے اور وہ شخص اوسکے واپس دینے کے وقت کچھہ تو ہٹا دے اور کچھہ اپنے پاس رہنے دے کیونکہ مال سبکا سب خدای تعالے کا ہے اور سبکا دیڈالنا اللہ تعالے کو زیادہ پسند ہے اور سب کے دینے کا اسلیے بندے کو حکم نہین کیا کہ اوسکے بخل کے باعث اوسپر دشوار گذرتا چنانچہ خود فرمایا يُحْفِكُمُوهَا فَيَبْخَلُوا یعنے اگر مبالغہ کرے اور حکم دی کہ سب مال کو خرچ کر ڈالو تو تم بخل کرو اور رضا اور خوشی سے ندو سکا تو ان ادب یہ ہے کہ اپنے مال مین سے صدقہ کے لیے بہت عمدہ اور پاکیزہ چھانٹے اسلیے کہ اللہ تعالے پاک ہی اور پاک ہی مال کو قبول کرتا ہے اور جب مال صدقہ شبہہ کا ہوگا تو عجب نہین کہ وہ اوسکی ملک ہی نہو تو اپنے موقع پر نہوگا - اور ابان رضہ حضرت انس رضہ سے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشی ہے

کسیکی دشمن سے جاملا پھر دیکھے کہ دینے کے پیشتر اگر ایسی صورت ہوتی اور طبیعت کو بری معلوم ہوتی تو اتنی ہی اب بھی ہے یا کچھ زیادہ ہے اگر زیادہ ہے تو صدقۂ مذکور مین کچھ نہ کچھ میل منت کا ضرور ہے اسلیے کہ اسنے اس صدقہ کے سبب سے اوس بات کی توقع کی جسکی توقع اسکو اس صدقہ سے پیشتر نہ تھی ۔ اور یہ امر ایسا باریک ہے کہ کسی کا دل اس سے خالی نہین ہوتا اور اسکا علاج ایک ظاہری ہے اور ایک باطنی دوای باطنی تو اون حقیقتون کا معلوم کرنا ہے جنکو ہم نے وجوب کی وجہون مین لکھا ہے اور اسبات کو جاننا کہ فقیر ہمپر احسان کرتا ہے کہ ہماری دہش کو قبول کرکے ہمکو پاک کرتا ہے ۔ اور دوای ظاہر یہ ہے کہ دینے والا ایسے فعل کرے جیسے کوئی ممنون شخص کیا کرتا ہے کیونکہ جو افعال اعضا سے صادر ہوتے ہین وہ جسطرح کے اخلاق کی ہوتی ہین دل کو اونھین کا رنگ چڑھا دیتے ہین چنانچہ اسکے سر اس باب کے نصف اخیر مین مذکور ہونگے ۔ اور اسوجہ سے بعض اکابر صدقہ کو فقیر کے سامنے رکھکر اپنے آپ کھڑے رہتے اور فقیر سے التجا اوسکے قبول کرنے کی کرتے یہانتک کہ خود اوسکے سامنے سائلون کی صورت بناتے اور فقیر کو اپنے پاس آنا اچھا نہ جانتے بلکہ خود فقیر کے پاس جاکر دینے کو نہایت مناسب سمجھتے ۔ اور بعض اکابر ہاتھہ پر صدقہ رکھکر فقیر کے سامنے ہتھیلی پھیلا دیتے تاکہ فقیر اوسکو اوٹھالے اور اوپر ہاتھہ فقیر ہی کا رہے ۔ اور حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضہ جب کچھہ خیرات کسی فقیر کے پاس بھیجتین تو قاصد سے کہدیتین کہ جو کچھہ فقیر دعا کے کلمات کہے وہ یاد کرلینا جب واپس آکر بیان کرتا تو وہی کلمات آپ بھی کہدیتین اور فرماتین کہ دعا کا بدلہ دعا اسلیے ہمنے کیا کہ ہمارا صدقہ بیکار ہے غرضکہ اول کے لوگ فقیر سے دعا کی توقع نہ رکھتے تھے اسلیے کہ دعا بھی ایک مکافات کا سا طور ہے اور اگر کوئی اونکے لیے دعا کرتا تھا تو اوسکے بدلہ مین ویسی ہی دعا اوسکے لیے خود کردیا کرتے تھے حضرت عمر رضہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضہ نے ایسا ہی کیا ہے پس اس باب دل اپنے دلون کا علاج ایسے کیا کرتے تھے اور ظاہر کی رو سے بجز ان اعمال کی جو تواضع اور ذلت پر دلالت کرتے ہین اور فقیر کی طرف سے احسان کا ماننا اون سے معلوم ہوتا ہے اور کوئی علاج نہین اور باطن کے اعتبار سے اون امور کا جاننا جنکو ہم ذکر کرچکے ہین وہ دو عمل کی رو سے ہے اور یہ علم کی رو سے اور دل کا علاج ایسی ہی تدبیر سے ہوتا ہے جو مرکب علم اور عمل دونون سے ہو اور زکوۃ مین من اور اذی کے نہونے کی شرط قائم مقام نماز کے اندر خشوع کرنے کے ہے چنانچہ دونون باتین حدیث شریف سے ثابت ہین نماز کے باب مین ارشاد ہے لَيْسَ لِلْمَرْءِ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِلَّا مَا عَقَلَ اور زکوۃ مین فرمایا لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَدَقَةَ مَنَّانٍ اور خدا تعالے ارشاد فرماتا ہے لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى لیکن فقیہ کا فتوی کہ زکوۃ ادا ہوگئی اور آدمی اوس سے بری الذمہ ہوا گو اوسمین یہ شرط مفقود ہو تو یہ دوسری بات ہے ہم نے اسکی غرض کی طرف باب الصلوۃ مین اشارہ کیا ہے

---

۱ آدمی کو صدقہ سے مخالفین مین بہرہ نہین بجز اوس مقصد کے کہ ۱۲ اسکی صدقہ اسرار نمازکی فصل سوم مین گذری ۱۲ خدا تعالی احسان بھی وہی قبول کی خیرات قبول کرے

مگر باطن مین جو اسکا منشا ہے وہ دو باتین ہین اوّل مال پر سے ہاتھ اوٹھانے کو بُرا جاننا اور نفس پر اوسکا سخت گذرنا کہ خلق کو یہ بہت دشوار ہوا کرتا ہے دوم اپنے آپ کو یہ سمجھنا کہ مین فقیر سے بہتر ہون یہ شخص اپنی حاجت کے سبب سے مجھسے رتبے مین کم ہے اور ان دونون باتون کا منشا جہالت ہے مثلاً مال کے دینے کو برا جاننا خالی از حماقت نہین کیونکہ جو کوئی ہزار کے عوض مین ایک درم کی دینے کو بُرا جانے تو اوس سے زیادہ احمق کون ہوگا اور ظاہر ہے کہ مال خدای تعالی کی رضا جوئی اور ثواب اخروی کے لیے دیا کرتے ہین تو یہ چیز ین مال کی نسبت کر کہین اشرف ہین یا مال کو بخل کی بُرائی کے دور کرنے کو دیتا ہے یا زیادتی نعمت کے لیے بوجہ شکر ادا کرتا ہے بہرحال انمین سے کوئی سی وجہ ہو برا معلوم کرنے کی کوئی صورت نہین اور دوسری بات بھی جہالت ہے اسلیے کہ اگر آدمی فقیری کا فضل تونگری کی نسبت کر معلوم کرے اور تونگرون کے خطر کو پہچانے تو کبھی فقیر کو حقیر نجانے بلکہ اوسکو متبرک سمجھے اور اوسکے رتبہ کی تمنا کرے کیونکہ تونگرون مین سے نیکبخت آدمی فقیرون سے پانسو برس بعد جنت مین داخل ہون گے اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ هُمُ الْاَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ حضرت ابوذر نے پوچھا کہ وہ کون ہین فرمایا کہ هُمُ الْاَكْثَرُونَ اَمْوَالًا یعنے جن لوگون کے پاس مال بہت ہے پھر فقیر کو کیسے حقیر جانتا ہے جسکے لیے خدای تعالے نے اوسکو مسخر کر رکھا ہے یعنے مالدار اپنی کوشش سے مال کماتا ہے اور اوسکو محنت کر کے بڑھاتا ہے اور حفاظت کرتا ہے پھر اوسپر لازم کر دیا گیا ہے کہ فقیر کو بقدر حاجت دی ڈالی اور زائد حاجت سے اوسکو ندی جسکے دینے سے اوسکو ضرر ہو پس اس صورت مین مالدار فقیر کی روزی کی کمانی کے لیے کاروبار کرتا ہے اور فقیر سے اسبات مین جدا ہے کہ لوگون کے حقوق اپنی گردن پر لیتا ہے اور مشقتین بہت سی اوٹھاتا ہے ان زوائد کی حفاظت مرتے دم تک کرتا ہے یہانتک کہ بعد کو اوسکے دشمن اوس مال کو کھاتی ہین - پس جب آدمی کے دل سے برائی دینے کی نکل جاوی اور برائی کے بدلے خوش ہو کہ اللہ تعالی نے توفیق واجب کے ادا کرنے کی دی اور فقیر کو بھیجدیا جسکو مال حوالہ کر کے اوسکے حق سے ادا ہوا اور فقیر نے اوسکو قبول بھی کر لیا تو اس صورت مین اذی اور جھڑکی اور ترشروئی کچھ بھی نہ ہوگی بلکہ فقیر کو دیکر خوش ہوگا اور اوسکی تعریف کرے گا اور اوسکا احسان مانے گا - اب اگر یہ کہو کہ منشا من اور اذی کا تمنے یہ بتایا کہ آدمی اپنے آپکو محسن خیال کرے اور یہ ایک باریک امر ہے اسکی کوئی پہچان بھی ہے جس سے معلوم ہو کہ دینے والے نے اپنے نفس کو محسن نہین سمجھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہان اسکی علامت باریک اور صاف ہے اور وہ یہ ہے کہ فرض کرے کہ اس فقیر نے کچھ اوسکا نقصان کر دیا یا اوسکے

اور وہی ہین نسایہ وفضان الخ اور فقیر سے سب کے بعد جنت مین جاوینگے الخ ۱۲

صفات مین سے ہی پھر اوس سے زبان اور اعضا پر احوال متفرع ہوتے ہین پس اصل اوسکی یہ ہے
کہ اپنے آپ کو سمجھے کہ مین نے فقیر پر احسان اور انعام کیا حالانکہ اوسکو یہ سمجھنا چاہیے تھا کہ فقیر نے مجھپر
احسان کیا کہ اسد تعالے کا حق مجھسے وصول کر لیا جس سے میری طہارت اور دوزخ سے نجات ہوگی
اگر بالفرض وہ قبول نکرتا تو میرا گلا اوس حق مین پھنسا رہتا تو زیبا یہ تھا کہ فقیر کا احسان اپنے اوپر خیال
کرے کہ فقیر نے اپنا ہاتھہ خدائے تعالے کے حق کے وصول کرنے کے لیے اوسکی طرف سے قائم مقام
کر دیا چنانچہ آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ پیشتر اس سے کہ سائل کے ہاتھہ مین پہونچے
خدائے تعالے کے ہاتھہ مین پڑتا ہے۔ تو یون سمجھنا چاہیے کہ مین اسد تعالے کا حق دیتا ہون اور فقیر
جو اسکو لیتا ہے وہ خدا تعالے سے اپنا رزق لیتا ہے مگر پہلے یہ مال خدائے تعالے کا ہو جاتا ہے پھر فقیر کو
ملتا ہے اگر بالفرض کسی شخص کا اس مالدار کے ذمہ قرض ہوتا اور قرضخواہ اوس سے کہدیتا کہ یہ قرض میرے
خادم یا غلام کو دیدینا اور اوس خادم اور غلام کا خورد و نوش اوس قرضخواہ کے ذمہ ہوتا تو اب یہ
شخص اگر یہ خیال کرتا کہ مین اس غلام یا خادم پر احسان کرتا ہون تو اسکی حماقت اور جہالت تھی کیونکہ
اوسپر احسان تو وہ کرتا ہے جو اوسکے خورد و نوش کا کفیل ہے یہ شخص تو اوسکا وہ قرض ادا کرتا ہے جو اسکے
ذمہ کسی محبوب چیز کے لینے کی جہت سے ہوا ہے پس قرض کا ادا کرنا اپنے حق مین فائدہ کرتا ہے
نہ دوسرے پر احسان جتانا۔ اور جب وہ تین وجہین جو ہمنے زکوۃ کے وجوب مین ذکر کی ہین آدمی
معلوم کرلے یا اونمین سے ایک سمجھ لے تو پھر اپنے آپ کو دوسرے پر احسان کرنے والا نجانے گا
بلکہ یہی سمجھے گا کہ خود اپنے نفس پر احسان کرتا ہون یعنے مال کو خواہ خدائے تعالی کی محبت ظاہر
کرنے لیے دیتا ہون یا اپنے نفس کو بخل کی برائی سے پاک کرنے کے لیے یا مال کی نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے
دیتا ہون کہ خدائے تعالے اور زیادہ دیوے اور ان تینون صورتون مین اسکے اور فقیر کے درمیان مین
کوئی معاملہ نہین تاکہ یہ سمجھے کہ مین فقیر پر احسان کرتا ہون — اور جب اس اصل سے جاہل ہوتا ہے
اور اپنے آپ کو فقیر پر محسن سمجھتا ہے تب اوسکے ظاہر پر اس سے دو باتین متفرع ہوتی ہین جو مین
کے معنون مین مذکور ہوئی ہین یعنے صدقہ کا ذکر کرنا اور ظاہر کرنا اور فقیر سے اوسکا بدلہ چاہنا
کہ شکر گزار اور دعا گو ہو اور خدمت اور تعظیم کرے اور حقوق بجالاوے اور مجلسون مین آگے بٹھلاوے
اور کامون مین پیروی کرے کہ یہ سب امور ملکت کے ثمرے ہین اور منت کے معنے باطن مین وہی ہین
جو ہم لکھہ چکے ہین — اور اذی کے معنے ظاہر مین تو جھڑکی اور عیب لگانے اور درشت کلامی
اور ترشروئی اور ظاہر دینے سے پردہ دری اور فقیر کے ساتھہ اقسام سختی کے کاربند ہونے کے ہین

اور دار قطنی نے روایت کی ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ صدقہ پیشتر اس سے کہ سائل کے ہاتھہ مین پہونچے خدائے تعالے کے ہاتھہ مین پڑتا ہے

اور ظاہر دینے کے باب مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ یہ اوسی جگہ کے لیے ہے کہ حال مقتضی ظاہر دینے کا ہو یا دوسرون کی اقتدا کے لیے یا اسلیے کہ سائل نے مجمع مین سوال کیا ہے تو ریا کے ڈر کے مارے ظاہر مین تصدق کرنے کو چھوڑنا نچاہیے بلکہ خیرات کرنی چاہیے اور اپنے باطن کو حتے الوسع ریا سے محفوظ رکھنا چاہیے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ظاہر دینے مین ایک اور خرابی بھی ہے سوای احسان اور ایذا کے اور وہ فقیر کے پردہ کو پھاڑتا ہے کیونکہ اکثر سائل کو اس بات سے ایذا ہوتی ہے کہ کوئی اوسکو محتاج کی صورت مین دیکھے پس جبکہ خود اوسنے اپنے پردہ کا خیال نکیا اور ظاہر سوال کیا تو یہ تیسری خرابی اوس شخص کے حق مین ممنوع نہین اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی فسق چھپا کر کرتا ہو کہ اوسکا ظاہر کرنا اور سراغ لگانا اور رغبت کرنی ممنوع ہے مگر جو شخص خود فسق کو ظاہر کرے تو ایسے کے فسق کو ظاہر کرنا اوسکی سزا ہی مگر اوسکا سبب وہ خود ہی ہے اور اسی جیسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ اَلْقٰى جِلْبَابَ الْحَيَاءِ فَلَا غِيْبَةَ لَهٗ اور اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہی وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً اس آیت مین علانیہ دینے کے لیے بھی ارشاد فرمایا اسوجہ سے کہ اوسمین دونون کی ترغیب کا فائدہ ہے غرض کہ آدمی کو چاہیے کہ ظاہر دینے مین جو فائدہ ہے اوسکو اوس خرابی سے جو اسمین لازم آتی ہے فکر دقیق سے سوچ لے اسلیے کہ یہ امر احوال اور اشخاص کے مختلف ہونے سے اور کا اور ہو جاتا ہی یہانتک کہ بعض اوقات کچھ حالات مین بعض شخصون کو ظاہر دینا ہی بہتر ہو جاتا ہے اور جو شخص کہ فائدون اور خرابیون کو معلوم کرلے اور شہرت کی نظر سے قطع نظر کرے اوسکو ہر حال مین واضح ہو جاوی گا کہ بہتر اور لایق کونسی طرح کا دینا ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ اپنے صدقہ کو من و اذی سے باطل نکرے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى اور ان دونون لفظون کی حقیقت مین لوگون نے اختلاف کیا ہے بعض کا یہ قول ہے کہ من کے یہ معنے ہین کہ صدقہ کا ذکر کرے اور اذی سے یہ مراد ہے کہ اوسکو ظاہر کرکے دیوی اور سفیان ثوری رح نے فرمایا ہے کہ جو شخص من کرتا ہے اوسکا صدقہ بیکار ہو جاتا ہے اون سے کسی نے دریافت کیا کہ من کس طرح ہے فرمایا کہ اوسکو ذکر کرے اور لوگون سے کہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ من سے مراد یہ ہے کہ صدقہ کے عوض مین فقیر سے خدمت لیوی اور اذی یہ ہے کہ اوسکو فقیری کا ننگ دلاوے اور کچھ کہتے ہین کہ من یہ ہے کہ فقیر پر اپنے دینے کی جہت سے تکبر کرے اور اذی یہ ہے کہ اوسکو زجر و توبیخ سوال پر کرے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمکو منع کیا ہے کہ میرا صدقہ قبول نہین فرماتا اور میرے نزدیک یہ ہے کہ من کی ایک جڑ اور بنا ہے جو دل کے احوال اور

ف ۱ اگر کہا کہ اچھی بات کے ظاہر کرنے مین ریا کا خوف ہے تو اچھی بات کا ظاہر کرنا ہی بہتر ہے ۱۲

ف ۲ جسنے شرم کو اوٹھا دیا ہو ۱۲

ف ۳ اور اوسکی غیبت جائز ہے ۱۲

ف ۴ ابن حبان اور ابو نعیم نے بروایت انس رضی اللہ عنہ

ف ۵ اگر کسی کا حال اور قصد معلوم ہو جاوے تو اوسکا ظاہر کرنا ہی بہتر ہے ۱۲

ف ۶ کیونکہ اچھی خرابی احسان رکھنا اور ایذا دینا ہی ۱۲

ف ۷ اس جملہ کی مسند الفاظ اچھے کے سامنے نہین ہی ۱۲

قبول نہین فرماتا۔ اور جو شخص اپنے صدقے کو کہتا پھرتا ہے وہ شہرت کا طالب ہی اور جو لوگون کے مجمع مین دیتا ہے وہ ریا کا خواہان ہے اور پوشیدہ دینا اور چھپے رہنا ان دونون آفتون سے بچاوہی اور بعض اکابر نے پوشیدہ خیرات کرنے مین بہت مبالغہ کیا ہے یہانتک کہ اس باب مین کوشش کی کہ لینے والا دینے والے کو نہ پہچانے اسکے لیے بعض آدمی تو اندھے کے ہاتھہ مین خیرات ڈالدیتے ہین اور بعض فقیر کے راستہ مین اور اوسکے بیٹھنے کی جگہہ مین پھینکدیتے تھے ایسی طرح کہ وہ چیز کو دیکھہ لے اور دینے والے کو نہ دیکھے اور بعض سوتے ہوئے فقیر کے پلہ مین باندہ دیتے تھے اور بعض دوسرے شخص کے ہاتھون فقیر کے پاس پونہچادیتے تھے کہ اوسکو دینے والے کا حال نہ معلوم ہو اور درمیانی شخص اوسکا حال پوشیدہ رکھتا تھا اور وہ درمیانی سے کہہ بھی دیتا تھا کہ ظاہر مت کرنا اور یہ سب اس لیے تھا کہ خدائے تعالے کے غصہ کو بجھانے کا ذریعہ پیدا کرین اور شہرت اور ریا سے بچے رہین۔ اور جب ایسی صورت ہو کہ بدون ایک شخص کے معلوم کیے خیرات کا دینا نہو سکے تو بہتر ہے کہ ایک وکیل کو سپرد کردے کہ وہ مسکین کو حوالہ کرے اور اوسکو خبر نہو کہ کسنے دیا اسلیے کہ مسکین کے پہچاننے مین ریا اور احسان دونون ہین اور درمیانی کے جاننے مین صرف ریا ہی ہوگی دو باتین تو نہونگی اور جس صورت مین کہ دینے والے کو شہرت مقصود ہو تو اوسکا عمل لغو ہوجاوے گا کیونکہ زکوٰۃ بخل کے دور کرنے اور مال کی محبت کم کرنے کو ہے اور جاہ کی محبت بہ نسبت مال کی محبت کے نفس پر زیادہ چھاتی ہے۔ اور آخرت مین ان دونون مین سے ہر ایک مہلک ہی مگر بخل کی صفت قبر مین بشکل گزندہ بچھو کے متمثل ہوگی اور ریا کی صفت سانپ کی سی ہوگی اور آدمی کو ان دونون چیزون کے ڈسنے کا خواہ مار ڈالنے کا حکم ہے تاکہ انکی اذیت بالکل نہو یا کمتر ہو پس جبکہ قصد ریا اور شہرت کا کرے گا تو گویا بچھو کی بعض اجزا کو سانپ کی غذا بناوے گا تو ظاہر ہی کہ جسقدر بچھو کم زور ہوگا اوسی قدر سانپ زور آور ہوگا اس سے تو اگر ویسا ہی رہنے دیتا تو اوسپر آسان ہوتا۔ اور ان صفات کی خواہش کے خلاف عمل کرنے سے ہے غرضکہ اس مین کیا فائدہ ہے کہ سبب بخل کے تو خلاف کرے اور سبب ریا کے اطاعت کرے اس سے تو ادنی چیز کمزور ہوجاے گی اور قوی کو اور زیادہ قوت ہوگی اور قریب ہے کہ جلد سوم مہلکات مین ان امور کے اسرار آوین گے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ جہان جانے کہ میرے ظاہر مین زکوٰۃ دینے سے اور لوگون کو ترغیب ہوگی اور وہ میرا اتباع کرین گے تو وہان ظاہر دیوے اور اس صورت مین ریا سے آدمی کے بچنے کا طریق وہ ہی جسکو ہمنے باب السیا مین علاج ریا کا ذکر کیا ہی

دلاتا ہے اور فحشا اور منکرات کا حکم کرتا ہے اور ہر فرشتے کے آتارے پیچھے اوسکا اوتارا دلپر ہوتا ہے
تو سبب خیر کی دل مین گذرنے کو غنیمت جانے اور اگر کسی خاص مہینے مین اکٹھی زکوۃ دیا کرتا ہو
تو زکوۃ کو اوس مہینے کے لیے معین کرکے رکھہ چھوڑے اور اسباب مین کوشش کرنی چاہیے
کہ زکوۃ دینے کا وقت افضل وقتون مین سے ہو تاکہ قربت بھی اسکے باعث زیادہ ہو اور زکوۃ بھی
دوچند ہو جاوے مثلاً ماہ محرم مین دیوے کہ یہ سال کا شروع مہینا ہے اور حرام مہینون مین سے ہے
یا رمضان مین زکوۃ نکالے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے مین سب سے زیادہ سخاوت
کرتے تھے اور آندھی کی طرح ہوتے تھے کہ کوئی چیز گھر مین نہ چھوڑتے تھے اور رمضان مین
شب قدر کی بھی فضیلت ہے اور قرآن اوسمین نازل ہوا ہے - اور مجاہد رح کہا کرتے کہ رمضان
مت کہو کہ ایک نام خدای تعالے کا ہے بلکہ شہر رمضان کہا کرو - اور ماہ ذی حجہ بھی بہت فضیلت
رکھتا ہے کہ حرام مہینون مین سے ہے اور اوسمین حج اکبر ہوتا ہے اور ایام معلومات یعنی پہلا
عشرا اوسمین ہے اور ایام معدودات جو تشریق کے دن ہین وہ بھی اوسمین ہین اور ماہ رمضان کے
دنون مین سے بہتر پیچھے کے دس روز ہین اور ماہ ذی حجہ کے دنون مین سے اول کے دس روز

تیسرا ادب زکوۃ کا پوشیدہ دینا ہے کہ نمود اور شہرت اور ریا سے دور تر ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ جُهْدُ الْمُقِلِّ اِلٰى فَقِيْرٍ فِيْ سِرٍّ اور بعض علماء نے
کہا ہے کہ تین چیزین خیرات کے خزانون مین سے ہین اون مین سے ایک صدقہ کا پوشیدہ
دینا ہے - اور ایک حدیث مسند مین بھی یہ مضمون مروی ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ بندہ کوئی کام خفیہ کرتا ہے تو اللہ تعالے اوسکو خفیہ مین ارقام فرماتا ہے پھر اگر وہ اوسکو
ظاہر کرتا ہے تو اللہ تعالے اوسکو خفیہ کے دفتر سے ظاہر مین نقل کر دیتا ہے اور اگر وہ شخص اوس عمل کو
کسی اور سے کہتا ہے تو خفیہ اور ظاہر دونون کے دفتر مین سے اوسکو دور کرکے ریا مین لکھہ لیتا ہے
اور حدیث مشہور مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سات آدمی ایسے ہین کہ اللہ تعالے اونکو اوس روز سایہ مین
رکھے گا جس روز کہ کوئی سایہ بجز اوسکے عرش کے سایہ کے نہوگا اونمین سے ایک شخص وہ ہے کہ اوسنے کوئی صدقہ
دیا ہو اور اوسکی بائین کو خبر نہوئی ہو کہ اوسکے دہنے نے دیا ہے اور ایک حدیث مین ہے
کہ صَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ اور اللہ تعالے فرماتا ہے وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اور پوشیدہ دینے کا فائدہ ریا اور شہرت کی آفت سے چھوٹنا ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدای تعالے شہرت والے اور ریاکار اور منت رکھنے والے سے

مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین جلد اول ۳۹۰ باب پنجم زکوۃ کے اسرار فصل دوم زکوۃ دینے اور اوسکی شرطون کے بیان مین

محبت اونکو کم ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنْ یَّسْاَلْکُمُوْھَا فَیُحْفِکُمْ تَبْخَلُوْا یعنے اگر تم سے مال مانگے اور مبالغہ کرے تو تم بخل کرو پس اوس بندہ مین جس سے اللہ تعالے نے مال اور جان جنت کی عوض مین خرید لی ہو اور اوس مین کہ جسپر بخل کے باعث مبالغہ نہ کیا جاتا ہو بہت فرق ہے۔ حاصل یہ کہ اللہ تعالے نے جو بندونکو مالون کے صرف کرنے کو حکم کیا ہے اوسکی ایک وجہ یہ تھی جو اوپر مذکور ہوئی۔ دوسری وجہ صفت بخل سے پاک کرنے کی ہے کہ یہ صفت مہلکات مین سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ثَلٰثٌ مُّھْلِکَاتٌ شُحٌّ مُّطَاعٌ وَّھَوًی مُّتَّبَعٌ وَّاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ اور اللہ تعالے فرماتا ہے وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ جلد سوم مہلکات مین ہم اسکے مہلک ہونے کی وجہ اور اوس سے نجات کی صورت بیان کرینگے۔ اور ظاہر ہے کہ بخل کی صفت اسی طرح دور ہوتی ہے کہ آدمی مال کے دی ڈالنے کا عادی ہو کیونکہ کسی چیز کی محبت جدا نہین ہوتی جبتک کہ نفس کو اوسکی مفارقت پر زور نہ دیا جاوی یہانتک کہ اوس سے جدا ہونے کا خوگر ہو جاوے اور اس وجہ کے اعتبار سے زکوۃ پاک کرنے والی ہے یعنے زکوۃ دینے والے کو بخل کی ناپاکی سے جو مہلک ہے پاک کر دیتی ہے اور اوسکا پاک کرنا اوسی قدر ہوگا جسقدر آدمی کو دینے سے خوشی اور اللہ تعالے کی راہ مین صرف کرنے سے راحت ہوگی۔ تیسری وجہ شکر نعمت ہے کیونکہ اللہ تعالی کی نعمت بندہ پر خود اوسمین اور اوسکے مال مین دونون مین ہے پس عبادات بدنی نعمت بدن کا شکر ہے اور مالی نعمت مال کا اس صورت مین وہ شخص بڑا حسیس ہے جو فقیر کو دیکھے کہ اوسپر روزی تنگ ہے اور اپنا محتاج ہو کر آیا ہے اور باوجود اسکے اوسکا نفس گوارا نہ کرے کہ خدائے تعالی کا شکر ادا کرے کہ مجکو سوال سے غنی کیا اور دوسرے کو میرا دست نگر بنایا اور چالیسوان حصہ خواہ دسوان نہ نکالے بلکہ اس نعمت کا شکرانہ ضرور چاہیے ؎ نخواہندہ بر در دیگران ٭ بشکرانہ خواہندہ از در مران ٭

دوسرا ادب ادا کے وقت مین ہے۔ ارباب دین کے آداب مین سے ہے کہ وقت وجوب سے پیشتر ہی زکوۃ ادا کرین تاکہ معلوم ہو کہ حکم خدا کی تعمیل کی رغبت رکھتے ہین اور فقرا کے دلون کو آسائش پہونچے اور زمانہ کے موانع سے برطرف رہین کہ نہ معلوم خیرات مین کچھ ہرج نہ پڑ جاوے اور یہ بھی وہ جانتے ہین کہ تاخیر مین بہت سی آفتین ہین ایک یہ ہے کہ اگر وقت وجوب سے تاخیر ہو جاوے تو مبتلائے معصیت ہونا پڑے گا پس جبکہ باطن مین خیر کا باعث ظاہر ہو تو آدمی کو چاہیے کہ اوسکو غنیمت جانے کیونکہ یہ فرشتے کا اوتارا ہے اور مومن کا دل خدای تعالے کی دو اونگلیون کے درمیان مین ہے اوسکو پلٹتے دیر نہین لگتی علاوہ ازین شیطان مفلسی کا خوف

اسکا ترجمہ اور اسناد باب اول کی دوسری فصل مین گذرا ۱۲

ف اور بچایا گیا اپنی جی کی لالچ سے تو وہی لوگ ہین مراد پانے والے ۱۲

جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم نے اپنے گھر والون کے لیے کیا چھوڑا تو فرمایا کہ اللہ اور اوسکا رسول اور حضرت عمر رضہ سے پوچھا کہ تم نے کیا چھوڑا عرض کیا کہ اتنا ہی گھر والون کے لیے چھوڑا ہی جتنا حاضر خدمت کیا ہو آپ نے فرمایا کہ تم کو دونون مین اتنا ہی فرق ہے جتنا تم دونون کی دونون کلمون مین ہے غرضکہ حضرت صدیق رضہ نے تمام صدق کو پورا کیا کہ اپنے پاس سوائے محبوب یعنی اللہ اور اوسکی رسول کے اور کچھ نہ چھوڑا — دوسری قسم وہ لوگ ہین جنکا درجہ اونکے درجے سے کم ہے اور وہ لوگ اپنے مال کو روکتے ہین اور حاجت کے وقتون اور خیرات کے موسمونکو تاکتے رہتے ہین غرضکہ جمع کرنے سے اونکا قصد یہ ہوتا ہے کہ بقدر حاجت خرچ کرین عیش نہ اوڑاوین اور جو کچھ حاجت سے بچ رہے اوسکو نیک راہ مین جب موقع ملے دی ڈالین اور یہ لوگ صرف مقدار زکوٰۃ پر قناعت نہین کرتے بلکہ اوسکے سوا اور صدقات بھی دیدیتے ہین — اور نخعی اور شعبی اور عطاء اور مجاہد جیسے علماء کی یہ راے ہے کہ حال مین زکوٰۃ کے سوا اور حقوق بھی ہین چنانچہ شعبی سے جب پوچھا گیا کہ مال مین زکوٰۃ کے سوا کوئی اور حق بھی ہے تو فرمایا کہ ہان اور بھی ہے کیا تو نے نہین سنا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى الآیہ اور ان علما کا استدلال اس آیت سے بھی ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور اس سے وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ اور کہتے ہین کہ یہ آیتین آیت زکوٰۃ سے منسوخ نہین ہوئی ہین بلکہ مسلمانون کا حق جو ایکدوسرے پر ہے اوسمین داخل ہین — اور انکے معنی یہ ہین کہ تو اگر آدمی جب کسی محتاج کو پاوے تو اوسپر واجب ہے کہ اوسکی حاجت کو مال زکوٰۃ کے سوا سے دور کرے — اور جو امر کہ فقہ مین اسباب مین درست ہی وہ یہ ہے کہ جب حاجت سے آدمی کی جان پر آبنے تو اوسکا دور کرنا اورون پر فرض کفایہ ہے اس لیے کہ مسلمان کا تلف کرنا درست نہین مگر ہو سکتا ہے کہ یون کہا جاوے کہ دولت والے پر صرف اتنا واجب ہے کہ جسقدر سے محتاج کی حاجت دور ہو وہ اوسکو قرض دی دے ویسی ہی ڈالنا جس صورت مین کہ زکوٰۃ اپنے ذمہ سے ادا کر چکا ہو لازم نہین اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ اوسپر لازم ہے کہ فی الحال اوسکو خرچ دے ڈالے قرض دینا درست نہین بہرحال اس مسئلہ مین اختلاف ہے لیکن قرض دینے کی صورت سب سے اخیر درجے کی طرف اوترتا ہے جو عوام کے درجات مین سے ہے اور تیسری قسم بھی وہی ہے یعنی تیسری قسم ایسے لوگ ہین کہ صرف واجب کے ادا کر دینے پر اکتفا کرتے ہین نہ اوسپر بڑھاتے ہین نہ اوس مین گھٹاتے ہین اور یہ مرتبہ سب مرتبون سے کم ہے اور عوام سب کے سب اسی پر کفایت کرتے ہین اس وجہ سے کہ مال کے مائل اور بخیل ہوتے ہین اور آخرت کی

مصرف کی ہون تو چاہیے کہ اس صاع کو پندرہ آدمیون کو پونہچاوی کہ ہر قسم مین سے تین ہو جاوین اور اگر باوجود امکان کے ایک کو نہ پونہچے تو اوسکو اپنے پاس سے تاوان دی پس اگر مقدار واجب کی کمی کی جہت سے اسطرح تقسیم کرنا اوسپر دشوار پڑے تو اس صورت مین چاہیے کہ جن لوگون پر زکوۃ واجب ہے اون کے شریک ہو جاوے اور اپنا مال اونکے مال مین ملاوے خواہ مستحق شخصون کو جمع کرکے اونکے حوالہ کرے تاکہ وہ آپس مین تقسیم کرلین کیونکہ سبکو پونہچانا اسپر ضرر کرتا ہے

دوسرا بیان زکوۃ کے آداب باطنی کے ذکر مین — جاننا چاہیے کہ طریق آخرت کی طالب کے لیے زکوۃ دینے مین کئی آداب ہین **آداب اول** زکوۃ کے واجب ہونے کو اور اوسکے علت کو سمجھنا اور اوسمین امتحان کی وجہ خیال کرنی اور یہ بات دریافت کرنی کہ زکوۃ اسلام کے ارکان مین سے کیون ہوئی باوجودی کہ یہ تصرف مالی ہے بدنی عبادت نہین اور اسکے وجوب کی تین وجہین ہین **اول** یہ کہ شہادت کے دونون کلمون کا بولنا توحید کا لازم پکڑنا اور معبود کی وحدانیت کی گواہی دینی ہے اور اسکو اچھی طرح پورا کرنا اسطرح ہے کہ موحد کے نزدیک سوای واحد یکتا کے اور کوئی محبوب نہ ہے کیونکہ محبت شرکت کو قبول نہین کرتی اور صرف زبان سے توحید کا بولنا نافع کم ہی بلکہ درجہ محبت کا امتحان محبوب چیزون کی مفارقت سے کیا جاتا ہے اور خلائق کے نزدیک مال بہت محبوب ہین کہ دنیا کی کاربراری کا ذریعہ وہی پڑتی ہین اور اس جہان مین اونھین سے اونکو انس رہتا ہی اور موت سے نفرت کرتی ہین باوجودیکہ موت مین ملاقات محبوب میسر ہے اسلیے اپنے صدق دعوی کے ثبوت کے لیے امتحان اس محبوب چیز کا لیا گیا کہ جو شی تمھاری منظور نظر اور معشوق ہے اوسکو ہماری راہ مین دو اور اسی لیے اللہ تعالے نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ اور یہ امر جہاد سے متعلق ہے یعنے خدائے تعالے کے شوق دیدار مین جان سے دست بردار رہونا اور مال سے چشم پوشی کرنی تو جان کی نسبت کرنی بہت سہل ہے اور جبکہ مالون کے خرچ کرنے مین یہ معنی سمجھی گئے تو اس بنا پر آدمیون کی تین قسمین ہو گئین ایک تو وہ جنھون نے توحید کو سچی طرح سے ادا کیا اور اپنے عہد کو پورا کیا اور اپنے سب مال سے دست بردار ہوئی نہ اشرفی رکھی نہ پیسہ اور اسبات کے درپے ہی نہوئی کہ اون پر زکوۃ واجب ہو یہان تک کہ بعض اکابر سے کسی نے سوال کیا کہ دوسو درہم مین زکوۃ کتنی واجب ہے اونھون نے فرمایا کہ عوام پر تو شرع کے حکم سے پانچ درم واجب ہین لیکن ہم لوگون پر سب کا دی ڈالنا واجب ہے اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صدقہ کی فضیلت بیان فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق نے اپنا سب مال دی ڈالا اور حضرت عمر رضہ نے نصف مال دیا اور حضرت ابوبکر صدیق

قال اسیوطی رواہ ابوداود والترمذی وصححہ وروایت عمر رضہ عند ابن ابی حاتم وروایت ابی ہریرۃ رضہ عند ابن ابی شیبۃ وابن ابی حاتم وابن مردویہ وروایت ابن عباس رضہ عند ابن ابی حاتم وابن مردویہ وروایت ابی سعید رضہ عند ابن ابی حاتم وابن مردویہ وروایت ابی امامۃ رضہ عند ابن ابی حاتم وابن مردویہ وروایت ابی الدرداء رضہ عند ابن ابی حاتم وابن مردویہ وروایت ابی ہریرۃ رضہ عند ابن ابی حاتم وابن مردویہ وروایت ابی سعید رضہ عند ابن ابی حاتم وابن مردویہ وروایت ابی امامۃ رضہ عند ابن ابی حاتم وابن مردویہ وروایت ابی الدرداء رضہ عند ابن ابی حاتم وابن مردویہ

پاس کم ہوتا ہے اسلیے نقد کو نہین لیا تو یہ قول اوس صورت سے باطل ہوگا جو شریعت نے نقصان سن کے
کسر بھرنے مین دو بکریون کے عوض مین بیس درم ذکر کیے ہین یعنی کسر بھرنے مین یہ کیون نہ کہا کہ جس قدر
قیمت ناقص ہو اوس قدر لینا چاہیے بیس درم کی قید کیون لگائی اور اگر کپڑے اور اسباب سب ایک سی
ہین تو دو بکریون کی قید کیا ضرور تھی غرض کہ یہ اور اس جیسی اور تخصیصون سے معلوم ہوتا ہی کہ زکوۃ
بھی عبادات سی خالی نہین جیسے حج کے افعال اون سے خالی نہین لیکن زکوۃ مین دو باتین اکٹھی ہین
اور چونکہ ضعیف ذہن مرکب چیزون کے دریافت سے قاصر ہین اسی وجہ سے اونمین غلطی کرتی ہین
چوتھی یہ کہ صدقہ کو دوسرے شہر مین نہ لیجاوے کیونکہ ہر شہر کے مساکین وہان کے مالونکو تاکتی ہین
اگر یہ وہان سے لیجاوی گا تو اونکے گمان باطل اور امیدین جھوٹی پڑین گی پھر اگر ایسا کری گا تو ایک
قول کی بموجب کافی ہوگا مگر خلاف کے شبہ سے باہر ہوجانا اچھا ہے یعنے ہر ایک مال کی زکوۃ اوسی شہر
مین نکالے اور وہان کے غریبون پر اوسکو تقسیم کردے پانچوین یہ کہ زکوۃ کے مال کے اوتنے حصے کری
جتنے مصرف کے اقسام اوس شہر مین موجود ہون کیونکہ مصرف کی ساری قسمون کو پونہچانا زکوۃ دینی والی پر
واجب ہے اور اسپر ظاہر قول خداوندی دلالت کرتا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ
وَالْمَسَاكِينِ الخ یعنے صدقات ان لوگون کو پہونچنے چاہیین یہ آیت ایسی ہے جیسے کوئی مریض کہی
کہ میرا تہائی مال فقرا اور مساکین کے لیے ہے یہ وصیت یہی چاہتی ہے کہ مال مین دونون فریق
شریک رہین اسی طرح آیت مین تمام اقسام کی شرکت مراد ہے۔ اور عبادات مین ظاہر امور پر
پڑجانے سے احتراز کرنا چاہیے باطن کے مقاصد کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اب ان آٹھہ قسمون مین سے
دو قسمین تو اکثر شہرون مین مفقود ہین یعنے ایک وہ کہ اونکو تالیف قلوب کے لیے دیا جاوی دوسری
زکوۃ کے عامل اور چار قسمین تمام شہرون مین موجود ہین یعنے فقرا اور مساکین اور قرضدار اور مسافر
جنکے پاس مال نہو اور دو قسمین ایسی ہین کہ بعض شہرون مین ہین اور بعضون مین نہین یعنے
غازی اور مکاتب پس اگر مثلاً زکوۃ دینے والے کے شہر مین پانچ قسمین مصرف زکوۃ مین سے ہون
تو چاہیے کہ مال زکوۃ کے پانچ حصے برابر کرے اور ایک حصہ ایک قسم کا معین کردی پھر ان پانچون حصون
کے تین تین ٹکڑے یا زیادہ کرلے خواہ برابر ہون یا کم وبیش اور یہ واجب نہین کہ اون قسمون کے
ہر ہر شخص کو بھی برابر دیوے بلکہ اختیار ہے کہ ایک قسم کے دس آدمیون کو دی اور دوسری کے بیس شخصونکو
اور ظاہر ہے کہ انکا حصہ اول شخصون سے آدھا ہوگا مگر قسمون مین کمی بیشی نہین ہوسکتی ہر قسم مین
تین آدمیون سے کم نکرے۔ اور اگر مقدار واجب صدقہ فطر کا ایک صاع ہو اور شہر مین پانچ قسمین

معنے سمجھہ مین آتے ہین اور تیسرے کبھی طبیعت بھی مدد دیتی ہے اور اوسکی طرف بلاتی ہے تو اوس سے غلامی اور بندگی کا خلوص ظاہر نہوگا اسلیے کہ بندگی اوسی کو کہتے ہین کہ حرکت صرف معبود کے امر کے باعث ہو اور کسی جہت سے نہو اور اعمال حج کے سب اسی طرح کے ہین اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احرام مین ارشاد فرمایا لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا اسمین تنبیہ ہے کہ یہ احرام صرف امر کی فرمانبرداری سے بندگی کا اظہار ہے اور جس طرح حکم ہوا ہے اوسکو مان لینا ہے بدون اسکے کہ عقل کو کوئی بات اسمین سے ایسی ملی ہو جسکی طرف وہ میل کرے یا اوسپر اوبھارے دوسری طرح واجبات شرع کی وہ ہے کہ اوس سے مقصود ایک غرض معقول ہو عبادت مقصود نہو جیسے قرضدار کا قرض ادا کرنا اور پھینی ہوئی چیز کا واپس کرنا ہے کہ اسمین معتبر صرف نیت اور فعل نہین بلکہ جس وقت حق حقدار کو پہونچ جاوے خواہ اصل ہو خواہ اوسکا عوض درصورت حقدار کی رضامندی کے تو واجب ادا ہو جاوے گا اور شریعت کا خطاب ٹل جاوے گا پس یہ دونو طور ایسے ہین کہ ان مین ترکیب نہین اسکو سب آدمی جان سکتے ہین تیسری قسم واجبات کی مرکب ہے جس سے دونون باتین مقصود ہین کہ بندون کی غرض بھی نکلے اور مکلف کی بندگی کا امتحان بھی ہو یعنے کنکرون کے مارنے مین جو عبادت محض تھی اور حقوق کے دینے مین جو غرض نری تھی وہ دونون اسمین ایک ساتھہ ہون تو یہ صورت بذات خود معقول ہے اگر شریعت اس قسم کا واجب بندہ پر مقرر فرماوے تو دونون باتون کا بجا لانا واجب ہے اور ان دونون مین سے ظاہر تر کو دیکھکر جو مضمون عبادت نہایت باریک ہے اوسکو بھولنا نچاہیے اسلیے کہ کیا معلوم ہے شاید باریک تر ہی اہم ہو اور زکوۃ اسی قسم کا واجب ہے اور اس نکتہ پر بجز امام شافعی رح کے اور کوئی واقف نہین ہوا پس زکوۃ مین فقیر کی حاجت کو بند کرنا صاف بات ہے اور جلد سمجھہ مین آتی ہے اور حق عبادت تفصیل وار دینے مین مقصود شرع ہے اور اسی اعتبار سے زکوۃ نماز اور حج کی ہمسر ٹھہری کہ ایک بنای اسلام ہے اور اسمین شک نہین کہ مالدار پر اپنے مال کی جنسونکو جدا کرنے اور ہر ایک جنس مین سے حصہ رسد زکوۃ نکالنے مین اور پھر اوسکو آٹھون قسم کے مصرف پر تقسیم کرنے مین بڑی دقت ہے اور اسباب مین تساہل کرنے سے فقیر کی غرض مین تو کچھہ اخلل نہین مگر عبادت ہونے کے مقصود مین خلل پڑتا ہے۔ اور انواع کی تعیین سے مقصود شارع عبادت کا ہونا اون باتون سے معلوم ہوتا ہے جنکو ہم نے فقہی مسائل کے خلافی مسائل مین بیان کیا ہے اور اون مین سے واضح تر یہ ہے کہ شریعت نے پانچ اونٹون مین ایک بکری واجب کی ہے اس مین اونٹون سے بکری کی طرف میل کیا کچھہ نقد نہ دلایا نہ قیمت کا اعتبار کیا اور اگر کوئی یہ کہے کہ نقد روپیہ عرب والون کے

ا بن حاضر اوپر کے مضمون کا ربط ان کے اس کہنے سے ہے کہ حقیقت مین کسی بندے کی اور غلامی کی راہ سے ہے ۱۲ دار قطنی اور علل لابو حاتم الرازی ۱۲

کہ فلان فلان کی زکوۃ دیتا ہون - پھر اگر کوئی مال اوسکے پاس نہین اور کہین ہی اور اسنے کہدیا کہ اگر میرا مال غائب بچا ہوا ہے تو یہ اوسکی زکوۃ ہے ورنہ صدقہ نفل ہے تو یہ جائز ہے اسلیے کہ اگر بالفرض تصریح نہ کرتا تب بھی تو یہی ہوتا - اور ولی کی نیت مجنون اور صغیر کی نیت کے قائم مقام ہے - اور پادشاہ کی نیت مالک مال کی نیت کے قائم مقام ہے جو زکوۃ نہ دیتا ہو مگر دنیا کے حکم ظاہری مین ہو گی یعنی اوسپر مطالبۂ ظاہری نہ ہے گا لیکن آخرت کے مواخذے سے بری نہوگا جبتک کہ از سر نو زکوۃ نہ دی - اور جسوقت کہ زکوۃ دینے کے لیے کسی کو وکیل کیا اور وکیل کرتے وقت نیت کرلی یا وکیل کو نیت کا بھی وکیل کردیا تو کافی ہے کیونکہ نیت کے لیے وکیل کرنا بھی نیت ہی ہی - دوسری بات برس روز پورا ہونے پر جلدی کرنا ہی اور صدقہ فطر کو عید فطر کے روز سے تاخیر نکرے - اور اوسکے واجب ہونے کا وقت آخر دن رمضان کے آفتاب ڈوبنے سے ہوجاتا ہے اور پیشتر دینے کا وقت تمام ماہ رمضان ہے اور جو شخص باوجود قدرت کے مال کی زکوۃ دیر کردے تو گنہگار ہوگا اور پھر اگر اوسکا مال جاتا رہے گا اور مستحق زکوۃ کے پانے پر قادر ہوگا تو زکوۃ اوسکے ذمہ سے ساقط نہوگی - اور اگر مستحق کے نہ ملنے کی جہت سے تاخیر کی اور اس اثنا مین مال جاتا رہا تو اوسکے ذمہ سے زکوۃ ساقط ہوجاوے گی - اور زکوۃ کا پیشتر دینا بھی جائز ہے بشرطیکہ مال نصاب کے برابر ہولیا ہو اور سال شروع ہوگیا ہو - اور دو برس کی زکوۃ پیشتر دینی بھی درست ہے اور جس صورت مین کہ زکوۃ پیشتر دی اور مسکین زکوۃ لینے والا برس روز پورا ہونے سے پیشتر مرگیا یا مرتد ہوگیا یا اس مال کے سوا اور کسی مال سے غنی ہوگیا یا مالک مال کا مال جاتا رہا تو جو کچھ اوسنے پیشتر دیا تھا وہ زکوۃ مین شمار نہوگا اور اوسکا واپس کرنا ہو نہین سکتا بجز اسطرح کے کہ دیتے وقت کہدیا ہو کہ ایسا ویسا ہوگا تو واپس کرلین گے لہذا مالک مال کو انجام کار پر بھی لحاظ ضرور ہے تیسری یہ کہ زکوۃ واجب کا عوض باعتبار قیمت کے نہ دے بلکہ جو چیز واجب ہوئی ہو وہی دیوے یہانتک کہ سونے کے عوض چاندی نہ دے نہ چاندی کی عوض سونا اگرچہ قیمت بڑھا کر ہی دی - اور غالبا بعض لوگ جو امام شافعی رض کی غرض نہین سمجھتے وہ اسباب مین تساہل کرتے ہین اور مقصود دیکھہ لیتے ہین کہ فقیر کی حاجت کا روکنا ہے اور یہ بات علم سے بہت دور ہے کیونکہ یہ صحیح کہ زکوۃ دینے مین فقیر کی حاجت کا بند کرنا ہے مگر یہ کل مقصود نہین مقصود کا ایک ٹکڑا ہے کیونکہ شرع کے واجب تین طرح کے ہین ایک تو وہ ہین کہ محض عبادت ہین غرض اور مطلب کو اون مین کچھہ دخل نہین جیسے مثلا حج مین کنکرون کا پھینکنا کہ جمرات کو کنکرون کے اون تک پہونچنے سے کچھہ غرض نہین تو اس باب مین شرع کا مقصود عمل کا شروع کرنا ہی تاکہ بندہ اپنی بندگی اور غلامی ایسے فعل سے ظاہر کرے کہ جسکے معنی کچھہ سمجھہ مین نہین آتے کیونکہ جسکے

نہ کیا جاوی جیسا کہ دہ یکی والی چیزون مین نہین کیا جاتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ تھوڑی کان ہو یا بہت
سب مین سے خمس نکالدیا جاوی اور مخصوص چاندی سونے پر نہ رکھے ہر ایک کانی چیز مین یہی کرے
تاکہ شبہہ ان اختلافون کا نرہے کیونکہ یہ اقوال ایک دوسرے کی ضد سے معلوم ہوتے ہین اور یقیناً
کسی پر فتوی ہو نہین سکتا کہ شکلین انکی ملتی جلتی نہین ایک دوسرے کے مخالف ہین **چھٹی قسم** صدقۂ
فطر ہے۔ اور وہ زبان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک مسلمان پر واجب ہے جسکے پاس عید فطر
کے روز اور اوسکی شب مین اوسکے اور اوسکے عیال کی کھانے سے زائد جنس غذا مین سی ایک صاع آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع سے موجود ہو اور صاع دو سیر اور دو تہائی سیر کی ہوتا ہے مترجم کہتا ہے
کہ صاع اوس پیمانے کا نام ہے جس مین ایک ہزار چالیس درم ماش یا مسور آجاوی اور یہ وزن ہندوستان
کے سو بھر کے سیر سے تین سیر اور آدہ چھٹانک ہوتا ہے۔ صدقہ فطر کو اوس غلہ مین سی دیوی جو آپ
کھاتا ہو یا اوس سے بہتر دیوی پس اگر آپ گیہون کھاتا ہو تو جو دینے درست نہون گے اور اگر مختلف
غلے کھاتا ہو تو سب مین بہتر دیوی اور اگر کوئی سادی دیگا تب بھی جائز ہوگا۔ اور صدقۂ فطر کی
تقسیم مثل زکوۃ کی تقسیم کے ہے کہ مصرف کی سب اقسام کو پہونچنا واجب ہے اور آٹا اور بیچھنی ہوئی جنس دینی
جائز نہین۔ اور مسلمان مرد پر صدقہ اپنی زوجہ اور غلامون اور اولاد کا اور اون رشتہ دارون کا جنکا
نفقہ اوسپر واجب ہے جیسے باپ دادا مانانی وغیرہ ہین واجب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
اون لوگون کا صدقہ ادا کرو جنکا خرچ تم اوٹھاتے ہو اور مشترک غلام کا صدقہ دونون شریکون کے
ذمہ واجب ہے اور کافر غلام کا صدقہ واجب نہین۔ اور اگر زوجہ اپنی طرف سی آپ صدقہ دیدی
تو کافی ہے اور شوہر کو اوسکی طرف سے صدقہ دینے مین اوسکی اجازت ضرور نہین۔ اور اگر اوسکی
پاس اتنا ہی کھانا زائد ہو کہ بعض کیطرف سے دی سکتا ہے تو بعض ہی کی طرف سے ادا کرے
اور پہلے اون کا دیوے جنکے نفقہ کی تاکید بہت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کی نفقہ کو
زوجہ کے نفقہ پر مقدم فرمایا اور زوجہ کے نفقہ کو خادم کے نفقہ پر۔ حاصل یہ کہ یہ احکام فقہی ہین
کہ مالدار کو ان کا پہچاننا ضروری ہے اور بعض اوقات اوسکو کچھ صورتین نادر بھی پیش آجاتی ہین جو ان
صورتون سے خارج ہین تو ایسی حالت مین اوسکو چاہیے کہ علما سی فتوی لیکر اوسپر اعتماد کری اور ان حالاتکو اول یاد کرے

دوسری فصل زکوۃ کے دینے اور اوسکی ظاہری اور باطنی شرطون کی ذکر مین اور اسمین دو بیان ہین

پہلا بیان ظاہری شروط مین۔ واضح ہو کہ زکوۃ دینے والے پر پانچ باتون کی رعایت واجب ہے
اول نیت یعنی دل سے نیت فرض زکوۃ کے دینے کی کرلے یہ ضرور نہین کہ مالون کو معین کرے

بخاری و مسلم بروایت ابن عمر رض ۱۲

دارقطنی و بیہقی بروایت ابن عمر رض ۱۲

ابوداؤد بروایت ابوہریرہ رض ۱۲

اور زکوٰۃ مین وہ سکہ دے جو شہر مین چلتا ہو اور اوس سے مال کا دام لگایا جاوے اور اگر نقد سے مال تجارت لیا ہو اور نقد نصاب کی مقدار تھا تو شہر کے چلن کی نسبت اوسی نقد سے دام لگانا بہتر ہے۔ اور اگر مال اپنے لیے رکھا تھا پھر اوس مین تجارت کی نیت کرلے تو ابتداے سال صرف نیت کے وقت سے نہوگا بلکہ اوسوقت سے ہوگا کہ اوس مال کے عوض مین دوسری چیز مول لیوے اور جس صورت مین کہ برس روز پورا ہونے سے پیشتر تجارت کی نیت موقوف کردے تو زکوٰۃ ساقط ہوجاوے گی مگر بہتر ہے کہ اوس برس کی زکوٰۃ دی ڈالے۔ اور اسباب مین جسقدر نفع آخر سال مین ہوا ہو اصل مال پر برس گذرنے سے اوسپر بھی زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے یہ نہین کہ اوسپر از سر نو برس گذرے جیسا جانورون کے بچے برس کی تمامی پر بڑون مین ملا لیے جاتے ہین گو برس روز کے نہون اور صرافون کے مال کا برس اونکے آپس کے مبادلے ہونے سے جاتا نہین رہتا جیسے اور تجارتون کی خرید و فروخت مین برس بدستور رہتا ہے ویسا ہی اونکا بھی رہتا ہے اور مال مضاربت کے نفع کی زکوٰۃ مضارب پر اوسکے حصہ کے موافق ہوگی اگرچہ قسمت نفع کی نہوئی ہو اور قرین قیاس یہی ہے کہ برس گذرتے ہی اوسپر واجب ہوجاوی **پانچوین قسم** دفینہ اور کان کی زکوٰۃ ہے۔ دفینہ سے وہ مال مراد ہے جو کفر کے عہد کا مدفون ہو اور ایسی زمین مین ملے کہ اسلام مین اوسپر کسی کی ملک نہوئی ہو تو جو شخص اوس دفینہ کو پاوی تو چاندی اور سونے مین سے اوس سے پانچوان حصہ لیا جاوی اس مین برس کا گذرنا معتبر نہین اور بہتر یہ ہے کہ نصاب کا اعتبار بھی نہو کیونکہ خمس واجب ہونے سے اس مال کی مشابہت مال غنیمت سے زیادہ ہے اور اگر نصاب کا اعتبار کرین تب بھی بعید نہین کہ آخر مصرف اس خمس کا اور زکوٰۃ کا ایک ہی ہے اور اسی وجہ سے مذہب صحیح کے بموجب دفینہ خاص سونے چاندی کو کہین گے اور کسی چیز کو نہ کہین گے۔ اور کان کی چیزون مین سوای سونے چاندی کے اور کسی چیز پر زکوٰۃ نہین اور یہ دونون جسوقت نکال لی جاوین اور صاف کرلی جاوین تو چالیسوان حصہ ان مین سے لیا جاوی گا دو قولون مین سے صحیح تر کے بموجب اور اس قول کے بموجب نصاب کا ہونا معتبر ہوگا اور سال تمامی کے باب مین دو قول ہین اور ایک قول یہ ہے کہ کان کے سونے چاندی مین پانچوان حصہ واجب ہے تو اس اعتبار سے سال کا اعتبار نہ چاہیے اور نصاب کے باب مین دو قول ہین اور مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کان کو مقدار واجب مین تو مال تجارت کی زکوٰۃ مین ملا دین کیونکہ وہ بھی ایک طرح کا مال حاصل کرنا ہے اور سال کے باب مین وہ کی والی چیزون مین ملا دین کہ سال کا اعتبار نکیا جاوی اور نصاب کا بھی اعتبار

واجب ہون کی حصہ رسد یعنی اپنے حصہ مین سے دے کر دومن کر دین اور اگر شرکت اسطرح نہو بلکہ درخت یا زمین جدا جدا ہر ایک کے پاس ہو اور ایک جگہہ ہو تو اس شرکت کا اعتبار نہین - اور گیہون کی نصاب کو جو سے پورا نہ کیا جاوی گا ہان جو کے نصاب کو اوس جو سے پورا کرلین گے کہ جسپر چھلکا نہین ہوتا کیونکہ وہ بھی جو ہی کی قسم ہے اور یہ وہ ملی اوس صورت مین ہے کہ جاری پانی یا کول وغیرہ سے پانی دیا جاتا ہو اور جس صورت مین کہ کنوئین مین سے ڈول خواہ چرسہ سے پانی دیتے ہون تو بیسوان حصہ واجب ہوگا اور اگر دونون طرح پانی دیا جاتا ہو تو غالب کا اعتبار ہے - اور واجب کی صفت یہ ہے کہ خشک چھوہاری اور کشمش اور جنس غلہ مین سے بعد بھس دور کرنے کے لیے جاوین اور انگور اور تر کھجور مین نہ لیوین مگر اوس صورت مین کہ درختون پر کوئی آفت پڑے اور پکنے سے پہلے ہی اونکی توڑنی مین مصلحت ہو ایسی صورت مین تو پیمانے مالک کو اور ایک پیمانہ فقیرون کو ناپ دیا جاوی اور اس صورت پر یہ اعتراض نہین پڑتا کہ بانٹنا تو بیع مین داخل ہے پس کچون کی بیع اگر درست نہین تو بانٹنا کب جائز ہوگا اسلیے کہ ہم کہین گے کہ حاجت کے سبب سے اس تقسیم کی اجازت ہی - اور زکوٰۃ کی واجب ہونے کا وقت اوس وقت ہوتا ہے کہ پھل گدرانے لگین اور غلہ سخت ہونے لگے اور اوسکے ادا کا وقت خشک ہونے کے بعد ہے **تیسری قسم** چاندی سونے کی زکوٰۃ ہی - جو چاندی خالص دوسو درم مکہ کی تول سے ہو اور اوسپر برس روز گذر جاوی تو اوسکی زکوٰۃ پانچ درم یعنی چالیسوان حصہ ہے اور اگر چاندی زیادہ ہو تو اسی حساب سے زکوٰۃ اوسپر بھی ہوگی گو ایک ہی درم زائد ہو - اور سونے کی نصاب بیس مثقال خالص مکہ کی وزن سے ہے اوس مین بھی چالیسوان حصہ زکوٰۃ ہے اور زائد پر اسی حساب سے ہوگی اور اگر نصاب سے ایک رتی بھی کم ہو تو اوسپر زکوٰۃ نہین - اور جسکے پاس کھوٹے درم ہون اور اون مین دوسو درم بھر چاندی ہو تو اوسپر زکوٰۃ واجب ہوگی - اور سونے کے ڈھیلے اور غیر مستعمل زیور مین اور سونے چاندی کے برتنون مین اور سونے کی کاٹھیون مین زکوٰۃ واجب ہے اور مستعمل زیور مین واجب نہین - اور اگر قرض کسی ایسے کے ذمہ ہو جو دیر کر دیوے تو اوسپر بھی زکوٰۃ ہے مگر جب وہ ادا کرے اوسوقت واجب ہوتی ہی اور اگر قرض کی کچھ مدت ہو تو جب تک یہ مدت نہ گذرے تب تک واجب نہوگی **چوتھی قسم** مال تجارت کی زکوٰۃ ہے - اور اوسکا حال چاندی سونے کی زکوٰۃ کا سا ہی یعنے چالیسوان حصہ واجب ہوتا ہے اور برس اوسوقت سے لیا جاوی گا جسوقت سے کہ نقد روپیہ جس سے مال تجارت خریدا ہے اوسکی ملک مین آیا ہو بشرطے کہ نقد مذکور مقدار نصاب ہو اور اگر وہ نقد نصاب سے کم ہو یا اسباب کے بدلے مین تجارت کی نیت سے مال خریدا ہو تو ابتدای سال خریدنے کے وقت سے معتبر ہوگا

اس حساب سے ایک حقہ اور دو بنت لبون ہونگے اور گاے بیل مین کچھ زکوۃ نہین جبتک کہ تیس نہو جائین پھر
تیس پر ایک تبیع یعنے بچھڑا ہے جو دوسری سال مین ہو اور چالیس پر ایک مسنہ یعنی بچھڑی تیسرے برس کی
اور ساٹھ مین دو تبیع اور بعد اسکے حساب ٹھیک ہوجاتا ہے کہ ہر چالیس مین ایک مسنہ اور ہر تیس مین ایک تبیع
اور بھیڑ بکریون مین زکوۃ نہین جبتک کہ چالیس نہو جاوین چالیس پر ایک جذعہ بھیڑ کا یعنے جو ایک سال کا ہوگیا ہو
خواہ ثنیہ بکری کا یعنے وہ بچہ کہ دو سال کا ہوکر تیسرے مین ہو پھر اونمین کچھ نہین یہان تک کہ ایکسو اکیس
ہوجاوین اس شمار پر دو بکریان ہین دو سو تک اور دو سو ایک مین تین ہین چار سو تک اور چار سو مین چار بکریان
ہین پھر ہر سیکڑے پر ایک بکری ہے۔ اور دو شریکون کی زکوۃ نصابون مین مثل ایک مالک کی ہوگی مثلاً
دو شخصون کی شرکت مین چالیس بکریان ہین تو اونپر ایک ہی بکری ہوگی اور اگر تین شخصون کی شرکت مین
ایک سو بیس بکریان ہون تو سب پر ایک ہی بکری ہوگی حالانکہ جدا کرنے مین ہر شریک کے حصہ مین چالیس سے
کمتی ہین مگر مال شرکت کو ایک ہی مالک کا سا سمجھینگے اور شرکت خواہ باعتبار سہامون کی ہو یا اور طرح پر
دونون کا حکم ایک ہی مگر یہ شرط ہے کہ دونون شریک ساتھ ہی چراتی ہون اور ساتھ پانی پلاتی ہون
اور مکان پر بٹھا کر لانا اور دودھ نکالنا اور نر کا ڈلوانا ایک ساتھ کرتی ہون اور دونون صاحب زکوۃ ہون
اور اگر شرکت ذمی یا مکاتب کے ساتھ ہو تو اوسکا اعتبار نہین۔ اور جس صورت مین کہ مال واجب سے کم سن کا جانور
لیا جاوی تو جائز ہے بشرطے کہ بنت مخاض سے کم نہو اور کمی کا نقصان اسطرح پورا کیا جاوی کہ ایک سال کی
کمی مین دو بکریان یا بیس درم اور لیے جاوین اور دو برس کی کمی مین چار بکریان خواہ چالیس درم لیوین اور
مالک مال اگر زیادہ عمر کا اونٹ دیوے تو ہوسکتا ہے بشرطے کہ جذعہ سے زیادہ نہو اور مقدار زیادتی کو
بیت المال کے کارندون سے واپس لیوی۔ اور زکوۃ مین بیمار جانور نہ لیا جاوی جس صورت مین کہ گلہ مین
اچھے بھی ہون اگرچہ ایک ہی تندرست ہو اور اچھے جانورون مین سے اچھا لیا جاوی اور بروں مین سے
برا اور مال مین سے دانہ خوری کا جانور اور جو توگئی ہو اور دودھیل اور سانڈ نہ لیا جاوی اور نہ روی اور آخر
لیا جاوی بلکہ میانہ لینا چاہیے دوسری قسم وہ کھیتی والی چیزون کی زکوۃ ہے۔ جو پیداوار کہ غذا کی قسم ہو
اور آٹھ سو سیر یعنے بیس من ہو اوس مین دسوان حصہ واجب ہے اور اوس سے کمتر مین
کچھ نہین اور نہ میوون اور روئی مین زکوۃ ہے بلکہ اوس جنس مین ہے جو غذا بنائی جاتی ہو اور چھوہارون
اور کشمش مین زکوۃ ہے اور بیس من انکا ہونا معتبر ہے یعنے سوکھنے پر بیس من ہونے چاہیین ترکا اعتبار
نہین اور شریکون کے مال کو ایک دوسرے مین ملا کر پورا کر لیا جاوی گا جس صورت مین کہ شرکت سہامون سے
ہو مثلاً ایک باغ چند شخصون مین مشترک ہے اور اوسکی پیداوار بیس من کشمش ہے تو سب پر دو من کشمش

پانچ ہین یعنی چوپایون کا خاص ہونا اور جنگل مین چرنا اور برس روز گذرنا اور ملک کامل کا اون پر ہونا
اور نصاب کا پورا ہونا - شرط اول خاص چوپایے اسلیے کہے کہ زکوۃ صرف اونٹ اور گاے اور بکری مین ہے
گھوڑون اور خچرون اور گدہون مین اور اون جانورون مین جو ہرن اور بکری سے پیدا ہون زکوۃ
نہین شرط دوم چرنے کی اسلیے ہے کہ اگر گھر پر گھاس کھلایا جاے گا تو زکوۃ نہو گی اور جب کچھ دنون
جنگل مین چرا ہوا اور کچھ دنون گھر پر گھاس کھایا ہو تو اس صورت مین بھی زکوۃ نہین بشرطیکہ گھاس
گھر پر دینے مین بظاہر دام لگا ہو تیسری شرط برس کے گذرنے کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا لَا زَكٰوةَ فِي مَالٍ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ - اور اس حکم مین سے مال کے بچے مستثنی رہین گے
کیونکہ وہ تابع بڑے جانورون کے ہوتے ہین اور اصول پر برس دن گذرنے سے اونکی بھی زکوۃ
لیجاوی گی گو اون پر برس نہ گذرا ہو - اور جب مال کو برس کے اندر بیچ ڈالے یا ہبہ کردی تو برس کٹ گیا
وہ جانور حساب مین شمار نہونگے - چوتھی شرط ملک کامل اور پورا تصرف مال پر چاہیے اس صورت مین
اگر کوئی جانور رہن ہوگا تو اوسکی زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ خود اسنے اپنے نفس کو اوس سے روکا ہے
اوسپر قبضہ کرنا اسکے اختیار مین ہے اور گم شدہ اور چھینی ہوئی چیز مین زکوۃ واجب نہین جبتک کہ
سعہ اپنی زیادتی کے پھر کر نہ آوے تو پھر کر آنے پر زکوۃ ایام گذشتہ کی واجب ہوجاوی گی اور جس شخص پر
کہ قرض اتنا ہو کہ اوسکے سب مال کو حاوی ہوجاوی تو اوسپر زکوۃ نہین اسلیے کہ وہ مال کی باعث غنی
نہین ہے کیونکہ غنی جب ہوتا کہ مال زائد از حاجت ہوتا حالانکہ حاجت ادای قرض اوسکو موجود ہے
پانچوین نصاب کا پورا ہونا اور یہ ہر چوپایے مین جدا جدا ہے مثلا اونٹ پر کچھ زکوۃ نہین جبتک
اوسکا شمار پانچ کو نہ پہونچ جاوی پانچ اونٹ کے لیے نصاب ہے اس مین بھیڑ کا ایک جذعہ یا بکرا
ایک ثنیہ دینا ہوگا جذعہ اوسکو کہتے ہین کہ ایک سال کا ہوکر دوسرے مین لگا ہو اور ثنیہ اوسکو
کہتے ہین کہ دو برس کا ہوکر تیسرے مین لگا ہو اور دس اونٹون مین دو بکریان ہین اور پندرہ مین
تین اور بیس مین چار اور پچیس مین بنت مخاض یعنی مادہ ہوتا جو دوسرے برس مین ہو اور اگر
بنت مخاض مال مین نہو تو نر ہوتا جو تیسرے سال مین ہو لیا جاوی اگرچہ بنت مخاض کو خرید سکتا ہو
اور چھتیس ۳۶ اونٹون مین بنت لبون یعنی مادہ جو تیسرے برس مین ہو پھر چھیالیس ۴۶ مین حقہ یعنے مادہ
جو چوتھے سال مین ہو اور اکسٹھ ۶۱ مین جذعہ یعنے پانچوین سال کی مادہ اور چھہتر ۷۶ مین دو بنت لبون
اور اکانوے ۹۱ مین دو حقے اور ایک سو اکیس ۱۲۱ مین تین بنت لبون پھر جب ایک سو تیس ہوجاوین تو اب
حساب جم گیا کہ ہر پچاس مین ایک حقہ اور ہر چالیس مین ایک بنت لبون لیا جاوی گا پس ایک سو تیس مین

جیسا کہ ارشاد ہے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ اور اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کے نہ دینے والون کے باب مین نہایت سخت وعید فرمایا جیسا کہ ارشاد فرمایا وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ اس آیت مین جو انفاق فی سبیل اللہ مذکور ہے اوسکے معنی حق زکوۃ کے نکالنے کے ہین احنف بن قیس کہتے ہین کہ مین قریش کے چند لوگون مین تھا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ آئے اور فرمایا کہ کافرون کو سنا دو ایک داغ کی خبر کہ اونکی پیٹھون مین لگے گا اور پسلیون مین سے نکلے گا اور ایک داغ اونکی گدیون کی طرف سے لگے گا اور پیشانیون مین سے پار ہوجاوی گا۔ اور ایک روایت مین یہ ہے کہ داغ آدمی کی پستان کے سر پر رکھکر دونون شانون کی ملائم ہڈی سے نکالدیا جاوی گا اور ہڈی سے رکھکر پستان کی سر مین سے تھرتھراتا ہوا نکالا جاوی گا۔ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچا اوسوقت مین کہ آپ خانہ کعبہ کے سایے مین بیٹھے تھے جب آپنے مجکو دیکھا فرمایا کہ قسم ہے رب کعبہ کی وہی لوگ زیادہ نقصان مین ہین مین نے عرض کیا کہ وہ کون ہین فرمایا کہ جنکے پاس مال بہت ہین مگر جو کوئی ایسے ایسے اپنے دہنے اور بائین اور سامنے اور پیچھے بکھیرے اور خیرات کرے اور فرمایا جو کوئی اونٹ والا یا بکریون خواہ گایون والا اونکی زکوۃ نہ ادا کرے گا وہ چوپائے قیامت مین نہایت بڑے اور بہت موٹے ہوکر آوین گے اور اوس شخص کو اپنے سینگون سے مارین گے اور کھرون سے کچلین گے جب اول سے آخر تک سب چوپائے مار چکین گے تو پھر دوبارہ اسی طرح شروع کردین گے اور یہ عذاب اوسوقت تک ہوگا کہ لوگون کے درمیان حکم کیا جاوے اور جبکہ بخاری اور مسلم مین زکوۃ نہ دینے والون کی تو وعید مروی ہین تو اسرار زکوۃ کا بیان کرنا اور اوسکے شروط ظاہری اور باطنی اور اوسکے معانی صوری اور معنوی کا لکھنا ضروریات دین سے ٹھہرا اسلیے ہم اس مضمون کو چار فصلون مین لکھتے ہین اور اونھین باتون پر کفایت کرتے ہین جنکا جاننا زکوۃ کے دینے والے اور لینے والے کو ضرور ہے

فصل اول زکوۃ کے اقسام اور اوسکے واجب ہونے کے اسباب کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ زکوۃ باعتبار اون مالون کے جنسے وہ علاقہ رکھتی ہے چھ قسم ہے ہر ایک کو جدا جدا لکھا جاتا ہے

قسم اول چوپایون کی زکوۃ۔ زکوۃ خواہ چوپایون کی ہو یا دوسرے مال کی اوسمین شخص پر واجب ہوتی ہے کہ آزاد اور مسلمان ہو اور بالغ ہونا اور عاقل ہونا شرط نہین بلکہ لڑکے اور مجنون کے مال مین بھی زکوۃ واجب ہوتی ہے یہ تو شرط زکوۃ کے دینے والے کی ہے جسپر زکوۃ واجب ہو اور مال کی شرطین

اور اوسکے ساتھ شیطان کے ماتھے کا کونا ہوتا ہے نکلتے ہین اوسکے ساتھ رہتا ہے اور جب آفتاب اُٹھتا ہے
تو جدا ہو جاتا ہے جب برابر دوپہر ہوتا ہے تو ملجاتا ہے جب ڈھل جاتا ہے تو ٹل جاتا ہے پھر جب
غروب پر آفتاب مائل ہوتا ہے تو شیطان کا ماتھا متصل ہو جاتا ہے اور جسوقت غروب ہو جاتا ہے
تو علحدہ ہو جاتا ہے - اوران اوقات مین نماز سے منع فرمایا اور اسکی علت پر آگاہ کر دیا سوم یہ کہ
طریق آخرت کے سالک ہمیشہ سب وقتون مین نماز پر مواظبت رکھتے ہین اور عبادات مین سے ایک ہی
طرح پر مواظبت کرنی انجام کو ملال پیدا کرتی ہے اور جس صورت مین کہ ایک ساعت روک دیا جاوے
تو خوشی زیادہ ہوتی ہے اور ارادے ابھرتے ہین اور انسان کو منع کی ہوئی چیز کی حرص ہوتی ہے
توان وقتون کو خالی چھوڑنے مین زیادہ تر وقت گذرنے کے انتظار پر ترغیب دینی ہے اسوجہ سے
یہ اوقات تسبیح و استغفار کے خاص کر دیے گئے کہ مداومت کے باعث تھکن سے بھی بچے رہین
اور ایک قسم کی عبادت سے دوسری قسم کی سیر بھی ہو جاوی کیونکہ ہر نئی بات مین لذت جداگانہ ہے
اور ایک ہی چیز کی مداومت مین گرانی اور کسل ہوتا ہے اور یہین لحاظ نماز نہ محض سجدہ ہوئی
نہ صرف رکوع نہ نرا قیام بلکہ اعمال مختلف سے اور جداگانہ ذکرون سے عبادتون کی ترتیب ہوئی
کیونکہ دل اون مین سے ہر ایک عمل سے لذت جداگانہ اوسکو ادا کرتے وقت پاتا جاوی اور اگر
ایک ہی چیز پر مداومت مشروع ہوتی تو دل پر تھکن جلدی آتی - پس جس صورت مین کہ اوقات
مکروہ مین نماز کے منع کرنے سے یہ باتین مقصود ہین اور انکے سوا اور اسرار ہین کہ جنکو سوای خدائے
تعالے اور اوسکے رسول کے بشر کی طاقت نہین کہ معلوم کرے تو اس طرح کے مہمات کو چھوڑ دینا
بجز ایسے اسباب کے نہین چاہیے جو شرع مین ضروری ہون جیسے نمازون کی قضا اور تحیۃ المسجد
اور خسوف اور تحیۃ المسجد کا دوگانہ ہے اور جو اسباب کہ ضعیف ہون اونکو اس نہی کی مقصودون کے مقابل
نکرنا چاہیے ہمارے نزدیک یہی معقول معلوم ہوتا ہے آگے خدا جانے - باب اسرار نماز پورا
ہوا اسکے بعد باب اسرار زکوۃ انشاء اللہ آتا ہے وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمُصْطَفٰی

پانچوان باب اسرار زکوۃ کے بیان مین

رباعی

احسن ہے زکوۃ کا ندینا وہ گناہ — جسپر ہے وعید یوم نحسے کا گواہ
اے صاحب مال شکر کر دے خیرات — تا تجھپہ کھلے نجات و بہبود کی راہ

جاننا چاہیے کہ خدائے تعالے نے زکوۃ کو ایک رکن اسلام بنایا اور نماز کے بعد اسیکا مذکور فرمایا

پیشتر اور دس بار قرارت کے بعد اور باقی مثل روایت اول کے کہے مگر دوسرے سجدہ کے بعد کچھ نہ کہے اور یہ روایت بہتر ہے اور ابن مبارک رح کے نزدیک مختار یہی ہے اور دونون روایتون کے بموجب تعداد تسبیح کی تین سو ہوتی ہے پس اگر دن کو پڑھے تب تو چارون رکعتین ایک سلام سے پڑھے اور اگر رات کو پڑھے تو دو سلامون سے پڑھے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ صَلٰوۃُ اللَّیلِ مَثنٰی مَثنٰی اور اگر بعد تسبیح مذکور کے یہ کلمات بھی بڑھاوی وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیمِ تو بہتر ہے کہ بعض روایات مین یہ کلمات بھی آئے ہین۔ پس نمازین ماثور یہ تھین جو اوپر مذکور ہوئین اور ان نوافل مین سے مکروہ وقتون مین بجز تحیۃ المسجد اور خسوف اور استسقا کی نماز کے اور کوئی مستحب نہین دوگانۂ وضو اور سفر کا دوگانہ اور گھر سے نکلنے کا اور استخارہ کا اون اوقات مین مستحب نہین اسلیے کہ یہ اسباب ضعیف ہین اون اوقات مین نماز پڑھنے سے نہی موکد ہے تو یہ نمازین اون تین نمازون کے رتبے کو نہین پہونچتین مین نے بعض صوفیون کو اوقات مکروہ مین دوگانۂ وضو پڑھتے دیکھا ہے حالانکہ یہ امر بعید از قیاس ہے اسلیے کہ وضو نماز کا سبب نہین ہوتی بلکہ نماز وضو کا سبب ہے تو چاہیے کہ وضو اسلیے کرے کہ اوس سے نماز پڑھے یہ نہین کہ نماز اسلیے پڑھے کہ وضو کرلے علاوہ ازین جو بی وضو کہ مکروہ وقت مین نماز پڑھنا چاہے تو اوسکی سبیل بجز اسکے نہین کہ وضو کرلے اور نماز پڑھ لی تو پھر کراہیت کے کچھ معنی نرہے۔ اور دوگانۂ وضو کی نیت دوگانۂ تحیت کی طرح نکرنی چاہیے بلکہ جب وضو کرلی تو دو رکعتین نفل پڑھ لی اور اپنے وضو کو خالی نچھوڑے جیسے حضرت بلال رض کیا کرتے تھے کیونکہ یہ دوگانہ نفل محض ہے وضو کے بعد ہوتا ہے اور بلال رض کی حدیث سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ وضو خسوف اور تحیت کیطرح سبب ہوتا کہ نیت مین وضو کا دوگانہ کہے کیونکہ یہ نہین ہوسکتا کہ نماز سے وضو کی نیت کرے بلکہ یون چاہیے کہ وضو سے نماز کی نیت کرے اور یہ کیسے بنے گا کہ وضو مین تو کہے کہ مین وضو کرتا ہون اپنی نماز کے واسطے اور نماز مین کہے مین نماز پڑھتا ہون اپنے وضو کے واسطے بلکہ جو شخص یہ چاہے کہ کراہت کے وقت مین اپنے وضو کو نماز سے خالی نرکھے تو اوسکو چاہیے کہ دوگانہ جو وضو کے بعد پڑھے اوس سے نیت قضا کی کرلی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اوسکے ذمہ پر کوئی نماز قضا ہو جسکی ادا مین کسی باعث سے خلل ہوا ہو تو قضا کی نیت کا کچھ مضائقہ نہوگا اسلیے کہ نماز قضا مکروہ وقتون مین بھی مکروہ نہین لیکن ان وقتون مین نیت نفل کی کرنے کی کوئی وجہ نہین ان اوقات مین جو نوافل سے منع کیا گیا ہے اوس مین تین یا تین مقصود اور مہم ہین اول آفتاب کی پرستش کرنے والون کی مشابہت سے بچنا دوم شیطانون کے پھیلنے سے احتراز کرنا کہ حدیث شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آفتاب نکلتا ہی

محروم نرہے گا اور جسکو مشورہ عنایت ہوا وہ صواب پر ہونے سے محروم نرہا **آٹھوین نماز حاجت** ہے جس شخص پر معاملہ تنگ آپڑا ہو اور اوسکو دنیا اور دین کی بہتری کی باب مین ایک ایسے کام کی ضرورت ہوئی ہو کہ جو پیشکل پڑگیا ہو تو اوسکو چاہیے کہ وہ نماز حاجت پڑھے چنانچہ وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ انھون نے فرمایا کہ جن دعاؤن سے کہ نامقبول نہین مؤمنین ایک یہ ہے کہ بندہ بارہ رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد اور آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ پڑھے اور اس سے فارغ ہوکر سجدہ کرے اور یہ دعا پڑھے سُبْحَانَ الَّذِي لَيْسَ الْعِزُّ وَقَالَ بِهِ سُبْحَانَ الَّذِي تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَتَكَرَّمَ بِهِ سُبْحَانَ الَّذِي أَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ بِعِلْمِهِ سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيحُ إِلَّا لَهُ سُبْحَانَ ذِي الْمَنِّ وَالْفَضْلِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزِّ وَالْكَرَمِ سُبْحَانَ ذِي الطَّوْلِ أَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَبِاسْمِكَ الْأَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْأَعْلَى وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ اللَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ پھر اپنی حاجت مانگے بشرطے کہ اوسمین کوئی معصیت نہو تو انشاء اللہ مقبول ہوگی وہیب کہتے ہین کہ ہم نے سنا ہے کہ یون اگلے لوگ کہا کرتے تھے کہ اس دعا کو ہیوقوفون کو نہ سکھاؤ ورنہ وہ اسکے ذریعے سے خدای تعالے کی معصیت پر مدد لین گے اس روایت کو حضرت ابن مسعود رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے **نویں صلوٰۃ التسبیح** یہ نماز جون کی تون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور کسی وقت اور سبب سے خاص نہین اور مستحب یہ ہے کہ اوس سے کوئی ہفتہ یا مہینا خالی نرہے ایک دفعہ پڑھ لیا کرے عکرمہ رضہ حضرت ابن عباس سے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کو فرمایا بھلا مین تمکو ایک چیز دون ایک شی عطا کرون ایک بات سکھادون کہ جب تم اوسکو کرو تو اللہ تعالے تمھارے گناہ اگلے اور پچھلے پرانے اور نئے نادانستہ اور دانستہ پوشیدہ اور اظاہر سب معاف کردے وہ یہ ہے کہ تم چار رکعتین پڑھو ہر رکعت مین الحمد اور ایک سورت پڑھو جب اول رکعت مین قرارت سے فارغ ہوجاؤ تو کھڑی ہوئی کہو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ پندرہ بار پھر رکوع کرو اور دس بار یہی کلمات کہو پھر قومہ کرو اور دس بار کہو پھر سجدہ کرو اور دس بار کہو پھر سجدہ سے سر اوٹھاکر دس بار پھر دوسرے سجدے مین دس بار پھر جلسۂ استراحت مین دس بار تو کل پچھتر بار ہر رکعت مین ہوا چارون رکعتون مین ایسا ہی کرو اگر تم سے ہوسکے تو اسکو ہر روز پڑھو والا ہر جمعہ مین ایکبار اور اگر یہ بھی نہوسکے تو مہینے مین ایکبار اور ایک روایت مین اس طرح ہے کہ شروع نماز مین کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ الخ پھر پندرہ بار تسبیح مذکور کہی قرارت سے

بسم اللہ سے چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَاْ فِیْہَا بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَھُوَ اَبْتَرُ دوسرے وہ امور ہین کہ بہت تو نہین ہوتے مگر اون مین وقعت ہوتی ہے جیسے نکاح اور نصیحت کا شروع اور مشورہ وغیرہ تو ان مین یہ مستحب ہے کہ ان باتون کو خدا کی حمد سے شروع کرے مثلاً نکاح پڑھانے والا کہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مین نے اپنی لڑکی تیرے نکاح مین دی اور نوشہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مین نے نکاح قبول کیا اور صحابہ رض کی عادت تھی کہ یہ امور کے اوا کرتے وقت اور نصیحت کرنے اور مشورہ کرنے مین اول حمد خدا کیا کرتے تھے تیسرے وہ کہ بہت نہوا کرتے ہون مگر ہونے کے بعد دیر پا ہون اور وقعت اون مین پائی جاتی ہو جیسے سفر اور نئے مکان کا خریدنا اور احرام باندھنا اور دوسرے امور انکی طرح کے تو ایسے کامون کے پیشتر دوگانہ پڑھنا مستحب ہے اور اون سب مین سے ادنیٰ گھر مین سے باہر جانا اور اوسکے اندر آنا ہے کہ وہ بھی ایک چھوٹے سے سفر کی طرح ہے **ساتوین نماز استخارہ** جو شخص کسی کام کا قصد کرے اور اوسکے انجام کو نجانتا ہو اور نہ یہ معلوم ہو کہ بہتری اوسکے کرنے مین ہے یا نکرنے مین تو اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو رکعتین پڑھے اول مین الحمد اور کافرون اور دوسری مین فاتحہ اور اخلاص پڑھکر اور جب فارغ ہو تو دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ ثُمَّ یَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ مَا کَانَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اس حدیث کو جابر بن عبداللہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمکو کامون مین استخارہ اسطرح سکھلاتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت سکھاتے تھے اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی کسی کام کا قصد کرے تو چاہیے کہ دو رکعتین پڑھے پھر اوس کام کا نام لے اور جو دعا اوپر مذکور ہے اوسکو مانگے۔ اور بعض حکما نے کہا ہے کہ جس کو چار باتین ملین وہ چار باتون سے نہین محروم رہے گا جسکو شکر ملا وہ زیادتی نعمت سے محروم نرہی گا جسکو توبہ نصیب ہوئی وہ قبول سے محروم نرہے گا جسکو استخارہ مرحمت ہوا وہ بہتری اور خیر سے

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو وقت مکروہ مین نہ پڑھتے۔ ہان اگر کسی کا کوئی وظیفہ معین ہو اور اوسکو کسی عذر نے اوس سے روکدیا ہو تو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کے لیے اوسکے ترک کرنے کی اجازت ندی بلکہ اوسکا تدارک دوسرے وقت مین کرے تاکہ اوسکا نفس اسائش اور آرام کی طرف مائل نہو اور اوسکا تدارک ایک تو نفس کے مجاہدہ کے لیے اچھا ہے دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ تو تدارک سے یہ نیت کرلے کہ دوام عمل مین ناغہ نہ پڑے۔ اور حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے پھر اوسکو تھک کر چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اوسپر نہایت غصہ ہوتا ہے تو چاہیے کہ وعید کے نیچے داخل ہونے سے خوف کرے اور اس حدیث کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ عبادت کے چھوڑنے سے اوسپر نہایت غصہ ہوا تھکن اور ملال ہے یعنے اگر غصہ اور دوری نہوتی تو ملال اور تھکن اوسپر کیون مسلط کیجاتی پانچوین نماز دوگانہ وضو مستحب ہے اسلیے کہ وضو ایک ثواب ہی اور اوسکا مقصود نماز ہے اور بیوضو ہونا ہر وقت لگا ہی رہتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ نماز سے پہلے ہی آدمی بیوضو ہوجاوی اور پہلے وضو کی محنت بیکار جاوی اسلیے مستحب ہے کہ وضو کرتے ہی اوسکا مقصود جلدی سے ادا کیا جاوی تاکہ یہ مقصود فوت نہونے پاوی اور یہ بات حضرت بلال رضہ کی حدیث سے معلوم ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین جنت مین داخل ہوا تو بلال کو اوسکے اندر دیکھا مین نے بلال سے پوچھا کہ تو کس طرح مجھسے پہلے پہونچ گیا اوسنے کہا کہ مین اور کچھ نہین جانتا صرف اتنا ہے کہ جب مین نیا وضو کرتا ہون تب ہی اوسکے بعد دو رکعتین پڑھتا ہون یا اور کسی طرح فرمایا چھوٹی نماز گھر مین جانے اور باہر نکلنے کے وقت کا دوگانہ ہے ابوسلمہ رح حضرت ابوہریرہ رضہ سے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنے گھر سے نکلے تو دو رکعتین پڑھ لے یہ دونو تجکو برے نکلنے سے مانع ہونگی اور جب تو اپنے گھر مین داخل ہو تو دو رکعتین پڑھ وہ تجکو برے داخل ہونے سے روکین گی۔ اور ہر ایک امر کی ابتدا جو خفیف نہو اسی حکم مین داخل ہے یعنے اوسکی ابتدا مین دو رکعتین پڑھنی چاہییں اور اسی وجہ سے دوگانہ احرام کی وقت اور دوگانہ سفر کی ابتدا مین اور سفر سے رجوع کرنے کے وقت مسجد مین دو رکعتین ادا کرنی گھر مین جانے سے پیشتر وارد ہین۔ اور یہ سب دوگانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ماثور ہین۔ اور بعض صلحا جب کوئی غذا کھاتے یا پانی پیتے تو دوگانہ پڑھتے ہی طرح جو امر پیش آتا اوسمین ایسا ہی کرتے ف اور امور کے شروع مین خدای تعالیٰ کا ذکر تبرکا چاہیے اور وہ تین طرح پر ہے بعض افعال و امور ایسے ہین کہ وہ کئی کئی دفعہ ہوتے ہین جیسے کھانا اور پینا تو اوس مین شروع

---

۱ مجموعہ شرح حال اللہ تعالیٰ سے تو بیشک وہ دین ہے ہمیشہ کرو ہون ۱۲ منہ

۲ بخاری و مسلم و روایت عائشہ ۱۲

۳ ابن السنی عن عائشہ ۱۲

۴ بخاری و مسلم و روایت ابوہریرہ رضہ ۱۲

۵ ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم و بیہقی و روایت بریدہ رضہ ۱۲

۶ ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم و بیہقی و روایت بریدہ رضہ ۱۲

علحدہ کرا ور اسکی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھولدی اور حسن قبول کے ساتھ اوسکے اعمال پر فرما الٰہی اگر یہ نیک تھا تو اسکی نیکی دونی کر اور اگر برا تھا تو اسکی برائیون سے درگذر فرما جو تحیۃ المسجد نماز ہے دو رکعتون یا زیادہ سے یہ نماز سنت موکدہ ہے یہانتک کہ جمعہ کے روز اگر امام خطبہ پڑھتا ہو تب بھی ساقط نہین ہوتی باوجودیکہ خطبہ سننا واجب موکد ہے اور اگر مسجد مین جاکر فرض یا قضا مین مصروف ہوگیا تو تحیۃ المسجد ادا ہوگیا اور ثواب حاصل ہوا اسلیے کہ مقصود یہ ہے کہ شروع مسجد مین جانا ایسی عبادت سے خالی نہو جو مسجد کے لیے خاص ہے تاکہ مسجد کا حق ادا ہو اور اسی وجہ سے مسجد مین بے وضو جانا مکروہ ہے اور اگر مسجد مین سے ہوکر دوسری طرف جانے کو یا مسجد مین بیٹھنے کے لیے داخل ہو تو چار بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہلے کہتے ہین کہ انکا ثواب برابر دو رکعتون کے ہے اور امام شافعی رح کا مذہب یہ ہے کہ تحیۃ کا دوگانہ مکروہ اوقات مین مکروہ نہین یعنے عصر اور صبح کی نمازون کے بعد اور زوال کے وقت اور طلوع اور غروب کے اوقات مین مکروہ نہین کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد عصر کے دو رکعتین پڑھین کسی نے عرض کیا کہ آپ نے تو اس سے ہمکو منع فرمایا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ دو رکعتین مین بعد ظہر کے پڑھا کرتا تھا باہر کے لوگ جو آئے اونکے سبب سے نہ پڑھ سکا اس حدیث سے دو باتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ مکروہ ہونا ایسی نماز کے ساتھ مخصوص ہے جسکے لیے کوئی سبب نہین اور قضا کرنا نفلون کا ایک سبب ضعیف ہے اسلیے کہ علما اس باب مین اختلاف کرتے ہین کہ نوافل کی قضا ہونی چاہیے یا نہین اور جو نوافل قضا ہو گئی ہین اگر اون جیسے اور پڑھ دی گا تو اونکی قضا ہو جاوے گی یا نہین پس جب اس سبب ضعیف کے باعث نفلون کی کراہت بعد عصر کے نہین تو مسجد مین آنا جو سبب کامل ہے اوسکے باعث سے بطریق اولی کراہت نہ آئے گی اور اسی وجہ سے نماز جنازے کی جسوقت جنازہ آجاوے مکروہ نہین اور نہ نماز خسوف اور مینہ کی طلب کی کسی وقت مین مکروہ تھی کیونکہ ان نمازون کے سبب ہین اور مکروہ وہ نماز ہوتی ہے جسکا کوئی سبب نہو دوسری یہ کہ نفلون کا قضا کرنا درست ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلون کی قضا پڑھی تو اگر اور کوئی پڑھے گا تو آپ کی تبعیت عمدہ ہوگی - اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ اگر غلبۂ خواب یا مرض کی وجہ سے رات کو نہ اوٹھتے تو بارہ رکعتین دن کو پڑھ لیتے - اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز مین ہو اور موذن کا جواب اوس سے رہ جاوے تو سلام کے بعد اوسکو قضا کرے اور جواب دے لے گو موذن چپ ہوگیا ہو - اور اب کوئی اگر کہے کہ پچھلا فعل اول کی مثل اور نفل جداگانہ ہے اول کی قضا کی نہین تو اس قول کے کچھ معنے نہین اسلیے کہ اگر ایسا ہوتا

وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ حضرت عوف کہتے ہین کہ مین نے یہ تمنا کی کہ کاش یہ مردہ مین ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا میرے واسطے ہوتی — اور جو شخص دوسری تکبیر پاوے تو چاہیے کہ نماز کی رکعتون کی ہی ترتیب لحاظ رکھے یعنے باقی تکبیرین امام کے ساتھ کہتا جاوے اور جب امام سلام پھیرلے تو جو تکبیر اس سے رہ گئی تھی اوسکو ادا کرے جیسے مسبوق رکعت کو پیچھے پڑھتا ہے اور اگر ان تکبیرات لیمن سبقت کر جائے تو پھر امام کی اقتدا سے کیا غرض ہوئی اس نماز کے ارکان ظاہری تو تکبیرین ہی ہین اور مناسب یہی ہے کہ جیسے اور نمازون مین رکعتین ہوتی ہین اس نماز مین اونکا قائم مقام تکبیرین ہون یہ میرے نزدیک معقول تر معلوم ہوتا ہے گو اور بھی احتمال رکھتا ہے اور جنازہ کی نماز کی ثواب مین اور اوسکے ساتھ جانے کی فضیلت مین جو حدیثین وارد ہین وہ مشہور ہین پس اونکی نقل کرنے مین ہم طول نہین دیتے — اور اسکا ثواب زیادہ کیون نہوگا کہ یہ نماز تو فرض کفایہ ہے نفل اوسی شخص کے حق مین ہوتی ہے جسپر دوسرے شخص کے موجود ہونے سے معین نہین ہو جاتی اور نمازی کو اس سے ثواب فرض کفایہ کا ہی ملتا ہے گو اوسپر معین نہوئی ہو کیونکہ سب نمازیون نے ایک امر فرض کی بجاآوری کی اور دوسرے شخصون سے تنگی کو دور کیا تو یہ نفل کی طرح نہین کہ جسکے پڑھنے سے کسی کے ذمہ سے فرض دور نہو اور جنازے کی نماز مین جماعت کی کثرت مستحب ہی کہ بہت لوگون کے باعث ہمت اور دعا کی کثرت ہو گی اور اونمین کوئی مستجاب الدعوات بھی ہوگا چنانچہ کریب نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آپ کا ایک لڑکا گذر گیا آپ نے فرمایا کہ کریب دیکھہ کہ آدمی اوسکے واسطے کتنے اکٹھے ہوئے ہین مین نے نکل کر دیکھا تو بہت تھے مین نے عرض کیا کہ بہت ہین فرمایا کہ چالیس ہین مین نے عرض کیا کہ ہین فرمایا کہ اب جنازہ نکالو کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جو مسلمان مرجاوے اور اوسکے جنازے پر چالیس آدمی کہ خدای تعالے کا شریک کسیکو نہ کرتے ہو کھڑے ہون تو اللہ تعالے اونکی سفارش اوسکے باب مین قبول فرماتا ہے — اور جب جنازے کے ساتھ چل کر قبرستان مین پہونچے یا ویسے قبرستان مین جاوے تو یون کہے اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اور بہتر یہ ہے کہ جبتک میت دفن نہولے وہان سے نہ پھرے جبکہ اوسکو مٹی دیدی جاوے تو اوسکی قبر کے پاس کھڑا ہو کر کہے کہ الٰہی تیرا بندہ تیری طرف ہٹایا گیا تو اسپر رافت اور رحمت کر الٰہی اسکے دونون پہلو دن سے زمین کو

مینہ کے طلب کی نماز ہی جسوقت نہرون کا پانی اندر کو چلا جاوے اور مینہ برسنا موقوف ہو جاوے اور نالیان سوکھہ جاوین تو امام کو مستحب ہے کہ اول لوگون سے کہے کہ تین دن روزے رکھین اور مقدور کے موافق خیرات کرین اور جسکے ذمہ پر لوگون کے حق ہون اونکو ادا کرین اور گناہون سے توبہ کرین پھر چوتھی روز اونکو لے کر مع بوڑہیون اور لڑکون کے نہائے دھوئے نکلے اور کپڑے پرانے پھٹے جن سے فروتنی معلوم ہو پہنین اور انکسار کے ساتھہ جاوین بخلاف عید کے کہ اوس مین یہ باتین نہین ہین — اور بعضون نے کہا ہے کہ چارپایون کا نکالنا بھی مستحب ہے کہ پانی مین وہ بھی غرض کے شریک ہین علاوہ ازین حدیث شریف مین بھی وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْلَا صِبْيَانٌ رُضَّعٌ وَمَشَايِخُ رُكَّعٌ وَبَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبًّا اور اگر جزیہ دینے والے بھی ایسے نکلین کہ اون مین اور مسلمانون مین تمیز رہے تو اونکو منع نہ کیا جاوے جب وسیع میدان مین جمع ہو چلین تو اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ پکارا جاوے اور امام اونکو دو رکعتین نماز عید کی طرح بدون تکبیر زائد کے پڑھاوے پھر دو خطبے پڑھے اور دونو کے درمیان تھوڑا سا جلسہ کرے اور اکثر مضمون دونون خطبون کا استغفار ہونا چاہیے اور دوسرے خطبے کے درمیان مین امام لوگون کی طرف پشت پھیر کر رہے و بقبلہ ہو جاوے اور اپنی چادر کو اس طرح بدلے کہ نیچے کی اوپر ہو جاوے اور داہنی طرف کی بائین طرف آجاوے اور لوگ بھی اپنی چادرین اسی طرح پلٹ لین اور اسوقت مین آہستہ دعا مانگین اور چادر پلٹنے مین ایک فال نیک ہے کہ اسی طرح حال قحط اور خشکی کا بدل جاوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے پھر امام لوگون کی طرف مُنہ پھیر کر خطبہ کو ختم کرے اور چادرین اپنی پلٹی ہوئی بدستور رہنے دین یہانتک کہ جب کپڑے اوتارین تب اونکو بھی اوتارین اور دعا اس طرح مانگین الٰہی تو نے ہمکو دعا مانگنے کا حکم کیا اور دعا کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا پس تیرے حکم کے بموجب ہی ہم مانگتے ہین تو اپنے وعدہ کے مطابق قبول فرما الٰہی جو گناہ ہم نے کیے ہون اونکی مغفرت سے ہمپر احسان کر اور مینہ کے لیے اور ہمارے رزق کے زیادہ ہونے کے باب مین ہماری دعا قبول کر کے ممنون فرما — اور باہر نکلنے سے پیشتر تین دن کے اندر اگر نمازون کے بعد دعا مانگین تو کچھہ مضائقہ نہین — اور اس دعا کے لیے چند آداب اور شروط باطنی مثل توبہ اور حق والون کی حق رسانی وغیرہ کے ہین جو عنقریب باب الدعوات مین مذکور ہونگے **تیسری نماز جنازہ** اوسکی کیفیت مشہور ہے اور زیادہ تر جامع دعاے ماثور اس نماز مین وہ ہے جسکو روایت صحیح مین عوف بن مالک نے روایت کیا ہے فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک جنازہ پر نماز پڑھی مین نے آپ کی دعا یاد کر لی کہ یہ فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ

تکبیر کے درمیان کا دوگانہ اور گھر سے نکلتے وقت اور اوسمین آنے کے وقت کا دوگانہ اور اسی جیسی اور نمازین اور ہم ان مین سے وہ لکھتی ہین جو ہمکو اسوقت یاد ہین اول گہن کی نماز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَیَاتِہٖ فَاِذَا رَاَیْتُمْ ذٰلِکَ فَافْزَعُوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃِ یہ آپ نے اوسوقت فرمایا تھا کہ آپ کے صاحبزادی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوگئی تھی اور گہن سورج کو لگا تو لوگون نے کہا کہ اونکی موت کی وجہ سے سورج کو گہن ہوا ہے — اور اس نماز کی کیفیت یہ ہی کہ جب سورج کو گہن لگے خواہ ایسے وقت مین ہو جسمین نماز مکروہ ہے خواہ جسمین مکروہ نہو تو آواز دی جاوی کہ اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ اور امام لوگون کو مسجد مین دوگانہ پڑھاوی اور ہر رکعت مین دو رکوع کرے کہ اول کا رکوع بڑا ہو اور دوسرا چھوٹا اور قرارت پکار کر نہ پڑھے پس پہلی رکعت کی اول قیام مین الحمد اور سورہ بقر پڑھے اور رکوع اول کے بعد دوسرے قیام مین الحمد اور آل عمران پڑھے اور دوسری رکعت کے اول قیام مین الحمد اور سورۂ نسا اور دوسرے قیام مین فاتحہ اور مائدہ پڑھے یا قرآن مین سے جہان سے چاہے اتنا ہی پڑھے اور اگر ہر قیام مین سورۂ فاتحہ ہی پر اکتفا کری تو کافی ہے اور اگر سورتون مین سے چھوٹی سورتون پر اکتفا کرے تو مضائقہ نہین اور طول کرنے سے نماز مین یہ مقصود ہے کہ اتنا بڑھاوے کہ آفتاب گہن سے صاف ہوجاوی اور اول رکوع مین بقدر سو آیتون کے تسبیح کرے اور دوسری مین اسی آیتون کے برابر اور تیسری مین ستر کی مقدار اور چوتھی مین پچاس کے موافق اور چاہیے کہ سجدہ مطابق رکوع کے ہو جیسے جس رکعت مین رکوع ہون ویسے ہی سجدے ہون پھر نماز کے بعد دو خطبے پڑھے اور اونکے درمیان مین بیٹھے اور دونون خطبون مین لوگون کو صدقہ دینے اور آزاد کرنے اور توبہ کرنے کا حکم کرے اور یہی صورت چاند گہن مین کرے مگر اس مین قرارت پکار کر پڑھے کہ اسکی نماز رات کو ہوگی اور اسکا وقت شروع چاند گہن سے اوسکے صاف ہونے تک ہے اور سورج گہن کی نماز کا وقت اسطرح بھی جاتا رہتا ہے کہ سورج گہن لگا ہوا ڈوب جاوی اور اگر چاند کو گہن لگا ہوا ہو اور آفتاب نکل آوے تو اوسکا وقت جاتا رہے گا اسلیے کہ رات کا غلبہ جاتا رہا اور اگر چاند گہن کیحالت مین غروب ہوجاوے تو وقت نہ جاوے گا کیونکہ تمام رات قمر کی سلطنت ہے اور اگر چاند یا سورج نماز کے اندر ہی بالکل صاف ہوجاوے تو نماز کو مختصر کرکے پورا کرلیا جاوے اور جو شخص کہ گہن کی نماز کا دوسرا رکوع امام کی ساتھ پاوے اوس سے وہ رکعت فوت ہوگئی اسلیے کہ اصل اول رکوع ہے اگر وہ ملتا تو رکعت ملتی دوسری

تحقیق سورج اور چاند دو نشانیان ہین خدای تعالی کی نشانیون مین سے انکو گہن کسی کے مرنے اور جینے سے نہین لگتا جب تم یہ گہن دیکھو تو خدای تعالے کی ذکر اور نماز کی طرف ملتجی ہو ۱۲ بخاری و مسلم بروایت مغیرہ بن شعبہ ۱۲

رکھتا ہے کہ کسل تنہائی کی صورت مین نہ کرے گا اور اگر جماعت مین حاضر ہو تو ریا نہ کریگا پس اسکے لیے کونسی بات بہتر ہے جماعت کی برکت تو جماعت مین ہے اور قوت اخلاص کی زیادتی اور حضور دل تنہائی مین ہے اس صورت مین ایک بات کو دوسری پر ترجیح دینے مین تردد ہی رہے گا۔ اور نماز وتر مین ماہ رمضان کے نصف اخیر مین قنوت پڑھنا مستحب ہے **رجب کی نماز** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باسناد مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی رجب کے اول پنجشنبہ کو روزہ رکھے پھر مغرب اور عشا کے درمیان بارہ رکعتین دو دو رکعتین ایک سلام سے جدا کرکے پڑھے ہر رکعت مین الحمد ایک بار اور سورۂ قدر تین بار اور اخلاص بارہ مرتبے اور جب نماز سے فارغ ہو تو مجھپر ستر بار اس طرح درود بھیجے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ پھر سجدہ کرے اور اپنے سجدہ مین کہے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ ستر بار پھر اپنا سر اوٹھاوے اور ستر بار کہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْاَعْظَمُ پھر دوسرا سجدہ کرے اور جیسا پہلے سجدہ مین کہا تھا ویسا ہی کہے پھر سجدہ ہی مین اپنی حاجت مانگے تو وہ حاجت پوری کی جاوے گی اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی یہ نماز پڑھے گا اللہ تعالے اوسکے سب گناہ بخشدے گا اگرچہ سمندر کی جھاگ اور ریت کی شمار اور پہاڑون کے وزن اور درختون کے پتون کے برابر ہون اور قیامت کے دن اپنے خاندان کی سات سو آدمیون کی شفاعت کرے گا جو مستحق دوزخ کے ہون گے۔ غرضکہ یہ نماز مستحب ہے اور ہم نے اوسکو تیسری قسم مین اسلیے بیان کیا کہ سال کے مکرر ہونے سے مکرر ہوتی ہی اور ہر چند یہ نماز تراویح اور نماز عید کے درجے کو نہین پہونچتی اسلیے کہ اسکو آحاد نے نقل کیا ہے مگر مین نے قدس والون کو دیکھا ہے کہ سب اسپر مداومت کرتے ہین اور اسکا چھوڑنا گوارا نہین کرتے اسی لیے ہمکو بھی اسکا بیان کرنا اچھا معلوم ہوا **شعبان کی نماز** ماہ شعبان کی پندرھوین شب کو سو رکعتین ایک ایک سلام مین دو دو پڑھے اور ہر رکعت مین الحمد کے بعد گیارہ بار اخلاص پڑھے اور اگر چاہے تو دس رکعتین ہر رکعت مین الحمد کے بعد سو بار سورۂ اخلاص پڑھے یہ نماز بھی اور نمازون کے ضمن مین مروی ہی سلف کے اکابر اسکو پڑھا کرتے تھے اور اسکو صلوٰۃ خیر کہتے تھے اور اسکے لیے جمع ہوا کرتے تھے اور کبھی جماعت سے بھی پڑھتے تھے اور حضرت حسن بصری رح راوی ہین کہ مجھسے تیس صحابہ رض نے حدیث بیان کی کہ جو شخص اس نماز کو اس رات مین پڑھیگا اللہ تعالے اوسکی طرف ستر بار نگاہ فرماوے گا اور ہر نگاہ کی ستر حاجتین اوسکی پوری کریگا اونمین سے ادنی مغفرت ہے

چوتھی قسم نوافل کے وہ ہین کہ عارضی اسباب سے متعلق ہون اور وقتون سے وابستہ نہون اور وہ نو نمازین ہین مثل نماز خسوف اور کسوف اور استسقا کے لیے اور تحیۃ المسجد اور دو گانۂ وضو اور اذان و

کہ قربانی مین سے تین دن کے بعد اور اوس سے زیادہ کھاوی پہلے اس سے نہی ہوگئی تھی پھر اجازت ہوگئی - اور سفیان ثوری رح نے فرمایا ہی کہ عید فطر کے بعد بارہ رکعتین اور عید اضحی کے بعد چھ رکعتین پڑھنی مستحب ہین اور فرمایا کہ یہ عمل مسنون ہے دوسری تراویح اور وہ بیس رکعتین ہین اور اونکی کیفیت مشہور ہے اور وہ بھی سنت موکدہ ہین گو عیدین کی نماز سے کم ہین - اور علما کو اختلاف ہے کہ تراویح جماعت سے پڑھنی افضل ہین یا تنہا پڑھنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون مین دو یا تین راتین جماعت کے واسطے نکلے تھے پھر نہ نکلے اور فرمایا کہ مجکو خوف ہے کہ تمپر واجب نہو جاوین اور حضرت عمر رضہ نے آدمیون کو تراویح مین جماعت پر اکٹھا کر دیا اسوجہ سے کہ بباعث موقوف ہوجانی وحی کے واجب ہونے کا خوف نہین رہا تھا پس بعض لوگ اسی حضرت عمر رضہ کے فعل کی وجہ سے کہتے ہین کہ جماعت افضل ہے اور یہ بھی وجہ ہے کہ اجتماع مین برکت ہے اور فرضون کی جماعت سے جماعت مین ثواب کا ہونا پایا جاتا ہے علاوہ اسکے تنہائی مین کبھی کاہلی بھی ہوجاتی ہے اور جمعیت کے دیکھنے سے طبیعت کو سرور ہوتا ہے - اور بعضون نے کہا ہے کہ تنہا پڑھنا افضل ہے اسلیے کہ عیدین کی طرح یہ نمازین کا شعار نہین ہے تو اسکو نماز چاشت اور تحیۃ المسجد مین ملانا بہتر ہے اور انمین جماعت مشروع نہین ہوئی بلکہ عادت یون ہے کہ اگر مسجد مین بہت سے آدمی ایک ساتھ داخل ہون وہ بھی تحیۃ المسجد جمعت سے نہین پڑھتے اور ایک وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نفل نماز کو گھر مین پڑھنا بہ نسبت مسجد مین پڑھنے کے اتنا زیادہ ہے جیسے فرض نماز کو مسجد مین پڑھنا بہ نسبت گھر پر پڑھ لینے کے زیادہ ہے - اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد مین ایک نماز اسکے سوا دوسری مسجدون مین کی سو نمازون سے افضل ہے اور مسجد حرام کی ایک نماز میری مسجد کی ہزار نمازون سے بہتر ہے اور ان سب سے افضل اوس شخص کی نماز ہے کہ اپنے گھر کے کونے مین دو رکعتین پڑھے اور اونکو سوائے خدا تعالے کے اور کوئی نجانے - اور اسکی وجہ یہ ہے کہ نمود اور ریا وٹ اکثر آدمی پر مجمع ہی مین آتی ہی اور تنہائی مین اوس سے مامون رہتا ہے غرض کہ اونکا قول تنہائی کی افضلیت مین یہ ہے جو مذکور ہوا مگر مختار یہ ہے کہ جماعت افضل ہے جیسے حضرت عمر رضہ نے تجویز فرمائی اسلیے کہ بعض نوافل مین جماعت مشروع ہے اور تراویح ایک ایسا شعار ہے کہ اسکا ظاہر ہونا بھی مناسب ہے اور جماعت مین ریا کی طرف اور تنہائی مین کسل کی طرف التفات کرنا اون بات سے عدول کرنا ہی جو اجماع کی فضیلت مین بحیثیت جماعت نظر کرنے سے مقصود ہے اور گویا کہ اوسکا قائل یہ کہتا ہے کہ نماز کا پڑھنا کسل کے ماری اوسکے چھوڑ دینے سے بہتر ہے اور اخلاص ریا کی نسبت کہ بہتر ہے تو اب ہم فرض کرتے ہین کہ ایک شخص اپنے نفس پر اعتماد

---

۱ اسکے مسنون ہونے کی اصل نہین کی اسی پر تطبیق عینی ۱۲

۲ بخاری و مسلم بروایت عائشہ ۱۲

۳ ابن ابی شیبہ از فضہ قین صحیح بروایت ابن خزیمہ و ابن حبان ۱۲

۴ ابو یعلی و طبرانی بروایت انس ۱۲

افضل ہے اور چاہیے کہ لڑکے ریشمی کپڑے سے اور بوڑہی عورتین نکلنے کے وقت بناؤ سنگار سے احتراز کرین - تیسری یہ کہ ایک راہ سے عیدگاہ کو جاوے اور دوسری سے واپس آوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوان عورتون اور پردہ والیون کو بھی عید مین نکلنے کی اجازت دیتے تھے - چوتھی یہ کہ مستحب یہ ہے عید کے لیے جنگل مین جانا مگر مکہ معظمہ اور بیت المقدس مین مسجد مین نماز پڑھنی چاہیے اور اگر مدینہ برستا ہو تو مسجد مین نماز پڑہ لینے کا مضائقہ نہین - اور اگر ہلال مہینہ آسمان مین نہو تو امام کو جائز ہے کہ کسی شخص کو اجازت دیدے کہ ضعیف اور ناتوانون کو کسی مسجد مین نماز پڑھاوے اور خود معہ قوی لوگون کے باہر جاوے اور سب تکبیر کہتے نکلین - پانچوین یہ کہ وقت کی رعایت کی جاوے عید کی نماز کا وقت آفتاب کے نکلنے سے زوال تک ہے اور قربانی کرنی کا وقت دسوین تاریخ کو اتنے دن چڑھے سے شروع ہوتا ہے کہ دو رکعتین اور دو خطبے اوس عرصہ مین ہو جاوین اور اسوقت سے تیرھوین کے آخر تک رہتا ہے - اور عید اضحی کی نماز کو جلد پڑھنا مستحب ہے کہ بعد نماز قربانی کرنی ہوتی ہے اور عید فطر کی نماز مین دیر کرنی مستحب ہے کہ نماز سے پیشتر صدقۂ فطر تقسیم کر نا پڑتا ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق ہے چھٹی نماز کی کیفیت مین یہ ملحوظ رہے کہ لوگ راہ مین تکبیر کہتے جاوین عیدگاہ کو جاوین اور جب امام وہان پونہچے تو بیٹھے نہین اور نہ نفل پڑھے دوسرے لوگون کو نفل جائز ہے پھر ایک پکارنے والا بلند آواز سے کہے اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ پھر امام دو رکعتین پڑھے پہلی رکعت مین تکبیر تحریمہ اور رکوع کے سوا سات بار اللہ اکبر کہے اور ہر دو تکبیرون کے بیچ مین کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور شروع کی تکبیر تحریمہ کی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ کہلے مگر اعوذ باللہ کو ساتون تکبیرون زائد کے بعد پر چھوڑے اور پہلی رکعت مین سورۂ ق والحمد کے بعد پڑھے اور دوسری مین اقتربت الساعۃ اور دوسری رکعت مین زائد تکبیرین پانچ ہین سوای تکبیر قیام اور رکوع کے اور ہر دو تکبیرون مین وہی الفاظ کہے جو پہلی رکعت مین کہے تھے پھر دو خطبے پڑھے جنکے درمیان مین جلسہ ہو اور جس شخص سے نماز عید کی فوت ہو جاوے وہ قضا پڑھ لے ساتوین یہ کہ قربانی مینڈھے کی کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ایک مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَنْ مَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ اور ایک حدیث مین ارشاد ہے کہ جو شخص ماہ ذی حجہ کا چاند دیکھے اور اوسکا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو اپنے بال اور ناخن مین سے کچھ نہ ترشواوے - ابو ایوب انصاری رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین آدمی اپنے گھر بھر کی طرف سے ایک بکری قربانی کر لیتا اور وہ سب کھاتے اور کھلا دیتے اور جائز ہے

سنہ ابن ماجہ ابواب الاضاحی ۲۲

سنہ بخاری و مسلم ابواب العیدین ۱۲

سنہ شافعی ابن ماجہ ابواب الاضاحی ۲۲

سنہ ابن ماجہ ابواب الاضاحی ۲۲ بخاری و مسلم ابواب العیدین ۱۲

قربانی نفل ہے ۱۲ بخاری و مسلم ابواب العیدین ۱۲ اس کے اول مین ہذا عنی ہے اور اخیر مین ہذا عن امتی ہے اور ابو داؤد و ترمذی مین یہ مجمل ہے ترمذی نے کہا ہے کہ حدیث غریب ہے اور مسلم ابواب الاضاحی ۱۲ ترمذی و ابن ماجہ ۲۲

مغرب اور عشا کے درمیان دو رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد اور پانچ بار آیۃ الکرسی اور پانچ بار اخلاص اور پانچ بار معوذتین اور نماز سے فارغ ہو کر پندرہ بار استغفار پڑھ کر اوسکا ثواب اپنے ماباپ کو بخشدے تو جو حق ماباپ کا اوسکے ذمہ تھا وہ اسنے ادا کیا اگرچہ اونکی نافرمانی کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ اوسکو وہ چیز عنایت کرے گا جو صدیقون اور شہیدون کو دیوے گا **جمعہ کی رات** حضرت جابرؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کی رات مین مغرب اور عشا کے درمیان بارہ رکعتین ادا کرے ہر رکعت مین الحمد ایکبار اور اخلاص گیارہ بار پڑھے تو گویا اوسنے خدای تعالیٰ کی عبادت بارہ برس اس طرح کی کہ دن کو روزہ رکھا اور رات کو شب بیداری کی۔ اور حضرت انسؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کی رات مین نماز عشا جماعت سے پڑھے اور دونون سنتین پڑھے اور بعد فرضون اور سنتون کے دس رکعتین پڑھے کہ ہر ایک مین الحمد اور قل ہو اللہ اور معوذتین ایک ایک بار پڑھکر پھر تین رکعتین وتر کی پڑھے اور اپنی دہنی کروٹ پر قبلہ رخ سو رہے تو گویا ساری شب قدر کی شب بیداری کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روشن رات اور منور روز مین مجھپر درود زیادہ پڑھا کرو یعنے جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن مین **ہفتہ کی رات** حضرت انسؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہفتہ کی رات مین مغرب اور عشا کے درمیان بارہ رکعتین پڑھے تو اوسکے لیے ایک محل جنت مین بنایا جاوے اور گویا کہ ہر ایک مومن مرد اور عورت پر خیرات کرے اور یہودی ہونے سے بری ہو اور اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اوسکو بخشدے

تیسری قسم وہ نوافل جو سال کے دوبارہ ہونے سے مکرر ہوتے ہین اور وہ چار ہین عیدین کی نماز اور تراویح اور نماز رجب اور نماز شعبان **اول عیدین کی نماز** یہ نماز سنت موکدہ ہے اور دین کا ایک شعار ہے اسمین سات باتون کی رعایت کرنی چاہیے **اول** تکبیر تین بار نظام کے ساتھ یعنے یہ کہنا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ یہ تکبیر عید فطر کی رات سے شروع کرے اور جبتک کہ نماز عید کی شروع ہو اوسوقت تک اسکا وقت ہے اور عید اضحی مین تکبیر عرفہ کے دن کی فجر سے شروع ہوتی ہے اور تیرھوین تاریخ کی شام تک رہتی ہے اسمین اختلاف بھی ہے مگر قول کامل تریہی ہے اور تکبیر فرض نمازون اور نوافل کے بعد کہنی چاہیے اور فرضون کے بعد موکد زیادہ ہے دوسری یہ کہ جب روز عید کی صبح ہو تو نہاوے اور زینت کرے اور خوشبو لگاوے جیسے جمعہ مین ہم نے ذکر کیا ہے اور مردون کے لیے چادر اور عمامہ

---

۱ یہ حدیث بی اصلی ہے ۱۲
۲ ابو معشر مدینہ کے فقیہ ہیں ۱۲
بروایت ابن عساکر اور یہ حدیث منکر ہے ۱۲
۳ جارانی در اوسط بروایت ابی ہریرہؓ اوسکی سند مین عبد المنعم بن نعیم اور اوسکا باپ ابن معین اور ابن حبان نے ضعیف کہا ہے ۱۲
۴ ابو موسیٰ مدینی اور
یہ حدیث بھی موضوع ہے ۱۲
۵ اسکے راوی ضعیف اور بعضے کذاب ہین ۱۲
۶ اسکے راوی مجہول ہین ۱۲
۷ اسکے راوی ضعیف ہین ۱۲
۸ یہ حدیث بھی موضوع ہے ۱۲

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سو بار درود بھیجے اور اپنی قوت وطاقت سے علیحدہ ہو کر خدای تعالے کی قوت وطاقت کی طرف التجا کرے پھر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ اٰدَمَ صَفْوَةُ اللّٰهِ وَفِطْرَتُهٗ وَاِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَمُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰهِ وَعِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبِيْبُ اللّٰهِ تو اوسکو موافق شمار اون لوگون کے جو خدای تعالے کے لیے اولاد کے قائل ہین اور جو اوسکے لیے اولاد کے قائل نہین ثواب ملے گا اور قیامت کے روز اللہ تعالے اوسکو امن والون کے ساتھہ اوٹھاوی گا اور اللہ تعالے پر لازم ہوگا کہ اوسکو جنت مین پیغمبرون کے ساتھہ داخل کرے

پیر کی رات اعمش حضرت انس رض سے راوی ہین کہ اونھون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص پیر کی رات کو چار رکعتین پڑھے اول مین الحمد اور دس بار اخلاص دوم مین الحمد اور بیس بار اخلاص سوم مین الحمد اور تیس بار اخلاص چہارم مین الحمد اور چالیس بار اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر پچھتر بار اخلاص پڑھے اور اپنے لیے اور ماباپ کے لیے پچھتر بار دعای مغفرت کرے پھر اللہ تعالے سے اپنی حاجت مانگے تو اللہ تعالے پر ٹھہرا ہوا ہے کہ اوسکو جو مانگے وہ دیوی اور اس نماز کو نماز حاجت کہتے ہین

منگل کی رات مین دو رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد اور اخلاص اور معوذتین پندرہ بار اور سلام کے بعد آیۃ الکرسی پندرہ بار اور استغفار پندرہ بار۔ حضرت عمر رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ جو شخص منگل کی رات مین دو رکعتین پڑھے ہر ایک مین ایکبار الحمد اور انا انزلنا اور قل ہو اللہ احد سات سات بار پڑھے تو اللہ تعالے اوسکی گردن دوزخ سے آزاد کرے اور قیامت کے روز جنت کی طرف اوسکا راہبر اور لیجانے والا ہو

بدھ کی رات حضرت فاطمہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا جو شخص بدھ کی رات مین چھہ رکعتین تین سلامون سے ادا کرے اور ہر رکعت مین الحمد کے بعد قل اللھم مالک الملک سے دو آیتون تک پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو تو ستر بار کہے جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ یعنے بدلہ دیوے اللہ تعالے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے وہ بدلہ جو اوسکی شان کے لائق ہو تو اللہ تعالے اوسکے ستر برس کے گناہ بخشدے گا اور اوسکے لیے دوزخ سے بری ہونا لکھدے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی بدھ کی رات مین دو رکعتین پڑھے اول مین الحمد اور دس بار قل اعوذ برب الفلق اور دوسری مین الحمد کے بعد دس بار قل اعوذ برب الناس پھر سلام پھیر کر دس بار استغفار اور دس بار درود شریف پڑھے تو ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اوترین اور اوسکی ثواب کو قیامت تک لکھین

جمعرات کی رات حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جمعرات کی رات مین

۱ اسکی سند حدیث بالا کی طرح ہے ۱۲
۲ ابو موسی مدنی نے بروایت ابن مسعود روایت کیا ہے اور حدیث منکر ہے ۱۲
۳ ابو موسی مدنی بسند ضعیف ۱۲
۴ مثل حدیث بالا ۱۲
۵ ابو موسی مدنی و ابو منصور دیلمی در مسند فردوس بسند ضعیف اور یہ حدیث منکر ہی ۱۲

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رض سے راوی ہین اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جو شخص پنجشنبہ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان مین دو رکعتین پڑھے اول مین الحمد ایکبار اور آیۃ الکرسی سو بار اور دوسری مین الحمد ایکبار اور اخلاص سو بار اور سو بار درود پڑھی تو اللہ تعالی اوسکو ثواب اوس شخص کا عنایت فرماوی گا جسنے رجب اور شعبان اور رمضان کے روزے رکھے ہون اور اوسکو خانۂ کعبہ کے حج کرنے والے کا سا ثواب ہوگا اور اللہ تعالے اوسکے لیے اون لوگون کے شمار کے موافق جو اوسپر ایمان لائے ہین اور توکل کرتے ہین ثواب لکھے گا جمعہ حضرت علی رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مین ایک نماز ہے جو بندہ ایماندار آفتاب کے کامل نکل آنے اور مقدار ایک نیزہ کے یا زیادہ اونچا ہونے پر کھڑا ہو اور وضو اچھی طرح پوری کرے اور نماز چاشت دو رکعتین ایمان اور طلب ثواب کی رو سے پڑھے تو اللہ تعالی اوسکے لیے دو سو نیکیان لکھے گا اور دو سو خطائین مٹاوے گا اور جو کوئی چار رکعتین پڑھے اللہ تعالے اوسکے چار سو درجے جنت مین اونچے کرے گا اور جو شخص آٹھ رکعتین پڑھی اوسکے آٹھ سو درجے جنت مین بلند کرے گا اور اوسکے سب گناہ بخشدے گا اور جو کوئی بارہ رکعتین پڑھے اوسکے لیے بارہ سو نیکیان تحریر فرماوی گا اور بارہ سو برائیان اوسکے نامۂ اعمال سے دور کرے گا اور جنت مین بارہ سو درجے اوپر چڑھاوے گا۔ اور نافع رض حضرت ابن عمر رض سے راوی ہین اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز مسجد جامع مین داخل ہو اور چار رکعتین دوگانہ جمعہ سے پیشتر پڑھے اور ہر رکعت مین الحمد اور پچاس بار اخلاص پڑھے وہ جب مرے گا کہ اپنا ٹھکانا جنت مین سے دیکھ لے گا یا اوسکو دکھلا دیا جاوی گا شنبہ حضرت ابو ہریرہ رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی شنبہ کے روز چار رکعتین پڑھے ہر رکعت مین ایک بار الحمد اور تین بار سورۂ کافرون پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر آیۃ الکرسی پڑھے تو اللہ تعالے اوسکے لیے ہر ایک حرف کے بدلہ مین ایک حج اور عمرہ کا ثواب لکھے گا اور ہر ایک حرف کے بدلہ مین ایک برس کے دنون کے روزون اور راتون کی شب بیداری کا ثواب عنایت فرماوے گا اور ہر ایک حرف کے عوض مین ایک شہید کا ثواب دے گا اور پیغمبرون اور شہیدون کے ساتھ عرش کے سایہ تلے رہے گا اب راتون کا حال سننا چاہیے اتوار کی رات حضرت انس رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین آپ نے فرمایا کہ جو شخص اتوار کی رات مین بیس رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد اور پچاس بار اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے اور سو بار استغفار پڑھے اور اپنے لیے اور ماباپ کے لیے سو دفعہ دعای مغفرت کرے

۱ ابو موسی مدنی بسند نہایت ضعیف ۱۲
۲ اسکی اصل مجھکو نہین ملی ۱۲
۳ خطیب نے روایت کیا اور کہا کہ نہایت غریب ہے ۱۲
۴ ابو موسی مدنی بسند نہایت ضعیف ۱۲
۵ ابو موسی مدنی بدون اسناد اور یہ حدیث منکر ہے ۱۲

نماز کی کثرت سے خدای تعالی کو توحید کرو کیونکہ وہ واحد لاشریک ہی پس جو کوئی یکشنبہ کے روز ظہر کے فرض اور سنتون کے بعد چار رکعتین پڑھے اول مین الحمد اور الم سجدہ اور دوسری مین الحمد اور سورۂ ملک پڑھکر التحات پڑہ کر سلام پھیرے پھر کھڑا ہوکر دو رکعتین اور پڑھے اور اول مین الحمد اور سورۂ جمعہ اور دوسری مین بھی یہی دونون سورتین پڑھے اور اللہ تعالے سے اپنی حاجت مانگے تو اللہ تعالے پر اوسکی حاجت کا پورا کرنا لازم ہوگا دوشنبہ حضرت جابر رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا جو شخص دوشنبہ کے روز آفتاب کے اونچا ہونے کے وقت دو رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد ایکبار اور آیۃ الکرسی ایکبار اور اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار اور جب سلام پھیرے دس بار استغفار اور دس بار درود پڑھے تو اللہ تعالے اوسکے سب گناہ بخشدیگا۔ اور حضرت انس بن مالک رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی دوشنبہ کو بارہ رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور نماز سے فارغ ہوکر سورۂ اخلاص اور استغفار بارہ بارہ مرتبہ پڑھے تو قیامت کے روز اوسکو پکارا جاوے گا کہ فلان ابن فلان کہان ہے اوٹھے اور اپنا ثواب خدای تعالی سے لیوے پس اول ثواب اوسکو یہ ہوگا کہ ہزار لباس بہشتی دیے جاوین گے اور تاج سر پر رکھا جاوے گا اور حکم ہوگا کہ جنت مین داخل ہو پھر ہزار فرشتے اوسکے استقبال کو جدا جدا ہدیہ لے کر آوین گے اور اوسکے ساتھ ساتھ رہین گے یہانتک کہ وہ ہزار نور کے محلون پر دورہ کرے جو چمکتے ہونگے سہ شنبہ یزید رقاشی رح حضرت انس رض سے راوی ہین اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی سہ شنبہ کے روز دوپہر ہونے کے قریب اور بعض روایت مین ہے کہ آفتاب کے اونچا ہونے کے وقت دس رکعتین اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت مین الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور اخلاص تین بار تو اوسکے ذمہ ستر دن تک گناہ نہ لکھا جاوے گا پس اگر ستر دن کے درمیان مرے گا تو شہید مرے گا اور اوسکے ستر برس کے گناہ بخشدیے جاوین گے **چارشنبہ** ابو ادریس خولانی حضرت معاذ بن جبل رض سے راوی ہین کہ اونھون نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص چارشنبہ کے روز دن چڑھے بارہ رکعتین پڑھے اور ہر رکعت مین الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور اخلاص تین بار اور معوذتین تین تین بار پڑھے تو اوسکو عرش کے پاس سے فرشتہ پکارتا ہے کہ اے اللہ کے بندے عمل پھر سے کر کہ تیرے پہلے گناہ بخشدیے گئے اور اللہ تعالے اوسپر سے عذاب قبر اور اوسکا اندھیرا اور تنگی دور کرے گا اور قیامت کی سختیان اوس سے اوٹھالے گا اور اوسی روز سے اوسکے لیے ایک پیغمبر کا عمل اوپر چڑھا کریگا **پنجشنبہ**

---

۱ ابو ہریرہ مدنی از صحابہ حدیث ۱۲ منہ

۲ ابو ہریرہ مدنی حدیث حسن ۱۲ منہ

۳ ابو ہریرہ مدنی اور ابو سعید خدری رض حدیث صحیح ۱۲ منہ

۴ انس بن مالک رض خادم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

۵ ابو ہریرہ مدنی اور ابو سعید خدری رض حدیث ۱۲ منہ

۶ معاذ بن جبل رض از صحابہ حدیث ۱۲ منہ

سند مین ابن حمید ہے اور وہ ضعیف ہے ۱۲ منہ

اور وہ ابن حمید محمد ابن حمید رازی ہے ۱۲

چھ رکعتین پڑھتے تھے اور نماز چاشت کے باب مین حضرت علی رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز چھ رکعتین دو وقتون مین پڑھتے تھے ایک جب آفتاب نکل کر اونچا ہوتا تو آپ کھڑی ہوکر دو رکعتین پڑھتے اور یہ نمازون کے دوسری ورد کا شروع ہے جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا دوم جسوقت آفتاب پھیلتا اور چہارم آسمان پر شرق کی جانب سے ہوتا اوسوقت آپ چار رکعتین پڑھتے غرض کہ اول دو گانہ اوسوقت تھا کہ آفتاب مقدار نصف نیزہ کے اونچا ہوتا اور دوسری نماز پھر دن چڑھے مقابل عصر کی نماز کے ہوتی کہ عصر کا وقت پہر دن رہے ہوتا ہے اور ظہر دوپہر ڈھلے ہوتی ہے تو چاشت اوسوقت ہوگی کہ آفتاب کے نکلنے سے زوال تک کے وقت کو آدھا کرکے پڑھی جاوی جیسے زوال سے غروب تک کے وقت کو آدھا کرنے پر عصر ہوتی ہے اور یہ وقت افضل ہے حاصل یہ کہ آفتاب کے اونچا ہونے سے زوال کے پیشتر تک چاشت کا وقت ہے آٹھوین مغرب وعشا کے درمیان کے نوافل یہ بھی سنت موکدہ ہین اور اونکی شمار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے چھ رکعتین منقول ہین اور اس نماز کا ثواب بہت بڑا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ سے یہی نماز مراد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی مغرب اور عشا کے درمیان نماز پڑھے تو وہ نماز خدا کی طرف رجوع کرنے والون کی نماز ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص مغرب اور عشا کے درمیان مین اپنے نفس کو جماعت والی مسجد مین روکے اور نماز اور قرآن کے سوا اور گفتگو نکرے تو اللہ تعالے پر حق ہے کہ اوسکے لیے جنت مین دو محل بناوے کہ ہر محل کا فاصلہ اون مین سے سو برس کا ہو اور اوسکے لیے اون دونون کے درمیان اتنے درخت لگاوے کہ اگر زمین کے باشندے اون مین گھومین تو سب کی گنجایش ہوجاوے اور باقی فضل اس نماز کا انشاء اللہ تعالے باب الاوراد مین عنقریب مذکور ہوگا

دوسری قسم نوافل کی وہ ہے کہ ہفتے کے مکرر ہونے سے آتی جاتی ہین اور وہ ساتون روز کی اور اونکی راتون کی نمازین ہین ہر ایک روز وشب کی جدا جدا ہین اول دنون مین سے ہم یکشنبہ سے شروع کرتے ہین یکشنبہ حضرت ابوہریرہ رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا جو کوئی یکشنبہ کے روز چار رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد اور آمن الرسول ایکبار پڑھے اللہ تعالے اوسکے لیے موافق شمار ہر نصرانی مرد اور نصرانی عورت کے حسنات لکھے گا اور اوسکو ایک نبی کا ثواب عنایت کرے گا اور ایک حج اور عمرہ اوسکے لیے ارقام فرماوے گا اور ہر رکعت کے بدلے مین ہزار نمازون کا ثواب لکھے گا اور جنت مین اوسکو ہر حرف کے عوض ایک شہر مشک خالص کا دے گا۔ اور حضرت علی رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یکشنبہ کے روز

اور ایک رکعت اگر عشا کے بعد کی دوگانہ کے بعد یا فرضون کے پیچھے پڑھے تو اوسی سے وتر کی نیت کرلی اور یہ نماز درست ہوگی اسلیے کہ وتر کی شرط یہ ہے کہ خود اپنی ذات سے طاق ہو اور دوسری نماز جو اوس سے پہلے ہوگئی ہو اوسکو طاق کردے تو جب فرضون کے بعد ایک رکعت پڑھی تو فرضون کو طاق کردی گی۔ اور اگر وتر قبل عشا کے ادا کرے گا تو درست نہونگی یعنے جو فضیلت وتر کی حدیث مین آئی ہے کہ وتر سرخ اونٹون سے بہتر ہین اوسکا ثواب نہ ملے گا ورنہ ایک رکعت تو جس وقت مین پڑھی گا درست ہوگی اور عشا سے پہلے وتر کی رکعت صحیح نہونے کی یہ وجہ ہے کہ تمام خلق کے اجماع کے خلاف ہے اور دوسری یہ کہ اوس سے پہلے کوئی نماز نہین ہوئی کہ وہ اس وتر سے طاق ہوجاوے۔ اور جب وتر کی تین رکعتین جدا جدا دو سلامون سے پڑھنا چاہے تو اول کے دوگانہ کی نیت مین تامل ہے اگر اون سی نماز تہجد یا عشا کی سنتون کی کرے گا تب تو وہ وتر نہین گے اور اگر وتر کی نیت کرے گا تو وہ خود وتر نہین بلکہ دو رکعت ہین اوسکے بعد کی ایک رکعت البتہ وتر ہے مگر ظاہر تر یہی ہے کہ جیسے تین ملی ہوئی رکعتون مین وتر کی نیت کرے اوسی طرح ان مین بھی وتر ہی کی نیت کرے ہی باقی رہی یہ بات کہ دوگانہ اول وتر نہین تو اوسکی صورت یہ ہے کہ وتر کے دو معنے ہین ایک تو یہ کہ بذات خود طاق ہو دوسری یہ کہ اسلیے ہوا ہو کہ مابعد سے ملاکر طاق کردیا جاوے اس صورت مین تینون رکعتین ملکر بھی وتر ہونگی اور دو رکعتین منجملہ تین کی بھی وتر ہونگی مگر اونکا وتر ہونا تیسری رکعت پر موقوف ہوگا اور چونکہ نمازی کا قصد مصمم یہی ہے کہ اس دوگانہ کو تیسری رکعت سے وتر کردی گا تو اوسکو جائز ہے کہ اون دونون کے لیے بھی وتر کی نیت کرلے اور تیسری رکعت جو بھی اپنی ذات سے وتر ہے اور دوسری کو بھی وتر کرتی ہے اور دوگانہ اول نہ خود وتر ہے نہ دوسرے کو وتر کرتا ہے مگر دوسرے سے ملکر البتہ وتر ہوجاتا ہے۔ اور چاہیے کہ نماز شب کے آخر مین وتر ہو پس تہجد کے بعد ہونا چاہیے اور فضیلت وتر و تہجد کی اور اون دونون مین ترتیب کی کیفیت باب ترتیب الاوراد مین عنقریب انشاء اللہ تعالی آوے گی

ساتوین نماز چاشت کہ اوسپر مواظبت کرنی عمدہ اور افضل اعمال مین سے ہے اور شمار اوسکی رکعتون کی زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتین منقول ہین۔ حضرت ام ہانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بہن سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی آٹھ رکعتین پڑھین اور اونکو طول دیا اور اچھی طرح پڑھا اور یہ شمار اور کسی راوی نے نہین نقل کیا حضرت عائشہ رضہ نے ذکر فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز چاشت چار رکعتین پڑھا کرتے تھے اور کبھی کچھ زیادہ بھی کردیتے تھے تو حضرت عائشہ رضہ نے زیادتی کی حد نہین بیان کی اتنا معلوم ہوا کہ چار رکعتون پر آپ مواظبت فرماتے تھے اس سے کم نکرتے تھے اور کبھی کچھ بڑھا بھی دیتے تھے۔ اور ایک حدیث منفرد مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز چاشت

چار رکعتین پڑھتے تھے پھر سو رہتے تھے ۔ اور بعض علمانے سب احادیث سے یہ اختیار کیا ہے کہ نوافل کے شمار سترہ ہونے چاہیے جیسے فرضوں کی تعداد ہے یعنے دو رکعتین فجر سے پیشتر اور چار ظہر سے پہلے اور دو اوسکے بعد اور چار عصر سے پہلے اور دو مغرب کی بعد اور تین عشا کے بعد اور وہ وتر ہین ۔ اور جب نوافل کے باب مین جو حدیثین وارد ہین اونکو معلوم کر چکے تو اب اوسکے شمار معین کرنے کے کیا معنے ہین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز ایک خیر ہے رکھی ہوئی پس جو کوئی چاہے زیادہ لے اور جو چاہے کم لے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک طالب ان نمازون مین سے اوسی قدر اختیار کرتا ہے جتنی رغبت اوسکو خیر مین ہوتی ہے اور ہمارے بیان مذکورۂ بالا سے معلوم ہو چکا کہ ان نوافل مین بعض ہو کد زیادہ ہین اور بعض کم تو موکد تر کا چھوڑ دینا بعید ہے خصوصًا اس صورت مین کہ فرضون کی تکمیل اون سے ہوتی ہے تو جو کوئی نوافل بہت نہ پڑھیگا کیا عجب ہے کہ اوسکے فرض کسر دار رہ جاوین اور اونکا نقصان بے تدارک رہی چھٹی وتر ہے حضرت انس بن مالک رضہ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کے بعد تین رکعتون کا وتر پڑھتے تھے اول مین سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری مین کافرون اور تیسری مین اخلاص پڑھا کرتے تھے ۔ اور ایک حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد وتر کے دو رکعتین بیٹھکر پڑھتے تھے اور بعض روایت مین ہے کہ بالتی مار کر پڑھتے تھے اور بعض مین آیا ہے کہ جب اپنے بستر پر آتے تو اوسپر چار زانو ہو جاتے اور سونے سے پیشتر دو رکعتین پڑھتے اول مین اذا زلزلت اور دوسری مین سورۂ تکاثر اور ایک روایت مین سورۂ کافرون ہے اور وتر جدا بھی دو سلامون سے درست ہے اور ملا ہوا ایک سلام کے ساتھہ بھی جائز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت اور تین اور پانچ اور سات اور نو اور گیارہ سے وتر پڑھا ہے اور تیرہ رکعتون مین روایت متردد ہے اور ایک حدیث شاذ مین سترہ رکعتین ہین اور یہ سب رکعتین جنکو ہم نے وتر کہا ہے یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز شب یعنے متہجد تھا اور تہجد رات کو سنت موکدہ ہے اور عنقریب اوسکی فضیلت باب الاوراد مین آوے گی ۔ اور اسمین اختلاف ہے کہ وتر مین افضل کیا ہے پس بعضون نے یہ کہا ہے کہ ایک رکعت تنہا وتر افضل ہے اسلیے کہ صحیح ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک رکعت سے وتر کرنے پر مواظبت کیا کرتے تھے اور بعض کہتے ہین کہ وتر ملے ہوئے بہتر ہین تاکہ شبہہ خلاف کا نہ رہے خصوصًا امام کو ملانا ضرور ہے اسلیے کہ بعض اوقات اوسکا اقتدا ایسا شخص کرتا ہے جو ایک رکعت تنہا کو نماز نہین اعتقاد کرتا پس اگر ملا کر پڑھے تو سب کی نیت وتر کی کرلے

احمد وعا ابوداؤد ابوذر رضہ ۱۲

ترمذی ونسائی وابن ماجہ بروایت ابن عباس رضہ ۱۲

مسلم بروایت عائشہ رضہ ۱۲

احمد وبیہقی بروایت ابوایاس مزنی ۱۲

وتر ایک رکعت ہے بخاری ومسلم بروایت ابن عمر رضہ ۱۲

تین رکعت ہے احمد ونسائی بروایت عائشہ رضہ ۱۲

مسلم بروایت عائشہ رضہ ۱۲

سلام سے رکعتون کا ابوداؤد وترمذی بروایت عائشہ رضہ ۱۲

پانچ رکعتون کا بروایت عائشہ رضہ ۱۲

گیارہ رکعتون کا ابوداؤد وبیہقی بروایت عائشہ رضہ ۱۲

تیرہ کا بسند صحیح مسلم بروایت عائشہ رضہ ۱۲

ابن المبارک بروایت طاؤس مرسلا ۱۲

درمیان مین ہے اوسکو تنصیف لرکے نقطۂ تنصیف سے ایک خط مرکز دائرہ مین ملا دیا جاوی پس جبکہ عمود کا سایہ اس خط پر منطبق ہو وہ وقت نصف النہار ہے اور جب شرق کی جانب کو اوس سے مائل ہو وہ وقت زوال ہے تیسرے عصر کے وقت کے نوافل وہ چار رکعتین عصر سے پیشتر ہین حضرت ابو ہریرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا رَحِمَ اللّٰہُ عَبْدًا صَلّٰی قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا پس انکا پڑھنا اس توقع سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مین داخل ہو جاوی مستحب موکد ہے اس نظر سے کہ آپ کی دعا بیشک مقبول ہوگی اور آپنے عصر سے پہلے کی رکعتون پر اتنی مواظبت نہین فرمائی جتنی ظہر سے پہلے کی دو رکعتون پر کی ہے چوتھی مغرب کے وقت کی سنتین اور وہ فرض کے بعد دو رکعتین ہین انمین روایت مختلف نہین ہوئی مگر دو رکعتین مغرب سے پیشتر اذان اور تکبیر کے درمیان جلد پڑھ لینی چند صحابہ رض سے منقول ہین مثل ابی بن کعب اور عبادہ بن الصامت اور ابی ذر اور زید بن ثابت وغیرہم رضی اللہ عنہم چنانچہ حضرت عبادہ وغیرہم فرماتے ہین کہ جب موذن مغرب کی اذان دیتا تو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے ستونون کی طرف دو رکعتین پڑھنے کو جھپٹ جاتے اور بعض صحابہ فرماتے ہین کہ ہم مغرب سے پہلے دو رکعتین پڑھتے تھے یہانتک کہ نیا آنے والا جانتا کہ ہم مغرب پڑھ چکے اور پوچھتا کہ کیا مغرب پڑھ چکے اور یہ رکعتین پڑھنی اس حدیث شریف کے عموم مین داخل ہین بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ لِمَنْ شَاءَ اور حضرت امام احمد رح یہ دونون رکعتین پڑھا کرتے تھے لوگون نے جو اونکو عیب لگایا تو چھوڑ دین پھر جو کسی نے اون سے پوچھا تو فرمایا کہ مین نے لوگون کو پڑھتے نہ دیکھا اسلیے مین نے بھی چھوڑ دین اور فرمایا کہ اگر اونکو آدمی اپنے گھر پر یا ایسی جگہہ پڑھ لیا کرے کہ لوگ نہ دیکھین تو بہتر ہے۔ اور مغرب کا وقت آفتاب کے نظر سے غائب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور آنکھ سے چھپنا زمین برابر پر معتبر ہے کہ گرد پہاڑ نہون اور اگر مغرب کیطرف پہاڑ ہون تو اتنا توقف کرنا چاہیے کہ مشرق کی جانب سیاہی آتی ہوئی معلوم ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ ھٰھُنَا وَاَدْبَرَ النَّھَارُ مِنْ ھٰھُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ اور مستحب یہ ہے کہ مغرب کی نماز مین خصوصًا جلدی کیجاوی اور اگر تاخیر ہو وی اور سرخی شفق کی غائب ہونے سے پیشتر پڑھ لیجاوی تب بھی ادا ہوگی مگر مکروہ ہے اور حضرت عمر رض نے ایک بار نماز مغرب مین اتنی تاخیر کی کہ ایک ستارہ نکل آیا پس آپ نے اسکے تدارک کو ایک بردہ آزاد کیا۔ اور حضرت ابن عمر رض نے اتنی دیر کی کہ دو ستارے نکل آئے آپ نے دو بردے آزاد کیے۔ پانچوین عشا کے افعال اور وضو کے بعد چار رکعتین ہین۔ حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد عشا کر

اور طریق قریب بہ تحقیق زوال کے معلوم کرنی کا وصورتیکہ کوئی اچھی طرح اسکو بخاطر رکھے یہ ہے کہ رات کو قطب شمالی یعنی ستارۂ قطب کو دیکھے اور ایک تختۂ مربع زمین پر برابر رکھے اسطرح کہ اوسکا ایک ضلع قطب کی جانب ایسا ہو کہ اگر بالفرض قطب سے ایک کنکر زمین پر چھوڑین اور جس جگہہ وہ کنکر زمین پر گرے وہان سے ایک خط مستقیم اوس ضلع تک گذرتا ہوا فرض کرین تو یہ خط ضلع مذکور پر دو قائمے بناوے یعنے خط مذکور ضلع مسطور کے کسی سمت کی طرف جھکتا ہوا نہو اور جس نقطہ پر ضلع شمالی کے وہ خط مفروض گذرتا ہوا معلوم ہو اوسیکے مطابق خط مستقیم مثلاً تختہ کے ضلع شمالی سے جنوبی ضلع تک کھینچ دیا جاوے اور اس جگہہ ایک عمود تختہ پر نقطہ ہ سے جو ضلع جنوبی مین خط مستقیم کے ملنے سے پیدا ہوا ہے قائم کرین اور فرض کرو کہ ضلع غربی تختہ کا شکل ذیل مین ا ب ہے تو اول روز مین سایہ اس عمود کا مغرب کی طرف ضلع ا ب کی طرف کو مائل ہوگا پھر دوپہر تک کم ہوتا اور شمال کی طرف کو ہٹتا رہے گا یہانتک کہ خط ب پر منطبق ہو جاوے اسطرح کہ اگر اوسکو شمال کی جانب بڑھاوین تو جس نقطہ پر قطب سے کنکر گرا ہوا فرض کیا تھا اوسپر پہونچ جاوے اور یہ سایہ اسوقت ضلع شرقی اور مغربی تختہ کے موازی ہوتا ہے کسی کی طرف کو مائل نہین ہوتا ہے اور اسوقت مین آفتاب منتہاے بلندی پر ہوتا ہے پس جب سایہ خط ب سے شرق کی جانب کو جھکتا ہے تو آفتاب ڈھل جاتا ہے اور یہ بات ٹھیک ایسے وقت مین معلوم ہونے لگتی ہے جو زوال حقیقی سے قریب ہی ہوتا ہے پھر دوپہر کو جس جگہہ سایہ ہو وہان خط ب پر ایک نشان کر دیا جاوے پس جب سایہ عمود کا اتنا ہو جاوے کہ عمود مذکور اور اوس زوال کے وقت کے سایہ کے برابر ہو یعنے سوای سایۂ دوپہر کے ایک مثل ہو جاوے تو وقت عصر کا آجاتا ہے پس اسقدر زوال کے جاننے کے لیے معلوم کرنے کا مضائقہ نہین مترجم کہتا ہے کہ سہل طریق زوال کے دریافت کرنے کا دائرہ ہندی ہے جو اکثر کتب حنفیہ مین مذکور ہے اوسکی صورت یہ ہے کہ زمین کو چورس کر کے خواہ تختہ کو چورس جما کر اوسپر ایک دائرہ پرکار سے کھینچین اور مرکز دائرہ مین ایک عمود قائم کرین جسکی لنبائی تختہ سے اوپر نصف قطر سے کچھہ کم ہو صبح کو اس عمود کا سایہ دائرہ کے باہر ہوگا اور کم ہوتے ہوتے دائرہ کے اندر آوے گا جس جگہہ سے اندر آنا شروع کرے وہان ایک نشان کر دیا جاوے پھر دوپہر کے بعد سایہ بڑھنے لگے گا یہانتک کہ دائرہ سے باہر ہو جاوے جس جگہہ سے باہر ہو وہان بھی ایک نشان کر دیا جاوے اور جو چھوٹی قوس دائرہ کی ان دونون نشانون کے

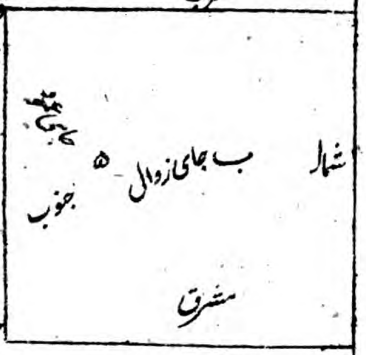

اور اونکی قرارت اور رکوع اور سجدہ اچھی اچھی طرح کرے تو اوسکے ساتھہ ستر ہزار فرشتے نماز پڑہتے ہین اور رات تک اوسکے لیے دعاء مغفرت کرتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد چار رکعتین کبھی نہین چھوڑتے تھے اور اونکو لمبی پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے کہ دروازے آسمان کے اس ساعت مین کھلتے ہین تو مین پسند کرتا ہون کہ میرا کوئی عمل اون مین کو اوپر جاوی اس حدیث کو ابو ایوب انصاری رضہ نے روایت کیا اور راوی اسکے صرف وہی ہین — اور اس مضمون پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جو ام المومنین ام حبیبہ رضہ نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی دن مین بارہ رکعتین فرضون کے سوا پڑھے اوسکے لیے ایک مکان جنت مین بنایا جاویگا دو رکعتین فجر کے پیشتر اور چار ظہر سے پہلے اور دو اوسکے بعد اور دو عصر سے پہلے اور دو مغرب کے بعد — اور حضرت ابن عمر رضہ نے فرمایا ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر ایک دن مین دس رکعتین یاد کی ہین اور تفصیل اوسی طرح کی جو ام المومنین ام حبیبہ نے بیان کی تھی مگر فجر کی دو رکعتون مین فرمایا کہ یہ وقت ایسا تھا کہ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی نجاتا مگر مجھسے میری بہن ام المومنین حفصہ رضہ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکے گھر مین دو رکعتین پڑھتے تھے پھر نکلتے تھے — اور حضرت ابن عمر رضہ نے اپنی حدیث مین ظہر سے پہلے دو رکعتین کہی ہین اور عشا کی بعد دو رکعتین بیان کی ہین اس صورت مین ظہر سے پہلے کی دو رکعتین منجملہ چار کے زیادہ موکد ہوئین اور ان رکعتون کا وقت آفتاب کی زوال پر آجاتا ہے اور زوال کی پہچان یہ ہے کہ سیدھی کھڑی ہوی آدمی کا سایہ پورب کی طرف کو جھکتا ہوا ہو اسلیے کہ آفتاب کے نکلنے کے وقت سایہ آدمی کا مغرب کی طرف بہت لمبا ہوتا ہے پھر آفتاب اونچا ہوتا جاتا ہے اور سایہ کم ہوتا جاتا ہے اور مشرق کی طرف پھرتا جاتا ہے یہانتک کہ آفتاب اپنی منتہاے بلندی پر یعنے نصف النہار کے قوس پر پہونچ جاتا ہے اور اسوقت تک سایہ بھی جتنا کم ہونا تھا کم ہو چکتا ہے جب نصف النہار سے آفتاب ڈہلتا ہے تو سایہ پھر بڑھنا شروع ہوتا ہے پس جسوقت سے کہ سایے کا بڑھجانا آنکھہ سے بھی معلوم ہونے لگے اوسی وقت سے ظہر کا وقت آجاتا ہے اور یہ بات قطعاً معلوم ہے کہ زوال خدای تعالے کے علم مین اسوقت سے پیشتر ہو چکا مگر چونکہ احکام شرعی اونھین چیزون پر وابستہ ہوتے ہین جو محسوس ہون اسلیے زوال اوسی وقت سے کہینگے جب محسوس ہو جاوے — اور جو مقدار سایہ کی آفتاب کے نصف النہار پر ہونے کی وقت ہوتی ہی اور جہان سے کہ سایہ بڑھنا شروع ہوتا ہے وہ جاڑون مین لمبی ہوتی ہے اور گرمیون مین چھوٹی اور اوسی بڑی سے بڑے ہونے کی غایت یہ ہے کہ آفتاب برج جدی کی ابتدا پر پہونچ جاوی اور چھوٹے سے چھوٹی ہونے کی غایت یہ ہے کہ برج سرطان کے شروع پر پہونچ جاوی اور یہ بات قدمون اور میزانون سے پہچانی جاتی ہی

احمد بسند ضعیف اور ترمذی نے بروایت عبد البر بن السائب اسی مضمون روایت کیا ہے ۱۲

نسائی و حاکم ۱۲

بخاری و مسلم ۱۲

جہت سے دو قسم پر ہین اول وہ جو اسباب سے متعلق ہون جیسے کسوف اور استسقا ہین دوسری وہ جو متعلق اوقات سے ہون اور اس قسم کی تین قسمین ہین اس طرح کہ یا دن رات کی مکرر ہونے سے وہ سنت مکرر ہوتی ہے یا ہفتہ کے دوبارہ آنے سے یا سال کے مکرر ہونے سے پس سب قسمین نفلون کی چار ہوئین انکو جدا جدا لکھا جاتا ہے **قسم اول** جو دن رات کے نئے ہونے سے ہوتی ہین وہ آٹھ ہین پانچ تو نماز پنجگانہ کی سنتین ہین اور تین انکے سوا یعنی نماز چاشت اور مغرب اور عشا کے درمیان کی نفلین اور تہجد **اول صبح کی** سنتین ہین اور وہ دو ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رَکْعَتَا الْفَجْرِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا اور انکا وقت صبح صادق کے ہونے سے شروع ہو جاتا ہے اور وہ صبح کنارون کی طرف کو پھیلی ہوئی ہوتی ہے لمبی اور شروع مین اسکا معلوم کرنا مشکل ہے مگر اسطرح ہو سکتا ہے کہ چاند کی منزلین سیکھ لے یا ستارون کے دیکھنے سے جان لے کہ فلان وقت جب ستارہ فلان اس جگہ آوے گا تو صبح ہو جاوے گی اور چاند سے مہینے مین دو بار پہچان ہو سکتی ہے کیونکہ چھبیسوین شب کو چاند صبح صادق کے ساتھ نکلتا ہے اور بارھوین شب کو چاند کے غروب ہونے کے ساتھ اکثر صبح ہو جاتی ہے اور ان دونون باتون مین کبھی بعض برجون مین فرق بھی پڑ جاتا ہے اور شرح اسکی طویل ہے اور منازل قمر کا سیکھنا طالب آخرت کے لیے ضروریات مین سے ہے تاکہ اوس سے رات کے وقتون کی مقدار اور صبح صادق کو پہچانے - اور جب صبح کے فرضون کا وقت نہین رہتا جبھی سنتون کا وقت بھی جاتا رہتا ہے یعنے آفتاب کے نکلنے پر انکا وقت نہین رہتا مگر مسنون یہ ہے کہ انکو فرضون سے پہلے ادا کرے پس اگر مسجد مین آوے اور نماز کی تکبیر ہو گئی ہو تو فرضون مین مشغول ہو جاوے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ پھر نماز سے فارغ ہو کر کھڑا ہو جاوے اور سنتون کو پڑھ لے اور صحیح یہ ہے کہ سنتین جبتک آفتاب نکلنے سے پیشتر واقع ہون تب تک ادا ہی ہون گی اسلیے کہ وہ وقت مین فرضون کی تابع ہین اور اونکو پہلے فرضون سے پڑھنا اور فرضون کو بعد کو پڑھنا سنت ہے بشرطے کہ نماز جماعت نپاوے اور جب جماعت موجود ہو تو ترتیب بدل جاتی ہے فرضون کو اول پڑھتے ہین اور سنتون کو پیچھے غرضکہ ادا ہی ہوتی ہین اور مستحب یہ ہے کہ سنتون کو گھر پر مختصر پڑھ لے پھر مسجد مین داخل ہو کر دوگانہ تحیۃ المسجد پڑھے پھر بیٹھ جاوے اور فرض پڑھنے تک کوئی نماز نہ پڑھے اور صبح سے لے کر آفتاب کے نکلنے تک مستحب یہ ہے کہ ذکر اور فکر مین لگا رہے اور صرف فجر کی سنتون اور فرضون پر کفایت کرے *

دوسری ظہر کی سنتین ہین وہ چھ رکعتین ہین دو بعد فرضون کے اور چار پہلے اور بعد کی دونون سنت موکدہ ہین اور پہلے کی چار بھی سنت ہین مگر اونکی نسبت کم ہین حضرت ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جو شخص چار رکعتین آفتاب کے ڈھلنے کے بعد

فجر کی دو رکعتین دنیا و مافیہا سے بہتر ہین مسلم بروایت عائشہ رض ۱۲

جب نماز کی تکبیر ہو جاوے تو کوئی نماز بجز فرض نماز کے نہین ۱۲ مسلم بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲

عبد الملک بن حبیب نے بروایت ابن مسعود روایت کیا ہے اور بروایت ابو ہریرہ مجکو نہین ملی ۱۲

دروازہ تک جنازہ لیجاتے تھے اس بات کے جتانے کو کہ مردہ ہو تو جماعت سے بیٹھہ رہنے زندہ کو بیٹھہ رہنا سنجا ہے
اور جو شخص مسجد مین داخل ہو تو چاہیے کہ صف کی داہنی جانب قصد کرے اور اسی وجہ سے عہد مبارک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مین داہنی جانب پر لوگ اس کثرت سے ہوتے کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ بائین طرف بالکل چھوٹ گئی
آپ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد کی بائین جانب کو معمور کرے اوسکو دوبرابر ثواب ہوگا - اور جب صف مین لڑکا
نابالغ دیکھے اور اپنے لیے جگہہ نہو تو جائز ہے کہ لڑکے کو صف سے علحدہ کرکے آپ اوسکی جگہہ کھڑا
ہو جاوے یہ بیان اون مسائل کا جن مین لوگ اکثر مبتلا ہوتے ہین اور متفرق نمازون کے احکام باب الاوراد مین انشاء اللہ عنقریب مذکور ہونگے

ساتوین فصل نفل نمازون کے ذکر مین - جاننا چاہیے کہ فرض نمازون کے سوا اور نمازون کی تین قسمین
ہین **اول** سنت **دوم** مستحب **سوم** تطوع سنت نماز سے ہماری مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
اوسپر مواظبت منقول ہو جیسے نمازون کے بعد کی سنتین اور نماز چاشت اور وتر اور تہجد وغیرہ مین کیونکہ
سنت طریق مسلوک کو کہتے ہین تو جس طریق پر آپ ہمیشہ چلے ہونگے وہی سنت ہوگا اور مستحب سے
ہماری غرض یہ ہے کہ حدیث مین اوسکی بزرگی آئی ہو مگر آپ سے اونکا ہمیشہ پڑھنا منقول نہو چنانچہ اونکا
ذکر روزانہ اور شبانہ ہفتہ کی نمازون مین ہم عنقریب لکھتے ہین یا جیسے گھر سے نکلنے کے وقت
اور اوسمین آنے کے وقت کی نماز وغیرہ ہین اور تطوع ہماری مراد یہ ہے کہ جو نماز مین ان دونون کے سوا ہون
یعنے خاص اونکے لیے کوئی خبر نہین ہے مگر بندہ نے خدای تعالے کی مناجات مین راغب ہوکر نماز سے جسکی
مطلق فضیلت شریعت مین وارد ہے تبرع اور سلوک کیا اور تطوع تبرع کو کہتے ہین تو گویا بندہ نماز تطوع سے
تبرع کرتا ہے کہ اوسکی طرف بلایا نہین گیا اگرچہ مطلق نماز کی طرف بلایا گیا ہے - اور ان تینون قسمون کو
نفل اس جہت سے کہتے ہین کہ نفل کے معنے زیادتی کے ہین اور ظاہر ہی کہ یہ سب فرضون سے زیادہ ہین اور
ان مقاصد کے جتانے کے لیے ہمنے نفل اور سنت اور مستحب اور تطوع کی اصطلاح مقرر کرلی اور جو کوئی اس
اصطلاح کو بدل ڈالے تو اوسپر کچھہ اعتراض نہین کیونکہ مقاصد کے سمجھنے کے بعد لفظون سے کچھہ غرض نہین
اور ان قسمون مین سے ہر ایک قسم کے درجات اوسی قدر فضل مین مختلف ہین جسقدر کہ اخبار و آثار
جنسے اونکا فضل معلوم ہوتا ہے اونکے باب مین وارد ہین اور جسقدر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ
مواظبت فرمائی ہے اور جسقدر کہ اونکے باب مین حدیثین صحیح اور مشہور ہین اسی بنا پر ہم کہتے ہین
کہ جماعتون کی سنتین تنہائی کی سنتون سے افضل ہین اور جماعت کی سنتون مین سب سے افضل عید کی
نماز کی پھر گہن کی نماز پھر طلب باران کی نماز ہے اور تنہائی کی سنتون مین سے افضل وتر ہی پھر فجر کی
دونون سنتین پھر انکے بعد اور سنتین ہو کد علی حسب مراتب ہین - اور واضح ہو کہ نوافل اپنے متعلقات کی

باطل نہو کی جیسے کھڑے ہونے مین امام کے برابر کھڑا ہو جاوی اوس سے پیچھے ہٹ کر نہ کھڑا ہو پس اگر امام سے ایک رکن آگے ہو جاوے تو اوسکی نماز کے باطل ہونے مین اختلاف ہی مگر قریب بصواب یہی ہی کہ باطل ہونے کا حکم کیا جاوی کہ اسکی ایسی صورت ہو گئی جیسا کھڑے ہونے مین امام سے آگے بڑھکر کھڑا ہو بلکہ اسمین بطریق اولی نماز باطل ہونی چاہیے کیونکہ جماعت مین اقتدا فعل کا ہوتا ہے نہ کھڑی ہونے کا تو تبعیت فعل مین زیادہ تر ضروری ٹھہری اور مکان مین آگے نہ بڑھنے کی شرط بھی اسی لیے ہی کہ فعل مین پیروی سہل ہو جاوی اور صورت تبعیت کی پائی جاوی کہ مقتدی کو مناسب یہی ہی کہ آگے ہو اب جو شخص امام سے فعل مین بڑھ جاوی تو ظاہر ہے کہ بدون سہو کے اور کوئی وجہ اسکی نہین ہو سکتی اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب مین سخت تہدید فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا اَمَا یَخْشَی الَّذِیْ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ یُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ اور امام سے ایک رکن سے پیچھے رہنا نماز کو باطل نہین کرتا مثلاً امام قومہ مین آگیا اور مقتدی نے ابھی رکوع بھی نہین کیا لیکن اسدرجہ کا پیچھے رہنا مکروہ ہے پس اگر امام اپنی پیشانی زمین پر رکھدی اور یہ مقتدی ابھی رکوع کرنے والون کی حد کو نہ پونہچا ہو تو اوسکی نماز باطل ہو جاوی گی اور اسی طرح اگر امام نے دوسری سجدہ کو سر رکھدیا ہو اور مقتدی نے پہلا سجدہ بھی ابھی نکیا ہو تو نماز باطل ہو گی **مسئلہ** جو شخص نماز مین حاضر ہو تو اوسپر حق ہے کہ اگر دوسرے شخص سے نماز مین کچھ برائی دیکھے تو چاہیے کہ اوسکو تغیر کردے اور انکار کرے کہ اس طرح نہین ہے اور اگر کسی جاہل سے سرزد ہو تو اوسپر نرمی کرے اور اوسکو سکھلادی مثلاً صفون کا برابر کرنا اور اکیلے آدمی کو تنہا صف کے پیچھے کھڑا ہونے سے منع کرنا اور جو شخص امام سے پہلے سر اوٹھاوے اوسپر انکار کرنا اور اسکے سوا اور باتین ہین اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ خرابی ہے عالم کو جاہل سے کہ اوسکو تعلیم نہین کرتا اور حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کو دیکھے کہ نماز کو بری طرح پر پڑھتا ہے اور اوسکو منع نکرے تو وہ بھی اوسکے گناہ مین اوسکا شریک ہے اور بلال بن سعد نے کہا ہے کہ قصور جب پوشیدہ کیا جاتا ہے تو مجرم اپنے مرتکب کے اور کسی کا ضرر نہین کرتا اور جب ظاہر کیا جاتا ہے اور اوسکی کوئی اصلاح نہین کرتا تو اوسکا نقصان عام ہو جاتا ہے اور حدیث مین ہے کہ حضرت بلال رضہ صفون کو برابر کیا کرتے اور لوگون کی کونچون پر دُرّہ مارتے اور حضرت عمر رضہ نے فرمایا ہے کہ نماز مین اپنے بھائیون کو دیکھا کرو جب اونکو نہ پاؤ تو اگر بیمار ہون تو اونکی عیادت کرو اور اگر تندرست ہون تو عتاب کرو یعنے جماعت کے چھوڑنے پر ملامت کرو اور اس باب مین استہال کرنا نہ چاہیے کہ پہلے لوگ اسمین مبالغہ کرتے تھے یہان تک کہ بعض آدمی جماعت کے چھوڑنے والون کے

جاننا متضمن بہت سی علوم کو ہے جو حاضر ہین کو مفصل نہین یعنے جو حادث کو جانے گا وہ موجود اور معدوم اور پہلے ہونے اور پیچھے ہونے اور زمانے کو بھی جانے گا اور اس بات کو بھی جانے گا کہ عدم کو تقدم ہوتا ہے اور وجود کو تاخر پس ان باتون کو جاننا حادث کے جاننے مین متضمن ہے اسوجہ سے کہ حادث کا جاننے والا اگر اور بات کو نجانے اور اوس سے اگر سوال کیا جاوے کہ بھلا تم نے کبھی تقدم یا تاخر یا عدم کو یا عدم کے تقدم یا وجود کے تاخر یا زمانے کو جو متقدم اور متاخر ہوتا ہے معلوم کیا ہے اور وہ کہے کہ مین نے کبھی نہین جانا تو وہ جھوٹا ہوگا اور اوسکا یہ کہنا اسکے مخالف پڑے گا کہ مین حادث کو جانتا ہون - اسی دقیقہ کے نجاننے سے وسواس اوبھرتا ہے کہ وسواسی اپنے نفس پر زور دیکر چاہتا ہے کہ اپنے دل مین ظہر ہونے اور ادا ہونے اور فرض ہونے کو ایک حالت مین حاضر کرے پھر اسکی تفصیل الفاظ سے کرے اور خود اوس تفصیل کو دیکھ لے اور یہ بات ہو نہین سکتی اگر بالفرض اس بات کی تکلیف اپنے نفس پر عالم کے لیے کھڑی ہونے کے باب مین کرے گا تو اوسپر دشوار ہوگا غرض کہ اس حال کے جاننے سے وسواس دور ہوجاتا ہے کہ خدای تعالے کے حکم کی فرمانبرداری نیت کے باب مین اوسی طرح ہے جیسے غیر کے گھر کی فرمانبرداری ہوتی ہے پھر ہم تسہیل اور رخصت کے طور پر اتنی بات اور کہتے ہین کہ اگر وسواسی نیت اسی کا نام سمجھتا ہے کہ یہ ساری باتین مفصل حاضر کرنے سے ہوگی اور اوسکی نفس مین امتثال یکبارگی صورت نہین پکڑتا تو اگر اثنای تکبیر مین اول سے آخر تک ان امورمین سے کسی قدر کو حاضر کرے گا اسطرح کہ تکبیر کے پورا ہونے پر نیت حاصل ہوجاوے تو یہ بھی اوسکو کافی ہوگا ہم اوسکو تکلیف نہین دیتے کہ ساری باتین تکبیر کے اول مین اور آخر مین جمع کرے کیونکہ یہ تکلیف حد سے متجاوز ہے اگر اسکا حکم ہوتا تو پہلے لوگون سے اسکی پرسش ہوتی اور صحابہ رض مین سے کوئی نیت مین وسوسہ کرتا پس اسکے حال سے سوال نہوتا اور صحابہ کا وسوسہ نکرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اسکا منشا سہولت پر ہے اسی جہت سے وسواسی کو جسطرح پر نیت میسر ہوجاوے اوسپر قناعت کرے تاکہ اسکا عادی ہوجاوے اور وسوسہ دور ہو اور اپنے نفس سے اسکی تحقیق کی طلب نکرے کہ تحقیق وسوسہ بڑھا دیتی ہے - اور ہم نے تحقیق کی چند وجہین فتاوی مین اون علوم اور قصدون کے تفصیل کے باب مین جو نیت سے متعلق ہین ذکر کیے ہین اونکے دریافت کرنے کی حاجت علما کو ہوتی ہے عوام کو تو اکثر اونکا سننا ضرر کرتا ہے اور وسواس زیادہ کرتا ہے اسی جہت سے یہان نہین لکھی مسئلہ مقتدی کو امام سے آگے ہونا رکوع اور سجود اور اون دونون سے اوٹھنے کی حالت مین اور تمام اعمال مین نہین چاہیے اور نہ یہ مناسب ہے کہ اوسکے ساتھ ہی یہ اعمال بجالاوی بلکہ اوسکی تبعیت کرے اور پیچھے پیچھے ارکان ادا کرے کیون کہ اقتدا کے معنے یہی ہین اور اگر امام کے برابر ہی اعمال کرے گا تو بھی نماز

درود چھوڑ دی یا بھول کر کوئی ایسا کام کرے کہ اگر جانکر کرتا تو اوس سی نماز باطل ہوجاتی یا شک کرے کہ نہ معلوم تین رکعتین پڑھی ہین یا چار تو وہ یقینی بات کو اختیار کرے اور دو سجدہ سہو کے سلام سے پیشتر کرے اور اگر بھولجاوی تو سلام کے بعد اگر قریب ہی یاد آجاوین کرے پس اگر بعد سلام کے سجدۂ سہو کیا اور بیوضو ہوگیا تو نماز باطل ہوجاوی گی کیونکہ سلام کے بعد جب اسنے سجدہ کیا تو گویا سلام کو بھول مین داخل کردیا کہ بے موقع ہوگیا اوس سے نماز پوری نہوئی اور نماز مین پھر سے مشغول ہوگیا اسی جہت سی بیوضو ہونا نماز کے اندر واقع ہوا اور پہلا سلام نے محل ہونے کی وجہ سے سجدۂ سہو کے بعد پھر نئے سر سے سلام کی ضرورت ہوتی ہے پس اگر سجدۂ سہو مسجد سے نکلنے کے بعد بہت دیر پر یاد آوی تو اب تدارک نہین ہوسکتا **مسئلہ** نماز کی نیت مین وسوسہ کرنے کا سبب یا تو عقل کی خرابی ہے یا شریعت سے جاہل ہونا اسلیے کہ اللہ تعالے کے حکم کو ماننا ایسا ہی ہے جیسا اوسکے غیر کے حکم کو ماننا اور قصد کے اعتبار سے جیسے اوسکی تعظیم ہی ویسی ہی غیر کی تعظیم ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص پر کوئی عالم داخل ہوا اور وہ اوسکے لیے کھڑا ہوجاوے تو اسوقت اگر یہ کہے کہ نیت کرتا ہون سیدھا کھڑے ہونے کی اس فاضل کی تعظیم کو اسکے فضل کی جہت سے اسکے آنے کے ساتھہ ہی اپنا مُنہ اوسکی طرف کرے تو ظاہر ہے کہ یہ شخص کم عقل ہوگا بلکہ جب عالم کو دیکھا اور اوسکے فضل کو جانتا ہی ہے اوسی وقت دلیل وسکی تعظیم کا سبب ابھرا اور اوسکو کھڑا کردیا تو تعظیم کرنے والا ہوگا بشرطیکہ اور کسی کام کو یا غفلت مین نہ اوٹھا ہو اور نماز کی نیت مین جو ظہر کا ہونا وراد اور فرض کا ہونا امتثال امر کے باب مین شرط ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے آنے والے کے لیے آتے ہی کھڑا ہونا اور اوسکی طرف مُنہ کرنا اور کسی باعث کا نہونا اور اس کھڑے ہونے سے اوسکی تعظیم کا قصد کرنا ہے تاکہ واقع مین تعظیم ہو کیونکہ اگر مثلاً اوسکی طرف کو پشت پھیر کر کھڑا ہوگا یا ٹھہرا رہے گا اور دیر کے بعد کھڑا ہوگا تو تعظیم کرنے والا نہوگا۔ پھر ان صفات کا معلوم اور مقصود ہونا ضروری ہے اور نفس مین انکا حاضر ہونا ایک لحظہ مین طول نہین چاہتا بلکہ طول اسمین ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ کو مرتب کیا جاوی جو ان صفات پر دال ہون خواہ زبان سے ادا کیے جاوین یا دل مین سوچے جاوین غرض جو شخص نماز کی نیت اس طرح پر نہین سمجھتا وہ گویا نیت ہی کو نہین سمجھتا کیونکہ نیت مین صرف اتنی ہی بات ہے کہ جب آدمی کو نماز کے وقت نماز کے لیے بلایا گیا اور سنے امتثال امر کیا اور کھڑا ہوگیا اب وسوسہ کرنا جہالت محض ہے کیونکہ یہ مقصود اور یہ علوم نفس مین ایک ہی حالت مین اکٹھی ہوجاتے ہین انکے افراد کی تفصیل ذہن مین اسطرح نہین ہوتی کہ نفس اونکو دیکھے اور سوچ لے اور نفس مین چیز کا حاضر ہونا اور چیز ہے اور فکر سے اوسکی تفصیل جاننی اور بات ہے اور حاضر ہونا غیبت اور غفلت کے مقابل ہے گو حضوری مفصل طور پر نہو مثلاً جو شخص حادث کو جانے تو وہ اوسکو ایک ہی حالت مین جان لیگا حالانکہ حادث کا

اپنی باقی نماز بنا کرے اور صبح کی نماز مین اپنی نماز کے آخر مین قنوت پڑھے اگرچہ امام کے ساتھ پڑھ لیا ہو
اور اگر امام کے ساتھ مین کسی قدر قیام ملے تو دعا نہ پڑھے بلکہ الحمد آہستہ پڑھنا شروع کردی پھر اگر الحمد پوری
نہین پڑھی تھی کہ امام نے رکوع کردیا تو اگر یہ جانے کہ امام کے ساتھ رکوع مین ملجاؤن گا تو تمام پڑھ لے
اور اگر یہ نہو سکے تو امام کے ساتھ رکوع مین شریک ہوجاوے اور تھوڑی سی الحمد جو پڑھ لی ہے اوسکی کوئی کا
حکم ہوگا اور باقی بسبب پیچھے ملنے کے ساقط ہوجاوے گی اور اگر امام نے رکوع کیا اور مقتدی سورت
پڑھتا ہے تو سورت کو چھوڑ کر امام کی متابعت کرے اور اگر امام کو سجدہ مین خواہ تشہد مین پاوے تو تکبیر تحریمہ
کہکر بیٹھ جاوے دوبارہ اللہ اکبر نہ کہے بخلاف اس صورت کے کہ امام کو رکوع مین پاوے کہ یہان تکبیر
تحریمہ کے بعد دوسری تکبیر رکوع مین جھکنے کے لیے کہے اسلیے کہ تکبیر مین اصلی انتقالات کے لیے ہین
تو رکوع مین جانا تو محسوب ہے اسکے باعث رکعت ملجاتی ہے اسلیے اسکی تکبیر کہنی چاہیے اور جو انتقال
کہ امام کی جہت سے کرنا پڑے حالانکہ اکیلا ہوے مین اوسوقت نکرنا تو ایسے امر کے لیے تکبیر کہنی بے موقع
ہوگی ۔ اور رکعت مقتدی کو جبھی تک ملے گی کہ امام کے رکوع کی حد مین ہوتی ہوئے یہ بھی رکوع اطمینان سے
کرے اگر رکوع مین اچھی طرح نہین جانے پایا تھا کہ امام رکوع کرنے والون کی حد سے نکل گیا تو اسکی رکعت
فوت ہوگئی ۔ مسئلہ جس شخص کی ظہر قضا ہوگئی اور عصر کا وقت آگیا تو اول ظہر پڑھے پھر عصر لیکن اگر عصر کو
اول پڑھے گا تب بھی کافی ہے مگر تارک اولیٰ ہوگا اور شبہہ خلاف مین داخل ۔ پھر اگر عصر کی جماعت مل جاے
تو اول عصر ہی پڑھے اور اوسکے بعد ظہر ادا کرے کیونکہ ادا نماز کے لیے جماعت ہی بہتر ہے ۔ پس اگر
اول وقت مین تنہا نماز پڑھ لی پھر جماعت مل گئی تو جماعت مین نماز وقت کی نیت کرکے شامل ہوجاوے
اللہ تعالے جونسی ان دونون مین سے چاہے گا اوسکے حق مین محسوب فرماوی گا اور اگر جماعت مین قضا
یا نفل کی نیت کرلے تب بھی درست ہے ۔ اور اگر نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی پھر دوسری جماعت ملگئی
تو اس جماعت مین قضا یا نفل کی نیت سے شریک ہو کیونکہ نماز وقتی جو جماعت کے ساتھ ادا ہوچکی ہے
اوسکو دوبارہ ادا کرنے کا کوئی سبب نہین اول صورت مین ثواب جماعت ملنے کا احتمال تھا وہ بھی یہان نہین رہا
مسئلہ جو شخص نماز پڑھنے کے بعد اپنے کپڑے پر نجاست دیکھے تو مستحب ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے مگر
دوبارہ پڑھنا لازم نہین ہے اور اگر عین نماز پڑھنے مین یہ صورت ہو تو کپڑا نجس لگ گیا اور نماز پوری
کرے اور از سر نو پڑھنا مستحب ہے ۔ اور اصل اس باب مین قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیان اوتارنے کا
ہے کہ جب آپ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی کہ ان مین نجاست ہے تو آپ نے جوتیان
اوتار ڈالین اور نماز کو از سر نو نہین پڑھا ۔ مسئلہ جو شخص تشہد اول یا قنوت یا اول قعدہ مین

چو آپ کے ہاتھ میں تھی پھر جا اور فرمایا کہ تھوڑی زعفران لاؤ پس تھوک کے نشان پر زعفران لگادی
پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اوسکے منہ پر تھوکا جاوے لوگوں نے
عرض کیا کہ یہ امر کوئی نہیں پسند کرتا آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالے
اوسکے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے اور بعض روایت میں یہ ہے کہ خدای تعالے اوسکے منہ کے سامنے ہوتا ہے
تو اپنے منہ کے سامنے تھوکنا نچاہیے اور نہ دہنی طرف کو تھوکے بلکہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے
تھوکدی (یعنے جب مسجد میں نماز نہ پڑھتا ہو اور جگہہ پڑھتا ہو) اور اگر کوئی ایسی ہی ضرورت آپڑی تو چاہیے
کہ اپنے کپڑے میں تھوکے اور اوسکو یوں کرڈالا یعنے آپنے کپڑے کو ملکر فرمادیا کہ ایسی ملدی مسئلہ
مقتدی کے کھڑے ہونے کے لیے سنت اور فرض ہے۔ سنت یہ ہی کہ ایک مقتدی ہو تو امام کی
دہنی طرف تھوڑا اوس سے دب کر کھڑا ہو اور اکیلی عورت امام کی پیچھے کھڑی ہو اور اگر امام کے برابر
کھڑی ہوجاوی تب بھی کچھہ ضرر نہیں مگر خلاف سنت ہے اور اگر مقتدی مرد بھی ہو تو مرد امام کے دہنی طرف
کھڑا ہو اور عورت اوسکے پیچھے کھڑی ہو اور اکیلا آدمی صف کی پیچھے نہ کھڑا ہو بلکہ یا صف میں شامل ہوجاوے
یا اپنے برابر کسی کو کھینچ لے اور اگر اکیلا ہی کھڑا رہا تو اوسکی نماز کراہت کے ساتھہ درست ہوگی۔ اور
مقتدی کے کھڑے ہونے میں فرض صف کا ملا رہنا ہے یعنی مقتدی اور امام میں کوئی رابطہ جامع
ہونا چاہیے کہ جماعت پڑھتی ہیں جسکے معنے ساتھہ ہونے کے ہیں تو دونوں میں جمعیت کا مضمون
رہے پس اگر دونوں ایک مسجد میں ہوں تو مسجد دونوں کی جامع ہے اسلیے کہ وہ اکٹھا کرنے ہی کو بنی ہے
تو اب حاجت صف کے اتصال کی نہیں بلکہ اتنا چاہیے کہ امام کے افعال کو پہچانے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ
نے مسجد کی پشت پر امام کے ساتھہ نماز پڑھی ہے اور جبکہ مقتدی مسجد کے صحن میں ہو جو راستے میں پڑتا ہے
یا جنگل میں امام اور مقتدی دونوں ہوں اور دونوں کے بیچ میں کسی عمارت کی آڑ نہو تو مقتدی کا قریب ہونا
امام سے ایک تیر کے پھینکنے کی مقدار کافی ہے کیونکہ ایک کا فعل دوسرے کو معلوم ہوسکتا ہے۔ مگر جس صورت میں
کہ مقتدی مسجد کے دہنے یا بائیں طرف کے مکان کے صحن میں ہو اور اوس مکان کا دروازہ مسجد سے
لگا ہوا ہو تو اس میں یہ شرط ہے کہ مسجد کی صف ہوتے ہوتے اوس مکان کی ڈیوڑھی میں ہی ہو کر
صحن تک جاوے بیچ میں سے جدا نہو تو اب اس صف میں یا اسکی پچھلی صف میں جو مقتدی ہوگا اوسکی
نماز ہوجاوے گی اور جو شخص اس صف کے آگے ہوگا اوسکی نماز نہوگی غرض کہ مختلف عمارتوں کا سب کا یہی حال ہے
اور اگر ایک ہی عمارت یا میدان وسیع ہو تو اوسکا حال مثل جنگل کے ہے مسئلہ مسبوق جو امام کے ساتھہ
پچھلی رکعتوں میں ملتا ہے وہ اوسکی شروع نماز ہوتی ہے پس چاہیے کہ امام کی موافقت کرے اور اس نماز پر

نماز پڑھی پھر اونکو نکال دیا تو صحابہ نے بھی اپنی جوتیان نکالڈالین نماز کے بعد آپ نے اون سے پوچھا کہ تم نے اپنی جوتیان کیون اوتارین اونھون نے عرض کیا کہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ جوتیان اوتاردین تو ہم نے بھی اوتاردین آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجکو خبر دی کہ ان مین نجاست ہے اسلیے مین نے اوتاردین پس جب کوئی تم مین سے مسجد مین قصد کرے تو چاہیے کہ جوتیون کو لوٹ کر دیکھ لے اگر اونمین کچھ نجاست پاوے تو اونکو زمین سے رگڑ دے اور اون سے نماز پڑھ لے۔ اور بعضون نے فرمایا ہے کہ جوتیون سے نماز پڑھنی افضل ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تم نے اپنی جوتیان کیون اوتارین اور یہ قول ان بزرگ کا مبالغہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے اسلیے نہین پوچھا تھا کہ ترک افضل کیون کیا بلکہ اسلیے استفسار فرمایا تھا کہ اونکے سامنے اپنی جوتیان اوتارنے کا سبب بیان فرماوین کہ اونھون نے آپ ہی کی موافقت کے باعث اوتارین تھین اور عبداللہ بن السائب رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتیان نکالکر بھی نماز پڑھی ہے اسلیے معلوم ہوا کہ دونون باتین آپ نے کی ہین پس جو کوئی اپنی جوتیان نکال لے تو چاہیے کہ اپنی دہنے اور بائین طرف نرکھے کہ اس سے جگہ تنگ ہوگی اور جماعت ٹوٹے گی بلکہ اونکو اپنے سامنے رکھے اور پیچھے بھی نرکھے ورنہ دلکا التفات اوس طرف ہی گا اور کیا عجب ہے کہ جو لوگ جوتیون سمیت نماز کو افضل کہتے ہین وہ اسی لحاظ سے کہتے ہون کہ نکالنے کی صورت مین دل کا التفات اونکی طرف رہے گا حضرت ابوہریرہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا کہ تم مین سے جب کوئی نماز پڑھے تو چاہیے کہ اپنی جوتیان ٹانگون کے بیچ مین کرلے۔ اور حضرت ابوہریرہ رض نے ایک شخص کو فرمایا کہ انکو اپنی ٹانگون کے درمیان کرلو اور ان سے کسی مسلمان کو تکلیف مت دو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اپنی بائین طرف رکھ لیا تھا اور آپ امام تھے تو امام کو جائز ہی کہ وہ بائین طرف رکھ لے کیونکہ دوسرے برابر تو کوئی کھڑا ہی نہوگا کہ اوسکو تکلیف ہو اور بہتر یہ ہے کہ اونکو دونون قدمون کے بیچ مین نرکھے کہ اوسکا دھیان بانٹین بلکہ قدمون کے آگے رکھے اور غالبا یہی مراد اوس حدیث سے ہی جو اوپر مذکور ہوئی کہ جوتیان ٹانگون کے بیچ مین رکھے یعنے قدمون کے آگے رکھے اونکے بیچ مین نرکھے حضرت جبیر بن مطعم نے فرمایا ہے کہ آدمی کا جوتیون کو قدمون کے بیچ مین رکھنا بدعت ہے مسئلہ جب نماز مین تھوکدی تو نماز باطل نہوگی اسلیے کہ تھوکنا فعل ہے اور جبتک کہ تھوکنے سے آواز نہ پیدا ہوگی اوسکو کلام مین نہ شمار کرین گے علاوہ ازین کلام کی حروف کی طرح پر تھوکنے کی آواز ہوتی بھی نہین مگر پھر بھی تھوکنا مکروہ ہے اوس سے احتراز کیا جاوے مگر جس طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے اوس طرح تھوکے تو مکروہ نہین چنانچہ کسی صحابی سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین تھوک دیکھا تو نہایت غصہ ہوئے پھر اوسکو ایک شاخ خرما سے

کہ اگر سکہ اوسکو یا ہری پھر مسجد کے اندر پانی پی یا بیچ کردی تو مضائقہ نہین - حاصل یہ کہ جمعہ کے روز وظائف اور خیرات زیادہ کرے کہ اللہ تعالی جب کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اوس سے عمدہ وقتون مین عمدہ کام لیتا ہے اور جب بندہ کو مبغوض جانتا ہے تو افضل وقتون مین اوس سے بُرے کام لیتا ہے تاکہ یہ بُرے اعمال اوسکے عذاب مین زیادہ دردناک اور سخت تر غضب کا باعث ہون کہ وقت کی برکت سے محروم رہا اور اوسکی حرمت نہ رکھی - اور جمعہ کی دعاؤن کا پر معنا مستحب ہے اور عنقریب باب الدعوات مین ہم اونکو لکھینگے انشاء اللہ تعالی وصلی اللہ علی کل عبد مصطفی

چھٹی فصل متفرق مسائل کے ذکر مین جن مین اکثر لوگ مبتلا ہین اور آخرت کی طالب کو اونکے معلوم کرنے کی ضرورت ہے اور مسائل جو کم واقع ہوتے ہین اونکو ہم نے کامل طرح پر فقہ کی کتابون مین مندرج کیا ہے

مسئلہ تھوکنے فعل سے اگرچہ نماز باطل نہین ہوتی مگر بدون حاجت کے مکروہ ہے اور حاجت کی صورت یہ ہے کہ جو سامنے کو گذرا جاوے اوسکو ہٹا دے اور بچھو کے اگر کاٹنے کا ڈر ہو اوسکو رگید یا دو چوٹون مین مار دے لیکن اگر تین چوٹین ہونگی تو فعل کثیر ہو جاویگا اور نماز جاتی رہے گی اسی طرح جون اور پسو سے اگر ایذا پہنچے تو اونکو دفع کر دے یا خارش ایسی معلوم ہو کہ اوسکے کھجلانے کے بدون خشوع ابتر ہو جاوے تو بدن کھجلا لے - حضرت معاذ بن جبل رض جون اور پسو کو نماز کے اندر پکڑ لیتے تھے اور حضرت ابن عمر رض نماز مین جون کو مار دیتے تھے یہانتک کہ اوسکے خون کا نشان اونکے ہاتھ پر ہو جاتا تھا - اور نخعی رح نے فرمایا ہے کہ جون کو پکڑ کر سست کر دے اور اگر مار ڈالے تب بھی کچھ خرابی نہین - اور ابن مسیب رض نے فرمایا ہے کہ اوسکو پکڑ کر سست کر دے پھر پھینکدے - اور مجاہد کا قول ہے کہ مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو چھوڑ دے رکھے جبتک اتنی ایذا نہ دے جس سے نماز مین دھیان ہٹے اوسوقت اوسکو اتنا سست کر دے کہ ایذا نہ دے اور ڈال دے اور یہ صورت اجازت کی ہے ورنہ کمال تو یہی ہے کہ فعل اگرچہ تھوڑا ہو اوس سے بھی احتراز کرے اور اسی وجہ سے بعض اکابر مکھی کو نہین ہٹاتے تھے اور کہتے تھے کہ مین اپنے نفس کو اس بات کا عادی نہین کرتا ورنہ میری نماز کو خراب کر دیا کرے گا اور مین نے سنا ہے کہ فارس تو بادشاہون کے سامنے بہت سی ایذا پر صبر کرتے ہین اور جنبش نہین کرتے - اور جب جمائی لے تو اپنے ہاتھ کو منہ پر رکھنے کا مضائقہ نہین بلکہ ہاتھ کا رکھنا بہتر ہے اور اگر نماز مین چھینک آوے تو الحمد للہ اپنے دل مین کہہ لے زبان نہ ہلاوے اور اگر ڈکار لے تو چاہیے کہ اپنا سر آسمان کی طرف کو نہ اوٹھاوے اور اگر چادر لٹک جاوے تو اوسکو برابر نہ کرنا چاہیے اور یہی حال عمامہ کے کناروں کا ہے غرض کہ اس قسم کے سب فعل مکروہ ہین بدون ضرورت کے نہ کرنے چاہیین **مسئلہ** جوتیون سمیت نماز پڑھنی درست و جائز ہے اگرچہ اونکا کانٹا سہل ہے اور موزون ہے جو نماز درست ہے تو یہ نہین کہ اونکے نکالنے کی وقت کی وجہ سے اجازت دی گئی ہو بلکہ یہ نجاست معاف ہے اور یہی حال پایتابون کا ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتیون کے ساتھ

پڑھے اور ان چارون سورتون کا پڑھنا شب جمعہ مین ترک نہ کرے کہ ان مین بہت ثواب ہی اور جسکو اچھی طرح یاد نہو تو جو سورت اچھی طرح پڑھ سکتا ہو اوسی کو پڑھے کہ ایک ختم کا ثواب ملتا ہے اور سورۂ اخلاص کو کثرت سی پڑھے۔ اور مستحب ہی کہ صلوۃ التسبیح پڑھے چنانچہ اوسکی کیفیت نوافل کی فصل مین مذکور ہوگی۔ اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو ارشاد فرمایا تھا کہ اوسکو ہر جمعہ مین پڑھو اور حضرت ابن عباسؓ اس نماز کو جمعہ کے روز زوال کے بعد ترک نہ کرتے اور اسکا بہت بڑا ثواب بیان فرماتی۔ اور بہتر یہ ہے کہ وقت کی تقسیم اس طرح کرے کہ صبح سے زوال تک تو نماز کے لیے اور جمعہ کے بعد سے عصر تک علم کے سننے کی لئی اور عصر سے مغرب تک تسبیح اور استغفار کے لیے مقرر کردے چھٹی یہ کہ اس خاص دن مین صدقہ دونا ثواب رکھتا ہے بشرطیکہ ایسے کو نہ دی جو امام کے خطبہ پڑھنے کے وقت مانگے اور امام کے کلام مین بولتا جاوی کہ ایسی شخص کو دینا مکروہ ہے۔ صالح پسر امام احمد رح کہتے ہین کہ جمعہ کے روز ایک مسکین نے امام کے خطبہ پڑھنے مین سوال کیا اور وہ میرے باپ کی برابر تھا ایک شخص نے میرے باپ کو ایک ٹکڑا چاندی کا دیا کہ سائل کو دیدیوین میری باپ نے اوسکو نہ لیا۔ اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ جو شخص مسجد مین مانگے وہ اس بات کا مستحق ہو چکا کہ اوسکو نہ دیا جاوے اور جب قرآن پر مانگے تو اوسکو مت دو۔ اور بعض علما نے ایسے سائلون کو صدقہ دینا جو مسجد جامع مین لوگونکی گردنون پر کو جاوین مکروہ فرمایا ہے لیکن اگر ایک جگہہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر مانگین اور گردنون پر نہ بھاندین تو مضائقہ نہین۔ اور کعب احبار رض نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے لیے آوے پھر لوٹ کر دو چیزین مختلف صدقہ کی قسم سے خیرات کرے اور دوبارہ آکر دوگانہ نفل پڑھے اور اوسکا رکوع اور سجدہ خوب کامل طور پر ادا کرے پھر یون کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبِاسْمِكَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ تو اسکے بعد جو دعا اللہ سے مانگے گا وہ اللہ تعالی اوسکو عنایت فرماوی گا۔ اور بعض اکابر سلف نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز مسکین کو کھانا کھلاوی سویرے پھر جاکر جمعہ مین شریک ہو اور کسی کو ایذا نہ دی پھر جب امام سلام پھیرے تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ اَسْاَلُكَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاَنْ تُعَافِیَنِیْ مِنَ النَّارِ پھر جو دلمین دعا آوی وہ مانگی اللہ تعالی اوسکی دعا قبول فرماوی گا ساتوین یہ کہ جمعہ کو آخرت کے واسطے مقرر کرے اور اوسمین تمام دنیا کے کامون سے باز رہے اور وظیفہ کثرت سے اور سفر جمعہ کو شروع نہ کرے کہ مروی ہی کہ جو کوئی شب جمعہ کو سفر کرتا ہی اوسکے دونو فرشتے اوسپر بددعا کرتے ہین اور جمعہ کی فجر کے بعد تو سفر حرام ہے بشرطیکہ قافلہ فوت نہوتا ہو۔ اور بعض سلف نے فرمایا ہے کہ مسجد مین سقہ سے پانی مول لینا پینے کے لیے یا سبیل کرنے کو مکروہ ہے کہ اس سے مسجد مین خرید کرنے والا ہو جاوی گا حالانکہ خرید و فروخت مسجد کے اندر مکروہ ہے اور کہتی ہین

ابوداؤد و حاکم بروایت ابن عباسؓ اور عقیلی وغیرہ نے کہا ہے کہ اس نماز کے باب مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے ۱۲

عہ الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون طفیل تیری نام کے اور برکت نام خدای رحمن اور رحیم کے اور طفیل تیری نام کے جو یہ ہے نہین ہے کوئی معبود مگر وہ زندہ اور توانا نہین لیتی ہی اوسکو غفلت اور نیند ۱۲

عہ شروع کرتا ہون نام خدای رحمن رحیم زندہ توانا کا تجھسے سوال کرتا ہون کہ مجھکو مغفرت کر اور مجھپر رحم کر اور مجھکو دوزخ سی بچا ۱۲

۲ دارقطنی در افراد بروایت ابن عمر اور کہا ہے کہ اسکی سند مین ابن لہیعہ غریب ہے ۱۲

تو درود پڑھنے والا کہلائے گا اور چاہیے کہ درود پر استغفار بھی اضافہ کرلی کہ جمعہ کے روز استغفار بھی مستحب ہے **چوتھی** یہ کہ قرآن کی تلاوت زیادہ کرے خصوصاً سورۂ کہف پڑھے کہ حضرت ابن عباس رضہ اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہی کہ جو شخص جمعہ کے دن یا اوسکی شب مین سورۂ کہف پڑھی تو اوسکو اوسکے پڑھنے کے مقام سے مکہ تک نور عطا کیا جاوی گا اور دوسری جمعہ تک معہ تین روز زیادہ کی مغفرت کیجاوی گی اور اوسپر ستر ہزار فرشتے صبح ہونے تک رحمت بھیجتے ہین اور درد اور پیٹ کی پھوڑے اور ذات الجنب اور برص اور جذام اور دجال کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ اگر ہوسکے تو قرآن کو جمعہ کے دن یا اوسکی شب مین ختم کرے اور اگر قرآن رات کو پڑھا کرتا ہو تو صبح کی سنتون مین اوسکو ختم کرے یا مغرب کی سنتون مین یا جمعہ کی اذان اور تکبیر کے درمیان ختم کرے کہ اسکا بڑا ثواب ہے۔ اور عابد جمعہ کے روز سورۂ اخلاص ہزار بار پڑھنا مستحب جانتے تھے اور کہتے ہین کہ جو کوئی سورۂ اخلاص کو دس رکعتون مین یا بیس مین ہزار بار پڑھے تو ایک ختم کرنے سے افضل ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہزار بار پڑھتے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہزار بار پڑھا کرتے۔ اور اگر جمعہ دن یا رات مین چھ ون سبحات یعنی بنی اسرائیل اور حدید اور صف اور جمعہ اور تغابن اور اعلیٰ پڑھے تو بہتر ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین ہے کہ کسی روز مین معین سورتین پڑھتے ہون بجز شب جمعہ اور روز جمعہ کے کہ شب جمعہ کی مغرب مین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے اور اوس رات کی عشا مین سورۂ جمعہ اور منافقون۔ اور یہ بھی مروی ہی کہ آپ ان دونون سورتون کو جمعہ کی دو رکعتون مین پڑھا کرتے تھے اور جمعہ کی صبح مین سورۂ الم سجدہ اور سورۂ دہر پڑھا کرتے تھے **پانچوین** یہ کہ جب مسجد جامع مین داخل ہو تو جبتک چار رکعتین اس طرح نہ پڑھ لے کہ ہر رکعت مین پچاس دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے کہ کل دو سو بار ہو جاوین تب تک نہ بیٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص یہ عمل کریگا وہ مرنے سے پیشتر اپنا ٹھکانا جنت مین دیکھ لے گا۔ اور دوگانۂ تحیت بھی فروگذاشت نہ کرے اگرچہ امام خطبہ پڑھتا ہو مگر اس صورت مین جلد مختصر پڑھ لے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے لیے ایسا ہی امر فرمایا ہی اور ایک حدیث غریب مین ہی کہ ایک شخص کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے چپ ہو گئے تھے یہانتک کہ وہ شخص دوگانۂ تحیت سے فارغ ہو گیا پس کوفیون کا یہ قول ہے کہ اگر امام خاموش رہے تو دوگانہ ادا کرلے۔ اور اس دن مین یا اوسکی شب کو مستحب ہے کہ چار رکعتین چار سورتون کے ساتھ یعنے انعام اور کہف اور طٰہٰ اور یٰسین پڑھے اور اگر یہ یاد نہون تو یٰسین اور الم سجدہ اور دخان اور سورۂ ملک

کعب احبار نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہین فرمایا کہ جو شخص بیٹھکر انتظار نماز کا کرے وہ نماز ہی مین ہے حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ البتہ فرمایا ہی حضرت کعب نے فرمایا کہ تو یہی نماز ہی حضرت ابو ہریرہ رض خاموش ہو گئے اور حضرت کعب احبار اس بات کی طرف مائل تھے کہ یہ ساعت اللہ تعالی کی رحمت ہے اون لوگون کے لیے جو اوس دن کے حقوق پر قائم رہے تو اوس رحمت کو اوسوقت دینا چاہیے جب کام سے فارغ ہو لین حاصل یہ کہ یہ وقت اور جسوقت امام منبر پر چڑھتا ہے دونون شریف ہین چاہیے کہ دونون مین دعا بہت مانگے تیسری یہ کہ جمعہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کرے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہی کہ جو کوئی مجھپر جمعہ کے روز اسّی بار درود بھیجے اللہ تعالی اوسکے گناہ اسّی برس کے بخشدے کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ درود آپ پر کس طرح بھیجین فرمایا اس طرح کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اور ایک عقد کرو یعنی یہ ایک بار ہوا اسی طرح اسّی بار اسکو پورا کرلو - اور اگر درود ان الفاظ سے کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًا وَلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اور سات بار کہو تو یہ کہتے ہین کہ جو کوئی اس درود کو سات جمعہ پڑھے اور ہر جمعہ مین سات مرتبہ کہے تو اوسکے لیے شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واجب ہے - اور اگر یہ منظور ہو کہ درود کے الفاظ زیادہ ہون تو یہ درود جو ماثور ہے اسکو پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فَضَائِلَ صَلَوَاتِكَ وَنَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ وَشَرَائِفَ زَكَوَاتِكَ وَرَوَافِقَ وَرَحْمَتِكَ وَتَحِيَّتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَائِدِ الْخَيْرِ وَفَاتِحِ الْبِرِّ وَنَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَسَيِّدِ الْاُمَّةِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا تَزْلِفُ بِهٖ قُرْبَهٗ وَتُقِرُّ بِهٖ عَيْنَهٗ يَغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ اَعْطِهِ الْفَضْلَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالشَّرَفَ وَالْوَسِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَالْمَنْزِلَةَ الشَّامِخَةَ الْمُنِيْفَةَ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدًا سُؤْلَهٗ وَبَلِّغْهُ مَاْمُوْلَهٗ وَاجْعَلْهُ اَوَّلَ شَافِعٍ وَّاَوَّلَ مُشَفَّعٍ اَللّٰھُمَّ عَظِّمْ بُرْهَانَهٗ وَثَقِّلْ مِيْزَانَهٗ وَاَبْلِجْ حُجَّتَهٗ وَارْفَعْ فِي الْعُلَى الْمُقَرَّبِيْنَ دَرَجَتَهٗ اَللّٰھُمَّ احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ شَفَاعَتِهٖ وَاَحْيِنَا عَلٰى سُنَّتِهٖ وَتَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَوْرِدْنَا حَوْضَهٗ وَاسْقِنَا بِكَاْسِهٖ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَادِمِيْنَ وَلَا شَاكِّيْنَ وَلَا مُبَدِّلِيْنَ وَلَا فَاتِنِيْنَ وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ غرض کہ جونسے الفاظ درود کے اوس وز پڑھے گا تو شہد ہی کی درود ہون

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا یقیمن احدکم اخاہ من مجلسہ ثم یجلس فیہ ولکن تفسحوا او توسعوا
اور حضرت ابن عمر رضہ کے لیے اگر کوئی شخص اپنی جگہہ چھوڑ دیتا تو اوسمین نہ بیٹھتے جبتک کہ وہ شخص اوسی جگہہ نہ بیٹھے
اور مروی ہی کہ ایک قصہ کو حضرت عائشہ رضہ کے حجرے کے آنگن مین بیٹھا کرتا آپ نے حضرت ابن عمر رضہ کو کہلا بھیجا
کہ اس شخص نے اپنے قصون سے مجھے ستا رکھا ہے اونکو اور ذکر اور تسبیح سے مجکو روک دیا ہے آپ نے اوسکو
اتنا مارا کہ ایک چھڑی اوسکی کمر پر توڑ دی پھر نکالدیا دوسری یہ کہ جو ساعت جمعہ مین شریف ہی اوسکی
نگرانی اور تاک اچھی طرح کرے کہ حدیث مشہور مین ہے کہ جمعہ مین ایک ساعت ایسی ہی کہ اوسکو کوئی بندہ
مسلمان اگر خدای تعالی سے کچھہ سوال کرنے کے وقت مین پالیوی تو اللہ تعالی اوسکو عنایت ہی کرتا ہی اور
ایک روایت مین یون ہے کہ اگر اوس ساعت کو بندہ نماز پڑھنے کی حالت مین پاوی اور اس ساعت مین
اختلاف ہے کہ کونسی ہے بعض کہتے ہین کہ وہ ساعت آفتاب نکلنے کے وقت ہی اور بعضے زوال کے وقت
اور بعضے اذان کے ساتھہ بتاتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ جب امام منبر پر چڑھکر خطبہ شروع کرتا ہے
اور کچھہ یہ کہتے ہین کہ جب لوگ نماز کو کھڑی ہون اور بعضون نے کہا ہے کہ عصر کے وقت اختیاری کا
آخر ہے اور کچھہ یہ کہتے ہین کہ آفتاب کے غروب سے کچھہ پیشتر ہے - اور حضرت فاطمہ رضہ اسوقت کی رعایت
کرتی تھین اور اپنی خادمہ کو حکم فرماتین کہ آفتاب کو دیکھتی رہ جب غروب ہونے کو ہو تو مجکو اطلاع کر دینا
آپ کی خادمہ ایسا ہی کرتی اوسوقت آپ دعا اور استغفار مین مشغول ہوتین یہانتک کہ آفتاب ڈوب جاتا
اور فرماتین کہ اسی ساعت کی تاک لگانی چاہیے اور اس مضمون کو اپنے پدر مشفق صلی اللہ علیہ وسلم سے اختیار
کیا تھا - اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ وہ ساعت تمام دن مین مبہم ہے جیسے شب قدر ہوتی ہی اسلیے
کہ اوسکی تاک کی خواستگاری کثرت سے ہو - اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ جمعہ کی ساعتون مین
بدلتی رہتی ہے جیسے شب قدر بدلتی رہتی ہی اور یہ قول بہت درست ہے اور اسکے لیے ایک بھید ہے جسکا ذکر کرنا علم معاملہ
مین مناسب نہین مگر چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تصدیق کی جاوے کہ
ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا لھا اور چونکہ روز جمعہ اونھین روزون مین سے ہے
تو بندہ کو چاہیے کہ جمعہ کے تمام دن مین اون نفحات کا جویا حضور دل اور ملازمت ذکر کے ساتھہ دنیا کے
وسوسون سے برکنار ہو کر رہے شاید اون نفحات مین سے کچھہ اسکو بھی نصیب ہو جاوی - اور کعب
بن احبار رضہ نے فرمایا ہے کہ وہ ساعت روز جمعہ کی آخر ساعت ہے یعنی غروب کے وقت حضرت
ابو ہریرہ رضہ نے فرمایا کہ آخر ساعت کیسے ہو سکتی ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد
فرماتے سنا کہ جس بندہ کو وہ ساعت نماز پڑھتے مین ملجاوی اور آخر ساعت نماز کا وقت نہین

بناوٹ سے یا اور کسی طرح کی آفت اپنے اوپر آنے سے محفوظ نہو مثلاً لوگ اعتکاف کو دیکھین گے یا بی فائدہ باتون مین
مبتلا ہونے کا خوف ہو تو بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر کو چلا آوی خدا کا ذکر کرتا ہوا اور اوسکی نعمتون کو سوچتا ہوا
چلا آوی اور شکر کرے کہ اوسنے توفیق عبادت دی اور اپنی تقصیر سے ڈرتا رہے اور آفتاب کے ڈوبنے تک اپنے
دل اور زبان کی نگرانی رکھے تاکہ وہ ساعت عمدہ ہاتھ سے نہ جاتی رہی اور مسجد جامع اور دوسری مسجدون مین
دنیا کی باتین نکرنی چاہییں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لوگون پر ایک ایسا وقت آوی گا کہ اونکی باتین
مسجدون مین دنیا کے امور ہون گے اللہ تعالے کو اون سے کچھ مطلب نہین تم اونکے پاس مت بیٹھنا

چوتھا بیان اون آداب کے ذکر مین جو ترتیب سابق سے خارج ہین اور جمعہ کے ساری دن مین عام ہین
اور وہ سات چیزین ہین **اول** یہ کہ صبح کو یا نماز جمعہ کے بعد یا عصر کے بعد علم کی مجلسون مین حاضر ہو مگر قصہ گویون
یعنے واعظون کی مجالس مین نجاوی کہ اونکے کلام مین کچھ خیر نہین اور سالک طریق آخرت کو چاہیے کہ جمعہ کے
تمام دن مین خیرات اور دعاؤن سے خالی نرہے تاکہ وہ ساعت شریف اوسکو ملجائی جو بہتر ہے اور جو حلقے
کہ نماز سے پہلے ہون اون مین نہ جانا چاہیے — اور حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ کرنے سے منع فرمایا ہے — مگر جس صورت مین کہ کوئی عالم ربانی ہو
اور خدای تعالے کے انعامات اور انتقامات کا ذکر کرتا ہو اور اللہ تعالی کے دین کو سمجھاتا ہو اور مسجد جامع مین
صبح کے وقت وعظ کہتا ہو تو اوسکے پاس بیٹھے کہ اس مین صبحکو جانا اور سننا اوس علم کا جو آخرت مین مفید ہو
دونون حاصل ہین اور ایسے علم کا سننا نوافل مین مشغول ہونے سے افضل ہے چنانچہ حضرت ابوذر رضہ روایت فرماتی ہین
کہ مجلس علم مین حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے — اور حضرت انس بن مالک رضہ نے اس آیت مین
فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ یہ فرمایا ہے کہ اس سے مراد دنیا
کی طلب نہین بلکہ بیمار کی عیادت اور جنازہ کا شریک ہونا اور علم کا سیکھنا اور جس سے بھائی چارہ فی اللہ ہو
اوس سے ملنا مراد ہے — اور اللہ تعالی نے علم کو کلام مجید مین چند جا فضل فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہی وَعَلَّمَكَ
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا یعنی ہم نے
داود کو علم دیا پس اس روز مین علم کا سیکھنا اور سکھانا افضل قربات مین سے ہے اور نماز قصہ گویون کی
مجلسون سے افضل ہے کیونکہ پہلے لوگ قصہ گوئی کو بدعت جانتے تھے اور قصہ گویون کو جامع مسجد سے
نکالدیتے تھے حضرت ابن عمر رضہ مسجد جامع مین اپنی جگہہ پر آئے دیکھا تو ایک قصہ گو اوسی جگہہ مین بیان کر رہا ہے
آپ نے فرمایا کہ میرے جگہہ سے اوٹھ جا اوسنے کہا کہ مین نہین اوٹھتا مین تم سے پہلے اسپر بیٹھا ہون حضرت
ابن عمر نے کوتوال کو بلوا کر اوسکو اوٹھوا دیا اگر بیان کرنا سنت ہوتا تو اوسکا اوٹھانا کب جائز تھا کہ آنحضرت

اوسپر ایک گناہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا من قال لصاحبہ والامام یخطب انصت او صہ فقد لغا ومن لغا فلا جمعۃ لہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ چپ کرنا اشارہ سے خواہ کنکر مارنے سے ہونا چاہیے نہ بولنے سے اور ابو ذر رض کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے اونھون حضرت ابی بن کعب سے پوچھا کہ یہ سورت کب نازل ہوئی ہے حضرت ابی نے اشارہ سے کہدیا کہ چپ رہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اوترے تو اونھون نے حضرت ابوذر کو فرمایا کہ جاؤ تمھارا جمعہ نہین حضرت ابوذر نے شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کی تو آپ نے فرمایا کہ ابی نے سچ کہا ہے اور اگر امام سے دور ہو تو گفتگو نہ علم مین کرے نہ اور کسی چیز مین بلکہ چپ رہے اسلیے کہ گفتگو سے بھنبھناٹ سننے والون تک پونہچے گا اور جو شخص بولتا ہوا دیکھے حلقہ مین بیٹھے پس جو شخص دوری کے باعث سننے سے عاجز ہو اوسکو چاہیے کہ چپ رہے کہ یہی مستحب ہے اور جبکہ نماز خطبہ کی حالت مین مکروہ ہے تو کلام بطریق اولی مکروہ ہوگی — اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ چار ساعتون مین نماز نفل مکروہ ہے اول فجر کے بعد دوم عصر کے بعد سوم ٹھیک دوپہر مین چہارم جسوقت امام خطبہ پڑھتا ہو نویں یہ کہ جمعہ کی اقتدا مین اون امور کا لحاظ رکھے جنکو ہم نے جمعہ کے سوا اور نمازون مین ذکر کیا ہے پس جب امام کی قرارت کو سنے تو سوای الحمد کے اور کچھ نہ پڑھے اور جب جمعہ سے فارغ ہو تو بولنے سے پیشتر سات بار الحمد اور سات بار قل ہو اللہ اور سات سات بار معوذتین پڑھے کہ بعض سلف سے مروی ہے کہ جو کوئی ایسا کریگا وہ جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بچا رہے گا اور شیطان سے اوسکو پناہ ملے گی اور مستحب ہے کہ نماز جمعہ کے بعد یون کہے اللھم یا غنی یا حمید یا مبدئ یا معید یا رحیم یا ودود اغنني بحلالك عن حرامك وبفضلك عن من سواك کہتے ہین کہ جو کوئی اس دعا پر مداومت کرے اللہ تعالے اوسکو اپنی مخلوق سے بے پروا کردے اور اوسکو ایسے مقام سے روزی دیگا اوسکو گمان بھی نہو پھر بعد جمعہ کے چھ رکعتین پڑھے کہ حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد دو رکعتین پڑھتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ رض نے چار کی روایت کی ہے اور حضرت علی اور ابن عباس رض نے چھ کی روایت کی ہے اور سب روایتین مختلف حالات مین درست ہین تو افضل یہی ہے کہ اکمل روایت پر عمل کیا جاوے کہ سب پر عمل ہوجاوے دسویں یہ کہ نماز عصر کے پڑھنے تک مسجد ہی مین رہے پس اگر مغرب تک ٹھہرے تو زیادہ بہتر ہے — کہتے ہین کہ جو شخص نماز عصر مسجد جامع مین پڑھے تو اوسکو حج کا ثواب ہوتا ہے اور جو مغرب کی نماز بھی پڑھے تو اوسکو حج اور عمرہ کا ثواب ہوتا ہے اس صورت مین اگر

جب کسی بندہ کو نماز مین نظر رحمت سے دیکھتا ہے تو اوسکے پیچھے جتنے آدمی ہوتے ہین سبکو بخشدیتا ہے
تو مین سب سے پیچھے یہ توقع کرکے کھڑا ہوا کہ ان مین سے جسکی طرف نظر رحمت کرے اوسکے طفیل مین میری
مغفرت فرماوے- اور بعض راویون نے روایت کی ہے کہ مین نے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے
پس جو شخص اس نیت سے پیچھے ہٹے اور دوسرے شخص کو اپنے اوپر ترجیح دی اور خوش خلقی ظاہر کرے
تو کچھ مضائقہ نہین اور اسوقت یہ کہا جاوی گا کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ دوسری صورت یہ ہے کہ خطیب کے
پاس کوئی مکان مسجد سے علیحدہ بادشاہون کے لیے کردیا ہو پس صف اول اچھی ہے مگر بعض علمانے
اوس مکان کے اندر داخل ہونا مکروہ جانا ہے حضرت حسن بصری اور بکر مزنی اوس مین نماز نہ پڑھتے تھے
اونکی دانست مین وہ بادشاہون کے ہی واسطے تھا اور یہ ایک بدعت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد مسجدون مین پیدا ہوئی ہی حالانکہ مسجد مطلق سب لوگون کے واسطے ہے تو اس مین سے علیحدہ کردینا
خلاف ہی- اور انس بن مالک اور عمران بن حصین رضی اوسکے اندر نماز پڑھی ہے اور قرب امام کی
طلب مین اوسکو مکروہ نہین جانا- اور غالبًا کراہت اوس صورت مین ہوگی کہ اوس جگہہ کو خاص کردیا
جاوی اور دوسرے لوگون کو اوسمین نماز سے منع کیا جاوی اور جس صورت مین کہ ممانعت نہو تو کراہت کا موجب
نہوگا- تیسری صورت یہ ہے کہ منبر بعض صفون کو کاٹ دیتا ہے اور صف اول وہی ہی جو ایک صف ملی ہوئی
منبر کے بعد ہو اور جو اوسکے دونون طرف مین ہی وہ پوری نہین اور حضرت سفیان ثوری رح کہا
کرتے تھے کہ صف اول وہ ہے جو منبر سے نکلی ہوی اور اوسکے سامنے ہو اور اون کا قول ٹھیک ہے
کہ متصل وہی صف ہی اور اوسمین بیٹھا ہوا آدمی خطیب کے سامنے ہوتا ہے اور اوسکا خطبہ سنتا ہی- اور
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس بات کی رعایت نہ کیجاوی اور صف اول اوسی کو کہین جو قبلہ سے قریب ہو-
اور بازارون اور مسجد کے چوک مین جو مسجد سے خارج ہو نماز پڑھنی مکروہ ہی- اور بعض صحابہ لوگون کو
مار کر چوکون مین سے اٹھا دیتے تھے آٹھوین یہ کہ امام کے منبر پر جانے کے وقت نماز کو قطع کرے
اور کلام بھی موقوف کرے بلکہ اول مؤذن کا جواب دے پھر خطبہ سننے مین مشغول ہو اور بعض علوم کی عادت
ہوگئی ہی کہ جب موذن اذان کو اوٹھتا ہے تو وہ سجدہ کرتے ہین اور اسکی کچھہ اصل حدیث مین اور آثار مین نہین
ہان اگر اتفاقا سجدہ تلاوت اوسوقت آجاوی تو مضائقہ نہین کہ دعا کو بڑھا کر مانگے کیونکہ یہ وقت اچھا ہے
اور اس سجدے کے حرام ہونے کا حکم نہ کیا جاوی کہ حرمت اسکی ثابت نہین- اور حضرت علی اور عثمان
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو شخص سنے اور خاموش ہو رہے اوسکو دو ثواب ہین اور جو نہ سنے
اور چپکا رہے اوسکو ایک ثواب ہی اور جو سنے اور لغو بکے اوسکو دو گناہ ہین اور جو نہ سنے اور لغو کہے

اور حضرت ابوسعید خدری رض کے سامنے ہو کر جو کوئی گذرتا تھا تو ایسا دھکا دیتے تھے کہ گر جاتا تھا اور گرد ایسا ہوتا کہ وہ اونسے لیٹ جاتا اور اونکی زیادتی کی شکایت مروان سے کرتا وہ کہدیتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایسا کرنے کو حکم فرمایا ہے۔ پس اگر ستون نہ پاوے تو چاہیئے کہ اپنے سامنے کوئی چیز ایسی کھڑی کرلے جسکا طول ایک ہاتھ ہوتا کہ اوسکی حد کی پہچان ہوجاوی۔ ساتوین یہ کہ صف اول کی طلب کریگا کہ اوسکا ثواب بہت ہی جیسا کہ ہمکو روایت پونہچی ہے کہ جو شخص اپنے اہل کو نہلاوی اور خود نہاوے اور صبح سے جاوی اور اول خطبے کو پاوی اور امام سے قریب ہوکر خطبہ اور قرارت سنے تو یہ باتین اوسکے لیے دونون جمعون اندر کے دنون معہ تین دن زیادہ کے کفارہ ہوجاوین گی اور دوسری روایت مین ہے کہ اللہ تعالی اوسکو ایک جمعہ سے دوسرے تک مغفرت فرماوی گا اور بعض روایتون مین یہ بھی قید ہے کہ لوگون کی گردنون پر کودتا پھلانگتا نہ چلے اور صف اول کی طلب سے غفلت نہ کرے مگر تین صورتون مین اول یہ کہ خطیب کے پاس کوئی ایسی ہی بات ہو کہ یہ شخص اوسکے بدلنے سے عاجز ہو مثلا امام یا کوئی دوسرا شخص ریشمی کپڑا پہنے ہو یا بڑی بھاری ہتھیار باندھکر نماز کو آیا ہو کہ جس سے دھیان بٹے یا سنہرے ہتھیار ہون یا کوئی اور اسی قسم کی چیز ہو کہ اوسکا انکار اس شخص پر واجب ہو تو اس صورت مین صف اول سے پیچھے رہنا اچھا ہے اور فکر مین پریشانی نہین آنے دیتا بعض علمانے سلامتی کی طلب کے لیے ایسا کیا ہے مثلا بشر بن حارث سے کسیکے پوچھا کہ ہم دیکھتے ہین کہ آپ صبح سے آتے ہین مگر نماز آخر کی صفون مین پڑھتے ہین فرمایا کہ لوگونکا قرب مقصود ہے بدنون کا پاس ہونا مراد نہین اس قول سے آپ نے اشارہ کیا کہ صفون سے پیچھے رہنا دل کے لیے اچھا ہے۔ اور سفیان ثوری رح نے شعیب بن حرب کو دیکھا کہ منبر کے پاس ابوجعفر منصور کا خطبہ سنتے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو سفیان ثوری نے اون سے کہا کہ اس شخص کے پاس تمھارے بیٹھنے نے میرے دل کو پراگندہ کردیا کیا تم اس بات سے مامون ہو کہ اگر کوئی کلام اس سے ایسی سنو کہ اوسکا انکار تمپر واجب ہو تو تم اوسکو بجا نہ لاؤ پھر آپ سے یہ ذکر کیا کہ ان لوگون نے سیاہ لباس ایک نئی بدعت نکالی ہے شعیب نے کہا کہ یا ابا عبداللہ کیا حدیث مین نہین آیا کہ امام سے قریب ہو اور سُن آپ نے فرمایا کہ میان یہ خلفای راشدین مہدیین کے لیے ہے ان لوگون سے تو جتنا دور رہو اور انکی طرف نہ دیکھو اتنا ہی خدای عزوجل سے زیادہ قرب حاصل ہوگا۔ اور سعید بن عامر کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابودرداء رض کے برابر نماز پڑھی اونھون نے صفون سے پیچھے ہونا شروع کیا یہان تک کہ ہم سب سے پچھلی صف مین ہوگئے جب نماز سے فارغ ہوئے تو مین نے اونسے کہا کہ اول صف کیا اور دونسے بہتر نہین ہے فرمایا کہ ہان مگر یہ امت مرحومہ ہے اور امتون مین سے اوپر نظر رحمت ہے اور اللہ تعالی

ف ۱ ابوداؤد نے بروایت ابن ابی اوس رض

ف ۲ احمد بن حنبل نے بروایت ابن اوس رض ابوداؤد نے بروایت ابوہریرہ رض

اور اپنے نفس کو عتاب کرکے کہنے لگے کہ چار مین کا چوتھا ہوا یہ بھی کچھ دور نہین ۔ پانچوین مسجد مین داخل ہونے کی کیفیت ہے کہ لوگون کی گردنون پر کودنا وی اور نہ اونکے سامنے کو گذری اور بہت پہلے سے جانے مین ان دونون باتون کی دقت نہوگی لوگون کی گردنین پھاندنے مین سخت وعید وارد ہے کہ قیامت کے روز اوسکو پل کردیا جاوے گا کہ لوگ اوسپر کو اوترین ۔ اور ابن جریج سے مرسل روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ پڑھتے تھے کہ اس اثنا مین دیکھا کہ ایک آدمی لوگون کی گردنون پر پھاندتا ہی یہانتک کہ آگے بڑھکر بیٹھ گیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو اوس شخص کے سامنے جاکر ملاقات کی اور فرمایا کہ تجکو کیا ہوا کہ آج ہماری ساتھ جمعہ مین شریک نہوا اوسنے عرض کیا کہ حضور مین تو جمعہ مین حاضر ہوا ہون آپ نے فرمایا کہ مین نے تجکو لوگون کی گردنین پھاندتے دیکھا تھا ۔ اس حدیث سے یہ اشارہ فرمایا کہ اوسکا عمل بیکار ہوگیا اور ایک حدیث سند مین اس طرح آیا ہے کہ آپ نے اوس شخص کو یون فرمایا کہ کیا چیز تجکو ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے مانع ہوئی اوسنے عرض کیا کہ کیا حضور نے مجھے دیکھا نہین آپ نے فرمایا کہ مین نے تجھے دیکھا کہ تو دیر کرآیا اور لوگون کو دکھ دیا ۔ ہان جسوقت کہ صف اول چھٹی ہوئی اور خالی ہو تو اوسوقت لوگون کے اوپر سے جانے کا مضائقہ نہین کہ اونھون نے اپنا حق تلف کیا اور فضیلت کی جگہہ کو چھوڑدیا ۔ حضرت حسن رضی نے فرمایا ہے کہ جو لوگ جمعہ کے روز مسجد جامع کی دروازہ پر ہی بیٹھ جاتی ہین اونکی گردنین پھاندو کہ اونکی کچھ حرمت نہین ۔ اور جب مسجد مین سب لوگ نماز پڑھ رہے ہون تو سلام نہ کرے اسلیے کہ بے محل جواب دینے کی تکلیف اون لوگون پر ہوگی چھٹی یہ کہ لوگون کے سامنے کو نہ گذرے اور خود ستون یا دیوار کے قریب بیٹھے تاکہ کوئی آگے سے نہ نکلے یعنے نماز پڑھنی کی حالت مین ہر چند نمازی کے آگے گذرنے سے اوسکی نماز نہین جاتی مگر اوسکے سامنے سے گذرنے کی نہی وارد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو چالیس برس کھڑا رہنا اس بات سے بہتر ہے کہ نمازی کے سامنے کو گذرے اور فرمایا کہ اگر آدمی را کھہ اور خاک ہوجاوی کہ اوسکو ہوا مین اوڑادین تو اوسکے حق مین اس بات سے بہتر ہے کہ نمازی کے سامنے سے گذری ۔ اور ایک دوسری حدیث مین نمازی کو اور گذرنے والے کو برابر فرمایا بشرطے کہ نمازی راستے پر نماز پڑھے یا سامنے سے لوگون کو ہٹانے مین کوتاہی کرے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا اور نمازی اس بات کو جانین کہ اونپر کیا گناہ ہوتا ہے تو چالیس برس تک ٹھہرا رہنا اوسکے لیے بہتر ہو سامنے سے گذرنے سے ۔ اور ستون اور دیوار اور بچھا ہوا مصلے نمازی کی حد ہی جو اسکے اندر ہوکر گذری تو نمازی کو چاہیے کہ اوسکو ہٹادے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیدفعه فان ابی فلیدفعه فان ابی فلیقاتله فانه شیطان

۱ ابن ماجہ بیہقی بروایت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ
۲ بزار بن السکن طبرانی
۳ رزین ق ۱۲
۴ ابوداود و نسائی
۵ حاکم بروایت عبداللہ
۶ بن بشر ۱۲
۷ بخاری و مسلم بروایت
۸ ابوجحیفہ کہ اوس نے بن عمر
۹ بن العاص سے سنا تھا
۱۰ عبدالرزاق بروایت
۱۱ ابن عبدالبر
۱۲ عبدالرحمن بن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیا ۱۲
۱۳ محمد بن یحیی بروایت زید بن خالد ۱۲
۱۴ چاہیے کہ اوسکو ہٹادی اور اگر نہٹے تو اوسکو ہٹادی اور اگر نہٹے تو اوس سے لڑے کہ وہ شیطان ہے بخاری و مسلم ۱۲

اوسنے گویا ایک انڈا خدای تعالے کے واسطے نذر کیا اور جب امام خطبے کے لیے نکل آتا ہے تو صحیفے لپیٹے جاتی ہین اور قلم اوٹھا لیے جاتے ہین اور فرشتے منبر کے پاس جمع ہو کر ذکر سنتے ہین پس جو شخص اسوقت کے بعد آتا ہے تو وہ صرف نماز کے حق کے لیے آیا ہے اوسکو ثواب مین سے کچھ نہین ملے گا۔ اور پہلی ساعت آفتاب کے نکلنے تک ہے اور دوسری اوسکے اونچا ہونے تک مقدار نیزہ کے اور تیسری اوسوقت تک رہتی ہے کہ دھوپ مین تیزی اتنی ہو کہ پاون جلنے لگین اور چوتھی اور پانچوین اوسوقت سے لے کر دوپہر ڈھلنے تک ہی اور ان دونون کا ثواب کم ہے اور زوال کا وقت نماز کا وقت ہے اس مین کچھ ثواب نہین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[1] ہے کہ تین چیزین ایسی ہین کہ اگر آدمیون کو معلوم ہون کہ ان مین کیا ثواب ہے تو اپنی سواریون کو اونکی طلب مین دوڑاوین اول اذان دوم صف اول سوم سویرے جانا جمعہ کو۔ اور امام احمد رح نے فرمایا ہے کہ ان تینون مین بڑھ کر جمعہ کے لیے پہلے سے جانا ہے۔ اور ایک حدیث[2] مین ہے کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے اپنے ہاتھون مین چاندی کے نامے اور سونے کے قلم لے کر مسجد جامع کے دروازون پر بیٹھ جاتی ہین اور اول اور دوم آنے والون کو ترتیب وار لکھتے رہتے ہین۔ اور ایک حدیث[3] مین ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے وقت سے جمعہ کے روز دیر کرتا ہے تو فرشتے اوسکو تلاش کرتے ہین اور ایک دوسرے سے اوسکا حال پوچھتے ہین کہ وہ کیا کرتا ہے اور کس وجہ سے اوسکو وقت معمولی سے دیر ہوئی اور یہ کہتی ہین کہ الٰہی اگر اوسکو مفلسی کے باعث دیر ہوئی ہو تو اوسکو غنی کر اور بیماری کی وجہ سے ہوئی ہو تو شفا دے اور کام کے مارے ہوئی ہو تو اوسکو اپنی عبادت کے لیے فراغت نصیب کر اور اگر کسی کھیل نے اوسکو دیر لگا دی ہو تو اوسکے دل کو اپنی طاعت کیطرف متوجہ کر دے۔ اور قرن اول مین سحر کی وقت اور صبح صادق کے بعد راستے آدمیون سے بھر جاتے تھے کہ روشنی لیکر جامع مسجد مین عید کے دنون کی طرح انبوہ ہوا کرتے تھے یہان تک کہ یہ بات پرانی ہو گئی اور جاتی رہی اور کہتے ہین کہ اسلام مین اول بدعت یہی ہوئی کہ جمعہ کے روز سویرے جانا چھوڑ دیا۔ اور مسلمانون کو یہود اور نصاریٰ سے بھی شرم نہین آتی کہ وہ اپنے عبادت خانون مین شنبہ اور یکشنبہ کو سویرے جاتے ہین اور دنیا کی طالب خرید و فروخت اور نفع کے بازارون مین کیسے تڑکے جاتے ہین تو آخرت کے طالبون کو کیا ہوا ہے کہ اونسے پیشقدمی نہین کرتے اور کہتے ہین کہ جب اللہ تعالیٰ کا دیدار لوگون کو نصیب ہوگا تو اوسوقت اونکو قرب اوسی قدر ہوگا جسقدر کہ جمعہ کو سویرے گئے ہون گے۔ اور حضرت ابن مسعود رض مسجد جامع کو صبح سے تشریف لے گئے دیکھا کہ تین آدمی آپ سے بھی پہلے موجود ہین اس بات سے آزردہ ہوئے

[1] ابو الشیخ در ثواب الاعمال بروایت ابو ہریرہ رض اور بخاری اور مسلم مین بھی اسی کے قریب ہے ۱۲

[2] ابن مردویہ در تفسیر بروایت علی رض بسند ضعیف ۱۲

[3] بیہقی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ۱۲

مستحب یہ ہے کہ غسل کے بعد وضو ٹوٹنے سے احتراز کرے تیسری یہ کہ اس روز مین نیت مستحب ہے اور وہ تین امور مین ہے لباس اور نظافت اور خوشبو لگانی مین نظافت مین پاک کرنا اور بالون کا دور کرنا اور ناخن ترشوانے اور مونچھون کا کترنا اور جتنے امور کہ باب الطہارت مین گذرے ہین کرنی چاہئین حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز اپنے ناخن تراشے اللہ تعالی اوس مین سے مرض نکالدیتا ہے اور شفا داخل کرتا ہے پس اگر بدھ یا جمعرات کو حمام کر چکا ہو تو مقصود حاصل ہے اب جمعہ کو جو عمدہ خوشبو اوسکے پاس ہو لگادی اسقدر کہ بری بوؤن پر غالب ہو اور اوسکے باعث حاضرین کے مغز کو خوشبو اور راحت پہونچی اور مردون کے لیئے خوشبو وہ عمدہ ہے جسکی بو ظاہر اور رنگ مخفی ہو اور عورتون کے لیے وہ اچھی ہے جسکا رنگ ظاہر اور بو پوشیدہ ہو آثار مین اسی طرح مروی ہے۔ اور امام شافعی رح نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے کپڑے صاف رکھے اوسکو رنج کم ہوتا ہے اور جس شخص کی خوشبو عمدہ ہو اوسکی عقل زیادہ ہوتی ہے۔ اور لباس مین سب سے اچھا سفید کپڑا ہے کیونکہ اللہ تعالے کے نزدیک محبوب تر کپڑون مین سفید رنگ ہے اور ایسا کپڑا نہ پہنے جس مین شہرت ہو اور سیاہ کپڑا مسنون نہین نہ اوسمین کچھ ثواب ہی بلکہ بعض لوگون نے اوسکی طرف دیکھنا بھی مکروہ خیال کیا ہے کیونکہ وہ بدعت ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئی ہے۔ اور جمعہ کے روز عمامہ مستحب ہے واثلہ بن الاسقع نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے اور اوسکے فرشتے جمعہ کے روز عمامہ والون پر رحمت بھیجتے ہین پس اگر گرمی ستاوے تو نماز سے پہلے اور پیچھے اوسکا اوتار دینے مین کچھ حرج نہین مگر جس وقت گھر سے جمعہ کو چلے اور عین نماز کے وقت اور امام کے منبر پر جانے کے وقت خطبہ مین نہ اوتارے۔ چوتھی یہ کہ جامع مسجد کو صبح کو جاوے اور مستحب ہے کہ مسجد جامع کا قصد دو تین کوس سے کرے اور صبح سے چلے اور صبح صادق ہونے سے یہ وقت سویرے جانے کا شروع ہو جاتا ہے اور اسکا ثواب بہت بڑا ہے اور جمعہ کے لیے جانے مین خشوع اور تواضع سے رہے اور نماز کے ہو چکنے تک مسجد مین اعتکاف کی نیت کرلے اور اس جلد جانے سے مقصود یہ کرے کہ اللہ تعالے کی ندا جو جمعہ کے لیے ہے اوسکی اجابت کرتا ہون اور اوسکی مغفرت اور رضا کی طرف سبقت کرتا ہون۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کو اول ساعت مین جاوے اوسنے گویا ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری ساعت مین جاوے اوسنے گویا گاے کی قربانی کی اور جو تیسری ساعت مین جاوے اوسنے گویا سینگ دار مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی ساعت مین جاوے اوسنے گویا مرغی خدا کی راہ مین ذبح کی اور جو پانچوین ساعت مین جاوے

۱ ابوداؤد وترمذی وابن ماجہ وابن حبان کی ابوہریرہ رضہ سے روایت ۱۲

۲ طبرانی اوسط وابن عدی نے ابوالدرداء سے روایت کی ہے اور اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ جمعہ کے روز عمامہ باندھو اور اوسکا شملہ پیٹھ پر چھوڑ دو اور اوسکا شملہ دونون کندھون کے بیچ مین لٹکا لو اور اوسکا شملہ چار انگل سے کم نہ ہو ۱۲

۳ بیہقی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ۱۲

جو صبح کو پوچھا کرتے ہین کہ آج کیا دن ہی۔ بعض سلف فرماتے ہین کہ کامل حصہ جمعہ مین اوس شخص کا ہے کہ ایک روز پہلے سے اوسکا انتظار اور رعایت کرے اور کمتر حصہ اوسکا ہے جو صبح کو پوچھے کہ آج کیا دن ہے اور بعض اکابر جمعہ کی شبکو جامع مسجد ہی مین رہا کرتے تھے دوسری یہ کہ جب صبح جمعہ کی ہو تو فجر ہوتی ہی غسل کرے اگرچہ اوسوقت جامع مسجد مین نجاوی مگر اوسکے قریب ہی جانا مستحب ہے تاکہ نہانا اور مسجد کا جانا پاس پاس ہون غرض کہ جمعہ کے روز غسل کرنا مستحب بتاکید ہے اور بعض علما اوسکے واجب ہونے کی قائل ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ کہ جمعہ کا غسل ہر بالغ مرد پر واجب ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضہ سے نافع رح کی یہ حدیث مشہور ہے کہ مَنْ اَتَی الْجُمُعَۃَ فَلْیَغْتَسِلْ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مردون یا عورتون مین سے جمعہ مین حاضر ہو اوسکو غسل کرنا چاہیے۔ اور مدینہ منورہ کے لوگ ایک دوسرے کو اگر بُرا کہتے تو یون کہتے کہ تو اوس سے برا ہے جو جمعہ کے روز نہ نہاوی۔ اور ایک بار حضرت عمر رضہ خطبہ پڑھتے تھے کہ حضرت عثمان تشریف لائے حضرت عمر رضہ نے اوسوقت کے آنے کو برا جانکر فرمایا کہ یہ کون وقت ہی یعنے پہلے سے کیون نہ آئے حضرت عثمان نے فرمایا کہ مین نے اذان سننے کے بعد اور کچھ دیر نہین کی وضو کرکے باہر چلا آیا حضرت عمر نے فرمایا کہ یک نشد دو شد آپ کو تو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے لیے فرمایا کرتے تھے پھر وضو پر اکتفا کیا۔ حضرت عثمان رضہ کی صرف وضو کرنے سے معلوم ہوا کہ غسل کا ترک کرنا جائز ہے۔ اور ایک روایت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے روز وضو کیا تو بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔ اور جو شخص ناپاکی کے باعث نہاوی وہ اکیبار پنے بدن پر جمعہ کے غسل کی نیت سے پانی بہالے اور اگر ایک ہی غسل کرے گا تو کافی ہوگا اور اگر دونون کی نیت کرلے گا تو ثواب زیادہ ملے گا اور غسل جمعہ غسل جنابت کی اندر داخل ہوجاوی گا۔ اور بعض صحابہ رضہ اپنے بیٹے کے یہان گئے کہ اونھون نے غسل کیا تھا پوچھا کہ جمعہ کا غسل ہے اونھون نے کہا کہ نہین بلکہ جنابت کا فرمایا کہ تو دوسرا غسل اور کرو اور یہ حدیث سنائی کہ غسل جمعہ کا ہر بالغ پر واجب ہے۔ اور دوبارہ غسل کے لیے اونکو اسواسطے کہا کہ اونھون نے غسل جمعہ کی نیت نہین کی تھی ورنہ ایک ہی کافی ہوجاتا اور بعید نہین کہ کوئی یون کہی کہ مقصد نظافت سے ہے اور وہ بدون نیت بھی حاصل ہوگئی مگر یہ اعتراض وضو مین بھی پڑے گا کہ نظافت بدون نیت بھی حاصل ہے اور شریعت مین جمعہ کے لیے ایک ثواب مقرر کیا گیا ہے اسلیے اوسکے ثواب کی طلب ضروری ہی۔ اور جو شخص نہاوی پھر وضو جاتا رہے تو وضو کرلے غسل طل نہوگا لیکن

۱ بخاری و مسلم بروایت ابو سعید رضہ ۱۲
۲ جو شخص جمعہ مین حاضر ہو اوسکو چاہیے کہ نہاوی ۱۲ بخاری و مسلم
۳ ابن حبان و بیہقی بروایت ابن عمر رضہ ۱۲
۴ بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ رضہ ۱۲
۵ ابو داود و ترمذی و نسائی بروایت ابو ہریرہ رضہ ۱۲

اور جب امام خطبہ پڑھتا ہو اور کوئی شخص مسجد مین آوی تو سلام نکری اور اگر سلام کری تو جواب کا مستحق نہین بلکہ اشارے سے جواب دینا اچھا ہے اور چھینکنے والے کا جواب بھی نہ دینا چاہیے - یہ شرطین جمعہ کی صحت کی ہین وجوب کی شرطین یہ ہین کہ جمعہ اوسی شخص پر واجب ہے جو مرد بالغ عاقل مسلمان آزاد ایسی بستی مین ٹھہرا ہوا ہو جس مین اس صفت کی چالیس آدمی ہون یا شہر کے نواح مین کسی ایسی گانو مین مقیم ہو کہ اگر کوئی بلند آواز آدمی شہر کے اوس کنارے سے جو اوس گانو کے متصل ہے اذان دی اور غل بھی موقوف ہو تو اوس گانو مین آواز پہونچ جاوی پس اس گانو والے پر جمعہ واجب ہوگا اس آیت کی رو سے یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِذَا نُودِیَ لِلصَّلَاةِ مِن یَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِکْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ - اور جن پر جمعہ واجب ہے اونکو مینہ اور کیچڑ اور خوف اور بیماری اور بیمار کی خبر گیری کے عذر سے بشرطے کہ اور کوئی خبر گیران بیمار کا نہو جمعہ کے ترک کرنے کی اجازت ہی اس صورت مین عذر والون کو مستحب یہ ہے کہ ظہر کی نماز مین تاخیر کرین یہانتک کہ لوگ جمعہ سے فارغ ہو جاوین - اور اگر جمعہ مین ایسا شخص حاضر ہو جسپر جمعہ واجب نہین مثلاً مریض یا مسافر یا غلام یا عورت تو اونکا جمعہ درست ہوگا اور ظہر کی نماز سے کافی ہوگا ظہر کی ضرورت نہین

تیسرا بیان جمعہ کے آداب مین عادت کی ترتیب کے طور پر اور وہ دس باتین ہین **اول** یہ کہ پنجشنبہ کے روز جمعہ کے قصد سے اور اوسکے فضل کے استقبال کی نیت سے مستعد ہو یعنی جمعرات کی عصر کے بعد دعا اور استغفار اور تسبیح مین مشغول ہو کیونکہ یہ وقت اوس ساعت کے برابر ہے جو جمعہ مین نامعلوم ہی بعضر سلف کے اکابر نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے کے یہان سوای بندون کی روزیون کے ایک فضل ہے اوس فضل مین سے اوسی شخص کو دیتا ہے جو اوس سے پنجشنبہ کی شام کو اور جمعہ کے روز طلب کرے - اور پنجشنبہ کو اپنے کپڑے دھووے اور اونکو سفید کرے اور اگر خوشبو پاس نہو تو لا رکھے اور دل کو اون کامون سے فارغ کرلے جو جمعہ مین صبح سے جانے کے مانع ہون اور اس رات مین جمعہ کی روزہ کی نیت کرلے کہ اسکا بڑا ثواب ہے مگر اوسمین پنجشنبہ یا ہفتہ کا روزہ ملا دینا چاہیے کہ اکیلا جمعہ کا روزہ مکروہ ہے اور اس رات کو نماز اور ختم قرآن مین کاٹ دے کہ اسکا بہت بڑا ثواب ہے اور اوسپر روز جمعہ کے فضل کا اضافہ ہوگا تو کیا کہنا ہے اور اس رات مین خواہ جمعہ کے دن مین اپنی بی بی سے صحبت کرے کہ کچھ لوگون نے اس بات کو مستحب جانا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد رَحِمَ اللَّهُ مَنْ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَغَسَّلَ وَاغْتَسَلَ کے معنے یہی کہے ہین کہ غسل سے مراد یہ ہے کہ اپنی بی بی کو نہلاوے - اور بعضون نے اس کلمہ کو بے تشدید سین کے پڑھا ہے اوس صورت مین اسکے معنے یہ ہین کہ اپنے کپڑے دھووے اور اغتسل سے دونون صورت مین یہی مراد ہے کہ خود نہاوی - ان باتون کے کرنے سے استقبال جمعہ کے آداب کامل ہون گے اور غافلون کے زمرہ سے خارج ہوگا

ف اسی طرح کی اور اوس شخص کے حق مین جو جمعہ مین آوی اور شروع خطبہ سے پہلے آوی اور اوسکے حق مین جو امام کے خطبہ کے وقت آوی اور اوسکے حق مین جو امام کے خطبہ کے وقت آوی اور اوسکے حق مین جو امام کے خطبہ کے وقت آوی

چالیس آدمی اون لوگون مین سے جمع ہو جاوین جنکے ذمہ پر جمعہ لازم ہے اور گاون کا حال اس باب مین مثل شہر کے ہے اور جمعہ کے واسطے بادشاہ کا موجود ہونا شرط نہین اور نہ اوسکے اذن دینے کی شرط ہے مگر اوس سے پوچھ لینا مستحب ہے تیسری شرط شمار ہے کہ چالیس مرد آزاد بالغ عاقل مقیم سے کم نہون اور مقیم بھی ایسی ہون کہ اوس شہر سے جاڑے گرمی مین باہر سفر نکر جاتے ہون پس اگر خطبہ مین یا نماز مین چالیس سے کم ہو جاوین تو جمعہ درست نہوگا بلکہ یہ چالیس کے شمار اول سے آخر تک ہونی شرط ہے چوتھی شرط جماعت ہے کہ اگر یہ چالیس آدمی کسی گانو یا شہر مین متفرق پڑہ لینگے تو اونکا جمعہ درست نہوگا لیکن جو ایک رکعت کے بعد آکر ملا ہو اوسکو البتہ دوسری رکعت اکیلے پڑھنی درست ہے اور اگر دوسری رکعت کا رکوع نہ ملے تو اقتدا مین نیت ظہر کی کرکے ملجاوے اور امام کے سلام کے بعد ظہر پوری کرے پانچوین شرط یہ ہے کہ اوسی شہر مین اور جمعہ اوس روز نہو لیا ہو لیکن جس صورت مین کہ سب لوگون کا جمع ہونا مسجد جامع مین دشوار ہو تب دو مسجدون خواہ تین یا چار مین بقدر حاجت جائز ہے اور اگر ضرورت دوسری مسجد کی نہو تب جمعہ وہی درست ہوگا جسکی نیت سب سے پیشتر ہوئی ہوگی اور حاجت کی صورت مین اگر کئی جگہہ جمعہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ امامون مین سے جو بہتر ہو اوسکے پیچھے نماز پڑھے اور اگر امام فضیلت مین برابر ہو تو جو مسجد پہلے کی ہو اوسمین پڑھے اور اگر وہ بھی برابر ہون تو جو قریب تر ہو اوسمین پڑھے اور آدمیون کی کثرت بھی قابل لحاظ ہے چھٹی شرط دو خطبے ہین یہ دونون فرض ہین اور اون مین قیام فرض ہے اور دونون کے بیچ مین بیٹھنا فرض ہے پہلے خطبے مین چار چیزین فرض ہین اول تحمید اور ادنی یہ ہے کہ الحمد للہ ہی کہدے دوم درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سوم اللہ تعالے سے ڈرنے کی نصیحت کرنی چہارم قرآن مجید مین سے ایک آیت کا پڑھنا اسی طرح دوسرے خطبہ مین چارون باتین فرض ہین مگر اوسمین آیت کی جگہہ دعا مانگنی واجب ہے اور دونون خطبون کا سننا واجب ہے چالیسون آدمی سنین اور سنتین جمعہ کی یہ ہین کہ جب دو پہر ڈھل جاوے اور موذن اذان دی چکے اور امام منبر پر بیٹھے تو نماز کوئی نہین چاہیے بجز تحیۃ المسجد کے اور گفتگو اوسوقت موقوف ہوتی ہے کہ خطبہ شروع ہو جاوے اور خطیب منبر پر چڑھکر جب لوگون کی طرف منہ کرے تو اون کو السلام علیکم کہے اور وہ لوگ اوسکا جواب دیوین اور جب موذن اذان سے فارغ ہو چکے تو خطیب لوگون کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو اور داہنے بائین متوجہ نہو اور اپنے دونون ہاتہ تلوار کے قبضے پر رکھ لے یا عصا پر رکھ لے تاکہ ہاتھون سے کوئی لغو کام نکرے یا ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھ لے اور دو خطبے پڑھے جن دونون کے درمیان تھوڑا سا جلسہ ہو اور خطبون مین اجنبی لغت استعمال نکرے اور نہ بہت لمبا کرے اور نہ گاوے بلکہ خطبہ مختصر بلیغ سب مضامین کا جامع ہو اور مستحب ہے کہ دوسرے خطبے مین بھی آیت پڑھے

ہمکو جمعہ مین کیا فائدہ ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تمھارے لیے یہ ہے کہ اوسمین ایک ساعت بہت بہتر ہے جو کوئی اوسمین اپنی بہتری کی دعا مانگے اور اوسکے نصیب مین ہو تو اللہ تعالے اوسکو عنایت فرماتا ہے اور اگر اوسکے نصیب مین نہین ہوتی تو اوسکی نسبت کر بہت زیادہ اوسکے لیے ذخیرہ فرما دیتا ہے یا کوئی اس دن مین بدی سے پناہ مانگے اور وہ اوس شخص پر لکھی ہوئی ہو تو اللہ تعالے اوس بدی کی نسبت کر بڑی بدی سے بھی اوسکو بچاوے گا اور ہمارے نزدیک یہ روز دونون کا سردار ہے اور ہم اسکو آخرت مین زیادتی کا دن کہین گے مین نے پوچھا کہ یوم المزید کہنے کی کیا وجہ ہے حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ آپ کے پروردگار نے جنت مین ایک وادی مقرر کیا ہے سفید رنگ اور مشک سے زیادہ خوشبودار جب جمعہ کا روز ہوگا علیین سے اپنی کرسی پر نزول اجلال فرماوے گا اور لوگون کے لیے تجلی فرماوے گا تاکہ اوسکے وجہ کریم کو دیکھین - اور ایک حدیث مین فرمایا کہ بہتر دن جسپر سورج نکلا جمعہ کا روز ہے کہ اوسمین حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اوسی مین جنت مین داخل کیے گئے اور اوسی مین نکالے گئے اور اوسی مین اونکی توبہ قبول ہوئی اور اوسی مین اونکی وفات ہوئی اور اوسی مین قیامت قائم ہوگی اور وہ دن اللہ تعالے کے نزدیک یوم المزید ہے آسمان مین فرشتے اوسکو یہی کہتے ہین اور یہی روز ہے کہ اوسمین جنت کی اندر دیدار الٰہی ہوگا - اور حدیث مین ہے کہ اللہ تعالے ہر جمعہ کے روز چھ لاکھ بندے دوزخ سے آزاد فرماتا ہے - اور حضرت انسؓ کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ سلامت رہتا ہے تو اور دن بھی سلامت رہتے ہین - اور فرمایا کہ دوزخ ہر روز زوال سے پیشتر جب آفتاب آسمان کے بیچ مین ہوتا ہے جھونکی جاتی ہے تو اوسوقت نماز مت پڑھو مگر جمعہ کے روز کہ وہ سب نمازکا وقت ہے اوسمین دوزخ نہین جھونکی جاتی - اور حضرت کعبؓ فرماتے ہین کہ اللہ تعالے نے شہرون مین سے مکہ معظمہ کو فضیلت دی ہے اور مہینون مین سے رمضان کو اور دنون مین سے جمعہ کو اور راتون مین سے شب قدر کو - اور کہتے ہین کہ پرند اور موذی کیڑے جمعہ کو آپس مین ملتے ہین اور کہتے ہین کہ سلام سلام یہ اچھا دن ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز مرے اللہ تعالے اوسکو شہید کا ثواب لکھتا ہے اور قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے

دوسرا بیان جمعہ کی شرطون کے بیان مین واضح ہو کہ جمعہ شرطون کی باب مین سب نمازون کا شریک ہے یعنے جو اورون مین شرطین ہین وہ جمعہ مین بھی ہین مگر چھ شرطین ایسی ہین کہ وہ جمعہ مین ہین اور دن مین نہین پہلی شرط وقت ظہر ہے پس اگر امام کا سلام عصر کے وقت مین جا پڑے گا تو جمعہ جاتا رہے گا امام کو لازم ہے کہ دو رکعتین اور پڑھکر ظہر پوری کردے اور مسبوق کی اگر رکعت باقی ظہر کے وقت مین رہے گی تو اسمین خلاف ہی بہتر یہی ہے کہ ظہر پوری کرے دوسری شرط مکان ہے کہ جمعہ جنگلون اور ویرانون اور خیمون مین نہین ہوتا بلکہ اوسکے لیے ایک ایسی جگہ ضرور ہے جسمین عمارت غیر منقول ہو اور اوس مین

---

۱ مسلم میں ابوہریرہ سے مرفوعاً اور ابوداؤد میں ابن عباس سے مرفوعاً اور نسائی میں ابن عباس سے موقوفاً اور ابن ماجہ میں ابوہریرہ سے مرفوعاً اور موقوفاً روایت ہے ۱۲

۲ بیہقی میں ابوہریرہ سے مرفوعاً اور ابن ماجہ میں انس سے مرفوعاً اور ابوداؤد میں ابوہریرہ سے موقوفاً روایت ہے ۱۲

۳ ابوداؤد اور نسائی میں ابوہریرہ سے مرفوعاً اور ابن ماجہ میں انس سے مرفوعاً روایت ہے ۱۲

۴ مسلم میں ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت ہے ۱۲

۵ مضمون ہے روایت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ۱۲

پھر امام جدھر چاہے دہنے یا بائین ہو جاوے اور دہنی طرف بہتر ہے یہ قواعد اور سب نمازون کی ہین اور صبح کی نماز
مین قنوت زیادہ کیا جاوی یعنے امام کہے اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا اور اِھْدِنِیْ نہ کہے اور مقتدی آمین کہی اور جب امام
یہ کہے اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ تو اوسوقت مقتدی کو آمین کہنا جایز نہین کیونکہ یہ دعا نہین ہے
صرف تعریف ہے تو امام کے ساتھ خود بھی وہی کلمات کہتا جاوی یا کہے بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ
الشَّاھِدِیْنَ یا کہے صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ یا اوراسی جیسے کلمات کہی اور قنوت مین رفع یدین کرنے کے لیے
ایک حدیث مروی ہی اور جب حدیث صحیح ہوگئی تو رفع یدین کرنا مستحب ہے اگرچہ آخر کی تشہد کی دعا کے
خلاف ہی کہ اوس دعا مین ہاتھہ نہین اوٹھاتے بلکہ رکھے رہنے دینے پر اعتماد ہے۔ اور ان دونون مین
ایک فرق بھی ہی وہ یہ ہے کہ تشہد مین ہاتھون کے لیے ایک ادب معمولی ہی کہ ایک ہیئت خاص پر رانون کی اوپر
رکھہ لیا جاوی اور قنوت مین اونکے واسطے کوئی وظیفہ نہین تو کچھہ بعید نہین کہ قنوت مین اونکا وظیفہ رفع یدین ہی ہو کہ
ہاتھون کا اوٹھانا دعا کی لیے مناسب ہے واللہ اعلم امامت کے آداب سب یہ تھے جو بیان ہوئے اللہ تعالے انکی بجاآوری کی توفیق عنایت فرماوے

پانچوین فصل جمعہ کی فضیلت اور آداب وسنت اور شرطون کے بیان مین اور آمین پانچ بیان ہین

بیان اول جمعہ کی فضیلت مین

جاننا چاہیے کہ جمعہ کا روز ایک روز عظیم ہے جس سے اللہ تعالے نے
اسلام کو عظمت دی اور مسلمانون کو خاص فرمایا چنانچہ ارشاد ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ
لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ اس آیت مین امور دنیا مین مشغول ہونے کو
اور اون امور کو جو جمعہ مین جانے سے مانع ہون حرام فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ
عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْجُمُعَۃَ فِیْ یَوْمِیْ ھٰذَا فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا
کہ مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ ثَلَاثًا مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِہٖ اور دوسری روایت مین یون ہے کہ
جو کوئی بلا عذر تین جمعہ چھوڑ دی تو اوسنے اسلام کو اپنی پشت کی پیچھے پھینک دیا۔ اور ایک شخص حضرت
ابن عباسؓ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایک شخص کا حال پوچھا کہ وہ مرگیا ہی اور جمعہ اور جماعت مین حاضر نہین ہوتا تھا
آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخ مین ہی وہ شخص ایک مہینے تک برابر آپ کے پاس آکر یہی پوچھا کیا اور آپ کہتے رہی کہ وہ دوزخی ہی اور حدیث مین ہے
کہ یہود و نصاری کو جمعہ کا روز دیا گیا اونھون نے اوسمین اختلاف کیا اسلیے اونکو اوس سے پھیر دیا گیا اور ہمکو خدای تعالے نے
اوسکی ہدایت کردی اور اس امت کے واسطے اوسکو پیچھے ظاہر کیا اور اوسکو اونکی عید بنایا پس اس امت کی لوگ جمعہ کو
پانے مین سب سے اول ہین اور یہود و نصاری اونکی تابع ہین اور حضرت انسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے
فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور اونکے ہاتھہ مین ایک آئینہ روشن تھا کہا کہ یہ جمعہ ہے اللہ تعالے
اوسکو آپ پر پیش کرتا ہے کہ آپ کے لیے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے واسطے عید ہو مین نے پوچھا کہ

اور جبتک کہ امام کا سر زمین پر نہ پہونچ جاوی تب تک سجدہ کے لیے نہ جھکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدا صحابہ رض
اسی طرح کرتے تھے اور رکوع کے لیے نہ جھکے جب تک امام رکوع مین اچھی طرح نہ آجاوی۔ اور بعض کا قول یہ ہی کہ آدمی
تین قسم پر نماز سے فارغ ہوتے ہین ایک تو پچیس نمازون کا ثواب لیکر نکلتے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ تکبیر اور رکوع امام
کے بعد کرتے ہین اور کچھہ لوگ ایک ہی نماز کا ثواب پاتے ہین یہ وہ لوگ کہ امام کے ساتھہ ساتھہ اعمال کرتے ہین
اور کچھہ وہ ہین کہ اونھین نماز کچھہ نہین ملتی یہ وہ ہین کہ امام سے آگے عمل کرتے ہین۔ اور اس مسئلہ مین اختلاف ہے
کہ کوئی شخص جماعت مین پیچھے آیا جسوقت کہ امام رکوع مین ہے تو امام کو رکوع بڑھا دینا چاہیے تاکہ وہ شخص بھی جماعت کے
ثواب مین شریک ہوجاوی اور یہ رکعت فوت نہو اور غالباً نیت اگر درست ہو تو اس امر مین کچھہ مضائقہ نہین بشرطیکہ
بہت سا عرصہ نہو کہ سب مقتدی گھبرا جاوین کیونکہ رکوع بڑھانے مین حاضرین کے حق کی رعایت ضروری ہی تو اسی قدر
بڑھاوی جو اونپر ناگوار نہ گذری۔ تیسرے یہ کہ دعای تشہد اتنی نہ بڑھاوی کہ خود تشہد سے بڑھجاوی تاکہ بہت طول
نہو جاوی اور دعا مین اپنے نفس کو خاص نہ کرے بلکہ جمع کا صیغہ کہے یعنے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا کہے لنا کی جگہہ لی نہ کہی
کیونکہ امام کو اپنے نفس کا خاص کرنا مکروہ ہے اور تشہد مین اون پانچون کلمات سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور
ہین پناہ مانگنے کا مضائقہ نہین تو یون کہے کہ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعُوْذُ بِكَ
مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَاقْبِضْنَا
اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنِيْنَ اور بعضون نے کہا ہے کہ دجال کا نام مسیح اسلیے ہوا کہ وہ زمین کو طول مین ناپیگا
اس صورت مین مسیح مساحت سی نکلا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ مسیح مسح سے ہے بمعنی پونچھنے اور مٹانے
کے اور چونکہ اوسکی ایک آنکھہ مٹی ہوئی ہوگی اس جہت سے مسیح کہلایا **قسم چہارم** اعمال سلام پھیرنے کے وقت کے
اور وہ بھی تین ہین۔ اول یہ کہ دونون سلامون سے نیت کرے کہ قوم پر اور فرشتون پر سلام کرتا ہون
دوسرے یہ کہ فرضون کے بعد اوس جگہہ سے اوٹھہ کھڑا ہو اور نفل دوسری جگہہ پڑھے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض نے ایسا ہی کیا ہے اور اگر اوسکے پیچھے عورتین ہو تو کھڑا نہو جبتک
کہ عورتین نہ چلی جاوین۔ اور حدیث مشہور مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلام کے بعد صرف اس قدر
بیٹھتے تھے کہ یہ کلمات کہہ لیتے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
تیسرے یہ کہ سلام کے بعد پھر کر اپنا منہ لوگون کی طرف کرلے اور امام جبتک پھر نہ بیٹھے مقتدی کو کھڑا ہونا
مکروہ ہے چنانچہ مروی ہی کہ حضرت طلحہ اور زبیر رض نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی تو دونون صاحبون نے
امام سے کہا کہ تمھاری نماز بہت خوب اور کامل تر ہے مگر ایک بات رہ گئی کہ تم نے جب سلام پھیرا تو مقتدیون
کیطرف کو پھر کر نہ بیٹھے پھر لوگون سے فرمایا کہ تمھاری نماز بہت بہتر ہے مگر تم امام کے پھر بیٹھنے کے پیشتر ہی چلدیے

پڑھنے کی لکھی ہے تو وہ یہ صورت ہی کہ کسی سورت کا اول پڑھ کر چھوڑ دی حالانکہ حدیث مین یہ صورت بھی آئی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قدر سورۂ یونس پڑھی اور جب موسیٰ اور فرعون کا ذکر آیا تو رکوع کر دیا اور
ایک روایت مین آیا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز مین سورۂ بقرہ کی ایک آیت قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا آہ کو
ایک رکعت مین اور دوسری مین رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ الآیہ پڑھی اور بلال رض کو سنا کہ کہین کہین سے پڑھتے ہین
اون سے اسکی وجہ پوچھی عرض کیا کہ مین عمدہ کو عمدہ سے ملاتا ہون آپ نے فرمایا کہ خوب کیا۔ اور ظہر مین طوال
مفصل تیس آیتون تک اور عصر مین اسکا نصف اور مغرب مین مفصل کی آخر کی آیتین یا آخر سورتین پڑھے اور آخر
نماز مغرب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی اوسمین سورۂ مرسلات پڑھی تھی اور پھر وفات شریف تک
نماز نہین پڑھی۔ حاصل یہ کہ مختصر پڑھنا بہتر ہے خصوصًا جس صورت مین کہ جماعت بہت ہو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس باب مین ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم مین کوئی لوگون کو نماز پڑھاوی تو قرارت مختصر کرے کہ
اون مین کمزور اور بوڑھے اور کام والے ہوتے ہین اور جب اپنے آپ پڑھے تو جتنی چاہے لمبی قرارت کری۔
اور حضرت معاذ بن جبل ایک قوم کو عشا پڑھایا کرتے تھے اوسمین سورہ بقرہ پڑھی ایک آدمی نماز سے نکل گیا
اور علیحدہ نماز پڑھلی لوگون نے کہا کہ یہ شخص منافق ہو گیا اوس بزرگ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
شکایت کی آپ نے حضرت معاذ رض کو جھڑکا اور فرمایا لوگون کو مصیبت مین ڈالتے ہو اور دین سے
نکالا چاہتے ہو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ اور وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا پڑھا کرو

قسم سوم ارکان کے اعمال کے بیان مین اور وہ تین ہین۔ اول یہ کہ رکوع اور سجدہ ہلکا کرے اور
اونکی تسبیحات تین سے زیادہ نہ کہے چنانچہ حضرت انس رض سے مروی ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
نماز سے زیادہ اور کسی کی نماز نہین دیکھی کہ ہلکی بھی ہو اور ارکان سب پورے ہون۔ ہان یہ بھی مروی ہی
کہ حضرت انس بن مالک رض نے جب حضرت عمر بن عبد العزیز رح کے پیچھے نماز پڑھی اور اوسوقت مین وہ مدینہ منورہ
کی حاکم تھے تو آپ نے فرمایا کہ مین نے اس جوان کی نماز سے زیادہ اور کسی کی نماز کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی نماز سے مشابہ نہین پایا راوی کہتا ہے کہ ہم حضرت عمر بن عبد العزیز کے پیچھے دس دس بار تسبیح
کہا کرتے تھے اور ایک روایت مجمل طور پر آئی ہے کہ صحابہ نے فرمایا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پیچھے رکوع اور سجدہ مین دس دس بار تسبیح کہا کرتے تھے اور یہ صورت اچھی ہے مگر جب جماعت بہت ہو تو تین بار
کہنا بہت بہتر ہے لیکن اگر جماعت مین صرف دیندار ریاضتی ہی ہون تو دس کا بھی مضائقہ نہین ان روایات
مین جمع کرنے کی یہ صورت ہی اور امام کو چاہیے کہ جب رکوع سے اپنا سر اوٹھاوی تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ
کہے دوسرے یہ کہ مقتدی کو امام پر سبقت کرنی نہ چاہیے بلکہ رکوع اور سجدہ مین اوس سے پیچھے جاوے

۱ مسلم بروایت عبد اللہ بن السائب ۱۲
۲ مسلم بروایت ابن عباس ۱۲
۳ ابو داؤد بروایت ابو ہریرہ رض
۴ بخاری و مسلم بروایت ام فضل ۱۲
۵ بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ ۱۲
۶ بخاری و مسلم بروایت جابر مگر اس مین ذکر والسماء والطارق کا نہین ہے
۷ بخاری و مسلم ۱۲
۸ ابو داؤد و نسائی بروایت انس رض ۱۲
۹ اسکی سند بجز اس سے پہلے حدیث انس رض کے اور کہین نہین ملی ۱۲

عشا سے پہلے کہا لینے کو ارشاد کیا تاکہ دل فارغ ہو جاوی **ششم** یہ کہ تکبیر تحریمہ اور تمام تکبیرون کو پکار کر کہے اور مقتدی اپنی آواز اتنی ہی نکالی کہ اپنے آپ سن لے اور اپنی تکبیر امام کی تکبیر سے پیچھے کہے یعنے جب وہ اللہ اکبر کہلے تب آپ شروع کرے اور اکیلا پڑھنے والا امامت کی نیت کرکے کھڑا ہو تاکہ ثواب ملے اور اگر نیت امامت کی نہ کی اور لوگون نے اوسکی اقتدا کی نیت کر لی تو نماز اوسکی اور لوگون کی درست ہوگی اور مقتدیون کو جماعت کا ثواب بھی ملے گا مگر اوسکو امامت کا ثواب نہ ملے گا۔ **قسم دوم** قراءت کی اعمال کے ذکر مین قراءت مین امام کو تین امور ملحوظ رہین **اول** یہ کہ شروع کی دعا اور اعوذ اکیلے شخص کی طرح آہستہ پڑھے اور الحمد اور سورت کو فجر کی تمام نماز مین اور مغرب اور عشا کی دو پہلی رکعتون مین پکار کر پڑھے اسی طرح اکیلا پڑھے اور جہری نماز مین آمین پکار کر کہے اور مقتدی بھی آمین پکار کر کہے اور اپنی آمین کو امام کی آمین کے ساتھ ہی کہے اوس سے پیچھے نہ کہے اور بسم اللہ کو آواز سے پڑھے اس باب مین حدیثین دونون صورت سی آئی ہین مگر امام شافعی رح نے جہر بسم اللہ کو اختیار فرمایا ہے **دوسرے** یہ کہ قیام کی حالت مین امام تین توقف کری سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا ہے اول سکتہ اللہ اکبر کہنے کے بعد یہ سکتہ سب مین بڑا ہو اسقدر کہ مقتدی اوسمین الحمد پڑھ لین اور یہ سکتہ اوسوقت کرے جب شروع کی دعا پڑھنے کا وقت ہے اسلیے کہ اگر سکتہ نہ کرے گا تو مقتدیون کو سننا قرآن کا فوت ہو جاوی گا تو جسقدر اونکی نماز مین نقصان ہوگا اوسکا وبال امام کے ذمہ ہوگا اور اگر امام سکتہ کرے اور مقتدی اوسمین الحمد نہ پڑھین اور کسی چیز مین مشغول ہون تو یہ قصور اونکے ذمہ رہے گا نہ امام پر۔ دوسرا سکتہ الحمد سے فارغ ہونے کے بعد کرے تاکہ مقتدیون کو اگر الحمد رہ گئی ہو تو اس سکتہ مین پوری کر لین اور یہ سکتہ پہلے سکتہ سے آدھا کرے۔ تیسرا سکتہ سورت پڑھنی کی بعد رکوع سے پہلے ہی یہ سب سے تھوڑا ہے اتنا ہو کہ قراءت رکوع کی تکبیر سے علٰحدہ ہو جاوے کہ قراءت کو تکبیر مین ملانے سے نہی وارد ہے۔ اور مقتدی امام کے پیچھے بجز الحمد کے اور کچھ نہ پڑھے پس اگر امام سکتہ نکری تو مقتدی اوسکے ساتھ ساتھ الحمد پڑھتا جاوی اور اسمین قصور کرنے والا امام ہوگا کہ مہلت نہ کی اور اگر جہری نماز مین مقتدی فاصلہ کی جہت سے امام کی آواز نہ سنے یا ایسی نماز ہو جس مین قراءت آہستہ پڑھی جاتی ہے تو مقتدی کو سورت پڑھنے مین کچھ مضائقہ تیسرے یہ کہ صبح مین دو سورتین مثانی مین سے پڑھے جنمین سو آیتون سی کم ہون کیونکہ فجر کی نماز مین قراءت کو بڑھانا اور اندھیرے مین پڑھنا سنت ہی اور اگر پڑھتے پڑھتے خوب اُجالا ہو جاوے تو کچھ ضرر نہین۔ اور دوسری رکعت مین اگر سورتون کا آخر مقدار تیس یا بیس آیتون کے پڑھے یہانتک کہ سورت ختم ہو جاوی تو کچھ مضائقہ نہین کیونکہ سورتون کا آخر اکثر کانون مین مکرر نہین پڑتا تو اونکا پڑھنا وعظ کی رو سے اچھا ہوگا اور زیادہ تر فکر کا موجب ہوگا اور بعض علما نے جو کراہت ایک حصہ کے

بخاری و مسلم بروایت ابن عمر و عائشہ رض ۱۲

دارقطنی اور حاکم نے بروایت ابن عباس بسم اللہ کا پکار کر پڑھنا روایت کیا ہے اور مسلم نے بروایت انس رض پکار کر نہ پڑھنا روایت کیا ہے ۱۲

احمد بروایت سمرہ بن جندب لیکن اس حدیث مین دو سکتون کا ذکر ہے ۱۲

کہ ہمکو اس بات سے خوف ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا اسی طرح کیا کرو۔ اور ایکبار ظہر کی نماز مین آپ کو دیر ہو گئی تو لوگون نے حضرت ابوبکر رضہ کو آگے کر دیا یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور لوگ نماز مین تھے آپ حضرت ابوبکر رضہ کے برابر کو کھڑے ہو گئے۔ اور امام پر مؤذن کا انتظار نہین بلکہ موذن کو انتظار امام کا تکبیر کہنے کے لیے چاہیے اور جب امام آجاوی تو پھر کسی کا انتظار نہ کرے

چہارم یہ کہ امامت اخلاص کے ساتھہ کرے اور طہارت اور نماز کی سب شرطون مین خدای تعالی کی امانت ادا کرے اخلاص کی صورت یہ ہے کہ امامت پر اجرت نہ لی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی عثمان بن ابی العاص ثقفی کو امیر مقرر فرمایا اور ارشاد کیا کہ موذن ایسے کو کرنا جو اذان پر اجرت نہ لی۔ اور اذان نماز کا ذریعہ ہے جب اوسپر اجرت نہ لینے کو فرمایا تو نماز پر بطریق اولی نہ لینی چاہیے پس اگر مسجد کی آمدنی جو امام کی لیے وقف ہو اوسمین سے امام اپنا رزق لی یا بادشاہ کے یہان سے یا لوگون مین سے کسی کچھہ پاوی تو یہ لینا حرام تو نہین مگر مکروہ ہے اور فرائض کی امامت پر لینا بہ نسبت تراویح کی امامت کے زیادہ تر مکروہ ہے اور یہ مزدوری اپنی حاضر باشی اور مسجد کی چیزون کی نگرانی کی سمجھہ لے نفس نماز پر نہ جانے۔ اور امانت یہ ہے کہ باطن مین فسق اور کبیرہ گناہون اور صغیرہ پر اصرار سے طاہر ہو کہ امامت کی متکفل کو ان امور سے حتے الوسع بچنا چاہیے کیونکہ وہ لوگون کا سفارشی اور اونکی طرف سی بولنے والا ہے تو چاہیے کہ اونمین سے بہتر ہو اور یہی حال طہارت ظاہر کا ہے کہ بیوضو ہونے اور ناپاکی سے طاہر ہو کہ ان امور پر بجز اوسکے اور کسیکو خبر نہین پس اگر عین نماز کے اندر بیوضو ہونا یاد آوی یا وضو ٹوٹ جاوی تو یہ نچاہیے کہ شرم کرے بلکہ جو شخص اوسکے پاس کھڑا ہو اوسکا ہاتھہ پکڑ کر اوسکو خلیفہ کر دے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اثنای نماز مین ناپاکی یاد ہوئی تو آپ نے خلیفہ کر دیا اور غسل کر کے پھر نماز مین آملے۔ اور سفیان ثوری نے فرمایا ہے کہ ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھہ لو مگر پانچ شخصون کے پیچھے نہ پڑھو ایک جو ہمیشہ شراب پیوی دوسرا فاسق معلن تیسرا جو ماباپ کا نافرمان ہو چوتھا بدعتی پانچوان بھاگا ہوا غلام **پنجم** یہ کہ نیت نہ باندھے جبتک کہ صفین برابر نہو جاوین اور اپنے دہنے اور بائین دیکھہ لے اگر کچھہ صفون خلل دیکھے تو برابر کرنے کو کہدے کہتے ہین کہ اکابر سلف مونڈھون کو برابر اور ٹخنون کو ایکدوسری کے ٹخنون سے ملا رکھتے تھے اور اللہ اکبر نہ کہے جبتک کہ موذن تکبیر سے فارغ نہو لے اور موذن اذان کے بعد تکبیر کے لیے اتنا ٹھہرے کہ لوگ نماز کی طیاری اوسوقت مین کر سکین چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ موذن اذان اور تکبیر کے درمیان اتنا ٹھہرے کہ کھانے والا اپنے کھانے سے فراغت ہو جاوی اور بول و براز والا اپنی حاجت سے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ نے بول و براز دباو کی صورت مین نماز سے منع فرمایا ہے اور طعام شب کو

بخاری و مسلم بروایت سہل بن سعد ۱۲

اصحاب سنن اور حاکم بروایت عثمان بن ابی العاص ۱۲

ابوداؤد بروایت ابی بکرہ مگر اس روایت مین ذکر خلیفہ کرنے کا نہین ۱۲

ترمذی و حاکم بروایت جابر رضہ ۱۲ اور ترمذی نی کہا کہ اسکی اسناد مجہول ہی ۱۲

مسلم بروایت عائشہ رضہ ۱۲

واجب ہے کہ افضل اور فقیہ تر امام ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ تمھاری امام تمھاری شفیع ہونگے یا یون فرمایا کہ تمھاری طرف سے خدای تعالے کے پاس جانے والے ہین پس اگر تم اپنی نماز کو صاف کیا چاہو تو جو تم مین سے بہتر ہو اوسکو آگے کیا کرو۔ اور بعض سلف کا قول ہے کہ انبیا کے بعد علما سے افضل کوئی نہین اور علما کی بعد نماز پڑھانے والے امامون سی زیادہ کوئی نہین کیونکہ یہ تینون فریق خداے تعالے اور اوسکی خلق مین ذریعے ہین انبیا اپنی نبوت کے باعث اور علما علم کی جہت سے اور امام دین کے رکن یعنے نماز کی باعث سے۔ اور اسی حجت سے صحابہ رضہ نے حضرت ابوبکر رضہ کو خلافت پر مقدم ہونے مین دلیل کی تھی یعنے یہ کہا کہ نماز دین کا رکن ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو ہمارے دین کے لیے پسند کیا اوسی کو ہم نے اپنی دنیا کے لیے پسند کیا اور صحابہ رضہ نے حضرت بلال رضہ کو خلافت کے لیے نہ پسند کیا اور یہ حجت نہ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اذان کے لیے پسند کیا تھا اور اذان افضل ہے تو انکو ہی افضل سمجھ لین اور یہ جو مروی ہی کہ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجکو کوئی ایسا عمل ارشاد فرمایئے جس سے مین جنت مین داخل ہون آپ نے فرمایا کہ مؤذن ہو جا اوسنے کہا کہ مجکو طاقت نہین آپنے فرمایا کہ امام ہو جا اوسنے کہا کہ مجھسے نہین ہو سکتا آپ نے فرمایا کہ تو امام کے پیچھے نماز پڑھا کر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو شاید یہ گمان ہوا کہ امامت پر یہ راضی نہوگا کیونکہ اذان تو اوسکے اختیار مین ہے اور امامت دوسرون کے کرنے اور آگے بڑھانے سے ہوتی ہے اسلیے اول موذن ہونے کو فرمایا پھر یہ خیال ہوا کہ شاید یہ امامت پر قادر ہو جاوے اسلیے اوسکا ذکر بعد کو فرمایا سوم یہ کہ امام نماز کے اوقات کو ملحوظ رکھے اور نماز اول وقت مین دلوا دی تاکہ خدای تعالے کی رضامندی ملے کیونکہ اول وقت کی فضیلت آخر وقت پر ایسی ہے جیسے آخرت کی فضیلت دنیا پر ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی۔ اور حدیث مین ہے کہ بندہ نماز کے آخر وقت مین نماز پڑھتا ہے اور یہ نماز اوس سے فوت نہین ہوئی مگر اوسکا جو اول وقت اوس سے فوت ہو گیا وہ اوسکے حق مین دنیا اور مافیہا سے بہتر تھا۔ اور جماعت کی کثرت انتظار مین نماز کو دیر کر نہ ادا کرنا چاہیے بلکہ اول وقت کی فضیلت حاصل کرنے کی مبادرت کرنی چاہیے اور لمبی سورت پڑھنی کہ یہ کثرت جماعت کی نسبت کر افضل ہے۔ اور کہتے ہین کہ اکابر سلف جب دو آدمی آجاتے تھے تو جماعت کے لیے تیسرے کا انتظار نکرتے تھے اور جنازے مین جب چار جمع ہو جاتے تھے تو پانچوین کا انتظار نکرتی تھے اور ایک بار سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز فجر مین طہارت کی باعث دیر ہوئی تو آپ کا انتظار نہ کیا گیا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضہ کو لوگون نے امام کر دیا اونھون نے نماز پڑھائی یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رکعت نہ ملی آپ اوسکو پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے راوی کہتی ہین

۱ دارقطنی و بیہقی بروایت ابن عمر بسند ضعیف ۱۲
۲ ابن شاہین بروایت علی ۱۲
۳ بخاری در تاریخ و طبرانی در اوسط بروایت ابن عباس رضہ ۱۲
۴ ابو منصور دیلمی در مسند فردوس بروایت ابن عمر بسند ضعیف ۱۲
۵ دارقطنی بروایت ابو ہریرہ بسند ضعیف ۱۲
۶ بخاری و مسلم بروایت مغیرہ بن شعبہ ۱۲

نچاہیے کہ مقتدیون مین کوئی اوس سے زیادہ فقیہ اور قاری ہو ہان اگر وہ امامت نہ کرے تو آگے بڑھنا
مضائقہ نہین اور اگر ان امور مین سے کوئی نہو تو جب لوگ آگے بڑھنے کو کہین بڑھجاوی بشرطیکہ اپنے
نفس مین شروط امامت کی بجا اوری معلوم کری اور اس صورت مین مکروہ ہے کہ ایک دوسرے کو امامت
کے واسطے کہین کیونکہ کہتے ہین کہ کچھہ لوگون نے تکبیر ہونے کے بعد امامت کو ایک دوسری پر ٹالا تو وہ زمین
مین دھسا دیے گئے اور صحابہ رضہ سے جو امامت کا ایک دوسرے پر ٹالنا مروی ہے تو اوسکا سبب یہ تھا
کہ وہ اوسکو ترجیح دیتے تھے جو امامت کے لائق تر ہوتا تھا یا اپنے نفس پر سہو کا خوف اور لوگون کی نماز کے
تاوان کا ڈر رکھتے تھے کہ امام مقتدیون کی نماز کے کفیل ہوتے ہین اور ایک وجہ یہ تھی کہ اون لوگون مین سے
جو شخص امامت کا عادی نہ تھا اوسکا دل مقتدیون سے شرمندگی وجہ سے مشغول ہوجاتا تھا اور اخلاص
نماز مین جاتا رہتا تھا خصوصًا قرارت کو پکار کے پڑھنے کی صورت مین غرض کہ اون لوگون مین سے جو امامت
سے گریز کرتا تھا تو اوسکا سبب اسی جنس کا ہوتا تھا **دوم** یہ کہ اگر آدمی کو اذان اور امامت مین اختیار دیا جاوے
تو چاہیے کہ امامت اختیار کرے کیونکہ ہر چند فضیلت دونون کو ہے مگر دونون کا اکٹھا کرنا مکروہ ہے امام اور
ہونا چاہیے اور موذن دوسرا اور جمع کرنا انکا دشوار ہے تو امامت بہتر ہی۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ اذان بہتر ہے
چنانچہ اوسکی فضیلت ہم مذکور کر چکے اوسی فضیلت کی وجہ سے اذان کو بہتر کہتے ہین اور ایک وجہ یہ ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اس حدیث سی معلوم ہوا کہ
امامت مین ضمانت کا خطرہ ہے۔ اور فرمایا اَلْاِمَامُ اَمِیْرٌ فَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا فَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا
اور حدیث مین یہ بھی ہے کہ اگر امام نماز کو پورا کرے گا تو ثواب اوسکو اور مقتدیون کو سبکو ہوگا اور اگر ناقص
کرے گا تو وبال اوسی پر ہوگا نہ مقتدیون پر اور اس جہت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اَللّٰھُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّۃَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِیْنَ تو مغفرت کی طلب کرنی چاہیے کیونکہ رشد کی طلب بھی
مغفرت ہی کے لیے ہوتی ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ جو شخص ایک مسجد مین سات برس امامت کری
اوسکے لیے جنت واجب ہے اور جو شخص چالیس برس اذان دے جنت مین بے حساب داخل کیا جاویگا
اور بہمین وجہ صحابہ سے منقول ہے کہ وہ امامت کو ایک دوسرے پر ٹالا کرتے تھے۔ اور صحیح یہ ہی کہ امامت
افضل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضہ اور اونکے بعد اور ائمہ نے اوسپر
مداومت کی اور یہ ٹھیک ہے کہ اوسمین ضمان کا خطر ہے مگر فضیلت بھی خطر ہی کے ساتھہ ہوتی ہی جیسے
رتبہ امیر اور خلیفہ ہونے کا افضل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ حاجب سلطنت عادل کا ایک روز
ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ امر خالی خطر سے نہین اور امامت کے افضل ہونے کی جہت سے

جو مین نے اوسپہ فرض کیے ہین - اور مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی اور قرارت مین ایک آیت چھوڑدی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے پوچھا کہ کیمن نے کیا پڑھا سب لوگ خاموش رہے حضرت ابی بن کعب رض سے پوچھا اونھون نے عرض کیا کہ آپنے فلان سورت پڑھی اور اوسمین فلان آیت نہین پڑھی ہمکو معلوم نہین کہ وہ منسوخ ہوگئی یا اوٹھائی گئی آپ نے فرمایا کہ ای ابی تو اسکے لیے ہے پھر اورون کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ لوگون کا کیا حال ہے کہ اپنی نماز مین حاضر ہوتے ہین اور صفون کو پوری کرتے ہین اور اونکا نبی سامنے ہوتا ہے اونکو خبر نہین کہ اونکے رب کی کتاب مین سے اونپر کیا پڑھتا ہے سن لو کہ بنی اسرائیل نے ایسا ہی کیا تھا اللہ تعالے نے اونکے نبی پر وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہدو کہ تم اپنی بدن میرے سامنے کرتے ہو اور اپنے الفاظ مجکو دیتے ہو اور دلون سے مجھسے غائب ہوتے ہو جس بات کی طرف تم مائل ہو وہ باطل ہے - اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام کی قرارت سننی اور سمجھنی اپنے آپ سورہ پڑھنے کے قائم مقام ہی - اور بعض اکابر نے کہا ہے کہ آدمی سجدہ کرتا ہے اور اپنے عندیہ مین اوس سے خدای تعالی کا تقرب جانتا ہے حالانکہ اس سجدہ کی حالت کے اوسکے گناہ ساری شہر پر بانٹ دیے جاوین تو سب لوگ ہلاک ہوجاوین لوگون نے کہا کہ یہ کیسے کہا کہ وہ تو خدا کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور اوسکا دل خواہش نفس کیطرف مائل ہوتا ہے اور امر باطن کا جو اوسپر چھایا ہوا رہتا ہے مشاہدہ کرتا ہے - غرضکہ حکایات گذشتہ سے صفت خاشعین کی معلوم ہوئی اور یہ حکایات و اخبار مع بیان گذشتہ اسبات پر دال ہین کہ نماز کے اندر اصل خشوع اور دل کا حاضر ہونا ہے اور صرف حرکات غفلت کے ساتھہ آخرت مین مفید کم پڑین کے خدای تعالے ہمکو بھی اپنے لطف و احسان ہی توفیق عنایت فرماوے

چوتھی فصل امامت کے ذکر مین

- جاننا چاہیے کہ امام پر کچھہ اعمال نماز سے پیشتر اور کچھہ قرارت کے اندر اور کچھہ ارکان نماز مین اور بعض سلام کے بعد ہین اسی جہت سے اس فصل کو چار قسمون مین لکھا جاتا ہے

قسم اول

نماز کے پیشتر کے امور مین نماز سے پہلے چھہ کام امام پر ہین اول یہ کہ جو قوم اپنے آپ کو پسند کرے اونکی امامت کرے اور اگر بعض ناپسند کرین اور بعض پسند کرین تو اعتبار اونکا ہوگا جو بہت ہون لیکن جس صورت مین کہ کمتر نیک بخت اور دیندار ہون تو کمتر ہی کا اعتبار کرنا بہتر ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ تین شخصون کی نماز اونکے سر کے اوپر نہین اوبھرتی ایک غلام بھاگا ہوا دوسرے وہ عورت کہ اوسکا خاوند اوس سے ناراض ہو تیسرے امام اون لوگون کا جو اوسکی امامت سے ناخوش ہون - اور جیسے آگے بڑھنا لوگون کی ناخوشی کے ساتھہ ممنوع ہے اسی طرح اوس صورت مین مجھے

کہ نماز مین داخل ہونے سے پیشتر اپنی حاجت کرلے تاکہ نماز مین فارغ دل ہوکر داخل ہو۔ اور بعض اکابر وسواس کے ڈر کے ماری نماز مین تخفیف کیا کرتے یعنے جلد پڑھ لیتے۔ اور مروی ہے کہ عمار بن یاسر نے ایک نماز پڑھی اور تخفیف کے ساتھ ادا کی کسی نے اون سے کہا کہ آپ نے تخفیف کی فرمایا کہ تم نے دیکھا مین نے نماز کی حدون مین سے تو کچھ نہین کم کیا لوگون نے کہا کہ نہین فرمایا کہ مین نے شیطان کی سہو پر جلدی کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ نماز پڑھتا ہے اور اوسمین سے اوسکے لیے نہ آدھی لکھی جاتی ہے نہ تہائی نہ چوتھائی نہ پانچوان حصہ چھٹا نہ وسوان اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ بندہ کے لیے اوسکی نماز مین سے اوسی قدر لکھا جاتا ہے جسقدر کو وہ سمجھتا ہے۔ اور مروی ہے کہ حضرت طلحہ اور زبیر اور کچھ دوسرے صحابی رضی اللہ عنہم سب لوگون سے زیادہ مختصر نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ اسقدر سے ہم شیطان کے وسوسہ سے آگے نکلجاتے ہین۔ اور مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے منبر پر فرمایا کہ آدمی کے دونون رخسارے اسلام مین سفید ہوجاتے ہین حالانکہ خدای تعالے کے لیے ایک نماز بھی پوری نہین پڑھی لوگون نے پوچھا کہ یہ کیسے آپ نے فرمایا کہ نماز کے خشوع اور تواضع کو تمام نہین کرتا اور اللہ تعالے کی طرف خوب متوجہ نہین ہوتا اسلیئے کہ کوئی نماز پوری نہین ہوتی۔ اور ابو العالیہ رح سے کسی نے اَلَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ کا حال پوچھا فرمایا کہ وہ لوگ مراد ہین کہ اپنی نماز سے غفلت کرتے ہین یہ نہین جانتے کہ کتنی رکعتون کے بعد فارغ ہون گے جفت کے خواہ طاق کے۔ اور حسن بصری رح نے فرمایا کہ اس سے وہ شخص مراد ہے کہ نماز کے وقت کو بھولا رہے یہانتک کہ وہ گذر بھی جاوے۔ اور بعضون نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے کہ اگر نماز اول وقت مین پڑھی تو خوش نہوا اور اگر وقت اول سے تاخیر کردی تو غم نہ کیا یعنے نہ اول وقت پڑھنے کو ثواب جانے نہ تاخیر کو گناہ۔ اور جاننا چاہیے کہ کبھی نماز کا بعض حصہ شمار مین آتا ہے اور لکھا جاتا ہے اور بعض داخل نماز اور کتابت مین نہین ہوتا چنانچہ اس بات پر اخبار دلالت کرتے ہین اگرچہ فقہ والے یہی کہتے ہین کہ صحت کے باب مین نماز کے اجزا نہین ہوتے مگر اوسکا صاحب اجزا ہونا ایک اور جہت سے ہے جو اوپر سے سہو لکھی ہے اور یہ بات حدیثون سے بھی معلوم ہوتی ہے مثلاً فرضون کے نقصان کا جبر نفلون سے ہونا وارد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرائض کے سبب سے بندہ مجھسے نجات پاگیا اور نوافل سے میری طرف نزدیک ہوگیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرا بندہ مجھسے نجات نہ پاوے گا مگر درصورت ادا کرنے اون امور کے

۱ ؎ رواہ ابو داؤد والنسائی ۱۲

۲ ؎ یعنی نماز کی باطنی شرطون کو نہین جانتا ۱۲

۳ ؎ اصل حسن شعار کا ہے ۱۲ مجلو نہین ہے ۱۲

دستک دیتے تو لونڈی نکل کر اونکو کردن جھکائے آنکھین بند دیکھتی اور حضرت ابن مسعود رض جب اونکو دیکھتے تو فرماتے وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ یعنی خوشخبری سنا فروتنی کرنے والون کو اور کہتے کہ بخدا اگر تمکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور ایک روایت مین ہے کہ تمکو محبوب جانتے اور ایک روز حضرت ابن مسعود کے ساتھ لوہارون مین گئی جب بھٹھیون کو دھونکتے اور آگ کو پیٹ مارتے دیکھا تو چیخ مار کر بیہوش گر پڑی حضرت ابن مسعود اونکے سر کے پاس نماز کے وقت تک بیٹھے اونکو ہوش آیا ناچار اونکو اپنی پشت پر اوٹھا کر اپنے گھر لے آئے اور وہ اوسی طرح بیہوش رہے یہانتک کہ دوسرے روز اوسی وقت کے قریب جس مین بیہوش ہوئی تھے ہوش آیا اور پانچ نماز ین اونکی قضا ہو گئین اور حضرت ابن مسعود اونکے سرہانے کہتے تھے کہ بخدا خوف اسے کہتے ہین - اور ربیع رح کہا کرتے کہ مین نے کوئی نماز ایسی نہین پڑھی کہ اوسمین مجکو اور کوئی فکر ہوئی ہو بجز اسکے کہ مین کیا کہتا ہون اور مجھسے کیا کہا جاویگا - اور عامر بن عبد اللہ نماز کے اندر خشوع والون مین تھے جب نماز پڑھتے تو اونکی لڑکی دف بجاتی اور عورتین گھر مین جو کچھ دیکھتین آپس مین باتین کرتین مگر وہ نہ سنتے اور کچھ نہ سمجھتے اور ایک روز کسی نے اونسے کہا کہ نماز کے اندر تمھارا نفس کوئی بات کرتا ہے فرمایا کہ ہان اپنا کھڑا ہونا خدای تعالے کے سامنے اور وہان سے دو مکانون مین سے ایک کی طرف پھر آنا دل مین گذرتا ہے کسی نے اونسے کہا کہ بھلا جو دنیا کی باتین ہمکو دل مین گذرتی ہین اونمین سے بھی تم کچھ اپنے دل مین پاتے ہو فرمایا کہ اگر مجھ مین کو برچھیان ادھر کی اودھر نکلجاوین تو یہ مجھے محبوب تر ہے اس سے کہ نماز مین وہ امور معلوم کرون جو تم پاتے ہو اور کہا کرتے کہ اگر پردہ اوٹھا لیا جاوی تو مین یقین مین کچھ زیادہ نہون - اور مسلم بن یسار بھی ایسی ہی لوگون مین تھے سنا ہے کہ نماز پڑھتے مین مسجد کا ستون گر پڑا اور اونکو خبر نہوئی - اور بعض اکابر کا عضو کچھ سڑ گیا تھا اوسمین ضرورت اوسکے کاٹنے کی ہوئی مگر اون سے برداشت نہو سکا کسی نے کہا کہ نماز کے اندر جو کچھ ان پر گذر جاوی انکو خبر نہین ہوتی پس نماز مین وہ عضو جدا کیا گیا - اور بعض اکابر کا قول ہے کہ نماز آخرت مین سے ہے تو جب تم اوسمین داخل ہوئی دنیا سے باہر ہوئے اور کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ نماز کے اندر تمھارا دل کوئی بات دنیا کی بھی کرتا ہے یا نہین اونھون نے جواب دیا کہ نہ نماز مین کرتا ہے نہ غیر نماز مین - اور بعض اکابر سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نماز مین کسی چیز کو یاد کرتے ہین اونھون نے کہا کہ بھلا نماز سے بہتر میرے نزدیک کوئی چیز ہے کہ مین اوسکو نماز مین یاد کرون اور حضرت ابو درداء رض فرمایا کرتے کہ آدمی کی سمجھ مین سے ہے یہانتک

دوسرے پر ترقی کرتا رہتا ہے کیونکہ ہمیشہ تقرب الی اللہ کرتا ہی اور زیادتی حاصل کرتا ہی اور زیادتی کا باب فرشتوں کے لیے مسدود ہے اونمین ہر ایک کا وہی رتبہ ہے جسپر وہ کھڑا ہے اور وہی عبادت ہے جسمین وہ مشغول ہے نہ اوس رتبہ سے بدلے نہ عبادت مین تقصور کرے چنانچہ خدای تعالی خود فرماتا ہی لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ اور زیادتی کی درجات کی کنجی نمازین ہین اللہ تعالی فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ اسمین لوگون کا وصف ایمان کے بعد ایک نماز مخصوص سے فرمایا جو خشوع کے ساتھ مقرون ہو پھر ان فلاح یابون کے اوصاف کو نمازی پر ختم فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ پھر ان صفات کے ثمرہ کے بیان مین ارشاد فرمایا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اول وصف فلاح سے فرمایا اور آخر مین فردوس کی وراثت سی اور مجکو معلوم نہین ہوتا کہ زبان کے پیر پیر کرنے کو باوجود دل کی غفلت کے اس درجہ کی فضیلت ہو اور اسی وجہ سے ان لوگون کے مقابلہ مین کہ باب مین اللہ تعالی نے فرمایا مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ غرض کہ نمازی ہی فردوس کی وارث اور وہی اللہ تعالی کے نور کے مشاہدہ کرنے والے اور اوسکے قرب و جوار سے تمتع پانے والے ہین خدای تعالی ہمکو بھی اون مین سے کرے اور ایسے لوگون کے عذاب سے ہمکو بچاوے جنکی باتین اچھی اور فعل بھی ہون وہ کریم و منان اور قدیم الاحسان ہے

اب ہم کچھ حکایتین اور اخبار خشوع کرنے والون کی نماز کی لکھتے ہین +

حکایات خاشعین واضح ہو کہ خشوع ایمان کا ثمرہ اور یقین کا نتیجہ ہے کہ خدای تعالے کے جلال و عظمت سی حاصل ہوتا ہے اور جسکو خشوع نصیب ہوتا ہے وہ نماز مین اور غیر نماز مین خشوع کیا کرتا ہے یہانتک کہ تنہائی مین اور پاخانہ مین بھی فروتنی کرتا ہے کیونکہ خشوع کا موجب اس بات کو جاننا ہے کہ خدای تعالے بندے کے حال پر مطلع ہے اور اوسکی عظمت کو اور اپنی تقصیر کو پہچاننا انھین تین معرفتون سے خشوع پیدا ہوتا ہے اور یہ معرفتین نماز سے خصوصیت نہین رکھتین اور ہمین جہت بعض اکابر سے مروی ہی کہ اونھون نے خدای تعالے سے شرم کے مارے اور خشوع کی جہت سے چالیس برس تک اپنا سر آسمان کی طرف نہین اوٹھایا اور ربیع بن خثیم اتنا آنکھون کو تلے رکھتے اور سر جھکائے رکھتے کہ بعض لوگ خیال کرتے کہ یہ اندھے ہین حضرت ابن مسعود رضہ کے گھر بیس برس تک جایا آیا کرتے جب آپ کی لونڈی اونکو دیکھتی تو آپ سے کہتی کہ آپ کا اندھا دوست آیا حضرت ابن مسعود اوس قول کو سنکر تبسم فرماتے اور جب یہ مرد باری پر

ت ۱ خشوع نمین ہر قسم کی آوہی عبادت سے اور نہ کاہلی کرنے مین یا دوسرے کام مشغول ہونے مین بلکہ ۱۲ ت ۲ کام نکال کے ایمان والے اپنی نماز مین خشوع کرنے والے ہین ۱۲ ت ۳ جو اپنی نمازون سے خبردار ہین ۱۲ ت ۴ وہی ہین میراث لینے والے جو میراث لینگے یا فردوس کی تھنڈک سے یہ کی وہ اوسمین ہمیشہ رہینگے ۱۲ ت ۵ تم کس چیز سے دوزخ مین ہو وہ جواب دینگے ہم نماز نہ پڑھتے تھے ۱۲

بعد ہو اوسکا انکار کر بیٹھے - ہان از انجا کہ ان لوگون نے اس فن کو مجادلہ اور پراگندہ مباحثہ سے
تلاش کیا اور غیر اللہ سے دل کو صاف کر کے طلب نہ کیا اسیواسطے اوس سے محروم رہے اس وجہ سے
اوسکا انکار کیا - اور جو شخص مکاشفہ والون مین سے نہو تو اس سے کمتر تو نہونا چاہیے کہ غیب پر
ایمان اور تصدیق ہی رکھے جبتک کہ تجربہ سے خود مشاہدہ کرے کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہے
کہ جب بندہ نماز مین کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالے اپنے اور اوسکے درمیان مین سے پردہ اوٹھا دیتا ہے
اور اوسکو اپنے مُنہ کے سامنے پکڑ لیتا ہے اور فرشتے اوسکے مونڈھے سے لے کر ہوا تک کھڑے
ہوتے ہین اوسکی نماز کے ساتھہ نماز پڑھتے ہین اور اوسکی دعا پر آمین کہتے ہین اور نمازی پر آسمان
کے جو سے لے کر اوسکے سر کی مانگ تک نیکی برستی ہے اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اگر یہ
مناجات کرنے والا جانتا کہ کس شخص سے مناجات کرتا ہون تو ادھر اودھر متوجہ نہوتا اور یہ کہ
آسمان کے دروازے نمازیون کے لیے کھل جاتے ہین اور یہ کہ اللہ تعالی اپنے فرشتون پر
نمازی کے صدق سے فخر کرتا ہے پس کھلنا آسمان کے دروازون کا اور روبرو ہونا خدای تعالے کا
نمازی سے اوسی کشف سے اشارہ ہے جسکو ہمنے ذکر کیا ہے - اور توریت مین مکتوب ہے کہ
ای ابن آدم اس بات سے عاجز نہو کہ تو میرے سامنے روتا ہوا نماز پڑھتا کھڑا ہو کہ مین وہ اللہ ہون
کہ تیرے دل سے نزدیک ہوا اور تو نے غیب سے میرا نور دیکھا راوی کہتا ہے کہ ہم جانا کرتے تھے کہ
رقت اور بکا اور فتوح جو نمازی اپنے دل مین پاتا ہے وہ اسی جہت سے ہے کہ اللہ تعالی دل سے
قریب ہو جاتا ہے - اور چونکہ یہ قرب مکان کی جہت سے نہین کہ اوس سے خدای تعالی مبرا ہے
تو ضرور ہے کہ ہدایت اور رحمت اور پردہ دور کرنے کے اعتبار سے قرب مراد ہوگا - اور کہتے ہین
کہ بندہ جب نماز پڑھتا ہے تو اوس سی دس صفین فرشتون کی تعجب کرتی ہین جن مین کی ہر ایک
صف دس ہزار کی ہوتی ہی اور اللہ تعالے اوس بندی سے ایک لاکھہ فرشتون پر فخر کرتا ہی اور یہ اسوجہ سے
کہ آدمی کے لیے نماز مین قیام اور قعود اور رکوع اور سجدہ ایک ساتھہ ہین حالانکہ اللہ تعالے نے
ان چیزون کو چالیس ہزار فرشتون پر بانٹ رکھا ہے کہ کھڑے ہونے والے قیامت تک رکوع
نکرین گے اور سجدہ والے سر نہ اوٹھا دین گے اور یہی حال ہے رکوع اور قعود کرنے والون کا
اور ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالے نے جو قرب اور رتبہ فرشتون کو عنایت فرمایا ہے وہ ایک ہی
طرح پر مدام رہتا ہے نہ زیادہ ہو نہ کم چنانچہ خود اونکا قول کلام مجید مین نقل فرمایا وَمَا مِنَّا اِلَّا
لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ اور انسان کا حال اس باب مین فرشتون کا سا نہین یہ ایک درجے سے

بہ اللہ سے سوال کرتے ہین کہ ہمکو اپنی رحمت مین ڈھانپ لے اور اپنی مغفرت سے ہماری پردہ پوشی کرے کہ ہمکو بجز اسبات کے کہ اوسکی طاعت کی بجا آوری سے عاجزی کا اقرار کرین اور کوئی وسیلہ نہین اور جان لو کہ نماز کو آفات سے پاک کرنا اور صرف خدا کی ذات کے لیے اوسکو خالص کرنا اور معہ شروط باطنی مذکورہ بالا کے خشوع اور تعظیم اور حیا کے ساتھ اوسکو پڑھنا دلون مین انوار کے حاصل ہونے کا سبب ہے اور یہ انوار علوم مکاشفہ کی کنجیان ہوتے ہین پس اے لیاء اللہ جو آسمان اور زمین کے ملکوت اور ربوبیت کے اسرار کو مکاشفہ سے معلوم کرتے ہین تو وہ بھی نماز ہی کے اندر خصوص سجدہ کی حالت مین معلوم کرتے ہین کیونکہ سجدہ کے باعث بندہ اپنے پروردگار سے قریب ہوجاتا ہے اور اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ یعنی سجدہ کر اور قرب حاصل کر اور ہر ایک نمازی کو نماز مین کاشفہ اوسی قدر رہوتا ہے جسقدر کہ وہ دنیا کی کدورتون سے صاف ہوتا ہے اور یہ بات قوت اور ضعف اور قلت اور کثرت اور ظہور اور خفا مین مختلف ہوا کرتی ہے یہانتک کہ بعضون کو چیز بعینہ منکشف ہوتی ہے اور بعضون کو اوسکی صورت مثالی معلوم ہوتی ہے جیسے بعضون کو دنیا مردار کی صورت مین معلوم ہوئی اور شیطان کو کتے کی طرح اوسپر چھاتی دھرے دیکھا کہ اوسکی طرف بلا رہا ہے اور مکاشفہ کا اختلاف کشف کی چیز مین بھی ہوتا ہے مثلا بعضون کو خدای تعالی کے صفات اور جلال منکشف ہوتے ہین اور بعضون کو اوسکے افعال اور بعضون کو علوم معاملہ کی باریکیان اور ان باتون کے معین کرنے کے لیے ہر وقت مین اتنے اسباب پوشیدہ ہوتے ہین جنکی انتہا نہین اور سب مین زیادہ سخت ان اسباب مین فکر دلی کی مناسبت ہے کہ وہ جب کسی معین چیز مین مصروف رہتا ہے تو وہی چیز منکشف ہونے کے واسطے اولی ہوتی ہے۔ اور چونکہ یہ باتین جلا کیے ہوئے آیینون مین ہی پر تو افگن ہوتی ہین اور آیینے سب زنگ خوردہ ہین اور اسی وجہ سے اونپر عکس ہدایت نہین پڑتا نہ اس جہت سے کہ منعم حقیقی کی جہت سے بخل ہو بلکہ اس وجہ سے کہ ہدایت کے گرنے کے مقام پر میل کی تہین جم رہی ہین اسلیے زبانین ان مکاشفہ کی باتون کے انکار پر دوڑ پڑین کیونکہ یہ امر طبیعت کی سرشت مین ہے کہ جو چیز موجود نہین اوسکا انکار کرنے لگی اگر بالفرض پیٹ کے بچے کو عقل ہوتی تو وہ ہوا کے اندر انسان کے وجود کے امکان کا انکار کرتا اور اگر صغر سن لڑکے کو تمیز ہوتی تو وہ اون امور کا انکار کرتا جو عاقل لوگون کو آسمانون اور زمین کے ملکوت اور اسرار معلوم ہوتے ہین اور یہی حال انسان کا ہے کہ جس حال مین ہوتا ہے اوسکے بعد کی احوال کا گویا منکر ہوتا ہے اور جو شخص ولایت کے حال کا منکر ہو اوسپر یہ لازم آوے گا کہ نبوت کے حال کا منکر ہو حالانکہ خلق کی پیدایش بہت سے حالات مین ہوئی ہے پس آدمی کو نہین چاہیے کہ جو درجہ اپنے اوپر

تمکو منظور طلب کرو پھر تواضع کو دوبارہ سجدہ کرنے سے پختہ کرو اور اوسی طرح دوسرا سجدہ کرو
اور جب تشہد کے لیے بیٹھو تو ادب سے بیٹھو اور تصریح کرو کہ جتنی چیزین تقرب کی ہین خواہ صلوات
ہون یا طیبات یعنی اخلاق ظاہرہ سب اللہ کے لیے ہین اور اسی طرح ملک خدا کے لیے ہے اور یہی
معنی التحیات کے ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کو اپنے دل مین حاضر کرو اور کہو السلام
عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اور اپنے دل مین سچی آرزو کرو کہ یہ سلام اونکو
پہونچے گا اور تمکو اسکا جواب تمھارے سلام کی نسبت کرکا ملہ عنایت فرماوینگے پھر تم اپنے اوپر اور
اللہ تعالے کے سب نیک بخت بندون پر سلام کہو اور یہ توقع کرو کہ خدا تعالے تمکو اس سلام کے
جواب مین بقدر شمار نیک بندون کے پورے سلام مرحمت فرماوے گا پھر خدای تعالی کی وحدانیت
اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر شہادت کرو اور خدای تعالی کے عہد کو شہادت کے دونون
جملے پڑھکر نیا کرو پھر اپنی نماز کے آخر مین جو دعا حدیث مین آئی ہو تواضع اور خشوع اور سکینت
اور عاجزی اور قبول ہونے کی سچی توقع کے ساتھ پڑھو اور اپنی دعا مین اپنے ماباپ اور سب
ایماندارون کو شریک کرو اور سلام کے وقت نیت کرو کہ فرشتون اور حاضرین پر سلام کہتا ہون
اور سلام سے نماز کے پورا ہونے کی نیت کرلو اور خدا تعالے کے شکر کا دل مین خیال کرو کہ تمکو
اس طاعت کے پورا کرنے کی توفیق دی اور یہ سمجھو کہ تم اپنی اس نماز کو رخصت کرتے ہو اور شاید پھر تمھاری
زندگی نہو کہ پھر ایسی نماز پڑھو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو وصیت کی تھی فرمایا تھا
کہ نماز رخصت کرنے والے کی سی پڑھ۔ پھر اپنے دل مین نماز مین قصور کرنے کا خوف اور شرم کرو اور
اس بات سے ڈرو کہ کہین نماز نامقبول نہو اور کسی گناہ ظاہر یا باطن کی جہت سے بری ٹھہر کر منہ پر نہ ماری
جاوی اور اسکے ساتھ ہی یہ توقع رکھو کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اوسکو قبول فرمائے گا۔ یحیی بن وثاب
جب نماز پڑھ لیتے تو کسیقدر ٹھہرتے اور اونکے چہرے سے آثار بحالی اور غم کے معلوم ہوتے تھے۔
اور ابراہیم نخعی بعد نماز کے ایک گھنٹہ ٹھہرے رہتے گویا بیمار ہین یہ صورت اون نمازگزارون کی ہوتی ہے
جو خشوع کرتے ہین اور نماز کی نگاہداشت اور مداومت کرتے ہین اور جتنی اونکو بندگی مین مقدور
و طاقت ہوتی ہے اوسکے موافق اللہ تعالی کی مناجات مین مصروف ہوتے ہین پس آدمی کو چاہیے کہ جو
نماز پڑھے اوس مین انھین باتون کا پابند رہے اور جسقدر اوسکو ان مین سے حاصل ہو اوس سے
خوش ہونا چاہیے اور جو حاصل نہو اوسپر حسرت کرنی زیبا ہے اور اوسکے علاج مین کوشش کرنی لازم۔
اور غافلون کی نماز تو مقام خطر ہی ہان اگر اللہ تعالے اپنی رحمت کرے تو کیون نہین کہ اوسکی رحمت وسیع اور کرم عام ہے

۱ اسی نبی پر سلام اور خدا کی رحمت اور برکتین ہون ۱۲

۲ قال کسنہ فی ہذا الفصل من الذری ۱۲

اوسکے ہاتھہ پاون ہلتے جلتے رہین تو وہ خدای تعالے کے جلال کی معرفت مین قاصر ہی اور نہین جانتا
کہ اللہ تعالے میرے دل اور وسوسون پر آگاہ ہے حضرت عکرمہ نے اس آیت کی تفسیر مین اَلَّذِیْ
یَرَاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ فرمایا ہے کہ قیام اور رکوع اور سجدہ اور جلسہ کے وقت مین
دیکھتا ہے۔ اور رکوع اور سجدہ مین یہ چاہیے کہ اونکے ادا کرنے کے وقت نئی سر سے خدای تعالے کی
بزرگی کو یاد کرو پھر نئی نیت اور اتباع سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ خدای تعالے کے
عذاب سے اوسکے عفو کی پناہ مانگتے ہوئے اپنے دونون ہاتھہ اوٹھاؤ اور از سر نو اوسکے سامنے
ذلت اور تواضع رکوع سے ادا کرو اور اپنے دل کے نرم کرنے اور از سر نو خشوع کرنے مین کوشش کرو اور
اپنی ذلت اور اپنے معبود کی عزت کو خیال کرو اور دل مین اس بات کے ہونے پر زبان سے مدد لو
یعنے زبان سے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پاک ہے میرا رب بہت بڑا کہو کہ اوسکی عظمت تمھارے
اقرار سے ثابت ہو اور ان کلمات کو مکرر کہو تاکہ دل مین اس عظمت کی تاکید ہو پھر اپنا سر رکوع سے
اوٹھاؤ اور یہ توقع کرو کہ وہ رحم کرتا ہے اور اپنے اس دل کی توقع کی تاکید ان لفظون سے کرو
سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ یعنے جو شکر اللہ تعالے کا کرتا ہے اللہ تعالی اوسکی سنتا ہے پھر اسکے بعد
شکر بیان کرو کہ اوس سے زیادتی نعمت کی ہوتی ہے اور یہ کہو رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور حمد کی کثرت
کے لیے یہ الفاظ کہو مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے ای رب ہماری تجکو شکر ہے مقدار آسمانون
اور زمین کے پری کے۔ پھر سجدہ کے واسطے جھکو کہ یہ سب مین زیادہ درجہ کی ذلت ہی یعنے اپنا منہ
جو سب اعضا کی نسبت کر عزیز تر ہے اوسکو سب چیزون مین سے ذلیل تر یعنی مٹی پر رکھو اور اگر
یہ بات تم سے ہو سکے کہ زمین پر سجدہ کرو اور زمین مین اور چہرے مین کوئی حائل نہو تو ایسا ہی کرو
کیونکہ اس صورت سے فروتنی بہت حاصل ہوتی ہے اور ذلت خوب معلوم ہوتی ہی اور جب تم
اپنے آپ کو ذلت کی جگہہ مین رکھہ چکے تو جانو کہ تم نے اپنے نفس کو جہان کا تھا وہان رکھدیا اور
فرع کو اصل تک پونہچا دیا اور تمھاری اصل پیدائش مٹی ہی سے ہوئی اور اوسی کیطرف دوبارہ جاؤگے
اس وقت اپنے دل پر خدای تعالے کی عظمت از سر نو کرو اور کہو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور اوسکو
مکرر کہکر دل مین کی عظمت کی تاکید کرو کہ ایک دفعہ کے کہنے کا اثر ضعیف ہوتا ہے پس جب تمھارا
دل نرم ہو اور یہ بات تمکو معلوم ہو جاوی تو خدای تعالی کی رحمت کی توقع کرو کہ اوسکی رحمت ضعف
اور ذلت ہی کی طرف جھپٹتی ہے تکبر اور شیخی پر نہین دوڑتی اب اپنے سر کو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے
اوٹھاؤ اور اپنی حاجت ان الفاظ سے مانگو رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ یا جو دعا

ف۱ جو دیکھتا ہے تجکو جب تو اوٹھتا ہے اور تیرا پھرنا نمازیون مین ۱۲

ف۲ ای رب تو مغفرت کر اور رحم کر اور درگذر کر اون گناہون سے جو تو جانتا ہے ۱۲

دل اپنے آقا کے وعدہ اور وعید سے سوختہ ہو جاوی کیونکہ وہ بندہ گنہگار اور ذلیل سامنے جبار قہار کی ہے اور یہ باتین درجات کی فہم کے بموجب ہوا کرتی ہین اور فہم اوسقدر ہوتا ہی جسقدر علم کی اور دل کی صفائی زیادہ ہوتی ہے اور اسکے درجات کی کچھ انتہا نہین اور نماز دلون کی کنجی ہی اوس مین الفاظ کے اسرار واضح ہوتے ہین ۔ یہ ہی قرارت کا حق اور ذکر اور تسبیحون کا حق بھی یہی ہی ۔ پھر قرارت مین سنت کا لحاظ کرو یعنی حروف کو اچھی طرح ادا کرو اور جلد نہ پڑھو کیونکہ آہستہ پڑھنے سے سمجھنے مین آسانی ہوتی ہی اور رحمت اور عذاب کی آیتون کو اور وعد اور وعید اور تحمید اور تمجید کی آیتون کو جدا جدا لہجون مین پڑھو ابراہیم نخعی جب اس جیسی آیت پڑھتے مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ تو اپنی آواز پست کر دیتے جیسے کسی کو اس بات سے شرم آوی کہ خدای تعالے کا ذکر دن اوصاف سے کرے جو لائق اوسکی جناب پاک کے نہون ۔ اور مروی ہی کہ قرآن والی کو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ پڑھ اور ترقی کر اور اچھی طرح پڑھ جیسے تو دنیا مین اچھی طرح پڑھا کرتا تھا ۔ اور ساری قرارت مین ٹھہر رہنے سے یہ اشارہ ہے کہ دل اللہ تعالے کے ساتھ حضور کی صفت پر ایک ہی طرح قائم رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نمازی کی طرف متوجہ ہوتا ہی جبتک کہ نمازی اور طرف دھیان نہ کرے ۔ اور جس طرح کہ سر اور آنکھ کی حفاظت اور طرف دیکھنے سے واجب ہے اسی طرح باطن کی حفاظت نماز کی سوا اور طرف دھیان کرنے سے واجب ہے پس جس صورت مین کہ دل اور طرف متوجہ ہو تو اوسکو یاد دلاؤ کہ خدای تعالے تیرے حال پر مطلع ہے اور مناجات کرنے والی کو حالت مناجات مین اوس ذات سے غفلت کرنی جس سے مناجات کرتا ہے اوسکے پاس دوبارہ جانے کو بہت بری ہے ۔ اور اپنے دل مین خشوع کو لازم کر لو کیونکہ ظاہر و باطن کے اور طرف دھیان کرنے سے نجات خشوع ہی کا نتیجہ ہے جب باطن خشوع کرے گا تو ظاہر بھی فروتنی کرے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے مین اپنی ڈاڑھی سے کھیل کرتے دیکھکر فرمایا کہ اگر اسکا دل خشوع کرتا تو اسکے اعضا بھی خشوع کرتے اسلیے کہ رعیت کا حال حاکم کی طرح کا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے دعا مین یہ وارد ہوا ہے کہ الٰہی راعی اور رعیت دونون کو درست کر اور راعی دل ہی اور اعضا رعیت ہین ۔ حضرت ابوبکر صدیق رض نماز مین میخ کی طرح ہوتے تھے اور ابن زبیر رض لکڑی کی طرح اور بعض اکابر کو دیکھا ہے ایسے ہوتے تھے کہ اونپر چڑیان بیٹھ جاتی تھین ۔ اور یہ سب باتین دنیا مین بادشاہون کے سامنے باقتضای طبیعت ہو جاتی ہین تو شاہنشاہ حقیقی کے سامنے جن لوگون کو اوسکا حال علوم ہے کیسے نہونگی اور جو شخص غیر اللہ کے سامنے تو خشوع پیٹ بھر کر کرتا اور خدا تعالے کے سامنے

قال اللہ تعالے ۔ کوئی بیٹا نہین بنایا اور نہ اوسکے ساتھ کوئی حاکم ہے نولا ۱۲

۲ ابوداؤد و ترمذی و نسائی کی روایت ہی ۱۲

۳ ابوداؤد و ترمذی و نسائی ۱۲

۴ حکیم ترمذی ۱۲

۵ اسکی اصل صحیحین مین ہے ۱۲

اور تیری مرضیات تک لیجاوے اور اسکی شرح اور تفصیل اور تاکید زیادہ کرنے کو کہو صِرَاطَ الَّذِينَ
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنے اون لوگون کا راستہ جنپر تونے نعمت ہدایت کو افاضہ فرمایا اور وہ
انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ نہ اون
لوگون کی راہ جنپر غصہ ہوا یا بھٹکنے والے ہین اور وہ کافر یہود اور نصارا اور صابئین ہین
پھر اس درخواست کے قبول ہونے کی طلب کرے اور کہو کہ آمِينَ یعنے ایسا ہی کر۔ جب تم
الحمد کو اس طرح پڑھوگے تو عجب نہین کہ تمام اون لوگون مین سے ہو جنکے باب مین اللہ تعالے
ایک حدیث قدسی مین جسکی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے فرماتا ہے کہ مین نے
نماز کو اپنے آپ مین اور اپنے بندے مین آدھون آدھ کرلی ہے آدھی میری ہی اور آدھی میرے
بندے کی اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اوسنے مانگا ہے بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین
تو اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری حمد اور تعریف کی اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنے سے
غرض یہی ہے آخر حدیث تک یعنی اسکے معنے یہ ہین کہ سنا اللہ نے اوس کا قول جسنے اوسکی تعریف
کی۔ پس اگر تمکو نماز مین کوئی اور بات نہوتی بجز اسکے کہ خدای تعالے نے باوجود اپنی عظمت
وجلال کے تمکو یاد کیا تو یہی کافی اور غنیمت تھا اور جس صورت مین کہ تمکو ثواب اور زیادتی کی
توقع اوس سے ہے تو پھر کیا کہنا ہے۔ اور اسی طرح جو سورت تم پڑھو اوسکے معنی کو سمجھو
چنانچہ باب تلاوت قرآن مین اوسکا ذکر آوے گا حاصل یکہ قرارت کے پڑھنے مین تمکو اوسکے اوامر اور
نہی اور وعدہ اور وعید اور نصیحت اور انبیا کی خبرین بتلانی اور احسانات کے ذکر کرنے مین
غفلت نہ کرنی چاہیے اور ان مین سے ہر ایک بات کا ایک حق ہے مثلاً وعدہ کا حق رجا ہے
اور وعید کا حق خوف ہے اور امر اور نہی کا حق عزم مصمم اوسکی تعمیل کا ہے اور نصیحت کا حق
اوس سے نصیحت حاصل کرنا ہے اور احسان کے ذکر کرنے کا حق اوسکا شکر کرنا ہے اور نبیونکی
خبرین دینے کا حق عبرت پکڑنا ہے ان حقوق کو مقربلوگ پہچانتے ہین اور وہی یہ حقوق
ادا کرتے ہین چنانچہ زرارہ بن ابی اوفی نماز مین جب اس قول خداوندی پر پہونچے فَإِذَا نُقِرَ
فِي النَّاقُورِ یعنے جب پھونکا جاوے گا صور مین تو پچھاڑ کھاکر گرے اور مرگئے۔ اور ابراہیم نخعی
جب إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ کو سنتے معنے یہ ہین کہ جب پھٹ جاوے آسمان تو اتنا بیقرار ہوتے
کہ اونکے سارے جوڑ تھرآتے۔ اور عبداللہ بن واقد کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابن عمر رض کو دیکھا
کہ نماز ایسی صورت سے پڑھتے تھے جیسا کوئی غمزدہ ہوتا ہے اور آدمی کو شایان یہی ہے کہ اوسکا

مسلم بروایت ابوہریرہ رض

قرارت کے باب مین آدمی تین طرح کے ہین ایک وہ کہ اوسکی زبان متحرک ہے اور دل غافل اور ایک وہ کہ زبان ہلتی ہے اور دل زبان کی پیروی کرتا ہے اور اوسکے الفاظ کو ایسی طرح سمجھتا اور سنتا ہے کہ گویا دوسرے شخص سے اوسکو سنتا ہے یہ درجہ اصحاب یمین کا ہے اور ایک شخص وہ ہے کہ اوسکا دل اول معانی کیطرف دوڑتا ہے پھر دل کی زبان تابع ہوکر اون معانی کو ترجمہ کرتی ہے اور بہت فرق ہے اسبات مین کہ زبان دل کی ترجمان ہو یا دل کی معلم بنے مقرب لوگون کی زبان دل کی ترجمان اور اوسکی تابع ہوتی ہے اور دل اوسکا تابع نہین ہوتا۔ اور قرارت کے ترجمے کی تفصیل یہ ہے کہ جب تم کہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یعنے شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور رحم والا ہے تو اس ہی نیت کرو کہ اللہ تعالے کے کلام پاک کے شروع کرنے کے لیے اس سے تبرک چاہتا ہون اور یہ سمجھو کہ اسکے معنے یہ ہین کہ سب امور اللہ سے ہین اور اسم سے غرض اس جگہ مسمّٰی ہے اور جبکہ سب کام اللہ کے ہوئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بھی ٹھیک ہوا کہ اوسکے معنے ہین کہ شکر خدا کا ہے جو پروردگار ہے سب جہانون کا کیونکہ نعمتین سب اللہ تعالے کی طرف ہین اور جو شخص کہ کسی نعمت کو غیر اللہ کی جانب سے جانتا ہے یا اپنے شکر سے غیر اللہ کا قصد کرتا ہے اور اوسکو اللہ تعالے کے حکم کا مسخر نہین سمجھتا تو اوسکو بسم اللہ اور الحمد للہ کہنے مین اوی قدر نقصان ہوگا جس قدر کہ وہ غیر اللہ کی طرف التفات رکھتا ہوگا اور جب تم کہو اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو اپنے دل مین اوسکے تمام انواع لطف کو حاضر کرو تاکہ تم کو اوسکی رحمت کا حال کھلے اور اوس سے تمھاری امید اوبھرے پھر مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہنے سے اپنے دل مین سے اوسکی تعظیم اور خوف کو اوبھارو عظمت اس جہت سے کہ ملک بجز اوسکے اور کسی کا نہین اور خوف اس جہت سے کہ اوسکے معنے یہ ہین کہ وہ مالک ہے روز جزا اور حساب کا پس اوس دن کے ہول سے ڈرنا چاہیے پھر اِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنے تجھی کو عبادت کرتے ہین کے کہنے سے اخلاص از سر نو کرو اور طاقت اور قوت سے عاجزی اور برارت اس قول سے نئی کرو وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یعنے تجھی سے مدد چاہتے ہین اور خوف دل مین ٹھان لو کہ ہمکو بدون اوسکی اعانت کے طاعت میسر نہین ہوئی اور اوسکا بڑا احسان ہے کہ اپنی طاعت کی توفیق دی اور عبادت کی خدمت تم سے لی اور تم کو اپنی مناجات کا اہل بنایا اگر بالفرض تم کو توفیق سے محروم رکھتا تو تم بھی شیطان لعین کے ساتھ مین راندہ درگاہ ہوتے۔ پھر جب اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور مطلق اعانت کی حاجت ظاہر کرنے سے فارغ ہو چکے تو اب اپنے سوال کو معین کرو اور اوس سے وہی چیز مانگو جو تمھاری حاجتون مین سب سے زیادہ مہم ہو اور یہ کہو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ دکھا ہمکو راہ سیدھی جو ہمکو تیرے پاس پہنچادے

قل مالک یوم الدین جزا کا ۱۲

اور جس صورت مین کہ تم نے زبان سے تو کہا کہ مین مشرک نہین اور اس شرک سی برارت نہین کی تو
اپنے دل مین شرمندہ ہونا چاہیے کہ شرک تھوڑی اور بہت سبھی کو کہتے ہین ۔ اور جب کہو مَحْیَایَ
وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ میرا جینا اور مرنا اللہ کے واسطے ہے تو یہ جانو کہ یہ حال اوس غلام کا ہے کہ اپنی نفس
کی حق مین مفقود ہوا اور آقا کے حق مین موجود ہوا اور یہ کلمہ جب ایسے شخص سے صادر ہو کہ اوسکی
رضا اور غضب اور اوٹھنا بیٹھنا اور زندگی کی رغبت اور موت کی دہشت دنیا کے کامون کے لیے
ہون تو ظاہر ہے کہ یہ کلمہ کہنا اوسکے حال کے مناسب نہین ۔ اور جب یہ کہو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ
الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ مین پناہ مانگتا ہون اللہ کی شیطان مردود سے تو یہ جانو کہ شیطان تمھارا
دشمن ہے اور تاک لگائے ہوئے ہے کہ کسی طرح تمھاری دل کو خداے تعالے کیطرف سی پھیر دے
کیونکہ اوسکو تمھاری مناجات پر اور خدای تعالے کے لیے سجدہ کرنے پر حسد ہے کہ اوسکو ایک
سجدہ کے چھوڑنے سے طوق لعنت گلے مین پڑا اور مردود ابدی ہوا اور یہ سمجھو کہ تم جو شیطان سے
پناہ مانگتے ہو تو یہ جب ٹھیک ہو کہ جو چیز شیطان کو محبوب ہو اوسکو ترک کردو اور اوسکے بدلے
مین خداے تعالے کی محبوب چیز اختیار کرو یہ نہین کہ صرف زبان سے پناہ کا مانگنا کافی ہو مثلا
اگر کسی شخص پر درندہ خواہ دشمن مارنے کے ارادے سے آوے اور وہ اپنی جگہہ سے نہ ہلے اور
زبان سے کہے کہ مین تجھسے اس مضبوط قلعے کی پناہ چاہتا ہون تو یہ کہنا اوسکو کیا کام آوے گا
بلکہ پناہ جبھی ہوگی کہ اپنی جگہہ چھوڑ کر گڑھی مین چلا جاوے اسی طرح جو شخص اپنی شہوات کا
تابع ہے جو شیطان کو محبوب اور رحمن کو ناپسند ہین تو اوسکو زبان سے اعوذ باللہ کہہ لینا مفید
نہوگا بلکہ اس زبانی قول کے ساتھہ خداے تعالے کے قلعہ مین پناہ لینے کا پکا ارادہ کری اور
اوسکا قلعہ لا الہ الا اللہ ہے چنانچہ ایک حدیث قدسی مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو خبر
دی ہے کہ خدای تعالے فرماتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو شخص میرے قلعہ مین داخل ہو وہ میرے
عذاب سے مامون رہا اور اس قلعہ مین پناہ لینے والا وہ شخص ہے جسکا معبود سوای خدای تعالی اور
کوئی نہو لیکن جس شخص نے کہ اپنا معبود اپنی خواہش نفس کو بنا رکھا ہو تو وہ شیطان کے
میدان مین ہے نہ خدای تعالے کے قلعہ مین ۔ اور معلوم کرنا چاہیے کہ شیطان کا ایک فریب یہ بھی ہے
کہ آدمی کو نماز کے اندر آخرت کی فکر مین اور خیرات کے کامون کے سوچنے مین لگا دیتا ہے تاکہ جو
کچھہ نماز مین پڑھے اوسکے سمجھنے سے باز رہے تو یاد رکھو کہ جو چیز تمکو معنے قرارت کے سمجھنے کی
مانع ہو وہ وسواس ہے اسلیے کہ زبان کا ہلانا تو مقصود ہی نہین بلکہ مقصود معانی ہین اور

حاکم در تاریخ و ابو نعیم در حلیہ بروایت علی رض بسند نہایت ضعیف ۱۲

یعنے اگر دل مین کوئی چیز خدای تعالے سے بڑی جانتے ہوگے تو اللہ تعالے گواہی دیگا کہ تم جھوٹے ہو اگرچہ قول تمھارا سچا ہو جیسے سورۂ منافقون مین منافقون کی زبانی کہنے کو ارشاد فرمایا کہ اللہ شاہد ہے کہ منافق جھوٹے ہین یعنے دل سے اقرار رسالت نہین کرتے صرف زبان سے کہتے ہین کہ تم رسول ہو پس اگر خدای تعالے کے امر کی نسبت کر تمھاری خواہش نفس تم پر غالب ہوگی اور تم بہ نسبت خدای تعالے کے اوسکی اطاعت زیادہ کرتے ہوگے تو گویا تم نے اپنا معبود اوسی کو ٹھہرالیا اور اوسی کو بڑا جانا تو کیا عجب ہے کہ تمھارا اللہ اکبر کہنا صرف ایک کلمہ زبانی ہی ہو اسوجہ سے کہ دل مین تو اوسکی موافقت ہی نہین اور اس امر کا خوف نہایت بڑا ہے بشرطے کہ توبہ اور استغفار اور اللہ تعالے کے لطف و کرم اور عفو پر حسن ظن نہو اور شروع کی دعا مین اول تم یہ کہتے ہو کہ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ یعنے مین نے اپنا مُنہ کیا اوسکی طرف جسنے بنای آسمان و زمین اسمین مراد منہ سے ظاہر کا منہ نہین اسلیے کہ ظاہر چہرہ کو تو تم قبلہ کی طرف کیے ہو اور خدای تعالے اس بات سے پاک ہے کہ کوئی جہت اوسکو گھیر سکے تو بدن کی توجہ اوسکی طرف نہین ہو سکتی ہان دل کا منہ ہے جسکو تم خالق ارض و سما کی طرف کر سکتے ہو پس تامل کرو کہ چہرہ دل گھر اور بازار کی مہمات مین اور اپنی شہوات کی طرف مائل ہے یا خالق ارض و سموات کی طرف متوجہ ہے اور خبردار ایسا نکرنا کہ اپنی مناجات کے شروع ہی مین جھوٹ اور بناوٹ کو دخل دو اور اللہ تعالے کی طرف روی دل اوسوقت پھرتی ہے کہ اوسکو اوسکے غیر کی طرف سے پھیر لو تو اب تم کو کوشش کرنی چاہیے کہ دل کی توجہ خدای تعالے ہی کی طرف ہو اور اگر یہ بات ساری نماز مین نہ میسر ہو تو جسوقت یہ کلمہ زبان پر ہو اوسوقت تو قول سچا ہو اور جب زبان سے کہو حَنِيفًا مُّسْلِمًا یعنے ایک طرفہ مسلمان ہوکر تو اپنے دل مین یہ سوچنا چاہیے کہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان بچے رہین پس اگر تم ایسے نہین ہو تو اس قول مین جھوٹے ہو تو اس بات کے لیے آیندہ ہی زمانے مین کوشش کرو اور جو احوال پہلے گذرے ہون اوپر ندامت کرو اور جب یہ کہو وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنے مین شرک والون مین سے نہین ہون تو اپنے دل مین شرک خفی کو تامل کرو اسلیے کہ یہ آیت فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا اوس شخص کے باب مین اوتری ہی جو اپنی عبادت سے رضای خدا اور لوگون کی تعریف چاہتا ہو پس اس شرک سے بہت احتراز چاہیے

ف ہم جسکو امید ہو مرنے کی اسکو چاہیے کہ ڈرتا رہے کام نیک اور ساتھ اللہ کے شریک نہ کرے اپنے رب کی بندگی مین کسی کو ۱۲

خواہش اور منہ اور دل خدای تعالے کیطرف ہون تو وہ نماز سے ایسا فارغ ہوگا جیسے جس روز کہ
اوسکی مانے اوسکو جنا تھا۔ اور سیدھا کھڑا ہونے سے یہ غرض ہے کہ اپنے بدن اور دل سے خدای
تعالے کے سامنے خدمت کو کھڑے ہو اس صورت مین چاہیے کہ سر جو تمھارے اعضا مین سب سے
اونچا ہے پست اور جھکا ہوا اور منکسر ہو اور سر کی اونچائی دور کرنے سے یہ تنبیہ ہو کہ دلیر فروتنی اور
ذلت لازم رہے اور اسوقت کے کھڑے ہونے سے اوس روز کا کھڑا ہونا یاد کرو کہ خدای تعالے کی سامنے
کھڑے ہو کر سوال کیا جاوے گا اور اب یہ سمجھو کہ تم اللہ تعالے کے سامنے کھڑی ہو اور وہ تمکو دیکھ رہا ہے
اسی لیے اگر تم سے اوسکی کنہ جلال کا دریافت کرنا نہو سکے تو اوسکے سامنے اسی طرح کھڑی ہو جیسے
دنیا کے کسی بادشاہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہو بلکہ تمام نماز کے قیام مین یہ فرض کر لو کہ تمکو کوئی
تمھارے گھر کا بہت نیک آدمی خوب دیکھ رہا ہے یا جسکو تم اپنی نیکبختی جتلایا چاہتے ہو وہ تمھاری طرف
نظر کرتا ہے کیونکہ اگر کوئی ایسا آدمی دیکھتا ہے تو اوسوقت تمھارے ہاتھ پاون ساکن اور اعضا ڈھیلے
اور اجزا مسکنت کے ساتھ رہتے ہین اس ڈر سے کہ کہین وہ بندہ جو حقیقت مین عاجز ہے تمکو یہ نہ کہے
کہ فروتنی کم کرتے ہو پس جب بندہ مسکین ہوتے تم اپنے نفس کا یہ حال معلوم کرو تو اوسپر عتاب کرو
اور کہو کہ تو دعوی خدای تعالے کی معرفت اور محبت کا کرتا ہے تجھے اوسکے سامنے جرات کرنے سے شرم
نہین آتی حالانکہ اوسکے ایک ادنی بندے کی توقیر کرتا ہے اور لوگون سے خوف کرتا ہے خدا سے
نہین ڈرتا جس سے ڈرنا چاہیا ہے اور اسی وجہ سے جب حضرت ابو ہریرہ رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کی خدمت مین عرض کیا کہ اللہ تعالے سے حیا کس طرح ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اوس سے
اس طرح حیا کرو جیسے اپنی گھر کے کسی نیکبخت شخص سے حیا کرتے ہو۔ اور نیت مین یہ بات دل مین پکی کرنی
چاہیے کہ اللہ تعالے نے جو حکم نماز کا کیا اوسکو ہمنے مانا اور اسکے پورا پڑھنے اور اوسکے نواقض اور
مفسدات سے باز رہنے پر اور ان سب امور کو خاص خدای تعالے کی رضا کے لیے کرنے پر عزم کرنا چاہیے
اس غرض سے کہ توقع اوسکے ثواب کی اور خوف اوسکے عذاب کا اور طلب اوسکی نزدیکی کی ملحوظ خاطر
رہے اور اسباب مین اوسکا احسان اپنی گردن کا طوق جانے کہ باوجود ہماری بیادب اور کثرت سے
گناہگار ہونے کے ہمکو اجازت اپنی مناجات کی دی اور اپنے دل مین اوسکی مناجات کی بڑی قدر
جانی اور دیکھے کہ مین کس سے مناجات کرتا ہون اور کسطرح مناجات کرتا ہون ایسی صورت مین چاہیے تو یہی کہ تمھاری پیشانی
عرق پشیمانی مین غرق ہو اور ہیبت سے شانے تھرتھراوین اور خوف کے مارے رنگ زرد پڑ جاوے
اور اللہ اکبر کہنے مین جب زبان کو ان الفاظ سے گویا کرو تو چاہیے کہ تمھارا دل اس قول کو جھوٹا نکرے

ترجمہ ابو ہریرہ سعید بن زید اسلامی

اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھہ کی ٹھنڈک نماز مین تھی - اور طہارت کا حال یہ ہی کہ جب تم نماز کی جگہہ کو پاک کرلو جو تمھارا ظرف بعید ہے پھر کپڑون کو پاک کرلو جو تمھارا غلاف قریب ہی پھر ظاہر کی جلد کو پاک کرلو جو تمھارا بہت نزدیک کا پوست ہی تو اپنے مغز اور ذات یعنی دل کی طہارت سے غافل نہو اوسکی طہارت کے لیے توبہ مین اور خطاؤن پر نادم ہونی مین کوشش کرو اور آیندہ قصد مصمم اون قصورون کے نکرنے کا کرلو دل کی طہارت ان امور سے ضرور کرلو کہ یہ تمھاری معبود کے دیکھنے کی جگہہ ہے - اور ستر عورت سے یہ سمجھو کہ اوسکے معنے یہ ہین کہ بدن کے وی مقامات لوگون کی نظر سے چھپائے جاوین کہ ظاہر بدن پر لوگون کی نگاہ پڑتی ہے تو پھر کیا بات ہے کہ باطن کی خرابیان جنپر بجز پروردگار کے اور کوئی مطلع نہین ہوتا چھپائی نجاوین پس اون سب عیبون کو اپنے دلمین حاضر کرو اور نفس سے اونکے چھپانے کی درخواست کرو اور یہ بات دل مین ٹھان لو کہ خدای تعالے کی نظر سے وہ عیب اور کوئی سی چیز چھپ نہین سکتی مگر اونپر نادم ہونا اور اللہ تعالی سے حیا اور خوف کرنا اون کا کفارہ ہو جاتا ہے تو اون برائیون کے دلمین حاضر کرنے سے تمکو یہ فائدہ ہوگا کہ تمھاری دل مین خوف اور حیا جہان جہان چھپی ہونگے اوبھر کھڑے ہونگے اوسوقت تمھارا نفس دبیگا اور خجالت دلپر چھاویگی اور خدای تعالے کے سامنے ایسے کھڑے ہوگے جیسے غلام گناہگار بدکردار بھاگا ہوا اپنے کردار سے پشیمان ہوکر اپنے آقا کے سامنے سر جھکائے شرمندہ خوف زدہ کھڑا ہوتا ہے - اور قبلہ رخ ہونے کی یہ معنے ہین کہ اپنے ظاہر چہرے کو سب طرف سے پھیر کر خدای تعالے کے خانۂ کعبہ کیطرف کرلو پھر کیا تم سمجھتے ہو کہ دل کا پھیرنا تمام معاملات سے خدای تعالے کے امر کیطرف تم سے مطلوب نہین یہ ہرگز مت سمجھنا بلکہ یون سمجھو کہ اسکے سوا اور کوئی مقصود نہین یہ ظاہر کی اعمال سب باطن کی تحریک کے واسطے اور اعضا کو ضبط سے رکھنے اور اونکو ایک طرف مین ساکن کرنی کے لیے ہین تاکہ یہ اعضا دلپر بغاوت نکرین کیونکہ اگر دلپر بغاوت کرینگے اور اپنے حرکات مین اور اپنی اپنی جہات کی طرف التفات مین ظلم کرینگے تو دل کو بھی اپنے پیچھے لگا کر خدا کی طرف سی اوسکو پھیرینگے اس صورت مین چاہیے کہ تمھارے بدن کی توجہ کے ساتھہ ہی دل کی توجہ بھی ہو یعنے جس طرحپر کہ چہرہ خانۂ کعبہ کیطرف بجز اس بات کے نہین ہوسکتا کہ اوسکو اور سب طرفون سے پھیر لیا جاوی اسی طرح دل بھی خدای تعالی کیطرف نہین پھرتا جبتک اوسکو ماسوا سے خالی نکر لیا جاوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بندہ نماز کو کھڑا ہو اور اوسکی

یہ روایت ان الفاظ سے نہین ملی مگر مسلم نے بروایت عمرو بن عبسہ وضو کی فضیلت مین اسی کے قریب مضمون روایت کیا ہے ۱۲

کہ جب اوسکی شاخین پھیل جاتی ہین تو اوسپر فکر اسی طرح دوڑتے ہین جیسے چڑیان درخت پر دوڑتی ہین یا مکھی غلاظت پر اور اونکے وضع کرنے مین کام پڑھتا ہے کیونکہ مکھی کو جب ٹالدو پھر چلی آتی ہی یہی حال وسوسون کا ہے اور یہ شہوتین بہت سی ہین اور بندہ اون سے بہت کم خالی ہوتا ہی اور اون سب کی جڑ ایک چیز ہے یعنے دنیا کی محبت یہ ہر ایک برائی کی جڑ اور ہر نقصان کی بنیاد اور ہر ایک فساد کا منبع ہے اور جس شخص کا باطن دنیا کی محبت پر مشتمل ہو اور اوسکی کسی چیز کی طرف رغبت کرے نہ اس غرض سے کہ اوسکو توشۂ آخرت بناوے یا آخرت پر اوس سے مدد چاہے تو اوسکو طمع نہ کرنی چاہیے کہ نماز مین لذت مناجات کبھی اوسکو صاف حاصل ہو لیکن تاہم اوسکو مجاہدہ کا چھوڑنا نچا ہیے اور جس طرح ہو سکے دلکو نماز کی طرف پھیرے اور اسباب فکر مین ڈالنے والون کی کمی کرے غرضکہ یہ دوا تلخ ہے اور اسکی تلخی کی جہت سے طبیعتین اوسکو بدمزہ جانتی ہین اور روگ پرانا اور درد لاعلاج ہو گیا یہانتک کہ اکابر نے قصد کیا کہ دو رکعتین ایسی پڑھین جن مین دنیا کے امور کو اپنے دل مین نہ لاوین تو یہ اونسے نہو سکا جب اون لوگون کو اس طرح کا دوگانہ میسر نہوا تو ہم جیسون کو اسکی طمع نہین ہو سکتی اور کاش ہمکو نماز مین سے آدھی خواہ تہائی ہی وسوسہ سے خالی ملجاوی تو اونھین لوگون مین سے ہو جاوین جنھون نے نیک اعمال مین اعمال بد کو ملا جلا دیا۔ حاصل یہ کہ دنیا کی فکر اور آخرت کی ہمت دل مین ایسی ہے جیسے تیل کے بھری پیالی مین پانی ڈالو کہ جسقدر پانی پیالے مین جاوے گا اوسی قدر یقینا تیل نکل جاوے گا یہ نہو گا کہ دونون جمع ہو جاوین

چوتھا بیان اون امور کی تفصیل مین جنکا دل مین حاضر ہونا نماز کے ہر ایک رکن اور شرط وغیرہ مین ضرور ہے۔ اگر تم کو آخرت منظور ہے تو تمپر پہلے لازم یہ ہے کہ جو تنبیہات کہ نماز کی شرطون اور رکنون مین ہم لکھتے ہین اون سے غافل نہو۔ نماز کی شرطین اور جو امور اوس سے پیشتر ہوتے ہین وہ یہ ہین اذان اور طہارت اور برہنگی کا ڈھانپنا اور قبلہ کی طرف متوجہ ہونا اور سیدھا کھڑا ہونا اور نیت کرنی پس جب موذن کی اذان سنو تو اپنے دل مین قیامت کے پکار کی دہشت حاضر کرو اور اذان کو سنتے ہی اپنے ظاہر اور باطن سے اوسکی اجابت کے لیے مستعد ہو اور جلدی کرو کیونکہ جو لوگ موذن کی اذان کے لیے جلدی کرین گے وہ قیامت کے روز لطف کے ساتھ پکارے جاوینگے اور اذان پر اپنے دل کا جائزہ لو اگر اوسکو خوشی اور فرحت سی بھرا پاؤ اور جلد چلنے کی رغبت سی پُر ہو تو جان لو کہ روز جزا مین تمکو بشارت اور فلاح پانے کی آواز آوی گی اور اسی جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اَرِحْنَا یَا بِلَالُ یعنے نماز سی اور اوسکی اذان دینے سے ہمکو راحت پہونچا

۱ دارقطنی بروایت بلال اور ابوداود بروایت ثابت صحابی ۱۲

غافل کردیا اور مجکو اونکی سادی چادر لادو- اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوتی مین نیا تسمہ لگانے کے لیے حکم فرمایا اور نماز مین اوسکی طرف دیکھا اس جہت سے کہ نیا تھا تو حکم دیا کہ اسکو نکالکر پرانا تسمہ پھر ڈالدو- اور ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوڑا پہنا اور وہ آپ کو اچھا معلوم ہوا تو آپ نے سجدہ کیا اور فرمایا کہ مین نے اپنے پروردگار کے سامنے تواضع اور فروتنی کی تاکہ مجھپر غضبناک نہو پھر اوسکو باہر لے گئے اور جو سائل اول ملا اوسکو حوالہ کردیا پھر حضرت علی رضؓ کو حکم کیا کہ ایک جوڑا نرم چمڑی کا پورا نامیرے لیے خرید دو اونکو آپ نے اپنے پاون سے مشرف فرمایا اور ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرمت سے پیشتر سونے کی انگوٹھی ہاتھ مین پہنے منبر پر تھے اوسکو نکالکر پھینک دی اور فرمایا کہ اسنے مجھے مشغول کردیا کبھی اسکو دیکھتا ہون کبھی تمکو- اور مروی ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضؓ نے اپنے باغ مین نماز پڑھی اوسکے درختون مین ایک جانور اودی رنگ کا اوپر جانے کو اڑا اونکو وہ پرندا اچھا معلوم ہوا اور گھڑی بھر تک اوسکو دیکھا کیے اور یہ یاد نرہا کہ کتنی رکعتین پڑھی ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین ذکر کیا کہ آج یہ فتنہ مجھپر گذرا اور عرض کیا کہ اب وہ باغ صدقہ ہے جہان چاہیے وہان اوسکو صرف فرمائیے- اور ایک کسی اور شخص کا ذکر ہے کہ اوسنے اپنے باغ مین نماز پڑھی اور اوسکے خرما کے درخت پھلون کے مارے جھکے پڑتے تھے کہ اونکو جو دیکھا تو اچھے معلوم ہوئے اور یہ بھول گئے کہ کتنی نماز پڑھی ہے یہ ماجرا حضرت عثمان غنی رضؓ سے ذکر کیا اور عرض کیا کہ وہ باغ صدقہ ہے اوسکو اللہ تعالے کی راہ مین صرف کیجیے حضرت عثمان رضؓ نے اوسکو پچاس ہزار کو بیچا- اکابر سلف فکر کی جڑ کاٹنے کو اور نماز کے نقصان کے کفارہ کے لیے یہ تدبیر کرتے تھے اور واقع مین علت کے مادی کو جڑ سے اوکھاڑنے کی تدبیر یہی ہے اسکے سوا دوسری بات مفید نہوگی کیونکہ جو بات ہمنے لکھی ہے کہ نفس کو نرمی ساکن کرنا چاہیے اور ذکر کے سمجھنے پر لانا چاہیے تو وہ ضعیف شہوتون اور اون فکرون مین کارآمد ہے جو دل کی اطراف ہی کو گھیرے ہون مگر شہوت قویہ جو خوب زورون پر ہو اوسمین ساکن کرنا مفید نہین بلکہ وہ تمکو کھینچ گی اور تم اوسکو کھینچے رہوگے پھر وہی غالب رہیگی اور ساری نماز اسی کشاکش مین گذریگی اور اوسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص درخت کے نیچے بیٹھکر یہ چاہے کہ میرا فکر صاف ہو اور اوسپر کی چڑیان بول بول کر اوسکی فکر کو منتشر کرتی ہون اور وہ ایک لکڑی کو ہاتھ مین لے کر اونکو اوڑادی اور پھر اپنی فکر مین مشغول ہو اور چڑیان بھی پھر غل کرنے لگین پھر یہ لکڑی سے بھگانے لگے اور کوئی اس سے کہے کہ یہ چال جو تم چلے ہو کبھی پوری نہوگی اگر تم اس سے چھٹی چاہتے ہو تو درخت کو اوکھاڑ ڈالو یہی حال شہوات کے درخت کا ہے

ابن ماجہ کی روایت سے ۱۲

ابو نعیم سے حلیہ اور ابو عبید اللہ دینوری سے شرف

ابو عبید اللہ سے روایت عائشہ

نظر اس حدیث ضعیف ۱۲

بسند ضعیف ۱۲ علی بن ابی طالب

نسائی کی روایت ابن عباس رضؓ

کذا فی سنن ابو داؤد طیالسی

کذا فی مسند احمد بن حنبل

کذا فی مسند احمد بن حنبل

مالک فی عبد اللہ

ابن ابی شیبہ سے روایت کی ہے ۱۲

نماز پڑھنے سے احتراز کرے اور اسی وجہ سے عابد لوگ ایک چھوٹے سے حجرۂ تاریک میں نماز پڑھتے تھے
کہ صرف سجدہ کی گنجائش ہو سکے تاکہ فکر مجتمع رہے اور قوی شخص مسجدوں میں جاکر اپنی آنکھیں
نیچی کر لیتے تھے اور نظر کو سجدے کے مقام سے آگے نہ بڑھاتے تھے اور نماز کا کمال اسمیں سمجھتے تھے کہ
کہ اس بات کو نہ جانیں کہ دہنے پر کون ہے اور بائیں پر کون۔ اور حضرت ابن عمرؓ سجدہ کی جگہ میں
نہ تلوار چھوڑتے تھے نہ کلام مجید اور اگر کچھ لکھا پاتے تو اوسکو مٹا دیتے۔ اور اسباب باطنی وسوسوں
کے سخت تر ہیں اسلیے کہ جس شخص کے فکر دنیا کے معاملات میں پھیل جاتے ہیں اوسکا فکر ایک فن
میں منحصر نہیں رہتا بلکہ ہمیشہ ایک جانب سے دوسری کی طرف اڑتا رہتا ہے اور آنکھوں کا نیچا کرنا
اوسکو کافی نہیں ہوتا اسلیے کہ جو بات دل میں پہلے سے پڑ گئی ہے وہی شغل کو کافی ہے تو باطنی
وسوسے کے دور کرنے کا طریق یہ ہے کہ نفس کو زبردستی اسبات پر لاوے کہ جو کچھ نماز میں پڑھے
اوسکو سمجھے اور اوسمیں لگا رہے دوسری چیز میں مشغول نہو اور اس امر پر اوسکو اعانت ہوگی اگر
اوسکی تیاری نیت باندھنے سے پہلے کرے اس طرح کہ از سر نو نفس کو آخرت کی یاد دلاوے اور مناجات کا
موقف اور اللہ تعالے کے سامنے کھڑا ہونے کا خطر اور موت کے بعد کے احوال اوسکے سامنے
پیش کرے اور دل کو نیت سے بیشتر سب فکر کی چیزوں سے خالی کرے اور کوئی شغل ایسا
نہ چھوڑے جسکی طرف دل التفات کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن ابی شیبہ کو
ارشاد فرمایا کہ اِنِّیْ لَنَسِیْتُ اَنْ اَقُوْلَ لَکَ اَنْ تُخَمِّرَ الْقِدْرَ الَّذِیْ فِی الْبَیْتِ فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ
اَنْ یَّکُوْنَ فِی الْبَیْتِ شَیْءٌ یَشْغَلُ النَّاسَ عَنْ صَلٰوتِھِمْ غرضکہ فکروں کے ساکن کرنے کا یہ طور
ہے اور اگر اس تدبیر سے فکروں کا ابھار ساکن نہو تو نجات کی سبیل ہجر بمہمل کے اور کوئی نہیں جس کہ
مرض کے مادہ کو رگوں کی جڑ میں سے نکال پھینکے اور وہ مہمل یہ ہے کہ جو امور شغل میں ڈالنے اور
حضور دل سے پھیرنے والے ہیں اونکو دیکھے اور اسمیں شک نہیں کہ وہ اسکے مہمات ہی ہوں گے
اور وہ بھی صرف شہوات کی جہت سے مہمات ہو گئے ہوں گے تو اپنے نفس کو سزا دی کہ اون شہوات سے
اجتناب کرے اور اون علاقوں کو قطع کر دی اسلیے کہ جو چیز آدمی کو اوسکی نماز سے روکے وہ اوسکے
دین کی ضد اور اوسکے دشمن ابلیس کا لشکر ہے تو اوسکا روک رکھنا بہ نسبت دور کرنے کے زیادہ مقرر ہے
اوس سے نجات جبھی ہے کہ جب اوسکو علیحدہ کر دی چنانچہ مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس ابوجہم ایک چادر سیاہ جسکے دو پلو تھے لائے اور اوسکو آپ نے پہنکر نماز پڑھی تو
بعد نماز کے اوسکو اوتار ڈالا اور فرمایا کہ اسکو ابوجہم کے پاس لیجاؤ کہ اسنے مجکو اب میری نماز سے

(۱) مجھے یہ کہنا بھول گیا کہ گھر میں جو ہانڈی پکے اور جو کھانا پکے اوسکے کھانے سے پہلے کھا لینا چاہیے کہ گھر میں ایسی چیز نہ ہونی چاہیے جو آدمیوں کو اوسکی نماز سے روکے ۱۲ ابو داؤد بروایت عثمان مجی اور اوسکے باپ کا نام طلحہ ہے اور احیاء جواہر ۱۲ (۲) یہ کھانا کھا کر پھر نماز پڑھنے کی تاکید ہے ۱۲ عالمگیری و سلم و ابن ماجہ

چونکہ ہر شخص کو اپنے اعمال مین مختلف حصے ملین گے تو نماز مین ہر ایک کا حصہ اوسی قدر ہوگا جتنا خوف اور خشوع اور تعظیم اوسنے کی ہوگی کیونکہ اللہ تعالی کے دیکھنے کی جگہ دل مین ظاہر کے حرکات نہین اور اسی لیے بعض صحابہ نے فرمایا ہے کہ آدمی قیامت کو اوس جیسی صورت پر اوٹھین گے جو اونکی شکل نماز مین ہوگی یعنے اطمینان اور سکون اور نماز مین لذت کا پانا جسقدر ہوگا اوسی قدر قیامت مین یہ چیزین اوسکو حاصل ہونگی اور واقع مین اونھون نے درست کہا کیونکہ آدمی کا حشر اوسی بات پر ہوگا جسپر مریگا اور مریگا اوس حال پر جسپر کہ زندہ رہا ہی اور اسلیے مین اوسکے دل کی حال کی رعایت کی جاویگی جسم ظاہری کے حال کا لحاظ نہوگا اس لیے کہ دلون کے صفات ہی سے دار آخرت مین صورتین ڈھالی جاوینگی اور نجات اوسی کو ہوگی جو اللہ تعالی کے پاس دل سالم لے کر جاویگا خدا ہمکو بھی توفیق اپنے لطف و کرم سے عنایت فرماوے

تیسرا بیان اوس تدبیر کے ذکر مین جو حضور دل مین مفید پڑے۔ واضح ہو کہ مومن کے لیے ضرور ہے کہ خدای تعالے کی تعظیم کرنے والا اور اوس سے ڈرنے والا اور توقع رکھنے والا اور اپنی تقصیر سے نادم ہو یعنے ایمان کے بعد ان احوال سے جدا نہو اگرچہ انکی قوت موافق اوسکے یقین کی قوت کی ہوگی پس نماز مین ان حالات کا نہونا اسی جہت سے ہوگا کہ فکر پراگندہ ہو اور دھیان بٹے اور دل مناجات مین حاضر نہو اور نماز سے غافل ہو اور نماز سے غفلت اونھین وسوسون کے باعث ہوتی ہے جو دلپر وارد ہوکر اوسکو مشغول کر دیتے ہین اس صورت مین حضور دل کی تدبیر یہی ہے کہ اون وسوسون کو دور کیا جاوے اور چیز جبھی دور ہوتی ہے جب اوسکا سبب دور ہو تو اب خواطر کے سبب کو معلوم کرنا چاہیے کہ اونکے وارد ہونے کا سبب یا تو امر خارجی ہوتا ہے یا کوئی امر ذاتی پوشیدہ ہوتا ہے امر خارجی وہ چیزین ہین کہ کان اور آنکھ مین پڑتی ہین یہ بھی بعض اوقات فکر کو اُچاٹ کر دیتی ہین یہانتک کہ فکر اون اشیا کے درپے ہوکر اون مین تصرف کرتا ہے اور اون سے اور اشیا کی طرف کھچ جاتا ہے اور اسی طرح اور سلسلہ بندہ جاتا ہے کہ اول بینائی فکر کا سبب ہوی پھر فکر دوسری فکر کا سبب ہوا اور علی ہذا القیاس اور جس شخص کا رتبہ قوی اور ہمت عالی ہوگی اوسکو اوس کے سامنے کچھ گذرنا اوسکو غافل نہین کرتا مگر ضعیف شخص کا فکر ضرور پراگندہ ہوجاتا ہے اور اسکا علاج یہ ہے کہ ان اسباب کو قطع کرے اسطرح کہ اپنی آنکھین بند کرے یا اندھیرے مکان مین نماز پڑھی یا اپنے سامنے کوئی ایسی چیز نہ رکھے جس مین حواس مشغول ہون اور نماز کے وقت دیوار کے قریب رہے تاکہ مسافت دیکھنے کی پھیلنے نپاوے اور ستون پر اور نقش و نگار کی جگہہ مین اور رنگین فرشون پر

ویقین ہے یعنے یہی معرفتین جنکا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے یقینی ہوجاوین کہ اون مین کسی طرح شک نرہے اور دلپر غالب ہوجاوین اور یقین کے معنے شک نرہنے اور دلپر مسلط ہونے کی باب العلم مین ہم لکھہ چکے ہین اور جسقدر یقین ہوتا ہے اوسی قدر دل خشوع کرتا ہے اور اسی جہت سے حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمسے باتین کرتے تھے اور ہم اونسے باتین کرتے تھے مگر جب نماز کا وقت آجاتا تو گویا وہ نہ ہم کو جانتے اور نہ ہم اونکو جانتے — اور روایت ہے کہ خدای تعالے نے حضرت موسے علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے موسے جب تو مجکو ذکر کریگا تو ایسی طرح ذکر کر کہ اپنے اعضا کو جھاڑ اور میرے ذکر کے وقت خشوع اور اطمینان سے رہ اور جب میرا ذکر کرے تب اپنی زبان اپنے دل کی پیچھے کر اور جب میری سامنے کھڑا ہو تو ذلیل بندے کی طرح کھڑا ہو اور مجھسے مناجات زبان صادق اور دل خائف کے ساتھہ کر — اور مروی ہے کہ اللہ تعالے نے اون پر وحی بھیجی کہ اپنی امت کے گنہگارون سے کہدے کہ میرا ذکر نکرین کہ مین نے اپنے نفس پر قسم دے لی ہے کہ جو کوئی میرا ذکر کریگا تو مین اوسکا ذکر کرون گا پس اگر وہ میرا ذکر کرین گے تو مین اون کا ذکر لعنت کے ساتھہ کرون گا — یہ حال گناہگار کا ہے جو غافل ہو اور اگر غفلت اور معصیت دونون جمع ہوجاوین تب کیا حال ہوگا — اور جن امور کو ہمنے اوپر لکھا ہے اونکے مختلف ہونے سے آدمیون کی کئی قسمین ہوگئین بعضے تو ایسے غافل ہین کہ نماز سب پڑھتے ہین مگر دل کا حضور ایک لحظہ کو نہین ہوتا اور بعض ایسی ہوتی ہین کہ نماز پوری پڑھتے ہین اور ایک لحظہ کو بھی دل غائب نہین ہوتا بلکہ بعض وقت ایسی طرح فکر کو نماز مین لگاتے ہین کہ اونکے سامنے کوئی حال گذر جاوے اونکو خبر ہی نہین ہوتی اسی وجہ سے مسلم بن یسار کو مسجد کے ستون گرنے اور اوسکے لیے لوگون کے جمع ہونے کی کچھہ خبر نہین ہوئی اور بعض اکابر مدت تک جماعت مین حاضر ہوئے مگر کبھی نہ پہچانا کہ دہنے پر کون ہے اور بائین پر کون اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے جوش کی آواز دو میل کے فاصلے پر سنائی دیتی تھی — اور کچھہ لوگ ایسے تھے کہ نماز کے وقت اونکے چہرے زرد ہوجاتے تھے اور شانے تھراتے تھے اور یہ امور ہونے کچھہ بعید نہین اسلیے کہ ان سے دو چند دنیادارون کے افکار اور بادشاہان زمین کے خوف سے مشاہدہ ہوتے ہین حالانکہ یہ عاجز اور ضعیف ہین اور جو کچھہ اونسے ملتا ہے وہ بھی حقیر و خفیف یہانتک کہ کوئی شخص بادشاہ یا وزیر کے پاس جاکر کسی مقدمے مین بات کرتا ہے اور چلا آتا ہے اوس سے اگر پوچھا جاوے کہ بادشاہ کے گرد کون لوگ تھے اور اوسکا لباس کیا تھا تو ہرگز نہ بتلا سکے گا کیونکہ اپنے دھندے کی فکر مین ڈوبے رہنے سے اوسکو اتنی مہلت کہان تھی کہ اوسکے لباس یا گرد کے لوگون کو دیکھے — اور

ا مذدی بروایت صحیحہ عن ابن مسعود رضہ

جاننے کے سبب سے دل مین پیدا ہوتی ہے اول خداے تعالے کے جلال و عظمت کا پہچاننا جو اصل ایمان ہے کیونکہ جو شخص معتقد اوسکی عظمت کا نہوگا اوسکا نفس اوسکی عظمت کے سامنے نہ دبیگا دوم نفس کی حقارت اور خسّت کو پہچاننا اور اوسکو بندۂ مسخر مملوک سمجھنا ان دونون باتون کی جاننے سے فروتنی اور انکسار اور اللہ تعالے کے لیے خشوع کرنا پیدا ہوتا ہے جسکو تعظیم کہتے ہین اور جب تک کہ نفس کی حقارت کی معرفت خداے تعالے کے جلال کی معرفت سے نہین ملتی تب تک تعظیم اور خشوع کی حالت منتظم نہین ہوتی کیونکہ جو شخص غیر سے مستغنی اور اپنے نفس پر مامون ہو ہوسکتا ہے کہ وہ دوسرے کی صفت جان لے مگر خشوع اوسکو نہو اسوجہ سے کہ دوسری بات یعنی نفس کی حقارت اور اوسکا محتاج ہونا اوسکے علم کا ضمیمہ نہین ہوا - اور ہیبت اور خوف نفس کی حالت ہے کہ خداے تعالے کی قدرت اور سطوت اور اوسکی خواہش کی نافذ ہونے اور کم پرواکرنے کو جاننے سے پیدا ہوتی ہے یعنے یون سمجھنے سے کہ اگر خداے تعالے اگلون پچھلون کو سب کو ہلاک کردی تو اوسکے ملک مین سے ایک ذرہ کم نہوگا اور اسکے ساتھہ ہی وہ باتین دیکھے جو انبیا اور اولیا پر مصیبتین اور طرح طرح کی بلائین آتی ہین باوجودی کہ اونکے دور کرنے پر قادر ہین اور زمین کے سلاطین کا حال اسکے خلاف معلوم ہوتا ہے غرضکہ جتنا اللہ تعالے کا علم آدمی کو زائد ہوگا اوتنا ہی خوف اور ہیبت زیادہ ہوگی اور جلد چہارم منجیات مین عنقریب باب خوف مین اسکے سبب کو رہون گے - اور رجا کا سبب یہ ہے کہ آدمی خداے تعالے کے لطف و کرم اور انعام عمیم اور صنعت کی لطائف کو پہچانے اور نماز کی باعث جو اوسنے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اوس وعدہ کو سچا جانے پس جب وعدہ پر یقین اور اوسکے لطف کی معرفت حاصل ہوگی تو ان دونون کے مجموعہ سے بے شک رجا پیدا ہوگی - اور حیا اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ عبادت مین اپنے آپ کو قصور وار سمجھے اور جانے کہ خداے تعالے کا جتنا بڑا حق ہے اوسکی بجاآوری سے مین عاجز ہون اور ان باتون کو اپنے نفس کے عیب اور اوسکی آفتون کے پہچاننے اور اوسکی قلت اخلاص اور خبث باطن اور سب افعال مین ہر دست کے فائدے پر راغب ہونے کو خیال کرنے سے قوت دے اور اسکے ساتھہ ہی یہ جانے کہ خداے تعالے کا جلال کونسی عظمت کا مقتضی ہے اور یہ کہ وہ باطن اور دل کے وسوسون پر خواہ کتنی ہی باریک و خفیہ ہون مطلع ہے حاصل یہ کہ جب یہ معرفتین حاصل ہونگی تو یقینا ایک حالت پیدا ہوگی جسکو حیا کہتے ہین - ان چھوون صفت کی سبب یہ تھی جو مذکور ہوی پس جس صفت کا طلب کرنا منظور ہو اوسکی تدبیر یہی ہے کہ اوسکے سبب کو پیدا کرنا چاہیے کیونکہ سبب کے معلوم کرنے سے علاج خود معلوم ہوجاتا ہے - اور ان سب سببون کا رابطہ ایمان

کیونکہ اسکا منشا اپنی خطا پر واقف ہونا اور اپنے قصور کا وہم گذرنا ہے تو تعظیم اور خوف اور رجا
ایسے ہو سکتے ہین جن مین حیا نہو یعنے اگر تقصیر کا وہم اور گناہ کے ارتکاب کا خیال نہو تو ظاہر ہے
کہ حیا نہوگی غرض کہ ان چھوون باتون سے نماز کی روح پوری ہوتی ہے۔ اب انکے اسباب کو
جدا جدا سنو کہ حضور دل کا سبب ہمت ہوتی ہے اسلیے کہ آدمی کا دل اوسکی ہمت کا تابع ہوتا ہی
اور ہمت ہمّ سے مشتق ہے جسکے معنے فکر کے ہین تو جو بات آدمی کو فکر مین ڈالتی ہی اوسی مین دل
حاضر ہوتا ہے اور یہ بات آدمی کی سرشت مین ہے کہ فکر والے کام مین خواہ مخواہ حاضر رہتا ہے
اور نماز مین اگر دل حاضر نہو تو بیکار نرہے گا بلکہ دنیا کے امور مین سے جس بات مین آدمی کی ہمت
یعنے فکر مصروف ہوگی اوسی مین دل موجود ہوگا پس نماز مین دل کے حاضر کرنے کا کوئی حیلہ اور
علاج نہین بجز اسکے کہ ہمت کو نماز کی طرف پھیرا جاوی اور ہمت نماز کی طرف نہ پھری گی جبتک
یہ ظاہر نہو جائی کہ غرض مطلوب اوسی سی متعلق ہے یعنے اس بات کا یقین اور تصدیق کرنا کہ آخرت
بہتر اور پایدار اور غرض مطلوب ہے اور نماز اس مطلوب کے حصول کا ذریعہ ہے پس جب اسبات کو دنیا
اور اوسکے مہمات کے حقیر جاننے کے ساتھہ ملاؤ تو ان دونون کے مجموعہ سے نماز مین حضور
دل حاصل ہوگا۔ اور جب تم کسی حاکم کے پاس جاتے ہو جو تمھارا نہ نفع کر سکے نہ ضرر تو اوس وقت
اسی جیسی بات وچنے سے دل حاضر ہو جاتا ہے تو اگر شاہنشاہ حقیقی کی مناجات کے وقت
جسکے قبضۂ قدرت مین ملک اور ملکوت اور نفع اور نقصان ہے تمھارا دل حاضر نہوتا ہو تو اسکا
سبب بجز اپنے ایمان کے ضعیف ہونے کے اور کچھہ مت گمان کرنا اور اس صورت مین تمکو اپنے
ایمان کے قوی کرنے مین کوشش کرنی چاہیے اور اوسکا طریق کامل طور پر دوسری جگہہ بیان
کیا جاوی گا۔ اور فہم کا سبب بعد حضور دل کے فکر کا دائم رکھنا اور ذہن کو معنے کے ادراک کیطرف
پھیرنا ہے اور اوسکی تدبیر وہی ہے جو دل کے حاضر ہونے کی ہے اور اوسکے ساتھہ ہی یہ بھی ہو
کہ فکر پر متوجہ ہونا اور جو وسوسے کہ مشغول کر دین اونکے دور کرنے کے لیے مستعد رہنا چاہیے
اور اس قسم کے وسوسون کے دفع کرنے کا علاج یہ ہے کہ اونکا مواد سب قطع کر دی یعنی جن چیزون
کی طرف کہ وسوسے دوڑتے ہون اون مین سے کوئی اپنے پاس نہ رکھے اور جبتک یہ مواد نہ دور
ہوگا تب تک وسوسے چلے جاوین گے کیونکہ جو شخص کسی چیز کو چاہتا ہے اوسکا ذکر بہت کرتا ہی
اسلیے محبوب چیز کا ذکر یقینا دل پر ہجوم کرتا ہے اور اسی وجہ سے دیکھتے ہو کہ جو شخص غیر اللہ سے
محبت رکھتا ہے اوسکی کوئی نماز وسوسون سے صاف نہین ہوتی۔ اور تعظیم دو چیزون کے

کہنے کے وقت حضور دل ہو اوسکی نماز ایسی ہے زندہ کی مثل ہے جس مین حرکت نہو اللہ تعالیٰ ہم سوال کرتے ہین کہ غفلت کے دور کرنے اور حضور دل میسر ہونے مین ہماری اچھی طرح مدد فرماوے

دوسرا بیان اون امور باطنی کا جنسے نماز کی زندگی پوری ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ ان امور کے لیے بہت سے الفاظ ہین مگر چھ لفظ اون سبکو جمع کرتے ہین جنکی تفصیل مع اسباب اور علاج کے ہم آگے لکھتے ہین اون مین سے **اول** حضور دل ہے اور اس سے ہماری یہ غرض ہے کہ جس کام کو آدمی کر رہا ہے اور جس کلام کو بول رہا ہے اوسکے سوا دوسری چیزون سے دل فارغ ہو یعنی دل کو فعل اور قول دونون کا علم ہو اور ان دونون کے سوا اور کسی چیز مین فکر جولانی نہ کرتا ہو اور جب آدمی کا فکر جس کام مین وہ لگا ہوا ہے اوس سے دوسری طرف نجاوے اور اوس کام کی یاد دلمین ہو اور اوسکی کسی چیز سے غفلت نہو تو حضور دل حاصل ہے دوسری بات فہم ہے یعنے کلام کے معنے کو سمجھنا اور یہ حضور دل کے سوا دوسری بات ہے اسلیے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دل لفظون کے ساتھہ حاضر ہوتا ہے اونکے معنون کے ساتھہ حاضر نہین ہوتا تو ہمارا مقصود فہم سے دلمین معنے لفظ کا علم ہونا ہے اور اس مقام مین لوگ مختلف ہوتے ہین کیونکہ معانی قرآن اور تسبیحات کے سمجھنے مین سب لوگ یکسان نہین ہوتے اور بہت سے لطیف معانی ایسے ہوتے ہین کہ نمازی عین نماز مین اونکو سمجھہ لیتا ہے حالانکہ وہ اوسکے دل مین پہلے کبھی نہ گذرے تھے اور اسی وجہ سے نماز فحش اور برائی سے منع کرتی ہے یعنے ایسی باتین سمجھاتی ہے کہ وہ برائی سے خواہ مخواہ مانع ہون تیسری بات تعظیم ہے جو حضور دل اور فہم کے علاوہ ہے کیونکہ آدمی اپنے غلام سے کوئی کلام کرتا ہے اور دل بھی اوسکا حاضر ہوتا ہے اور معنے اپنے کلام کے سمجھتا ہے مگر غلام کی تعظیم نہین کرتا اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم حضور دل اور فہم سے بڑھکر ہے چوتھی ہیبت یہ تعظیم سے بھی بڑھکر ہے بلکہ ہیبت اوس خوف کو کہتے ہین جسکا منشا تعظیم ہو کیونکہ جسکو بالکل خوف نہو اوسکو ہیبت نہ ہو نہین کہتے اور نہ بچھو سے اور غلام کی بدخلقی اور دوسری ایسی جیسے ادنے چیزون سے ڈرنے کو ہیبت کہتے ہین بلکہ بڑے بادشاہ سے خوف کرنے کو ہیبت کہتے ہین غرضکہ ہیبت وہی خوف ہے جو اجلال اور تعظیم کی جہت سے پیدا ہو پانچوین حیا اسمین کچھہ شک نہین کہ حیا اون پہلی باتون کے علاوہ ہے بہت ایسے لوگ ہین کہ کسی بادشاہ کی تعظیم کرتے ہین اور اوسکے دبدبے سے ڈرتے ہین مگر اون سے توقع کچھہ نہین رکھتے اور بندے کو چاہیے کہ اپنی نماز سے خدای تعالیٰ کی ثواب کی توقع رکھے جیسے کہ گناہ سے اوسکے عذاب کا خوف کرتا ہے چھٹی حیا یہ اون پانچون ہی سے علیحدہ ہے

آخرت سے منقول ہین وہ خارج از حد شمار ہین اور حق یہی ہے کہ شرعی دلیلون کی طرف رجوع کرنا چاہیے
اور اخبار اور آثار سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور دل شرط ہے لیکن فتوے کا مقام احکام ظاہری
مین خلق کے قصور کے موافق ٹھہرا لیا جاتا ہے اس لحاظ سے ممکن نہین کہ آدمیون پر تمام نماز مین دل کا
حاضر ہونا شرط کر دیا جاوے اسلیے کہ اس سے بجز نہایت تھوڑے لوگون کی تمام آدمی عاجز ہین اور جبکہ
تمام نماز مین شرط کرنا ممکن نہوا تو چار ناچار اوسکو ایسی طرح شرط کرنا پڑا کہ ایک ہی لحظہ کو لفظ حضور
دل اور سپر صادق آوے اور سب لحظون کی نسبت کر اللہ اکبر کہنے کا لحظہ اس شرط کے لیے انسب تھا اسلیے
حکم دینے مین اوسی قدر حضور دل پر اکتفا کیا اور باوجود اسکے ہم کو توقع ہے کہ جو شخص اپنی ساری
نماز مین غافل رہے اوسکا حال اوس شخص کا سا نہوگا جو بالکل نماز ہی نہ پڑھے اسلیے کہ غافل نے کچھ تو
فعل پر ظاہر مین اقدام کیا اور دل کو ایک لحظہ حاضر کیا اور یہ کیسے ہوگا حالانکہ جو شخص نے وضو بھوتے
سے نماز پڑھ لے تو اوسکی نماز خدائے تعالے کے نزدیک باطل ہے مگر اوسکو کسی قدر ثواب موافق
اوسکے فعل اور عذر کے ہوگا لیکن اس توقع کے ساتھ یہ بھی خوف لگا ہوا ہے کہ کہین غافل کا حال
تارک نماز کی نسبت کربُرا نہو کیونکہ جو شخص خدمت کو حاضر ہو کر حضور مین سستی کرے اور کلام غافلون
اور حقارت کرنے والون کی سے منہ سے نکالے اوسکا حال اوس شخص کی نسبت کربُرا ہوگا جو خدمت ہی
نہ کرے اور جبکہ اسباب خوف و رجا کے ایک دوسرے کے مقابل ہوے اور معاملہ فی نفسہ خطرناک ہو
تو اب تمکو اسکے بعد احتیاط کرنے خواہ سستی برتنے مین اختیار ہے اور باوجود اسکے فقہا جو نماز کی
درستی کا حکم غفلت کے ہوتے ہوئے دیتے ہین اونکے خلاف حکم نہین دے سکتے اسلیے کہ مفتی کو تو یہ
حکم بھوری دینا ہی پڑتا ہے جیسے پہلے مذکور ہوا اور جو شخص کہ نماز کے بھید سے واقف ہو اوسکو
معلوم ہو جاوے کہ غفلت نماز کو مضر ہے مگر چونکہ ہم باب قواعد العقائد مین علم باطن اور ظاہر کے
فرق کے بیان مین لکھ آئے ہین کہ اسرار شریعت مین سے جو منکشف ہوتے ہین اونکی تصریح کا نافع
ایک یہ ہے کہ خلق اونکے فہم سے قاصر ہے لہذا ہم اس بحث سے اسی قدر پر اکتفا کرتے ہین کہ اس قدر بھی طالب
آخرت کے لیے کافی ہے اور جو شخص جدل کرنے والا غوغائی ہے اوس سے ہم اب کلام کرنا نہین چاہتے
- اور حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ حضور دل نماز کی روح ہے اور کم سے کم مقدار جس سے کہ یہ روح باقی
رہے اللہ اکبر کہنے کے وقت حضور دل کا ہونا ہے اور اسقدر سے اگر کم ہوگا تو صورت تباہی ہے
اور جس قدر اس سے زیادہ حضور دل ہوگا اوسی قدر روح نماز کے اجزا مین پھیلے گی اور جو زندہ سا ہو
کہ اوسکو حرکت نہو وہ مردہ کے قریب ہے پس جو شخص اپنی ساری نماز مین غافل رہے صرف اللہ اکبر

کیجاوی اور خاص اسی کے چھوڑنے سے قتل واجب ہو اور ہمکو معلوم نہین ہوتا کہ یہ تمام عظمت نماز کے اندر صرف اوسکے اعمال ظاہری کی جہت سے ہو ہان اگر مناجات کا مقصود اسپر زائد کیا جاوے تو یہ ایسا امر ہے کہ روزہ اور زکوٰۃ اور حج وغیرہ سے بڑھکر ہے بلکہ اضحیہ اور قربانی جو خدای تعالے نے نقصان مال کا مجاہدۂ نفس کے لیے مقرر فرمایا ہے اور اوسکے باب مین ارشاد ہے لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ اسمین تقوی سے وہ صفت مراد ہے جو دل کے اوپر غالب ہو کر اوسکو امتثال امر کی موجب ہووے اور وہی مطلوب ہی تو نماز مین وہ کیسے نہوگی اوسکے افعال ہی تو کچھ غرض ہی نہین بمعنی کے رو سے یہ روایتین حضور دل کے شرط ہونے پر دال ہین ساب اگر یہ ہو کہ تم نے جو حضور دل کو نماز کی صحت مین شرط کر دیا اور بدون اوسکی نماز کے باطل ہونے کا حکم دیا تو اسمین تم نے سب فقہا کا خلاف کیا کہ اونھون نے حضور دل کو صرف اللہ اکبر کہنے کے وقت شرط کیا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ باب العلم مین پہلے گذر چکا ہے کہ فقہا باطن مین تصرف نہین کرتے اور نہ دل کو چیر کر باطن کا احوال جانتے اور نہ طریق آخرت مین تصرف کرین بلکہ ظاہر دین کی احکام کو اعضا کے ظاہر اعمال پر بنا کرتے ہین اور ظاہر اعمال قتل کے ساقط ہونے اور سلطان کے یہان کی سزا سے محفوظ رہنے کو کافی ہین - رہی یہ بات کہ یہ اعمال آخرت مین کارآمد ہون تو یہ امر فقہ کے حدود سے باہر ہے علاوہ ازین بدون حضور دل کے اعمال کے کامل ہو جانے پر اجماع کا دعوی نہین ہو سکتا دیکھو بشر بن حارث سے منقول ہی اوس روایت مین کہ ابو طالب مکی نے سفیان ثوری رح سے روایت کی ہی کہ اونھون نے فرمایا کہ جو شخص خشوع نکرے اوسکی نماز فاسد ہے اور ایک روایت حضرت حسن بصری ہی مروی ہے کہ جس نماز مین دل حاضر نہو وہ عذاب کی طرف جلد جاتی ہے - اور حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جو شخص نماز مین ہو اور قصداً پہچانے کہ اوسکے دہنے اور بائین کون ہے تو اوسکی نماز نہوگی - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اونھون نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بندہ نماز پڑھتا ہی اور اوس مین سے اوسکے لیے چھٹا حصہ اور دسوان حصہ بھی نہین لکھا جاتا صرف اوسقدر لکھا جاتا ہے جس قدر کو اوسمین سے سمجھتا ہے - اور یہ امر اگر کسی امام سے منقول ہوتا تو مذہب ٹھہرا لیا جاتا تو اب اسپر تمسک کیسے نکیا جاوے - اور عبد الواحد بن زید نے فرمایا ہی کہ علما کا اتفاق ہے اس بات پر کہ بندے کو اوسکی نماز مین سے اوسی قدر ملے گا جسقدر کو اوسنے اوسمین سے سمجھا ہے انھون نے حضور دل پر اجماع ہی ٹھہرا دیا اور اس قسم کی باتین جو پرہیزگار فقہا اور علما

ف اسکے نہین ہوسکتا جو نماز مین اوسکے وقت اور نمازون مین اوسکے وقت اوسکو پہچانتا ہے لیکن اوسکو پہچانتا ہے جو نمازون کا ادب رکھتا ہے

ع ابو داؤد اور نسائی

ظاہر کرے اور مافی الضمیر کو ظاہر کرنا بدون حضور دل کے حاصل نہین ہوتا مثلاً اگر دل غافل ہو اور
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ زبان سے کیا جاری تو اس سے کیا سوال ہوگا پس جس صورت مین ذکر سے
فروتنی اور دعا کا ہونا مقصود نہو تو غفلت کے ساتھہ زبان ہلانے مین کونسی دقت پڑے گی
خصوصاً عادت پڑنے کے بعد تو کچھہ بھی دشواری نہوگی بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ اگر کوئی آدمی قسم
کھاوے اور کہے کہ مین فلان شخص کا شکر کرونگا اور اوسکی تعریف کرونگا اور اوس سے
ایک حاجت کا سوال کرونگا پھر یہ باتین جنپر قسم کھائی ہے خواب مین اوسکی زبان پر جاری ہوجاوین
تو وہ اپنی قسم مین سچا نہوگا اور اگر بالفرض یہ الفاظ اوسکی زبان پر اندھیری مین جاری ہون
اور وہ شخص بھی موجود ہو مگر کہنے والے کو اوسکا ہونا معلوم نہو اور نہ اوسکو دیکھتا ہو تب بھی
قسم مین سچا نہوگا اسلیے کہ اوسکی کلام اوس شخص سے نہین ہوگی اور نہ اپنے دل کی بات اوسکے
ساتھہ کرے گا جبتک کہ وہ اوسکے دل مین حاضر نہوگا پس اگر اسی طرح دن کی روشنی مین یہ کلمات
اسکی زبان پر جاری ہون مگر یہ شخص کسی فکر مین ڈوبا ہوا ہونے کی جہت سے ان کلمات سے غافل ہو
اور اوسکا ارادہ ان کلمات کے بولنے کے وقت اوس شخص کے خطاب کرنے کا نہو تب بھی اپنی
قسم مین سچا نہوگا۔ اور اسمین شک نہین کہ قراءت اور ذکر سے مقصود خدای تعالی کی حمد و ثنا
اور اوسکے سامنے تضرع اور دعا ہے اور جس سے خطاب چاہیے وہ ذات پاک اللہ جل جلالہ کی
ہے تو جس صورت مین کہ حجاب غفلت اس کے دل پر پڑا ہوا ہوگا اور اپنے مخاطب کو نہ دیکھتا ہوگا
نہ اوسکے سامنے ہوگا تو ضرور ہے کہ مخاطب سے غافل ہوگا اور عادت کی وجہ سے اوسکی زبان
چلتی ہوگی پس ظاہر ہے کہ ایسا شخص نماز کے مقصود یعنے دل کی جلا اور ذکر الٰہی کی تجدید
اور عقد ایمان کی پختہ ہونے سے بہت دور ہوگا یہ حکم قراءت اور ذکر کا ہے غرضکہ نطق مین
اس خاصیت کے انکار کرنے کی اور اوسکو فعل سے جدا کر دینے کی کوئی سبیل نہین۔ اور رکوع اور
سجدہ سے یقیناً تعظیم مقصود ہے اور اگر یہ بات درست ہو کہ آدمی اپنے فعل سے خدای تعالے
کی تعظیم اوس سے غافل ہو کر کرتا ہے تو یہ بھی درست ہوگا کہ وہ اپنے فعل سے کسی بت کی تعظیم
کرے جو اوسکے سامنے رکھا ہو اور وہ اوس بت سے غافل ہو یا کسی دیوار کی تعظیم کرے جو اوسکے
سامنے ہے اور اوسکو اوس سے غفلت ہو۔ اور جب رکوع اور سجدہ تعظیمی سے خالی ہون تو صرف
پشت اور سر کی حرکت رہ گئی اور اسمین کچھہ اتنی دشواری نہین جس سے امتحان مقصود ہو یا اوسکو
دین کا رکن کیا جاوے اور کفر اور اسلام کا فرق قرار دیا جاوے اور حج اور تمام عبادات سے مقدم

دکھا ہمکو راہ سیدھی ۱۲

مانقل اون اسمین نشہ والے کو نماز سے منع کرنے کی علت ہے اور یہ علت اوس شخص کو بھی عام ہے جو غافل اور وسوسون مین مستغرق اور دنیاوی فکرون مین ڈوبا ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما الصلوٰۃ تمسکن وتواضع اس حدیث مین صلوٰۃ پر الف ولام کے داخل ہونے اور کلمہ انما سے شروع ہونے سے جو تحقیق مابعد اور ماسوا غیر کے لیے آتا ہے حصر ثابت ہے یعنے نماز وہی ہے جس مین مسکنت اور تواضع ہو چنانچہ فقہا نے انما الشفعۃ فیما لم یقسم سے بھی حصر اور اثبات اور نفی سمجھا ہے اور فرمایا کہ جس شخص کو اوسکی نماز برائی اور فحش سے باز نرکھے تو وہ نماز اوسکو خدای تعالے سے دوری ہی بڑھاوے گی اور ظاہر ہے کہ غافل کی نماز فحش اور برائی سے مانع نہین۔ اور فرمایا کہ بہت کھڑے ہونے والے ایسے ہین کہ اونکی نماز سے اونکو حصہ صرف رنج ومشقت ہی ہے ان سے بجز غافلون کے اور کئی لوگ مراد نہین۔ اور فرمایا کہ بندہ کے لیے اوسکی نماز مین سے اوسی قدر ہے جسقدر کو وہ سمجھے اور اس باب مین تحقیق یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا اپنے رب سے مناجات کرتا ہے چنانچہ حدیث مین یہ مضمون آگیا ہے اور جو کلام غفلت کے ساتھ ہوگی وہ یقیناً مناجات نہوگی۔ اور اسکا بیان یہ ہے کہ نرکوۃ سے اگر بالفرض آدمی غافل ہوجاوی تو وہ بذات خود شہوت کی مخالف اور نفس پر سخت ہے اسی طرح روزہ قوتون کو دبانے والا اور اوس خواہش نفس کا توڑنے والا ہے جو دشمن خدا ابلیس کا آلہ ہے تو کچھ بعید نہین کہ روزہ سے اگر غفلت بھی ہو تاہم اوسکا مقصود حاصل ہوجاوی اور یہی حال حج کا ہے کہ اوسکے افعال شاق اور سخت ہین اور اون مین اتنی محنت ہے کہ جسسے امتحان حاصل ہوجاتا ہے خواہ افعال کے ساتھ دل حاضر ہو یا نہو لیکن نماز مین بجز ذکر اور قرارت اور رکوع اور سجدہ اور قیام اور قعود کے اور کچھ نہین اب دیکھنا چاہیے کہ ذکر جو خدای تعالے کے ساتھ مناجات کرتا ہے اوس سے خطاب اور ہمکلامی مقصود ہے یا فقط حروف وآواز کا نکلنا زبان کے عمل کے امتحان کے طور پر منظور ہے جیسے معدہ اور شرمگاہ کا امتحان روزہ مین روکنے سے کیا جاتا ہے اور بدن کا امتحان حج کی مشقتین اوٹھانے سے اور دل کا امتحان زکوۃ نکالنے اور مال محبوب کو جدا کرنے کی مشقت سے ہوتا ہے اور اسمین کسی طرح کا شبہہ نہین ذکر سے یہ مقصود ہوتا کہ زبان سے حروف وآواز کا امتحان ہو باطل ہے اس لیے کہ غافل پر نہ یان سے زبان کا ہلانا نہایت سہل ہے پس عمل ہونے کے اعتبار سے ذکر مین کچھ امتحان نہین بلکہ اس اعتبار سے ہے کہ ذکر نطق ہے اور نطق اوسی صورت مین ہوگا کہ مافی الضمیر کو

وہ بمنزلہ حسن کے لوازم کے ہین جیسے بھوین اور ڈاڑھی اور پلیدی و رنگ کی خوبی بدن مین ہین
سا اور لطائف آداب یعنے ذکر وغیرہ جو اون سنتون مین ہین وہ حسن کی مکمل ہین جیسے ابرو کا
خمدار ہونا اور ڈاڑھی کا گول ہونا وغیرہ ہین - حاصل یہ کہ نماز تیری پاس ایک وسیلہ قرب اور تحفہ ہے
جس سے تو حضرت شاہنشاہ حقیقی کی جناب مین تقرب چاہتا ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ دنیا
کی قربت کی طلب کے لیے غلام اوسکی بارگاہ مین تحفہ بھیجتا ہے اور یہ تیرا تحفہ اللہ عزوجل کے
حضور مین پیش ہوکر بڑی پیشی کے دن پھر تجھے ملنا ہے اب تجھی اختیار ہے چاہے اوسکی صورت
اچھی بنا خواہ بری اگر اچھی بنا دی گا تو اپنے واسطے اور بری بنا دی گا تو اپنے واسطے - اور
تجکو یہ نچا ہیے کہ فقہ کی مہارت مین سے اسی پر بس کرلے کہ فرض اور سنت کے درمیان فرق معلوم
کرلے اور سنت کو سمجھ لے کہ اوسکا نہ کرنا جائز ہے اور اس خیال سے اوسکو چھوڑ دی کیونکہ اگر
ایسا کرے گا تو اسکی مثال ایسی ہوگی جیسے کوئی طبیب کہے کہ آنکھ پھوڑ دینے سے آدمی کا وجود
نہین جاتا مگر اوس آدمی کو اگر کوئی شخص ہدیہ کے طور پر بادشاہ کے یہان پیش کرنے کی متوقع
تقریب کا ہو تو یہ بات تو آنکھ کے جانے سے جاتی رہی یہی حال سنتون اور مستحبات کے فوت
ہونے کا سمجھنا چاہیے کہ جو نماز کہ آدمی اوسکا رکوع اور سجدہ پورا نکرے گا تو اوسکی اول دشمن وہی
ہوگی اور کہے گی کہ خدائے تعالے تجھے برباد کرے جیسا تو نے مجھے برباد کیا چنانچہ نماز کے
ارکان کو پورا کرنے کے باب مین ہم احادیث لکھ آئے ہین اونکو دیکھو تاکہ ان باتونکی وقعت تمکو معلوم ہو

تیسری فصل نماز کے اندر باطنی شرطون کے ذکر مین جو دل سے متعلق ہین - اس
فصل مین ہم اول نماز کا وابستہ ہونا خشوع اور حضور دل کی ساتھ ذکر کرینگے پھر امور باطنی جنسے
نماز کامل ہوتی ہے اور اونکی حدود اور اسباب اور تدبیرات کو لکھینگے پھر اون امور کی تفصیل کرینگی جو ہر رکن
مین نماز کی رکنون مین سے موجود ہونی چاہیین تاکہ نماز توشۂ آخرت ہوجاوے نظر برین اس فصل مین چار بیان ہین

بیان اول خشوع اور حضور دل کے شرط ہونے مین - واضح ہو کہ اسبات کی دلیلین
بہت ہین کہ نماز کے اندر خشوع اور حضور دل شرط ہی چنانچہ ایک دلیل یہ ارشاد خداوندی ہے
اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ الفاظ امر سے بظاہر وجوب سمجھا جاتا ہے یعنے حضور دل کا ہونا
واجب ہے اور غفلت ذکر کی ضد ہے تو جو شخص اپنی ساری نماز مین غافل رہے وہ نماز کا
برپا رکھنے والا خدائے تعالے کی یاد پر کیسے ہوگا اور ایک جا ارشاد فرمایا وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ
اسمین نہی کا صیغہ ہے جو بظاہر غفلت کی حرمت پر دلالت کرتا ہے اور فرمایا حَتّٰى تَعْلَمُوْا

ق ۱۲ پر یا لکھ نماز نیز ہی کو دل
ق ۲ اور ہوت ہو نافلون سے ۱۲
ق ۳ سو جبتک کہ سمجھو ہو
کہتے ہو ۱۲

یا یہ کہ فرض کے چھوڑنے پر عذاب ہوتا ہے اور سنت پر نہین ہوتا مگر سنتون کی آپس مین جدا ہونے
اور کم و زیادہ ہونے سے کیا مراد ہے سب سنتون کا امر استحباب کے طور پر ہے اور کسی کے ترک سے
عذاب نہین ہے اور کرنے پر سب کے ثواب ہوتا ہے تو پھر فرق کیا ہوا پس اسکا جواب یہ ہے
کہ اگر ثواب اور عذاب اور استحباب مین سب سنتین مشترک ہین تو اس سے انمین فرق دور نہوگا
اور ہم اسبات کو ایک مثال سے واضح کیے دیتے ہین وہ یہ ہے کہ انسان کو جو موجود اور
کامل کہتے ہین تو دو ہی وجہ سے کہتے ہین ایک امر باطن کی جہت سے دوم اعضای ظاہر
کی جہت سے امر باطن تو حیات و روح ہے اور ظاہر کے اعضا معلوم ہی ہین اور ان اعضا
مین سے بعض تو ایسے ہین کہ اونکے نہونے سے انسان نیست ہوجاتا ہے جیسے دل اور
جگر اور دماغ اور دوسرے اعضا جنکے عدم سے حیات جاتی رہتی ہے اور بعض اعضا ایسے
ہین کہ اونکے نہونے سے زندگی تو نہین جاتی مگر زندگی کے مقصود فوت ہوجاتے ہین جیسے
آنکھہ اور ہاتھہ اور پاون اور بعض اعضا ایسے ہین کہ اونسے نہ زندگی فوت ہو نہ اوسکے مقاصد
مگر اونکے نہونے سے خوبصورتی جاتی رہتی ہے جیسے بھوین اور ڈاڑھی اور پلکین اور رنگ
کی خوبی اور بعض ایسے ہین کہ اونسے اصل خوبصورتی نہین جاتی مگر کمال خوبی کا جاتا رہتا ہے
جیسے بھوون کا خمدار ہونا اور ڈاڑھی اور پلکون کا سیاہ ہونا اور اعضا کا متناسب ہونا
اور رنگ کا سرخ و سفید ہونا غرضکہ یہ درجات جدا جدا ہین اسی طرح عبادت بھی ایک صورت
ہے کہ شریعت نے اوسکو بنایا ہے اور اس صورت کا حاصل کرنا ہماری لیے عبادت مقرر ہوا ہے
اس صورت کی روح اور حیات باطنی تو خشوع اور نیت اور دل کا حاضر ہونا اور اخلاص ہے
جیسا کہ آگے لکھا جاوی گا اب اس جگہہ اوسکے اجزای ظاہری کا ذکر کر رہے ہین پس رکوع
اور سجدہ اور قیام اور دوسری فرائض بمنزلہ دل اور سر اور جگر کے ہین کہ اونکے نہونے سی نماز
نہین ہوتی اور سنتین جو ہمنے لکھی ہین یعنے رفع یدین اور شروع کی دعا اور تشہد اول یہ بمنزلہ
دونون ہاتھون اور آنکھون اور پاون کے ہین کہ انکے نہونے سے صحت تو نہین جاتی جیسے
اون اعضا کے نہونے سی زندگی نہین جاتی بلکہ آدمی بری صورت کا ہوجاتا ہی لوگون کو اوس
سے نفرت ہوتی ہی اسی طرح جو شخص نماز مین اوسی قدر پر اکتفا کری کہ نماز درست ہوجاوی اور
سنتون کو بجا نہ لاوی تو اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی پادشاہ کی پاس ایک غلام
تحفہ بھیجے کہ زندہ تو ہو مگر ہاتھہ پاون کٹے ہون ۔ اور مستحبات جو سنتون سی کم درجہ کے ہین

جانے کے لیے اللہ اکبر کہنا ششم رکوع اور سجدہ مین تسبیحین کہنی اور قومہ مین سمع اللہ لمن حمدہ کہنا ہفتم اول التحیات اور اوسمین درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھنا ہشتم دعا پچھلے تشہد کے آخر مین انہم دوسرا اسلام پھیرنا - اور ان چیزون کو اگرچہ ہم نے سنت مین داخل کرکے لکھا ہے مگر انکے درجات جدا جدا ہین کیونکہ ان مین سے چار چیزین ایسی ہین کہ اونکا تدارک سجدۂ سہو سے ہوتا ہے - اور افعال کی سنتون مین صرف ایک ہی کا جبر سجدۂ سہو سے ہوتا ہے یعنے پہلا جلسہ اول تشہد کے واسطے اسلیے کہ وہ جلسہ نماز کی انتظام کی ترتیب مین تاثیر رکھتا ہے کہ دیکھنے والے اوس سے یہ معلوم کرلیتے ہین کہ دو رکعتین ہین یا زائد بخلاف مغربین کے کہ اسکو انتظام کے تبدیل مین کچھہ تاثیر نہین آی لیے اوسکو بعض اوجز سے تعبیر کیا گیا اور بعضون کا قول یہ ہے کہ اجزا کا جبر سجدۂ سہو سے کیا جاتا ہے مگر ذکرون مین سے بجز تین ذکرون کے اور کوئی سجدۂ سہو کا مقتضی نہین اور وہ تینون قنوت اور پہلا التشہد اور اوسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے بخلاف تکبیرین رکوع وسجدہ اور اونکے تسبیحات کے اور قومہ اور جلسہ کے ذکر کے اسلیے کہ رکوع اور سجدہ کی صورت ہی ایسی ہے کہ عادت کے خلاف ہے تو اگر ان دونون مین چپ رہی گا تب بھی مقصود عبادت انکی صورت سے ظاہر ہے اس سے معلوم ہوا کہ انکی درمیان مین ذکر کا نہونا عبادت کی ہیئت کو نہین بدلتا اور پہلے التحیات کے لیے بیٹھنا ایک فعل عادت کا ہے اوسکو جو نماز مین بڑھا لیا ہے تو صرف تشہد کے لیے زیادہ کیا ہے اگر تشہد اوسمین نہوگا تو ظاہر ہے کہ صورت عبادت نرہے گی اور دعای استفتاح اور سورہ کا چھوڑنا بھی صورت عبادت کی بدلنے مین موثر نہین کیونکہ قیام اگرچہ فعل عادت کے مطابق ہے مگر الحمد کی اوسمین پڑھنے سے عادت سے علیحدہ ہوگیا اسی طرح اخیر تشہد مین کی دعا اور قنوت کا جبر سجدۂ سہو سے کرنا بعید معلوم ہوتا ہے مگر صبح کی نماز مین قیام کا طول اسی قنوت کے سبب سے شروع ہوا ہے تو اسکا حال ایسا ہوا جیسی جلسۂ استراحت کہ وہ بھی بڑھانے اور التحیات اوسمین پڑھنے سے پہلے تشہد کے لیے جلسہ کیا ہے پس اگر قنوت نہ پڑھا جاوی تو قیام لمبا عادت کے موافق رہ جاوی گا جس مین کوئی ذکر واجب نہین اور اسے قیام کی قید اسلیے لگادی کہ صبح کے سوا اور نمازین اسمین داخل نہون اور ذکر واجب سے خالی ہونے کی قید اسلیے ہے کہ نماز کے اندر اصل قیام سے احتراز ہوجاوے سو اب اگر یہ کہو کہ سنتون کا فرق فرضون سے تو سمجھ مین آتا ہے کہ فرض اوسکو کہتے ہین جسکے جاتے رہنے سے نماز کی درستی بھی جاتی رہے اور سنت کے جانے سے صحت فوت نہین ہوتی

اسمین اور زیادہ کیا ہے اور بعض اکابر سلف کا قول ہے کہ نماز کی اندر چار چیزین ظلم ہین ادھر اودھر تکنا اور مُنہ پونچھنا اور کنکرون کو برابر کرنا اور ایسے راستے پر نماز پڑھنا کہ چلنے والے سامنے کو گذرین یازدہم اونگلیون کو ایک دوسری مین ڈالنا یا چٹکانا دوازدہم مُنہ کو چھپانا سیزدہم ایک ہتھیلی کو دوسری پر رکھکر رکوع مین اپنی رانون کے اندر دی لینا اور بعض صحابہ رضہ نے فرمایا ہے کہ ہم پہلے ایسا کیا کرتے تھے پھر اس سے ہمکو منع کر دیا گیا چہاردہم سجدہ کے وقت زمین پر پھونک مارنی یا ہاتھون سے کنکرون کو برابر کرنا کیونکہ ان افعال کی کچھ حاجت نہین پانزدہم ایک قدم کو اوٹھا کر ران پر رکھ لینا شانزدہم قیام مین دیوار سے تکیہ لگانا پس اگر اس طرح تکیہ لگاوے کہ اگر سہارے کی چیز نکال لی جاوے تو گر پڑے تو ظاہر یہ ہے کہ نماز جاتی رہی گی و اللہ اعلم

فرائض اور سنتون کی تمیز جو اصل کہ ہم اوپر لکھ چکے ہین اوسمین فرض بھی ہین اور سنتین اور مستحبات اور اول چیزین بھی ہین تا کہ طریق آخرت کا چلنے والا اون سب کی رعایت کرے اب سب کو ہم جدا جدا کہے دیتے ہین کہ اون اعمال مین سے بارہ باتین فرض ہین اول نیت دوسری اللہ اکبر کہنا تیسری کھڑا ہونا چوتھی الحمد پڑھنا پانچوین رکوع مین جھکنا اسطرح کہ ہتھیلیان زانوپر اطمینان کے ساتھ لگ جاوین چھٹی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا ساتوین اطمینان کے ساتھ سجدہ کرنا اور اسمین ہاتھون کا زمین پر رکھنا واجب نہین آٹھوین سجدہ سے سر اوٹھا کر سیدھا بیٹھنا نوین دوسرا قعدہ دسوین اخیر تشہد پڑھنا گیارھوین اخیر تشہد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا بارھوین اول سلام پھیرنا اور نماز سے باہر آنے کی نیت واجب نہین اور جو باتین کہ ان بارہ کے سوا ہین وہ واجب نہین بلکہ سنتین اور مستحبات ہین افعال مین چار باتین سنت ہین اول تکبیر احرام مین ہاتھون کا اوٹھانا دوم رکوع کی تکبیر مین سوم قومہ کی تکبیر مین انکا اوٹھانا چہارم تشہد اول کے لیے بیٹھنا باقی اور باتین جیسے اونگلیون کو پھیلانا اور رفع یدین کی حد وغیرہ یہ باتین رفع یدین کی تابع ہین اور سرین پر بیٹھنا اور پاؤن کا بچھانا جلسہ کے تابع ہین سر جھکانا اور التفات نکرنا قیام کے تابع ہے اور صورت کو اچھا کرنے اور جلسہ استراحت کو ہمنے افعال کی سنتون مین شمار نہین کیا اسلیے کہ یہ دونون گویا سجدہ سے قیام کے لیے اوٹھنے کی خوبی مین داخل ہین خود اپنی ذات سے مقصود نہین اور اسی وجہ سے انکا ذکر بھی جداگانہ نہین کیا گیا اور ذکر مین سنتین یہ ہین اول شروع کی دعا دوم اعوذ باللہ پڑھنا سوم آمین کہنا کہ سنت موکدہ ہے چہارم قرارت سورت کی پنجم ایک رکن سے دوسرے مین

حاکم نے بروایت ابوہریرہ رضہ اور ابونعیم نے اوسکو بروایت ابن مسعود رضہ اور ابن ماجہ نے بروایت علی رضہ روایت کیا ہے

ابوداؤد اور حاکم نے بروایت ابوسعید رضہ اور بخاری نے بروایت سعد بن ابی وقاص اور ابن ماجہ نے بروایت ابن عباس رضہ

رکھدی جس طرح کتا بیٹھتا ہے اور حدیث والون کے نزدیک اقعا اوس بیٹھک کو کہتے ہین کہ بجز زانو اور
پاون کی اونگلیون کے اور کوئی عضو زمین سے نہ لگا ہوا ہو چہارم سدل محدثین کا مذہب یہ ہے
کہ سدل اسکو کہتے ہین کہ اپنی چادر وغیرہ مین لپٹ کر ہاتھہ اندر کرلے اور رکوع اور سجدہ اسی طرح
کرے ہاتھہ باہر نہ نکالے یہ فعل یہودیون کا تھا کہ اپنی نماز مین کرتے تھے اسلیے اونکی مشابہت سے
منع فرمایا اور کرتہ وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے یعنے رکوع اور سجدہ کرتے کے اندر ہاتھہ کیے ہوئے کرنا
نہ چاہیے اور سدل کے معنے بعض یہ کہتے ہین کہ چادر کو بیچ سے سر پر رکھہ لے اور اوسکے دونون پلے
دہنے بائین طرف لٹکا دے بدون آنچل مارنے کے مگر اول معنی سدل کے بہتر ہین پنجم کف اوسکی صورت
یہ ہے کہ جب سجدہ کرنا چاہے اپنا کپڑا پیچھے سے یا آگے سے اوٹھالے اور کف بالون مین بھی ہوتا ہے
یعنے چٹلا باندھکر نماز پڑھے اور یہ منع مردون کے لیے ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ اُمِرْتُ
اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْضَاءٍ وَلَا اَكُفَّ شَعِيْرًا وَّلَا ثَوْبًا اور امام احمد رح نے تہمد کو کرتے کے اوپر
باندھنا مکروہ فرمایا ہے اور اسکو کف مین داخل سمجھا ہے ششم کولھون پر ہاتھہ رکھنا ہفتم قیام مین
کولھون پر اسطرح ہاتھہ رکھنا کہ بازو بدن سے علیحدہ رہین ہشتم مواصلت یعنی وصل کرنا ایک بات کا
دوسری سے اور اس سے نہی امام کے حق مین دو چیزون سے ہے ایک یہ کہ قراءت اللہ اکبر کہتے ہی
شروع کردے اور دوسری یہ کہ رکوع کی تکبیر قراءت کے ختم ہوتے ہی کہے اور دو سے مقتدی کو ہے
ایک شروع کی تکبیر امام کی تکبیر مین ملا دینی دوم سلام امام کے سلام کے ساتھہ ملانا اور ایک بات دونون مین
مشترک ہے کہ فرض کے اول سلام کو دوم کے ساتھہ ملانا بلکہ دونون کو جدا جدا کہے نہم دباو کے ساتھہ
نماز پڑھنی اور دباو پیشاب کا ہو یا پاخانہ کا دونون سے منع وارد ہے دہم تنگ موزہ پہنکر نماز
پڑھنی اس طرح کی باتین خشوع کو مانع ہین اور اسی کے حکم مین ہے بھوک اور پیاس کے ساتھہ
نماز ادا کرنی اور بھوک کے ساتھہ نماز سے نہی اس حدیث سے سمجھی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا جب
رات کا کھانا آجاوے اور نماز کی تکبیر ہو تو شروع کرو کھانا مگر اوس صورت مین کہ نماز کا وقت تنگ
ہو یا آدمی دل سے مطمئن ہو اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا لَا يَدْخُلُ اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ وَهُوَ
مُقْطِبٌ وَلَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدُكُمْ وَهُوَ غَضْبَانُ اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین
کہ جس نماز مین دل حاضر نہو وہ عذاب کی طرف جلد پونہچاتی ہے اور ایک حدیث مین وارد ہے
کہ سات چیزین نماز کے اندر شیطان کی طرف سے ہین نکسیر اور نیند اور وسوسہ اور جمائی
اور خارش اور ادھر اودھر دیکھنا اور کسی چیز سے کھیلنا اور بعضون نے بھول اور شک کو

پیچھے اقتدا کی نیت سے نماز پڑھ لین گے تو اونکی نماز درست ہوجاوی گی اور جماعت کا ثواب
سبکو ملے گا اور امام شروع نماز کی دعا اور اعوذ باللہ آہستہ سے پڑھے جیسا اکیلا پڑھتا ہے
اور الحمد اور سورہ دونون رکعتون مین صبح کی اور دو پہلی رکعتون مین مغرب اور عشا کی پکار کر
پڑھے اور ایسا ہی حال تنہا پڑھنے والے کا ہے اور جن نمازون مین قرارت پکار کر پڑھتے ہین
اونمین امام آمین پکار کر کہے اور اگر مقتدی بھی امام کیساتھ ہی پکار کر آمین کہین اوس سے
پیچھے نہ کہین اور امام الحمد کے بعد کسی قدر خاموش رہے تاکہ سانس درست ہوجاوی اور مقتدی
اس حالت خاموشی مین سورہ فاتحہ پڑھ لین تاکہ امام جسوقت قرارت پڑھے اوسوقت اوسکی
قرارت سنین اور مقتدی جہری نمازون مین سورہ نہ پڑھے مگر جس صورت مین کہ آواز امام کی
نہ سنتا ہو تو کچھ مضائقہ نہین اور امام رکوع سے سر اوٹھانے مین سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ
پکار کر کہے اور مقتدی بھی یہی کہے اور امام رکوع اور سجدہ کی تسبیحین تین سے زیادہ نہ کہی اور
نہ اول کی التحیات مین اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہنے کے بعد کچھ اور زیادہ
کرے اور پچھلی دو رکعتون مین صرف الحمد پر کفایت کرے اور لوگون پر اوسکو طول نہ دے
اور اخیر کی تشہد مین التحیات اور درود کے بعد دعا اتنی نہ پڑھے کہ ان دونون چیزون سے
زیادہ ہوجاوی اور امام اپنے سلام مین جسطرح قوم کی نیت کرتا ہے مقتدی اپنی سلام مین
اوسکے جواب کی نیت کرے اور امام سلام کے بعد اسقدر توقف کرے کہ لوگ سلام سے فارغ
ہوجاوین پھر لوگون کی طرف اپنا منہ پھیرے اور اگر مردون کی صف کے پیچھے عورتین بھی
ہون تب بہتر یہ ہے کہ قبلہ رخ بیٹھا رہے تاکہ عورتین سامنے نہ پڑین اور جبتک امام نہ اوٹھے
مقتدیون مین سے کوئی نہ اوٹھے اور امام جدھر سے چاہے پھرے خواہ دہنے ہاتھہ کو خواہ
بائین کو اور میرے نزدیک دہنے طرف کو پھرنا پسند ہے اور امام صبح کی قنوت مین خاص اپنے لیے
دعا نہ مانگے بلکہ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا کے بجای اہدنی کہے اور قنوت کو پکار کر پڑھے اور مقتدی آمین کہین
اور اپنے ہاتھہ سینے کے مقابل اوٹھاوین اور دعا کے ختم پر دونون ہاتھون کو منہ پر پھیر لین کہ
اسمین ایک حدیث وارد ہی ورنہ قیاس یہ چاہتا ہے کہ ہاتھہ نہ اوٹھائے جاوین جیسی التحیات کی بعد کی دعا مین نہین اوٹھاتے

منہیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین بہت سی باتون سے منع فرمایا ہی اول دونون ہاتھونکو
چھوڑ کر کھڑا ہونا دوم ایک پاون پر زور دیکر دوسری کو گھوڑی کی طرح ترچھا کرنا سوم اقعا اسکی معنے
لغت مین یہ ہین کہ دونون چوتڑون پر بیٹھکر دونون زانو کھڑے کرے اور دونون ہاتھون کو زمین پر

وَارْحَمْنِي وَارْزُقْنِي وَاهْدِنِي وَاجْبُرْنِي وَعَافِنِي وَاعْفُ عَنِّي اور اس جلسہ کو بجز صلوۃ التسبیح کے اور نماز مین بہت نہ بڑھاوی پھر پہلے سجدہ کی طرح دوسرا سجدہ کرے اور اوسکے بعد تھوڑا سا جلسۂ استراحت کرے اور یہ جلسۂ استراحت ہر رکعت کے بعد جس مین التحیات نہو ہوتا ہے پھر ہاتھ کا سہارا زمین پر دیکر اوٹھ کھڑا ہو مگر اوٹھنے مین کوئی پاؤن آگے نہ بڑھاوی اور تکبیر کو اتنا بڑھاوی کہ بیٹھنے کے درمیان سے کھڑی ہونے کے درمیان تک حاوی ہوجاوی یعنے اللہ کی ہ تو برابر بیٹھنے تک مین ادا ہو اور اکبر کا ف زمین پر سہارا دیتے وقت نکلے اور ر اوسوقت پوری ہو کہ آدھا کھڑا ہو جاوی اور شروع اللہ اکبر کہنا اوسوقت سے کرے کہ جب بیٹھنے کے لیے نصف اوٹھ چکا ہوتا کہ سارا اللہ اکبر اس حالت تبدیل مین ہو جاوی قیام اور سجدہ اوس سے دونون خالی رہین اور یہ صورت تعظیم سے قریب تر ہے اور دوسری رکعت مثل اول کے ہی اسکے شروع مین اعوذ دوبارہ پڑھے تشہد پھر دوسری رکعت کے بعد اول تشہد پڑھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی آل پر درود بھیجے اور التحیات پڑھنے مین اوسی طرح بیٹھے جیسا دو سجدون کے بیچ مین بیٹھا تھا یعنے بائین پاون پر بیٹھے اور دہنے کو کھڑا رکھے اور دہنی ہاتھ کو دہنی ران پر رکھے اور اوسکی انگلیان سوای انگشت شہادت کی بند کرلے اور انگوٹھی کی کھلا رکھنے کا بھی کچھ مضائقہ نہین اور صرف دہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے اِلّا اللہ کہنے کے وقت اشارہ کردے نہ لا الہ الا اللہ کہنے کے وقت اور اخیر کی التحیات مین بعد درود شریف کے دعای ماثور کو پورا پڑھے اور اخیر تشہد کا طریق مثل اول تشہد کے ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اوسمین بائین چوتڑ پر بیٹھے کیونکہ اب اسکا ارادہ اوٹھنے کا نہین بلکہ ٹھہرا ہوا ہے اور اپنے بائین پاون کو نیچے سے دہنی طرف نکالدی اور دہنے کو کھڑا رہنے دی اور اگر دشوار نہو تو پاون کی انگوٹھے کا سر قبلہ رخ رکھے پھر ان سب افعال کے بعد دہنی طرف کو مُنہ پھیر کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اور منہ اتنا پھیرے کہ جو شخص اسکے پیچھے دہنی طرف نماز پڑھتا ہے وہ اسکا دہنا رخسار دیکھ لے پھر بائین طرف مُنہ پھیر کر اسی طرح دوسرا سلام کہے اور سلام پھیرنے مین نیت نماز سے باہر ہونے کی کرے اور اول سلام مین اپنے داہنے ہاتھ کے فرشتون اور مسلمانون کی نیت کرے اور اسیطرح دوسری سلام مین نیت کرے اور سلام کو تخفیف کے ساتھ کہے بہت کھینچے نہین کہ سنت اسیطرح ہے یہ صورت اکیلے شخص کی نماز کی ہوئی اور امام اللہ اکبر پکار کر کہے اور اکیلا اوس قدر آواز سے کہے کہ اپنے آپ سن لے اور امامت کی نیت کرے کہ ثواب ملے اگر نیت نکرے گا اور مقتدی اوسکی

لواحق پھر رکوع کرے اور اسمین کئی باتون کا خیال کرے یعنے رکوع کے لیے اللہ اکبر کہے اور اس تکبیر کے ساتھ اپنے ہاتھہ اوٹھائے اور تکبیر کو اتنا بڑھاوے کہ رکوع مین پہونچنے تک تمام ہو اور اپنی ہتھیلیان رکوع کے اندر دونون زانو پر رکھے اور انگلیان پھیلی ہوئی پنڈلی کے طول کی جانب قبلہ رخ ہون اور اپنے گھٹنون کو سیدھا رکھے انکو ٹیڑھا نکرے اور اپنی کمر کو برابر پھیلاوے اور گردن اور سر اور پیٹھہ ایک سطح جیسے ہون کہ نہ سر نیچا ہو نہ اونچا اور اپنی کہنیون کو دونون پہلو سے علاحدہ رکھے اور عورت اپنی کہنیان پہلو سے ملی رکھے اور رکوع مین تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہے اور تین بار سے زیادہ سات اور دس بار تک بہتر ہے بشرطیکہ امام نہو پھر رکوع سے قیام کی طرف اوٹھے اور دونون ہاتھہ شانون تک اوٹھاوے اور کہے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سیدھا مطمئن کھڑا ہو اور کہے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ اور اس قیام کو بجز صلوٰۃ التسبیح کے اور نمازون مین طول ندے اور صبح کے وقت دوسری رکعت مین سجدہ سے پیشتر دعاے قنوت اون الفاظ سے پڑھے جو احادیث مین مروی ہین سجدہ پھر تکبیر کہتا ہوا سجدی کو جھکے اور اپنے گھٹنے زمین پر رکھے اور پیشانی اور ہتھیلیان کھلی ہوئی زمین پر رکھے اور جھکنے کے وقت اللہ اکبر کہے اور بدون رکوع کے اور جگہہ ہاتھہ شانون تک نہ اوٹھاوے اور چاہیے کہ سب سے پہلے اپنے زانو زمین پر رکھے اونکے بعد دونون ہاتھہ اور آخر کو مُنہ اور سجدہ مین ناک بھی زمین پر رکھے اور کہنیون کو پہلو سے علاحدہ رکھے اور عورت ایسا نکرے اور پاون کی انگلیان پھیلی رکھے اور عورت یہ نکرے اور سجدہ مین پیٹ کو رانون سے الگ رکھے اور رانین جدی جدی ہون اور عورت پیٹ کو رانون سے اور رانون کو آپس مین ملی ہوئی رکھے اور ہاتھون کو شانون کے مقابل زمین پر رکھے اور ہاتھون کی انگلیون کو پھیلاوے نہین بلکہ آپس مین معہ انگوٹھے کے ملالے اور اگر انگوٹھے کو نہ ملاوے تو کچھہ مضائقہ نہین اور اپنے ہاتھہ زمین پر نہ بچھاوے جیسے کتا بچھاتا ہے بلکہ کہنیان ابھری رکھے کہنیان زمین پر لگانے سے نہی وارد ہے اور سجدہ مین تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے اور اگر زیادہ دفعہ کہے تو بہتر ہے مگر جس صورت مین کہ امام ہو تین بار سے زیادہ نہ کہے پھر سجدے سے اوٹھکر اطمینان سے بیٹھہ جاوے یعنے اپنا سر تکبیر کہتا ہوا اوٹھاوے اور بائین پاون پر بیٹھکر دہنے قدم کو کھڑا رکھے اور اپنے دونون ہاتھہ رانون پر کھلی انگلیان رکھے اور اونکے ملانے مین تکلف نہ کرے نہ پھیلانے مین مبالغہ کرے اور اس جلسے مین کہے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ

ہ ایک ہے میرے رب بخش دے مجھ کو اور رحم کر مجھ پر اور روزی دے مجھ کو اور ہدایت کر مجھ کو اور عافیت دے مجھ کو اور درگذر کر مجھ سے ۱۲

ہ ۱ حدیث کی اولی ۱۲ منہ

ہ ۲ یعنی آسمان سے اور پیدا کر دے جو چاہے اپنے بعد ۱۲

ہ ۳ یہ بھی ثابت ہے روایت کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین کلمات قنوت پڑھا کرتے تھے اللھم اھدنی فیمن ھدیت الخ ۱۲ منہ

ہ ۴ بارکت یا ربنا وتعالیت منتقمًا ۱۲

ہ ۵ بخاری و مسلم بروایت انس رضی اللہ عنہ ۱۲

پھر اللہ اکبر کہنے مین اپنے ہاتھ بہت آگے نہ بڑھاوے اور نہ شانون کے پیچھے اونچا لیجاوے اور نہ دہنے ہاتھ کو جھٹکے جبکہ اللہ اکبر کہہ چکے بلکہ اونکو آہستہ اور نرمی سے نیچے لٹکاوے پھر نئے سرے دہنا ہاتھ بائین پر ہاتھ کو لٹکانے کے بعد رکھ لے اور بعض روایتون مین وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہنے کے بعد اپنے ہاتھ لٹکا دیتے تھے اور جب قرارت کا ارادہ کرتے تو دہنے کو بائین پر رکھ لیتے تھے تو یہ حدیث اگر صحیح ہو تو جو ہمنے ذکر کیا ہے اوس سے یہ بہتر ہے اور چاہیے کہ اللہ اکبر کی ہ کو تھوڑا سا پیش دی ایسا نہ کرے کہ ہ کی بعد واو معلوم ہو پیش کو بہت بڑھانے سے واو پیدا ہو جاتی ہے اور اکبر کی ب کے بعد الف نہ کہے کہ اکبار کہنا پایا جاوی اور اکبر کی ر کو جزم کرے اوسپر پیش نہ پڑھے یہ صورت اللہ کبہ کہنے اور اوسکے ساتھہ کی اعمال کی ہے

قرارت پھر شروع کی دعا پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ اللہ اکبر کے بعد یون ملا کر پڑھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اسکے بعد کہے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ تاکہ جتنے متفرق امور اخبار مین وارد ہین سب جمع ہو جاوین اور اگر امام کے پیچھے ہو اور امام اتنا لمبا سکتہ نکرے کہ جسمین نماز ی الحمد پڑھ لے تو اسی قدر دعا پر کفایت کرے اور اگر اکیلا ہو یا امام کے پیچھے مہلت پاوی تو بعد دعا کے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہکر سورۂ فاتحہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع کرے اور سب تشدیدون اور حرفون کو پورا پڑھے اور کوشش کرے کہ ضاد ظا مین ملنے نپاوی اور الحمد کے آخر مین آمین کچھہ کھینچکر کہے اور آمین کو وَلَا الضَّآلِّیْنَ مین نہ ملاوی اور نماز صبح اور مغرب اور عشا مین قرارت پکار کر پڑھے بشرطیکہ مقتدی نہو اور آمین پکار کر کہے پھر ایک سورت یا مقدار تین آیتون خواہ زیادہ کے پڑھے اور سورت کے آخر کو رکوع کے اللہ اکبر مین نہ ملاوی بلکہ دونون مین فاصلہ مقدار سبحان اللہ کہنے کا رکھے اور صبح کی نماز مین طوال مفصل پڑھے اور مغرب مین قصار مفصل اور ظہر اور عصر اور عشا مین وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ اور اوسکے مثل اور سورتین پڑھے اور صبح کی نماز مین سفر کی حالت مین قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے اور فجر کی سنتون اور دوگانہ طواف اور دوگانہ تحیت مین بھی یہی دونون پڑھے اور قرارت کی انتہا تک کھڑا رہے اور ہاتھہ اوسی طرح باندھے رہے جیسا اوپر ہم نے بیان کیا ہے رکوع اور اوسکے

طبرانی بروایت معاذ رض بسند ضعیف ۱۲ منہ

اسمین بہت بڑا ہے برائی مین اور رفع قرارت اللہ کو بہت بڑا کہنے سے ہے صحیح اور مسلم بروایت ابن عمر رض ۱۲ منہ

اسمین نے اپنا منہ کیا اوسی کی طرف جس نے بنائے آسمان و زمین ایک طرف کا ہو کر اور مین نہین شریک کرنے والا میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ کے لئے ہے جو صاحب سارے جہان کا

اسمین آخر کی تین شرطین ہیں کہ اوسکا اور بھی حکم ہوا ہے اور مین اون حکم بردارون مین سے ہون ۱۲ منہ

علی ابن ابی طالب رض ۱۲ منہ

تیری بڑائی کرتا ہون اور تیری تعریف کے ساتھ اور برکت والا ہے تیرا نام اور بڑی ہے تیری شان اور کوئی معبود نہین تیرے سوا ۱۲

دھیان نہو یہ قاعدہ قیام کا ہے جب قیام قبلہ رخ سیدھا کرلے اور ہاتھہ پاون بھی سب برابر ہون
اوسوقت قل اعوذ برب الناس شیطان سے محفوظ رہنے کے لیے پڑھے پھر تکبیر کہے اور اگر کسی مقتدی
کے آجانے کی توقع ہو تو اول اذان کہدے پھر نیت کو حاضر کری یعنے مثلاً ظہر مین دل کی اندر نیت
کرے اور کہے کہ مین ظہر کے فرض اللہ کے لیے ادا کرتا ہون اسمین ادا کے لفظ سے تو قضا سے
تمیز ہوجاوی گی اور فرض کے کہنے سے نفل سے علٰحدگی ہوگی اور ظہر کہنے سے عصر وغیرہ سے
فرق ہوجاوی گا اور چاہیے کہ ان الفاظ کے معانی دل مین موجود رہین کہ نیت اوسی کو کہتی ہین
الفاظ تو صرف یاد دلانے والے اور اونکے دل مین موجود ہونے کے اسباب ہین اور یہ کوشش
کرے کہ یہ نیت تکبیر کے آخر تک قائم رہے کہ غائب نہونے پاوی جب دلمین یہ بات موجود
ہوجاوی تو اپنے دونون ہاتھہ دونون شانون[1] تک اوٹھاوی اس طرح کہ دونون ہتھیلیان
مقابل دونون شانون کے ہون اور دونون انگوٹھے مقابل کانون کی لو کے اور اونگلیون
کے سر مقابل دونون کانون کے ہون تاکہ اس باب مین جتنی احادیث وارد ہین سب کا جامع ہو
اور دونون ہتھیلیون کو قبلہ رخ کرے اور اونگلیون کو کھلا رکھے یعنے نہ بند کرے نہ پھیلانی
مین تکلف کرے بلکہ اونکو اونکی طبیعت پر چھوڑ دی اسلیے کہ آثار مین اونکا پھیلانا اور ملا رکھنا
منقول ہے اور یہ صورت دونون کے درمیان ہی اس جہت سی یہی اولی ہے اور جبکہ ہاتھہ اپنی ٹھکانی پر
ٹھہر جاوین تب نیت کا دلمین حاضر کرنا اور اللہ اکبر کہنا اور ہاتھون کو جھکانا شروع کری اور اللہ اکبر پورا
کرکے دونون کو ناف کے اوپر اور چھاتی کے نیچے باندھے اسطرح کہ دہنا ہاتھہ اوپر ہو اور بایان نیچے
تاکہ دہنے کو فضیلت ہو کہ بائین کے اوپر رہے اور دہنے ہاتھہ کی انگشت شہادت اور بیچ کی اونگلی
بائین ہاتھہ کے ساعد پر پھیلاوی اور انگوٹھے اور چھنگلیا سے بائین کے پونہچے کو پکڑلے اور اللہ اکبر کہنا
روایتون مین ہاتھہ اوٹھانے کے ساتھہ[2] بھی آیا ہے جسوقت کہ وہ اوٹھکر ٹھہر جاوین اوسوقت
بھی آیا[3] ہے اور اونکو باندھنے کے لیے جھکانے کے ساتھہ بھی وارد[4] ہے اور ان کل صورتون مین
کچھہ حرج نہین لیکن جھکاتے وقت مین اللہ اکبر کہنا میرے نزدیک لائق تر ہے اسلیے کہ یہ کلمہ عقد کا ہی
اور ایک ہاتھہ کا دوسرے پر رکھنا اوس عقد کی صورت ہی اور یہ صورت ہاتھون کو جھکانی سے
شروع ہوتی ہے اور اونکے باندھنے تک پوری ہوتی ہے اور شروع اللہ اکبر کا الف ہی اور تمامی
رہے تو مناسب یہ ہے کہ فعل اور عقد مین مطابقت کا لحاظ کیا جاوی باقی رہا ہاتھون کا اوٹھانا
وہ اس شروع کا مقدمہ ہے اوس سے اسقدر مناسبت نہین جتنی جھکانے کی صورت سے ہے

[1] دونون شانون تک اوٹھانا صحیحین مین بروایت ابن عمر آیا ہے اور ابوداؤد مین کان کی لو تک اور مسلم مین کان کی چوٹی تک بروایت مالک بن حویرث مروی ہے ۱۲

[2] بخاری بروایت ابن عمر رض
[3] مسلم بروایت ابن عمر رض
[4] ابوداؤد بروایت ابو حمید ۱۲

مسجد کو جانا جنت کا موجب ہے - اور حضرت انس بن مالک رضؓ فرماتے ہین کہ جو شخص مسجد مین چراغ جلاوی تو جبتک اوسکی روشنی مسجد مین رہتی ہے تب تک اوس شخص کے لیے فرشتے اور عرش کے اوٹھانے والے مغفرت طلب کرتے ہین - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو زمین مین سے اوسکی نماز پڑھنے کی جگہہ اور آسمان مین سے اوسکے عمل کے چڑھنے کی جگہہ اوسپر روتی ہین اور اسکی تصدیق کے لیے یہ آیت پڑھی فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ اور حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا ہے کہ زمین اوس شخص پر چالیس روز روتی ہے - اور عطاء خراسانی نے کہا ہے کہ جو آدمی کسی جگہہ پر زمین سے سجدہ کرتا ہے تو وہ ٹکڑا زمین کا قیامت کو اوسکی شہادت دیگا اور جس روز وہ مریگا اوسپر رو دیگا - اور انس بن مالک رضؓ نے فرمایا ہے کہ جس زمین کے ٹکڑے پر خدای تعالی کا ذکر نماز سے خواہ یاد سے ہوتا ہے وہ ٹکڑا اپنے گرد کے ٹکڑون پر فخر کرتا ہے اور ذکر الہی کی بشارت انتہای ساتون درجون زمین تک پونچاتا ہے اور جو بندہ کہ کھڑا ہوکر نماز پڑھتا ہے اوسکے لیے زمین آراستہ ہوتی ہے - اور کہتے ہین کہ جس منزل مین لوگ اوترتے ہین صبح کو وہ منزل یا اوپر رحمت بھیجتی ہے یا لعنت کرتی ہے

دوسری فصل نماز کے اعمال ظاہری کی کیفیت اور تکبیر شروع اور اوس سے پہلے کے احوال کے ذکر مین

جب نمازی وضو سے اور بدن اور مکان اور کپڑے کی نجاست کے پاک کرنے سے فارغ ہوا اور ستر پہننے کا ناف سے لے کر زانو تک کرچکے تو چاہیے کہ قبلہ رخ دونون پاون مین کچھہ فاصلہ دیکر کھڑا ہو دونون پاون کو آپس مین نہ ملاوی اس طرح کھڑا ہونا آدمی کی فقہ اور سمجھہ پر دلالت کرتا ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین صفدا اور صفن سے منع فرمایا ہے صفد تو اوسکو کہتے ہین کہ دونون پاون ایک ساتھہ جوڑ لے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ اور صفن یہ ہے کہ ایک پاو نپر زور دیکر دوسرے کو ٹیڑھا کرلے جیسا اس آیت مین ہے اَلصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ یہ صورت تو دونون پاون مین قیام کے وقت قابل لحاظ ہے اور دونون زانو اور کمر مین یہ لحاظ چاہیے کہ سیدھے قائم رہین اور سر کو چاہیے سیدھا رہنے دی خواہ گردن جھکالی اور گردن جھکانا فروتنی کے قریب تر ہے اور نظر کو نیچا رکھتا ہے اور چاہیے کہ نظر جانماز پر رہے جسپر نماز پڑھتا ہے اور اگر جانماز نہو تو دیوار کے قریب کھڑا ہو یا اپنے اطراف مین لکیر کھینچ لے کہ نگاہ کی مسافت اس سے بھی کم ہو جاتی ہے اور فکر کو پراگندہ نہین ہونے دیتی اگر جانماز کے کنارون یا لکیر کے حدون سے نگاہ باہر نکلے تو اوسکو روکنا چاہیے اور اس قیام کو اسیطرح رکوع تک رکھنا چاہیے کہ کسی طرف

ف پھر نہ رویا اوپر آسمان اور زمین اور رتی اونکو ڈھیل ۱۲

۲ اسکو یعنی صفن کو مفضل نے نظری کی طرف منسوب کیا ہے مگر مجھے اسکا نشان نہین ملا ۱۲ منہ

ف یعنی ٹیڑھون مین ۱۲

ف یعنی قدم کھوڑ کے یعنے ٹیڑھا رکھنے یعنے پاون پر قدم کے باعث پاون ٹیڑھا کرکے کھڑی ہو ۱۲

نماز کو کھڑا ہوتا ہون اور کعبے کو اپنے ابرو کے سامنے اور پل صراط کو اپنے قدم کے تلے اور جنت کو دہنی طرف اور دوزخ کو بائین طرف اور ملک الموت کو پشت کی پیچھے کرتا ہون اور اس نماز کو سب سے پچھلی نماز جانتا ہون پھر خوف و رجا کے ساتھ کھڑا ہوا اللہ اکبر آواز سے کہتا ہون اور قرارت اچھی طرح پڑھتا ہون اور رکوع تواضع کے ساتھ اور سجدہ خشوع کے ساتھ کرتا ہون اور بائین سُرین پر بیٹھکر بائین پاون کو بچھالیتا ہون اور دہنے پاون کی انگوٹھے کو کھڑا رکھتا ہون اور ساری نماز مین اخلاص کا اتباع کرتا ہون پھر مین نہین جانتا کہ وہ مجھسے قبول ہوئی یا نہین اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ متوسط درجہ تفکر کے ساتھ ایک رات کی شب بیداری سے بہتر ہین جسمین دل غافل ہو

ساتوان بیان مسجد اور نماز کی جگہہ کی فضیلت مین

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا وَلَوْ کَمَفْحَصِ قَطَاۃٍ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ قَصْرًا فِی الْجَنَّۃِ اور فرمایا لَمَنْ اَلِفَ الْمَسْجِدَ اَلَفَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور فرمایا اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ اور فرمایا کہ مسجد کے ہمسایے کی نماز بجز مسجد کے اندر پڑھنے کے نہین ہوتی۔ اور فرمایا کہ فرشتے تم مین سے ایک پر رحمت بھیجتے رہتے ہین جبتک کہ وہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہہ مین رہتا ہے فرشتے کہتے ہین کہ الٰہی اس شخص پر رحمت بھیج الٰہی اسپر مہر کر الٰہی اوسکو بخشدے بشرطیکہ نمازی بے وضو نہو جاوے یا مسجد سے باہر نجاوے۔ اور فرمایا کہ آخر زمانے مین میری امت مین سے کچھہ لوگ آوینگے کہ مسجدون مین آکر حلقہ بنا کر بیٹھینگے اونکا ذکر دنیا اور دنیا کی محبت ہوگی تم اونکے پاس مت بیٹھنا کہ اللہ تعالے کو اون سے کچھہ مطلب نہین۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالے نے اپنی بعض کتابون مین فرمایا ہے کہ میری زمین مین میرے گھر مسجدین ہین اور میری زیارت کرنے والے اونکے اندر وہ ہین جو اونکو آباد رکھنے والے ہین پس خوشحالی ہے اوس بندے پر کہ اپنے گھر سے پاک و صاف ہوکر میرے گھر مین میری زیارت کو آوے اور گھر والے پر حق ہے کہ اپنے یہان آنے والے کا اکرام کرے۔ اور فرمایا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے تو اوسکے ایمان کی گواہی دو۔ اور حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد مین بیٹھے وہ اپنے رب کے ساتھہ ہمنشینی کرتا ہے تو اوسکے حق مین نہایت مناسب یہ ہے کہ بجز خیر کے اور کچھہ نہ کہے۔ اور کسی قول تابعی یا حدیث مین مروی ہے کہ مسجد مین بات کرنی نیکیون کو ایسا کھاتی ہے جیسے چوپائے گھاس کو کھاتے ہین۔ اور نخعی رح فرماتے ہین کہ اکابر سلف کا اعتقاد یہ تھا کہ اندھیری رات مین

کسی نے کہا کہ کیا نماز مین تمکو کبھی نہین ستاتی کہ تم اوسکو ہٹا دو فرمایا کہ مین اپنی نفس کو ایسی چیز کا عادی نہین کرتا کہ میری نماز کو فاسد کر دی سائل نے کہا کہ تم کو صبر کیسے ہوتا ہے فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ فاسق بادشاہی کوڑون کے نیچے صبر کرتے ہین تاکہ لوگ کہین کہ بڑی صابر ہین اور اس بات کا آپس مین فخر کرتے ہین اور مین تو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا رہتا ہون تو کیا اوسکی مکھی سے جنبش کرون - اور مسلم بن یسار سے روایت کرتے ہین کہ جب وہ نماز کا ارادہ کرتے تھے تو اپنے گھر والون سے کہتے کہ تم آپس مین باتین کرو اب مین تمھاری گفتگو نہین سنون گا اور ایک روز وہ بصری کی جامع مسجد مین نماز پڑھتے تھے کہ مسجد کی ایک طرف گر گئی اسکے لیے لوگ جمع ہوئے مگر اونکو نماز سے فارغ ہونے تک کچھہ بھی معلوم نہوا - اور حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا دستور تھا کہ جب وقت نماز کا آتا تو آپ کا نپتے اور چہرے کا رنگ بدل جاتا پس اونسے لوگ پوچھتے کہ یا امیر المومنین آپکا کیا حال ہے فرماتے کہ اوس امانت کا وقت آیا جسکو اللہ تعالے نے آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پیش کی اور اوسکے اوٹھانے سے سب نے انکار کیا اور انسانون نے اوسکو اوٹھایا - اور حضرت امام زین العابدین رضہ سے مروی ہے کہ جب وضو کرتے تو آپ کا رنگ زرد ہو جاتا آپ کی اہل خانہ نے پوچھا کہ وضو کے وقت آپ کی یہ کیا عادت ہے آپ نے فرمایا کہ تم جانتی نہین کہ مین کسی شخص کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہون - اور حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی مناجات مین کہا کہ الٰہی تیرے گھر مین یعنی جنت مین کون رہے گا اور تو کس شخص کی نماز قبول کرتا ہے اللہ تعالے نے اونکو وحی بھیجی کہ ای داؤد جو شخص میری عظمت کے سامنے فروتنی کرتا ہے اور اپنا دن میری یاد مین کاٹتا ہے اور اپنے نفس کو میرے سبب شہوات سے روکتا ہے بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اور مسافر کو جگہہ دیتا ہے اور مصیبت والے پر ترس کھاتا ہے وہی میرے گھر مین رہیگا اور اوسی کی مین نماز قبول کرتا ہون اسی شخص کا نور آسمانون مین مثل آفتاب کے چمکتا ہے اگر وہ مجھکو پکارتا ہے تو مین جواب دیتا ہون اور جو مجھسے مانگتا ہے مین اوسکو عطا کرتا ہون جہل کو مین اوسکے لیے علم کر دیتا ہون اور غفلت کو اوسکے لیے ذکر اور اندھیرے کو اوجالا کر دیتا ہون اوسکی مثال لوگون مین ایسی ہے جیسے جنت فردوس اوپر کی بہشتون مین ہے کہ نہ اوسکی نہرین خشک ہون نہ میوے بگڑین - اور حاتم اصم کے حال مین کہتے ہین کہ اونسے کسی نے اونکی نماز کا حال دریافت کیا فرمایا کہ جب نماز کا وقت ہوجاتا ہے تو مین وضو کامل کرکے اوس جگہہ آتا ہون جہان نماز پڑھنے کا ارادہ ہو وہان آکر بیٹھتا ہون یہانتک کہ میرے اعضا سب مطمئن ہو جاوین پھر مین

نمازی کی نماز مقبول نہین کرتا بلکہ اوس شخص کی نماز قبول کرتا ہون جو میری عظمت کے سامنے فروتنی کرے اور میرے بندون پر تکبر نکرے اور بھوکے فقیر کو کھانا میرے رضا کے لیے کھلا دی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز کا فرض ہونا اور حج اور طواف کا حکم ہونا اور دوسرے ارکان کا مقرر ہونا صرف ذکر الٰہی کے برپا کرنے کے لیے ہے پس اگر تیرے دل مین جو مقصود ہے اوسکی یاد نہو اور عظمت اور ہیبت مطلوب سے تیرا دل خالی ہو تو تیرے ذکر کی قیمت کچھہ نہین۔ اور جس شخص کو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی اوسکو ارشاد فرمایا کہ اِذَا صَلَّیْتَ فَصَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ یعنے اپنے نفس اور خواہش اور عمر کو رخصت کرکے اپنے مولے کیطرف چلے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِیْهِ اور فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اوسکی نماز فحش اور برائی سے منع نکرے تو وہ خدای تعالے سے دور ہی ہوتا جاوے گا۔ اور نماز تو خدای تعالے سے مناجات کرنے کا نام ہے تو غفلت کے ساتھہ کیسے ہو جاوے گی۔ اور بکر بن عبد اللہ کا قول ہے کہ ای ابن آدم اگر تو اپنے آقا کے پاس بدون اوسکی اجازت کے جانا چاہے اور بدون کسی درمیانی واسطے کے اوس سے گفتگو کرنی چاہے تو ہو سکتا ہے لوگون نے کہا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہا کہ وضو کامل کرکے محراب مین جا کھڑی ہو کہ اپنے آقا کے سامنے بدون اجازت چلے جاؤ گے پھر اوس سے بدون ذریعہ درمیانی باتین کرو۔ اور حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتین کیا کرتے تھے اور ہم آپ سے کچھہ کہتے تھے مگر جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو آپ گویا ہمکو نجانتے تھے اور ہم آپ کو نہ پہچانتے تھے اسقدر خدای تعالے کی عظمت مین مشغول ہوتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى صَلٰوۃِ لَا یَحْضُرُ الرَّجُلُ فِیْهَا قَلْبَهٗ مَعَ بَدَنِهٖ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز کو کھڑے ہوتے تو اونکے دل کی آواز اضطراب و میل کی فاصلی پر سنائی دیتی تھی اور سعید تنوخی رح جب نماز پڑھتے تو اونکے آنسو رخسارون پر سے ڈاڑھی پر گرنے سے نہ تھمتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز مین اپنی ڈاڑھی سے کھیلتا ہے فرمایا کہ اگر اسکا دل خشوع کرتا تو اسکے اعضا بھی خشوع کرتے۔ اور روایت ہے کہ حضرت حسن بصری رح نے ایک شخص کو دیکھا کہ کنکرون سے کھیل رہا ہے اور کہتا ہے کہ الٰہی میرا نکاح حور عین سے کر دی آپ نے فرمایا کہ تو اچھا نوشہ نہین کہ منگنی حور عین سے چاہتا ہے اور کنکرون سے کھیلتا ہے۔ اور خلف بن ایوب سے

۱ ابو داود و ترمذی بروایت عائشہ رضہ بدون ذکر نماز ظہر تک ۱۲

۲ حسب تقصیر ہو فروتنی کی سی نماز پڑھے ۱۲ منہ

۳ بروایت ابو ایوب رضہ و حاکم بروایت سعد بن ابی وقاص رضہ ۱۲ منہ

۴ اور بخاری و مسلم بروایت ابن عباس رضہ ۱۲ منہ

۵ اور بیہقی بروایت ابن عباس رضہ ۱۲ منہ

۶ اور طبرانی بروایت ابن عباس رضہ ۱۲ منہ

۷ اور بیہقی بروایت ابن عباس رضہ ۱۲ منہ

۸ در کتاب الطاعۃ بروایت حسن بصری رسلا ۱۲ منہ

۹ انوی رح ضعیف حدیثون مین بروایت سوید بن غفلہ مرسلا بیان کی ہے ۱۲ منہ

۱۰ اللہ تعالی ایسی نماز کی طرف نظر نہین کرتا جس مین آدمی اپنا دل مع بدن حاضر نکرے ۱۲ منہ

۱۱ یہ حدیث ان الفاظون سے نہین ملی مگر ابو منصور دیلمی نے مسند فردوس مین بروایت ابان کعب الاحبار بیان کی ہے ۱۲ منہ

۱۲ علامہ حجی رح شہید قلبہ مع بدنہ روایت کیا ہے ۱۲ منہ

اور بعضون نے کہا ہے کہ اس سے غرض وہ روشنی ہے کہ وضو کے نشان کی جہت سے قیامت کو چہرے پر ہوگی۔ اور ایک حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی سجدہ کی آیت پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان علٰحدہ ہوکر روتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے مصیبت اسکو سجدے کا حکم ہوا اسنے سجدہ کیا تو اسکو جنت ہوئی اور مجکو سجدے کا حکم ہوا اور مین نے نمانا تو مجکو دوزخ ملی۔ اور علی بن عبداللہ بن عباس رضہ سے مروی ہی کہ وہ ہر روز ہزار سجدے کیا کرتے تھے۔ اور لوگ اسی جہت سے اونکو سجاد کہتے تھے اور مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رح بجز بہتی کے اور کسی چیز پر سجدہ نہ کرتے تھے۔ اور یوسف بن اسباط رح کہا کرتے تھے کہ ای گروہ جوانان مرض سے پیشتر تندرستی کیطرف سبقت کرو کہ مین بجز اوس شخص کے اور کسی پر حسد نہین کرتا جو اپنا رکوع اور سجدہ پورا کرتا ہے اور مجھ مین اور رکوع سجدہ کرنے مین اب مرض حائل ہوگیا ہے۔ اور سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ مین دنیا کی کسی چیز پر رنج نہین کرتا بجز سجدہ کے۔ اور عقبہ بن مسلم نے کہا ہے کہ کوئی خصلت بندہ مین اللہ تعالے کے نزدیک اس سے محبوب تر نہین کہ بندہ خدائے تعالے کے ملنے کو پسند کرے اور کوئی ساعت ایسی نہین جسمین بندے کو قرب الٰہی زیادہ ہو بجز سجدہ کرنے کی ساعت کے اور حضرت ابو ہریرہ رضہ نے فرمایا ہے کہ بندہ زیادہ تر قریب خدا ہی تعالے سے سجدے کی وقت ہوتا ہی پس سجدہ مین زیادہ دعا کیا کرو

چھٹا بیان خشوع یعنے فروتنی کی فضیلت مین

اللہ تعالے فرماتا ہے وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ اور فرمایا وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ اور فرمایا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ اس مین سکاری سے بعضون نے یہ مراد لی ہے کہ کثرت غم سے متوالے ہون اور بعضون نے کہا کہ دنیا کی محبت سے مست ہون۔ اور وہب رح فرماتے ہین کہ مراد اس سے ظاہر معنے ہین کہ نشے سے مست ہو غرض کہ اس مین تنبیہ ہے دنیا کے نشے پر کیونکہ علت کو بیان فرمادیا ہے کہ جب تک تم جانو کہ کیا کہتے ہو اور بہت سی نمازی ایسے ہوتے ہین کہ نشا نہین پیے ہوئے ہین مگر اونکو نہین خبر ہوتی کہ نماز مین کیا کہہ رہے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهٗ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ مِّنَ الدُّنْيَا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ اور فرمایا کہ اِنَّمَا الصَّلٰوةُ تَمَسْكُنٌ وَتَوَاضُعٌ وَتَضَرُّعٌ وَتَبَاؤُسٌ وَتَنَادُمٌ وَتَرْفَعُ يَدَيْكَ وَتَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُمَّ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَهِيَ خِدَاجٌ اور اللہ تعالے سے بعض پہلی کتابون مین یون مروی ہی کہ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ مین ہر ایک

آیت ۱ سلم بروایت ابو ہریرہ رضہ ۱۲ منہ
آیت ۲ اور نماز کھڑی رکھ میری یاد کو ۱۲ منہ
آیت ۳ اور مت ہو تم مانند ان لوگون کے جنہون نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہین سنتے ۱۲ منہ
آیت ۴ کہ جب تم نشہ مین ہو تو نماز کے نزدیک نہ جاؤ جبتک کہ سمجھنے لگو جو کچھ کہتے ہو ۱۲ منہ
آیت ۵ جو شخص دو رکعتین نماز پڑھے کہ اوسمین اپنے جی مین کوئی بات دنیا کی نہ کرے تو اوسکے اگلے گناہ بخشے جاوینگے ۱۲ منہ
ابن ابی شیبہ نے مرسلاً اور ابن ابی حاتم نے موصولاً روایت کیا ہے اور صحیحین مین بروایت عثمان رضہ مسطور ہے ۱۲ منہ

کہ زیادہ ہے اور
نماز مین اور قرآن مین مشغول ہونا اور
نماز کا خشوع اور تضرع کے ساتھ پڑھنا
اور خشوع خوف اور ترس کا بیان
خشوع کی فضیلت اور اسکے نشانون
جنانچہ سے اور اسکے ذریعے دور کرنے
ہاتھ اور جو اسطرح
کہ الٰہی یارب اور جو اسطرح
نماز کو قرار دہ نماز نہ پڑھے
فضل
فروتنی سے بعد روایت
بن عباس رضہ کی قریب
انتہا طبرانی نے روایت کیا ہے ۱۲

مصیبت سے آسان ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہین کہ جس شخص نے اذان سنی اور نماز کو حاضر نہوا اوسنے بہتری کا قصد نہ کیا نہ اوس سے کچھ بھلائی مقصود ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضہ نے فرمایا ہے کہ آدھی کے کانون مین رانگ پگلا کر بھر دیا جاوی تو اس سی بہتر ہے کہ اذان سنے اور نماز کو نہ آوی۔ اور مروی ہی کہ میمون بن مہران مسجد مین آئے کسی نے اون سے کہا کہ لوگ نو نماز پڑھکر چلے گئے کہا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اِس جماعت کی نماز کی فضیلت مجکو عراق کی حکومت کی نسبت کہ زیادہ پسند ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین مَنْ صَلّٰی اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا الصَّلَوَاتِ فِیْ جَمَاعَۃٍ لَا تَفُوْتُہٗ فِیْہَا تَکْبِیْرَۃُ الْاِحْرَامِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بَرَاءَتَیْنِ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ اور کہتے ہین کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو کچھ لوگ ایسے اوٹھین گے کہ اونکے چہرے روشن ستارے کی طرح چمکتے ہونگے فرشتے اونسے کہین گے کہ تمھارے اعمال کیا تھے وہ کہین گے کہ جب ہم اذان سنا کرتے تھے تو طہارت کو اوٹھ کھڑے ہوتے تھے پھر دوسرا کام ہمکو درپیش ہوتا تھا پھر ایک جماعت اوٹھی کہ اونکے مُنہ چاند جیسے ہونگے وہ فرشتون کے سوال کے بعد یہ کہین گے کہ ہم وقت سی پہلے وضو کیا کرتے تھے پھر لوگ ایسے اوٹھین گے کہ اونکے چہرے آفتاب کی طرح چمکتے ہون گے وہ یہ کہین گے کہ ہم اذان مسجد ہی مین سنا کرتے تھے۔ اور روایت ہے کہ اکابر سلف سے اگر تکبیر اولیٰ فوت ہوجاتی تھی تو تین دن اپنے نفسون پر سختی کرتے تھے اور اگر جماعت فوت ہوتی تھی تو سات روز

پانچوان بیان سجدے کی فضیلت مین

۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین مَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَی اللّٰہِ بِشَیْءٍ اَفْضَلَ مِنْ سُجُوْدٍ خَفِیٍّ اور فرمایا مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَسْجُدُ لِلّٰہِ سَجْدَۃً اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ بِہَا دَرَجَۃً وَحَطَّ عَنْہُ بِہَا سَیِّئَۃً اور مروی ہی کہ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیے کہ مجکو آپ کی شفاعت والون مین سے کرے اور جنت مین آپ کی رفاقت نصیب کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کثرت سجدہ سے میری مدد کر۔ اور مروی ہی کہ بندہ زیادہ تر قریب اللہ تعالیٰ سے اوسوقت ہوتا ہے کہ سجدہ کرنے والا ہو اور یہی مراد ہے اس ارشاد خداوندی مین وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے سِیْمَاہُمْ فِیْ وُجُوْہِہِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ اس آیت مین اثر سجدہ سے بعضون نے یہ مراد لی ہے کہ سجدہ کے وقت جو چہرہ پر خاک لگ جاتی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ نور خشوع ہے جو باطن سے ظاہر پر چمکتا ہے اور یہ قول اصح ہے

ف جو شخص جماعت مین پہونچے اس طرح کہ تکبیر اولیٰ فوت نہو اور اسکے لیے دو علیحدہ علیحدہ رہنا دوسرے سے ایک نفاق سے علیحدہ رہنا ۱۲

ف بندہ کسی چیز سے اللہ تعالےٰ کا تقرب نہین نسبت کرسکتا بجز سجدہ کی ۱۲

ف جو مسلمان اللہ تعالےٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے اللہ تعالےٰ اوس سجدے سے اوسکا ایک درجہ بڑھا دیتا ہے اور ایک بدی اوسکی دور کرتا ہے ابن ماجہ روایت عبادہ بن صامت ۱۲ مسلم روایت ربیعہ بن کعب سلمی اور بدی محو کرتا ہے مسلم بروایت ابو امامہ ۱۲

ف اور سجدہ کرو اور نزدیک ہو ۱۲ ف یا اونکا اثر ہے منہ پر سجدے کی خاک کا ۱۲

لپیٹی جاتی ہی اور اوس شخص کے منہ پر ماری جاتی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون مین سے چوری مین سب سے برا وہ ہے جو اپنی نماز مین سے چوراوی۔ اور حضرت ابن مسعود اور سلمان فارسی رض فرماتے ہین کہ نماز ایک پیمانہ ہے جو پورا دیگا پورا پاویگا اور جو اوسمین کمی کرے گا تو اوسکو معلوم ہی ہے کہ اللہ تعالے نے پیمانے کے کم کرنے والے کے باب مین کیا کہا ہے **چوتھا بیان** جماعت کی فضیلت مین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صَلٰوۃُ الْجَمْعِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً۔ اور حضرت ابو ہریرہ رض راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو بعض نمازون مین نپایا تو فرمایا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ کسی شخص کو لوگون کو نماز پڑھانے کا حکم کرون اور خود اون لوگونکو تلاش کرون جو نماز مین نہین آتے اور اونکے گھر پھونک دون اور ایک روایت مین یون ہے کہ مین اون لوگون کی طرف جاؤن جو نماز سے بیٹھ رہتے ہین پھر حکم کرون کہ لکڑیون کے گٹھون سے اونکے گھر پھونک دیے جاوین اور اگر اون مین سے کسی کو یہ معلوم ہو کہ مجکو پر گوشت ہدی یا عمدہ پائے بکری کی ملین گے تو نماز عشا مین ضرور آوی۔ اور حضرت عثمان رض مرفوعاً فرماتے ہین کہ جو شخص نماز عشا مین حاضر ہوا وہ گویا آدھی رات شب بیدار رہا اور جو صبح کی نماز مین آیا وہ گویا ایک رات شب بیدار ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص جماعت مین نماز پڑھتا ہی تو اوسکا سینہ عبادت سے پر ہو جاتا ہے اور سعید بن مسیب رض فرماتے ہین کہ بیس برس کے عرصے سے میرا یہ حال ہے کہ جب موذن نے اذان دی ہے تو مین مسجد ہی مین ہوا ہون۔ اور محمد بن واسع نے فرمایا ہے کہ مین دنیا سے صرف تین چیزین چاہتا ہون اول بھائی کہ جب مین کج ہون مجھے سیدھا کر دے دوسری غذا رزق حلال سے کہ خالی از حق غیر ہو تیسری نماز جماعت کی کہ اوسکی بھول مجھسے معاف کر دی جاوی اور اوسکی بزرگی میری لیے لکھ دی جاوی۔ اور روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رض نے ایکبار کچھ لوگون کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ اسوقت شیطان میری ساتھ لگا تھا یہانتک کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ مجکو اورون پر بڑائی ہے اب مین امامت کبھی نکرون گا۔ اور حضرت حسن بصری رح کا قول ہے کہ جو آدمی علما کے پاس آمد و رفت نرکھتا ہو اوسکے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ اور نخعی رح فرماتے ہین کہ جو شخص لوگون کی امامت بدون علم کے کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ سمندر کے پانی کو ناپتا ہے کہ اوسکی کمی اور بیشی کو کچھ نہین جانتا۔ اور حاتم اصم کا قول ہے کہ مجکو ایکبار جماعت کی نماز نہ ملی تو ابو اسحاق بخاری نے صرف میری تعزیت کی اور اگر میرا لڑکا مر جاتا تو دس ہزار آدمیون سے زیادہ تعزیت کرتے مگر یہ کہ دین کی مصیبت لوگون کے نزدیک دنیا کی

مصیبت

۱ احمد و حاکم بروایت ابو قتادہ رض ۱۲
۲ جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ ہے ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابن عمر رض ۱۲
۳ بخاری و مسلم ۱۲
۴ بخاری و مسلم ۱۲
۵ مسلم مین مرفوعاً ہے اور ترمذی مین موقوفاً ۱۲
۶ محمد بن نصر نے سعید بن مسیب سے موقوفاً روایت کیا ہے اور مرفوعاً مجکو نہین ملی ۱۲

اوسکو نیکی لکھی جاوے گی اور دوسری پر ایک بدی مٹادی جاوی گی پس اگر تم مین ہی کوئی تکبیر سنے تو دوڑنا نچاہیے کیونکہ بڑا ثواب اوسی کو ہوگا جسکا گھر دور ہوگا لوگون نے پوچھا کہ اسکی کیا وجہ ہے فرمایا کہ قدمون کی کثرت کی جہت سے ثواب کی کثرت ہی۔ اور مروی ہی کہ قیامت مین جو آدمی کے اعمال دیکھے جاوین گے اون مین سب سے اول نماز ہوگی وہ اگر پوری پائی جاوی گی تو اوسکے سارے عمل مقبول ہون گے اور اگر اوسمین نقصان ہوگا تو تمام عمل اوسکے نامنظور ہونگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رض کو ارشاد فرمایا کہ اے ابو ہریرہ اپنے گھر والون کو نماز پڑھنے کا حکم کر خدای تعالے انجکو روزی ایسی جگہ سے پونہچاوی گا کہ تو نجانتا ہو۔ اور بعض علما کا قول ہے کہ نمازی کا حال مثل سوداگر کے ہے کہ جب تک اوسکو سرمایہ حاصل نہین ہوتا نفع نہین ملتا اسی طرح نمازی کی نفلین مقبول نہین ہوتین جبتک کہ فرض کو ادا نہین کر لیتا اور حضرت ابوبکر رض جب نماز کا وقت آتا تو فرماتے کہ کھڑے ہو اور جاگ تم نے بھر کائی ہی اوسکو بجھاؤ یعنے نماز کو اپنے گناہون کا کفارہ کرو **تیسرا بیان** ارکان کے پورا کرنے کی فضیلت مین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ نماز فرض کی مثال لمبند ترازو کی ہے جو پورا دے گا پورا لے گا۔ اور یزید رقاشی کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز برابر تھی گویا تلی ہوئی ہے یعنے سب ارکان پوری ایک طرح ادا فرماتے تھے۔ اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دو شخص میری امت مین کے نماز کے لیے کھڑی ہوتے ہین اون دونون کا رکوع اور سجدہ ایک ہی ہے مگر دونون کی نمازون مین زمین و آسمان کا فرق ہی۔ اس مین آپ نے خشوع کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالے قیامت کے دن اوس بندی کیطرف نہ دیکھے گا جو رکوع اور سجدہ کے درمیان مین اپنی پشت سیدھی نہین کرتا۔ اور فرمایا کہ جو شخص نماز مین اپنا منہ پھیرتا ہے کیا وہ اس بات سے نہین ڈرتا کہ خدای تعالی اوسکے منہ کو گدھے کے منہ سے بدل دی۔ اور فرمایا کہ جس شخص نے نماز کو اوسکے وقت پر پڑھا اور اوسکے لیے وضو اچھی طرح کی اور اوسکا رکوع اور سجدہ اور خشوع پورا کیا تو وہ نماز روشن ہوکر اوپر چڑھتی ہے اور کہتی ہی کہ خدای تعالے تیری حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی اور جسنے نماز کو بے وقت پڑھا اور وضو پوری نکی اور نہ اوسکے رکوع اور سجدہ اور خشوع کو کامل طور پر ادا کیا تو یہ نماز سیاہ رنگ ہوکر اوپر جاتی ہے اور کہتی ہی کہ خدای تعالی تجکو ضائع کرے جیسا تو نے مجھے ضائع کیا یہانتک کہ جب وہان پہونچتی ہے جہان خدا کی مرضی ہو تو وہ کپڑی کیطرح

۱ اصحاب سنن و حاکم
۲ روایت ابو ہریرہ رض
۳ آخر اس حدیث کی نہین
۴ ابن مبارک
۵ روایت حسن رسلا
۶ ابن مبارک نے روایت کی ہے
۷ ابن ابی الدنیا نے
۸ اور اس حدیث کو ابن ابی الدنیا
۹ ابو ایوب انصاری کی روایت
۱۰ حدیث موقوف ہے ابو ہریرہ رض
۱۱ ابن ابی الدنیا
۱۲ ابن عدی
۱۳ بخاری اور مسلم
۱۴ روایت ابو ہریرہ رض
۱۵ شخص اپنا
۱۶ کیا وہ اس بات سے نہین
۱۷ ابو داؤد
۱۸ ابن ابی الدنیا

دوسرا بیان فرض نماز کی فضیلت مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین خمس صلوات کتبھن اللہ علی العباد فمن جاء بھن ولم یضیع منھن شیئا استخفافا بحقھن کان لہ عند اللہ عھد ان یدخلہ الجنۃ ومن لم یات بھن فلیس لہ عند اللہ عھد ان شاء عذبہ وان شاء ادخلہ الجنۃ اور فرمایا کہ پانچون نمازون کی مثال ایسی ہے جیسے بہت شیرین پانی کی نہر تم مین سے کسی کے دروازے پر ہو اور وہ اوسمین دن بھر مین پانچ بار گھستا ہوا تو یہ پانچ بار نہانا تمھاری دانست مین اوسپر کچھ میل چھوڑیگا لوگون نے عرض کیا کہ کچھ نہ چھوڑیگا آپ نے فرمایا کہ تو پانچون نمازین گناہون کو ایسا ہی دور کرتی ہین جیسے پانی میل کو دور کرتا ہے اور ایک حدیث مین فرمایا اِنَّ الصَّلَوَاتِ کَفَّارَۃٌ لِّمَا بَیْنَھُنَّ مَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ اور فرمایا کہ ہم مین اور منافقون مین فرق عشا اور صبح کا حاضر ہونا ہے کہ منافق ان دونون مین نہین آسکتے اور فرمایا جو شخص اللہ سے ملے اور وہ نماز کا تلف کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اوسکی نیکیون مین سے کسی کا اعتبار نکریگا۔ اور فرمایا کہ نماز دین کا رکن ہے جسنے اوسکو ترک کیا اوسنے دین کو مسمار کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا کہ اعمال سے کونسا افضل ہے آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنی۔ اور فرمایا کہ جو شخص نماز پنجگانہ کی حفاظت کرے کہ وضوی کامل سے عین وقت پر ادا کرے تو وہ نماز قیامت کو اوسکے لیے نور اور برہان ہوگی اور جو کوئی اوسکو تلف کرے گا اوسکا حشر فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا۔ اور فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے۔ اور فرمایا کہ خدای تعالے نے توحید کے بعد اپنی مخلوق پر نماز سے محبوب تر کوئی چیز نہین فرض کی اور اگر نماز سے محبوب تر خدای تعالیٰ کے نزدیک کوئی اور چیز ہوتی تو فرشتون کے لیے اوسکو عبادت مقرر فرماتا حالانکہ اون سے نماز کے افعال لیتا ہے کہ کوئی اون مین سے رکوع کرنے والا ہے اور کوئی سجدہ کرنے والا اور کوئی کھڑا ہے کوئی بیٹھا۔ اور فرمایا کہ جس شخص نے نماز کو جانکر چھوڑا وہ کافر ہوگیا۔ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ شخص کفر کے قریب ہوگیا کہ اوسکے تمسک کی چیز ڈھیلی ہوگئی اور سہارا گر گیا جیسے کوئی شخص شہر کے قریب پہونچتا ہے تو کہا کرتے ہین کہ شہر مین آگیا اور پہونچ گیا۔ اور ایک حدیث مین آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے نماز جان کر چھوڑی اوس سے ذمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بری ہوگیا۔ اور حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے پھر نماز کا قصد کرکے گھر سے نکلے تو جبتک نماز کی نیت کرے گا اوسوقت تک اپنی نماز ہی مین رہیگا اور ایک قدم پر

کہ وقت حاجت مفتی کے واسطے ذخیرہ ہون کہ کام کے وقت انکی طرف رجوع کرین اور بددلی
اور اب ہم اس باب مین صرف وہ باتین لکھتے ہین کہ طریق آخرت کے ارادہ کرنے والے کے لیے ضروری
ہین یعنے نماز کے اعمال ظاہری اور اسرار باطنی ترتیب تحریر کرتے ہین اور اوسکے خفیہ معانی کے
دقائق کو واضح کرتے ہین اور خشوع اور اخلاص اور نیت کے معنے شرح وار بیان کرتے ہین کہ ان
امور کو فن فقہ مین لکھنے کی عادت نہین اور اس باب کو سات فصلون پر منقسم کرتے ہین

فصل اول نماز اور سجدہ اور جماعت اور اذان وغیرہ کی فضیلت مین مشتمل سات بیانون پر

بیان اول اذان کی فضیلت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ قیامت کے دن
تین آدمی مشک سیاہ کے ٹیلون پر ہونگے کہ نہ اونکو خوف حساب ہوگا نہ اور کسی طرح کی دہشت یہانتک
کہ اوس حال سے فراغت کیجاوی کہ لوگون مین ہوگا ایک تو وہ شخص جسنے خدای تعالی کی رضا جوئی
کے لیے قرآن مجید پڑھا ہوگا اور لوگون کی امامت کی ہوگی اور وہ اوس سے خوش رہے ہونگے
اور ایک وہ شخص جسنے مسجد مین خدای تعالی کی مرضی کی طلب مین اذان دی ہوگی اور لوگون کو
خدای تعالی کیطرف بلایا ہوگا اور ایک وہ شخص کہ دنیا مین غلامی مین مبتلا ہوگیا ہو اور اسباب نے
اوسکو آخرت کے عمل سے نہ روکا ہو اور فرمایا لا یسمع صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیء
الا شہد لہ یوم القیمۃ اور فرمایا کہ اللہ تعالی کا ہاتھ موذن کے سر پر ہتا ہی یہانتک کہ اپنی
اذان سے فارغ ہو۔ اور بعض مفسرون نے کہا ہے کہ آیت ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ
وعمل صالحا موذنون کی باب مین اتری ہی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اذا سمعتم
النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن اور یہ امر اچھا اور مستحب ہی کہ جو موذن کہی وہی آپ بھی
کہا جاوی مگر جب وہ حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کہے تو سننے والا کہے لا حول ولا قوۃ
الا باللہ اور جب وہ کہے قد قامت الصلوۃ تو کہے اقامہا اللہ وادامہا ما دامت السموات
والارض اور فجر کی اذان مین جب کہے الصلوۃ خیر من النوم تو کہے صدقت وبررت
اور جب اذان کہہ چکے تو یہ دعا پڑھے اللہم رب ہذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ
القائمۃ آت محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ المقام المحمود
الذی وعدتہ انک لا تخلف المیعاد اور سعید بن مسیب فرماتے ہین کہ جو شخص جنگل مین نماز
پڑھے تو ایک فرشتہ اوسکے دہنے سے نماز پڑھتا ہے اور ایک بائین جانب پس اگر اذان اور تکبیر
کہتا ہی تو اوسکے پیچھے بیہاڑون کے برابر فرشتے نماز پڑھتے ہین ٭

ان لوگون کو دین سے کچھ بہرہ نہین **ساتوین** ڈاڑھی مین کچھ بڑھا لینا یعنے دونون خسارون پر جو بال کنپٹیون کے ہوتے ہین اور واقع مین وہ سر کے ہین اونکو داڑھی مین شمار کرنا اور جبڑے کی ہدی سے تجاوز کرکے نصف رخسار تک نوبت پونہچانی یہ بھی مکروہ ہے کہ نیکبختون کی صورت سے مخالف ہے **آٹھوین** ڈاڑھی مین لوگون کے واسطے کنگھی کرنی۔ بشر رح فرماتے ہین کہ ڈاڑھی مین دو جنجال ہین لوگون کی خاطر کنگھی کرنی اور زیادہ جتلانے کو اوسکو بھی چھوڑنی **نوین** اور **دسوین** ڈاڑھی کی سیاہی خواہ سفیدی کو عجب کی نگاہ سے دیکھنا اور یہ برائی تمام اجزای بدن مین ہوسکتی ہے بلکہ سب افعال اور اخلاق مین عجب کرنا برا ہے چنانچہ اوسکا بیان عنقریب آویگا۔ غرض کہ زینت اور نظافت کے اقسام مین سے ہمکو اسی قدر بیان کرنا منظور تھا اور تین حدیثون سے جسم کے اندر بارہ چیزین مسنون پائی گئی ہین پانچ اون مین سے سر مین ہین مانگ نکالنا کلی کرنی ناک مین پانی دینا مونچھون کا کترنا مسواک کرنی اور تین ہاتھ اور پاؤن مین ہین یعنے ناخن تراشنا اور اوپر کی سلوٹین اونگلیون کی اور نیچے کے جوڑون کو صاف کرنا اور چار جسم مین ہین یعنے بغل کے بال اوکھاڑنے اور موی زیر ناف مونڈنی اور ختنہ کرنے اور پانی سے استنجا کرنا یہ سب امور احادیث مین وارد ہین اور چون کہ غرض اس کتاب مین طہارت ظاہری سے متعرض ہونے سے ہے نہ باطن کے پاک کرنے سے اسی لیے مناسب ہے کہ ہم اسی قدر پر اکتفا کرین اور اسکو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ باطن کے فضلی اور میل جن کو پاک کرنا واجب ہی وہ زائد از حد شمار ہین اور اونکی تفصیل انشاء اللہ جلد چہارم مین عنقریب مذکور ہوگی اور بتایا جاویگا کہ اونکے دور کرنے کی تدبیر اور دل کو اون سے پاک کرنے کا طریق کیا ہی۔ خدا کی عنایت سے باب اول طہارت پورا ہوا اور اوسکے بعد اسرار نماز کا ذکر ہوتا ہی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ

چوتھا باب نماز کے اسرار کے بیان مین

رباعی مفتاح بہشت کہتے ہین ہی وہ نماز
اسرار صلوٰۃ پر نظر کر احسن
اخلاص و خشوع سے جو ہووے دمساز
تا دل پہ ترے در معما ہو باز

جاننا چاہیے کہ نماز دین کا رکن اور یقین کا متمسک اور ثواب کی چیزون کی اصل اور طاعتون مین عمدہ ہے اور ہمنے اپنے فقہی کتابون بسیط اور وسیط اور وجیز مین اوسکے فروع و اصول کو خوب بسط و تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور بہت سی تفریعات نادر اور عجیب و غریب مسائل اون مین درج کیے ہین

مانگ نکالنی بخاری مین بروایت ابن عباس رض مروی ہے ۱۲ مسلم مین بروایت حضرت عائشہ رض دس باتین فطرت کی ہین

تم ساتھہ چلو اگر سفیان ثوری کا علم مجکو اونکی برتری کی جہت نملا تو نیچے کے رتبے مین اوترنے سے
تو ل گیا اس جوان کی عقل تو ایسی ہی کہ اگر مجھسے رہ جاوی گی تو مجکو نہ اوپر ملے نہ نیچے **چوتھی** ڈاڑھی
کے سفید بالون کا اکھاڑنا بوڑھاپے کو برا جانکر اس سے حدیث مین ممانعت آئی ہی آپ نے
فرمایا ہے کہ سفیدی مومن کا نور ہے اور اسکا حال سیاہ خضاب کا سا ہے اوسکی علت اوپر بیان
ہوئی اور سفیدی نور خدا ہے اوس سے اعراض کرنا نور سے مُنہ پھیرنا ہے **پانچوین** ڈاڑھی کو
گل کو یا کسی قدر کو لغو اور ہوس کے طور پر چنوانا یہ امر بھی مکروہ اور صورت کو بگاڑنا ہی اور بچی کے
دونون طرف کے بال اوکھاڑنے بدعت ہین ایک شخص جو یہ بال اوکھاڑا کرتا تھا حضرت عمر
بن عبدالعزیز کی عدالت مین آیا آپ نے اوسکی گواہی قبول نفرمائی - اور حضرت عمر رضہ اور
ابن ابی لیلی قاضی مدینہ منورہ نے اوس شخص کی گواہی قبول نہ فرمائی جو اپنی ڈاڑھی کو اکھاڑا
کرتا تھا - اور شروع مین داڑھی کا اکھاڑنا اس نظر سے کہ لڑکے بنے رہین نہایت بُری بات ہے
اسلیے کہ ڈاڑھی مردون کی زیبایش ہے کہ اللہ تعالے کے فرشتے یون قسم کھاتے ہین کہ
قسم ہے اوس ذات کی جسنے بنی آدم کو ڈاڑھیون سے مزین کیا اور پیدایش کی تمامی ہے
اور اسی سے مردون کو عورتون سے تمیز کرتے ہین اور ایک تاویل غریب مین اللہ تعالے
کے ارشاد یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ مین زیادتی سے غرض ڈاڑھی ہی ہے - اور احنف بن قیس کے
داڑھی نہ تھی اونکے شاگرد کہتے کہ ہم یہ چاہتے ہین کہ اگر ڈاڑھی بیس ہزار بکتی تو انکی لیے خرید دیتے
- اور شریح قاضی نے کہا ہے کہ اگر میری ڈاڑھی دس ہزار کو ہاتھہ لگے تو لے لون - اور ڈاڑھی
بُری کیسے ہو سکتی ہے اوسکے باعث تو آدمی کی تعظیم ہوتی ہے اور علم و وقار کی نظر سے
لوگ اوسکو دیکھتے ہین اور مجلسون مین اونچا بٹھاتے ہین اور لوگ اوسکی طرف متوجہ ہوتے ہین
اور جماعت مین امام بناتے ہین اور آبرو محفوظ رہتی ہے کیونکہ جو گالی دیتا ہی تو طرفانی
کے اگر ڈاڑھی ہوتی ہے تو پہلے اوسی پر چوٹ کرتا ہے کہ تھوک ہے اس ڈاڑھی پر - اور کہتے ہین
کہ جنت کے لوگ سب بیریش ہونگے بجز حضرت ہارون برادر حضرت موسیٰ علیہما السلام کے
اونکے داڑھی ناف تک ہوگی یہ اونکی خصوصیت اور فضیلت کی جہت سے ہی **چھٹی** ڈاڑھی کو
ایسی طرح کترنا کہ تہین سی بھی معلوم ہون اس نظر سے کہ عورتون کو اچھی معلوم ہو خواہ بناوٹ پائی
جاوی - کعب رض کا قول ہے کہ آخر زمانے مین کچھہ قومین ہونگی کہ اپنی داڑھیون کو کبوترون کی
دمون کی طرح پر کترین گے یعنے گول کرینگے اور اپنی جوتیون سے درانتیون کی سی آواز نکالینگے

ع ابوداؤد و ترمذی وغیرہما بروایت عمرو بن شعیب

ع بیٹھا ہوا ہے پیشہ مین

بجز حماقت کی زیادتی کے اور کیا ہوتا ہے اکابر سلف کا دستور اس قول کے بموجب تھا شعر

کودک کو بعقل پیر بود نزد اہل خرد کبیر بود یعنی بوڑھے لوگ علم کی جہت سے

جوانون کو آگے کرتے تھے حضرت عمر رض حضرت ابن عباس رض کو بڑے بڑے صحابہ پر مقدم

کرتے تھے حالانکہ عمر مین حضرت ابن عباس چھوٹے تھے اور اون سے پوچھا کرتے تھے اور اون

سے نہ پوچھتے تھے۔ اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ اللہ تعالے نے علم اپنے بندے کو

جوانی ہی مین دیا ہے اور سب بہتری جوانی ہی مین ہی پھر آپ نے یہ آیتین پڑھین قَالُوا سَمِعْنَا

فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ اور إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى اور

وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا اور حضرت انس رض روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات

پائی حالانکہ آپ کے سر اور داڑھی مین بیس بال سفید نہ تھے لوگون نے اون سے پوچھا کہ ابا حمزہ

اسکی وجہ کیا ہے آپ کی عمر تو زیادہ تھی آپ نے فرمایا کہ خدای تعالے نے اونکو بوڑھاپے کا عیب نہ لگایا

لوگون نے کہا کہ کیا بوڑھا پا بُرا ہے اونھون نے فرمایا کہ تم سب اوسکو بُرا جانتے ہو۔ اور کہتے ہین

کہ یحیی بن اکثم اکیس ۲۱ برس کے تھے کہ قاضی ہو گئے اونکو کسی شخص نے عین کچہری مین چھیڑا اور اونکی

غرض یہ تھی کہ چھوٹی عمر ہونے کی جہت سے یہ شرماوینگے پوچھا کہ قاضی صاحب کی خدا مدد کری عمر

کیا ہے فرمایا کہ عتاب بن اسید کے برابر ہون جسوقت اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کا

حاکم اور قاضی مقرر فرمایا تھا وہ شخص اس بات کو سنکر لاجواب ہو گیا۔ اور امام مالک رح سے مروی ہی

کہ اونھون نے فرمایا کہ مین نے بعض کتابون مین پڑھا ہے کہ تمکو داڑھی دھو کا ندی کیونکہ داڑھی تو بکری

کے بھی ہوتی ہی۔ اور ابو عمرو بن علا کہتے ہین کہ جب تم کسیکو دیکھو کہ لمبا قد اور چھوٹا سر اور چوڑی

داڑھی ہے تو جان لو کہ بے وقوف ہی اگرچہ امیہ بن عبد الشمس ہی ہو۔ اور ایوب سختیانی کا قول ہی

کہ مینے ایک بوڑھی کو دیکھا کہ ایک لڑکے کے پیچھے جاتا ہے اور اوس سے علم سیکھتا ہے۔ اور حضرت

امام زین العابدین رض فرماتے ہین کہ جس شخص کے پاس علم تجھسے بیشتر آوی وہ اوس علم مین تیرا امام ہے

اگرچہ عمر مین تجھسے چھوٹا ہو۔ اور ابو عمر بن علا سے کسی نے پوچھا کہ بوڑھے کو بھلا اچھا معلوم ہوتا ہے

کہ صغیر سے علم سیکھے فرمایا کہ اگر جہل اوسکو بُرا معلوم ہوتا ہے تو سیکھنا اچھا معلوم ہوگا۔ اور یحیی بن معین نے

امام احمد حنبل کو دیکھا کہ امام شافعی کے خچر کے پیچھے جاتے ہین کہا کہ ای ابو عبد اللہ تم نے سفیان ثوری

کی حدیث کو باوجود اونکی بزرگی کے ترک کیا اور اس گبرو کے خچر کے پیچھے جاتے ہو اور اون سے

حدیث سنتے ہو امام احمد نے جواب دیا کہ اگر تم انکے علم کی قدر پہچانو تو دوسری طرف خچر کے

ت ۱ وہ بوڑھا جو علم سیکھنے مین ایک جوان کا شاگرد ہو اور اوسکو پڑھاتا ہو اور اوسکو پکارتا ہو یا ابراہیم ۱۲

ت ۲ وہ کئی جوان ہین کہ یقین لائے پروردگار اونکا اور زیادہ کی اونکو ہدایت ۱۲

ت ۳ اور دیا ہم نے اوسکو حکم کرنا لڑکپن مین ۱۲

ت ۴ بخاری و مسلم نے روایت کی انس سے اس روایت مین یہ نہین کہ لوگون نے پوچھا انس رض سے

ت ۵ خطیب نے ۱۲

ہامش: اور اسکی سند مین ضعف ہے ۱۲

وہ اوسمین سی کیون نہین چھانٹتا دو داڑھیون کے درمیان مین اوسکو کیون کرتا ہے ہر چیز مین توسط کا درجہ اچھا ہوتا ہے اور اسیواسطے کہا گیا ہے کہ جب داڑھی لمبی ہو جاتی ہی تو عقل رخصت ہوتی ہے

اور داڑھی کے مکروہات دس ہین اور بعض کی نسبت کر بعض زیادہ مکروہ ہین

اول سیاہی سے خضاب کرنا اس سی منع وارد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین[1] کہ تمھارے جوانون مین سے بہتر وہ ہی جو بوڑھون کی صورت بناوی اور بوڑھون مین سے بدتر وہ ہے جو جوانون کی صورت بنائے اسمین بوڑھون کی صورت بنانے سے غرض یہ ہے کہ وقار اور شایستگی مین بوڑھون کی طرح ہو یہ نہین کہ بال سفید کرلے اور جوانون کی صورت بنانی سے مراد سیاہی سے خضاب کرنے سے ہے اور فرمایا کہ وہ[2] خضاب دوزخیون کا ہے اور دوسری روایت مین ہی کہ سیاہی سے خضاب کرنا کافرون کا خضاب ہی۔ اور ایک شخص نے حضرت عمر رض کے عہد مین نکاح کیا اور وہ سیاہ خضاب کرتا تھا جب کھونٹیان نکل آئین تو بوڑھاپا کھل گیا عورت کے خویش و اقارب نے یہ مقدمہ حضور مین حضرت عمر رض کے پیش کیا آپ نی نکاح فسخ کردیا اور اوسکو خوب پیٹا اور فرمایا کہ تو نی ان لوگونکو جوانی سے فریب دیا اور بوڑھاپے کو چھپایا۔ اور کہتے ہین کہ اول جس شخص نی خضاب سیاہ کیا فرعون ملعون تھا۔ اور حضرت[3] ابن عباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نی فرمایا کہ آخر زمانی مین کچھ لوگ ہون گے جو سیاہ خضاب کبوترون کے پوٹون کی صورت کا کرینگے وہ جنت کی بو نپاوینگے

دوسرا خضاب زردی و سرخی سے کرنا یہ خضاب لڑائی مین کافرونپر بوڑھاپا چھپانے کو درست ہے اور اگر اس نیت سے نہو بلکہ دیندارون کی صورت بنانے کو ہو حالانکہ خود ویسا نہو تو برا ہے اور اس خضاب کی باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[4] ہے کہ زردی اسلام والون کا خضاب ہے اور سرخی ایماندارون کا۔ اور پہلے لوگ مہندی سے سرخی کے لیے خضاب کرتے تھے اور خلوق[5] اور کتم کو زردی کے لیے لگاتے تھے اور بعض علمانی جہاد کے لیے سیاہ خضاب بھی کیا ہی اور جس صورت مین کہ آدمی کی نیت درست ہو اور خواہش نفس اور شہوت کی پابندی نہو تو سیاہ کا بھی مضایقہ نہین

تیسرا گندھک سی بالون کو سفید کرنا اسلیے کہ جلدی سی عمر زیادہ معلوم ہو اور لوگ عزت کرین اور گواہی مقبول ہو اور اوستادون سی روایت کرنے کو سچ جانین اور جوانون سی فوقیت حاصل ہو اور علم زیادہ معلوم ہو اس خیال سی کہ عمر مین زیادہ ہونا بزرگی زیادہ کرتا ہے حالانکہ یہ بات نہین بلکہ جاہل کو عمر کا زیادہ ہونا جہل ہی زیادہ کرتا ہے کیونکہ علم ثمرہ عقل کا ہے اور وہ سرشتی ہی بوڑھا ہونا اوسمین تاثیر نہین کرتا پس جس شخص کی سرشت حمق ہو اوسکو زیادہ دن گذرنے سے

[1] طبرانی بروایت واسلہ بسند ضعیف ۱۲
[2] طبرانی و حاکم بروایت ابن عمر رض اور ابن ابی حاتم نے اس حدیث کو منکر کہا ہے ۱۲
[3] ابوداود و نسائی ۱۲
[4] طبرانی بروایت ابن عمر رض اور ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ حدیث منکر ہے ۱۲
[5] خوشبو اور یہان مراد زعفران سے ہے اور کتم ایک گھاس کی قسم ہے ۱۲

کوئی نہیں کرسکتا بجز اون علما کے جو وارث انبیا علیہم السلام کے ہین - چھٹے اور ساتوین ناف اور سر کو کر کی کھال کا دور کرنا ان مین سے ناف پیدا ہونے کے وقت دور کی جاتی ہے اور ختنون کے باب مین یہودیون کی عادت ہی کہ پیدایش کے ساتوین روز کر دیتے ہین اس باب مین اونکی مخالفت کرنی اور اگلی دانت نکلنے تک تاخیر کرنی مستحب ہی اور خطری سی دور تر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ کرنے مردون کے لیے سنت ہین اور عورتون کے لیے عزت - اور چاہیے کہ عورتون کی ختنہ کرنے مین مبالغہ نہ کیا جاوی - ام عطیہ جو ختنہ کیا کرتی تھین اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ای ام عطیہ ذرا سی بوسونگھاوی اور زیادہ مت کاٹ کہ اسقدر سے چہرہ کی آب زیادہ ہوگی اور خاوند کو اچھی معلوم ہوگی اس حدیث مین آپ کی لفظون کی کنایہ کی خوبی معلوم کرو کہ تھوڑا کاٹنے کو بوسونگھانے سے تعبیر فرمایا اور دنیا کی مصلحت جو کچھ اوس سے تھی اوسکو ارشاد فرمایا کہ چہرے کی رونق اور خون اس سی زیادہ ہوتا ہے اور خاوند کو ہم بستر ہونا اچھا معلوم ہوتا ہے اور تامل کرو کہ نور نبوت کی پہونچ آخرت کی مصلحت پر کتنی ہوگی نبوت کے مقاصد مین سے اہم تو وہی مصلحتین ہین جس حال مین کہ دنیا کی مصلحتین ایسے ادنے معاملے مین آپ کو ظاہر ہوگئین کہ اگر اس سے غفلت واقع ہو تو ضرر کا خوف ہی باوجود اسکے کہ آپ امی تھے - پس پاک ہی وہ ذات جسنے آپکو لوگون کی رحمت کے لیے بھیجا تاکہ اپنی مبعوث ہونے کی برکت سے اونکے لیے دنیا اور دین کی مصلحتین جمع فرادین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

آٹھوین داڑھی کا بڑھجانا اور اسکو ہمنے سب سے پیچھے اسلیے ذکر کیا تاکہ اسکے باب مین جو سنتین اور بدعتین ہین اونکو بھی ملا دین کیونکہ یہی موقع اونکے ذکر کا خوب ہی لوگون نے اس باب مین اختلاف کیا ہے کہ داڑھی اگر لمبی ہوجاوی تو کیا کرنا چاہیے بعض کا قول ہے کہ اگر مقدار مشت چھوڑکر باقی کو کتر دی تو کچھ مضائقہ نہین کہ حضرت ابن عمر اور ربیعہ سے تابعین نے ایسا کیا ہے اور شعبی اور ابن سیرین نے اسکو اچھا جانا ہے اور حسن اور قتادہ رح نے اوسکو مکروہ فرمایا ہے اور کہا ہے کہ اوسکو لٹکی رہنے دینا مستحب ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ داڑھی بڑھاؤ - اور کتر انا نیچے سے کچھ مضائقہ نہین بشرطے کہ نوبت داڑھی کے کترنے اور سب طرف سے گول کرنے کی نہ پونہچے کیونکہ زیادہ لمبا کرنا بھی پیدائش کو برا کرتا ہے اور غیبت کرنے والون کی زبان اوسپر کھلتی ہے کہ فلان لمبی داڑھی والا ہی تو اس نیت سے کہ ان دونون باتون سے محفوظ رہے کترانے کا مضائقہ نہین نخعی کہتے ہین کہ مجھے تعجب آتا ہی کہ جو شخص عاقل لمبی داڑھی رکھتا ہی

۱ مجمع زوائد بیہقی بروایت اسامہ بسند ضعیف ۱۲
۲ ابو داؤد بروایت ام عطیہ اور یہ ضعیف ہی ۱۲

قریب دوسرے کی نسبت کر قریب ہوتا ہے ہم خدای تعالے سے پناہ مانگتے ہین اس بات سے کہ ہمارے حرکات وسکنات کی باگ خواہش نفس کی ذریعہ سے شیطان کے ہاتھہ مین ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات کا ضبط آپ کے سرمہ لگانے پر ہے قیاس کرلو کہ آپ اپنی دہنی آنکھہ مین تین سلائیان ڈالتے تھے اور بائین مین دو اور دہنی آنکھہ سے شروع کرتے تھے کہ وہ شرافت رکھتی ہے اور دونو آنکھون مین کم وبیش کی وجہ یہ تھی کہ عدد طاق ہو کہ طاق کو جفت پر فضیلت ہے اسلیے کہ اللہ تعالے طاق ہے اور طاق ہی اوسکو پسند ہے پس بندے کا فعل بھی خدای تعالے کے اوصاف مین سے کسی وصف کی مناسبت سے خالی نہونا چاہیے اور یہہ مین حکمت استنجا کی ڈھیلون مین عدد طاق مستحب ہوا اور باوجودیکہ تین سلائیان بھی طاق تھین مگر اونپر اکتفا نہ کیا اسلیے کہ اس صورت مین بائین آنکھہ مین ایک سلائی پڑتی اور ایک دفعہ کے ڈالنے مین سرمہ پلکون کی جڑون مین پورا نہین پہونچتا اور دہنی مین ایک زیادہ اسلیے ڈالی کہ طاق کو فضیلت ہے اور دہنی بھی افضل ہے اسلیے افضل ہی فضیلت کی مستحق زیادہ ہے اور اگر یہ کہو کہ بائین آنکھہ مین دو پر اکتفا کیون کیا وہ تو جفت ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ اکتفا ضرورت کی جہت سے ہے کیونکہ اگر ہر ایک مین عدد طاق کی رعایت ملحوظ رہتی تو سب عدد جفت ہوجاتا کیونکہ طاق اور طاق ملکر جفت ہوجاتا ہے اسلیے طاق کی رعایت تمام سرمہ لگانے مین کہ ایک فعل ہی بہتر ہے بہ نسبت ہر آنکھہ مین رعایت طاق رکھنے سے اور اس باب مین ایک اور صورت بھی ہے یعنے ہر آنکھہ مین تین بار لگاوی جیسے وضو مین اعضا کو تین تین بار دھوتے ہین اور یہ فعل بھی حدیث صحیح[۲] مین آچکا ہے یہ بھی بہتر ہے اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام حرکات مین رعایتون کو پورا لکھنا چاہین تو بہت طول ہوجاوی اسلیے جو بات سنی اوسپر بدون سنی ہوئی کو قیاس کرلو۔ جاننا چاہیے کہ عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث جبھی ہوتا ہے کہ سب شریعت کی علتون پر مطلع ہوجاوی یہان تک کہ اوسمین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین صرف فرق نبوت کے درجے کا رہ جاوی اور یہی درجہ وارث اور مورث مین فرق کا ہے اسلیے کہ مورث وہ ہے جسنے مال کو وارث کے لیے حاصل کیا اور خود اپنی کمائی سے پیدا کیا اور اوسپر قادر ہوا اور وارث وہ ہے جسنے نہ کمایا نہ قابو پایا بلکہ مورث کے پاس سے اوسکے پاس چلا آیا اور بیشتر اوسکا تھا اب اسنے اوس سے حاصل کیا تو اسطرحکی باتین باوجودیکہ غور طلب اسرار کی نسبت کر بہت سہل ہین پھر بھی ابتدا انکا دریافت کرنا اور خود نکالنا بجز انبیا علیہم السلام کے اور کون سے نہین ہوسکتا اور انبیا کی تنبیہ کرنے کے بعد اونکو استنباط بھی

[۱] علامہ زبیدی نے اسکو ضعیف کہا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ سے بسند ضعیف مروی ہے

[۲] ترمذی وابن ماجہ بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ

بائین مین اول چھنگلیا پڑیگی اور آخر کو انگوٹھا ہوگا اب ہنا انگوٹھا بچ رہا اوسی پر ناخن تمہنی کو
تمام کرنا چاہیے اور ہتیلی کو دوسری پر رکھا ہو اسلیے فرض کرلیا کہ ساری انگلیان مثل حلقہ کے
شخصون کے ہوجاوین تاکہ اونکی ترتیب ظاہر ہو اور یہ فرض کرنا اس بات کی فرض کرنے سے
بہتر ہے کہ دہنی کی ہتیلی بائین کی پشت پر رکھین یا ایک کی پشت کو دوسری کی پشت پر رکھین
اسلیے کہ اون دونون صورتون کو طبیعت مقتضی نہین — اور پاون کی انگلیون کے ناخن
ترک شئے مین اگر کوئی روایت ثابت نہو تو میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ دہنی پاون کی چھنگلیا سے
شروع کرکے بائین کی چھنگلیا پر ختم کرے جیسے وضو مین خلال کرتے ہین کیونکہ جو وجہین ہاتھ
کے باب مین ہمنے لکھی ہین وہ پاون مین نہین بنتی اسلیے کہ پاون مین کوئی شہادت کی انگلی نہین
بلکہ پاون کی دسون انگلیان ایک قطار مین زمین پر رکھی ہوئی ہین تو دہنی طرف سی شروع کرنا چاہیے
اور انکو حلقہ کہہ نہین سکتے تاکہ دور حلقہ کا دہنی طرف سے کیا جاوی اور اگر ایک تلوی کو دوسری پر
رکھکر حلقہ کرین تو طبیعت اور سرشت اوسکو نہین مانتی اور یہ ترتیب کی باریکیان نور نبوت سے
دم کی دم مین معلوم ہوجاتی ہین وشواری صرف ہم لوگون پر ہے اگر بالفرض ہم سے ابتدا کوئی
ترتیب کو پوچھے تو کیا عجب ہی کہ دھیان مین بھی نہ آوی مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل
ہمارے سامنے ترتیب وار مذکور ہو تب البتہ ہم سے اوس علت کا نکال لینا بعید نہین جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس مین معاینہ فرمائی ہو اسلیے کہ آپ کے فعل مین حکم کی شہادت اور علت پر
تنبیہ ہوا کرتی ہے تو اسکے باعث استنباط کرنا بہت وشوار نہین — اور یہ مت گمان کرنا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال آپ کی سب حرکات مین میزان اور قانون اور ترتیب سی خارج ہون
بلکہ جتنے امور اختیاری کہ جن مین سی دو قسمون یا زیادہ مین کرنے والا تردد کیا کرتا ہے اون مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور یہ نتھا کہ کسی کام پر اتفاقاً اقدام کرین بلکہ جب کوئی بات مقتضی
اقدام اور تقدیم کی ملاحظہ فرمالیتے تھے اوسوقت اوسپر اقدام کرتے تھے اسلیے کہ اپنے کامونکو
بے تک کرنا جس طرح پر اتفاق سے ہوجاوین جو پاپیون کی خصلت ہی اور عمدہ علتون کی میزان
مین اونکو تولا ہوا رکھنا اولیاء اللہ کی خصلت ہی اور انسان کی حرکتین اور خطرے جسقدر ضبط
سے قریب اور مہمل ہونے سے بعید تر ہون گے اوسی قدر اوسکا رتبہ انبیا اور اولیا سی قریب تر
ہوگا اور اللہ تعالے کا تقرب اوسکے لیے ظاہر تر اسلیے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی قریب ہوگا
حالانکہ آپ اللہ تعالے سے قریب ہین تو وہ خدای تعالے سی بھی قریب ہوگا کیونکہ قریب کا

ناخنون مین اور اون میلون مین کہ عرب اور دیہاتیون کی اونگلیون کی پشت اور پاؤن کی پشت پر
جمع ہو جاتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے لوگون کو ناخن تراشنے کے لیے ارشاد
فرماتے تھے اور اون مین جو میل دیکھتے تھے اوسکو برا بتاتے تھے مگر یہ نہین فرماتے تھے کہ نماز
اپنی پھر سے پڑھو اور اگر آپ اسکا بھی حکم فرما دیتے تو یہ فائدہ ہوتا کہ تاکید اور زجر اس امر سے
زیادہ ہو جاتی — اور مین نے کتابون مین ناخنون کے تراشنے مین ترتیب کے باب مین کوئی خبر
مروی نہین دیکھی مگر سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناخن اسطرح ترشوائے کہ دہنی ہاتھ
کی انگشت شہادت سے شروع کرکے دہنے انگوٹھے پر ختم کیے یعنی انگشت شہادت سی چھنگلیا تک تراش کر
بائین ہاتھ مین چھنگلیا کے پہلے تراشے پھر بترتیب انگوٹھے تک چلے آئے اور سب سے پیچھے دہنی انگوٹھی
کے تراشی اور جب مین نی اس ترتیب کو سوچا تو میری دل مین وہ بات گذری جس سی معلوم ہوتا ہے
کہ یہ روایت اس باب مین صحیح[1] ہے کیونکہ ایسی بات ابتدا مین بدون نور نبوت کی نہین معلوم ہوتی
عالم صاحب بصیرت کی بڑی دوڑ یہ ہے کہ جب اوسکے سامنے فعل کی نقل کیجاوی تو اوس
فعل مین سی وہ استنباط کر سکتا ہے ابتدا مین نہین سوجھتی اب مجکو جو بات سوجھی ہی وہ یہ ہے
کہ ہاتھ پاؤن کے ناخنون کو تو تراشنا ضروری ہی اور ہاتھ بہ نسبت پاون کی اشرف ہی تو اسلیے
اول ہاتھ سے شروع کیا پھر دہنا بہ نسبت بائین کے اشرف ہے اسلیے دہنے ہاتھ سی شروع
کیا پھر دہنے ہاتھ مین پانچ اونگلیان ہین اور اونمین اشرف انگشت شہادت ہی کہ شہادت
کے دونون کلمون مین اوسی سے اشارہ ہوتا ہے اورون سی نہین ہوتا اسواسطے اوسکا ناخن اول
تراشا اوسکے بعد اوسکا ہونا چاہیے جو اوسکے دہنی طرف ہو کیونکہ شرع پاک کرنے وغیرہ کی گردش
دہنی طرف کو مستحب بتاتی ہی اب اگر ہاتھ کی پشت زمین پر رکھی جاوی تو انگشت شہادت
کے دہنی طرف انگوٹھا ہوتا ہے اور اگر ہتیلی کی طرف سی رکھو تو بیچ کی اونگلی دہنی پڑتی ہے
اور ہاتھ کو اگر اپنی سرشت پر چھوڑ دو تو ہتیلی زمین کی طرف مائل ہوگی کیونکہ دہنی ہاتھ کی
حرکت جانب بائین طرف کو ہے اور یہ حرکت اکثر جبھی پوری ہوتی ہے کہ ہاتھ کی پشت
اوپر رہے اسلیے جو امر کہ طبیعت کی خواہش کی بموجب ہے اوسی کی رعایت کی گئی اور بیچ
کی انگلی بعد شہادت کی اونگلی کی ٹھہری علی ہذا القیاس چھنگلیا تک پھر اگر ایک ہتیلی کو دوسری پر
رکھ لیا جاوی تو دسون اونگلیان گویا ایک دائرے کے حلقے مین ہو جاوین گی تو دور کی
ترتیب یہ چاہتی کہ انگشت شہادت کی دہنی طرف کو چل کر پھر اوسی پر آجاوین اس حساب سے

[1] اسکی اصل کہین نہین ملی ۱۲

علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قصوا الشوارب واعفوا اللحی اور بعض روایات مین جزوا الشوارب اور حفوا الشوارب آیا ہی قصر اور جز کے معنے تو ترا شنے کے ہین اور حف کے معنے یہ ہین کہ مونچھون کے گردا گردا نکو کرلو یہ لفظ مشتق حاف سے ہے جسکے معنے گرد کے ہین اور اسی سے یہ آیت ہے وترى الملئكة حافين من حول العرش اور ایک روایت مین احفوا آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جڑ سے اوڑانا مقصود ہے اور حفوا سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس سے کمتر ترا شنی چاہیے کیونکہ احفا مبالغہ کریکے استعمال ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ان یسالکموها فیحفکم تبخلوا یعنے سوال مین تمہیر نہایت مبالغہ کری۔ اور مونڈنا مونچھون کا کسی حدیث مین وارد نہین ہوا اور احفا یعنے کترانا قریب مونڈنے کے صحابہ رضہ سے منقول ہی بعض تابعین نے کسی شخص کو دیکھا کہ اپنی مونچھون کو جڑ سے کترایا ہے فرمایا کہ تو نے مجکو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلا دیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ رضہ فرماتے ہین کہ مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میری مونچھین بڑھی ہوئی ہین فرمایا کہ یہان آؤ اور پاس بلاکر میری مونچھین مسواک پر دھر کر کاٹ دین اور مونچھون کی اطراف کی بالون کا رکھنا مضائقہ نہین۔ حضرت عمر رضہ وغیرہم نے ایسا کیا ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ یہ بال منہ کو نہین ڈھانپتے اور نہ اون مین کھانے کی چیز بی رہے کیونکہ وہان تک پہونچتی ہی نہین اور واعفوا اللحی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اسکے یہ معنے کہ داڑھیون کو بڑھاؤ اور حدیث مین ہے کہ یہود اپنی مونچھین بڑھاتے ہین اور داڑھیان کترا تے ہین تو تم اونکے خلاف کرو اور بعض علمانے مونڈانے کو مکروہ اور بدعت فرمایا ہے تیسرے بغلون کے بال اونکو چالیس دن مین ایکبار اوکھاڑ ڈالنا مستحب ہے اور یہ بات اوس شخص پر سہل ہے جو ابتدا مین اوکھاڑنے کا عادی ہوگیا ہو لیکن جسکو مونڈانے کی عادت ہو اوسکو مونڈانا کافی ہے کہ اوکھاڑنے مین درد ہوتا ہے اور مقصود اونکا صاف کرنا اور اونکے درمیان میل کو اکٹھا نہونے دینا ہے یہ مونڈنے سے بھی ہوسکتا ہے چوتھے موے زیر ناف اونکا دور کرنا بھی مونڈنے خواہ نورہ کے استعمال سے مستحب ہے اور چاہیے کہ چالیس دن سے زیادہ نگذرنے پاوین۔ پانچوین ناخن اونکا ترا شنا مستحب ہے اسلیے کہ جب بڑھجاتی ہین تو اونکی صورت بری ہوجاتی ہے اور اون مین میل اکٹھا ہوجاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ اپنے ناخن ترا شو اسلیے کہ جو اون مین سے بڑھجاتا ہے اوسپر شیطان بیٹھتا ہے اور اگر ناخن کے نیچے میل ہو تو وضو کی صحت کا مانع نہین ہوتا یا تو اس جہت سے کہ پانی کی پہونچنے کا مانع نہین ہوتا یا یہ کہ حاجت کے سبب سے اوسمین آسانی کردی گئی ہے خصوصًا مردون کے

مونچھون کو ترا شو اور داڑھیون کو بڑھاؤ ۱۲ بخاری اور مسلم مین ابن عمر لفظ احفوا ہے اور مسلم مین بروایت ابوہریرہ جزوا اور احمد نے بروایت ابن عباس قصوا روایت کیا ہے ۱۲ ۳ اور تو دیکھے گا کہ تیرے مین روشنی آگئی ۱۲ ۴ اگر مانگے تجھ سے وہ مال پھر تنگ کری تو بخیل ہوجاؤ ۱۲ ۵ ابوداؤد و نسائی ۱۲ ۶ احمد بروایت ابن عباس ۱۲ ۷ خلیل نے بغل مین بڑھنے کی روایت کیا ہے ۱۲

اس سے وہ خوش ہوگا - اور اس بات کی جائز ہونے پر یہ روایت بھی دلالت کرتی ہی جو بعض صحابہ رض سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی سفر مین ایک مقام مین اوترے اور اپنی پیٹ کی بل لیٹے اور ایک غلام حبشی آپ کی پشت مبارک کو دباتا تھا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ مجکو اونٹنی نے گرا دیا اسلیے کمر دبواتا ہون گیارھوین جب حمام سے فارغ ہو تو اللہ عز وجل کا شکر اس نعمت پر کرے اسلیے کہ مروی ہی کہ جاڑے مین گرم پانی وہ نعمت ہے جس سے سوال کیا جاوے گا - اور حضرت ابن عمر رض نے فرمایا ہے کہ حمام اون نعمتون مین سے جنکو لوگون نے ایجاد کیا ہے یہ فضیلت شرع کی رو سے ہے اور طب کی جہت سے یہ ہے کہ کہتے ہین کہ نورہ کے استعمال کے بعد حمام کرنا جذام سے محفوظ رکھتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ ہر مہینے مین ایکبار نورہ کا استعمال کرنا حرارت کو بجھاتا ہے اور رنگ کو صاف کرتا ہے اور قوت باہ کو بڑھاتا ہے اور بعض اطبا کا قول ہے کہ جاڑے مین حمام کے اندر کھڑے ہوکر ایکبار پیشاب کرنا دوا کے پینے سے زیادہ نافع ہوتا ہے اور کسی کا یہ قول ہے کہ گرمیون مین حمام کے بعد سو رہنا دوا پینے کے برابر ہے اور حمام سے نکلنے کے بعد سرد پانی سے دونون پاون کا دھونا نقرس سے بچاتا ہے اور نکلنے کے وقت سر پر ٹھنڈا پانی ڈالنا برا ہے اور ایسا ہی ٹھنڈا پانی پینا اچھا نہین یہ حکم مردون کا ہی - اور عورتون کے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرد کو جائز نہین کہ اپنی بی بی کو حمام مین جانے دے درصورتے کہ گھر مین غسلخانہ موجود ہو - اور مشہور یہ ہے کہ مردون کو حمام مین بدون تہمد کے جانا حرام ہے اور عورت کو حمام کرنا بدون نفاس یا مرض کے حرام ہے اور حضرت عائشہ رض نے ایک بیماری کی جہت سے حمام کیا تھا پس اگر عورت کسی ضرورت سے حمام مین جاوے تو پوری چادر پہنکر جاوے اور اوسکے خاوند کو مکروہ ہی کہ حمام کرنے کی اجرت اوسکو دیوے ورنہ بری بات پر اوسکا مددگار ٹھہرے گا

دوسرا بیان بدن کے اون زوائد اجزا کے ذکر مین جنکا دور کرنا چاہیے ایسے اجزا آٹھ ہین اول سر کے بال ہین تو جو شخص صفائی کا قصد کرے اوسکو اونکا منڈوا ڈالنا مضائقہ نہین اور جو شخص اون مین تیل ڈالے اور کنگھی کرے اوسکو رہنے دینے مین کچھ ہرج نہین لیکن اس طرح کا رکھنا کہ کہین ہون اور کہین نہین جیسے چوٹیان اور پٹے اور گردے تو یہ درست نہین یہ وضع شہدون اور بے باکون کی ہی اور مینڈھیون کا چھوڑنا شریفون کی طور پر بھی نچاہیے کہ یہ اونکی علامت ہوگئی ہے اور یہ شخص اگر شریف یعنی علوی نہوگا تو ایسا فعل کرنا دھوکا دینے مین شامل ہوگا دوسری مونچھون کے بال جنکے باب مین آنحضرت صلی اللہ

۱ طبرانی بروایت ابن عمر ابن الخطاب رض بسند ضعیف ۱۲

۲ نسائی و حاکم بروایت جابر رض ۱۲

۳ ابوداؤد و ابن ماجہ بروایت ابن عمر رض ۱۲

بلکہ عاقل آخرت کی یاد سے کسی لحظہ غافل نہین ہوتا کیونکہ وہی اوسکا مقام اور ٹھکانا ہی تو جو کچھہ وہ
آگ یا پانی وغیرہ دیکھتا ہے اوس سے عبرت اور نصیحت حاصل کرتا ہے اسلیئے کہ ہر شخص اپنے حوصلے
کے موافق ہی دیکھا کرتا ہے مثلاً اگر بزاز اور بڑھئی اور معمار اور جولاہا کسی مکان آباد مین جاوین
کہ اوسمین فرش لگا ہوا ہو تو دیکھو گے کہ بزاز کی نظر فرش پر پڑیگی اور اوسکی قیمت سوچیگا اور
جولاہا کپڑونکو دیکھکر اونکی بناوٹ مین غور کریگا اور بڑھئی چھتون مین نظر کرکے اونکی ترکیب
اور پاٹنے مین غور کریگا اور معمار کی نگاہ دیوارون پر ہوگی اونکی مضبوطی اور سیدھی ہونی کو
سوچیگا یہی حال طریق آخرت کے سالک کا ہی کہ جب کوئی چیز دیکھتا ہے اوسکو نصیحت اور یاد آخرت
ہوتی ہے بلکہ جس چیز کو دیکھتا ہے اللہ تعالے اوسکے لیے عبرت کا طریق کھولدیتا ہی مثلاً اگر سیاہی کو
دیکھتا ہے تو لحد کا اندھیرا یاد کرتا ہے اور اگر سانپ کو دیکھتا ہے تو جہنم کے سانپ یاد کرتا ہے
اور اگر بُری صورت اوسکے نظر پڑتی ہی تو منکر اور نکیر کو اور دوزخ کے فرشتون کو یاد کرتا ہے اور
اگر خوفناک آواز سنتا ہے تو نفخہ صور کو یاد کرتا ہے اور اگر کوئی بہتر چیز دیکھتا ہی تو جنت کی نعمت
یاد کرتا ہے اور بازار مین یا گھر مین کوئی بات رد یا قبول کی سنتا ہی تو اوس ہی اپنا انجام حساب کے
بعد یاد کرتا ہے کہ رد ہوگا یا قبول - اور عاقل کے ولیہ اس امر کا چھپا رہنا نہایت مناسب ہے
کیونکہ دنیا کے کاروبار ہی عاقل کو اس فکر سے روکتے ہین اور اگر دنیا کے ٹھہرنے کی مدت کو
آخرت مین ٹھہرنے کے زمانے سے مقابلہ کرے تو دنیا کے علائق کو پوچ اور ہیچ جانے بشرطیکہ
اون لوگون مین سے نہو جنکے دل غافل اور چشم باطن نابینا ہین - نویں حمام مین جانے کے وقت
سلام نہ کرے اور کوئی سلام کرے تو اوسکا جواب لفظ سلام سے نہ دیوی بلکہ اگر کوئی دوسرا شخص
جواب دینے سے پیشتر چپکا ہی رہے اور اگر بولنا ہی پڑے تو عافاک اللہ کہے اور حمام کے اندر کی شخص سے
مصافحہ کرنا اور اوسکو ابتدا ہی مین عافاک اللہ کہنا کچھہ مضائقہ نہین پھر اوسکی اندر زیادہ گفتگو
نہ کرے اور نہ آواز سے قرآن پڑھے ہان اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہنے کا مضائقہ
نہین دسوین حمام مین عشا اور مغرب کی درمیان اور آفتاب کے ڈوبنے کے قریب جاوے
اسلیئے کہ یہ وقت شیطانون کے پھیلنے کا ہے اور اسکا مضائقہ نہین کہ دوسرا شخص بدن ملے
چنانچہ یوسف بن اسباط رح سے منقول ہے کہ اونھون نے وصیت کی کہ مجکو فلان شخص جو آپ کی
شاگردون مین سے تھا غسل دیوے اور فرمایا کہ اوسنے میرا بدن حمام مین بھلا تھا مین یہ چاہتا ہون
کہ اوسکے عوض مین کوئی ایسا کام اوس سے لون جس سے وہ خوش ہو تو یہ تجویز مین نے کی ہے

پناہ مانگتا ہون مین اسکی شیطان مردود سے ۱۲

ذکر کرنے کو چھوڑنا جائز نہین اور انھین جیسی باتون کی وجہ سے احتیاط اسمین ہے کہ حمام مین اجکل کے زمانے مین داخل نہو کہ برہنگیان ضرور کھلی رہتی ہین خصوصًا ناف کے نیچے سے پیڑو کا کھلنا کہ لوگ اسکو برہنگی نہین جانتے حالانکہ شرع نے اس مقام کو برہنگی مین لاحق فرمایا اور اسکو عورۃ یا حد اور احاطہ برہنگی کا ٹھہرایا اور اسی نظر سے مستحب یہ ہے کہ حمام مین تنہا جاوی اور بشیر فرماتے کہ اگر کسی شخص کے پاس صرف ایک درہم ہو اور وہ حمامی کو اس غرض سے دیدی کہ وہ حمام کو صرف اوسکے لیے خالی کردی تو مین اوس شخص کو اس بات مین ملامت نکرون گا اور حضرت ابن عمر رضہ کو لوگون نے حمام مین دیکھا کہ منہ اپنا دیوار کی طرف کئے تھے اور آنکھون پر پٹی باندھ لی تھی اور بعض کا قول ہے کہ حمام مین جانے کا مضائقہ نہین مگر دو چادرین لی ایک کی لنگی کرے اور ایک کو سر پر ڈال لے کہ آنکھون کے سامنے گھونگھٹ ہوجاوی اور حمام مین نہانے کے مستحبات یہ ہین اول نیت کرنا یعنی دنیا کے لیے اور صرف اپنی خواہش نفس کے واسطے داخل نہو بلکہ یہ قصد کرے کہ نماز کے واسطے جو صفائی چاہیے اوسکے لیے نہاتا ہون دوم حمامی کو اجرت حمام مین جانے سے پیشتر دینی اسلیے کہ جو کچھ اوس سے کام لے گا وہ مجہول ہے اور یہی حال حمامی کا ہے کہ جو کچھ اوسکو ملنے کی توقع ہے وہ معلوم نہین تو پیشتر دینے مین ایک طرف سے جہالت دور ہوجائے گی اور نفس کو آسایش ملیگی تیسری داخل ہونے کے وقت بایان پاون اول رکھے اور وہ دعا پڑھے جو پاخانہ جانے کے باب مین مذکور ہوئی چوتھے تخلیہ کے وقت حمام مین جاوی یا بتکلف حمام کو خالی کراوی کیونکہ اگر بالفرض حمام مین بجز دینداروں اور محتاط شخصون کے اور کوئی نہو تب بھی ننگے بدنون کو دیکھنے مین ایک طرح کی شرم کی کوتاہی ہے اور ننگے بدنون کو دیکھکر برہنگیون کا دھیان دل مین گذرتا ہے علاوہ ازین لنگی باندھنے وغیرہ حرکات مین انسان برہنگی کھلنے سے خالی نہین رہتا تو برہنگی پر نگاہ نادانستہ پڑجاتی ہے اور اسیوجہ سے حضرت ابن عمر رضہ نے اپنی آنکھون پر پٹی باندھی تھی پانچوین حمام مین گھسنے کے وقت دونون ہاتھ دھووے چھٹی گرم حمام مین جانے کی جلدی نکرے یہانتک کہ اول درجے مین پسینا نہ آجاوی ساتوین پانی بہت نہ ڈالی بلکہ قدر حاجت پر اکتفا کرے اسواسطے قرینہ حال کی رو سے اسیقدر کی اجازت اوسکو ہے اور زیادتی کا حال اگر حمامی کو معلوم ہو تو برا جانے مخصوصًا گرم پانی کہ بدون پسینے اور محنت کے نہین ہوتا آٹھوین حمام کی گرمی سے دوزخ کی حرارت یاد کرے اور اپنے آپ کو گرم درجے مین محبوس فرض کرکے جہنم کو اوسپر قیاس کرے کہ وہ درجہ جہنم کے بہت مشابہ ہے کہ نیچے آگ ہوگی اور اوپر اندھیرا معاذ اللہ منہا

پسینے اور راستہ کے غبار سے جم جاتا ہے اوسکو حمام مین نہانے سے دور کرے اور حمام مین نہانے کا کچھہ مضائقہ نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب شام کے حمامون مین گئی ہین اور بعضون نے فرمایا ہے کہ حمام اچھا گھر ہے کہ بدن کو پاک کرتا ہے اور آگ کو یاد دلاتا ہے یہ قول حضرت ابو درداء اور ابو ایوب انصاری رضہ سے مروی ہے۔ اور بعضون نے یہ فرمایا ہے کہ حمام بُری جگہہ ہے کہ برہنگی کو ظاہر کرتا ہے اور حیا کو دور کرتا ہے اس قول سے اوسکی بُرائی معلوم ہوتی جیسے پہلے قول سے فائدہ مفہوم ہوتا تھا اور اوسکے فائدے کی طلب کرنی وصورت محفوظ رہنے اوسکی آفت کے کچھہ مضائقہ نہین اسلیے جو باتین کہ حمام کرنے والے کو چاہیین خواہ سنت ہون یا واجب وہ ہم لکھے دیتے ہین — جانا چاہیے کہ حمام کرنے والے پر دو امر تو اپنی برہنگی کے باب مین واجب ہین اور دو باتین دوسرے شخص کی برہنگی کے باب مین واجب ہین جو دو باتین کہ خاص اپنی برہنگی مین واجب ہین اون مین سے اول یہ ہے کہ اوسکو دوسرون کی نگاہ سے محفوظ رکھے دوسری کہ دوسرے کے چھونے سے اوسکو بچاوے اس سے یہ نکلا کہ اوس جگہہ میل دور کرنا اور ملنا اپنے آپ کرے حمامی کو منع کردے کہ ران کو اور ناف سے لے کر پیڑو کو ہاتھہ نہ لگاوے ہر چند سوائے مقام شرم کے اور جگہہ پر ہاتھہ لگانا میل کے دور کرنے کے لیے اباحت کا احتمال رکھتا ہے لیکن قیاس یہی چاہتا ہے کہ حرام ہو اس جہت سے کہ دونون شرمگاہون کو ہاتھہ لگانا حرمت کے باب مین اونکے دیکھنے مین ملا دیا گیا ہے تو باقی برہنگی کا بھی یہی حال ہونا چاہیے یعنے جن پر نگاہ کرنا حرام ہو اونکا ہاتھہ لگانا بھی حرام ہونا چاہیے اور غیر شخص کی برہنگی کے باب مین دو امر واجب یہ ہین اول تو اپنی نظر اوسپر نہ ڈالے دوم اوسکو اوسکے کھولنے سے منع کرے اسلیے کہ بری بات سے منع کرنا واجب ہے اور اوسکے ذمہ صرف ذکر کردینا ہے یہ تو نہین کہ دوسری کا قبول کرنا بھی ہو اور ذکر کرنے کا وجوب اسکے ذمے سے ساقط نہین ہوتا مگر اس صورت مین کہ خوف پٹنے یا گالی یا اور کسی بات کا ہو جو فی نفسہ حرام ہو ایسی صورت مین اسپر واجب نہین کہ بری بات کو ذکر کرکے دوسری کو مرتکب دوسری حرام کا کرے ہان نہ ذکر کرنے کی یہ وجہ کہنی کہ مین جانتا ہون کہ ذکر کرنا مفید نہوگا اور اوسپر کوئی عمل نکرے گا پوچ ہے یہ عذر نہ مانا جاویگا بلکہ ذکر کرنا ضرور چاہیے اسلیے کہ کہنے کا اثر دل پر ہوا ہی کرتا ہے اور جب گناہون کا عیب لگایا جاتا ہے تو دل مین اوس سے احتراز کرنا آیا کرتا ہے اور اس سے اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ سننے والے کی نگاہ مین اوس گناہ کو بُرا کردیتا ہے اور اپنے نفس کو اوس سے علحدہ رکھنے پر آمادہ کرتا ہے اس لیے

کہ لوگ جانین کہ یہ شخص زاہد ہے اور نفس کی پروا نہین کرتا تو ممنوع ہے اور اگر بالون کی نسبت دوسرے اہم کام مین مصروف ہو کر اونکی درستی نکرے تو اچھا ہے اور یہ حالات باطنی ہین جو بندے کے اور اللہ تعالے کے درمیان ہین عاقل آدمی انکو خوب جانتا ہے کسی حال مین اوسکو ایک صورت کا دوسرے پر شبہہ نہین پڑتا۔ اور بہت سے جاہل ایسے ہین کہ وہ ان امور کو کرتے ہین اور انکی توجہ خلق ہی کیطرف ہوتی ہے اور خود بھی مغالطہ مین ہوتے ہین اور دوسرونکو بھی دھوکا دیتے ہین اور جانتے ہین کہ ہمارا قصد بہتر ہے مثلاً بہت سے عالم دیکھوگے کہ عمدہ لباس پہنتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا قصد بدعتیون اور جدل کرنے والون کو ذلیل کرنا اور خدا تعالے کا تقرب حاصل کرنا ہے اور یہ بات اوس وقت کھلے گی جس وقت باطن کا امتحان لیا جاویگا اور قبرون مین سے مردے اوٹھائے جاوین گے اور سینون کے اندر کی باتین علانیہ ہونگی اوس وقت خالص کھرا ہوا سونا کھوٹ سے علیحدہ ہو جاویگا ہم اللہ تعالے سے اوس بڑی ہنسی کے دن کی رسوائی سے پناہ مانگتے ہین رشش میل جو انگلیون کے اوپر سلاٹون مین جمع ہوتا ہے عرب کے لوگ اجکل ان کو بہت نہ دھوتے تھے سو وجہ سے کہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھہ نہ دھوتے تھے اسی جہت سے ان سلاٹون مین میل رہ جاتا تھا اور یہین لحاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو ان مقامات کے دھونے کے لیے ارشاد فرمایا ہفتم انگلیون کے پورون کے صاف کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو ارشاد فرمایا یعنے جو میل کہ انگلیون کے سرون پر اور ناخنون کے نیچے ہو اوسکو دور کرین اسلیے کہ ہر وقت ناخنون کا ترا شنا تو ہو نہین سکتا اسلیے اونمین میل جمع ہو جاتا ہے اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناخنون کے کاٹنے اور بغل اور زیر ناف کے بالون کے دور کرنے کے لیے چالیس دن کی مدت مقرر فرما دی۔ اور ناخنون کے نیچے کے میل کے صاف کرنے کا حکم دیا اور ایک روایت مین ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آنے مین دیر ہوئی جب حضرت جبریل علیہ السلام آئے تو آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ ہم تمپر کیسے اوترین کہ تم نہ اپنی انگلیون کے بیچ کے جوڑ دھوتے ہو نہ پورون کو صاف کرتے ہو نہ زردی دانت کے لیے مسواک کرتے ہو اپنی امت کو ارشاد فرمائیے کہ وہ یہ امور بجا لاوین اور بعضون نے اس آیت کی تفسیر مین فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ یہ فرمایا ہے کہ اف ناخن کے میل کو کہتے ہین اور تف کان کے میل کو اور معنے یہ ہین کہ ماں باپ کو اونکے ناخن کے میل کا عیب مت لگا اور بعض نے یون کہا ہے کہ اونکو اتنی ایذا بھی مت دی جتنی ناخن کے نیچے میل ہونے سے ہوتی ہے ہشتم وہ میل جو تمام بدن پر

تو وہ قوت سامعہ کو مضر ہے سوم وہ رطوبت جو ناک مین جمع ہو کر جم جاتی ہے اور نتھنون مین چمٹ جاتی ہے وہ ناک مین پانی دینے اور سنکنے سے جاتی رہتی ہے چہارم وہ میل کہ دانتون پر اور زبان کے کنارون پر جمع ہوتا ہے وہ کلی اور مسواک سے دور ہو جاتا ہی اور ان دونون کا حال ہم ذکر کر چکے ہین پنجم جو میل اور جوین داڑھی مین جمع ہو جاتی ہین جس صورت مین کہ اوسکی خدمت نکی جاوی تو اوسکا دور کرنا دھونے اور کنگھی کرنے سے مستحب ہی اور حدیث مشہور مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر اور حضر مین کنگھی اور دانتا مدری اور آئینہ کبھی نچھوڑتے تھے ہمیشہ ساتھ رکھتے تھے اور یہ عرب والون کا دستور ہے کہ یہ چیزین ساتھ رکھتے ہین اور ایک حدیث غریب مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن مین دو بار اپنی ڈاڑھی مین کنگھی کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک گھنی تھی اور حضرت ابوبکر رض کی ڈاڑھی بھی ایسی ہی تھی اور حضرت عثمان رض کی ڈاڑھی لنبی اور پتلی تھی اور حضرت علی رض کی ڈاڑھی خوب چوڑی تھی کہ دونون شانے گھیر لیے تھے اور ایک حدیث اس سی بھی زیادہ غریب مین ہی کہ حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جمع ہوئی آپ اونکی پاس جانے کو ہوئی مین نے دیکھا کہ آپ نے پانی کے مٹکے مین جھانک کر اپنے بال سر اور ریش مبارک کے درست کیے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ یہ کام کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہان اللہ تعالے اپنے بندے سے اسبات کو محبوب جانتا ہے کہ جب اپنے بھائیون کے پاس جاوی تو بن سنور کے جاوی۔ جاہل آدمی اس سے کبھی یہ گمان کرتا ہے کہ یہ امر لوگون کے لیے زینت کرنے کی محبت ہی اور آپ کے اخلاق کو غیرون پر قیاس کرتا ہے اور فرشتون کو لوہارون سے تشبیہ دیتا ہے حالانکہ یہ بات نہین اسلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دعوت تھا اور یہ امر آپ کے لوازم مین سے تھا کہ لوگون کے دلون مین اپنے بڑا کرنے کے واسطے سعی فرماوین تاکہ اونکے نفس آپکو حقیر نجانین اور اپنی صورت اونکی نظرون مین اچھی بنا دین تاکہ اونکی آنکھون تلے چھوٹی نہ معلوم ہون اور وہ لوگ آپ کے پاس سے بدک نہ جاوین اور نہ منافقون کو کوئی موقع اونکے بدگمانی کا ہاتھ لگے۔ اور یہ بات ہر ایک عالم کے لیے واجب ہی کہ جو خلق کو خدای تعالے کیطرف بلانے کی درپے ہو کہ اپنے ظاہر حال مین اسبات کا لحاظ رکھے کہ کوئی امر ایسا نہو جس سے لوگ اوس سے نفرت کرین اور ان باتون مین نیت کا اعتبار ہے کیونکہ یہ امور بھی بذات خود وہ عمل ہین جو مقصود سے اوصاف حاصل کرتے ہین غرض اس نیت سی زینت کرنا اچھا ہی اور اگر بالون کی پرگندگی اسلیے باقی رکھے

۱ طبرانی بروایت عائشہ بسند ضعیف ۱۲
۲ ترمذی نی شمائل مین بروایت انس رض روایت کیا ہے کہ کنگھی آپ ڈاڑھی مین بہت کرتے تھے اور سند اوسکی ضعیف ہے ۱۲
۳ آپ کی ڈاڑھی کا گھنا ہونا شمائل مین بروایت ہند بن ابی ہالہ ترمذی نے روایت کیا ہے ۱۲
۴ ابن عدی نی روایت کیا ہے اور کہا ہی کہ یہ حدیث منکر ہے ۱۲

پھر اپنی انگوٹھی نکالے اور دوسری ضرب اونگلیان کھلی رکھکر لگاوی پھر دہنی کی چارون انگلیان جوڑکر بائین کی چارون انگلیون پر رکھے اسطرح کہ بائین انگلیون کے اندر طرف ہو اور دہنی کی پشت کی جانب اور دونون انگوٹھے علیحدہ ہون اور ایک ہاتھہ کی پورین دوسرے کی انگشت شہادت کی عرض سی باہر نہونے پاوین پھر بائین کی چارون انگلیون کو دہنے ہاتھہ کی پشت کیجانب کہنی تک سرکاتا ہوا لیجاوی کہ ہتھیلی شامل نہو جب کہنی پر پہونچ جاوی تو ہتھیلی بائین کی دہنے کے اندر کی طرف پر پلٹ کر اوپر کی طرف سرکاتا ہوا پونہچے تک چلا آوی اور بائین انگوٹھی کی اندر کی طرف دہنے انگوٹھی کے باہر کی جانب پر پھیر دی پھر اسی طرح دہنے ہاتھہ سے بائین پر عمل کرے کہ چار انگلیان اول انگلیون سے لے کر کہنی تک لیجاوی اور وہان سے ہتھیلی اندر کی طرف پلٹ کر پونہچے تک لے آوی اور انگوٹھی کو اونگوٹھے پھراوی پھر اپنی دو ہتھیلیان ایک دوسری سے ملے اور انگلیون کے درمیان خلال کرے اور غرض اس تکلف سے یہ ہے کہ ایک ضرب مین کہنیون تک پورا ہاتھہ غبار کا پھر جاوی پس اگر یہ بات دشوار ہو تو کچھہ مضائقہ نہین کہ دو ضربون اور زیادہ سی پورا کرلے اور اگر اس تیمم سے فرض پڑھ لیے ہون تو نفل کا اختیار ہے جتنی چاہے اوس سی پڑھ لی لیکن اگر دو فرضونکو ایک ساتھہ پڑھی تو چاہیے کہ دوسرے فرض کے لیے تیمم دوبارہ کرے اسی طرح ہر فرض کے لیے ایک تیمم جداگانہ کرے

تیسری قسم فضلات ظاہری سے پاک ہونے کے بیان مین اور فضلات دو نوع پر ہین اول میل دوم اجزا اسلیے دو بیانون مین اسکو لکھا جاتا ہے

بیان اول میل اور رطوبتین جو آدمی مین ہوتی ہین آٹھہ ہین اول جو سر کے بالون مین میل اور جوئین ہو جاتی ہین اونکی صفائی دھونے اور کنگھی کرنے اور تیل ڈالنے سے مستحب ہے تاکہ بالون کا اولجھاو اور چہرے کا وحشی پن دور ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اپنی بالون مین تیل ڈالتے اور کنگھی کرتے اور فرماتے کہ کبھی کبھی تیل ڈالا کرو اور آپ نے فرمایا کہ جس کسی کی بال ہون چاہیے کہ اونکی خدمت کرے یعنے اونکو میلون سے بچاوی اور آپ کی خدمت مین ایک شخص آیا کہ اوسکی ڈاڑھی کے بال پراگندہ تھے آپ نی فرمایا کہ کیا اسکے پاس تیل نہ تھا جس سے بالون کو درست کرلیتا پھر فرمایا کہ تم مین سے کوئی آتا ہے جیسے شیطان ہو دوم وہ میل کہ کان کے پیچون مین جمع ہو جاتا ہے اوسمین سے جو اوپر ہوتا ہے وہ مسح سے دور ہو جاتا ہے اور جو سوراخون کے اندر ہوتا ہے اوسکے لیے چاہیے کہ حمام سے باہر آنے کے وقت نرمی کے ساتھہ اوسکو صاف کردے اور اگر زیادہ ایسا کرے گا

۱ ترمذی نی شمائل مین بروایت انس بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ آپ تیل اکثر ڈالا کرتے تھے اور ایک صحابی سے بسند صحیح یہ بھی روایت کی ہے کہ کنگھی کبھی کبھی کرتے تھے ۱۲

۲ ترمذی و نسائی بروایت عبداللہ بن مغفل ۱۲

۳ ابوداود بروایت ابوہریرہ رض اور اسکی سند قوی نہین ہے ۱۲

۴ ابوداود و نسائی بروایت جابر رض ۱۲

ہاتھہ نہ لگاوی اور اگر ہاتھہ لگاوی تو وضو پھر سے کرے اور اگر وضو غسل سے پہلے کرلیا ہی تو غسل کے بعد دوبارہ وضو نکرے۔ غرضکہ وضو اور غسل کا طریق یہ ہی ہمنے اوسکو اوسقدر لکھا ہے کہ طریق آخرت کے سالک کے لیے جسقدر اوسکا جاننا اور کرنا ضروری ہی اور اسکے سوا اور مسائل کہ بعض احوال مین اونکی ضرورت پڑتی ہی اونکے لیے فقہ کی کتابون کی طرف رجوع کرنا چاہیے غسل مین جو ہمنے یہ باتین لکھی ہین اون مین سے دو باتین واجب ہین ایک نیت کرنا دوسری تمام بدن کو دھونا اور وضو مین اتنی چیزین واجب ہین نیت مُنہ کا دھونا دونون ہاتھون کا کہنیون تک دھونا اور سر کا مسح اوسقدر کرنا کہ جسکو مسح کہہ سکین اور دونون پاون کا ٹخنون تک دھونا اور ترتیب یعنے پہلے منہ دھونا پھر ہاتھہ دھونے پھر مسح کرنا پھر پاون دھونے۔ اور پے در پے دھونا واجب نہین۔ اور چار قسم کے غسل واجب ہین اول منی کے نکلنے سے دوم عورت و مرد کی شرمگاہ مین ملنے سے سوم حیض کے بعد چہارم نفاس کے بعد اور انکے سوا اور غسل سنت ہین جیسے دونون عیدون کا نہانا اور جمعے کے روز اور احرام کے لیے اور عرفات یا مزدلفہ مین ٹھہرنے کے لیے اور مکے مین داخل ہونے کے واسطے اور ایام تشریق کے تین دن کا نہانا اور ایک قول کے بموجب طواف وداع کے لیے غسل کرنا اور کافر کی مسلمان ہونے کے وقت بشرطیکہ ناپاک نہو اور مجنون کے ہوش مین آنے کی وقت اور میت کو غسل دینے کے بعد نہلانے والے کا غسل کرنا یہ سب غسل مستحب ہین

چوتھا بیان تیمم کے ذکر مین

جس شخص کو پانی کا استعمال دشوار ہو کہ دور ہونے کی جہت سے نہ ملتا ہو یا اوس تک کسی وجہ سے نہین پہونچ سکتا مثلاً درندہ کے خوف سے یا دشمن کے ڈر سے یا پانی موجود ہو مگر اپنے یا اپنے ساتھی کی پیاس کے لیے ہو یا دوسری کی ملک ہو کہ وہ بنج معمولی سے زیادہ دام کو بیچتا ہو یا اوسکے بدتر کوئی زخم خواہ مرض ہو کہ پانی کے استعمال سے عضو کے بیکار ہونے یا شدت سے دُبلا ہو جانے کا خوف ہے تو اوس شخص کو چاہیے کہ جب نماز فرض کا وقت اوسپر آوے اوسوقت زمین پاک کا قصد کرے جسپر خاک پاک خالص اور نرم ہو کہ اوسمین غبار اکٹھا ہو اوس زمین پر اپنے دونون ہاتھون کی انگلیان جوڑ کر ایک دو ہتڑ مارے اور اونکو اپنے تمام چہرے پر ایک بار پھیرلاوی اور اسوقت نماز کے مباح ہونے کی نیت کرے اور غبار کو بالون کے نیچے پونچھنے کی وقت نہ اوٹھاوی خواہ بال تھوڑی ہون یا بہت مگر اسبات مین کوشش کرے کہ چہرے کے تمام ظاہر پر غبار پہونچ جاوی اور یہ ایک ضرب سے ہو جاوی گا کیونکہ چہرے کا عرض دو ہتھیلیون سے زائد نہین اور ظن غالب کی رو سے تمام چہرے پر غبار کا پہونچ جانا کافی ہے

اور جو شخص ذکر اللہ کا نہ کرے اوسکا جسم صرف اوسی قدر پاک ہوگا جہان پانی لگے گا - اور فرمایا
مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اور فرمایا اَلْوُضُوْءُ عَلَى الْوُضُوْءِ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ان دونون روایتون سے نئے وضو کرنے کی ترغیب معلوم ہوتی ہے - اور فرمایا کہ جب بندہ مسلمان وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو خطائین اوسکے مُنہ سے نکل جاتی ہین اور جب تاک صاف کرتا ہے تو اوسکی ناک سے گناہ باہر ہوتے ہین اور جب مُنہ دُھوتا ہے تو چہرے سے خطائین دور ہوتی ہین یہانتک کہ پلکون کے بالون کے نیچے سے نکل جاتی ہین اور جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھون سے قصور دور ہوتے ہین حتے کہ ناخنون کے تلے سے نکل جاتی ہین اور جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو سر سے خطائین کانون تک کی نکل جاتی ہین اور جب پاون دھوتا ہے تو دونون پاون کی خطائین ناخنون تک کے نیچے سے دور ہو جاتی ہین پھر اوسکا مسجد کیطرف چلنا اور نماز پڑھنی دونون زائد بچتی ہین - اور مروی ہے کہ طاہر مثل صائم کے ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے پھر اپنی نظر آسمان کی طرف اوٹھا کر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو اوسکے لیے جنت کے دروازے کھل جاتے ہین کہ جس دروازے مین سے چاہے اوسکے اندر جاوے - اور حضرت عمر رضہ نے فرمایا ہے کہ عمدہ وضو تجھسے شیطان کو دور کردے گا - اور مجاہد رح فرماتے ہین کہ جس شخص سے ہو سکے وہ یہ کرے کہ جب سو وے طاہر اور ذاکر اور استغفار پڑھتا ہوا سووے کیونکہ روحین اوسی حال مین اوٹھین گی جیسے قبض ہونگی

تیسرا بیان غسل کے بیان مین - اوسکی کیفیت یہ ہے کہ ہر تین کو اپنے دہنی جانب رکھے پھر بسم اللہ کہکر اپنے ہاتھ تین بار دھووے پھر استنجا کرے جیسا ہم نے اوپر لکھا ہے اور بدن پر اگر نجاست ہو اوسکو دور کرے پھر نماز کی طرح وضو کرے جیسے لنگوٹ ہوا مگر پاون اوسوقت نہ دھووے نہانے کے بعد دھووے کیونکہ اونکو دھوکر زمین پر رکھنا پانی کا ضائع کرنا ہے پھر وضو کے بعد تین بار اپنے دہنے شانے پر نیچے تک پانی ڈالے پھر بائین طرف پر تین بار پھر سر پر تین بار پھر اپنا بدن آگے اور پیچھے سے ملے اور سر اور ڈاڑھی کے بالون مین خلال کرے اور گھنی ہون یا تھوڑی اونکی جڑون مین پانی پونہچاوے اور عورت کو مینڈھیون کا کھولنا ضرور نہین مگر اوس صورت مین کہ جانے کہ پانی بالون کے اندر نہ پونہچے گا اور بدن سلوٹون کی خبر لے کہ پانی سب مین پہونچ جاوے اور نہانے کے بیچ مین اپنے آلۂ تناسل کو

بدن پر سے خشک کرنا بھی مکروہ لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ پانی میزان اعمال مین وزن کیا جاویگا اسلیے اسکا خشک کرنا مکروہ ہے یہ قول سعید بن مسیب اور زہری رضہ کا ہی لیکن حضرت معاذ رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرۂ مبارک کو اپنے کپڑے کی کنارے سے پونچھا تھا اور حضرت عائشہ رضہ روایت کرتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خشک کرنے کا کپڑا رہتا تھا مگر اس روایت مین طعن کیا گیا ہے۔ اور مکروہ ہے کانسے کے برتن سے وضو کرنا اور اوس پانی سے جو دھوپ مین گرم ہوگیا ہو اور اوسکی کراہت طب کی وجہ سے ہی۔ اور حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہ رضہ سے کانسی کے برتنون کی کراہت مروی ہی اور بعض نے فرمایا ہے کہ شعبہ رضہ کے لیے کانسی کے برتن مین پانی آیا تو انھون نے اوس سے وضو کرنے کا انکار کیا اور اس امر کا مکروہ ہونا حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہ رضہ سے نقل فرمایا۔ اور جبکہ آدمی وضو سے فارغ ہوکر نماز پر متوجہ ہو تو چاہیے کہ اپنے دل مین سوچے کہ میرا ظاہر پاک ہوگیا جسکو خلق دیکھتی ہی تو بڑی شرم کی بات ہی کہ بدون دل کے پاک کرنے کے خدای تعالی سے مناجات کرون کہ دل اوسکے دیکھنے کا مقام ہے اور یہ ٹھان لی کہ توبہ سے دل کو پاک کرنا اور اخلاق بد سے خالی ہونا اور عمدہ اخلاق کا عادی ہونا بہت بہتر ہے اور جو شخص کہ صرف ظاہر کے پاک کرنے پر اکتفا کرتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے کہ کسی بادشاہ کو اپنے گھر مین بلاوے اور گھر کو خس و خاشاک سے آلودہ چھوڑ کر باہر کے دروازے پر گیا اور جو نا پھر واوے تو ظاہر ہے کہ ایسا شخص مستحق غضب سلطانی ہوگا

وضو کی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُحَدِّثْ فِيهِمَا بِشَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ اور دوسری روایت مین لَمْ يَسْهُ فِيهِمَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ اور ایک حدیث مین اسطرح ارشاد فرمایا اَلَا أَنْبِئُكُمْ بِمَا يُكَفِّرُ اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ وَنَقْلُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ اور اس کلمہ کا اخیر یعنی فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ کو تین بار ارشاد فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور ایک ایک بار اعضا کو دھویا اور فرمایا کہ یہ وضو ہی کہ اللہ تعالے بدون اوسکی نماز قبول نہین کرتا اور دو دو بار اعضا کو دھویا اور فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور دو دو بار اعضا دھوئے اللہ تعالے اوسکو ثواب دو بار عنایت فرماویگا اور تین تین بار اعضا دھوئے اور فرمایا کہ یہ میرا وضو ہے اور مجھسے پیشتر کے انبیا اور اللہ تعالے کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا اور فرمایا کہ جو شخص وضو کرنے مین خدای تعالی کو یاد کرے اللہ تعالی اوسکا سب جسم پاک کردیتا ہی

ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند ضعیف ہے ۱۲

ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ٹھیک نہین اور بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہین ہوا ۱۲

یعنی شخص وضو کرکے اور اچھی طرح سے کرے اور دو رکعت نماز پڑھے جن مین کوئی بات دنیا کی دل مین نہ لاوے تو اسکے گناہ جسقدر کہ اوسکی ماں نے اوسکو جنا تھا ۱۲ ابن مبارک نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسی طرح سے ہے ۱۲ منہ

بخاری

اَللّٰهُمَّ فَكَّ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ الٰہی میری گردن کو دوزخ سے آزاد کر اور مین زنجیرون اور طوقون سے تجھسے پناہ مانگتا ہون پھر اپنا دہنا پاؤن دھووی اور بائین ہاتھہ سے پاون کی انگلیون کو نیچے کی جانب سے خلال کری اور دہنے پاون کی چھنگلیا سے شروع کرکے بائین کی چھنگلیا پر خلال ختم کرے اور دہنے پاون کو دھونے مین یہ کہے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ يَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ فِي النَّارِ الٰہی میرا پانو سیدھے راستے پر جماوی جس روز کہ پاون دوزخ مین پھسلین اور بائین پاون کے دھونے مین کہے اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تَزِلَّ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِيْنَ فِي النَّارِ مین تجھسے پناہ مانگتا ہون پل صراط پر اپنا پاون پھسلنے سے جس روز کہ منافقون کے پاون دوزخ مین پھسلین گے اور پانی کو اپنی نصف ساق تک اونچا کرے جب فارغ ہو تو منہ آسمان کی طرف اوٹھاوی اور کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ اَسْتَغْفِرُكَ اللّٰهُمَّ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ فَاغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ عَبْدًا صَبُوْرًا شَكُوْرًا وَاجْعَلْنِيْ اَذْكُرُكَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَاُسَبِّحُكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا کہتے ہین کہ جو شخص بعد وضو کے یہ دعا پڑھے تو اوسکی وضو پر مہر کیجاتی ہے اور عرش کے نیچے اوسکو پونہچایا جاتا ہے اور وہان وہ خدای تعالی کی تسبیح اور تقدیس کرتی رہتی ہی اور اوسکا ثواب قیامت تک اوس شخص کے لیے لکھا جاتا ہے اور وضو مین چند باتین مکروہ ہین اول تین مرتبہ سے زیادہ دھونا اور پانی کو فضول بہانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اعضا دھوئے اور فرمایا کہ جسنے زیادہ مرتبے دھوئے اوسنے ظلم کیا اور برا کیا اور فرمایا کہ عنقریب اس امت مین سے ایک قوم ہوگی جو دعا اور وضو مین حد سے تجاوز کرینگے۔ اور کہتے ہین کہ طہارت مین آدمی کا پانی پر حریص ہونا اوسکے علم کی سستی کی علامت ہے۔ اور ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہین کہ یون کہتے ہین کہ اول جو شروع وسواس کا ہوتا ہی تو پاک کرنے کی جہت سی ہوتا ہے۔ اور حضرت حسن رح کا قول ہی کہ ایک شیطان وضو کے اندر آدمی پر ہنسا کرتا ہے جسکو ولہان کہتے ہین دوسری ہاتھون کا جھٹکنا کہ پانی دور ہو جائے تیسرے وضو کے اندر بولنا چوتھے منہ پر پانی کو طمانچہ کی طرح مارنا اور بعض لوگون نی پانی کو

اور توبہ میری قبول کر تو توبہ کرنے والا مہربان ہے الٰہی مجکو توبہ کرنے والون مین کر اور مجکو پاکیزگی کرنیوالون مین کر اور مجکو اپنی نیک بندون مین سے کر اور مجکو صابر اور شاکر بندہ کر اور مجکو ایسا کر دی کہ تیرا ذکر بہت کرون اور تیری پاکی صبح شام بیان کرون ۱۲ ابوداود ونسائی وابن ماجہ بروایت عمرو بن شعیب ۱۲ ابوداود بروایت عبد اللہ بن مغفل ۱۲

وَلَا تَسْوَدَّ وَجْهِي بِظُلُمَاتِكَ يَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوهُ أَعْدَائِكَ الٰہی میری منہ کو اپنی نور سے
سفید کر جس روز کہ تیرے دوستون کا منہ سفید ہو اور میری منہ کو اپنی تاریکیون سے سیاہ مت کر
جس روز کہ تیرے دشمنون کی چہرے سیاہ ہون - اور منہ دھونی مین گھنی ڈاڑھی مین خلال کری
کہ مستحب ہی پھر اسکے بعد اپنے دونون ہاتھہ کہنیون تک تین بار دھووی اور انگوٹھی کو ہلاوے
اور پانی کہنیون سے آگے تک پونہچاوی کیونکہ قیامت کو وضو کرنے والون کے ہاتھہ پاون
اور چہرہ وضو کے نشان کی باعث روشن ہون گے تو جتنی دور پانی پونہچے گا اوتنا ہی عضو
اوس روز منور ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ
فَلْيَفْعَلْ اور ایک روایت مین یہ ہے کہ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ
اور پہلے دہنا ہاتھہ دھووی اور کہے اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِي كِتَابِي بِيَمِينِي وَحَاسِبْنِي حِسَابًا
يَسِيرًا الٰہی میرا نامۂ اعمال میری دہنے ہاتھہ مین دینا اور مجھسے حساب ہلکا کرنا اور بائین ہاتھہ کو
دھونے مین کہی اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ تُعْطِيَنِي كِتَابِي بِشِمَالِي أَوْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي
الٰہی مین تجھسے پناہ مانگتا ہون اس سے کہ تو میرا نامۂ اعمال میری بائین ہاتھہ مین دی یا پشت کی جانب
سے پھر اپنے ساری سر کا مسح کری اس طرح کہ دونون ہاتھون کو تر کر کی دونون کی اونگلیون کے
سر ملالے اور اونکو پیشانی کے پاس سر پر رکھے اور گدی کی طرف کو لیجاوی اور وہان سے پھر
آگے کی طرف کو کھینچے یہ ایک مسح ہوا اسی طرح تین بار کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ غَشِّنِي بِرَحْمَتِكَ
وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ وَأَظِلَّنِي تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّكَ
الٰہی مجکو اپنی رحمت سی ڈھانپ لے اور مجھپر اپنی برکتین نازل کر اور اپنے عرش کی تلی سایہ دے
اوس روز کہ بجز تیرے سایے کے اور سایہ نہوگا پھر اپنے دونون کانون کا مسح اندر اور باہر
نئے پانی سے کرے اس طرح کہ دونون انگشت شہادت کو کانون کی دونون سوراخون مین داخل
کرے اور دونون انگوٹھون کو کانون کی باہر کی جانب گھماوی پھر کانون پر دونون ہتھیلیان
پشتی کے لیے رکھدے اور یہ مسح بھی تین بار کرے اور یہ کہی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ
الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ اَللّٰهُمَّ اسْمِعْنِي مُنَادِيَ الْجَنَّةِ مَعَ الْأَبْرَارِ الٰہی مجکو اون
لوگون مین سی کر کہ قول کو سنین اور اوسمین سی بہتر کا اتباع کرین الٰہی مجکو جنت کی منادی کی آواز
نیک بندون کی ساتھہ مین سنا پھر اپنی گردن کا مسح نئے پانی سی کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا ہے کہ گردن کا مسح کرنا قیامت کے دن کے طوق سے بچاتا ہے اور مسح گردن مین یہ کہے

اللّٰهُمَّ

۱ جو قدرت رکھی اسبات کی کہ اپنی روشنی بڑھاوے تو اوسکو چاہیے کہ بڑھاوے ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲

۲ زیور ایمان دار کے اوس مقام تک پونہچے گا جہان تک وضو کا پانی پونہچے گا یعنے روشنی اور چمک وضو کے اثر تک ہوگی ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲

۳ ابو منصور دیلمی بروایت ابن عمر رض اور یہ مذہب ضعیف ہے ۱۲

اور مُنہ دھونے تک نیت باقی رکھے اگر منہ دھونے کی وقت بھول جاوی گا تو وضو نہو گا پھر چلو مین منہ کے لیے پانی لیوی اور ساوس سی تین کُلیان کری اور غرارہ کری اور اگر روزہ دار ہو تو غرارہ نکرے کُلیان ہی کر لے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ کِتَابِکَ وَکَثْرَۃِ الذِّکْرِ لَکَ یعنی الٰہی اپنی کتاب کی پڑھنے اور اپنے ذکر کرنے زیادہ کرنے پر میری مدد کر پھر ناک کی لیے چُلو بھری اور تین دفعہ ناک مین پانی دے اور سانس سی پانی کو نتھنون مین چڑھاوی اور جو کچھ نتھنون مین ہو اوسکو سنگ ڈالے اور ناک مین پانی دینی کے وقت یہ دعا کہے اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَاَنْتَ عَنِّیْ رَاضٍ یعنی الٰہی تو مجکو جنت کی خوشبو سونگھا اوس حال مین کہ تو مجسے خوش ہو اور ناک سنکنے کے وقت اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ رَوَائِحِ النَّارِ وَمِنْ سُوْءِ الدَّارِ الٰہی مین تجھسے پناہ مانگتا ہون دوزخ کی بدبوون سے اور بُری گھر سے پہلی دعا ناک مین پانی پونہچانی کے مناسب ہی اور یہ ناک سے کوئی چیز دور کرنے کی مناسب ہے پھر چلو اپنے منہ کے لیے لیوی اور اوسکو جہان سے کہ پیشانی پھیلنی شروع ہوئی ہی وہان سی لے کر جس جگہہ تک ٹھوڑی سامنے معلوم ہوتی ہی اوسکی انتہا تک طول مین اور ایک کان سے لے کر دوسری تک عرض مین دھووی اور منہ کی حد مین پیشانی کی دونون گوشے جو بالون کے اندر چلے جاتے ہین داخل نہین بلکہ وہ سر مین شامل ہین اور دونون کن پٹیون کے اوپر بھی پانی پونہچانا چاہیے اور یہ وہ جگہہ ہے کہ عورتون کو وہان سے بال ہٹانے کی عادت ہوتی ہی یا اگر ایک دوڑی کا ایک سرا کان کی سر رکھین اور دوسرا پیشانی کے گوشے پر تو اس ڈوری کی نیچے کی طرف جو مُنہ کی جانب پڑی اوسکو ترکرنا چاہیے اور چار بالون یعنے بھوؤن اور موچھون اور زلفون اور پلکون کی جڑون مین پانی پونہچانا چاہیے کیونکہ یہ چیزین اکثر تھوڑی ہی ہوتی ہین اور داڑھی اگر ہلکی ہو تو اوسکی جڑ مین بھی پانی پونہچانا چاہیے اور ہلکی کی علامت یہ ہے کہ چہرے کی کھال اوسمین نظر آتی ہو اور اگر داڑھی گھنی ہو تو اوسکی جڑ مین پونہچانا ضرور نہین اور وہ بال جو نیچے کے ہونٹھہ اور ٹھوڑی کی درمیان ہوتی ہین جنکو بچی کہتے ہین اونکا حکم ہلکی اور گھنی ہونے مین داڑھی کا سا ہی پھر یہ دھونا تین دفعہ کری اور داڑھی جو لٹکی ہوئی ہو اوسکے نیچے پر پانی بہاوی اور آنکھہ کے کونون اور میل اور سرمہ کے اکٹھے ہونی کی جگہہ مین انگلی سے صاف کری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے اور توقع کری کہ اس فعل سی آنکھون کا قصور باہر ہو جاوی گا اور اسی طرح سب اعضا کے دھونے مین توقع کرے کہ اونکی خطائین دور ہونگی اور مُنہ دھونے کے وقت کہے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ بِنُوْرِکَ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَوْلِیَائِکَ

دوسرا بیان وضو کی کیفیت کے ذکر مین - جب استنجا سے فارغ ہو چکے تو وضو مین مشغول ہو اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ایسا نہین دیکھا کہ قضای حاجت کے بعد آپ نے وضو نہ کیا ہو اور وضو مین شروع مسواک سے کرے کہ اسکے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمھارے منہ قرآن کے راستے ہین پس اونکو مسواک سے اچھا کرو - پس چاہیے کہ مسواک کرنے کے وقت نیت کرے کہ اپنا منہ نماز کے اندر قرآن کی قرات اور ذکر اللہ کے لیے پاک کرتا ہون - اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کے بعد کی نماز بدون مسواک کی ستر نمازون سے بہتر ہوتی ہے - اور فرمایا لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ اور فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ تم میری پاس زرد دانتون سے آتے ہو مسواک کیا کرو - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کئی مرتبہ مسواک کیا کرتے تھے - اور حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہمکو مسواک کا حکم کیا کرتے تھے یہان تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اسکے باب مین عنقریب کوئی آیت اوتری گی - اور ایک حدیث مین ارشاد ہے کہ لازم پکڑو مسواک کرنے کو کہ وہ منہ کو پاک کرتی ہے اور باعث خوشنودی اللہ تعالی کی ہے - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ مسواک حافظہ بڑھاتی ہے اور بلغم دور کرتی ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مسواک کو کانون پر رکھکر چلا کرتے تھے اور کیفیت اوسکی یہ ہے کہ مسواک پیلو کی یا اور درختون کی شاخ کی کرے جو دانت کی زردی دور کردے اور مسواک عرض اور طول دونون جانب مین کرے یعنے ڈاڑھون کی جانب مین بھی پھیرے اور مسوڑھون کی جانب مین بھی اور اگر ایک ہی طرف پر کفایت کرے تو عرض مین کرے - اور مسواک ہر نماز اور ہر وضو کے وقت کرے گو وضو کے بعد نماز نہ پڑھے اور جب سونے یا بہت دیر ہونٹھ بند رہنے یا بو دار چیز کھانے سے منہ کی بو بُری ہو گئی ہو اوسوقت مسواک کرے پھر مسواک سے فارغ ہونے کے بعد وضو کے لیے قبلہ رخ بیٹھے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بسم اللہ نکہی اوسکا وضو نہین ہوتا یعنے بدون بسم اللہ کے کامل نہین ہوتا اور اسوقت کہے اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ پھر اپنے ہاتھ برتن مین ڈالنے سے پہلے پہونچون تک تین بار دھووے اور کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْیُمْنَ وَالْبَرَکَۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشُّؤْمِ وَالْھَلَکَۃِ یعنے الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون یمن اور برکت کو اور نحوست اور تباہی سے تجھسے پناہ مانگتا ہون پھر حدث کے دور کرنے اور نماز کے مباح ہو جانے کی نیت کرے

اور منہ

۱ ابو نعیم بروایت علی رض ۲ مسند ضعیف و بزار بسند جید ۳ احمد و حاکم بروایت عائشہ رض ۴ اگر مین اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو اونکو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم کردیتا ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ رض ۵ بزار و بیہقی بروایت عباس بن عبد المطلب ۱۲ ۶ مسلم بروایت عائشہ رض ۷ احمد نے روایت کیا ہے ۸ بیہقی و طبرانی بروایت ابن عباس رض ۱۲

۹ خصیف نے روایت کیا ہے اور ابو داؤد و ترمذی نے زید بن خالد رض سے ۱۲ ۱۰ ترمذی عن ابن ماجہ بروایت ابو ہریرہ رض ۱۱ سعید بن منصور عن ابن عباس رض ۱۲ ۱۲ ابن سنی عن انس رض ۱۳ ابو داؤد عن ابن عباس رض

اب استنجا کی کیفیت معلوم کرو کہ بعد پاخانہ سے فارغ ہونے کے تین ڈھیلون سے اپنے مقام کو صاف کرے اگر صاف ہوجاوے تو خیر ورنہ چوتھا ڈھیلا لے اور اسی طرح اگر حاجت جانے تو پانچوان استعمال کرے اسواسطے کہ پاک کرنا واجب ہے اور عدد طاق مستحب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ یعنے جو ڈھیلے استعمال کرے چاہیے کہ طاق لیوے اور ڈھیلے کو اپنی بائین ہاتھ مین لے کر اپنے مقام پاخانہ کے اگلے کنارے پر نجاست سے اسطرف رکھے اور پیچھے کو پونچھتا ہوا اور ڈھیلے کو پھیرتا ہوا لیجاوے پھر دوسرا ڈھیلا لیوے اور اوسکو پیچھے کی طرف رکھکر آگے کو اوسی طرح لاوے اور تیسرا لیکر مقعد کے گرد گھماوے اور اگر گھمانا دشوار ہو اور آگے سے پیچھے تک پونچھ لیا ہو تو کافی ہے پھر ایک بڑا سا ڈھیلا اپنے دہنے ہاتھ مین لے اور ذکر کو بائین ہاتھ مین اور ڈھیلے سے اوسکو پونچھے اور بائین ہاتھ کو حرکت دے یعنی اوس سے تین بار تین جگہہ مین پونچھ دے یا تین ڈھیلون مین یا تین جگہہ ایک دیوار مین پونچھے یہانتک کہ پونچھنے کی جگہہ مین پیشاب کی تری معلوم نہو اگر یہ بات دو دفعہ ہوجاوے تو تیسرا طاق کرنے کے لیے استعمال کرے اور جس صورت مین کہ صرف ڈھیلے پر کفایت کرنی منظور ہو تو تری کا موقوف کرنا واجب ہے اور اگر چار ڈھیلون مین صاف ہو تو پانچوان طاق کرنے کے واسطے لیوے پھر اوس جگہہ سے ہٹے اور دوسری جگہہ پانی سے آبدست لے اس طرح کہ دہنے ہاتھ سے پانی مقام نجاست پر ڈالے اور بائین سے ملے یہانتک کہ اثر نجاست چھونے سے معلوم نہو اور اسمین زیادہ مبالغہ نکرے کہ اندر تک دھووے اسلیے کہ یہ وسواس کا گھر ہے اور واضح ہو کہ جہان پانی نہین پہونچتا وہ مقام اندر کہلاتا ہے اور اوس جگہہ کی فضلات پر نجاست کا حکم نہین لگتا جب تک کہ باہر نہ نکلین اور جو مقام ظاہر ہے اور اوسپر حکم نجاست کا ہوجاتا ہے تو اوسکے پاک ہونے کی حد یہ ہے کہ پانی اوس جگہہ پہونچ جاوے اور نجاست دور کردے زیادہ وسواس کی کوئی بات نہین اور جب استنجا سے فراغت پاوے تو یون کہے اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِي مِنَ الْفَوَاحِشِ یعنے الٰہی میرے دل کو نفاق سے پاک کر اور میری مقام شرم کو زنا سے محفوظ رکھہ پھر اپنا ہاتھہ دیوار سے یا زمین سے پونچھ کر دور کرنے کے لیے رگڑ ڈالے اگر رہ گئی ہو اور پانی اور ڈھیلون کا دونون کا استعمال کرنا مستحب ہے چنانچہ مروی ہے کہ جب یہ آیت اتری فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قباوالون کو ارشاد فرمایا کہ وہ کون سی طہارت ہے جسپر خدای تعالے نے تمھاری تعریف کی اونھون نے عرض کیا کہ ہم استنجا مین ڈھیلے اور پانی دونون استعمال کرتے ہین

آپ نے وضو کرکے اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا۔ اور نہانے کی جگہ میں پیشاب نہ کرے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اکثر وسواس اسی سے ہوتا ہے۔ اور ابن مبارک فرماتے ہیں کہ اگر پانی بہتا ہوا ہو تو اوسمیں پیشاب کرنے کا مضائقہ نہیں اور پاخانے میں اپنے ساتھ کوئی ایسی چیز نہ لیجاوے جسپر نام خدا کا یا اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو اور پاخانہ میں ننگے سر نجاوے اور پاخانے میں جانے کے وقت کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنی شروع کرتا ہوں اللہ کا نام پناہ مانگتا ہوں اللہ سے ناپاک پلید خبیث مخبث شیطان مردود سے اور نکلتے وقت کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَبْقٰی عَلَیَّ مَا یَنْفَعُنِیْ یعنی شکر ہے خدا کا کہ اوسنے مجھ میں سے وہ چیز دور کی جو مجھے ایذا دیتی اور وہ چیز باقی رکھی جو میرے کام آوے مگر یہ دعا میں پاخانے کے باہر کہے اور استنجا کے ڈھیلے بیٹھنے سے پہلے گن لے اور جہاں پاخانہ پھرے اوس جگہ پانی سے طہارت نکرے اور پیشاب کے بعد کھنکھارے اور تین دفعہ آلۂ تناسل کو سونت دے اور اوسکے نیچے کی جانب ہاتھ پھیر دے اور اسباب میں زیادہ فکر نکرے ورنہ وسوسے میں گرفتار ہوگا اور کام مشکل پڑ جاوے گا اور اگر بعد کو کچھ تری معلوم ہو تو یہ سمجھے کہ پانی کا اثر ہے اور اگر یہ امر اوسکو ایذا دیتا ہو تو اوس مقام پر پانی چھڑک لے تاکہ نفس میں خوب جم جاوے کہ پانی کا اثر ہے قطرہ نہیں اور وسوسہ کرنے سے اپنے اوپر شیطان کو مسلط نکرے۔ اور حدیث شریف میں یہ فعل مروی ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی چھڑکا ہے اور پہلے لوگوں میں جو استنجا میں جلد فراغت کرتا تھا وہ زیادہ فقیہ ہوتا تھا تو جو شخص اسمیں وہ وسوسہ کرے معلوم ہوگا کہ اوسکو سمجھ کم ہے۔ اور حضرت سلمان رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو سب چیزیں تعلیم فرمائیں یہاں تک کہ پاخانہ پھرنا تعلیم فرمایا اور حکم دیا کہ ہڈی سے اور لید سے استنجا نکریں اور منع فرمایا اسباب سے کہ پیشاب یا پاخانہ بیں قبلہ رخ بیٹھیں۔ اور ایک بدوی نے جھگڑے کے وقت کسی صحابی سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمکو پاخانہ پھرنا بھی اچھی طرح نہیں آتا اوسنوں نے فرمایا کہ کیوں نہیں میں تو اوس سے خوب ماہر ہوں راستے سے دور جاتا ہوں اور ڈھیلے گن لیتا ہوں جھنڈی کیطرف منہ کرتا ہوں اور ہوا کی طرف پیٹھ پھیرتا ہوں پنجوں پر زور دیتا ہوں اور سُرین اوپر کو رکھتا ہوں۔ اور جائز ہے کہ آدمی دوسرے شخص کے قریب اوس ہی آڑ کرکے پیشاب کرلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجودیکہ بہت حیا رکھتے تھے لوگوں کی تعلیم کے لیے ایسا کیا ہے

۱ اصحاب سنن بروایت عبداللہ بن مغفل ۱۲

۲ ابوداؤد و نسائی بروایت سفیان بن الحکم ۱۲

۳ مسلم ۱۲

۴ بخاری و مسلم بروایت حذیفہ رضؓ ۱۲

جسم سو جھائی نہ دیتا ہو تو اوسپر جہان جہان پڑی ہو پانی کا بہا دینا کافی ہے اور اگر نجاست جسم دار ہے تو اوسکی جسم کا دور کرنا ضروری ہے اور جبتک مزا اوسکا باقی رہے گا تب تک معلوم ہوگا کہ اوسکا جسم باقی ہے اور یہی حال رنگ کے باقی رہنے کا ہے لیکن جس صورت مین کہ رنگ چمٹ جاوے اور کرنے اور ملنے سے نجاوی تو وہ معاف ہی اور بو کا باقی رہنا نجاست کے باقی رہنے پر دال ہے اور معاف نہین لیکن اگر کوئی چیز نہایت تیز بو کی ہو کہ اوسکا دور کرنا مشکل ہو تو اوس وقت ملنا اور چند مرتبے پے بہ پے نچوڑنا اور کرنے کے قائم مقام ہے اور وسواس کے دور کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ یون سمجھنا چاہیے کہ چیزین یقینا پاک پیدا ہوئی ہین تو جسپر نجاست نہ دکھائی دیتی ہو اور نہ یقینا معلوم ہو کہ نجس ہے تو اوس سے نماز پڑھ لی اور اسباتکی ضرورت نہین کہ نجاستون کی مقدار مقرر کرنے کی لیے استنباط کیے جاوین

دوسری قسم حدث کی طہارت کے بیان مین — اور اس طہارت مین وضو اور غسل اور تیمم داخل ہین اور ان سب سے مقدم استنجا ہے ہم ان سب کی کیفیت بترتیب معہ آداب وسنت لکھتے ہین اور شروع مین وضو کے سبب کو یعنے قضای حاجت کو لکھتے ہین بعون اللہ تعالے

بیان اول پاخانہ پھرنے کے آداب — اسمین اتنی باتین ملحوظ رکھنی چاہیین کہ دیکھنے والون کی نظر سے جنگل مین دور جاوی اور کسی چیز کی آڑ اگر ہو سکے تو کرلے اور جب تک بیٹھنے کے مقام پر نہ پہونچ جاوی تب تک اپنی ہوا نگی نہ کھولے اور سورج اور چاند کی طرف مُنہ کرکے نہ بیٹھے اور نہ قبلہ کیطرف مُنہ کرے نہ بیٹھے پھیرے مگر جس صورت مین کہ مکان مین پاخانہ ہو تو مضائقہ نہین اور اس صورت مین بھی مستحب یہی ہی کہ قبلہ سے پھر کر بیٹھے اور جنگل مین اگر اپنی سواری کی یا دامن کی آڑ کرلے تو جائز ہے — اور آدمیون کے باتین کرنے کی جگہہ مین بیٹھنے سے اجتناب کرے اور ٹھہری ہوئی پانی مین اور پھل دار درخت کے نیچے اور سوراخ کے اندر پیشاب کرے اور جو جگہہ نہایت سخت ہو اور ہوا کے رخ پیشاب نہ کرے تاکہ چھینٹون سے بچا رہے اور بیٹھنے مین بائین پاون پر زور دے اور اگر مکانات کے پاخانون مین جاوی تو اندر جانے مین بایان پاون اول رکھے اور باہر نکلنے وقت دہنا اول نکالے اور کھڑا ہو کر پیشاب نکرے حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ جو کوئی تم سے یہ بیان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے تو اوسکے قول کو سچا نجانو — اور حضرت عمر رض سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو کھڑی ہوئی پیشاب کرتی دیکھکر فرمایا کہ اے عمر کھڑا ہو کر پیشاب نکر اور اس باب مین اجازت مروی ہی کہ حضرت حذیفہ رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا اور مین آپ کے لیے وضو کا پانی لایا

۱ حدیث عائشہ رض کی ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے
۲ ابن ماجہ نے بسند ضعیف روایت کیا ہے
۳ بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے

نجاست کے دور کرنے کے لیے پانی میں اسیکی طرف اشارہ فرمایا ہے اور مناسب ہے کہ اسپر اعتماد کیا جائے تاکہ تنگی دفع ہو اور علت پانی کے پاک ہونے کی کہل جاوی کہ دوسری چیز پر غالب ہوتا ہے تاکہ اوسکو پاک کردی جیسا کہ قلتین سے زیادہ ہونے کی صورت مین یہی حال ہی اور نجاست کی دھوون اور بہتے پانی اور بلی کے لیے برتن جھکا دینے مین یہی صورت ہی اور یہ مت خیال کرنا کہ یہ صورت معاف ہونے کی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو استنجا کے اثر اور پسیوون کے خون کی طرح ہوتا کہ جو پانی اوسے لگتا وہ ناپاک ہوتا حالانکہ دھوون ناپاک نہین ہوتا نہ تھوڑا پانی بلی کے مُنہ ڈالنے سے ناپاک ہوتا ہے۔ اور یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا یحمل خبثا یعنے نجاست کو نہین اوٹھاتا تو یہ لفظ اپنی ذات سے مبہم ہے کیونکہ جب متغیر ہوتا ہے تب تو نجاست کو اوٹھاتا ہی اور اگر یہ کہو کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب متغیر نہین ہوتا اوسوقت نجاست کو نہین برداشت کرتا تو ممکن ہے کہ یہ کہین کہ اس سے مراد یہ ہو کہ وہ پانی اکثر اوقات مین معتاد نجاستون سے متغیر نہین ہوتا تو یہ بات قلتین سے کم مین بھی متمسک ہی مگر کمتر مین اسکی رعایت نہ کرنی اون دلیلون سے جو ہمنے لکھی ہین ممکن ہے اور لا یحمل خبثا کے ظاہر الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ حمل یعنے برداشت کی نفی ہے جسکے یہ معنے ہین کہ نجاست کو اپنی صفت پر بدل لیتا ہی جیسے یہ کہتے ہین کہ کان نمک کُتے وغیرہ کو برداشت نہین کرتی یعنی اوسمین غیر چیزین ایسی ہو جاتی ہین اور ان معنون کے لینے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ تھوڑی پانیون مین استنجا کیا کرتے ہین اور اپنے نجس برتن اوسمین ڈبویا کرتے ہین پھر تردد کیا کرتے ہین کہ یہ پانی اتنے امر سے متغیر ہو گئی یا نہین تو جب مقدار قلتین کے پانی ہو گا معلوم ہو جاوی گا کہ ان معتاد نجاستون سے متغیر نہین ہوتا پس اگر یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نجاست کو برداشت نہین کرتا اور جب نجاست زیادہ ہو گی تب تو برداشت کرتا ہے تو یہ سوال اولٹا تمھین پر پڑے گا کہ جب نجاست زیادہ ہو گی تب اوسکی برداشت حکم کی روسے بھی کرے گا جیسے دیکھنے مین کرتا ہے پس دونون مذہبون مین معتاد نجاستون کی خصوصیت لگانی ضرور ہے۔ حاصل یہ کہ نجاستون کے معاملہ مین ہمارا میل آسانی برتنے کیطرف ہی اس وجہ سے کہ پہلے لوگون کی سیرت ہم نے اسی طرح پائی اور وسواس کی جڑ اُکھاڑنی منظور ہے اور اسی وجہ سے ان مسئلون مین اگر کہین خلاف واقع ہوا ہے تو ہم نے

طہارت کا حکم دیا ہے

تیسرا بیان نجاست کے دور کرنے کی کیفیت مین۔ نجاست اگر غیر مرئی ہو یعنے اوسکا

پھر اس قوت کی حد کیا ہے آیا جو پانی کہ حمام کی ٹونٹیون مین سی نکلتے ہین اونپر یہ قاعدہ جاری ہے
کہ نہین اگر نہین جاری تو فرق بتانا چاہیے اور اگر جاری ہی تو ناپاکی اون پانیون مین پڑجاوے
اور جو برتنون مین سے بدن پر بہنے کی جگہہ پڑجاوی دونون مین فرق کیا ہی آخر یہ بھی پانی
بہتا ہے علاوہ ازین پیشاب بہتی پانی مین بہ نسبت بستہ نجاست کی خوب ملجاتا ہی تو جب یہ حکم
دی دیا کہ جو پانی بستہ نجاست پر کو گذری وہ نجس ہی یہانتک کہ ایک ایسے حوض مین جمع ہو
کہ اوسکی مقدار قلتین ہو تو بستہ نجاست اور بہتی نجاست مین کیا فرق ہی پانی تو ایک ہی ہے
اور ملجانا بہ نسبت اوپر کے گذرنے کے زیادہ ہے تو کیا وجہ کہ پیشاب ملنی سے وضو درست ہوا
اور بندھی نجاست پر گذرنے سے ناجائز ہو چھٹی دلیل یہ ہے کہ قلتین پانی مین اگر آدھہ سیر
پیشاب پڑجاوی اور پھر وہ پانی علٰحدہ کیا جاوی تو جو پیالہ اوس مین سی بھرا جاوی گا وہ پاک
ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ اوسمین کچھہ قطری پیشاب کی ضرور ہون گی گو تھوڑی ہون پس اب یہ
بتاؤ کہ پانی کی طہارت کی علت متغیر نہونے کو کہنا اچھا ہے یا کثرت کی قوت کو بتانا
بہتر ہے حالانکہ کثرت تو پیالہ مین علٰحدہ کرنے سے جاتی رہی اور اجزای نجاست اوسمین
موجود ہین ساتوین دلیل یہ ہے کہ گذشتہ زمانون مین حمامون مین میلے کچیلے آدمی وضو
کیا کرتے تھے اور اپنے ہاتھہ اور برتن اون حوضون مین باوجود پانی کے تھوڑا ہونے کے
ڈالدیتے تھے گو یہ معلوم تھا کہ ان مین ناپاک اور پاک سب طرح کے ہاتھہ پڑتے ہین۔ تو یہ دلیلین
مع شدت حاجت دلمین اسبات کو قوت دیتی ہین کہ پہلے لوگ متغیر نہونے کو دیکھتے تھے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر اعتماد رکھتے تھے کہ اللہ تعالی نے پانی کو پاک پیدا
کیا ہے اوسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی بجز اوسکے کہ اوسکے مزہ یا رنگ یا بو کو بدل دی۔ اور یہ
بات پانی مین واقع مین ہے یعنے ہر بہنے والی چیز کی سرشت ہی کہ جو چیز اوسمین پڑی اوسکو اپنی
صفت پر بنالے اور وہ چیز اوس سی مغلوب ہو جیسے نمک کی کان مین کتا گر پڑی تو وہ بھی
نمک ہوجاتا ہے اور اوسکی طہارت کا حکم لگتا ہے اس سبب سی کہ اوس مین سی کتے ہونے کا
وصف جاتا رہا نمک ہوگیا اسی طرح اگر تھوڑا سا سرکہ یا دودہ پانی مین گر جاوی گا تو اوسکی
صفت جاتی رہے گی پانی کی صفت سے متصف ہوجاوی گا اور اوسیکی خاصیت اختیار
کرے گا مگر جس صورت مین کہ بہت اور غالب ہو تب پانی نہوگا اور اوسکا غلبہ مزہ یا رنگ
یا بو کے غالب ہونے سے ہوتا ہے تو یہ اوصاف کا متغیر ہونا جانچ کی چیز ہے اور شریعت نے

ابن ماجہ بروایت ابو امامہ بسند ضعیف استثنا کی سوا باقی حدیث ابو داؤد و ترمذی نے بروایت ابو سعید روایت کی ہے ۱۲

ان دونون جگھون مین نہ بہتے پانی کی کثرت ہی نہ ٹھہرے کی اور اول زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے لے کر آخر زمانہ صحابہ تک کوئی واقعہ طہارت کے باب مین منقول نہین اور نہ کوئی سوال نجاستون سے پانی کے بچانے کی کیفیت کے دریافت کرنے مین پایا جاتا ہے اور اون لوگون کے پانی کے برتنون پر لڑکون اور لونڈیون اور ایسے لوگون کا تصرف رہتا تھا جو نجاستون سے احتراز نہین کرتے۔ اور حضرت عمر رضہ نے اوس پانی سے وضو کیا جو نصرانی عورت کے گھڑے مین تھا اس سے تو صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بجز عدم تغیر پانی کے اور کسی شرط پر اعتماد نہین کیا ورنہ نصرانی عورت اور اوسکے برتن کا نجس ہونا ایسا ہے کہ ظن غالب سے بادنی تامل معلوم ہوتا ہے۔ پس امام شافعی رضہ کے مذہب پر مشکل سی قائم ہونا اور پیشتر کی قرون مین اس امر کا استفسار نہونا ایک دلیل ہے جس سے پانی مین قلتین کی شرط لگانی زائد معلوم ہوتی ہے اور حضرت عمر رضہ کا فعل دوسری دلیل ہی اور تیسری دلیل یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے بلی کی لیے برتن جھکا دیا تھا۔ اور اوسوقت کی لوگ بلی سی برتنون کو ڈھانپتے نہ تھے حالانکہ دیکھتے تھے کہ بلی چوہا کھاتی ہے اور اونکے شہرون مین حوض نہ تھے کہ جن مین سے بلیان پانی پیتی ہون نہ کنوون مین اُتر کر پیتی تھین بلکہ اونکے برتنون ہی مین سی پانی پیا کرتی تھین اور چوتھی دلیل یہ ہے کہ امام شافعی رضہ نے تصریح فرمائی ہے کہ جس پانی سے نجاست دھوئی جاوی اوسکا دھوون پاک ہے بشرطے کہ اوسکا کوئی وصف نہ بدلی اور اگر بدلجاوی تو دھوون ناپاک ہی پس پانی کی نجاست پر ڈالنے مین اور نجاست کے پانی مین گرنے مین کونسا فرق ہی اور بعض جو یہ کہتے ہین کہ پانی کے گرنے کی قوت نجاست کو دفع کرتی ہے تو اگر وہ نجاست پانی سے نہین ملتی تو پھر اسکے کیا معنے کہ نجاست دور ہو جاتی ہی اور اگر یہ کہو کہ حاجت کی سبب ایسا ہوتا ہے تو حاجت تو اسکی طرف بھی ہے کہ سوای تغیر اوصاف کی اور قید پانی کی نجاست مین نہ لگائی جاوی اور اسمین کیا فرق ہوا کہ جس طاش مین نجس کپڑا ہو اوسمین پانی ڈالدیا یا جس طشت مین پانی ہو اوسمین ناپاک کپڑا ڈالدیا کپڑون اور برتنون کے دھونی مین دونون طرح کی عادت ہی۔ پانچوین دلیل یہ ہے کہ وہ لوگ تھوڑے پانی بہتے ہوئے کے کنارون پر استنجا کیا کرتے تھے اور امام شافعی رضہ کے مذہب مین باتفاق ثابت ہے کہ جب بہتے پانی مین پیشاب پڑ جاوی اور وہ متغیر نہووے تو اوس سی وضو کرنا درست ہی گو پانی تھوڑا ہو تو پھر بہتے اور ساکن مین فرق کیا ہی اور اب کوئی یہ بتاوی کہ متغیر نہونے پر حوالہ کرنا بہتر ہے یا بہنے کی سبب سے پانی کی قوت پر حوالہ کرنا اچھا ہے

دارقطنی بروایت عائشہ رضہ ۱۲

تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ طہارت کا معاملہ سہولت پر مبنی ہے اور جو کچھ اسباب مین نیا ایجاد ہوا ہے وہ صرف وسوسہ ہی اوسکی کچھ اصل نہین

دوسرا بیان اون چیزون کے بیان مین جنسے نجاست دور کی جاوی وہ دو طرح کی ہین یا جامد ہین یا بہتی ہوئی جامد چیز استنجا کا ڈھیلا ہے یہ خشک کرنے سے پاک کر دیتا ہے اور اسمین شرط یہ ہے کہ سخت ہو اور پاک ہو اور نجاست کو چوستا ہو اور حرمت نر کھتا ہو اور بہتی چیزون مین سے سوای پانی کے اور کسی چیز سے نجاست دور نہین ہوتی اور پانی بھی سب دور نہین کرتی بلکہ نجاستکا دور کرنے والا وہ پانی ہے جو پاک ہو اور کسی امر حاجت چیز کے ملنے سے اوسمین تغیر فاحش نہو گیا ہو اگر پانی مین کوئی نجاست ملجاوی جس سے اوسکا مزا یا رنگ یا بو بدلجاوی تو وہ پانی پاک نہین رہتا اور اگر نجاست کے پڑنے سے ان تینون وصفون مین سے کوئی نہ بدلے اور پانی مقدار مین قریب نو مشکون کے یا سوا اچھے من تول مین ہو تو وہ نجس نہوگا اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا اور اگر اس مقدار سے کم ہوگا تو امام شافعی رح کے نزدیک نجس ہوجاوی گا یہ حال ٹھہری ہوئی پانی کا ہی لیکن بہتا پانی اگر نجاست سے بدل جاوی تو جتنا بدلا ہوا ہو وہ ناپاک ہے اوس سے اوپر اور نیچے کا ناپاک نہین اسلیے کہ پانی کے بہاو سب جلدی جلدی مین اور اسی طرح اگر بہتی نجاست پانی کی بہاو مین چلے تو جس جگہہ وہ پانی مین پڑی ہے وہ نجس ہے اور جو اوسکے دہنے بائین پانی ہے وہ نجس نہے بشرطے کہ پانی قلتین سے کم ہو اور اگر پانی کی چال نجاستکی چال سے قوی تر ہو تو نجاست کے اوپر کی جانب کا پانی پاک ہے اور نیچے کی جانب کا نجس ہے گو دور ہو اور بہت ہو لیکن جس صورت مین کہ کسی حوض مین مقدار قلتین کے پانی جمع ہوجاوی گا تو نجس نہے گا اور نجس پانی اگر دو قلون کے برابر اکٹھا ہوجاوی تو وہ پاک ہوجاتا ہے اور پھر جدا کرنے سے ناپاک دوبارہ نہین ہوتا یہ مذہب امام شافعی رضہ کا ہے اور مجھکو یون اچھا معلوم ہوتا تھا کہ امام شافعی رضہ کا مذہب پانی کی باب مین امام مالک کے مذہب کے موافق ہوتا یعنے پانی اگرچہ تھوڑا ہو بدون تینون وصفون مین سے ایک کے بدلنے کے امام مالک کے نزدیک نجس نہین ہوتا تو امام شافعی رضہ کا مذہب بھی یہی ہوتا تو خوب تھا اسواسطے کہ ضرورت تو پڑتی ہی ہے اور قلتین کی قید لگانے سے وسوسے اُبھرتے ہین اور اسی جہت سے لوگون پر یہ شرط گران ہے اور واقع مین بھی یہ قید مشقت کا سبب ہے جو کوئی اسکا تجربہ کرے اور سوچے اوسکو کیفیت معلوم ہوتی ہی - اور اسمین کچھ شبہہ نہین کہ اگر قلتین کی شرط لگی ہوتی تو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین بطریق اولی طہارت دشوار ہوتی اسلیے کہ

حاشیہ: اگر جو پانی نجس جاوی پانی مقدار دو قلہ سے زیادہ ہو تو نجس نہوگا یہ حدیث اصحاب سنن و صحاح نے بروایت ابن عمر رضہ نقل کی ہے

حاشیہ: محقق مصنف پانی کا بخار

دونون سے پیدا ہوا وسکے سوا سب پاک ہین اور حیوان جب مرجاوین تو سوا پانچ حیوانون کے سب نجس ہین اور وہ پانچ یہ ہین آدمی اور مچھلی اور ٹیڈی اور سیب کا کیڑا اور اسمین داخل ہے وہ کیڑا جو کھانے یا سرکہ وغیرہ مین پڑجاتا ہے پانچوان وہ جانور جس مین بہتا ہوا خون نہین جیسے مکھی اور گبریلا وغیرہ کہ اسطرح کی چیزین اگر پانی مین گرجاوین تو پانی اوس سے نجس نہوگا۔ اور حیوانات کے اجزا دو طرح کے ہین اول وہ کہ حیوان سے علیحدہ ہوگئے ہون اونکا حکم مردہ کا سا ہے مگر بال علیحدہ ہونے سے ناپاک نہین ہوتا اور ہڈی ناپاک ہوجاتی ہے دوسرے وہ رطوبتین جو حیوان کے اندر سے نکلتی ہین اون مین سے جو اسطرح کی ہین کہ تبدیل نہین ہوتی اور اونکے ٹھہرنے کی جا مقرر نہین وہ پاک ہین جیسے آنسو اور پسینا اور لعاب اور ریٹ اور جن چیزون کا ٹھکانا اندر ہے اور وہ تبدیل ہوتی ہین وہ نجس ہین بجز اوس چیز کے جو حیوان کی اصل ہو مثلاً منی اور انڈے کہ پاک ہین اور خون اور پیپ اور پاخانہ اور پیشاب تمام حیوانات کا نجس ہے اور ان نجاسات مین سے تھوڑی ہون یا بہت معاف کچھ نہین سوا پانچ چیزون کے اول ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد اگر کچھ اثر نجاست کا رہ جاوی تو وہ معاف ہے بشرطیکہ نکلنے کی جگہ سے نہ بڑھجاوی دوسرے راستون کا کیچڑ اور گوبر کا غبار راہ مین معاف ہے باوجودی کہ نجاست کا یقین ہو مگر اوسقدر معاف ہی کہ اوس سے بچنا دشوار ہو یعنے جس پر یہ حال گذری اوسکو کوئی یہ نہ کہے کہ اسنے خود تھیرایا ہے یا پھسلکر گر پڑا ہے تیسری وہ نجاست کہ موزون کے تلے مین لگ جاتی ہی اس جہت سے کہ راہون مین ضرور پڑی رہتی ہی تو وہ بھی معاف ہی رگڑنے کے بعد کیونکہ اوسکے دور کرنے مین حرج ہے چوتھی پسّون کا خون تھوڑا ہو یا بہت لیکن اگر عادت کی حد سے گذر جاوی تو البتہ معاف نہین خواہ تمھاری کپڑی مین ہو یا غیر کے کپڑے مین ہو اور تم نے اوسکو پہن لیا ہو پانچوین پھنسیون کا خون اور جو کچھ اوس مین سے پیپ اور کچ لہو ہے معاف ہے حضرت ابن عمر رضہ نے اپنے مہاسے کو رگڑ دیا اوسمین سے خون نکلا آپ نے اوسکو نہ دھویا اور نماز پڑھ لی اور اسی کے حکم مین ہین وہ رطوبات جو ناسورون سے نکلتے ہین یا فصد کے بعد خون کا چلتا رہتا ہے یہ بھی معاف ہین لیکن جو امور کم واقع ہون جیسے زخم لگنا وغیرہ تو اوسکا حکم خون استحاضہ سے ملا دیا جاوی گا اون پھنسیون کا سا حال نہوگا جنسے انسان اکثر خالی نہین رہتا اور شریعت مین جو ان پانچون نجاستون سے چشم پوشی کی گئی اس سے

اسلیے کہ اگر آدمی اس مکان کو نہ دیکھتے تو اسکا مالک کبھی اتنا اسراف نکرتا اس سے یہ نکلا کہ دیکھنے والا مسرف کو اوسکے اسراف پر معین ہوتا ہے غرض کہ اپنے ذہن کو ہمہ تن اس طرح کی دقائق کے نکالنے مین لگاتے تھے نجاستون کے وہم اور وسوسون مین نہ پھنساتے تھے پس اگر کوئی عالم کسی عامی کو پاوی کہ وہ اوسکے کپڑے دھونے مین احتیاط کے ساتھہ مشکفل ہو تو بہتر بات ہے اسلیے کہ سستی کی نسبت کر تو بہتر ہے اور عامی مذکور کو یہ فائدہ بھی ہی کہ اوسکا نفس ایک مباح کام مین لگا ہوا ہے اتنی ہی دیر معاصی سے باز رہے گا کیونکہ نفس اگر کسی کام مین مصروف نہین ہوتا تو آدمی کو اپنے دھندے مین لگا لیتا ہے اور جبکہ عامی مذکور اس کپڑے دھونے سے عالم کا تقرب چاہتا ہے تو یہ امر اوسکے نزدیک سب امور ثواب کی نسبت کر افضل ہے اسلیے کہ عالم کا وقت اس جیسے کامون کے مشکفل ہونے سے اشرف ہی تو عامی کے مشکفل ہو جانے سے عالم کا وقت محفوظ رہے گا اور عامی کے لیے اشرف وقت یہ ہے کہ ایسے ہی کامون مین مصروف ہو تو اوسپر سب طرف سے خیر و برکت ہوگی ۔ اور اس مثال سے اور علمون کی نظیرون کو اور اونکے فضائل کی ترتیب کو اور ایک دوسری پر اونکے مقدم ہونے کو سمجھہ لینا چاہیے اسلیے کہ عمر کے لحظونکو فضل بات مین صرف کرنے کے لیے خوب حساب کرنا اس سے اہم ہے کہ تمام دنیاوی امور مین تدقیق کیجاوی اور جب تم اس مقدمی کو جان چکے اور ظاہر ہوگیا کہ طہارت کے چار مرتبے ہین تو اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ ہم اسباب مین صرف ایک قسم کی نظافت کو ذکر کرتے ہین یعنے ظاہر کی طہارت کو اسلیے کہ ہم اس کتاب کے اول حصے مین جان بوجھکر بجز ظاہر باتون کے اور کچھہ نہین لکھتے پس ہم کہتے ہین کہ طہارت ظاہر تین قسم ہے اول نجاست ظاہری سے پاک ہونا دوم نجاست حکمی سے پاک ہونا جسکو حدث کہتے ہین سوم بدن کی فضلونسے پاک ہونا اور فضلات بدنسے طہارت یا کاٹنے یا استرے سے یا نورا لگانے وغیرہ سے ہوتی ہے

قسم اول نجاست ظاہری سے پاک ہونے کے ذکر مین اہمین تین باتون کا دیکھنا ہے ایک جس چیز کو دور کرین اور ایک جس چیز سے دور کرین اور ایک طریق دور کرنے کا

بیان اول اون اشیا کا ذکر جو دور کی جاوین ۔ دور کرنے کی چیزین نجاستین ہین اور عیان تین طرح کے ہین اول جمادات یعنے جن مین زندگی نہین دوم حیوان سوم اجزای حیوان ان مین سے جمادات کا یہ حال ہی کہ سوای شراب کے اور کف زدہ نشہ آور چیزکے سب پاک ہین اور حیوانات سوای کتے اور سور کے اور جو چیز اون

ہون گے پس ان دو محاظون سے یہ باتین بری ہو سکتی ہین اور اچھی ہونے کا یہ طور ہی کہ اون سے
غرض بہتری ہو نہ زینت اور جو اونکو ترک کری اوسپر اعتراض نہ کیا جاوی اور نہ اونکے باعث اول
وقت کی نماز مین تاخیر واقع ہو اور نہ اونمین مصروف ہونے سے کوئی عمل اون سے بہتر یا ترتیب
علم وغیرہ چھوٹے پاوے پس اگر ان سب باتون سے متصف ہون تو اونکو مباح کہہ سکتے ہین اور یہ بھی
ممکن ہے کہ نیت کی جہت سے ثواب بھی حاصل ہو لیکن اس قسم کے امور مین ثواب اونھین نکمونکو
ہوتا ہے جو بالفرض اگر طہارت مین مصروف نہون تو سونے مین یا زٹل قافیون مین مشغول ہون
تو ایسے لوگون کا طہارت کے دھندے مین لگا رہنا بہتر ہے اسلیے کہ اس سے اور کچھہ نہو گا تو یہ
ضرور ہو گا کہ ذکر الٰہی اور عبادت کی یاد نئے سر سے ہو گی اسی لیے اگر یہ امور اسراف اور برائی کیطرف
میل نکر جاوین تو کاہل وجودون کے حق مین بہتر ہین مگر علم و عمل والون کو چاہیے کہ وہ اپنی اوقات
ان امور مین حاجت کی مقدار پر صرف کرین اور زائد از حاجت اونکے حق مین اچھا نہین بلکہ
جوہر نفیس اپنی عمر کا جس سے اور عمدہ فوائد لے سکتے ہین ایگان کرنا ہے اور اسبات سے تعجب نکرنا
چاہیے کہ ایک ہی شے ایک لوگون کے حق مین اچھی ہی دوسرون کے حق مین بری کیون ہوئی
اسلیے کہ ایسا ہوا کرتا ہے نیکون کی خوبیان مقربون کی حق مین برائیان ہوتی ہین - اور بیکار
آدمی کو نچاہیے کہ صوفیون پر نظافت کی باب مین اعتراض کرے اور خود اوسکا پابند نہو اور
دعوی کرے کہ مین صحابہ کی مشابہت کرتا ہون اسلیے کہ اونکی مشابہت تو اسبات مین ہوتی ہے
کہ بجز امر اہم کے اور کسی بات کی فرصت نہو چنانچہ داؤد طائی سے کسی نے کہا کہ تم اپنی اڑھی مین
کنگھی کیون نہین کرتے اونھون نے جواب دیا کہ مجکو فرصت اس کام کی کہان یہ امر تو بیکاری
سے متعلق ہے اسی وجہ سے عالم اور عامل کو ہماری دانست مین مناسب نہین کہ دھوبی کی
دھوئے ہوئے کپڑون مین وہم کرے کہ اوسنے دھونے مین کمی کی ہو گی اور خود اونکی دھوتی
مین اوقات ضائع کری کیونکہ پہلی قرن کے لوگ تو پکے ہوئی پوستین ہی نماز پڑہ لیا کرتے تھے
حالانکہ دھوئی ہوئی اور پکے ہوئے مین طہارت اور نجاست کی باب مین بہت فرق ہے
بلکہ اون کا دستور تھا کہ نجاست کو جب آنکھہ سے دیکھتے تو اوس سے اجتناب کرتے یہ نہین
کہ باریک باتین شبہون کی نجاست مین نکالا کرتے ہون ہان ریا کی اور ظلم کی باریکیان
سوچتے تھے یہان تک کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ مع اپنے ایک ساتھی کے
ایک مکان کے اونچے دروازے پر گذرے رفیق کو ارشاد فرمایا کہ تو اونچا محل ست بنانا

احتراز نہین کرتے تھے باوجودی کہ یہ اکثر نجاستون مین لوٹا کرتے ہین اور اونمین سے کسی کے حال مین نہین لکھا کہ نجاسات کی باریکیون مین سوال کرتا ہو وہ تو اس طرح ان مین سستی کیا کرتے تھے اور اب وہ نوبت آگئی کہ رعونت کا نام ستھرائی رکھا ہے اور کہتے ہین کہ یہ دین کی بنا ہی اور اکثر اوقات اپنے ظاہر کے بناو مین رہتی ہین جیسے مشاطہ دولھن کو سنوارا کرتی ہے حالانکہ اونکے باطن کبر اور عجب اور رجالت اور ریا اور نفاق کی آلودگیون سے بھری ہین اسکو برا نہین جانتے اور نہ اوس سے تعجب کرین اور اگر کوئی شخص استنجا کرنے مین صرف ڈھیلون پر اکتفا کرے یا زمین پر ننگے پاون چلے یا مسجد کے بوریون پر بدون مصلے بچھائے نماز پڑھے یا فرش پر بدون چمڑے کے چپلیون کے چلے یا کسی بڑھیا کے برتن سے یا کسی بے تکلف آدمی کی برتن سے وضو کرے تو اوسپر قیامت برپا کرین اور سخت انکار سے پیش آوین اور اوسکا لقب ناپاک ٹھہراوین اور اپنی ذات مین سے اوسکو نکالدین اور اوسکے ساتھ کھانا پینا ملنا چھوڑدین سبحان اللہ انکسار اور شکستہ حالی کو جو جزو ایمان ہی ناپاکی کہتے ہین اور رعونت کو ستھرائی بولتے ہین تو دیکھو کہ اسوقت مین کیسی بری بات اچھی ہوگئی ہے اور اچھی بری اور دین کی رسم کیسی چلتی رہی جیسے اوسکی ماہیت اور علم جاتا رہا۔ پس اگر یہ کہو کہ یہ عادتین جو صوفیون نے اپنی صورتون اور نظافت کے باب مین ایجاد کی ہین تم کیا اونکو ممنوع اور برا کہتے ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ بے تفصیل کیے مطلق برا ہم نہین کہہ سکتے بلکہ ہمارا قول یہ ہے کہ ستھرائی اور تکلف اور برتنون اور آلات کا تیار کرانا اور چپلیون کا استعمال کرنا اور لنگی غبار کے دور کرنے کے لیے اور ڈھنی اور سوا اسکے اور سامان کو اگر بلا کسی قید کے لحاظ کرین تو یہ چیزین بذات خود مباح معلوم ہوتی ہین مگر بعض اوقات انمین احوال اور نیتون کی شامل ہونے سے اچھی باتون مین ہوسکتی ہین اور بری مین بھی ہوسکتی ہین — انکے مباح ہونے کی وجہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص یہ باتین کرتا ہے وہ اپنے مال اور بدن اور کپڑون مین تصرف کرتا ہے اور یہ تصرف اوسکو مباح ہی بشرطیکہ اوس مین مال کا تلف کرنا اور اسراف نہو اور ان چیزون کی برا ہو جانے کی صورت ہی کہ انکو دین کی اصل ٹھہرا لیجاوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا ہے بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَۃِ اوسکی تفسیر انھین امور کو سمجھین یہانتک کہ اگر کوئی شخص انمین پچھلے لوگون کی طرح تساہل کرے تو اوسپر اعتراض کرین یا یہ صورت ہی کہ ان امور سے غرض ظاہر کی زینت اور خلق کی نظرون مین اچھا معلوم ہونا ہو تو اس صورت مین یہ امور داخل ریا ہی ممنوع

طہارت کو سمجھتا ہے جو بہ نسبت اور اقسام کے ایسی ہے جیسے اوپر کا پوست مغز کی نسبت کہ ہوتا ہے
اور اوسی کو مقصود سمجھکر اوسمین خوب غور کرتا ہے اور اوسکے طریقون مین نہایت مبالغہ کرتا ہی
اور اپنی تمام اوقات استنجا اور کپڑون کے دھونے اور ظاہر کی ستھرائی مین اور بہت سی بہتی پانی
کی تلاش مین صرف کرتا ہے اس جہت سی کہ اپنے وسوسے اور فساد عقل سی یہی خیال کرتا ہی کہ طہارت
مقصود اور شریف یہی ظاہر کی طہارت ہی اوسکو اول لوگون کی سیرت معلوم نہین کہ وہ لوگ
اپنی تمام ہمت اور فکر دل کے پاک کرنے مین مشغول رکھتے تھے اور طہارت ظاہری کی باب مین
مسامحت فرماتے تھے چنانچہ حضرت عمر رضؓ باوجود اپنی علو شان کے ایک نصرانی عورت کی ٹھلیا سے
وضو کیا تھا اور وہ لوگ کھانے کے بعد چربی وغیرہ کے دور کرنے کے لیے ہاتھہ نہ دھوتے تھے
بلکہ اونگلیون کو تلوون سے پونچھہ لیا کرتے تھے اور اشنان اور بسین کو بدعت نو ایجاد مین سی جانتے تھے
مسجدون مین نماز زمین پر بدون فرش کے پڑھتے اور راہون مین پیادہ چلتے اور جو شخص اپنے
لیٹنے مین زمین پر کچھہ نہ بچھاتا خاک پر لیٹ رہتا وہ اکابر مین سی ہوتا تھا اور استنجا مین ڈھیلون پر
اکتفا کیا کرتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ اور دوسری اہل صفہ کا قول ہی کہ ہم گوشت بھنا ہوا
کھاتے اور تکبیر نماز کی ہوجاتی تو ہم اونگلیون کو کنکرون مین ڈالکر مٹی سے ملدیتے اور نماز مین
شامل ہوجاتے - اور حضرت عمر رضؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مبارک مین
ہم اشنان کو نجانتے تھے ہمارے رومال ہماری پاون کی تلوی ہوتے تھے کہ جب کچھہ چکنائی
کھاتی تو تلوون سے ہاتھہ پونچھہ لیتے اور کہتے ہین کہ بعد زمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
چار چیزین اول ایجاد ہوئین ایک چلنی دوسری اشنان تیسری دسترخوان چوتھی پیٹ بھر کر
کھانا - پس ان لوگون کی توجہ بکل باطن کی نظافت پر تھی یہانتک کہ بعض کا قول ہی کہ نماز جوتون سمیت
پڑھنا افضل ہی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نعلین مبارک جب اوتاری تھی کہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے اپکو خبر دی تھی کہ انمین نجاست لگی ہے اور لوگون نے جو اپنی جوتیان اوتارین تو آپ نے
اونکو ارشاد فرمایا کہ تمنے اپنی جوتیان کیون اوتار ڈالین - اور بعضی جوتیان اوتارنے کو برا جانتے
اور کہتے کہ مین یہ چاہتا ہون کہ کوئی محتاج آکر انکی جوتیان اوٹھالیجاوی - غرضکہ ان امور ظاہری
مین پہلے لوگ اس طرح تساہل کرتے تھے بلکہ راستے کی کیچڑ مین ننگے پاون چلتے اور اوسپر بیٹھہ
جاتے اور مسجدون مین زمین پر نماز پڑھتے اور روٹی جو اور کھیون کی کھاتے حالانکہ ان کو
جانور پانوسی کھوندا کرتے ہین اور پیشاب کرتے ہین اور اونٹ اور گھوڑون کے پسینے سے

ان باجہ روایت عبداللہ
ن احمد اور بروایت
ابوہریرہ مجکو نہین ملی ۱۲
ابن ماجہ بروایت
ی مضمون بروایت
بیہقی بروایت عمر رضؓ
نہین ملا ۱۲ سید
داؤد و حاکم بروایت
ابوسعید ۱۲

یہ ہے کہ طہارت کی چار قسمین ہین اور ہر قسم مین جتنا کام پڑتا ہی طہارت اوسکا نصف ہی اور چارون قسمین یہ ہین
اول ظاہر بدن وغیرہ کو حدث اور نجاست اور فضلون سی پاک کرنا **دوم** اعضا کو گناہون اور
خطاؤن سے پاک کرنا **سوم** دل کو اخلاق بد اور خصائل ناپسندیدہ سی پاک کرنا **چہارم** باطن کو
خدای تعالی کے ماسوا چیزون سے پاک کرنا یہ چوتھی قسم مخصوص انبیا علیہم السلام اور صدیقون سے
ہے اب ہر ایک قسم کا نصف عمل ہونا اس طرح ہے کہ چوتھی قسم مین غلت غائی یہ ہے کہ آدمی کو
خدای تعالی کی جلال و عظمت منکشف ہوجاوی اور حقیقت مین معرفت الہی باطن پر کبھی حلول نکری کی
جبتک کہ خدای تعالی کے سوا اور چیزین اوسمین سی نکل نہ جاوین گی اور اسی واسطے اللہ تعالی نے
فرمایا ہے قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ اسواسطے کہ وہ دونون ایک دل مین
جمع نہین ہوتین اور کسی آدمی کے اندر خدای تعالی نے دو دل نہین بنائی کہ ایک مین معرفت
الہی ہو اور دوسری مین غیر اللہ ہو پس دل مین سے غیر اللہ کو پاک کرنا اور معرفت الہی کا آنا
دوام ہوئی جن مین سے نصف باطن کا پاک کرنا ہے اسی طرح تیسری قسم مین علت غائی یہ ہے
کہ دل اخلاق حمیدہ اور عقائد شرعی سے معمور ہوجاوی اور ظاہر ہی کہ دل فکر ساتھہ متصف
نہوگا جبتک کہ اونکے مقابل کے اخلاق بد اور عقائد فاسدہ سی پاک نہو پس یہان بھی دو باتین
ہوئین جنمین سی نصف دل کا پاک کرنا ہوا جو دوسری بات کے لیے شرط ہی اسی طرح اعضا کا مناہی
سے پاک کرنا ایک بات ہی اور اونکا طاعات ہی معمور کرنا دوسری بات تو اعضا کا پاک کرنا نصف
ہوا اوس عمل کا جو اعضا سے ہونا چاہیے اور علی ہذا القیاس ظاہر کی پاکی کو سمجھنا چاہیے پس
طہارت کو نصف ایمان کہنا اس اعتبار سے ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ غرضکہ ایمان کی یہ مقامات
ہین اور ہر مقام کا ایک درجہ ہے اور بندہ اوپر کے درجے کو ہرگز نہین پہونچتا جب تک کہ نیچے
کے درجے کو طے نہ کرلے مثلاً باطن کو اخلاق ذمیمہ سے پاک کرنے اور صفات محمودہ سی معمور کرنے پر
نہ پہونچے گا جبتک کہ دل کی طہارت اخلاق مذمومہ سے نہ کرلے گا اور اچھی عادتون سی اوسکو معمور
نہ کرلے گا اور جو شخص کہ اعضا کو مناہی سی پاک کرکے طاعات مین اونکو مصروف نہ کرچکے گا وہ
دل کی طہارت کو نہ پہونچے گا اور جسقدر کہ مقصود عزیز اور شریف ہوتا ہی اوسی قدر اوسکا طریق
اور مسلک مشکل اور طویل ہوتا ہے اور اوسمین گھاٹیان بہت ہوتی ہین نظر برین تمکو یہ خیال
کرنا چاہیے کہ یہ باتین آرزو سے حاصل ہوجاتی ہین اور بدون کوشش سہل الوصول ہوتی ہین
ہان جس شخص کی چشم دل ان درجات کے دیکھنے سے اندھی ہوتی ہین وہ طہارت صرف ظاہر کی

مراد اسلیے کہ اتنے عرصے مین اوسکے دل کا حال معلوم نہین کہ ویسا ہی رہا ہو - اور ایک حدیث مین ہے کہ جو شخص کہے کہ مین مومن ہون وہ کافر ہے اور جو کہے کہ مین عالم ہون وہ جاہل ہے اور اس آیت کی تفسیر مین وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا بعضون کا قول ہے کہ صدق اوس شخص کے لیے ہے کہ ایمان پر مرا ہو اور عدل اوسکے واسطے جو شرک پر مرا ہو اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ یعنے انجام کاموں کا خدا کے لیے ہے تو جب شک اس وجہ کو ہے پس انشاء اللہ کا کہنا واجب ہے کیونکہ ایمان اوسکو کہتے ہین کہ مفید جنت کا ہو جیسے روزہ اوسکو کہتے ہین کہ بری الذمہ کردے اور جو روزہ قبل غروب کے ٹوٹ جاوے وہ بری الذمہ نہین کرتا اسی لیے روزہ بھی نہ کہلاوے گا ایسا ہی حال ایمان کا ہے بلکہ اس بنا پر تو اگر گذشتہ روزے کا حال کوئی بعد کو پوچھے کہ تم نے کل روزہ رکھا تھا تو اوسکے جواب مین کہنا چاہیے کہ ہان انشاء اللہ اسلیے کہ روزہ حقیقی وہ ہے جو مقبول ہو اور مقبول کو سوای خدای تعالیٰ کے کوئی اور نہین جانتا اور اسی وجہ سے انشاء اللہ کہنا ہر ایک عمل خیر مین اچھا ہے اور اس سے شک اوس عمل کی مقبولیت مین نہین ہوگا کیونکہ جب عمل کی سب ظاہر شرطین پائی جاوین تو کچھ اسباب پوشیدہ جنکو سوای خدای تعالیٰ کے اور کوئی نہین جانتا اوس عمل کی قبول ہونے کے مانع ہوا کرتے ہین اس نظر سے اوسمین شک کرنا اچھا ہے غرض کہ ایمان کے جواب مین انشاء اللہ کہنے کی یہ وجہین ہین اور یہ اخیر ہے قواعد العقائد کا وصلی اللہ علی محمد وآلہ وعلی کل عبد مصطفی

تیسرا باب طہارت کے اسرار کے بیان مین

رباعی
باطن کی طہارت سے ملک ہے انسان
گر تجکو تردد ہو تو سن قول نبی
ایمان کا کمال منحصر اوسپر جان
فرماتے ہین اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ

واضح ہو کہ طہارت کی فضائل ان احادیث و آیات سے ثابت ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین بُنِيَ الدِّيْنُ عَلَى النَّظَافَةِ اور فرمایا مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ اور اللہ تعالے فرماتا ہے فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ پس اہل بصیرت نے ان روایات سے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ امر اہم باطن کا طاہر کرنا ہے اسلیے کہ یہ بعید معلوم ہوتا ہے کہ الطہور نصف الایمان سے یہ غرض ہو کہ آدمی اپنے ظاہر کو تو پانی بہاکر صاف و شستہ کرلے اور باطن پلیدیون اور نجاستون سے آلودہ رہے یہ ہرگز مقصود نہین بلکہ غرض

حدیث کی روایت کی ۱۲ منہ
نصف آخر روایت کیا ہے
اور اول کو ابو یعلی کی ابن عمر
کا قول ہے اور ابو منصور
دیلمی کی کل روایت براء
بن عازب سے ضعیف
روایت کی ہے ۱۲
۲ اور دیتر ذریت کی
بات پوری سچی ہے
انصاف کی ۱۲
۳ کون
بنایا گیا ہے
اسکی سند باب العلم کی پانچوین
فصل مین گذری ۱۲
ابو داؤد و ترمذی و ابن
علی رضہ ۱۲
وہ لوگ ہین جو
فوائد
پاکی

عذاب سے نڈر رہونا اور عجب اور دوسرے امور ہین جنسے بجز صدیقون کے اور کوئی بچا نہین رہتا
چوتھی وجہ بھی شک پر مبنی ہے اور وہ خاتمے کے خوف کے باعث ہی کہ آدمی کو معلوم نہین
کہ موت کے وقت ایمان سلامت رہیگا کہ نہین اگر خدانخواستہ خاتمہ کفر پر ہوا تو پہلا ایمان نکما گیا
اسلیے کہ وہ تو انجام کو سلامت رہنے پر موقوف تھا جیسے روزہ دار سے دوپہر کو پوچھین کہ تیرا
روزہ درست ہے اور وہ یقیناً کہدے کہ مین روزہ دار ہون اور دن بھر مین افطار کرے تو پہلا
قول وسکا جھوٹا ہوجاویگا اسلیے کہ روزے کی صحت آفتاب کے غروب ہونے تک پورا رہنے پر
موقوف ہے گو سارا دن بھی روزے کا وقت ہی اسی طرح عمر کے سب ایام ایمان کی درستی کی
مدت ہین مگر اوسکی صحت اور کمال خاتمے کے وقت پر موقوف ہے کہ مومن کے ساتھ وہی
ایمان رہتا ہے اور خاتمہ کے حال مین شک ہے اور نہایت خوفناک ہی اور اسی جہت سے
بہت سے خوف کرنے والے روتے رہتے ہین کیونکہ خاتمہ پہلے مقدمہ اور خواہش ازلی کا ثمرہ
ہے اور خواہش ازلی جبھی ظاہر ہوتی ہی کہ جب وہ چیز جس پر حکم ہوچکا ہے ظاہر ہو آدمیون مین سے
کسیکو اوسپر اطلاع نہین غرضکہ خاتمہ کا خوف مثل سابقۂ ازلی کے ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے
کہ حال ہی وہ چیز ظاہر ہوتی کہ مشیت سابقہ اوسکے خلاف ہو اس صورت مین کون جان سکتا ہے
کہ مین انھین لوگون مین سے ہون جنپر کاتب ازل خوبی لکھ چکا ہی اور بعضی شخصون نے
وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ کی تفسیر مین یہ کہا ہے کہ حق سے مراد سابقۂ ازلی ہی یعنے موت
کے وقت اوسکا ظہور ہوجاویگا ۔ اور بعض اکابر سلف کہتے ہین کہ اعمال مین سے صرف خاتمے کے
اعمال تولے جاوینگے ۔ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ کی قسم کھا کر کہا کرتے کہ جو کوئی اپنی ایمان کی
چھن جانے سے نڈر ہوگا اوسکا ایمان چھین جاویگا اور بعض کا قول ہی کہ گناہون مین سے بعض
گناہ ایسے ہین کہ اونکی سزا خاتمے کا برا ہونا ہے خدای تعالے سے ہم اوس گناہ سے پناہ مانگتے ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ ولایت اور کرامت کا جھوٹا دعوی کرنے کی سزا ہی کہ خاتمہ برا ہو ۔ اور بعض
عارف فرماتے ہین کہ اگر بالفرض مجکو مکان کے دروازے پر شہید ہونا ملتا ہو اور حجرے کے
دروازے پر صرف توحید پر مرنا حاصل ہو تو مین حجرہ کے دروازے پر توحید پر مرنا اختیار کرون اسلیے
کہ مجھے کیا معلوم ہے کہ صحن کو طے کرکے مکان کے دروازے تک جانے مین میرے دل کی توحید مین کیا
تبدیل ہوجاویگی ۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ اگر مین کسی شخص کو پچاس برس تک موحد جانون
پھر مرے اور اوسکے بیچ مین سکتون حائل ہوجاوے اور وہ مرجاوے تو مین یہ نکہون گا کہ وہ توحید پر

صلے اللہ علیہ وسلم یہی شخص ہے جسکی ہم نے تعریف کی آپ نے فرمایا کہ مجکو اسکے چہرے پر نشان شیطان کی جھپیٹ کا معلوم ہوتا ہے پس جب وہ شخص پاس آیا اور سلام کرکے لوگون مین بیٹھ گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ارشاد فرمایا کہ مین تجکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ جب تو نے ان لوگون کو دیکھا تھا تو تیرے دل مین یہ بھی گذرا تھا کہ نہین کہ ان مین سے کوئی مجھسے بہتر نہین اوسنے عرض کیا کہ بے شک گذرا تھا۔ اور آپ نے اپنی دعا مین یہ الفاظ فرمائے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا عَلِمْتُ وَلِمَا لَمْ اَعْلَمْ کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کیا ڈرتے ہین آپ نے فرمایا کہ مین کس طرح بے خوف ہوجاؤن کہ دل تو اللہ تعالیٰ کی دو انگلیون مین ہے جس طرح چاہتا ہے اونکو پھیر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ اسکی تفسیر مین یون کہا گیا ہے کہ لوگ عمل کرین گے اور اونکو نیکیان سمجھین گے اور قیامت مین وہ اعمال بدی کے پلے مین ہون گے۔ اور سری سقطی رح فرماتے ہین کہ اگر کوئی دمی کسی باغ مین جاوے جس مین سب طرح کے درخت ہون اور اونپر سب پرند ہون اور ہر پرند اون مین سے اوس آدمی سے ایک زبان مین گفتگو کرے اور کہے کہ ای خدا کے ولی سلام اور اسکا دل اسبات پر مطمئن ہو تو وہ اونکے ہاتھون مین گرفتار ہوگا۔ حاصل یہ کہ ان اخبار اور آثار سے تمکو معلوم ہوگا کہ نفاق کی باریکیون اور شرک خفی کی جہت سے معاملہ پر خطر ہے اور اوس سے بے خوف رہنے کی کوئی صورت نہین یہانتک کہ حضرت عمر رض حضرت حذیفہ رض سے اپنے نفس کا حال پوچھا کرتے کہ کہین یہ اذکر تو منافقین مین نہین ہوا۔ اور ابو سلیمان دارانی کہتے ہین کہ مین نے بعض امرا سے ایک بات سنی چاہا کہ اوسکا انکار کرون مگر یہ خوف ہوا کہ کہین میرے قتل کا حکم نہ دیوے اور مجکو موت کا تو خوف نتھا بلکہ اسبات کا خوف تھا کہ جان نکلنے کے وقت دل پر یہ امر نہ پیش ہوجاوے کہ خلق کی نظرون مین اچھا ہون اسلیے مین انکار سے باز رہا۔ اور اس قسم کا نفاق اصل ایمان کی خلاف نہین ہوتا بلکہ اوسکی راستی اور کمال اصفائی کے مخالف ہوتا ہے کیونکہ نفاق دو قسم کا ہے ایک تو وہ کہ دین سے خارج کرکے کافرون مین ملا دیتا ہے اور جو لوگ دوزخ مین ہمیشہ رہین گے اونکے زمرہ مین داخل کردیتا ہے اور دوسرا وہ ہے کہ اپنے مرتکب کو ایک مدت کے لیے دوزخ تک پونہچاتا ہے یا علیین کے درجات اور صدیقون کے رتبہ سے کم کردیتا ہے اس قسم مین شک ہوا کرتا ہے اسی کے لیے استثنا بہتر کہنا مستحسن ہے اور اس قسم کے نفاق کی اصل ظاہر اور باطن مین تفاوت کا ہونا اور خدا تعالیٰ

ف ۱ آگے مین تجھے مغفرت چاہتا ہون اوس چیز کی کہ مین نے تجھ سے نہ جانی اور اوسکی کہ مین نے تجھ سے نہ جانی ۱۲ ف ۲ اور نظر آیا اونکو اسکی طرف سے جو خیال نہ تھے ۱۲

اور حضرت حذیفہ رض فرماتے ہین کہ منافق آج اوسقدر سے زیادہ ہین جتنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین تھے اور وہ اوسوقت اپنے نفاق کو پوشیدہ رکھتے تھے مگر اب کے لوگ اوسکو ظاہر کرتے ہین اور یہ نفاق ایمان کے سچے اور کامل ہونے کے مخالف ہی اور وہ پوشیدہ ہی اور اوس سے دور تر وہی ہے جو اوس سے خوف کرتا ہو اور قریب تر وہ ہی جو یہ سمجھے کہ مین اوس سے بری ہون چنانچہ حضرت حسن بصری رح سے کسی نے پوچھا کہ لوگ یون کہتے ہین کہ اب نفاق نہین رہا آپ نے فرمایا کہ بھائی اگر منافق مرجاوین تو راستون مین تمکو وحشت ہونے لگے یعنے منافق اس کثرت سے ہین کہ اگر سب مرجاوین تو راستون مین کوئی چلنے والا نرہے اور وحشت معلوم ہونے لگے اور یہ بھی حسن رح کا قول ہے کہ اگر منافقون کی دُمین نکل آوین تو پھر ہم سے نہو سکے کہ زمین پر پاؤن دھر سکین یعنے تمام زمین اونکی دمون سے چھپ جاوی کہ اونکی کثرت بہت ہی ۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رض نے کسی شخص کو سنا کہ حجاج کو کنایۃً کچھ کہتا تھا آپ نے فرمایا کہ بھلا اگر حجاج ہوتا اور تیری گفتگو سنتا تب بھی تو اوسکا ذکر اس طرح کرتا اوسنے عرض کیا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین اسکو نفاق تصور کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا مین دو زبان والا ہوتا ہے اللہ تعالےٰ اوسکو آخرت مین منافقین کے زمرہ مین کردیتا ہے ۔ اور فرمایا کہ شَرُّ النَّاسِ ذُوالْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَيَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ اور حضرت حسن رح سے کسی نے کہا کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہین کہ ہم نفاق سے نہین ڈرتے آپ نے فرمایا کہ بخدا اگر مجکو یہ معلوم ہوجاوی کہ مین نفاق سے بری ہون تو میری نزدیک سونے کے ٹیلون سے یہ بات محبوب تر ہی اور یہ بھی آپکا قول ہے زبان کا دل سے مختلف ہونا اور باطن کا ظاہر سے اور مدخل کا مخرج سے جدا ہونا نفاق مین سے ہے اور ایک شخص نے حضرت حذیفہ رض سے عرض کیا کہ مین خدا کا خوف کرتا ہون اِسبات سے کہ منافق ہون آپ نے فرمایا کہ اگر تو منافق ہوتا تو نفاق سے نہ ڈرتا منافق نفاق سے بے خوف ہوا کرتا ہے اور ابن ابی ملیکہ نے کہا ہے کہ مین نے ایک سو تیس صحابہ رض کو اور ایک روایت مین قریب سو صحابہ کو پایا ہے کہ سب نفاق سے ڈرتے تھے ۔ اور مروی ہی کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب رض مین تشریف رکھتے تھے اصحاب رض نے ایک شخص کا ذکر کیا اور اوسکی بہت ہی ثنا کی اسی اثنا مین وہ شخص اونپر نمود ہوا کہ چہرے سے وضو کا پانی بچا ہوا ٹپکتا تھا اور اپنا جوتا ہاتھ مین لٹکائے تھا اور پیشانی پر سجدہ کا گھٹا تھا لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ

ع آج ہی کے روز مین زیادہ منافق ہین بخاری کی روایت مین ہی ہے کہ منافق کی عرض آج ہی کے روز مین بہت عمدہ ہے آج ہی کے روز مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض مین تشریف رکھتے تھے ۱۲ منہ

ع کیا ہے طبرانی کی روایت مین ہے ۱۲ منہ

ع یہ فکر حجاج کا نہین ہے بلکہ اوسکے اعوان و انصار کا ہے ۱۲ منہ

ع بخاری و مسلم کی روایت مین ہے ۱۲ منہ

ع یہ ابوداؤد کی روایت مین ہے ۱۲ منہ

ع یہ حدیث بخاری و مسلم کی روایت مین ہے ۱۲ منہ

ع بدترین لوگون مین وہ ہی جو دو رخے ہو ایک سے آکر ایک سے جاکر ۱۲ منہ

ع یہ حدیث بخاری و مسلم کی روایت مین ہے ۱۲ منہ

ع یہ ہی ہے جو بیضاوی نے کہا ہے ۱۲ منہ

ع اخرج ابن ابی شیبۃ و ابن ابی الدنیا و ابن المنذر و ابو نعیم فی الحلیۃ بروایت انس رض ۱۲ منہ

کہ نفاق ایمان کی کمال کو دور کر دیتا ہے اور نفاق ایک پوشیدہ امر ہے معلوم نہین ہو سکتا کہ اوس سے
برارت حاصل ہوئی یا نہین دوسری یہ کہ ایمان طاعتون کی وجہ سے کامل ہوا کرتا ہے اور کمال
کے طور پر طاعتون کا ہونا معلوم نہین ہوتا اور عمل سے ایمان کا کامل ہونا اس وجہ سے ہے کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰھَدُوْا
بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ تو شک اس سچ مین ہوتا ہے
اسی طرح فرمایا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ
اس آیت مین بیس وصف مومنین کے بیان فرمائے مثلاً پورا کرنا عہد کا اور سختیون پر صبر کرنا وغیرہ
پھر ارشاد فرمایا اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا اور فرمایا یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ اور فرمایا لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ الآیہ
اور فرمایا ھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰہِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاِیْمَانُ عُرْیَانٌ
وَلِبَاسُہُ التَّقْوٰی الحدیث اور فرمایا اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ بَابًا اَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ
الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ تو ان آیات و اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا کمال اعمال سے وابستہ ہے اور نفاق اور شرک
خفی کی برارت پر اوسکی کمال کا متعلق ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
چار چیزین ہین جس شخص مین وہ ہون وہ نرا منافق ہے اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور کہے کہ مین مومن ہون
جب بات کہے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے پورا نکرے اور جب امانت سپرد کیا جاوے خیانت کرے اور
جب کسی سے جھگڑے تو بیہودہ بکے اور بعض روایتون مین یہ ہے کہ جب عہد کرے تو فریب دے اور حضرت ابو سعید
خدری کی حدیث مین ہے کہ دل چار ہین ایک دل صاف جس مین چراغ روشن ہو وہ مومن کا دل ہے
اور ایک دل دو رخا جسمین ایمان اور نفاق ہو ایمان کی مثال اوسمین ساگ کی سی ہے جسکو شیرین
پانی بڑھاتا ہے اور نفاق کی مثال اوسمین ایسی ہے جیسے زخم کہ اوسکو پیپ اور ریم بڑھاوے
تو جونسا مادہ غالب ہوگا اوسکو اوسی کا حکم دیا جاوے گا اور ایک روایت مین یون ہے کہ جو مادہ
غالب ہوگا وہی اوسکو لیجاوے گا اور فرمایا کہ اکثر اس امت کے منافق قاری ہین اور ایک حدیث
مین یہ ارشاد ہے کہ میری امت مین شرک چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ ہے جو سخت پتھر پر رینگے اور
حضرت حذیفہ رضہ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین آدمی ایک بات
کہتا تھا جسکے باعث مرنے تک منافق ہو جاتا تھا اور مین تم سے وہی کلمہ دن مین دس دفعہ سنتا ہون
اور بعض علما کا قول ہے کہ لوگون مین نفاق سے قریب تر وہ ہے جو یہ سمجھے کہ مین نفاق سے بری ہون

خبر کے لوازم سے تو گویا اوسکے ضعیف کرنے کے لیے بولدیا اور جب اس لفظ کی تاویل یہ ٹھہری تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سے کوئی بُرا وصف پوچھا جاوی مثلاً یہ کہ تم چور ہو یا نہین تو اسمین انشاء اللہ نہین کہنا چاہیے **دوسری وجہ** یہ ہی کہ اس کلمہ کے ذکر کرنے سے خدای تعالی کا نام ہر حال مین لینا اور ہر کام کو اوسکی خواہش پر سپرد کرنا ہے چنانچہ اللہ تعالے نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی قاعدہ تعلیم فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ پھر اسی پر اکتفا نہین فرمایا کہ حوالہ مشیت اونھین امور مین کیا جاوی جن مین شک ہو بلکہ ارشاد فرمایا لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ حالانکہ اللہ تعالی عالم تھا کہ یہ لوگ بیشک داخل ہون گے اور ہماری مشیت اس امر کے لیے ہو چکی ہی مگر مقصود یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ طریق تعلیم فرماوی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی قاعدہ اختیار کیا کہ جس چیز کی آپ خبر دیتے خواہ وہ یقینی ہو یا مشکوک سب مین انشاء اللہ کہتے یہانتک کہ جب قبرستان مین جاتے تو فرماتے کہ تمپر سلام ہو ای ایمان والو اور ہم انشاء اللہ تم سے ملین گے حالانکہ اونسے ملنے مین کچھ شک نہین لیکن ادب اسی بات کو چاہتا ہی کہ اللہ تعالی کا نام لیوین اور امور کو اوس سی وابستہ کرین اور اس لفظ مین سی یہ بات نکلتی ہی کیونکہ عرف مین اسکا استعمال رغبت اور تمنا کی اظہار مین ہو گیا ہی مثلاً اگر تم سے کہا جاوی کہ فلان شخص جلد مری گا اور تم جواب مین کہو کہ انشاء اللہ تو یہ سمجھا جاوی گا کہ تمکو رغبت اوسکی موت کی ہی یہ نہین پایا جاوی گا کہ تم اوسکی موت مین شک کرتے ہو اور اگر یہ کہا جاوی کہ فلان کا مرض جلد دور ہو جاوی گا اور تندرست ہو جاوی گا اور تم کہو کہ انشاء اللہ تب بھی تمھاری رغبت اوسکے شفا پانی مین مفہوم ہو گی۔ غرضکہ لفظ مذکور شک کی معنون سے رغبت کی معنون مین معدول ہو گیا ہے یا ذکر اللہ کے زبان پر آنے کے لیے مستعمل ہو گیا ہے کوئی سا امر ہو اوس سی استثنا درست ہو گا **تیسری وجہ** کا مدار شک پر ہی اور اوسکے معنی یہ ہین کہ مین واقع مین مومن ہون انشاء اللہ اسلیے کہ اللہ تعالی نی چند لوگون کو خاص کر کی ارشاد فرمایا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا یعنے حقیقت مین وہی لوگ مومن ہین اس آیت کی جہت سے مومنون کی دو قسمین ہو گئین اور اس صورت مین انشاء اللہ کا شک اصل ایمان کی طرف راجع نہین بلکہ ایمان کی کامل ہونے کیطرف راجع ہی اور ہر ایماندار اپنی ایمان کی پورا ہونے مین شک رکھتا ہی اور یہ شک کرنا کفر نہین کیونکہ کمال ایمان مین شک کا ہونا دو وجہ سے برحق ہی اول یہ

ف ۱ اور نہ کہو کسی کام کو کہ مین یہ کرون گا کل مگر یہ کہ اللہ چاہے ۱۲

ف ۲ تم داخل ہو رہو گے ادب والی مسجد مین اگر اللہ نے چاہا چین سے بال مونڈتے اپنے سرون کے اور کترتے بے خطرہ ۱۲

ف ۳ مسلم بروایت ابی ہریرہ ۱۲

جب پوچھا گیا کہ ایمان کے جواب مین کیا کہنا چاہیے تو فرمایا کہ یہ کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ ہمپر اوتارا گیا تو اس جواب مین اور یہ کہدینے مین کہ ہم مومن ہین فرق کیا ہوا۔ اور حضرت حسن رح سے جو کسی نے پوچھا کہ آپ مومن ہین فرمایا کہ انشاء اللہ سائل نے عرض کیا کہ ای ابو سعید آپ ایمان مین ایسا لفظ شک کا فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر مین ہان کہدون تو کہین خدای تعالی یہ نفرماوی کہ ای حسن تو جھوٹ کہتا ہی اور پھر مجھپر عذاب کا حکم ثابت ہوجاوی۔ اور حضرت حسن رح فرمایا کرتے کہ کونسی بات مجکو بے خوف کرتی ہی اس امر سے کہ خدای تعالے کو جو امر ناخوش ہو اوسکو مجھہ مین دیکھہ کے مجھے بُرا جانے اور کہدی کہ چلا جا مین تیرا عمل قبول نہین کرتا تو مین بے واسطہ ہی عمل کرتا رہون۔ اور حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا ہے کہ جب تم سے کوئی کہے کہ تم مومن ہو تو کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور ایک روایت مین فرمایا کہ کہو مجکو ایمان مین شک نہین اور تیرا سوال کرنا ہمسے بدعت ہی۔ اور علقمہ سے کسی نے پوچھا کہ تم مومن ہو جواب دیا کہ توقع رکھتا ہون انشاء اللہ تعالی۔ اور سفیان ثوری رح نے فرمایا ہے کہ ہم اللہ پر اور اوسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون پر ایمان رکھتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ خدای تعالے کے نزدیک ہم کون ہین تو یہ لوگ جو استثنا کیا کرتے تھے اسکی وجہ کیا ہے پس اسکا جواب یہ ہی کہ ان لوگون کا انشاء اللہ کہنا درست ہی اور اوسکی چار وجہین ہین دو صورتون مین تو انشاء اللہ متعلق شک سی ہی مگر یہ شک اصل ایمان مین نہین ہوتا بلکہ ایمان کے خاتمے اور پورا ہونے مین ہوتا ہی اور دو وجہین ایسی ہین کہ انشاء اللہ شک سی متعلق نہین پہلی وجہ جسمین شک سے تعلق نہین یہ ہے کہ یقین سے احتراز اس جہت سی کیا جاوی کہ اوسمین خوف تزکیۂ نفس اور اپنے مُنہ میان مٹھو بننے کا ہے اور اسکی بُرائی شریعت مین وارد ہی چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے فَلَا تُزَكُّوٓا اَنْفُسَكُمْ اور فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ پھر فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ۔ اور کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ برا سچ کونسا ہے کہا کہ آدمی کا خود اپنے نفس کو تعریف کرنا اور اذانجا کہ ایمان بزرگی کے صفات مین سے سب سے برتر ہے اور اوسکو یقین کے ساتھہ کہنا اپنی مطلق بڑائی کرنی ہی اسلیے انشاء اللہ کہنا گویا اوس بڑائی کو کم کرنا ہے جیسے کسی انسان سی کہین کہ تم طبیب یا فقیہ یا مفسر ہو تو وہ جواب مین کہے کہ ہان انشاء اللہ تو اوسکی یہ غرض نہین کہ اظہار شک کرے بلکہ اپنے نفس کو پست کرنے کے لیے انشاء اللہ کہتا ہے اسلیے کہ یہ لفظ خبر کی سستی کے لیے ہے اور چونکہ تزکیۂ نفس بھی ایک لازم ہے

ق سورت والنجم کی آیت "فلا تزکوا انفسکم" تو تزکیۂ نفس کو وہ جو کہ پاکیزہ کرتے ہین اپنے نفسون کو کیا یا اندیشہ ہین اپنے نفسون کی بڑائی کا ۱۲ منہ

زانی جب زنا کرہی اوس حال مین کیون وہ ایماندار ہے اور جس صورت مین کہ لفظ ایمان کی معنون مین عمل بھی داخل ہو تو ظاہر ہی کہ اعمال سی اوسمین کمی بیشی ضرور ہی ہوگی اور یہ بات کہ اوسکی تاثیر اوس ایمانمین بھی ہوتی ہی کہ نہین جسکو صرف تصدیق کہتے ہین اسمین اختلاف ہی اور ہم اشارہ کر چکے کہ اوسمین بھی تاثیر ہوتی ہے **تیسرا اطلاق** یہ ہے کہ ایمان سی غرض وہ تصدیق یقینی ہو جو کشف اور سینہ کے کھلنے اور نور بصیرت کے مشاہدہ کے طور پر ہو یہ قسم اور قسمون کی نسبت کے زیادتی اور کمی کے قبول سی دور تر ہے تاہم ہمارا قول یہ ہی کہ جو امر یقینی کہ اوسمین شک نہو اوسمین بھی نفس کا اطمینان مختلف ہوا کرتا ہے مثلاً ایک بات یہ ہی کہ دو زیادہ ہین ایک سی اور دوسری یہ ہے کہ عالم بنایا ہوا اور حادث ہی ہر چند ان دونون مین ہی کسی مین شک نہین مگر جیسا اطمینان پہلے پر ہے ویسا دوسری پر نہین بلکہ تمام یقینی امور واضح ہوتے ہین اور نفس کے اوپر اطمینان کرنے مین مختلف ہوا کرتے ہین اور ہمنے اس مضمون کو باب العلم کی اوس فصل مین لکھا ہی جسمین علمای آخرت کی علامتین مذکور کی ہین اسی لیے اب دوبارہ لکھنے کی حاجت نہین اور سب اطلاقون مین ظاہر ہوا کہ جو کچھ سلف والون نے ایمان کی زائد اور کم ہونی کو کہا ہی وہ درست ہے اور کیسے درست نہو کہ اخبار مین وارد ہو چکا کہ دوزخ سے نکلے گا وہ شخص کہ اوسکے دل مین ذرہ بھر ایمان ہو اور بعض احادیث مین دینار بھر کی قید ہے تو اگر دل کی تصدیقون مین فرق نہو تو ان مقدارون کے مختلف ہونے کے کیا معنے ہین

(۱) بخاری و مسلم بروایت ابو سعید رض

تیسرا مسئلہ اس بات کی وجہ کیا ہے کہ سلف سے منقول ہی کہ ہم مومن ہین انشاء اللہ لفظ انشاء اللہ تو شک کے واسطے ہی اور ایمان مین شک کرنا کفر ہے اور سلف کی سب لوگ ایمان کے جواب مین یقین کے الفاظ بولنے سے باز رہتے تھے اور احتراز کرتے تھے چنانچہ سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ جو شخص یون کہی کہ مین خدای تعالے کے نزدیک مومن ہون تو وہ جھوٹا ہے اور جو کوئی یہ کہے کہ مین حقیقت مین مومن ہون تو اوسکا یہ کہنا بدعت ہے اسمین یہ شبہہ ہوتا ہی کہ جو شخص واقع مین مومن ہی وہ جھوٹا کیسے ہوگا کیونکہ جو واقع مین مومن ہے تو خدای تعالے کے نزدیک بھی مومن ہوگا جیسے کوئی لمبا یا بوڑھا واقع مین ہو اور اپنے اس وصف کو جانے تو وہ خدای کے نزدیک بھی ویسا ہی ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص خوش یا غمزدہ یا سننے والا یا بینا ہو اوسکا حال ہے اور اگر کسی آدمی سے پوچھا جاوے کہ تم جاندار ہو تو اوسکی جواب مین اگر وہ کہے کہ مین جاندار ہون انشاء اللہ تو یہ جواب بموقع ہوگا۔ اور حضرت سفیان ثوری کی

اور دوسرے کے سامنے فروتنی کرے گا تو عمل کی حبت سے اپنے دل مین زیادتی تواضع کی معلوم کریگا اور یہی حال سب دل کی صفات کا ہے کہ جب اعضا پر اونکے باعث اعمال صادر ہوتی ہین تو اعمال کا اثر اون صفات پر پہونچتا ہے اور اونکو مضبوط اور مرباوہ کردیتا ہے اور اسکا بیان جلد سوم مہلکات اور جلد چہارم منجیات مین اوس مقام پر کیا جاویگا جہان کہ ظاہر سے باطن کے متعلق ہونے کی وجہ اور عقائد اور دلون سے اعمال کے وابستہ ہونے کی دلیل مذکور ہوگی اسلیے کہ یہ امر عالم ملکوت سے عالم ملک کے متعلق ہونے کی جنس سے ہے اور ملک سے ہماری غرض یہ عالم ظاہر ہے جو حواس سے معلوم ہوتا ہے اور ملکوت سے وہ عالم مراد ہے جو نور بصیرت سے سوجھتا ہے اور دل عالم ملکوت مین سے ہے اور اعضا اور اونکے اعمال عالم ملک سے ہین اور ان دونون عالمون مین اس درجہ کا باریک علاقہ ہے کہ بعض لوگون نے یہی گمان کیا ہے کہ دونون ایک ہین اور دوسرے لوگون نے یہ ظن کیا ہے کہ عالم بجز عالم شہادت یعنے ان اجسام محسوسہ کے اور کوئی نہین اور جس شخص نے کہ دونون عالمون کو معلوم کیا اور اونکے جدا جدا ہونے اور پھر آپس مین ایک دوسرے سے وابستہ ہونے کو دیکھا تو اونکو کنایۃً اس قطعہ مین بیان کیا

قطعہ

رقت سے آبگینہ و مل مین ہے اشتباہ	دونون نے ایک طرح کی پائی ہے آب و تاب
گویا کہ صرف مے ہی نہین جام کا وجود	یا یہ کہو کہ پیالہ ہی تنہا نہین شراب

اب ہم اصل مقصود کی طرف رجوع کرتے ہین اسلیے کہ یہ جملہ معترضہ علم معاملہ سے خارج ہے مگر علم مکاشفہ اور معاملہ مین بھی اتصال اور ارتباط ہے اسیواسطے تم دیکھتے ہو کہ علم مکاشفہ ہر دم علم معاملہ کیطرف جھکتا ہے بشرطے کہ تکلف کے ساتھ اوسکو نہ کرو۔ غرض کہ ایمان کو اگر اس اطلاق بموجب جب دیکھین تو طاعت کی حبت سے اوس مین زیادتی ہوجانے کی یہ صورت ہوتی ہے جو مذکور ہوئی اور اسی بنا پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ ایمان ایک سفید نشان ظاہر ہوتا ہے پس جب آدمی نیک عمل کرتا ہے تو وہ نشان بڑھتا جاتا ہے یہان تک کہ تمام دل سفید ہوجاتا ہے اور نفاق ایک سیاہ نقطہ شروع مین ہوتا ہے مگر جب آدمی بری اعمال کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ زیادہ ہوتا ہے یہانتک کہ دل بالکل سیاہ ہوجاتا ہے پھر اوسپر مہر لگ جاتی ہے اور یہ آیت آپ نے پڑھی كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ دوسرا اطلاق یہ ہے کہ ایمان سے تصدیق دل اور عمل دونون مراد ہون جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الایمان بضع وسبعون بابا یا فرمایا کہ نہین نیکرتا ہے

ق کوئی نہین پر زنگار
یا کیا اونکے دلپر جو کچھ
کمائے تھے ۱۲
کئی اور سرکشی سے ایمان
بخاری و مسلم کی حدیث
ابی ہریرہ رض ۱۲

یہ کہو کہ اعتراض تو ابھی قائم ہی یعنے تصدیق کسطرح زیادہ اور کم ہوسکتی ہی وہ تو ایک حالت کا نام ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ جب ہم مداہنت کو ترک کرین اور شوریون کے شور کی پروا نکرین اور پردے تحقیق کے مُنہ پر سے اوٹھا ڈالین تو یہ شبہہ بھی برطرف ہوجاوی گا اسی واسطے ہم کہتے ہین کہ لفظ ایمان مشترک ہے اوسکا استعمال تین طریقون پر ہے **طریق اول** یہ ہے کہ اوسکا اطلاق اوس تصدیق پر کیا جاتا ہے جو بطور اعتقاد اور تقلید کے ہو کشف کے طور پر اور سینے کے کھلنے سے نہو اس طرحکا ایمان عوام کا بلکہ بجز خواص کے تمام خلق کا ہے اور یہ اعتقاد دلپر ایک گرہ ہوتی ہی کہ کبھی کڑی ہوجاتی اور کبھی ڈھیلی جیسے ڈورے پر گرہ ہوا کرتی ہے اور اسبات کو بعید مت جانو بلکہ یہودیون اور نصرانیون اور بدعتیون کے حالات کو دیکھکر عبرت حاصل کرو کہ اون مین جنکے عقیدے سخت ہین وہ اسطرحکے ہین کہ اگر ڈرانے اور دھمکانے یا وعظ و نصیحت یا برہان و حجت سے اونکو اوس عقیدے سے نکالنا چاہو تو کبھی ممکن نہین کہ وہ نکل سکین اور بعض اسطرحکے ہین کہ اونکی گفتگو سے شک مین پڑجاتی ہین اور اونکو اونکے عقیدے سے نکالدینا ذرا سی پھسلانے یا دھمکانے سے ممکن ہے باوجودیکہ اونکو پہلے عقیدے مین شک نہین ہوتا جیسے اول قسم کے لوگون کو نہین ہے لیکن ان دونون قسمون کے لوگون مین پختگی کے باب مین فرق ہوتا ہی اور یہ بات اعتقاد امر حق مین بھی موجود ہے اور عمل کرنا اس پختگی کے بڑھانے مین اور زیادہ کرنے مین تاثیر کرتا ہے جیسے پانی دینا درختون کے بڑھنے مین تاثیر کرتا ہے اور اسی واسطے اللہ تعالی فرماتا ہی فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا یعنے زیادہ کیا اونکا ایمان اور دوسری جا ارشاد ہی لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اخبار مرویہ مین ارشاد فرمایا ہی کہ الْإِيمَانُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ اور یہ کمی بیشی دل مین طاعتون کی تاثیر سے ہوتی ہی اور اسکو وہی شخص معلوم کرتا ہے جو اپنے حالات کو دو وقتون مین دیکھے یعنے ایک تو اوسوقت کہ عبادت مین مصروف ہو اور حضور دل سے خاص عبادت ہی کا ہو رہی دوم اوسوقت کہ عبادت نکرتا ہو تو جو حال کہ اوسکی ایمانی عقائد کا دوسرے وقت مین ہوگا اوسمین اور پہلے وقت کے حال مین فرق معلوم کرلیگا کہ حالت اول کا عقیدہ ایسا ہوگا کہ اگر اوسمین کوئی شخص شک ڈالنا چاہے تو اوسکی قابو مین نہ آوے گا بلکہ جو شخص یتیم کے اوپر رحم کرنے کا معتقد ہے جب اپنے اعتقاد کے موافق عمل کریگا اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر کر اوسکے ساتھ لطف سے پیش آویگا اوسوقت اپنے باطن مین رحم کرنے کو مضبوط اور دوبالا پاویگا اسی طرح تواضع کا معتقد جب تواضع کا عمل کرے گا

ف تاکہ اور بڑھے اوسکا ایمان
ایمان اپنے پاس سے بڑھتا ہے اور
ع ایمان زیادہ ہوتا ہے اور
کم ہوتا ہے الحدیث

کہ اللہ تعالی ایک معصیت کی جہت سی اصل ایمان اور سب طاعتون کا ثواب تلف نہین فرماوی گا
اور یہ جو فرمایا ہے کہ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا اس سی مراد یہ ہے کہ مقتول کو جان بوجھ کر ایمان
ہی کی جہت سی مار ڈالے اور اس آیت کی نازل ہونی کا سبب بھی ایسا ہی تھا اب اگر کہو کہ تمھاری
تقریر سے یہ معلوم ہوا کہ مذہب مختار یہ ہی کہ ایمان بدون عمل کی بھی ہوتا ہی حالانکہ اکابر سلف کا قول
یون مشہور ہے کہ ایمان دل کی تصدیق اور قول زبانی اور عمل کا نام ہے تو اس قول سی کیا غرض ہے
تو اسکا جواب یہ ہی کہ عمل کو ایمان مین شمار کرنا کچھ بعید نہین کیونکہ عمل ایمان کا تمام کرنے والا اور
پورا کرنے والا ہے جیسے کہتے ہین کہ سر اور دونون ہاتھ ملکر انسان ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر سر نہو
تو انسان بھی نہین رہتا لیکن ہاتھ کٹا ہونے سے انسانیت سی خارج نہین ہوتا اسی طرح کہہ سکتی ہین
کہ تسبیحات اور تکبیرین نماز مین سی ہین اگرچہ نماز اونکے نہونے سے باطل نہین ہوتی تو ایمان مین
دل کی تصدیق بمنزلہ آدمی کی سر کے ہین کہ اگر وہ نہو تو ایمان بھی نہو اور دوسری اعمال مثل آدمی کے
ہاتھ پاون کے ہین کہ بعض کو بعض پر فضیلت ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے
لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ تو صحابہ رض نے اس حدیث سی معتزلون کا مذہب
اعتقاد نہین کیا کہ زنا کے باعث آدمی ایمان سی باہر ہو جاوی بلکہ اوسکے معنے یہ ہین کہ واقع مین
اوسکا ایمان کامل اور تمام نہین جیسے ہاتھ پاون کٹے ہوی کو کہتے ہین کہ یہ آدمی نہین یعنی اسمین
کمال انسانی نہین یہ غرض نہین کہ ہاتھ پاون کے جانے سے ماہیت انسانی بھی نہین رہی
دوسرا مسئلہ اگر یہ کہو کہ سلف کا اتفاق ہے اسبات پر کہ ایمان طاعت کی سبب سی زیادہ ہوتا ہے
اور معصیت کی جہت سے کم ہوتا ہے پس اگر ایمان دل کی تصدیق ہی کا نام ہو تو اوسمین کمی بیشی
کیسے ہو سکتی ہے تو اسکا جواب یہ ہی کہ درحقیقت سلف کے لوگ سچی گواہ ہین اور اونکے قول سے
منحرف ہونا کسیکو نہین چاہیے جو کچھ اونھون نی فرمایا ہے بیشک درست ہی مگر اوسکے سمجھنے مین
تامل چاہیے کہ اونکے قول سے پایا جاتا ہے کہ عمل ایمان کا جزو نہین نہ اوسکے وجود کا رکن بلکہ
ایک زائد چیز ہے جس سے ایمان بڑھجاتا ہے اور ظاہر ہے کہ چیز اپنی ذات سی تو بڑھتی ہی نہین
بلکہ زوائد سے بڑھا کرتی ہے چنانچہ یہ نہین کہہ سکتی کہ انسان اپنے سر سے بڑھجاتا ہی بلکہ یون
کہتے ہین کہ ڈاڑھی اور موٹاپے سے زیادہ ہوتا ہے اسی طرح نہین کہہ سکتی کہ نماز رکوع اور سجدے سے
زیادہ ہو جاتی بلکہ وہ سنتون اور مستحبات کے باعث بڑھا کرتی ہے پس سلف کی قول مین تصریح ہے
کہ ایمان کا ایک وجود ہے پھر وجود کے بعد اوسکا حال کمی بیشی مین مختلف ہوا کرتا ہی۔ اب اگر

نہین زنا کرتا ہی زنا کرنیوالا جب زنا کرتا ہی اوس حال مین کہ وہ مومن ہی ۱۲ بخاری اور مسلم بروایت ابی ہریرہ رض ۱۲

لِمَنْ يَّشَآءُ اسمین جو مغفرت کو اپنی مشیت سے مستثنیٰ فرمایا تو اس سے مجرمون کا کئی قسم ہونا صاف ظاہر ہے اور دوسری جا ارشاد ہے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَآ اور جو لوگ کہ اس آیت مین کفر کی خصوصیت لگاتے ہین کہ یہ کافرون کا حال ہے تو یہ اونکی زبردستی ہے آیت مین کوئی قرینہ اوسکا نہین اور فرمایا اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ اور فرمایا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ غرض کہ جیسی عام آیتین اونھون نے نقل کی ہین اونکے مقابلے مین یہ آیتین عام عذاب مجرمون پر دلالت کرتی ہین اور تخصیص اور تاویل کرنے کے لیے دونون جانبون کو ضرورت اسلیے کہ اخبار مین صاف مذکور ہے کہ عاصیون کو عذاب ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا بھی گویا صریح ہے اسباب مین کہ آگ مین سب کو جانا ضرور ہی کیونکہ کوئی مومن گناہ کے مرتکب ہونے سے خالی نہین اور یہ جو ارشاد ہے لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى اس سے مراد ایک خاص جماعت ہے یا لفظ اشقے سے بھی کوئی شخص معین مراد لیا ہے اور كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَا مین فوج سے مراد کافرون کی فوج ہے اور عام آیتون کا خاص کرنا کچھ دقت کی بات نہین — اور اس آیت کے باعث ابوالحسن اشعری اور کچھ اہل کلام عام الفاظ کا انکار ہی کر بیٹھے اور کہنے لگے کہ اس طرح کے الفاظ مین توقف کرنا چاہیے جبتک کہ کوئی قرینہ ظاہر ہو جس سے اوسکے معنے معلوم ہون — اور معتزلون کو شبہہ ان آیتون سے پڑا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى اور فرمایا وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور فرمایا وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا پھر یہ ارشاد کیا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اور فرمایا وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ اور جو آیتین اس طرح کی ہین کہ خدای تعالیٰ نے اونمین عمل صالح کو ایمان کے ساتھ مذکور فرمایا ہے اور فرمایا وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا ان آیتون سے معتزلی حجت پکڑتے ہین مگر یہ آیتین بھی ایسی عام ہین کہ انمین خصوصیت لگی ہوئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ یہ اسبات کو چاہتی ہے کہ شرک کے سوا اور گناہون مین اوسکی مشیت باقی رہی اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ دوزخ سے نکلے گا وہ شخص جسکے دل مین ذرہ بھر ایمان ہو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا اور یہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ اسی بات پر دلالت کرتی ہین

واجب ہین جیسے نماز ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ۔ اور یہ تقریر ہماری اس قول کی خلاف نہین کہ ارث اسلام کا حکم ہی اور وہ بھی تسلیم ہے بلکہ تسلیم نام وہ ہی جو ظاہر اور باطن دونون کو شامل ہو اور یہ بحثین فقہی اور ظنی ہین کہ ظاہر اور عام الفاظ اور قیاسون پر مبنی ہین تو جو شخص علوم مین قاصر ہو وہ یہ نسمجھے کہ سبات مین غرض یقین سے ہے اور عادت یہ ہوگئی ہی کہ ایسی چیز کو فن کلام مین ذکر کرتے ہین جس مین حکم قطعی مطلوب ہوتا ہے تو جو شخص علوم مین عادتون اور رسمون کی طرف نظر کرتا ہی اوسکو فلاح نہین ہوتی۔ اب اگر یہ کہو کہ معتزلون اور مرجیون کی شبہہ پڑنی کی کیا وجہ ہے اور اونکی قول کی باطل ہونے کی کیا دلیل ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ وجہ اونکے شبہون کی عام آیتین قرآن مجید کی ہین چنانچہ مرجیہ کہتے ہین کہ ایماندار آگ مین نہ جاوی گا گو سب طرحکے گناہ کرے اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَمَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُؤْمِنًا فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا اور فرمایا وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ الایہ اور فرمایا كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ اسمین لفظ کلما القی فیہا کا عام ہے تو یہ چاہیے کہ جو دوزخ مین ڈالا جاوی وہ تکذیب کرنے والا ہو اور فرمایا لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ اس آیت مین حصر اور اثبات اور نفی تینون موجود ہین جنسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بجز اشقیا اور مکذبین کے اور کوئی آگ مین نجاوی گا اور فرمایا مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ اور سب حسنات کی جڑ ایمان ہی تو ایمان والی کو خوف کیسے ہوگا اور فرمایا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ اور فرمایا إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا یہ اونکی دلیل ہے مگر ان آیتون سی اونکا مطلب حاصل نہین ہوتا اسلیے کہ ان آیتون مین جہان ذکر ایمان کا ہے اوس سی ایمان مع عمل مراد ہی چنانچہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ لفظ ایمان سی کبھی اسلام بھی مراد لیا کرتے ہین یعنی موافقت دل اور قول اور عمل کی اور ایمان مین جو ہم یہ تاویل کرتے ہین اسکی دلیل یہ ہے کہ بہت سی خبرین وارد ہین گنہگارون کے عذاب اور مقدار عذاب کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ دوزخ سے نکالا جاوی گا وہ شخص جسکے دل مین ذرہ بھر ایمان ہوگا اس سی بھی ایمان والے کا دوزخ مین جانا ثابت ہی کیونکہ اگر دوزخ مین نجاوی گا تو باہر کیسے نکلے گا اور قرآن سی ثبوت اس طرح ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ

نکل جاوی گا جسکے دل مین ذرہ بھر ایمان ہو اور اگر آدمی واجب امر کے بھولنے سے سکوت کری تو دل مین ہی ایمان نہین جاوی گا جیسے فعل واجب کے نکرنے سے نیست نہین ہوتا۔ اور بعضے کہتے ہین کہ زبان سے کہنا بھی ایمان کا جزو ہی اسلیے کہ شہادت کی دونون کلمے دل کی حال ہی خبر نہین دیتے بلکہ وہ دوسرے معاملہ کا انشا اور ابتدا اور التزام ہین اور اول قول ظاہر تر ہے اور اس قول مین فرقہ مرجیہ نے یہان تک مبالغہ کیا ہے کہ شخص کبھی آگ مین نہ جاوی گا اونکا یہ قول ہے کہ مومن اگرچہ نافرمانی کری مگر دوزخ مین نجاوی گا اور ہم اونکے قول کو بھی عنقریب باطل کرین گی چھٹا درجہ یہ ہے کہ زبان سے کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مگر دلمین اسکی تصدیق نکرے تو ہمکو اسبات مین شک نہین کہ ایسا شخص آخرت کی حکم مین کافرون مین ہی ہوگا اور ہمیشہ دوزخ مین رہے گا اور اسمین بھی شک نہین کہ دنیا کی احکام مین جو متعلق اماموں اور حکام کے ہین وہ مسلمانون ہی ہوگا اسواسطے کہ اوسکے دل پر تو خبر ہو ہی نہین سکتی ہمپر بھی لازم ہی کہ جو کچھ اوسنے زبان سے کہا اوسکو یہ خیال کرین کہ یہ قول اسکے دل کے حال پر مطابق ہی لیکن ایک تیسرے امر مین ہمکو شک ہی کہ اوسکے اور خدای تعالی کے درمیان کے معاملہ مین حکم دنیا دی اوپر کیا ہونا چاہیے مثلاً اسی حال مین اگر کوئی اوسکا رشتہ دار مسلمان مرجاوی اور اسکے بعد وہ دل سے تصدیق ایمان کی کری پھر فتوی پوچھے کہ جب میرا رشتہ دار مرا تھا مجکو ایمان یعنی دل کی تصدیق نہ تھی مگر ظاہر اسلام کی جہت سے اوسکی میراث مجھی مل گئی اور اب وہ میری پاس ہی تو وہ اوس معاملہ مین جو مجھمہ مین اور خدای تعالی مین ہی مجھپر حلال ہی یا نہین یا اوسی پہلی حالت مین کسی مسلمان عورت سے اوسنے نکاح کر لیا تھا اور پھر دل سے تصدیق کی تو اب اوسپر نکاح کا دوبارہ کرنا لازم ہی یا نہین یہ حکم محل تردد ہے اسمین یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کہا جاوی کہ دنیا کی احکام زبانی قول سے ظاہر اور باطن دونون مین وابستہ ہین اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ قول زبانی سے غیر شخص کے حق مین وابستہ ہین اسلیے کہ اوسکا باطن غیر پہ ظاہر نہین اور خود اوسکو تو اپنے باطن کا حال ظاہر ہے کہ اوسکے اور خدای تعالی کے درمیان کیا معاملہ ہے۔ اور ظاہر تر یہی ہے کہ اوسکو وہ میراث ناجائز ہو اور نکاح کا پھر سے کرنا لازم آوے واللہ اعلم۔ اور اسی لیے حضرت حذیفہ رضہ اگر منافقین مین سے کوئی مرتا تھا تو اوسکے جنازہ پر حاضر نہوتے تھے اور حضرت عمر رضہ بھی اسکی رعایت کرتے تھے کہ جس جنازہ پر وہ نجاتے تھے آپ بھی تشریف نہ لیجاتے تھے اور نماز دنیا مین ایک فعل ظاہر ہے اگرچہ عبادات مین ہی ہے اور حرام سے بچنا بھی اون امور مین ہی ہی جو خدای تعالے کے لیے

مذہب کا قائل ہوگا کیونکہ ہم اوس ہی یہ کہین گے کہ جو شخص اپنے دل سے تصدیق کرے اور زبان سے
شہادت ادا کرے اور اوسی وقت مرجاوے تو وہ جنت مین جاوے گا یا نہین اسکے جواب مین وہ یہی
کہے گا کہ ہان جنت مین جاوے گا تو اس صورت مین ایمان بدون عمل کے کہنا پڑے گا اب ہم کچھہ زیادہ
کرکے پوچھین گے کہ وہی شخص اگر بالفرض اتنا زندہ رہے کہ اوسپر ایک نماز کا وقت آجاوے اور وہ اوسکو
ترک کرے اور مرجاوے یا زنا کرے اور مرجاوے تو وہ ہمیشہ دوزخ مین رہے گا یا نہین اگر وہ جواب دے کہ
رہے گا تب تو معتزلون کا ہی مطلب ہے اور اگر کہے گا کہ نہین تو ثبات کی تصریح ہے کہ عمل جزو
ایمان نہین اور نہ ایمان کے وجود مین شرط ہے اور نہ اوسکے باعث جنت کا استحقاق ہے اور اگر
یہ کہے کہ میری غرض یہ ہے کہ وہ شخص بہت مدت تک جیوے اور نماز نہ پڑھے اور نہ اور کوئی عمل
شرعی بجالاوے تو ہم یہ کہین گے کہ اوس مدت کو معین کرو اور طاعتون کی شمار بتلاو جنکی چھوڑنے سے
ایمان جاتا رہتا ہے اور کبیرون کی گنتی کیا ہے جنکے ارتکاب سے ایمان باطل ہوتا ہے اور یہ بات
ایسی ہے کہ اسکی مقدار نہین معین ہوسکتی اور نہ کبھی کوئی اس طرف گیا چوتھا درجہ یہ ہے کہ دل
کی تصدیق پائی جاوے اور ہنوز نوبت زبان سے اقرار اور عمل مین مصروف ہونے کی نہ پونہچی ہو کہ مرجاوے
تو اسکا جواب یہ کہے گا کہ اپنے اور خدای تعالے کے نزدیک ایمان ہی مرا حالانکہ اس مسئلہ مین خلاف
ہے اور جو شخص کہ ایمان کے پورا ہونے مین قول زبانی کی شرط کرتا ہے اوسکو یہ کہنا ہوگا کہ یہ شخص
ایمان ہی پہلے مرا اور یہ قول فاسد ہی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دوزخ سے
نکلے گا وہ شخص جسکے دل مین ذرہ بھر ایمان ہوگا اور اس شخص کا دل تو ایمان ہی لبالب تھا یہ کیسے
دوزخ مین ہمیشہ رہے گا اور جبرئیل علیہ السلام کی حدیث مین ایمان کی شرط بجز اسکی اور کچھہ نہین کہ
اللہ تعالے اور اوسکے فرشتون اور کتابون اور روز آخرت کی تصدیق کرے جیسا پہلے بیان ہوا
پانچوان درجہ یہ ہے کہ دل سے تصدیق کرے اور عمر مین اتنی مہلت بھی ملے کہ شہادت کے دونون کلمے
کہہ لے اور انکا واجب ہونا معلوم کرے مگر اونکو زبان سے ادا نکرے تو یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ اوس کا
ادا نکرنا ایسا ہے جیسے نماز کے پڑھنے سے باز رہنا اور باوجود اسکے ہم کہین گے کہ وہ شخص مومن ہے
اور دوزخ مین مدام نہ رہے گا اسلیے کہ ایمان صرف دل کی تصدیق ہی اور زبان اوس اعتقاد کی
ترجمان ہی تو ضرور ہی کہ زبان کے ادا سے پیشتر بھی ایمان کامل موجود ہو تاکہ اوسکو زبان ادا کرے اور
یہی ظاہر تر ہے اسلیے کہ بجز معانی کی بیروی کے اور کوئی سند نہین اور لغت کی رو سے یہ ہے
کہ ایمان دل کی تصدیق کو کہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ سے وہ شخص

ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ درخت بولتے ہین اور تسامح کی طور پر اوس سے درخت مع پھل مراد ہوتا ہے تو اتنے تصرف سے ایمان ہم معنی اسلام کا اور اوسکے مطابق ہو جاوی گا نہ اوس سی زیادہ ہوگا نہ کم اور اسی بنا پر یہ ارشاد خداوندی ہے فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ

تیسری بحث حکم شرعی کی ذکر مین - اسلام اور ایمان کی دو حکم ہین ایک دنیاوی دوسرے اخروی حکم اخروی یہ ہے کہ آگ دوزخ سے نکالنا اور اوسمین ہمیشہ رہنے کا مانع ہونا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْإِيمَانِ اور اس باب مین لوگون کا اختلاف ہی کہ یہ حکم کس چیز پر مترتب ہوتا ہی یعنی وہ ایمان کونسا ہی جسکا نتیجہ آگ دوزخ سے نکلنا ہے پس بعض کا قول تو یہ ہے کہ صرف یقین کرنے کا نام ہے اور کچھہ یہ کہتے ہین کہ دل سی یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا ہے اور بعض تیسری بات اور بڑھاتے ہین یعنے اعضا سے عمل کرنا اور ہم اس باب مین اصل مطلب کو واضح کرتے ہین کہ واقع مین یہ ہے کہ جو کوئی ان تینون باتون کا جامع ہوگا تو اس مین خلاف کسی کا نہین کہ بیشک اوسکا ٹھکانا جنت مین ہوگا یہ تو ایک درجہ ہوا دوسرا درجہ یہ ہے کہ دو باتین پائی جاوین اور کچھہ تیسری بھی ہو یعنے دل سی یقین کرنا اور زبان سے کہنا اور کچھہ عمل پائے جاوین مگر اوس شخص نے ایک یا زیادہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب بھی کیا ہو تو اس صورت مین معتزلی یہ کہتی ہین کہ وہ شخص ایمان سی خارج ہوگا مگر کفر مین داخل نہین ہوا بلکہ اوسکا نام فاسق ہی اور یہ ایک درجہ ہی ایمان اور کفر کے درمیان مین اور ایسا شخص دوزخ مین ہمیشہ رہیگا اور یہ قول باطل ہی چنانچہ عنقریب اوسکا ہم بیان کرینگے تیسرا درجہ یہ ہے کہ دل سی تصدیق اور زبان سے اقرار پایا جاوی اور اعضا سی اعمال نہون ایسے شخص کے حکم مین لوگون نے اختلاف کیا ہے ابو طالب مکی کا قول یہ ہی کہ عمل کرنا جزو ایمان ہی اور ایمان بدون عمل کے پورا نہین ہوتا اور اسپر اجماع کا دعوی ایسی دلیلون سی کیا ہی جن سے اونکے مطلب کا خلاف معلوم ہوتا ہے جیسے مثلا دلیل مین یہ آیت نقل کی ہی الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کہ اس سی یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمل ایمان کے سوا اور چیز ہے ایمان مین داخل نہین ورنہ عمل حکم معاد مین ہوگا اور تعجب یہ ہے کہ اس قول پر اجماع کا دعوی کرتے ہین اور باوجود اسکی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو نقل کرتے ہین کہ کسی شخص کو کافر نہ کہا جاوی مگر اوس صورت مین کہ جس چیز کا اقرار کر چکا ہے اوسکا منکر ہو اور فرقہ معتزلہ جو کبیرہ گناہون کے سبب دوزخ مین ہمیشہ رہنے کے قائل ہین اونکے قول کا انکار کرتے ہین حالانکہ جو اونکے قول کا قائل ہی وہ بعینہ معتزلون کے

ف نکلیگا آگ سے وہ شخص جسکے دل مین ذرہ بھر ایمان ہوگا ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابو سعید خدری رض ۱۲

ف جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے اچھے ۱۲

ف طبرانی بروایت ابی سعید بسند ضعیف ۱۲

کہ اعمال مین سے کونسا افضل ہے آپ نے فرمایا کہ اسلام پھر سائل نے عرض کیا کہ اسلام کونسا افضل ہے
آپ نے فرمایا کہ ایمان اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونون مختلف بھی ہین اور ایک دوسری مین
داخل بھی اور یہ امر لغت کے رو سے استعمالون مین سب سے اچھا ہے اسلیے کہ ایمان اعمال مین سے
ایک عمل ہے جو سب اعمال سے افضل ہے اور اسلام تسلیم کا نام ہے خواہ دل سے ہو یا زبان سے یا اعضا سے
اور ان سب مین بہتر وہ تسلیم ہے جو دل سے ہو اور یہ دل کی تسلیم وہی تصدیق ہے جسکو ایمان
کہتے ہین۔ اور ان دونون کا استعمال جداگانہ طور پر خواہ تداخل یا ترادف کے طور پر مجاز
فی اللغۃ کے طریق سے خارج نہین مثلاً جداگانہ طور پر اس طرح ہو کہ ایمان کو فقط دل کی تصدیق کا
نام کہین تو یہ لغت کے موافق ہوگا اور اسلام کو تسلیم ظاہری ٹھہراوین یہ بھی لغت کے موافق
ہے اسلیے کہ تسلیم اگر تسلیم کی بعض جگہون سے بھی ہوگی تو اسکو بھی تسلیم ہی کہین گے یہ تو شرط
نہین کہ جہان جہان معنے کا پایا جانا ممکن ہو لفظ سے وہ سب حاصل ہی ہون جیسے مثلاً اگر
کوئی شخص دوسری کو اپنے بدن کی کسی ٹکڑی سے چھو دی تو چھونے والا کہلاوی گا گو سب بدن چھونے
مین شامل نہین اسی طرح لفظ اسلام کو صرف ظاہر کی تسلیم پر بولنا جسوقت کہ باطن کی تسلیم نہو
لغت کے مطابق ہے اور اسی بنا پر اللہ تعالیٰ کا قول ہی قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا
وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سعد رضہ کی حدیث مین کہ
یا مسلم ہے اسلیے کہ آپ نے مومن کو مسلم پر ترجیح دی اور ہماری غرض دونون کے معنون کے جدا ہونے
سے یہی ہے کہ ایک دوسری سے بڑھکر ہو اور تداخل کے طور پر بھی لغت کے موافق ہوگا یعنی اسلام کو
یہ ٹھہرالین کہ دل اور قول اور عمل سب سے تصدیق کا نام ہے اور ایمان کو کہین کہ بعض تصدیق کا نام ہے
جو اسلام مین داخل ہے یعنے صرف دل کی تصدیق اور ہماری غرض تداخل سے یہی ہے اور ایمان کو
خاص کر دینا اور اسلام کو عام کر دینا لغت کے موافق ہے اور اسی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا فرمانا ہے کہ جب سائل نے عرض کیا کہ کونسا اسلام افضل ہے تو آپ نے ایمان فرمایا یعنے
آپ نے ایمان کو خاص کر کے اسلام مین داخل کر دیا اور اون کے ایک معنون مین استعمال کی مثال
یہ ہے کہ اسلام کے معنے تسلیم کے لیے جاوین جو دل اور ظاہر دونون سے ہو کیونکہ تسلیم بہرحال ہوگی
اور ایمان کے معنے بھی یہی کر دیے جاوین اس صورت مین صرف اتنا تصرف ہوگا کہ ایمان مین
جو خصوصیت دل کی تسلیم کی تھی اوسکو عام کر جاوی گا اور ظاہر کی تسلیم کو بھی اسمین داخل کیا جاوی گا
اور یہ تصرف درست ہے اسلیے کہ ظاہر کی تسلیم قول اور عمل سے باطن کی تصدیق کا ثمرہ اور نتیجہ

ایک محل خاص ہے یعنے وہ دل ہی ہوتی ہے اور زبان اوسکی ترجمان یعنی بیان کرنے والی ہی اور ماننا عام ہے دل اور زبان اور اعضا سب سے ہوتا ہے کیونکہ جو تصدیق دل ہی ہے وہ تسلیم اور ترک انکار ہے اسی طرح زبان ہی اقرار کرنا اور طاعت اور انقیاد اعضا سے کرنا ہے حاصل یہ ہی کہ لغت کے اعتبار سے اسلام عام ہے اور ایمان خاص اور اسلام کے اجزا مین ہی اشرف کا نام ایمان ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک تصدیق تسلیم ہے اور یہ نہین کہ ہر تسلیم تصدیق ہو بحث دوم اطلاق شرعی کے ذکر مین اور اس باب مین حق یہ ہے کہ شریعت مین ان دونون کا استعمال تینون طور پر آیا ہے یعنے دونون کے ایک معنی ہون یا جدا جدا ہون یا ایک کے معنون مین دوسرے کے معنے داخل ہون دونون کے ہم معنے ہونے کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ اور یہ امر باتفاق ثابت ہے کہ ایک ہی گھر تھا اوسی کے لیے مومنین اور مسلمین ارشاد فرمایا اور فرمایا يَا قَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ اور ایک بار جو آپ سے ایمان کا حال پوچھا تو اوسکے جواب مین بھی یہی پانچون رکن ارشاد فرمائے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام دونون ایک ہی ہین اور دونون کے جدا جدا ہونے کی مثال یہ ایت ہی قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا یعنے یہ کہو کہ ہم نے ظاہر مین انقیاد قبول کیا اور اس جگہہ ایمان سے مراد فقط دل کی تصدیق ہی اور اسلام سے غرض زبانی خواہ اعضا کی ظاہری فرمانبرداری ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام کی حدیث مین کہ جب انھون نے آپ سے ایمان کا حال پوچھا تو فرمایا کہ ایمان لانا اللہ پر اور اوسکی فرشتون اور کتابون اور رسولون پر اور قیامت کے دن پر اور مرنے کے بعد اوٹھنے پر اور حساب پر خیر و شر کو اوسی کی طرف سے جاننے پر ایمان ہے پھر پوچھا کہ اسلام کیا چیز ہے تو جواب مین پانچ خصلتین مذکور فرمائین یعنی اسلام کو بیان فرمایا کہ قول اور عمل سے تسلیم کرنے کو کہتے ہین — اور سعد بن ابی وقاص رض کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو کچھہ عطا کیا اور دوسرے کو وہ ندیا تو حضرت سعد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم آپ نے اس شخص کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ مومن ہے آپ نے فرمایا کہ مومن ہے یا مسلم پھر دوبارہ اونھون نے وہی عرض کیا آپ نے دوبارہ وہی جواب دیا — اور ایک کے معنے دوسرے مین داخل ہونے کی مثال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا

ف۱ پھر نے بجائے نکالا ہی جو چھاپا وان ایمان والا

ف۲ پھر نے ایک کو ایک سے جدا کیا ۱۲

ف۳ ای اقوی اکثر کتب ایمان لانے کو اور اسلام کو پھر ایک کو دوسرے سے جدا کیا ۱۲

ف۴ ای ایمان لانے کو اور اسلام کو پھر ایک کو دوسرے سے جدا کیا ۱۲

ف۵ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام دونون ایک ہی ہین ۱۲

ف۶ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام دونون ایک ہی ہین ۱۲

ف۷ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام دونون ایک ہی ہین ۱۲

اگر پہلی صورت ہوگی یعنی اوسکی جگہہ دوسرا مقرر کیا جاویگا تب تو جتنا ضرر مسلمانون کو فتنہ برپا ہونے سے
ہوگا وہ اوس نقصان کی نسبت کر زیادہ ہوگا جو امام مذکور مین شروط امامت کی ناقص ہونے کی جہت سے
اونکو ہوگا کیونکہ شروط مذکورہ صرف زیادتی مصلحت کے لیے ٹھہرائی گئی ہین تو زیادتی مصلحت کے
نہونے کے خوف سے اصل مصلحت کو دور کرنا خوب نہین جیسے کوئی ایک محل بناوے اور شہر کو گراوے
اور اگر دوسری صورت ہو یعنے شہر امام سے خالی رہین تو سب مقدمات بگڑ جاوینگے کسی طرح
ہو نہین سکتا اسلیے ضرور اول ہی صورت قائم رہے گی علاوہ ازین ہم حکم دیتے ہین کہ باغیون کا
حکم اونکے شہرون مین درست ہی اس نظر سے کہ اونکو حاجت ہوتی ہے تو حاجت اور ضرورت کے ہوتی ہوئی
امامت کیسی درست نہوگی ۔ غرضکہ یہ چارون رکن جو چالیس اصول پر مشتمل ہین یہ عقائد کے قواعد ہین
جو کوئی اون کا معتقد ہوگا وہ اہل سنت وجماعت کی موافق اور بدعت کے فرقہ سے علیحدہ ہوگا ہم
اللہ تعالی سے دعا مانگتے ہین کہ وہ اپنی توفیق سے ہمکو راستی پر رکھے اور اپنے جود اور احسان و فضل سے
راہ حق کی طرف ہمکو ہدایت کرے وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

چوتھی فصل ایمان اور اسلام مین اور ان دونون مین جو کچھہ اتصال اور جدائی ہی اور جو کمی بیشی ان
دونون پر طاری ہوا کرتی ہی اور سلف کے لوگ جو انشاء اللہ ان دونون کی باب مین کہتے تھے اوسکی وجہ کے
ذکر مین اور اس فصل مین تین مسئلے ہین **مسئلہ اول** اسباب مین لوگون اختلاف ہی کہ اسلام
ایمان ہی ہے یا دوسری چیز ہے اور اگر دوسری چیز ہے تو اوس سے جدا پایا جاتا ہے یا اوسی کی ساتھہ
متعلق اور لازم رہتا ہے پس بعض تو یہ کہتے ہین کہ دونون ایک ہی ہین اور بعض کا قول ہے کہ
دو چیزین ہین آپس مین ملتی نہین جدا جدا ہین اور بعضے یہ کہتے ہین کہ دو ہین مگر ایک دوسری سے
وابستہ رہتے ہین اور ابو طالب مکی نے اس باب مین ایک بہت بڑی تقریر نہایت بینڈی لکھی ہے
اب ہم حق صریح کو بیان کرتے ہین بدون اس بات کے کہ ایسی تقریر نقل کرین جس مین کچھہ فائدہ نہو
واضح ہو کہ اسباب مین تین بحثین ہین اول اس باب مین کہ لغت مین دونون لفظون کی معنے کیا ہین
دوم شرع کے بولنے مین ان دونون سے کیا مراد ہے سوم ان دونون کا حکم دنیا اور آخرت مین
کیا ہے غرضکہ اول بحث لغوی ہی اور دوسری تفسیری اور تیسری فقہی شرعی

بحث اول معنی لغوی کے بیان مین اسمین حق یہ ہے کہ ایمان تصدیق کو کہتے ہین اللہ تعالے
فرماتا ہے وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا مومن سے مراد مصدق یعنی تصدیق کرنے والے سے ہے اور
اسلام کے معنے فرمانبرداری کو ماننے اور سرکشی اور انکار اور عناد کو چھوڑنے کے ہین اور تصدیق کا

افضلیون کی سنوا اور کسی سے اسپر جرأت نہین ہوتی اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ سب صحابہ کو اچھا کہین اور جس طرح کہ خدای تعالی اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی تعریف کی اوسیطرح اونکی تعریف کرین ۔ اور جو نزاع کہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مین ہوا اوسکی بنا اجتہاد پر تھی یہ نہین کہ امامت کے باب مین حضرت معاویہ کی طرف سے ہوا ہو بلکہ حضرت علی رضہ نے یہ گمان کیا کہ حضرت عثمان غنی رضہ کے قاتلون کو سپرد کر دینے کا انجام یہ ہوگا کہ امامت کا معاملہ ابھی درہم برہم ہو جاوی گا این لحاظ کہ اونکے قبائل بہت ہین اور لشکر مین ملے جلے ہین اسلیے اونکے سپرد کرنے مین تاخیر کو اچھا جانا اور حضرت امیر معاویہ نے یہ سمجھا کہ باوجود اتنے بڑے قصور کے اونکے باب مین تاخیر کرنی امامون کی اوپر انکو اوبھارنا ہے اور کشت وخون ناحق کے درپے ہونا ۔ اور بڑے بڑے علما کا قول ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور بعضے یہ کہتے ہین کہ صواب کو پہونچنے والا ایک ہی ہوتا ہے اور یہ کسی اہل علم کی تجویز نہین ہے کہ حضرت علی رضہ کو کہا ہو کہ خطا پر تھے

آٹھوین اصل یہ کہ صحابہ رضہ کا فضل اس ترتیب سے ہے جس طرح پر کہ خلافت ہوئی اسلیے کہ فضل واقع مین وہ ہے جو اللہ تعالے کے نزدیک ہو اور یہ امر ایسا ہی کہ بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی اوسپر مطلع نہین ہوتا اور اون سب کی تعریف مین آیات اور احادیث بہت سی وارد ہین اور فضل کے دقائق اور اوسکی ترتیب کو وہی لوگ جانتے ہین جو وحی اور قرآن مجید کے اوترنے کو دیکھتے تھے اور قرائن حال سے فضل کے دقائق معلوم کرتے تھے پس اگر وہ لوگ بزرگی کو اس ترتیب کے ساتھہ نہ سمجھے ہوتے تو خلافت کو اس طرح ترتیب نہ دیتے اسلیے کہ وہ لوگ ایسے تھے کہ اللہ تعالے کے باب مین نہ ملامت گرون کے طعن سے ڈرتے تھے اور نہ اونکو امر حق سے کوئی مانع باز رکھتا تھا

نوین اصل یہ کہ امامت کی شرطین بعد اسلام اور بلوغ اور عقل اور آزادی کے پانچ ہین حر ہونا اور ورع اور علم اور کفایت اور قریشی ہونا اس جہت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الائمۃ من قریش یعنے امام قریش مین سے ہوتے ہین اور جب بہت سے لوگ ایسے ہوتا جن مین یہ پانچون صفتین موجود ہون تو امام وہ ہوگا جسکے لیے بیعت اکثر خلق کی ہو جاوی اور جو اکثر لوگون کا خلاف کرے وہ باغی ہے اوسکو حق کے انقیاد کی طرف پھیرنا واجب ہے دسوین اصل یہ کہ جو شخص امامت کا کفیل ہوا گر اوس مین ورع اور علم کا وجود دشوار ہو اور اوسکے معزول کر دینے سے ایسا فتنہ برپا ہوتا ہو جسکی تاب لوگون کو نہو تو ہم یہی کہین گے کہ اوسکی امامت درست ہی اسواسطے کہ اگر اوسکو معزول کر دیا جاوی تو وہ حال سے خالی نہین یا دوسرا اوسکی جگہہ پر ہوگا یا بالکل امامت خالی رہے

تصدیق کا مانع نہین اسلیے کہ عذاب کا درد تو حیوان مین بھی خاص اجزا کو معلوم ہوا کرتا ہی اللہ تعالے
مین قدرت ہی کہ ادراک اون اجزا مین پھر سے پیدا کردی چوتھی اصل میزان ہی جسکے باب مین اللہ
تعالے فرماتا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ اور دوسری جا ارشاد ہی فَمَنْ
ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ
خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ اور اسکی دلیل یہ ہے کہ خدای تعالے کے نزدیک جسقدر
علمون کا رتبہ ہوتا ہے اوسی کے موافق نامۂ اعمال مین وزن پیدا کردیتا ہے اس سے بندون کے
اعمال کی مقدارین بندون کو معلوم ہوجاوین گی تاکہ اونپر یہ بات کھلجاوی کہ اگر عذاب کریگا
تو عدل ہے اور اگر ثواب دیگا تو عفو اور فضل ہے پانچوین اصل پل صراط یعنے دوزخ کی پشت پر
بنا ہوا ہے کہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اللہ تعالے فرماتا ہے فَاهْدُوهُمْ
إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ اور اس پل کا ہونا ممکن ہے اسلیے اوسکا سچ
جاننا بھی واجب اور وجہ ممکن ہونے کی یہ ہے کہ جو شخص اسبات پر قادر ہے کہ پرندکو ہوا مین
اوڑاتا ہے وہ اسبات پر بھی قادر ہے کہ آدمی کو اوس پل کے اوپر چلادی چھٹی اصل یہ کہ جنت اور
دوزخ اللہ تعالے کی پیدا کی ہوئی ہین اللہ تعالے فرماتا ہے وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ لفظ اُعِدَّتْ سے معلوم ہوتا ہے
کہ جنت مخلوق ہے اسی لیے اوسکو باعتبار ظاہر الفاظ کے رہنے والا ہونا واجب ہے کیونکہ کوئی محال
اوسمین نہین اور اگر کوئی یہ کہے کہ روز جزا سے پہلے ان دونون کے پیدا کرنے مین کچھ فائدہ نہین
تو اوسکا جواب یہ ہے کہ جو کچھ خدای تعالے کرتا ہے اوس سے اوسکی غرض نہین اور لوگون سے
پوچھ ہوگی ساتوین اصل یہ کہ امام مرجع بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر ہین
پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
سلم نے نص قطعی کسی امام پر نہین فرمائی اسلیے کہ اگر بالفرض ایسا ہوتا تو اولی یہ تھا کہ ظاہر ہوتا
جو کوئی حاکم یا امیر آپ نے شہرون مین مقرر فرمایا وہ چھپا نہین رہا یہ تو اوسکی نسبت کر زیادہ
ظاہر ہونا چاہیے تھا یہ کیسے چھپا رہا اور اگر ظاہر ہوگیا تھا تو پھر کیسے مٹ گیا کہ ہم تک وہ
حال نہ پہنچا حاصل یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق لوگون کے پسند کرنے اور بیعت کی جہت سے
امام ہوئے اور اگر بالفرض کہا جاوی کہ نص دوسرے کے لیے تھی تو کل صحابہ رضہ کو کہنا ہی کہ انھون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کیا اور اجماع کا خلاف کرنا ہے اور یہ بات ایسی ہے کہ

ت اور پھر کھین گے کہ ترازو مین
انصاف کی کیا ضرورت ہی
ث جو جسکی بھلائی
ہو مین وزن دیتا ہون
کام سے نکلے اور جسکی بھلائی
ہو مین وزن دیتا ہون سو وہی پار
جاوے یہ تشبیہ اپنی جان سے دی
ہین را کہ سمجھ لیوے ۱۲
ت پھر چلادونگا اونکو
راہ پر دوزخ کے اور
پھر رکھونگا اونکو اون سے
پوچھ ہوگی ۱۲
ت اور دوزخ کی بخشش کی دور
اسکے طلب کی اور جنت پر
جسکا پھیلاؤ ہے آسمان

غلبہ کے ساتھ متصل ہوگا تو اوسکے یہ معنے ہونگے کہ گویا خدای تعالے فرماتا ہے کہ یہ رسول سچ کہتا ہی
اور اسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی شخص پادشاہ کے حضور مین کھڑا ہو اور اوسکی رعیت کے سامنے دعوی
کرتا ہو کہ مین اس پادشاہ کا ایلچی ہون تو اگر یہ شخص پادشاہ سے کہے کہ اگر مین اس دعوی مین سچا ہون تو آپ
اپنی تخت پر تین بار خلاف عادت اوٹھیے اور بیٹھیے اور پادشاہ اوسکے کہنے سے ویسا ہی کرے تو جو لوگ وہان
موجود ہونگے اونکو ظاہر ہے کہ یہ معلوم ہو جاوے گا کہ پادشاہ نے گویا یہ کہدیا کہ ایلچی سچ کہتا ہے
چوتھا رکن سنی ہوئی چیزون کے بیان مین اور جن امور کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
خبر دی ہے اونکو سچ جاننے مین اور اسکا مدار دس اصلون پر ہے پہلی اصل یہ کہ حشر اور نشر
ہوگا کہ شریعت مین اسکی خبر آچکی ہی اور اسکا سچ جاننا واجب ہی اسلیے کہ اسکا وجود عقل مین ممکن ہی اور معنے
اسکے یہ ہین کہ بعد فنا کے دوبارہ موجود ہونا اور یہ امر خدای تعالے کی قدرت مین داخل ہی جیسے اوسنے
اول پیدا کیا چنانچہ خود فرماتا ہے قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا
أَوَّلَ مَرَّةٍ اس مین ابتدا مین پیدا کرنے سے دوبارہ پیدا کرنے پر استدلال فرمایا اور دوسری جا
ارشاد ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ اور دوبارہ پیدا کرنا دوسری ابتدا ہے
پس وہ مثل ابتدای اول کی ممکن ہے دوسری اصل منکر نکیر کا سوال احادیث مین آچکا ہی تو اوسکی
تصدیق بھی واجب ہی اسلیے کہ عقل کے رو سے وہ ممکن ہے کیونکہ اوس سی یہی لازم آتا ہے کہ زندگی
دوبارہ کسی ایسی خبر مین آجاوے جس سے خطاب سمجھا جاوے اور یہ امر بذات خود ممکن ہے اور اسپر یہ اعتراض
نہین ہو سکتا کہ میت کے اجزا کو ساکن رہتے ہین اور ہمکو منکر نکیر کا سوال سنائی نہین دیتا کیونکہ سوتا
آدمی بھی ظاہر مین ساکن ہوتا ہے مگر اندر سے رنج اور لذتین ایسی پاتا ہے کہ جاگنے کے بعد بھی
اونکا اثر پاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کا کلام سنتے تھے اور اونکو
دیکھتے تھے اور آپ کے گرد کے لوگ نہ سنتے تھے اور نہ دیکھتے تھے اور نہ اونکے علم مین سی کوئی چیز معلوم
کر سکتے تھے الا ماشاء اللہ غرضکہ اون لوگون کے لیے سننا اور دیکھنا فرشتون کا پیدا نہین کیا گیا تھا
اسلیے حضرت جبرئیل کو نہ دیکھا تیسری اصل عذاب قبر شریعت سی ثابت ہی اللہ تعالی فرماتا ہی
النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ
أَشَدَّ الْعَذَابِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف کی سب نیکبختون سی مشہور چلا آتا ہے
کہ وہ عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے اور قبر کا عذاب ممکن ہے تو اوسکی تصدیق کرنی واجب ہے
اور میت کی اجزا کا درندون کی پیٹ مین اور پرندون کے پوٹون مین بٹ جانا عذاب قبر کی

معنے یہی ہین کہ اوسکے ترک کرنے سے ضرر ہو اور شریعت کو جو واجب کرنے والی کہتے ہین اس سے یہ مراد ہے کہ شریعت اوس ضرر کو بتاتی ہے جسکی توقع آیندہ کو ہو کیونکہ عقل تو اس بات کی ہدایت نہین کرتی کہ شہوات کی پیروی کرنی سے موت کے بعد ضرر کا نشانہ بننا پڑیگا۔ پس معتبر ہین شرع اور عقل کے اور واجب کے باب مین اونکے تاثیر کے اور اگر بالفرض مامور بہ کے ترک پر عذاب کا خوف نہوتا تو وجوب بھی ثابت نہوتا اسلیے کہ واجب تو اوسی کو کہتے ہین جسکے ترک کرنی سے آخرت مین کوئی ضرر متعلق ہو **نوین اصل** یہ ہی کہ انبیا علیہم السلام کا بھیجنا محال نہین اسمین فرقہ براہمہ کا خلاف ہی وہ کہتے ہین کہ رسولون کے بھیجنے مین کچھ فائدہ نہین عقل کے ہوتی اون سے کچھ مطلب نہین اور ہم یہ کہتے ہین کہ عقل سے وہ کام نہین معلوم ہوتے جو آخرت مین نجات کے موجب ہون جیسے کہ عقل سے وہ دوائین جو صحت کی مفید ہون معلوم نہین ہوتین تو مخلوق کو انبیا کی ایسی ہی حاجت ہی جیسے اونکو طبیب کی حاجت ہی فرق اتنا ہی کہ طبیب کا قول تجربہ سے سچ مانا جاتا ہے اور نبی کا معجزہ سے **دسوین اصل** یہ ہے کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور پہلی شریعتون یعنی یہود و نصاری اور مجوسیون کی ملتون کا ناسخ بھیجا اور ظاہر معجزات اور غالب کرامات سے آپ کی تائید فرمائی جیسے چاند کا شق ہونا اور کنکرون کا تسبیح پڑھنا اور چوپایہ کا بولنا اور راونگلیون کے بیچ مین سے پانی کا بہنا وغیرہ اور آپ کی ظاہر معجزات مین سے کہ تمام عرب پر اوسکے باعث آپ کو فوق ہوا قرآن مجید ہی کہ باوجودی کہ اہل عرب فصاحت و بلاغت مین دم بھرتے تھے اوسکے مقابلے پر قادر نہوئے اسلیے کہ جو کچھ عمدگی اور ترتیب کی خوبی اور عبارت کی درستی اوسمین ہے آدمی کی طاقت نہین کہ اوسکو جمع کرسکے اور باتون مین سب مین مزاحمت کی کہ گرفتار کرنا اور لوٹ لینا اور قتل کا ارادہ کرنا اور وطن سے نکال دینا سب کچھ کیا چنانچہ اللہ تعالی نے اونکا یہ سب حال فرمایا مگر قرآن کے مثل نہ لاسکے باوجودی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناخواندہ تھے اور کتابون سے ممنع تھا علاوہ ازین کلام مجید مین پہلے لوگون کی خبرین اور بہت سی امورین غیب کے حالات بیان کرتے ہین جنکا سچ آخر کو معلوم ہوا جیسے یہ آیت ہی لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ اور یہ آیت الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ اور معجزہ جو رسول کے سچ ہونے پر دلالت کرتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جو فعل کہ آدمی اوسی عاجز ہون وہ بجز خدای تعالی کے فعل کے دوسرے کا نہوگا تو جب اسطرح کا فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

۱ نجاشی اصحمہ بن ابجر بادشاہ حبش جسکے پاس آنحضرت نے اپنے اصحاب کو ہجرت کرنے کا حکم دیا تھا ۱۲

۲ ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قریشی اموی ابو سفیان کنیت فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے ۱۲

۳ ہرقل قیصر روم جسکے پاس آنحضرت نے اپنے قاصد بھیجے تھے ۱۲

۴ عمرو بن العاص بن وائل سہمی قریشی ابو عبد اللہ کنیت فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے ۱۲

۵ نجاشی اصحمہ بن ابجر بادشاہ حبش جسکے پاس آنحضرت نے اپنے اصحاب کو ہجرت کرنے کا حکم دیا تھا ۱۲

طاعت پر جو محنت کرتا ہی اور اپنی شہوات سی اوسکے باعث باز رہتا ہی اسکا انجام بجز ثواب اور عقاب کے
اور کچھہ نہین اور یہ کہان سی جان لیا کہ خدای تعالی معرفت اور اطاعت پر ثواب ہی عنایت
کریگا عذاب نکریگا اوسکی نزدیک تو طاعت اور معصیت برابر ہین کیونکہ اوسکو دونون مین سی کسی کیطرف
میل نہین اور نہ انمین سی کسیکو اوسکے ساتھہ خصوصیت ہی بلکہ اسکی تمیز شریعت ہی سی معلوم
ہوتی ہے - اور جسنے اس امر کو خلق کی اوپر قیاس کیا کہ مخلوق کی شکرگزاری سی مخلوق خوش
اور محظوظ ہوتی ہے اور ناشکری سی ناخوش ہوا کرتی ہے تو اسی طرح خالق کا حال ہی کہ طاعت
سے اوسکو راحت ہوتی ہے اور معصیت سی نہین ہوتی تو یہ اوس شخص کی خطا ہی - پس اگر
کوئی یون کہے کہ جب طاعت اور معرفت کا وجوب بجز شریعت کے اور کسی چیز سے نرہا
اور شریعت جبتک نہین حاصل ہوتی ہی جب تک کہ مکلف اوسمین نظر نکری تو اگر مکلف شخص
پیغمبر سے یہ تقریر کرے کہ عقل مجھپر نظر کو واجب نہین کرتی اور نہ شریعت بدون نظر کرنی کے
مجھپر تاثیر کرے اور مین خود نظر پر جرات نہین کرتا تو چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکا
جواب کچھہ ندی سکین تو ہم کہتے ہین کہ یہ اوس شخص کا کہنا ایسا ہی جیسا زید و عمرو سے کہے اور وہ
کسی جگہہ مین کھڑا ہو کہ تیرے پیچھے ایک درندہ ہلاکو ہے اگر تو یہان سی نہ ٹلے گا تو وہ تجھے
مار ڈالے گا اور اگر تو اپنے پیچھے منہ پھیر کر دیکھے گا تو میرا سچ کہنا تجھے معلوم ہو جاوی گا اسکی
جواب مین عمر کہے کہ تیرا سچ جبتک مین مڑکر ندیکھون مجھے ثابت نہوگا اور جبتک مجھی تیرا سچ
نہ ثابت ہو جاوی مڑنا اور دیکھنا کیا ضرور ہی تو ظاہر ہے کہ اس قول سی عمرو کی حماقت پائی جاوے
گی اور خود نشانۂ تیر بلا ہوگا زید کا اسمین کیا ضرر ہوگا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی
ہین کہ تمھاری پیچھے موت ہی اور اوسکے اوس طرف درندی ہلاکو اور دہکتی آگ ہی اگر تم اون سے
اپنی تدبیر بچاو کی نہ کرلوگی تو تم کو وہ تباہ کر دین گی اور میرا سچ تمکو میرے معجزون کی دیکھنی سے
معلوم ہو جاوی گا پس جو شخص معجزون کی طرف ملتفت ہو کر اپنا بچاو کرلیگا وہ بچ جاوی گا
اور جسنے التفات نکیا اور خطاؤن پر مصر رہا وہ تباہ اور خراب ہوگا اور اگر سارے آدمی
ہلاک ہو جاوین تو اسمین مجھپر کچھہ ضرر نہین میرا ذمہ تو صرف صاف صاف کہدینے کا ہے
غرض کہ شریعت موت کے بعد ہلاکو درندون کے ہونے کو بتاتی ہے اور عقل شریعت کے
کلام کو سمجھنے اور جاننے کا فائدہ دیتی ہی اور جو باتین شرع کی قول کی بموجب کہ آیندہ کو ہونگی
ارنکا امکان جانتی ہے اور طبیعت ضرر سے بچ رہنے پر اوبھارتی ہی اور واجب ہونے کے

درجے سے کمتر پر بھی راضی تھے تو اسکا جواب کیا دیا جاوی گا۔ اب اس صورت مین یہ یقین کرنا
واجب ہی کہ خداوند کریم کے معاملات جلال کی جہت سی ایسی نہین کہ معتزلون کو میزان مین
اونکی گنجایش ہو۔ پس اگر یہ کہو کہ اللہ تعالی بندون کے حق مین مناسب تر فعل کی رعایت پر
قادر بے شک ہی پھر اون پر اسباب عذاب کو مسلط کر دینا قبیح ہے حکمت سی بعید تو اسکا جواب
یہ ہے کہ قبیح کے معنے یہ ہین کہ چیز غرض کی موافق نہو یہانتک کہ ایک ہی چیز ایک شخص کے
حق مین قبیح ہوتی ہے اور دوسری شخص کے حق مین بشرطے کہ اوسکی غرض کی موافق پڑی اچھی
ہوتی ہے مثلا کسی کا مارا جانا اوسکے اقربا قبیح جانتے ہین اور اوسکے دشمن اچھا سمجھتے ہین
تو اگر تمھاری غرض قبیح سے یہ ہے کہ یہ امر خدای تعالی کی غرض کی موافق نہین تب تو محال ہے
اسلیے کہ اوسکو کوئی غرض نہین اسی لیے معنون کی اعتبار سے اوس سے قبیح متصور نہین جیسے کہ
ظلم اوس سے متصور نہین یعنے ملک غیر مین اوس کا تصرف کرنا ہو نہین سکتا اسلیے ظلم بھی اوس سے
محال ہے اور اگر قبیح سے یہ غرض ہی کہ جو اورون کی غرض کی موافق نہو تو اوسکو خدای تعالے پر
محال کیون کہتے ہو یہ تو صرف ایک تمنا ہے اسکے خلاف پر وہی صورت شاہد ہی جو ہمنے
دوزخیون کے مناظرہ کی فرض کی ہی علاوہ ازین حکیم کے معنے یہ ہین کہ چیزون کی حقیقتون سے
آگاہ اور اونکے افعال کو اپنے ارادی کے موافق مضبوط کرنے پر قادر ہو اور اس مین یہ بات
نہین پائی جاتی کہ مناسب تر کی رعایت کرنی حکیم پر واجب ہو اور ہم مین کے حکیم جو رعایت
مناسب تر کی کرتے ہین وہ صرف اپنے نفس کے لحاظ سی کرتے ہین کہ دنیا مین اوسکے باعث تعریف
حاصل ہو اور آخرت مین ثواب یا اوسکی جہت سی کوئی آفت اپنے اوپر سے دفع کرین اور یہ باتین اللہ تعالے پر
محال ہین اسلیے اصلح کی رعایت کا اوسپر واجب ہونا بھی محال ہی **آٹھوین اصل** یہ ہے کہ
خدای تعالی کی معرفت اور طاعت اوسکی واجب کرنی اور اوسکی شریعت کی جہت سی واجب ہی
عقل کی جہت سے واجب نہین معتزلی اسمین بھی خلاف کرتے ہین اور ہم یہ کہتے ہین کہ اگر
عقل خدای تعالی کی طاعت کو واجب کری تو دو حال سی خالی نہین یا تو بی فائدہ واجب کری گی
اور یہ محال ہی اسلیے کہ عقل لغو کی موجب نہین ہوتی یا کسی فائدہ کے لیے واجب کری گی اور
فائدہ یا تو معبود کا ہوگا اور یہ بھی خدای تعالی کی حق مین محال ہی کہ وہ سب فائدون اور غرضون سے
پاک ہے بلکہ کفر اور ایمان اور طاعت اور عصیان اوسکے حق مین دونون برابر ہین خواہ بندی کا
فائدہ ہوگا اور یہ بھی محال ہے اسلیے کہ بالفعل بندی کی کوئی غرض اوس سی متعلق نہین بلکہ

طاعت پر

کریگا اور جسقدر اونھون نے تکلیفین کھینچی ہونگی اونکا بدلہ اونکو عنایت کریگا اور یہ بات اللہ تعالی پر
واجب ہے تو ہم کہتے ہین کہ جو کوئی یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالی پر زندہ کرنا ہر ایک چیونٹی پامال شدہ اور
بچھر ملے ہوے کا واجب ہے تاکہ اونکو اونکی تکلیفون کا ثواب دے تو وہ شخص دائرۂ شریعت اور
عقل دونون سے خارج ہے اسلیے کہ ہم اوس سے یہ پوچھتے ہین کہ اللہ تعالی پر حشر اور ثواب کے
دینے واجب ہونے سے کیا مراد ہے اگر یہ ہے کہ اوسکے ترک سے اوسکو ضرر ہوگا تب تو محال ہے
اور اگر واجب کے کوئی اور معنی ہین تو ہم پہلے لکھہ چکے ہین کہ وہ معنی غیر مفہوم ہین اس سے معلوم ہوا
کہ جو معنی واجب کے ہین اونسے یہ قول خارج ہے **ساتوین اصل** یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندون
کے ساتھہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اوسپر یہ واجب نہین کہ جو بندون کے حق مین زیادہ مناسب ہو
اوسی کی رعایت کریگا اسلیے کہ ہم پہلے لکھہ آئے ہین کہ خدای تعالی پر کوئی چیز واجب نہین بلکہ
اوسکے حق مین وجوب سمجھہ مین نہین آتا اسلیے کہ جو کچھہ وہ کرتا ہے اوس سے پوچھہ نہین ہوسکتی
مخلوق سے باز پرس ہوتی ہے اور ہمکو کوئی بتاوے کہ معتزلی جو کہتا ہے کہ مناسب تر فعل کا کرنا
بندون کے حق مین خدای تعالی پر واجب ہے وہ اس مسئلۂ مفروضہ مین کیا جواب دیگا کہ اگر
آخرت مین ایک مردہ لڑکے اور ایک بالغ مردہ کے درمیان مین مناظرہ ہو اور دونون مسلمان
مرے ہون تو اللہ تعالے بالغ کے درجے بڑھاویگا اور لڑکے پر اوسکو فضیلت دیگا اسلیے
کہ بالغ نے طاعت الہی مین بعد بلوغ کے محنت اوٹھائی اور ایسا کرنا معتزلی کی قول کے
بموجب خدای تعالی پر واجب ہے پس اس صورت مین اگر وہ لڑکا کہے کہ الہی تو نے اسکا مرتبہ
کیون زیادہ کیا تو اللہ تعالے فرماویگا کہ اسلیے کہ یہ بالغ ہوا اور طاعت مین محنت کی پھر
لڑکا یہ کہیگا کہ الہی تو نے مجکو تو لڑکپن مین مار دیا تھا تیری اوپر واجب تھا کہ میری
زندگی باقی رکھتا تاکہ مین بالغ ہوجاتا اور طاعت مین کوشش کرتا تو فی صل اس بات مین
نکیا کہ اوسکی عمر زیادہ کی اور میری نہکی اس مین میرا قصور نہین پھر کس وجہ سے اوسکو فضیلت
دی اللہ تعالی فرماویگا اسلیے کہ مجھی معلوم تھا کہ اگر تو بالغ ہوتا تو شرک یا معصیت کرتا تو تیری حق مین
مناسب تر یہی تھا کہ لڑکپن مین مرجاوے یہ عذر خدای تعالی کی طرف سے معتزلی بیان کرتی ہین
اب اوپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالی لڑکے کے سوال مین ارشاد اسطرح کریگا تو اوسوقت
دوزخ کے طبقات مین سے کافر پکارین گے اور کہینگے کہ الہی یہ تو تجھے معلوم ہی تھا کہ ہم بڑے
ہوکر شرک کرینگے تو تو نے ہمکو لڑکپن ہی مین کیون نہ مار دیا ہم تو اس مسلمان لڑکے کے

انجام کو مر جاوی گا دوسرے ایسا فعل جسکے نہونے سے محال لازم آوی مثلاً کہین کہ معلوم کا وجود
واجب ہے یعنے اگر معلوم نہو تو محال لازم آوی گا وہ یہ ہی کہ علم جہل ہو جاوی گا اب اگر معتزلونکی
یہ مراد ہے کہ اللہ تعالی پر پیدا کرنا باعتبار اول معنی کی واجب ہے تب تو گویا خدای تعالی کو معاذ اللہ
ضرر کا نشانہ بناتے ہین اور اگر پیدا کرنا اوسپر دوسرے معنون کی روسی کہتے ہین تو ہم بھی
تسلیم کرتے ہین کیونکہ علم ازلی جب خدای تعالی مین ہے تو اوسکے لیے معلوم کا وجود ضرور چاہیے
اور اگر واجب کی کوئی تیسرے معنے لیے ہین تو وہ ہم سمجھتے نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ بندون
کی بہتری کے لیے واجب ہی یہ کلام فاسد ہے اسلیے کہ جب اللہ تعالی بندون کی بہتری کو
ترک کردی اور اوس سی اوسکو کچھ ضرر نہ پونہچے تو پھر اوسکے حق مین وجوب کے کچھ معنی نہونگی
علاوہ ازین بندون کی بہتری تو اسمین ہے کہ اونکو جنت مین پیدا کردیتا اسبات کی طرف
کونسا عاقل طمع کرتا کہ دار المصائب مین اوسکو پیدا کری اور ہدف تیر معاصی بناوی پھر عذاب کے
خطرے اور حساب کے خوف سے ڈرادی **پانچوین اصل** یہ ہی کہ خدای تعالی کو جائز ہے کہ
بندون کو ایسی بات کا حکم کردی جسکی طاقت اون مین نہو اس مین بھی معتزلی خلاف کرتی ہین
اور ہم یہ کہتے ہین کہ اگر یہ امر جائز نہو تو پھر اسکے دور کرنے کا سوال محال ہی حالانکہ سوال
کرنا خدائے تعالی کے ارشاد سے ثابت ہی رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ اور
ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ ابوجہل آپ کی تصدیق
نکرے گا پھر ابوجہل کو یہ حکم کیا کہ سب اقوال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق
کری حالانکہ ایک قول آپ کا یہ بھی تھا کہ ابوجہل تصدیق نکری گا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس
قول کو تصدیق کری کہ تصدیق نکرے گا اسکی تصدیق تو امر محال ہی **چھٹی اصل** یہ کہ خدای تعالی کو
درست ہے کہ اپنی مخلوق کو بدون کسی جرم سابق اور ثواب آیندہ کے درد و عذاب پونہچاوے
اسمین معتزلیون کا خلاف ہی اور ہماری دلیل یہ ہی کہ وہ اپنی ملک مین تصرف کرتا ہی اوسکا تصرف
اوسکی ملک سی تجاوز نہین کرتا اور ظلم اوسکو کہتے ہین کہ دوسرے کی ملک مین بدون اوسکی
اجازت کی تصرف کری اور اللہ تعالی پر ظلم محال ہی کیونکہ اوسکے سامنے دوسری کی ملک نہین ہے
کہ اوسمین تصرف کرنے سے ظلم ہو اور اس امر کا وجود ہی اسکی درست ہونی کی دلیل ہی یعنے دیکھتے ہین
کہ جانورون کا ذبح کرنا اور آدمیون کا اونکو انواع تکلیف پونہچانا ظاہر ہے کہ اونکو درد دینا ہے
حالانکہ اون سے کوئی قصور پہلے سرزد نہین ہوا پس اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالی جانورونکو زندہ

ف اے رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہم سے جسکی طاقت نہین ہمکو ۱۲

ان لو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعا اور فرمایا ولو شئنا لاتینا کل نفس ھداھا اور اسکی لیے
دلیل عقلی بھی ہے وہ یہ ہے کہ اگر معاصی اور قصورون کو خدای تعالی برا جانتا ہے اور اونکا ارادہ
نہین کرتا وہ اوسکا دشمن ابلیس لعین کے ارادی سے ہوتے ہین اور باوجودی کہ وہ دشمن خدا ہے اوسکے
ارادی کے موافق زیادہ چیزین ہوتی ہین اور خدای تعالے کے ارادی کے موافق کم ہوتی ہین تو اب
ہمکو یہ بتاؤ کہ مسلمان آدمی خدای تعالی کی سلطنت کو ایسے رتبے مین کسطرح گھٹاوی گا کہ اگر اوس
رتبے پر کسی گانوکے رئیس کو اتار دیا جاوی تو وہ بھی ریاست سے نفرت کری یعنے اوس گانو مین اگر کوئی
اوسکا دشمن ہو اور اوسکے ارادہ کی بموجب زیادہ کام ہوتا ہو اور رئیس کے ارادی کی موافق تعمیل کم ہوتی ہو
تو وہ ایسی ریاست کو ذلت سمجھی گا اور اوس سی دست بردار ہوگا اور چونکہ خلق مین اکثر نافرمانی
ہوتی رہتی ہی اور یہ سب بموجب بدعتیون کی اعتقاد کی خدای تعالی کے ارادی کی خلاف ہی تو یہ بات یہ
دال ہی کہ خدای تعالی ضعیف اور عاجز ہے معاذ اللہ منہا۔ پھر جب یہ ثابت ہوچکا کہ بندونکی افعال
خدای تعالے کے پیدا کیے ہوئے ہین تو یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ سب اوسکے ارادی کی بموجب ہین۔
اب اگر کوئی کہے کہ جس فعل کو خدای تعالی چاہتا ہے اوس سی منع کیسے فرماتا ہے اور جس کا ارادہ
نہین کرتا اوسکا حکم کیسے کرتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ امر اور ہے اور ارادہ دوسری چیز ہے
مثلا اگر کوئی آقا اپنے غلام کو مارے اور حاکم وقت آقا پر عتاب کری اور وہ عذر کرے کہ اس غلام نے میرا کہنا
نہ مانا تھا اور پادشاہ اوسکو کہے کہ تو جھوٹ کہتا ہی اور وہ اپنی سچ بولنے کو ثابت کرنے کے لیی یہ چاہے
کہ کوئی ایسی بات غلام سے کہون جو پادشاہ کے سامنے نہ کرے اور غلام کو امر کرے کہ اس سواری پر پادشاہ
کے سامنے زین باندھ دی تو اس آقا کا یہ امر ایسا ہی جسکی تعمیل اوسکو منظور نہین اور اگر یہ امر نکرتا تو پادشاہ
کے سامنے اوسکا عذر ٹھیک نہ تھا اور اگر غلام سے تعمیل کا ارادہ ہو تو اپنے نفس کے قتل کا ارادہ کرنا
پڑی اور یہ ہو نہین سکتا **چوتھی اصل** یہ کہ اللہ تعالے پیدا کرنے اور اختراع کرنے اور بندون کو
حکم کرنے مین متفضل اور احسان کرنے والا ہے یہ امور اوسپر واجب نہ تھی اور فرقہ معتزلہ کہتی ہین کہ یہ
باتین خدای تعالی پر واجب ہین اوجہ سے کہ اوسمین بندون کی بہتری ہی اور اون کا قول محال ہی
اسلیے کہ واجب کرنے والا اور حکم اور منع کرنے والا تو وہ ہے وہ کیسے ایجاب اور لزوم کا ہدف
ہوسکتا ہے اور واجب سے دو معنے مقصود ہوتے ہین اول تو ایسا فعل کہ جسکے چھوڑنے سے آیندہ کو
یا بالفعل نقصان ہو مثلا کہین بندہ پر خدای تعالی کی اطاعت واجب ہے یعنے اوسکے ترک سے
آیندہ کو آخرت مین اوسپر عذاب ہوگا یا کہین کہ پیاسے پر پانی کا پینا واجب ہے کہ اوسکی ترک سی

(۱) سر پر چادر اوڑھنے کی اجازت ہے
(۲) اور اگر ہم اپنی مشیت سے چاہتے تو ہر جی کو اسکی راہ کی سوجھ دیتے

مخترع نہوا اونکو تو اپنے کامون کی مفصل خبر بھی نہین اونکو مخترع کہنا بعید از قیاس ہی بلکہ مخلوقات
سب دلیل ہین اور ملکوت مین مخترع وہی ہے جو زمین و آسمان کا جبار ہے **دوسری اصل** یہ ہے
کہ خدای تعالے کا مخترع ہونا بندون کی حرکات کو اس بات کا موجب نہین کہ وہ حرکات بندی کی
تحت قدرت اکتساب کی طور پر نہین بلکہ اللہ تعالی نے قدرت اور مقدور دونون کو پیدا کیا
اور اختیار اور ذی اختیار دونون کو بنایا قدرت بندہ کا ایک وصف ہی اور خدای تعالی کی
پیدا کی ہوئی ہے اوسکا کسب نہین اور حرکت بھی خدای تعالی نے پیدا کی اور بندہ کی صفت
اور کسب ہے یعنے وہ بندہ کی ایک وصف مسمی بقدرت کے قابو مین پیدا ہوئی ہی تو چونکہ حرکت
دوسری صفت کیطرف منسوب ہی جسکو قدرت کہتی ہین اس جہت سی باعتبار اس نسبت کی اوسکو کسب
کہتے ہین اور یہ حرکت بندہ کی جبر محض نہین ہو سکتی اسلیے کہ بندہ ظاہر ظہور اپنی حرکت
اختیاری اور لرزہ اضطراری مین فرق جانتا ہے یا یہ حرکت بندہ کی پیدا کی ہوئی کیسی ہو سکتی ہے
کہ اوسکو تو جتنی حرکتین کسب سے کرتا ہی اونکے اجزا کی تفصیل اور شمار کا علم بھی نہین اور جب دونون
باطل ہوئین تو ایک صورت درمیانی اعتقاد کی رہ گئی کہ حرکتین اختراع کی رو سی تو اللہ تعالی کی قدرت
کے قابو مین ہین اور ایک دوسرے علاقے کے اعتبار سے جسکو اکتساب کہتے ہین بندہ کی قدرت
کے اختیار مین ہین اور یہ کچھ ضرور نہین کہ جس قدرت کی چیز پر قدرت کا تعلق ہو وہ فقط اختراع
ہی کی جہت سے ہو دیکھو ازل مین خدای تعالی کی قدرت عالم سے متعلق تھی اور اختراع اوس سے
حاصل نہ تھا اور اختراع کے وقت بھی قدرت عالم سے متعلق ہے مگر اسوقت اور قسم کا تعلق ہے
غرضکہ قدرت کی متعلق ہونے سے یہ خصوصیت نہین کہ مقدور چیز اوس سی حاصل بھی ہو جاوے
تیسری اصل یہ ہے کہ بندی کا فعل اگرچہ بندی کا کسب ہے لیکن یہ نہین کہ خدای تعالی کے ارادی سے
باہر ہو جاوی اس سی یہ نکلتا ہے کہ ملک اور ملکوت مین جو کچھ ہوتا ہے خواہ پلک جھپکنا ہو یا دل کا
التفات یا خیر ہو یا شر نفع ہو یا ضرر اسلام ہو یا کفر معرفت ہو یا نکر فوز ہو یا خسران گمراہی ہو یا ہدایت
طاعت ہو یا معصیت شرک ہو یا ایمان سب اوسکی قضا و قدر سے ہوتا ہے اور اوسکے ارادی
اور خواہش سی ظہور مین آتا ہی نہ کوئی اوسکی قضا کو ٹالے اور نہ اوسکے حکم کو پیچھے ہٹاوی جسکو چاہے
گمراہ کرے اور جسکو چاہے ہدایت کرے جو کچھ وہ کرتا ہے اوس سی باز پرس نہین اور بندون سی
باز پرس ہوگی — اور بندون کی فعلون کا اوسکی مشیت سی ہونا دلیل نقلی رکھتا ہی وہ یہ ہی کہ تمام امت
اس جملہ کو باتفاق کہتی ہی کہ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اور اللہ تعالے فرماتا ہے

ت جو اللہ نے چاہا وہ ہوا اور جو نچاہا وہ نہوا ۱۲

کہ ارادی کا حادث ہونا بدون دوسری ارادی کے ہے تو یہ بھی ہوسکے گا کہ عالم کا حادث ہونا بدون ارادی کے ہو دسویں اصل یہ جاننا کہ اللہ تعالے عالم ہے علم سے اور زندہ ہی حیات سے قادر ہے قدرت سے مرید ہے ارادی سے متکلم ہے کلام سے سمیع ہے سننے سے بینا ہی دیکھنے سے اور یہ اوصاف اوسکے ان قدیم صفتون سی ہین اور جو شخص یون کہے کہ عالم ہے بدون علم کے تو گویا یون کہتا ہے کہ غنی ہے بدون مال کے یا علم ہے بدون عالم کے یا عالم ہے بدون معلوم کے اسلیے کہ علم اور معلوم اور عالم ایک دوسرے کے لازم ہین جیسے قتل اور مقتول اور قاتل تو جس طرح قاتل بدون قتل اور مقتول کے نہین متصور ہوسکتا اور نہ مقتول بدون قاتل اور قتل کے اسی طرح عالم بدون علم کی بھی ممکن نہین اور نہ علم بدون معلوم کے اور نہ معلوم بدون عالم کے بلکہ یہ تینون عقل مین متلازم ہین ایک دوسری سے جدا نہین ہوتی تو جو شخص عالم کو علم سے علیحدہ ہونا تجویز کرتا ہے اوسکو چاہیے کہ عالم کو معلوم سے بھی جدا ہونا اور علم کو عالم سے علیحدہ ہونا تجویز کرے کیونکہ ان نسبتون مین کچھ فرق نہین سب ایک سی ہی ہین

تیسرا رکن اللہ تعالے کے افعال کی معرفت مین اور اسکا مدار بھی دس اصلون پر ہے

پہلی اصل یہ جاننا کہ عالم مین جو حادث ہے وہ اوسی کا فعل اور مخلوق اور اختراع ہی اوسکے سوا نہ کوئی خالق اور نہ کوئی ایجاد کرنے والا خلق کو بنایا اور پیدا کیا اور اونکی قدرت اور حرکت کو ایجاد فرمایا پس بندون کے جتنے افعال ہین وہ سب اوسکے پیدا کیے ہوی اور اوسکی قدرت سی وابستہ ہین اور اسکی تصدیق اس آیت مین ہی اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ اور اس مین وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اور اسمین وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ بندون کو حکم کیا کہ اپنے اقوال اور افعال اور اسرار اور دل مین بات لینے مین بچتے رہین اسلیے کہ وہ اونکے افعال کے منشا سے واقف ہے اور اپنے علم پر پیدا کرنے سے استدلال فرمایا اور وہ بندے کے فعلون کا خالق کیسے نہوگا کہ اوسکی قدرت کامل ہے اوسمین کسی طرح کا قصور نہین اور اوسکی قدرت بندون کی بدنون کی حرکتون سے متعلق ہے اور حرکتین ایک سی ہین اور قدرت کا متعلق ہونا سب سے برابر ہے تو کیا وجہ ہے کہ بعض حرکتون سے متعلق ہو اور بعض سے نہو یا یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ حیوان اختراع مین مستقل ہو حالانکہ مکڑی اور شہد کی مکھی اور تمام حیوانات سی وہ لطیف کام صادر ہوتی ہین کہ جن مین عاقلون کی عقل دنگ ہو تو وہ کیسے مخترع ٹھہرے اور خداوند کریم

ف ۱ اور اسی کا فعل ہونا اور اسی کا پیدا کیا ہونا ۱۲

ف ۲ اور اسی کے پیدا کیے ہونا ۱۲

ف ۳ اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ جانتا ہے جو دلون کی چھپی ہوئی بات ہے بھلا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا ہے ۱۲

نہ بچے گی اور جو چیز حوادث سے نہ بچے وہ حادث ہی اجسام پر جو وصف حادث ہونے کا ثابت ہے وہ اسی جہت سے ہے کہ اونپر تغیر آتا ہے اور اوصاف کے بدلنے کو قبول کرتے رہتے ہین تو اب خالق تغیر کے قبول کرنے مین اجسام کا شریک کیسے ہوجاویگا اور اوسپر یہ متفرع ہوا کہ اللہ تعالی کی کلام قدیم اور اوسکی ذات کیساتھہ قائم ہے اور حادث صرف آوازین ہین جو کلام موصوف پر دلالت کرتی ہین — اور جس طرح کہ یہ سمجھہ مین آتا ہے کہ لڑکے کے پیدا ہونے کے پیشتر تحصیل علم کے لیے امر کرنا اوسکے باپ کے ساتھہ قائم ہوتا ہے یہانتک کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہی اور اوسکو عقل آتی ہے اور جو امر کہ باپ کے دل مین ہے اوسکے متعلق علم خدای تعالی اوس مین پیدا کردیتا ہے تو وہ اوس امر کا مامور ہوجاتا ہے جو اوسکی باپ کی ذات کے ساتھہ قائم ہی اور جبتک کہ لڑکا اوسکو جان نہ لے گا تب تلک اوس امر کا وجود قائم رہے گا اسی طرح یہ سمجھنا چاہیے کہ جس حکم پر کہ یہ ارشاد خداوندی دال ہی فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ وہ اللہ تعالی کی ذات کیساتھہ قائم ہے اور حضرت موسی علیہ السلام کو اوسکا خطاب بعد آپ کے وجود کے ہوا یعنے جسوقت کہ اللہ تعالے نے آپ مین اوس حکم کی معرفت پیدا کی اور کلام قدیم کے سننے کے لیے کان بنادیے

آٹھوین اصل یہ کہ خدای تعالی کا علم قدیم ہے یعنے وہ ہمیشہ سے اپنی ذات اور صفات کو اور جو کچھہ مخلوقات مین حادث ہوتا ہے سب کو ازل ہی جانتا ہے اور جب کبھی مخلوقات حادث ہوتے ہین تو خدای تعالے کو اونکا علم نیا پیدا نہین ہوتا بلکہ یہ سب حوادث علم ازلی سے اوسکے سامنے منکشف ہین مثلا اگر ہمکو زید کے آنے کا علم آفتاب کے نکلنے کے وقت پیدا ہو اور جب تک کہ آفتاب نکلے تب تک یہ علم ہمکو فرض بنا رہے تو اوسوقت مین زید کا آنا ہمکو اوسی علم سے معلوم ہوگا کوئی نیا علم اوسکے لیے نہوگا پس اللہ تعالے کے علم کو قدیم ہونا بھی اسی طرح سمجھنا چاہیے **نوین اصل** یہ کہ ارادۂ الٰہی قدیم ہے اور حوادث کے پیدا کرنے کے لیے اونکے اوقات مخصوصہ اور مناسبہ مین موافق علم سابق کے ازل مین متعلق ہوگیا ہے اس لیے کہ اگر اوسکا ارادہ حادث ہو تو وہ حوادث کا محل ٹھہرتا ہے اور اگر اوسکا ارادہ اوسکی ذات کے سوا دوسرے مین حادث ہوا تو وہ ارادہ کرنے والا نہوگا جیسے اگر حرکت تمھاری ذات مین نہو تو تم متحرک نہ کہلاوگے اور جس طرح چاہو مان لو دونون صورتون مین ارادہ کی حدوث کے واسطے دوسری کی ضرورت ہوگی اور دوسرے کے لیے تیسرے کے یہانتک کہ نوبت تسلسل بے نہایت کی پونہچے جو محال ہے اسلیے اوسکے ارادہ کا حادث ہونا بھی محال ہے اور اگر یہ ممکن کہا جاوے

تل سواوتا راہی خدا وند تعالی ۱۲

عقل سے تو اپنی طمع کو توڑ دی اور اوسکے ساتھ خطاب کرنے سے اپنی زبان بند کر اور جو شخص یہ نسمجھے کہ قدیم اوسکو کہتے ہین جسکے پہلے دوسری چیز نہو اور بسم اللہ مین جو سین ہے اوس سے پہلے ب ہے اس لیے سین ہرگز قدیم نہوگا تو ایسے شخص کیطرف دھیان کرنے سے اپنے دلکو پاک کر کیونکہ بعض بندون کو ان مطالب سے دور رکھنے مین بھی خدای تعالی کی کوئی حکمت ہی جسکو وہ گمراہ کرے اوسکو کوئی ہدایت نہین کرسکتا — اور جو شخص اس بات کو بعید جانتا ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے دنیا مین ایسی کلام سنی ہو جس مین آواز و حرف نہون تو اوسکو اس امر کا بھی انکار کرنا چاہیے کہ آخرت مین ایک موجود کو دیکھے جو نہ جسم ہے نہ رنگ ہی اور اگر یہ بات سمجھتا ہے کہ جو چیز رنگ اور جسم اور مقدار اور کیفیت سے مبرا ہے اوسکو دیکھی جا لانکہ اب تک ویسی چیز کوئی دیکھی نہین تو سننے کے حاشہ مین بھی وہی سمجھنا چاہیے جو دیکھنے کے باب مین سمجھا ہے اور اگر یہ سمجھ لیا ہے کہ خدای تعالے کو ایک علم ہے کہ وہی سب موجودات کا علم ہے تو اوسکی ذات کے لیے ایک صفت کلام کی بھی سمجھنی چاہیے کہ جتنی باتین عبارتون سے سمجھنے مین آتی ہین وہ اوسکی کلام ہی — اور اگر یہ عقل مین آگیا ہے کہ ساتون آسمان اور زمین اور بہشت اور دوزخ ایک چھوٹے سے پرچے پر لکھے جاتے ہین اور دل مین ہی ذرہ بھر جگہہ مین یاد رہتے ہین اور یہ سب اشیا آنکھہ کے ڈیلے کے تل مین سے سوجھتے ہین مگر آسمان اور زمین اور بہشت اور دوزخ کی ذات آنکھہ کے تل اور دل اور پرچے مین نہین آجاتی اسی طرح یہ بھی عقل مین لانا چاہیے کہ کلام ربانی زبانون سے پڑھی جاتی ہے دلون مین محفوظ ہوتی ہی مصاحف مین لکھی جاتی ہے لیکن کلام کی ذات ان چیزون مین حلول نہین کرتی اسلیے کہ اگر لکھنے سے کلام اللہ کے ورق مین کلام کی ذات حلول کر جاوی تو خدای تعالی کا نام لکھنے سے ورق مین اوسکی ذات بھی حلول کر جاوی اور آگ کا نام لکھنے سے کاغذ مین آگ کی ذات آجاوی اور کاغذ کو جلادے **ساتوین اصل** یہ کہ جو کلام خدای تعالے کی ذات پاک کے ساتھہ قائم ہے وہ قدیم ہے اور اسی طرح اوسکے سب صفات ہین کیونکہ خدای تعالے کا حوادث کے لیے محل ہونا محال ہے کہ حوادث بدلتے رہتے ہین بلکہ خدای تعالی کی صفات مین قدیم ہونی کا وصف وہی واجب ہے جو اوسکی ذات کے لیے واجب ہے تاکہ اوسپر تغیرات نہ آوین اور اوسمین حوادث نہ سماوین بلکہ وہ ہمیشہ سے ازل مین عمدہ صفات کے ساتھہ موصوف رہا ہے اور اسی طرح ابد مین رہے گا اور حالات کے تغیر سے منزہ ہے اسلیے کہ جو چیز محل حوادث ہوگی وہ حادث ہی

قدرت کو دونون امرون مین سے ایک کی طرف پھیر لاوی - اور اگر کوئی کہے کہ علم کی ہوتے ہوئی ضرورت ارادے کی نہین اور چیز موجود جو اپنے وقت مین پائی گئی اوسکی وجہ یہ ہے کہ اوس وقت مین اوسکے موجود ہونے کا علم پہلے سے ہے تو ہم کہینگے کہ اس طرح تو قدرت کی حاجت بھی علم کے سامنے نہین کہہ سکتے ہین کہ چیز بدون قدرت موجود ہوگئی کیونکہ پہلے سے اوسکے موجود ہونے کا علم اوسوقت مین تھا پانچوین اصل یہ جاننا کہ خدای تعالی سننے والا اور دیکھنے والا ہی نہ اوسکی دیکھنے سے دلون کے وسوسے اور فکر و وہم کے خفیہ امور غائب ہون اور نہ اوسکے سننے سے چیونٹی سیاہ کی چال سخت پتھر پر شب تاریک مین بجی رہے اور اللہ تعالی سمیع اور بصیر کیسی نہوگا کہ سننا اور دیکھنا وصف کمال ہے کچھ نقصان کی بات نہین تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اوسکی مخلوق اوسکی نسبت کہ کامل تر ہو اور مصنوع چیز صانع سے بڑھکر اور حصہ کا اعتدال کہان ہے گا جبکہ نقصان خالق کے حصے مین رہے اور کمال مخلوق کی بانٹ مین ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حجت اپنے باپ سے کیسے درست ہوگی یعنے اونکا باپ جہل کی راہ سے بتون کو پوجتا تھا آپ نے اوس سے کہا لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا تو اگر یہی بات آپ کی معبود برحق مین ہوجاوی تو آپ کی حجت باطل اور دلیل ساقط ہوجاوے اور یہ ارشاد خداوندی سچا نہ ٹھہرے وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ اور جس طرح کہ خداوند کریم کا فاعل ہونا بدون اعضا کے اور عالم ہونا بدون دل اور دماغ کے سمجھا گیا ہے اسی طرح اوسکا بینا ہونا بدون آنکھ کے ڈیلے کے اور شنوا ہونا بدون کانون کے سمجھنا چاہیے کہ دونون امرون مین کچھ فرق نہین چھٹی اصل یہ کہ اللہ تعالی کلام کرتا ہے اور اوسکی کلام ایک صفت اوسکی ذات سے قائم ہے نہ وہ آواز ہے اور نہ حرف بلکہ اوسکی کلام کسی اور کی کلام کے مشابہ نہین جیسے اوسکا وجود دوسرے کے وجود کے مثل نہین اور حقیقت مین کلام وہی ہے جو نفس کی کلام ہو حروف اور آواز تو صرف بتانے کے لیے ہین جیسی حرکات اور اشارون سے بعض اوقات سمجھا دیا کرتے ہین اور نہ معلوم کہ یہ امر بعض غبی شخصون پر کیسے مشتبہ ہوگیا حالانکہ جاہل شعرا پر بھی یہ مشتبہ نہین چنانچہ اونمین سے کسی کا شعر ہی شعر ہے وجود کلام دل مین فقط + اور زبان بن گئی ہے اوسکی دلیل اور جس شخص کی عقل و دانش اوسکو اسبات کے کہنے سے نہ روکے کہ میری زبان تو حادث ہے مگر جو اوسمین میری قدرت حادثہ کے سبب سے کلام پیدا ہوئی ہی وہ قدیم ہے تو اوسکی

ت۱ کیون پوجتا ہے جو چیز نہ سنے نہ دیکھے نہ کام آوے تیرے کچھ ۱۲

ت۲ اور یہ ہمارا قیاسی دلیل ہے کہ ہم نے دی ابراہیم کو اوسکی قوم کے مقابل ۱۲

ہوگا اور اول ضعیف اور قاصر ٹھہرے گا خدای قادر نہ رہے گا

دوسرا رکن اللہ تعالے کے صفات کی معرفت مین اور اسکا مدار دس اصلون پر ہے

پہلی اصل یہ جاننا کہ خدای تعالے قادر ہے اور اپنے اس ارشاد مین سچا ہے وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عالم اپنے صنعت مین محکم اور اپنی پیدائش مین مرتب اور منتظم ہی پس اگر کوئی شخص ایک پٹا حریر کا عمدہ بُنا ہوا اور نقش و نگار سے بخوبی آراستہ دیکھے پھر یہ وہم کرے کہ اسکو کسی مردہ نے بُنا ہوگا جو کچھ نہ کر سکے یا کسی آدمی نے تیار کیا ہوگا جسکو قدرت نہو تو وہ شخص دائرۂ عقل سے خارج اور زمرۂ حمقا اور جاہلون مین داخل ہوگا اسی طرح خدای تعالے کے بنائے ہوئے عالم کو دیکھکر اوسکی قدرت کا انکار نہین ہو سکتا دوسری اصل یہ جاننا کہ اللہ تعالے تمام موجودات کا عالم اور سب مخلوقات پر محیط ہے کوئی ذرہ آسمان و زمین مین اوسکے علم سے غائب نہین اپنے اس ارشاد مین سچا ہے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور اسکے سچ جاننے کی طرف اس ارشاد سے ہدایت فرماتا ہے اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ اسمین یہ ہدایت فرمائی کہ پیدا کرنے سے علم پر استدلال کرو اس طرح کہ خلقت کی لطافت اور صنعت کی ترتیب اور نزاکت ادنی چیز مین بھی اس بات پر بلا شبہہ دال ہی کہ اوسکا صانع ترتیب اور نظام کی کیفیت کو خوب جانتا ہے پس جو کچھ اللہ تعالے نے مذکور فرمایا ہے وہی ہدایت اور تعریف کے باب مین منتہا ہے **تیسری اصل** یہ جاننا کہ خدای تعالے زندہ ہے اسلیے کہ جسکا علم اور قدرت ثابت ہی اوسکی حیات ضرور ہی ثابت ہوگی اور اگر کوئی قدرت والا عالم تدبیر کرنے والا ایسا تصور ہو سکے جو زندہ نہو تب تو حیوانات کی زندگی مین بھی اونکی حرکات و سکنات کی وقت شک ہو سکتا ہے بلکہ اہل حرفہ اور صنعت والی اور شہرون اور جنگلون مین پھرنے ولے اور تاجر اطراف زمین کے مسافر جتنے ہین سبکی زندگی مین شک ہو سکتا ہے اور یہ امر ورطۂ جہالت و گمراہی مین پڑنا ہی **چوتھی اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالے اپنے افعال کا ارادہ کرنے والا ہے یعنے جو موجود ہے وہ اوسی کی مرضی پر تکیہ رکھتا ہے اور اوسی کے ارادے سے صادر ہے اور اوسی نے اول پیدا کیا اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور خدای تعالے کے صاحب ارادہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جو فعل اوس سے صادر ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ اوسکی ضد بھی اوس سے صادر ہو اور جو فعل کہ ضد نہین رکھتا ممکن ہے کہ تقدیم و تاخیر سے صادر ہو اور قدرت دونون ضدون اور وقتون سے ایک ہی سی مناسبت رکھتی ہے تو ضرور ہے کہ ایک ارادہ ہو جو

اسلیے کہ اگر انکو ظاہر الفاظ کے بموجب رہنے دیا جاوی تو محال لازم آتا ہے اسی طرح اگر استوا کو ٹھہرنے
اور جگہہ پکڑنے کے معنون مین رکھا جاوی تو لازم آوی گا کہ جو جگہہ پکڑی وہ جسم ہو اور عرش
سے لگا ہوا ہو یا تو اوسکے برابر ہو خواہ اوس سے چھوٹا یا بڑا ہو اور یہ محال ہی تو جس بات سی
محال لازم آوی وہ خود محال ہے **نوین اصل** یہ کہ خدای تعالی باوجود صورت اور مقدار سے
منزہ ہونے اور جہات واطراف سے مقدس ہونے کے دار آخرت مین آنکھون سے دکھائی دیگا
اسلیے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اور دنیا مین نہین
دکھائی دیتا اس ارشاد خداوندی کی سچ ہونے کی جہت سے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ
يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ اور اس وجہ سے کہ حضرت موسی علیہ السلام کے جواب مین خود ارشاد فرمایا
لَنْ تَرَانِي تو مجکو ہرگز نہ دیکھ سکیگا اب ہمکو کوئی یہ بتاوی کہ جو صفت اللہ تعالی کی حضرت
موسی علیہ السلام کو معلوم نہوئی اوسکو معتزلی کیسے پہچان گیا اور حضرت موسی علیہ السلام
نے باوجود دیدار کے محال ہونے کے کس طرح دیدار کا سوال کیا غالبا تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ
جس بات سی انبیا صلوات اللہ علیہم جاہل رہے اوس سی اہل بدعت کندہ ناتراش بطریق اولی
جاہل رہین اور آیت رویت کو جو آخرت مین ظاہر پر محمول کیا گیا اوسکی وجہ یہ ہی کہ اوس سے
محال لازم نہین آتا اسلیے کہ دیکھنا ایک قسم کا علم اور کشف ہے فرق یہ ہی کہ علم کی نسبت کر
کامل اور واضح تر ہے پس جبکہ یہ درست ہوا کہ خدای تعالی سے علم متعلق ہو اور وہ کسی طرف مین
نہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رویت اوسکی متعلق ہو جس صورت مین کہ وہ کسی جہت مین نہو اور
جیسے یہ درست ہے کہ اللہ تعالی خلق کو دیکھتا ہے اور اونکے مقابل نہین تو یہ بھی درست ہوگا
کہ خلق اوسکو دیکھے اور مقابلہ نہو اور جسطرح اوسکا جاننا بدون کیفیت اور صورت کی ہو سکتا ہے
اسی طرح اوسکا دیکھنا بھی بے کیف و صورت کے ممکن ہے **دسوین اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالے
واحد لاشریک اور یکتا بدون مثل اور سہیم کے ہے پیدا کرنے اور ابداع مین تنہا ہے اور ایجاد
واختراع مین اکیلا نہ اوسکا کوئی مثل کہ اوسکی مشابہ یا مساوی ہو اور نہ اوسکا کوئی مقابل
کہ اوس سی نزاع کرے یا اوسکی منافی ہو اور اس بات کی برہان یہ ارشاد خداوندی ہی لَوْ كَانَ فِيهِمَا
آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا اسکی تقریر یہ ہے کہ اگر دو خدا ہون اور اون مین سی ایک کوئی کام
کرنا چاہے تو دوسرا اگر اوسکی موافقت پر مجبور ہی تو ظاہر ہے کہ دوسرا عاجز اور دبا ہوا ہوگا خدای
قادر نہوگا اور اگر دوسرا اول کے دفع کرنے اور مخالفت پر قادر ہے تو دوسرا قوی اور غالب

ت ۱ کتنی منہ تازہ ہین اوسدن اپنی رب کیطرف دیکھتے ۱۲
ت ۲ اوسکو نہین پا سکتین آنکھین اور وہ پا سکتا ہے آنکھون کو ۱۲
ت ۳ اگر ہوتی اون دونون مین اور حاکم سوای اللہ کے تو دونون خراب ہو جاتے ۱۲

کسی سمت سے نہ تھا اور وہ منزہ ہے اسبات سے کہ اوسکے لیے اوپر ہو کیونکہ وہ اسبات سے برتر ہے کہ اوسکا سر ہو اور اوپر اوسی جہت کو کہتے ہین جو سر کی جانب ہو اسی طرح اوسکے لیے نیچے بھی نہین کیونکہ نیچے اوس سمت کا نام ہے جو پاون کی جانب ہو اور خدای تعالے پاون سے مبرا ہے اور یہ سب باتین عقل کے نزدیک محال ہین اور ایک وجہ یہ ہی کہ اگر خدای تعالی کسی جہت سے مختص ہو تو یون عقل مین آتا ہے کہ یا جواہر کی طرح اپنی حیز سے خصوصیت رکھے یا اعراض کی طرح جوہر سے مخصوص ہو اور چونکہ اوسکا جوہر اور عرض ہونا دونون محال ہو چکی تو اوسکا مختص ہونا جہت سے بھی محال ہے اور اگر جہت کے معنے سوا ان دو نو معنون کے کچھ اور لیے جاوین تو وہ لفظ کے اعتبار سے غلط ہون گے گو معنی درست رہتے ہون — اور ایک وجہ یہ ہے کہ اگر خدای تعالے عالم کے اوپر ہو تو اوسکے محاذی ہوگا اور کسی جسم کا محاذی یا اوسکے برابر ہوتا ہی یا اوس سے چھوٹا یا بڑا اور یہ تینون امر ایسے ہین کہ انسے مقدار کی ضرورت خدای تعالی کے لیے ماننی پڑی گی حالانکہ اوسکی ذات اس سے بری ہی — اب باقی رہا یہ کہ دعا کے وقت ہاتھ آسمان کی طرف کیون اوٹھاتے ہین تو اوسکی وجہ یہ ہے کہ دعا کا قبلہ وہی سمت ہے اور اس مین یہ بھی اشارہ ہے کہ جس سے دعا کی طلب ہے اوسمین صفت جلال اور کبریا کی ہی اس لیے کہ بلندی کی جہت مجد اور برتری پر دال ہی اور اللہ تعالی قہر اور بزرگی اور غلبے کی جہت سے ہر ایک موجود کے اوپر ہے **آٹھوین اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہی اون معنون سے جو اوسنے استوا سے مراد لیے ہین یعنے وہ معنے کہ اوسکی کبریا کے مخالف نہین اور نہ اوس مین حدوث اور فنا کی علامتون کو دخل ہے اور وہی معنے آسمان پر مستوی ہونے سے مقصود ہین اس آیت مین ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ اور وہ معنے صرف قہر اور غلبے کی جہت سے ہو سکتے ہین جیسے اس شعر مین کسی شاعر کے شعر

اب بشر مستوی ہوا ملک عراق پر	تلوار کے نہ خون کی ہوئی احتیاج اوسی

اور اہل حق کو مجبوری اس تاویل کیطرف رجوع کرنا پڑا جس طرح اہل باطل کو اس آیت کی تاویل کرنی پڑی وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ یعنے وہ تمھارے ساتھ ہے جہان تم رہو کہ سب نے اسکے معنے یہی کیے ہین کہ ساتھ ہونے سے غرض احاطہ اور علم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ قدرت اور قہر پر محمول کیا ہے اور اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ يَمِيْنُ اللّٰهِ فِي اَرْضِهٖ کو بزرگی اور تعظیم پر محمول کیا

ف یعنے جو چڑھا آسمان پر اور وہ دھوان ہو رہا تھا ۱۲

ف موسی کاظم نے فرمایا کہ یعلمون مین ہو ضمیر خدای تعالی کی طرف پھرتی ہے یعنے خدای تعالی کا علم ہر جگہ موجود ہے ۱۲

ف حجر اسود خدا کے زمین پر ہاتھ ہے دانہا کا اشارہ ہے اس طرف کہ جو شخص حجر اسود کو ہاتھ لگاتا ہے گویا خدا کے ہاتھ سے مصافحہ کرتا ہے دونون حدیثین ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہین ۱۲

اون سے پیشتر موجود ہوگا پس خدای تعالی کسی جسم مین کیسے حلول کر سکتا ہے وہ تو ازل مین سب سے
پہلے تنہا موجود تھا اور اوسکے ساتھ کوئی دوسرا نتھا پھر اجسام اور اعراض کو اپنے بعد پیدا فرمایا
اور ایک وجہ یہ ہے کہ خدای تعالی علم اور قدرت اور ارادہ اور پیدا کرنے کے ساتھ موصوف ہے
چنانچہ اسکا بیان آگے آتا ہے اور یہ اوصاف اعراض پر محال ہین بلکہ یہ اوصاف اوسی موجود کے
لیے سمجھے مین آتی ہین جو خود بخود قائم اور اپنی ذات سے مستقل ہو اور ان چھون اصول سے یہ حاصل ہوا
کہ اللہ تعالی موجود اور اپنے آپ قائم ہے نہ جوہر ہے نہ جسم اور نہ عرض اور عالم سب کا سب جوہر
اور عرض اور جسم ہے اس سے ثابت ہوا کہ خدای تعالی کسی کے مشابہ نہین اور نہ کوئی اوسکے
مشابہ بلکہ وہ زندہ اور قیوم ہے کہ اوسکی مانند کوئی چیز نہین اور کہین خالق مخلوق کے مشابہ
ہو سکتا ہے یا قادر مقدور کے یا مصور تصویر کے مانند ہو سکتا ہے اور اجسام اور اعراض سب
اوسکی پیدایش اور صنعت مین سے ہین تو اونکو یہ کہنا کہ اوسکے مثل اور مشابہ ہین محال ہے

ساتوین اصل یہ جاننا کہ اللہ تعالی کی ذات طرفون کی خصوصیت سے پاک ہے اس لیے کہ
طرفین چھہ ہین یا اوپر یا نیچے یا دہنے یا بائین یا آگے یا پیچھے اور یہ سب طرفین خدای تعالی ہی نے
بذریعہ انسان کے پیدا کرنے کے پیدا فرمائی ہین اسلیے کہ اللہ تعالی نے انسان کی دو طرفین
ایسی بنائین کہ ایک زمین پر ٹکے اوسکو پاون کہتے ہین اور دوسرے اوسکے مقابل جسکا
نام سر ہے پس لفظ اوپر اوس جہت کے لیے بنا جو سر کی طرف ہے اور نیچے اوسکا نام ہوا جو
پاون کی طرف ہو یہانتک کہ چیونٹی اگر چھت مین اولٹی ہو کر چلے تو اوسکے حق مین کڑیون
کی جانب نیچے ہو جاوی گی گو ہماری نسبت کروہ اوپر کہلاتی ہے اور انسان کی لیے دو ہاتھ
خدای تعالی نے بنائے کہ اگر اونمین سے ایک بہ نسبت دوسری کے قوی تر ہوتا ہے تو جو قوی تر
تھا اوسکے لیے داہنا نام ہوا اور اوسکے مقابل کا نام بایان رکھا گیا اور جو جہت کہ اول کیطرف
پڑی اوسکا نام داہنے اور بائین کے طرف والی کا نام بائین ہوا اور نیز اوسکے لیے دو جانب
بنائی کہ ایک طرف سے دیکھتا ہے اور اوس طرف کو چلتا ہے تو جس طرف کو چلتا ہے اوسکا
نام آگے ہوا اور اوسکے مقابل کا نام پیچھے ٹھہرا پس یہ چھون جہتین انسان کے پیدا ہونے سے
پیدا ہوئین اگر انسان بالفرض اس وضع پر نہ پیدا ہوتا بلکہ گول مثل گیند کے ہوتا تو ان جہتونکا
وجود بھی نہوتا پس خدای تعالی ازل مین کسی جہت سے خاص کسطرح ہو سکتا ہی کہ جہتین تو
حادث ہین اور نہ اب کسی طرح کسی جہت سے خاص ہو کہ انسان کی پیدایش کے وقت تو خاص

سے معدوم ہو پہلی صورت باطل ہے کیونکہ اگر جس شئی کا دوام متصور ہے اوسکا معدوم ہونا
اپنے آپ جائز ہو تو یہ بھی جائز ہوگا کہ کوئی چیز خود بخود موجود بھی ہو جایا کرے اسلیے کہ جیسے وجود کا
حادث ہونا سبب کا محتاج ہے اسی طرح عدم کا طاری ہونا بھی سبب کا محتاج ہے اور یہ بھی نہین ہو سکتا کہ
کسی معدوم کرنیوالی مقابل کی جہت سے اوسکا وجود معدوم ہو اسلیے کہ یہ مقابل اگر قدیم ہے تو اوسکی ہوتی ہوئی
وجود کیسے ہوا اور پہلے دونون صلون سے وجود کا ہونا اور اوسکا قدیم ہونا ثابت ہو چکا تو جس چیز
کہ مقابل ساتھ تھا وجود کیسے ہو سکتا ہے اور اگر مقابل حادث ہی تب بھی باطل ہے اسلیے کہ وجود اس
حادث کا اوسی قدیم کے باعث سے ہے تو یہ نہین ہو سکتا کہ حادث تو قدیم کے مقابلے مین کر
اوسکے وجود کو قطع کر دے اور قدیم اوسکی ضد مین اوسکے وجود کو دفع بھی نکرے حالانکہ دفع کرنا بہ نسبت
قطع کے آسان ہے اور قدیم بہ نسبت حادث کے قوی تر اور اولی ہے چوتھی اصل یہ جاننا کہ خدای تعالے
جوہر کسی جگہہ مین گھرا ہوا نہین بلکہ وہ مکان و حیز کی مناسبت سے پاک و برتر ہے اور اوسکی برہان
یہ ہے کہ ہر ایک جوہر ایک جگہہ مین گھرا ہوا وہ اوس جگہہ سے خصوصیت رکھتا ہے اور ضرور ہے
کہ اوسمین یا ٹھہرا ہوا ہوگا یا اوس مین سے حرکت کرتا ہوگا غرضکہ حرکت خواہ سکون سے خالی نہوگا
اور یہ دونون چیزین حادث ہین اور جو چیز حوادث سے خالی نہو وہ حادث ہوتی ہے اور اگر
کوئی جوہر مکان مین گھرا ہو قدیم متصور ہو سکے تو عالم کے جوہرون کا قدیم ہونا بھی متصور ہو سکیگا
اور اگر خدای تعالے کو کوئی شخص جوہر کہے اور مکان مین گھرا ہوا نہ کہے تو لفظ کے اعتبار سے خطاوار
ہوگا معنون کی راہ سے نہوگا پانچوین اصل یہ جاننا کہ خدای تعالے جسم مرکب جوہرون سے نہین
اسلیے کہ جسم اوسی کو کہتے ہین جو جوہرون سے مرکب ہو اور جبکہ اوسکا جوہر ہونا اور مکان خالی
متحیز ہونا باطل ٹھہرا تو اوسکا جسم ہونا بھی باطل ہوا کیونکہ ہر ایک جسم ایک حیز کے ساتھ مخصوص ہے
اور جدا جدا جواہر سے مرکب ہے اور اوسکا خالی ہونا علحدہ ہونے اور جمع ہونی اور حرکت اور
سکون اور صورت اور مقدار سے محال ہے اور یہ سب علامتین حادث ہونے کی ہین اور اگر یہ صورت
ہو جاوے کہ عالم کا بنانے والا جسم ہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آفتاب یا ماہتاب یا اقسام جسم مین
سے کسی اور چیز کے خدا ہونے کا اعتقاد کر لیا جاوے پھر اگر کوئی گستاخ خدای تعالے کو جسم بناوے
اور جوہر سے مرکب ہونے کا ارادہ نکرے تو یہ اوسکی اصطلاح لفظون مین غلط ہوگی مگر جسمیت کی
نفی اس سے بھی پائی جاوے گی چھٹی اصل یہ جاننا کہ اللہ تعالے عرض نہین کہ کسی جسم سے قائم ہو
یا کسی محل مین حلول کیے ہوا اسلیے کہ جسم تو سب یقینا حادث ہین اور اونکا حادث کرنے والا

اون دونون مین سے جسمین یہ طاری ہوگی وہ تو طاری ہونے کی جہت سے حادث ہوگی اور اوس سے پہلے حالت بسبب عدم کے حادث ٹھہرے گی اسلیے کہ اگر وہ حادث نہو قدیم ہو تو اوسکا عدم محال ہوگا چنانچہ اوسکا بیان خدائے تعالے کے بقا کے اثبات مین عنقریب آویگا سوم یہ کہ جو چیز حوادث سے خالی نہوگی وہ حادث ہوگی اور اوسکی دلیل یہ ہے کہ اگر ایسا نہو تو ہر حادث کے پیشتر بہت سے حوادث ہون گے جنکا شروع نہوگا اور اگر یہ حوادث سب ملکر منقطع نہون گے تو جو حادث اب موجود ہے اوسکے وجود کی نوبت پونہچی ہوگی اور جسچیز کی نہایت نہو اوس کا منقطع ہونا محال ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ اگر بالفرض آسمان کے دورے ایسے ہون کہ اونکی انتہا نہو تو ضرور ہے کہ اونکی شمار یا جفت ہوگی یا طاق یا جفت اور طاق دونون یا نہ جفت نہ طاق اور دو صورتین آخر کی محال ہین اسلیے کہ اجتماع نفی اور اثبات کا ہوا جاتا ہے کیونکہ جفت کے ثابت کرنے مین طاق کی نفی ہوتی ہے اور اوسکے نفی کرنے مین طاق کا اثبات ہی اور صرف جفت بھی نہین ہوسکتی کیونکہ جفت ایک کی زیادہ ہونے سے طاق ہوجاتی ہے تو بے نہایت چیز ایک کی زیادتی سے کیسے بدل سکتی ہی اور طاق بھی نہین ہوسکتی کیونکہ طاق ایک کی زیادتی سے جفت ہوجاتا ہے تو جسکے اعداد کی انتہا نہین وہ ایک کی زیادتی سے کس طرح بدل جاویگا اور یہ بھی نہین ہوسکتا کہ نہ طاق ہو نہ جفت کیونکہ اوسکے لیے انتہا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عالم جو حوادث سے خالی نہین وہ بھی حادث ہی اور جب اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا تو اوسکا اپنے حادث کرنے والے کی طرف محتاج ہونا بداہۃً معلوم ہوتا ہے **دوسری اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالے قدیم ازلی ہی جسکے وجود کی ابتدا نہین بلکہ ہر ایک چیز سے پہلے اور ہر زندہ اور مردہ سے پیشتر وہی ہے اور اوسکی برہان یہ ہے کہ اگر اللہ تعالے قدیم نہو حادث ہو تو وہ بھی کسی حادث کرنے والے کا محتاج ہوگا اور وہ دوسرا تیسرے کا یہانتک کہ یہ تسلسل بے نہایت ہوجاوی اور جو شی متسلسل ہوتی ہے وہ حاصل نہین ہوتی یا یہ کہ ایک ایسے محدث پر نوبت پونہچے کہ وہ قدیم اور سب سے اول ہو اور اوسی سے ہماری غرض ہی اوسی کا نام ہمنے عالم کا بنانے والا اور حادث کرنے والا اور ظاہر کرنے والا اور خالق اور موجد رکھا ہے **تیسری اصل** یہ جاننا کہ خدائے تعالے باوجود ازلی ہونے کے ابدی بھی ہی کہ اوسکے وجود کا انجام نہین بلکہ وہی اول ہی اور وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اسلیے کہ جسکا قدیم ہونا ثابت ہوگیا اوس کا معدوم ہونا محال ہے اور اوسکی دلیل یہ ہے کہ وہ اگر معدوم ہو تو دو حال سے خالی نہین یا خود بخود معدوم ہو یا کسی معدوم کرنے والے کی مقابل کی باعث

رکھتا ہے اور وقتاً فوقتاً اونکو مقدر کرتا ہے بلکہ غالبا نفوس کی اصل پیدایش اسبات کی شاہد ہے
کہ وہ بالکل اوسکی تسخیر کے نیچے دبے ہوئے اور اوسکی تدبیر کے موافق بدلتے رہتے ہین اور اسی لیے
اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسی جہت
سے سب انبیا علیہم السلام کو بھیجا کہ خلق کو توحید کیطرف بلاوین تاکہ مخلوق یکلمہ کہین کہ لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ اور اونکو یہ کہنے کا حکم نہوا کہ ہمارا ایک معبود ہے اور عالم کا کوئی معبود ہے کیونکہ یہ بات تو
شروع پیدایش سی اونکی عقلون کی سرشت مین موجود تھی اور اسی جہت سی اللہ تعالے
نے فرمایا وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰہُ اور فرمایا
فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ
اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ غرضکہ خدای تعالے کے موجود ہونے کے بیان مین انسان کی سرشت
اور قرآن مجید کی دلیلین اتنی ہین کہ حاجت دلیل کی ذکر کرنے کی نہین مگر ہم تاکید کے طور پر
علماے مناظرین کی تقلید کرکے اسکی دلیل بھی عقلی لکھتے ہین وہ یہ ہی کہ بدیہی بات ہے
کہ حادث چیز اپنے پیدا ہونے مین کسی سبب کی محتاج ضرور ہوتی ہی جو اوسکو حادث کردی
اور عالم بھی حادث ہے تو ضرور ہے کہ وہ بھی اپنے حدوث مین کسی سبب کا محتاج ہو اب
ہمارا یہ قول کہ حادث اپنے حدوث مین کسی سبب کا محتاج ہوتا ہے یہ صاف بات ہی کیونکہ جو حادث
ہے وہ کسی وقت سے خصوصیت رکھتا ہے کہ عقل مین اوسوقت سے اوسکا پہلے اور پیچھے
ہونا بھی جائز ہے پس اوسوقت خاص کے ساتھ اوسکا مخصوص ہونا اور اوس سے پہلے اور
پیچھلے وقت سے مخصوص نہونا ظاہر ہے کسی سبب سے ہوگا اور ہمارا یہ کہنا کہ عالم حادث ہے
اوسکی برہان یہ ہے کہ اجسام حرکت اور سکون سے خالی نہین اور حرکت اور سکون دونون حادث
چیزین ہین اور جو چیز کہ حادث چیزون سی خالی نہو وہ بھی حادث ہی پس عالم حادث ہے
اس برہان مین تین دعوی ہین اول یہ کہ اجسام حرکت اور سکون سی خالی نہین یہ بات بدیہی ہی
اور اسمین فکر و تامل کی حاجت نہین اسلیے کہ اگر کوئی شخص کسی جسم کو یہ سمجھے کہ متحرک ہی نہ ساکن
تو وہ یا بند جہالت اور خارج از عقل و فراست ہے دوم یہ کہ حرکت و سکون دونون حادث
ہین اسکی دلیل یہ ہے کہ دونون ایک دوسری کے بعد آتے ہین اور ایک کا وجود دوسری کے بعد
ہوتا ہے اور یہ بات سب جسمون مین مشاہدہ ہوتی ہے اسلیے کہ جو ساکن ہے اوسپر عقل حکم کرتی ہے
کہ حرکت کرسکتا ہے اور جو متحرک ہے اوسکا ساکن ہونا عقل مین ممکن ہی تو جو حالت اوس وقت

ف کیا اسمین بھی کچھ شک ہی جسنے بنایا آسمان اور زمین کو ۱۲

ف اور اگر تو اون سے پوچھے کہ اونکو کسنے بنایا تو ضرور کہینگے اللہ نے ۱۲

ف سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہوکر دی تراش اللہ کی جسپر اوسنے لوگون کو بنایا نہین اللہ کے بنائے کو بدلنا ۱۲

مقدمات کو قبول کرنے مین ایک ساتھ کرکے جان لیا کہ جس کلمۂ طیبہ کا کہنا ہماری لیے عبادت ٹھہرا ہے یعنے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صرف زبان سے اوسکی شہادت دینے مین کچھ فائدہ اور ثمرہ مترتب نہین جبتک کہ اونکے وہ اصول جنپر مدار اس کلمہ کے جملون کا ہے نہ جان لیے جاوین۔ اور پہچان گئے کہ یہ دونون جملے باوجود اپنے اختصار کے چار باتون کو متضمن ہین اول خدای تعالی کی ذات کا اثبات دوم اوسکی صفات کا سوم اوسکی افعال کا چہارم اوسکی رسولون کی تصدیق کا اور اسی سے معلوم کرلیا کہ ایمان کی بنا چار رکنون پر ہی اور ہر ایک رکن کا مدار دس اصلون پر

رکن اول خدای تعالی کی ذات اور وحدانیت کی معرفت مین اور اوسکا مدار دس اصلون پر ہی یعنی یہ جاننا کہ وہ موجود ہے ازلی ہے ابدی ہے جوہر نہین جسم نہین عرض نہین کسی جہت سے خصوصیت نہین رکھتا کسی مکان پر ٹھہرا ہوا نہین بلکہ اپنے عرش پر چڑھا ہوا ہے آخرت مین اوسکا دیدار ہوگا اکیلا ہی بدون شریک اور مثل

پہلی اصل خدای تعالے کے موجود ہونے کی پہچان مین اسباب مین عمدہ طریقہ وہ ہے جسکی ہدایت قرآن مجید فرماتا ہے اسلیے کہ اللہ تعالی کے بیان سے بڑھکر اور کوئی بیان نہین اللہ تعالے فرماتا ہے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهَادًا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا وَّجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجًا لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا اور دوسری جا ارشاد ہے اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اور اور جا ارشاد ہے اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا اور ارشاد فرمایا اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الْخَالِقُوْنَ یہانتک کہ فرمایا نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ پس ظاہر ہی کہ جسکو ادنے شعور بھی ہو وہ اگر ان آیتون کے مضمون مین ادنی تامل کری اور آسمان و زمین کے عجائب مخلوقات الٰہی مین اپنی نظر کو گردش دی اور حیوانات اور نباتات کی پیدایش نادر کو دیکھے تو جان لے گا کہ اس امر عجیب اور ترتیب محکم کا کوئی بنانے والا ضرور ہے جو اوسکو منتظم اور محکم

دیکھتے ہین صرف سننے سے نہین ادراک کرتے اور کوئی واقف نہین اور ان لوگون کو جب اسمور کے اسرار بموجب اصل حقیقت کے واضح ہوجاتے ہین تب یہ الفاظ وارد ہ کو دیکھتے ہین اور اس وقت اگر الفاظ کو مطابق اوس امر کے پایا جو نور یقین سے اونھون مشاہدہ کیا ہے تب تو اونکو ویسا ہی ثابت رکھتے ہین اور اگر خلاف پایا تو اوسکی تاویل کرتے ہین لیکن جو شخص کہ ان امور کی معرفت صرف سننے سے حاصل کرتا ہی اوسکا قدم اس مین نہین جمتا اور نہ اوسکے ٹھہرنے کی کوئی جگہہ معین ہے پس ایسے شخص کے لیے مناسب تر امام احمد رح کا مقام ہے۔ اب چونکہ ان امور مین میانہ روی کی حد کو خوب واضح کرنا علم کاشفہ مین داخل ہے اور اوسکا بیان بہت طویل لہذا ہم اوسمین خوض نہین کرتے اور غرض اس جا یہ تھی کہ ظاہر کے باطن سے موافقت اور مخالفت کا بیان کیا جاوے سو ان پانچون قسمون سے بہت سی باتین واضح ہوگئین۔ اور جو عقیدے کہ ہم فصل اول مین لکھ آئے ہین وہ ہماری دانست مین جمہور عوام کے لیے کافی معلوم ہوتی ہین کہ اول درجہ مین اونکو بجز اون باتون کے معتقد ہونے کے اور کسی چیز کا حکم نہین ہوتا مگر جس صورت مین کہ بدعت کے شائع ہونے سے اوس عقیدے کی ابتری کا خوف ہو اوس وقت دوسری درجہ مین ایسے عقیدے کی طرف ترقی کرنی پڑتی ہے جس مین مختصر اور روشن دلیلین بربون تعمق کے موجود ہون نظر براین ہم اس باب مین وہ روشن دلیلین لکھتے ہین اور اسی بیان پر اکتفا کرتے ہین جو ہمنے قدس والون کو لکھا ہے اور اوسکا نام رسالہ قدسیہ در قواعد عقائد رکھا ہے اوس رسالہ کو اس باب کی فصل تیسری مین بعینہا نقل کرتے ہین

تیسری فصل عقیدے کی روشن لیلون کے بیان مین یعنی رسالہ قدسیہ کی ذکر مین اور اوسکا ترجمہ معہ دیباچہ کیا گیا تاکہ علیحدہ بھی ہوسکے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سزاوار حمد وہ ذات ہے جس نے جماعت اہل سنت کو انوار یقین سے ممتاز کیا اور اہل حق کو دین کے رکنون کے راہ بتانے کے لیے سرافراز فرمایا اور کجون کی کجی اور ملحدون کی گمراہی سے اونکو بچاکر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا نصیب کی اور آپ کے صحابہ اکرم رضی اللہ عنہم کی پیروی کی توفیق دی اور سلف صالحین کے اعمال و اقوال کا اتباع اونپر ایسا آسان کردیا کہ اونھون نے عقلون کے مقتضیات مین سے حبل متین پر تمسک کیا اور پہلے لوگون کی سیرت و عقائد مین صاف رستہ بے کھٹکے اختیار کیا عقلون کے نتیجون اور شرع منقول کے

دوم یہ حدیث قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ تیسری یہ حدیث اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ جَانِبِ الْيَمَنِ انکے سوا اورون مین تاویل نہین کرتے اور تاویل کی دور کرنے کی طرف اصحاب ظواہر نے بھی میل کیا ہی اور امام احمد رح پر گمان بھی ہوتا ہی کہ وہ قطعاً جانتی ہون گے کہ استواء سے مراد اوسپر ٹھہرنا نہین اور نہ نزول سی غرض نقل مکانی ہے مگر تاویل کے دور کرنے کے لیے اونھون نے تاویل سے منع فرمایا کہ خلق کی بہتری کی رعایت اسمین ہے کیونکہ اگر باب تاویل مفتوح ہو تو کام ہاتھہ سے نکل جاوی اور ابتری کا سنبھالنا مشکل پڑی اور میانہ روی کی حد سے تجاوز کر جاوی اسلیے کہ میانہ روی کی حد کا کوئی ضابطہ مقرر نہین کہ اوس تک بس کیجاوی پس ایسی صورت مین تاویل سی منع کرنے کا مضائقہ نہین اور سلف کی سیرت بھی اسی کی شاہد ہے کہ وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ان امور کو جس طرح آئی ہین اوسی طرح رہنے دو یہانتک کہ جب حضرت امام مالک رح سے کسی نی استوا کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ استواء کے معنے تو معلوم ہی ہین اور کیفیت مجہول ہے اور ایمان اوسپر واجب ہے اور اوسکا حال پوچھنا بدعت ہی اور بعض لوگون نے میانہ روی کی طرف میل کیا ہے اور جو امور کہ صفات الٰہی سے متعلق ہین اون مین تاویل کو دخل دیا ہے اور جو باتین آخرت سی متعلق ہین اونکو ظاہر لفظون کی بموجب چھوڑ کر تاویل سی منع کیا ہی یہ لوگ تابعین ابو الحسن اشعری کے ہین اور معتزلون نی یہ زیادتی کی کہ خدای تعالی کی صفات مین سے رویت کی تاویل کی اور اوسکے سمیع اور بصیر ہونے مین تاویل کی اور معراج مین تاویل کرکے کہا کہ جسم سے نہین ہوئی اور عذاب قبر اور میزان اور پل صراط اور تمام احکام آخرت مین تاویل کر ڈالی لیکن جسمون کے اوٹھنے اور حشر ہونے کے اور جنت اور دوزخ کے مقر ہین کہ جنت مین کھانی کے اور پینے کے اور سونگھنی کی چیزین اور نکاح اور جمیع محسوس لذتین موجود ہین اور دوزخ کا جسم محسوس ہی اور کھالون کا جلانا ہے اور چربیون کا پگلانا ہے اور ان لوگون نے جو ترقی اسدرجہ تک کی تو فلسفہ والے ان سی بھی بڑھگئے اونھون نے جتنی باتین آخرت مین ہونگی سبکے معنے بدل دیے اور اسبات کے قائل ہوئے کہ رنج اور لذتین صرف عقلی اور روحانی ہونگی جسمونکا حشر نہوگا صرف نفس ہی باقی رہین گے اور اونپر عذاب یا راحت اس قسم کے ہونگے کہ حواس سے اونکا ادراک نہو اور یہ سب فرقے اعتدال سے بڑھے ہوئے ہین امر حق اور میانہ روی کی حد تو یہ ہے کہ بالکل تاویل مین اتنا کھل جاوی جیسے یہ فرقے مذکور ہوی اور نہ اتنا بند ہو جیسے حنبلی فرقہ ہے مگر یہ حد بہت باریک ہی کہ اسپر بجز توفیق یافتہ لوگون کے جو امور کو نور الٰہی سے

۱ مومن کا دل دو انگلیون کے درمیان ہی خدای تعالی کی انگلیون سی ۱۲ مسلم بروایت ابن عمر رض ۱۲

۲ مین پاتا ہون خوشبو رحمن کی یمن کیطرف سے ۱۲ احمد نے اسکو ان الفاظ سی بیان کیا ہی اَجِدُ نَفَسَ رَبِّكُمْ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲

شعر ہر کیا ہے کہ از زمین روید		وحدہ لا شریک لہ گوید

یا جیسے یون کہتے ہین کہ یہ پکی صنعت اپنے صانع کی حسن تدبیر اور کمال علم پر شاہد ہے انکی یہ معنے نہین ہوتے کہ وہ زبان سے کہتی ہے کہ مین گواہ ہون بلکہ اپنی ذات اور حال سے اوسکی شہادت مراد ہوتی ہے اسی طرح جتنی چیزین ہین وہ اپنی ذات سے ایجاد کرنے والی کی محتاج ہین جو اونکو پیدا کرکے باقی رکھے اور اونکے اوصاف کو قائم رکھے اور ہر حال مین اونکو بدلتا رہے تو وہ اپنی حالت کی جہت سے اپنے خالق کی بابت پر شاہد ہین اور اونکی شہادت اہل بصیرت کو معلوم ہوتی ہے نہ اون لوگون کو جو ظاہر پر جمی ہوئی ہین اور اسی وجہ سے اللہ تعالے نے فرمایا ولکن لا تفقہون تسبیحھم اور جنکے فہم مین قصور ہے وہ تو بالکل ہی نہین سمجھتے مگر مقرب اور علمای راسخ اپنی اپنی عقل اور بصیرت کی موافق سمجھتے ہین اوسکی ماہیت اور کمال کو وہ بھی نہین سمجھتے اس لیے کہ ہر چیز مین اللہ تعالی کی تقدیس اور تسبیح پر بہت سی شہادتین ہین شعر

ہزار نکتہ باریکتر ز مو اینجاست		نہ ہر کہ موبتراشد قلندری داند

تعداد اون شہادتون کی علم معاملہ مین بیان کرنی زیبا نہین حاصل یہ کہ یہ فن بھی اون چیزون مین سے ہے جنکے علم مین اصحاب ظواہر اور ارباب بصائر مختلف ہین اور جنسے باطن کا جدا ہونا ظاہر سے پایا جاتا ہے اور اس مقام مین صاحبان مقامات کو زیادتی اور میانہ روی ہی تو بعضے زیادتی کی طرف یہانتک ڈھلے کہ سب الفاظ ظاہر یا اکثر کو بمل ڈالا حتے کہ آخرت مین جو امور ہون گے اونکو بھی کہتے ہین کہ زبان حال سے ہون گے مثلاً اللہ تعالی کا ارشاد وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ اور یہ ارشاد وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ اور اسی طرح سب خطاب جو منکر نکیر سے ہون گے اور میزان اور پل صراط اور حساب مین اور روز خیون کے اور جنتیون کی مناظری اور دوزخیون کا اون سے استدعا کرنا کہ پانی یا جو کچھ تمکو خدای تعالی نے دیا ہے ہمکو دو ان سبکو زبان حال ہی سے کہتے ہین اور دوسرون نے یہ مبالغہ کیا کہ تاویل کو بالکل اوڑا دیا اونھین مین سے امام احمد بن حنبل رح ہین یہانتک کہ اللہ تعالے کے ارشاد کُن فَيَكُونُ مین بھی تاویل کو منع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ خطاب حروف اور آواز سے اللہ تعالے کی جانب سے ہر لحظہ موافق شمار ہونے والی چیزون کے ہوتا رہتا ہے حتی کہ مین نے اونکے بعض شاگردون سے سنا ہے کہ آپ نے بجز تین جگہ کے اور جگہ سے تاویل اوڑا دی ہے اور وہ تین جگہ یہ ہین اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد والحجر الاسود یمین اللہ فی الارض

ف لیکن ہم تو ان تینون جگہ کو بھی اونکے پڑھنا اور سمجھنے کی

ف اور یہ جو اون چیزون مین سے ہے جنکے علم مین اصحاب ظواہر اور ارباب بصائر مختلف ہین اور جنسے باطن کا جدا ہونا ظاہر سے پایا جاتا ہے اور اس مقام مین صاحبان مقامات کو زیادتی اور میانہ روی ہی تو بعضے زیادتی کی طرف یہانتک ڈھلے کہ سب الفاظ ظاہر یا اکثر کو بمل ڈالا حتے کہ آخرت مین جو امور ہون گے اونکو بھی کہتے ہین کہ زبان حال سے ہون گے مثلاً اللہ تعالی کا ارشاد وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ اور یہ ارشاد وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ اور اسی طرح سب خطاب جو منکر نکیر سے ہون گے اور میزان اور پل صراط اور حساب مین اور روز خیون کے اور جنتیون کی مناظری اور دوزخیون کا اون سے استدعا کرنا کہ پانی یا جو کچھ تمکو خدای تعالی نے دیا ہے ہمکو دو ان سبکو زبان حال ہی سے کہتے ہین اور دوسرون نے یہ مبالغہ کیا کہ تاویل کو بالکل اوڑا دیا اونھین مین سے امام احمد بن حنبل رح ہین یہانتک کہ اللہ تعالے کے ارشاد کُن فَيَكُونُ مین بھی تاویل کو منع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ خطاب حروف اور آواز سے اللہ تعالے کی جانب سے ہر لحظہ موافق شمار ہونے والی چیزون کے ہوتا رہتا ہے حتی کہ مین نے اونکے بعض شاگردون سے سنا ہے کہ آپ نے بجز تین جگہ کے اور جگہ سے تاویل اوڑا دی ہے اور وہ تین جگہ یہ ہین اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد والحجر الاسود یمین اللہ فی الارض

ف جو کچھ اون چیزون مین سے ہے جنکے علم مین اصحاب ظواہر اور ارباب بصائر مختلف ہین اور جنسے باطن کا جدا ہونا ظاہر سے پایا جاتا ہے اور اس مقام مین صاحبان مقامات کو زیادتی اور میانہ روی ہی تو بعضے زیادتی کی طرف یہانتک ڈھلے کہ سب الفاظ ظاہر یا اکثر کو بمل ڈالا حتے کہ آخرت مین جو امور ہون گے اونکو بھی کہتے ہین کہ زبان حال سے ہون گے مثلاً اللہ تعالی کا ارشاد وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ اور یہ ارشاد وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ اور اسی طرح سب خطاب جو منکر نکیر سے ہون گے اور میزان اور پل صراط اور حساب مین اور روز خیون کے اور جنتیون کی مناظری اور دوزخیون کا اون سے استدعا کرنا کہ پانی یا جو کچھ تمکو خدای تعالی نے دیا ہے ہمکو دو ان سبکو زبان حال ہی سے کہتے ہین اور دوسرون نے یہ مبالغہ کیا کہ تاویل کو بالکل اوڑا دیا اونھین مین سے امام احمد بن حنبل رح ہین یہانتک کہ اللہ تعالے کے ارشاد کُن فَيَكُونُ مین بھی تاویل کو منع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ خطاب حروف اور آواز سے اللہ تعالے کی جانب سے ہر لحظہ موافق شمار ہونے والی چیزون کے ہوتا رہتا ہے حتی کہ مین نے اونکے بعض شاگردون سے سنا ہے کہ آپ نے بجز تین جگہ کے اور جگہ سے تاویل اوڑا دی ہے اور وہ تین جگہ یہ ہین اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد والحجر الاسود یمین اللہ فی الارض

تو پہلے علم مین اور اس علم مین فرق پاوے گا لیکن یہ دوسرا علم اول کی ضد نہوگا بلکہ اوسکا
کامل کرنے والا ہوگا اسی طرح علم اور ایمان اور تصدیق کے حال کو سمجھنا چاہیے مثلاً آدمی کبھی
عشق اور مرض اور موت کے وجود کی تصدیق کرتا ہے مگر جب اونمین مبتلا ہوتا ہے تب اونکا علم
پہلے کی نسبت کہین زیادہ متحقق ہوتا ہے بلکہ انسان کی حالات شہوت اور عشق اور دوسری چیزونمین
تین طرح کی جدا جدا ہین اور ہر ایک کا ادراک مختلف ہی اول تو اوس حال کو واقع ہونے سے پیشتر
معلوم کرنا دوم واقع ہونے کے وقت اوسکی تصدیق کرنی سوم بعد اوسکے گذر جانے کے
ادراک کرنا مثلاً بھوک کا ادراک اگر بعد جانے رہنے کے کرو تو وہ اوس ادراک کی علیحدہ ہوگا
جو زوال گرسنگی سے پیشتر تھا پس یہی حال علوم دینی کا ہے کہ بعض علوم ذوق ہوکر کامل ہوجاتی ہین اور
پہلے کی نسبت کہین مثل باطن کی ہوتی ہین مثلاً اگر بیمار آدمی کو تندرستی کا علم ہو اور تندرست کو بھی ہو
تو دونون کی علم مین بہت فرق ہی غرضکہ ان چارون قسمون کی شیا مین خلق کم و بیش ہوتی ہی اور انمین سے
کسی مین باطن ظاہر کے خلاف نہین بلکہ اوسکا متمم اور مکمل ہے جیسے مغز پوست کا مکمل ہوتا ہے
پانچوین قسم یہ ہے کہ زبان حال کو زبان قال سے تعبیر کیا جاوے پس کم فہم آدمی ظاہر پر واقف ہو
اوسکو بولنا اعتقاد کر لیتا ہے اور جو شخص حقیقتون کا مینا ہوتا ہے وہ اوسکے راز کو معلوم کر لیتا ہے
مثلاً اگر یون کہین کہ دیوار نے میخ سے کہا کہ تو مجکو کیون چیر ڈالتی ہے میخ نے جواب دیا کہ اوس
سے پوچھ جو مجھکو ٹھونکتا ہے جو پتھر میرے سر پر لگتا ہی وہ مجھکو میری رای پر نہین چھوڑتا تو یہ مثال ہی
زبان قال سے زبان حال کو تعبیر کرنے کی اور اسی قبیل سے ہے مضمون اس آیت کا ثُمَّ اسْتَوٰٓى
اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا
طَآئِعِيْنَ پس کم فہم آدمی اسکے سمجھنے مین آسمان و زمین کے لیے زندگی اور عقل اور خطاب کا سمجھنا اور
خطاب کو آواز اور حرفون سے ہونا کہ جسکو وہ دونون سنین اور پھر آواز و حروف سے کہین کہ ہم آئے
اپنی خوشی سے فرض کر لیتا ہے اور دانا آدمی جانتا ہے کہ یہ زبان حال ہی اور اوس سے یہ جتلانا
منظور ہے کہ وہ دونون مسخر اور حکم کے تابع ہین اور اسکی طرف اونکو بے اختیار آنا پڑتا ہے اور اسی طرح
ہے مضمون اس آیت کا وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ کہ غبی آدمی کو اسمین ضرور پڑتی ہے
کہ جمادات کے لیے زندگی اور عقل اور آواز اور حروف سے بولنا فرض کرے تاکہ وہ سبحان اللہ اپنی بولی
مین کہین اور اونکی تسبیح ثابت ہو اور اہل بصیرت جانتے ہین کہ اس سے مراد زبان کی گفتگو نہین بلکہ
اپنے وجود سے زبان حال سے گویا اور اوسکی تسبیح اور تقدیس اور وحدانیت کی شاہد ہی جیسے کسی کا شعر ہی

نوٹ
مقصود یہ ہے کہ آسمان کو
دھوان دیکھکر اور زمانا
پھٹنا ایک اور زمین کو
پھٹتے دیکھکر تو ہی سمجھ لینا
سے وہ بولتے ہم تو ہی
اور کوئی چیز نہین
بولتی ہی طرح کی تمہین
ہوسکی

عقلی تو اس طرح ہے کہ حقیقی معنی پر اوسکا حمل کرنا ممکن نہو جیسے اس حدیث شریف مین قَلْبُ
الْمُؤْمِنِ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ کیونکہ اگر بالفرض ہم مومنون کے دلون کو تلاش
کرین تو اون مین انگلیان نہون گی اس سے جانا گیا کہ اونگلیون سے اشارہ قدرت سے ہے جو اونگلیونکا
سر اور روح مخفی ہے اور قدرت سے اونگلیون کے ساتھہ اسوجہ سے کنایہ فرمایا کہ اقتدار تمام کے
سمجھانے مین اسکو بڑا اثر ہے جیسے کہتے ہین کہ یہ چیز یا آدمی یا کام ہماری چٹکی مین ہے
اور اسی قبیل سے ہے قدرت سے کنایہ کرنا اس آیت مین اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ
اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ کہ اسمین ظاہر معنی نہین ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد کن چیز کے
خطاب کے لیے اگر اوسکے وجود سے پہلے ہے تو محال ہے اسلیے کہ معدوم چیز خطاب نہین
سمجھتی اور اگر بعد وجود کے ہے تو اوسکو پیدا کرنے کی حاجت نہین مگر چونکہ اسطرحکا کنایہ نہایت
درجہ کے اقتدار کے سمجھانے مین بہت اثر رکھتا ہے اس لیے اس کنایہ کی طرف رجوع فرمایا
اور دلیل شرعی اس طرح ہے کہ ظاہری معنون پر اوسکا محمول کرنا ممکن ہے مگر شریعت مین
مروی ہے کہ اس سے ظاہر کے سوا اور معنی مراد لیے گئے ہین جیسے اس آیت کی تفسیر مین
اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا
الآیۃ کہ یہان پانی سے مراد قرآن ہے اور جنگلون سے دل ہین کہ بعضون نے بہت سی قرآن
کی برداشت کی اور بعضون نے کم کی اور بعضون نے بالکل نکی اور جھاگ سے مثال کفر اور
نفاق کی فرمائی کہ اگرچہ وہ ظاہر اور پانی کے اوپر ہوتا ہے مگر اوسکو قیام نہین اور ہدایت
جو لوگون کے کارآمد اور مفید ہے وہ ٹھہرتی ہے اور اس قسم مین بعضون نے اتنا غوطہ
لگایا کہ جو امور آخرت مین وارد ہوئی ہین یعنے میزان اور پل صراط وغیرہ کو بھی تاویل کر لیا
حالانکہ اونکے معنے بدلنے بدعت ہین کیونکہ شریعت سی بطریق روایت وہ معنی پونہچی نہین
اور ظاہر کے بموجب اونکا ہونا محال نہین تو ظاہر پر اونکا محمول کرنا واجب ہے چوتھی قسم یہ ہے
کہ آدمی اول ایک چیز کو مجمل معلوم کرے پھر اوسکو مفصلاً تحقیق اور ذوق کے ساتھہ ادراک
کرے اس طرح کہ وہ شی اوسکا حال اور کیفیت لازم ہو جاوی تو ان دونون علمون مین فرق ہوگا
اور اول تو مثل پوست کے ہوگا اور دوسرا مثل مغز کے اور اول مثل ظاہر کی ہوگا اور دوسرا
مثل باطن کے مثلاً کسی انسان کو اندھیرے مین یا فاصلہ سے ایک وجود دکھائی دیوے
تو اوسکو اسوقت کسی قدر علم ہوگا مگر جب اوسکو نزدیک سی یا اندھیری کی دور ہونے کی بعد دیکھی گا

ف۱ مومن کا دل درمیان دو انگلیون کے ہے خدای تعالی کی انگلیون مین سے ۱۲ مسلم بروایت ابن عمر رض ۱۲

ف۲ ہمارا کہنا کسی چیز کو جب ہم نے چاہا یہی ہے کہ کہین اوسکو ہو جا تو وہ ہو جاوی ۱۲

ف۳ اوتارا آسمان سے پانی پھر بہے نالے اپنی اپنی موافق پھر اوپر لایا وہ نالہ جھاگ پھولا ہوا ۱۲

ہوجاتے اور دنیا خراب ہوتی تو یہ تقریر اگر وجہ پکڑ جاوی اور درست ہو تو دوسری قسم کی ایک مثال ہوسکتی ہی تیسری قسم وہ ہے کہ اگر اوسکو صریح ذکر کیا جاوی تو سمجھ مین آوے اور اوسمین کوئی ضرر بھی نہو مگر اوسکا ذکر بطور استعارہ اور اشارہ کے کیا جاتا ہے تاکہ اوسکا اثر سننے والے کے دلمین زیادہ ہو اور مصلحت اوس مین یہی ہو کہ اوس بات کا اثر زیادہ ہو مثلاً اگر کوئی کہے کہ مین نے فلان شخص کو دیکھا کہ خوکون کی گردن مین موتیون کا ہار ڈالتا ہے تو اوسنے اس قول مین اشارہ کیا کہ علم اور حکمت نا اہلون کو سکھاتا ہے پس سننے والا کبھی اسکی ظاہر ہی معنی سمجھیگا اور محقق جب دیکھیگا اور جانیگا کہ اوس شخص کے پاس نہ موتی تھے اور نہ اوسکے مسکن مین خوک ہی تو وہ راز باطن کو سمجھ جاویگا اور اسباب مین آدمی مختلف ہوتے ہین اور اسی طرح کا مضمون اس قطعہ مین کسی شاعر نے کہا ہے **قطعہ**

خیاط اور اوسکے مقابل سفید باف	دونون یہ کام کرتے ہین بالای آسمان
بنتا ہے ایک خرقہ مدبر کو دائما	سیتا دوم ہے جامۂ مقبل کو جاودان

اس قطعہ مین شاعر نے سبب آسمانی کو اقبال اور ادبار کے باب مین دو شخصون کاریگر سے تعبیر کیا ہے۔ غرض کہ اس قسم کا مآل یہ ہے کہ معنے کو اوس صورت مین بیان کرین کہ خود وہی معنے اوسمین پائے جاوے یا اوس طرح کے ہون اور اسی قسم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ مسجد رینٹ سے ایسی سکڑتی ہی جیسے کھال آگ پر سکڑتی ہے اور تم کو معلوم ہے کہ مسجد کا صحن ظاہر مین رینٹ سے نہین سکڑتا بلکہ یہ معنے ہین کہ مسجد کی روح بزرگ اور قابل تعظیم ہے اور اوس مین رینٹ کا ڈالنا اوسکی حقارت کرنی ہے اور مسجدیت کے خلاف ہے جیسے آگ کھال کے اجزا کے خلاف ہے اور اسی طرح یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اَمَا یَخْشَی الَّذِیْ یَرْفَعُ رَأْسَہٗ قَبْلَ الْاِمَامِ یُحَوِّلُ اللّٰہُ رَأْسَہٗ رَأْسَ حِمَارٍ اور یہ امر ظاہر مین تو نہ کبھی ہوا اور نہو مگر معنون کی راہ سے ہوا کرتا ہے یعنے گدھے کا سا سر رنگ اور شکل مین نہین ہوتا بلکہ خاصیت مین یعنے بیوقوفی اور کم ذہنی مین ہوجاتا ہے کہ جو شخص اپنا سر امام سے پہلے اوٹھاوے تو بیوقوفی اور احمقاپن مین اوسکا سر گدھے کا سر ہوگیا اور یہی مقصود ہے صورت مقصود نہین وہ تو معنون کا سانچا ہوتی ہے اور اوسکی بیوقوفی کی وجہ یہ ہے کہ امام کا اقتدا بھی کرتا ہے اور اوس سے آگے بھی بڑھتا ہے تو نہایت حمق ہے کہ دو باتین جو ایک دوسری کی خلاف ہین اونکو جمع کرتا ہے۔ اور اس راز کا خلاف ظاہر ہونا یا تو دلیل عقلی سے معلوم ہوتا ہی یا دلیل شرعی سی

یہ روایت مرفوعاً نہین ملی ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوہریرہ کا ارشاد اسکو لکھا ہے ۱۲

کیا نہین ڈرتا ہے وہ شخص کہ اوٹھاتا ہے اپنا سر امام سے پہلے اس بات سے کہ بدل دیوے اللہ تعالی اوسکے سر کو گدھے کا سر ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابی ہریرہ رض ۱۲

رسائی نہو اور اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک اسکے یہ معنی نہین کہ جو کچھہ مین نے معلوم کیا ہے اوسکے بیان کرنے سے عاجز ہون بلکہ یہ مراد ہے کہ کُنہ جلال کے ادراک سے قصور کا مقر ہون - اور اسی لیے کسی عارف نے کہا ہے کہ حقیقت کے ساتھہ خدای تعالے کو بجز اوسکی ذات پاک کے اور کسی نے نہین پہچانا - اور حضرت صدیق اکبر رضہ نے ارشاد فرمایا کہ شکر ہے اوس خدا کا جسنے خلق کے واسطے اپنی معرفت کی سبیل سوائے معرفت سے عاجز رہنے کے اور کچھہ نہین مقرر کی - اب ہم شبدیز قلم کی باگ اوس طرف سے روک کر غرض کی طرف متوجہ ہوتے ہین کہ پوشیدہ امورین سے ایک قسم وہ ہے جسکے ادراک سے فہم عاجز ہون اور اوس قسم مین روح اور بعض اللہ تعالی کی صفتین داخل ہین اور غالبا اسی جیسے بات کی طرف اشارہ ہے اس حدیث شریف مین ان للہ سبحانہ سبعین حجابا من نور لو کشفها لاحرقت سبحات وجهها کل من ادرکه بصره دوسری قسم پوشیدہ امور مین سے جسکے ذکر سے انبیا اور صدیقین باز رہتے ہین وہ باتین ہین کہ بذات خود سمجھہ مین آتی ہین اور فہم اونکے ادراک سے قاصر نہین مگر اوسکا ذکر کرنا اکثر سننے والون کو ضرر کرتا ہے اور انبیا اور صدیقین کو مضر نہین راز تقدیر جسکے افشا سے نہی کی گئی ہے وہ اسی قسم مین داخل ہے اور یہ کچھہ بعید نہین کہ بعض حقیقتون کا ذکر کرنا بعض خلق کو مضر ہو جیسے آفتاب کی روشنی شپرون کی حس مین مضر ہوتی ہے یا گلاب کی بو گبروٹے کو ضرر کرتی ہے دیکھو اگر ہم کہین کہ کفر اور زنا اور گناہ اور بدی سب خدای تعالے کے حکم اور ارادہ اور خواہش سے ہے تو یہ بات فی نفسہ درست ہے مگر اسکا سننا بعض لوگون کو مضر ہوا یعنے اونکو اس بات سے یہ وہم ہوا کہ یہ امر کہ عقلی پر دلالت کرتا ہے اور حکمت کے خلاف اور بُری بات پر راضی ہونا اور ظلم اس سے نکلتا ہے اور ابن راوندا اور دوسرے مردود اسی جیسے وہم سے ملحد ہو گئے - اور راز تقدیر اگر افشا کیا جاوی تو اکثر لوگون کو خدای تعالے کے عاجز ہونے کا وہم ہو جاوے کیونکہ جس بات سے کہ یہ وہم اون کا دور رہوا اوسکے سمجھنے سے اونکے فہم قاصر ہین - اور اگر کوئی مثلاً یون کہی کہ قیامت کی مدت اتنی ہے اور وہ بعد ہزار برس کے یا زیادہ خواہ کم کے ہوگی تو یہ مضمون سمجھہ مین آتا ہے مگر اسکا ذکر بندون کی مصلحت اور ضرر کے خوف سے نہین کیا گیا کہ شاید اگر مدت بہت ہوئی اور نفسون نے عذاب مین دیر سمجھی تو کچھہ پروا نکرین گے اور اگر خدای تعالے کے علم مین قریب ہوتے اور ذکر کر دیے جاتے تو خوف زیادہ ہوتا اور آدمی اعمال نیک کرتا

---

۱ یعنے اصل کتاب مین تعریف کا تو نہین ہے صرف تعریف کا ہے ایسا ہے جیسا کہ ترجمہ مین ہے خود اپنی تعریف کی ہے ۱۲ سلمہ عفی عنہ

۲ اسمین یہ بات کہ شپرون کی حس مین آفتاب کی روشنی مضر ہوتی ہے اور گلاب کی بو گبروٹے کو ضرر کرتی ہے اور یہ کہ بعض حقیقتون کا ذکر کرنا بعض خلق کو مضر ہو جیسے آفتاب کی روشنی شپرون کی حس مین مضر ہوتی ہے یا گلاب کی بو گبروٹے کو ضرر کرتی ہے دیکھو اگر ہم کہین کہ کفر اور زنا اور گناہ اور بدی سب خدای تعالے کے حکم اور ارادہ اور خواہش سے ہے یعنے خلق کے واسطے اوسکا ذکر کرنا ضرر ہے اور اوسکا سننا بعض لوگون کو مضر ہوا یعنے اونکو ۱۲ سلمہ عفی عنہ

جسکے سمجھنے سے اکثر فہم عاجز ہوتے ہون تو اوسکے ادراک کے لیے خواص لوگ مختص ہوتے ہین اور اون پر
لازم ہے کہ اوسکا افشا ایسے لوگون پر نکرین جو اوسکے اہل نہون ورنہ اسکا افشا ہونا اونکے حق مین فتنہ ہوگا
اس نظر سے اونکے فہم اوسکے معلوم کرنے سے قاصر ہین اور اسی قسم سے ہے راز روح کا مخفی رکھنا
اور اوسکے بیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باز رہنا اسلیے کہ روح کی حقیقت اون اشیا مین سے
کہ فہم اوسکے ادراک سے عاجز ہین اور وہم اوسکے تصور ماہیت سے قاصر اور یہ مت گمان کرنا کہ یہ
حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی واضح نہ تھی کیونکہ جو شخص روح کو نہ جانے گا وہ گویا اپنے
نفس سے واقف نہوگا اور جو اپنے نفس کو نجانے گا وہ اپنے رب کو کس طرح پہچانے گا اور یہ بھی
بعید نہین کہ روح کی حقیقت بعض اولیا اور علما کو معلوم ہو جاوی گو وہ انبیا نہون مگر چونکہ شریعت
کے آداب کے پابند ہوتے ہین اسلیے جس سے شرع نے سکوت کیا ہے اوس سے وہ بھی سکوت
کرتے ہین بلکہ خدای تعالے کی صفات مین بعض خواص اس طرح کے ہین کہ عوام کی سمجھ اون کے
ادراک سے قاصر ہوتی ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہین سے جو ظاہر کو ذکر کرتے یا مثلاً علم و قدرت
وغیرہ کو ایسی طرح بیان فرمایا کہ خلق نے اپنے علم و قدرت کے ساتھ اونکی مشابہت وہم کرکے
سمجھ لیا کیونکہ اون مین جو اوصاف مسمی بعلم و قدرت تھے اونھون نے ایک قسم کے قیاس سے
اوسکے علم و قدرت کو وہم کرلیا اور اگر خدائے تعالے کے صفات مین سے ایسی ذکر کیے جاوین
جنکے مناسب اور مشابہ خلق مین نہ پائے جاوین تو اوسکو نہ سمجھین گے بلکہ جماع کی لذت کو اگر لڑکے
اور نامرد کے سامنے ذکر کیا جاوے تو وہ دونون اوسکو کھانے کی چیز کی مناسبت سے سمجھین گے
اور اس طرح کی سمجھ اصلی طور پر نہوگی اور جتنا فرق کہ کھانے اور جماع کی لذت مین ہے اوس سے کہین
زیادہ تفاوت خلق کے علم و قدرت اور خدای تعالی کی علم و قدرت مین ہے۔ حاصل یہ کہ انسان
بجز اپنے نفس اور اپنے ایسے صفات کے جو اوسکو اوسوقت حاصل ہین اور چیز کا ادراک نہین کرتا
یا کوئی صفت اوسکو پہلے حاصل تھی اوسکے قیاس سے دوسری چیز کو سمجھتا ہے پھر کبھی اسبلکو
مانتا ہے کہ میری صفت اور دوسری صفت مین شرف اور کمال کی رو سے فرق ہے مثلاً
آدمی کی طاقت مین صرف اتنی ہی بات ہے کہ خدای تعالے کے لیے وہ باتین ثابت کرے جو کہ
اوسمین خود مین موجود ہین یعنے فعل اور علم اور قدرت اور ارادہ وغیرہ اور اس بات کی تصدیق
کرے کہ اوسکے یہ صفات کامل تر اور اشرف ہین غرضکہ انسان کی بڑی دوڑ یہی ہے کہ اپنے
صفات کے گرد پھرا کرے اور جس بزرگی اور جلال کے ساتھ خدای تعالے خاص ہے اوس تک

اوسکو کسی کے سامنے ظاہر نہین کرتا اور بعض عارفون نے ارشاد فرمایا ہے کہ ربوبیت کا راز کھولنا کفر ہے — اور بعضون نے فرمایا ہے کہ ربوبیت کا ایک راز ہے اگر وہ ظاہر ہو جاوے تو نبوت بیکار ہو جاوی اور نبوت کا ایک راز ہے کہ اگر عیان ہو تو علم نکما ہو جاوی اور خدا تعالے کے جاننے والون کا ایک راز ہے کہ اگر وہ اوسکو افشا کرین تو احکام بیکار ہو جاوین اس شخص نے اگر اپنے قول سے نبوت کا بیکار ہونا ضعیفون کی حق مین بوجہ اونکی قصور فہم کے مراد نہین لیا تو جو کچھ کہا ہے وہ ٹھیک نہین بلکہ صحیح یہ ہے کہ اوسمین کچھ تناقض نہین اور کامل وہی ہے جسکا نور معرفت نور ورع کو گل نہ کرے اور ورع کا مدرک نبوت ہے مسئلہ اگر پوچھو کہ ان آیات اور اخبار مین تاویلین ہوا کرتی ہین تو ظاہر اور باطن کے اختلاف کی کیفیت کو بتانا چاہیے اسلیے کہ اگر باطن ظاہر کے خلاف ہی تب تو شریعت بیکار ہوئی جاتی ہے یہ وہ لوگون کا قول ہی جو کہتے ہین کہ حقیقت خلاف شریعت کے ہے حالانکہ یہ قول کفر ہے اسلیے کہ شریعت ظاہر سے مراد ہے اور حقیقت باطن ہی پھر اگر باطن مخالف ظاہر کے نہین تو باطن اور ظاہر دونون ایک ہی ہین اس ہی تقسیم نہ رہے گی اور شریعت کا کوئی راز ایسا نہ ٹھہرے گا جس کا افشا نہ کیا جاوی — پس اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سوال ایک بڑے امر کی سلسلہ جنبانی کرتا ہے اور علوم مکاشفہ مین لے ڈالتا ہے اور علم معاملہ جو ہمارا مقصود ہے اور ان باتون مین ہمکو وہی بیان کرنا منظور ہے اوس ہی باہر کیے دیتا ہے کیونکہ جو عقائد ہم نے ذکر کیے ہین وہ دلون کے اعمال ہی متعلق ہین اور ہمکو یہی حکم ہے کہ اونکو قبول کرکے دل کو اونکی تصدیق پر پکا کرین اسبات کا امر نہین کہ کسی ذریعہ سے اونکی حقیقتون کے کھلنے کے خواہان ہون اس بات کا حکم عام خلق کو نہین ہوا اور اگر عقائد اعمال ہین سے نہوتے تو ہم اونکو اس کتاب مین درج نکرتے اور اگر ظاہر دل کے متعلق نہوتے اوسکے باطن سے متعلق ہوتے تو اس کتاب کے نصف اول مین نہ لکھتے کیونکہ حقیقت کا کھلنا دل کی باطن اور سر کی صفت ہی مگر چونکہ ظاہر اور باطن کے خلاف ہونے کے باب مین تقریر کی نوبت آگئی اس لیے اس مشکل کی حل کرنے کی کچھ مختصر تقریر کی ضرورت ہوئی پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ حقیقت شریعت کی خلاف ہی یا باطن ظاہر کی نقیض ہے تو وہ ایمان کی نسبت کر کفر سے قریب ہی اصل یہ ہے کہ جو اسرار کہ صرف مقربونکو معلوم ہوتے ہین اور اونکے علم مین اکثر لوگ مقربون کے شریک نہین اور مقربون کو اونکے افشا سے منع کر دیا گیا ہے وہ پانچ قسمین ہین قسم اول یہ ہے کہ وہ چیز بذات خود دقیق ہو

اور علما اور اولیا کے درجات پر ترقی نہ کی ورنہ علوم کا منقسم ہونا دو قسمون مذکور پر شرع کی دلیلون سے ظاہر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا وَّحَدًّا وَّمُطَّلَعًا اور حضرت علی رضہ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہان علوم بہت سے ہین بشرطے کہ اونکے یاد کرنے والے مجھے ملین - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیا کو حکم ہے کہ لوگون سے اونکی عقلون کے موافق کلام کرین - اور فرمایا کہ جسنے کسی قوم سے ایسی حدیث بیان کی جسکو اونکی عقل نہ پونہچی تو وہ اونکے لیے فتنہ ہے اور اللہ تعالے فرماتا ہے وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض علم مثل دُر مکنون کے ہے کہ اوسکو بجز خدای تعالی کے جاننے والون کے اور کوئی نہین جانتا آخر حدیث تک چنانچہ باب العلم مین ہم اوسکو لکھ آئے ہین - اور فرمایا لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَآ اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا اب ہمکو کوئی یہ بتاوے کہ اگر یہ امر راز نہ تھا تو لوگون کی ادراک کی قصور کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے آپ اوسکے بتانے سے کیون رُکے رہے اور صحابہ رضہ پر اوسکا افشا کیون نہ فرمایا اسمین تو کچھ شک ہی نہین کہ اگر آپ اون سے ذکر فرماتے تو وہ اوسکی تصدیق ضرور کرتے - اور حضرت ابن عباس رضہ نے اس آیت کے باب مین ارشاد فرمایا اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ کہ اگر مین اسکی تفسیر کرون تو تم مجکو سنگسار کرو اور ایک روایت مین یہ ہے کہ تم مجکو کافر بتاؤ - اور حضرت ابو ہریرہ رضہ نے فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم کے ظرف یعنی محل یاد کیے ہین ایک تو مین نے لوگون مین منتشر کر دیا اور اگر دوسرے کو منتشر کرون تو میرے یہ گلے کی مُری کٹ جاوے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر تمپر روزون اور نماز کی زیادتی سے افضل نہین ہوا بلکہ ایک راز کی وجہ سے جو اوسکے سینے مین ڈالا گیا ہے - اور اسمین کچھ شک نہین کہ یہ راز دین کے قواعد کے متعلق تھا اونسے خارج نہ تھا اور جو بات کہ قواعد دین مین سے ہوتی ہے وہ اپنے ظاہر کے اعتبار سے دوسری چیز کی نسبت کر پوشیدہ نہین ہوتی ہے - اور سہیل تستری رح فرماتے ہین کہ عالم کے لیے تین علم ہوتے ہین ایک علم ظاہر جسکو وہ ظاہر والون کو دیتا ہے اور ایک علم باطن کہ اوسکا مقدور نہین کہ سوای اوسکے اہل کے اور کسی کے سامنے اوسکو ظاہر کرے اور ایک وہ علم جو اوسکے اور خدای تعالی کے درمیان ہے

قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور ایک نہایت اور مقام ترقی کا ہے ابن جہان پر وایت سہل بن عبداللہ کی ہے

باب العلم مین گذری

اور یہ کہا وتین بخارے بین دو لوگون کے واسطے اور دو لوگو پر حجت وہی ہین جنکو سمجھ ہے

اگر تم جانو جو مین جانتا ہون تو تھوڑا ہنسو اور بہت گریہ کرو

بخاری و مسلم مین روایت عائشہ و انس رضہ ہے

اسود و ابو ہریرہ سے بنا ہے سیاہ آسمان اور زمین بھی ایسی ہی اور ابو ہریرہ کی کنیت ہے

باب العلم مین گذری

تاثیر کرنے والے اور نفسون کو قانع کرنے والے اوسمین بولے جاوین ایسی تقسیمات اور دقیق باتونکو
اوسمین دخل نہ دیا جاوی جسکو اکثر آدمی نہ سمجھین اور اگر سمجھین تو یہ اعتقاد کرین کہ یہ اس مقرر کا ایک شعبدہ
اور ہنر ہے جسکو لوگون کے دھوکا دینے کے لیے سیکھا ہے اگر کوئی اسی جیسا ہنر والا اسکے مقابلہ مین
ہو تو اسکو زیادتی کچھہ بھی نہو اور یہ بھی تم نے معلوم کر لیا ہوگا کہ امام شافعی رض اور دوسرے اکابر سلف
نے جو اس علم مین خوض کرتے اور اسی کے ہو رہنے سے منع فرمایا ہے تو اوسکی وجہ وہی تھی
کہ اسمین وہ نقصان پائے جاتے ہین جنپر ہم اشارہ کر آئے ہین اور حضرت ابن عباس رض سے جو خارجیون
کے ساتھہ اور حضرت علی رض سے تقدیر وغیرہ کے باب مین مناظرے منقول ہین وہ کلام صاف اور
ظاہر اور حاجت کے وقت مین تھے اور اس طرحکا مناظرہ ہر حال مین بہتر ہے۔ ہان ہر ایک زمانہ
مین حاجت کی کمی بیشی مین اختلاف ہوا کرتا ہے تو کچھہ بعید نہین کہ اسکی وجہ سے حکم بھی
ہر زمانے مین مختلف ہو۔ پھر جو عقیدہ خلق کے لیے عبادت مقرر ہوا ہے اوسکا حکم
اور اوسکی طرف سے چھیڑنے اور اوسکے بچانے کا طور یہ ہے جو اوپر ذکر کیا گیا مگر شبہہ کا
دور کرنا اور حقیقتون کا واضح ہونا اور اشیا کو جون کی تون معلوم کرنا اور اس عقیدۂ حق کے
الفاظ سے جو امور سمجھی جاتے ہین اونکی اسرار کو معلوم کرنا بجز اسکے میسر نہین ہو سکتا کہ مجاہدہ کرے
اور شہوات کو جڑ سے اوکھاڑے اور بالکل خداے تعالے کی طرف متوجہ ہو اور جدل کی شائبہ
سے اپنی فکر کو صاف کر کے اوسپر مداومت کرے اور یہ بات اللہ تعالی کی رحمت ہی جو شخص
اوسکے درپے ہو اوسکو جتنا نصیب مین ہوتا ہے موافق درپے ہونے کے اور موافق استعداد
محل کے اور بموجب دل کی پاکی کے عنایت ہوتی ہے اور یہ وہ سمندر ہے جسکی نہ تھاہ
معلوم ہو سکے نہ کنارہ پر پونہچا جاوے مسئلہ اگر کہو کہ تمھاری اس تقریر سے یہ بات پائی جاتی ہے
کہ ان علوم کے معانی ظاہر ہین اور اسرار ہین اور بعض اون مین صاف ہین کہ اول ہی معلوم
ہو جاتے ہین اور بعض پوشیدہ ہین کہ مجاہدہ اور ریاضت اور طلب کامل اور فکر صاف
اور باطن کو مطلوب کے سوا ہر ایک دنیاوی شغل سے خالی رکھنے سے واضح ہوتے ہین
اور یہ بات عجب نہین کہ شریعت کے مخالف ہو اسلیے کہ شریعت کا ظاہر اور باطن دو نہین
اوسکا تو ظاہر اور باطن ایک ہی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ان علوم کا دو قسم ہونا یعنے
پوشیدہ اور ظاہر ہونا ایسا ہے کہ کوئی عاقل اوسکا انکار نہ کریگا اسکا انکار وہی لوگ
کم ہمت کرتے ہین جنھون نے لڑکپن مین کوئی چیز سیکھی اور اوسی پر جم گئے اور بلندی کی غایت

تفصیل بھی واضح ہو گئی۔ اب اگر یہ کہو کہ اسکا تو تم اقرار کر چکے کہ بدعتیون کی دفع کرنے کے لیے علم کلام
کی طرف حاجت ہے اور اس زمانے مین بدعتین بہت ہو گئین اور یہ مصیبت عام ہو گئی اور اسکی
حاجت نہایت قوی ہی تو ضرور ہی کہ اس علم کا جاننا فرض کفایہ ہو جیسے اموال کی حفاظت اور
عہدۂ قضا اور تولیت وغیرہ کا بجالانا ہے اور جبتک کہ علما اس علم کے پھیلانے اور تدریس اور بحث
مین مشغول نہون گے تو وہ باقی کیسے رہے گا اور اگر بالفرض اسکو ترک کر دیا جاوی تو ظاہر ہے کہ نابود
ہو جاوی گا اور صرف طبیعتون مین اتنا مادہ نہین کہ بدعتیون کے شبہہ کا حل کر دیا کرین جبتک
کہ اس فن کو نہ سیکھین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فن کی تدریس اور بحث اس زمانہ مین فرض کفایہ ہے
بخلاف زمانہ صحابہ رضہ کے کہ اوسوقت مین اس علم کی طرف حاجت نہ تھی پس اسکی جواب مین ہم
کہتے ہین کہ واقع مین ہر ایک شہر مین اس علم کا جاننے والا جدا گانہ چاہیے کہ جو بدعتی اوس شہر کے
شبہہ کرین وہ اونکو جواب پاکر سکے اور یہ بات بدون تعلیم کے ہمیشہ قائم نہ رہے گی لیکن ہماری غرض یہ ہے
کہ اس علم کا علی العموم سبکو سکھانا اچھا نہین جیسے فقہ اور تفسیر کی تحصیل ہوتی ہی کیونکہ فقہ اور تفسیر
تو بمنزلہ غذا کے ہین اور کلام مثل دوا کے ہے غذا کے ضرر کا خوف نہین کیا جاتا اور دوا کا ضرر
خوف کے قابل ہے چنانچہ ہم اوسکے ضرر کے اقسام کو بیان کر چکے ہین پس جو شخص اس علم کا عالم
ہو اوسکو چاہیے کہ جس شخص مین تین خصلتین پاوی خاص اوسی کو یہ علم سکھاوی اول یہ کہ سیکھنے والا
علم ہی کی تحصیل کے لیے ہو اور اوسی کا حریص ہو اسلیے کہ اگر طالب پیشہ ور ہو گا اور اپنے کام مین
لگ جاوی گا تو یہ شغل اوسکو علم کی تکمیل اور شبہات کے دور کرنے کا مانع ہو گا جب کبھی اوسکو
شکوک پیش آوین دوسرے یہ کہ صاحب ذکا اور فطنت اور فصاحت ہو اسلیے کہ غبی آدمی کو اسکے
سمجھنے سے فائدہ نہو گا اور بے کینڈے تقریر کرنے والے کی حجت کچھ مفید نہین ہوتی اسلیے
اوسکے حق مین کلام کے ضرر کا خوف ہی اور فائدہ کی توقع نہین تیسرے یہ کہ اوسکی طبیعت مین
صلاحیت اور دیانت اور تقوی ہو اور شہوتین اوسپر غالب نہون اسلیے کہ بدکار آدمی ادنی شبہہ سے
دین سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور جو ذکا کہ اوسمین اور اوسکی لذتون مین ہوتی ہی وہ اس شبہہ سے
رفع ہو جاتی ہے تو اوسکو خواہش نہین ہوتی کہ شبہہ کو دور کیجیے بلکہ شبہہ کو غنیمت جانتا ہے
کہ دین کی تکلیفات کی برداشت سے رہائی ملی تو ایسے آدمی سے جسقدر خرابی ظہور مین آتی ہی
وہ صلاح کی نسبت کر زیادہ ہوتی ہی اور جب تم ان قسمون کو معلوم کر چکے تو تمکو واضح ہوا ہو گا
کہ علم کلام مین حجت عمدہ وہی ہے جو قرآن کی حجتون کی جنس سے ہو یعنی کلمات نرم اور دلنشین

واقف ہو جاوی یا اوسکے دل مین شبہہ اوٹھہ کھڑا ہو تو ایک پہ خطر روک پیدا ہوا اب جائز ہوا
کہ اوس مقدار تک ترقی کی جاوی جسکو ہمنے اقتصاد فی الاعتقاد مین مذکور کیا ہی اور وہ بقدر چھہ سات
جزون کے ہوگی اوسمین قواعد عقائد کے اور مباحثہ متکلمین وغیرہ کے سوا اور طرف نظر نہین
پس اگر یہ کتاب اوسکو کافی ہو تب تو اوستاد اور کچھہ اس فن مین اوسکو نہ سکھاوی اور اگر اوسپر
وہ قانع نہو تو روگ پرانا ہوگیا اور مرض بڑھگیا اب اوستاد کو حتی الوسع اوسکی ساتھہ نرمی تمنی
چاہیے اور انتظار کرنا چاہیے کہ اسد تعالی اپنے حکم سے کوئی تنبیہ کرکے اوسپر امر حق کو واضح کر دیتا ہی
یا وہ شک پر اور شبہہ پر اصرار کرکے کردنی خویش آمدنی پیش کا مصداق بنا چاہتا ہی کیونکہ
جسقدر مضمون کو کتاب اقتصاد خواہ اور اوسی جیسی تصنیف شامل ہے وسقدر سے توقع ہے کہ
مفید ہو باقی مضامین جو علم کلام مین ہین اور احاطہ نفع سے خارج وہ دو قسم ہین ایک تو وہ
کہ قواعد کے عقائد کے سوا اور امور ہون جیسے اعتمادات یعنی اسباب و علل اور ادراکات یعنی
علوم و قوی اور اکوان یعنی موجودات کے حال کی بحث کرنی اور اسبات مین خوض کرنا کہ آیا رویت
کے مخالف کا نام منع ہی یا نابینائی سب غیر مرئی چیزون کے لیے ہر ایک ہی منع ہی یا جتنی چیزین
کہ اونکی رویت ممکن ہے اونکے لیے موانع اونکے شمار کے منع ثابت ہی جیسے عنصریات کی بحث
ہوتی ہے اور سوا اونکے اور اسی طرح کی واہیات گمراہ کرنے والے ہین اور دوسری قسم یہ ہے
کہ عین دین مین قواعد عقائد کی دلیلون مین بہت سی تقریر اور زیادہ سوال جواب کیے جاوین اسطرح
بھی تقریر کو غایت درجہ پر پونہچانا ایسے شخص کے حق مین جو اوس قدر پر قانع نہو گمراہی اور جہالت
کے سوا اور کچھہ فائدہ نہین کرتا اسلیے کہ بہت سی کلام اس طرح کی ہے کہ طول دینے اور بڑھانے
سے اوسمین دقت ہو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی یون کہی کہ ادراکات اور اعتمادات کی حکمتون
کے حالات بیان کرنے سے دلون کے تیز ہو جانے کا فائدہ ہے اور دل دین کا آلہ ہی جیسے
تلوار جہاد کا آلہ ہے تو دل کے تیز کرنے مین کچھہ مضائقہ نہین تو یہ قول اوسکا ایسا ہوگا جیسے
یون کہے کہ شطرنج کا کھیلنا دل کی تیزی کے لیے ہے تو وہ کھیل بھی دین مین سے ہی غرض کہ
اس طرح کا حیلہ ایک خیال خام ہے شریعت کے جتنے علوم ہین اون سب سے دل کو تیزی ہوتی
ہے اور اون مین سے کسی مین کسی طرح کے ضرر کا خوف نہین۔ اس تقریر سے تمکو علم کلام
مین سے جسقدر عمدہ ہے اور جسقدر بری ہی معلوم ہوگئی اور وہ حال بھی دریافت ہوگیا
جس کین کہ مذمت اور تعریف کلام کی ہوتی ہی اور جسکو وہ مفید ہے اور جس کو مضر ہی اونکی

اسلیے کہ ایسے لوگون کو کلام کا سکھانا اونکے حق مین ضرر محض ہے کیونکہ اکثر اونکو شک اسمین مبتلا ہوتا ہی
اور اعتقاد جنبش کر جاتا ہے اور بعد کو اوسکا برابر رہنا صلاح سے ممکن نہین ہوتا اور جو عامی کہ معتقد
بدعت کا ہو اوسکو امر حق کی طرف نرمی کے طور پر کلام لطیف سے بلانا چاہیے اور ایسی گفتگو
اوسکے آگے کرنی چاہیے جس سے نفس کو قناعت اوّل مین تاثیر ہو اور دلائل قرآن مجید اور حدیث کے
ڈھنگ کے قریب ہو اور کسی قدر اوسمین نصیحت اور تخویف بھی ملی ہوئی ہو تعصب کی راہ سے
سمجھانا نچاہیے کیونکہ اوسکے حق مین جدل کی نسبت کر نرمی اور نصیحت ہی زیادہ کارآمد ہے
اسلیے کہ عامی جب متکلمون کی شرطون کے بموجب جدل سنے گا تو اوسکو یہ اعتقاد ہوگا کہ یہ ایک فن
مناظرہ کا ہے جسکو طرف ثانی نے سیکھا ہے تاکہ بتدریج لوگون کو اپنے اعتقاد کی طرف کھسیٹے اور اگر
جواب سے عاجز ہوگا تو فرض کرے گا کہ میرے مذہب والے بھی اسکا دفعیہ کر سکتے ہون گے پس ایسے
آدمی کے ساتھ اور اول کے ساتھ جدل حرام ہے اور اسی طرح اوس شخص کے ساتھ کہ شک مین
پڑگیا ہو اسلیے کہ شک کا دور کرنا نرمی اور وعظ اور اون دلیلون سے چاہیے جو فہم سے قریب
اور مقبول اور کلام کے مشکلات سے بعید ہون اور جدل کو غایت درجہ تک پونہچا دینا صرف
ایک جگہہ مین مفید ہے اور وہ یہ صورت ہے کہ کسی عامی نے ایک قسم کا جدل سنکر مثلاً بدعت کا
اعتقاد کر لیا ہو تو اس جدل کا مقابلہ اوسی جیسے جدل سے کیا جاوے تاکہ عامی مذکور اعتقاد
حق کی طرف پھر آوے اور یہ ایسے شخص کے حق مین ہوگا جس کا حال یہ معلوم نہو کہ وعظ پر اور عام
تخویفات پر قانع نہو کر مجادلے سے اُنس رکھتا ہے اسلیے کہ اسکی نوبت ایسی حالت پر آگئی ہے کہ بدون
جدل کے علاج کے اور تدبیر اوسکو مفید نہوگی تو ایسے کو جدل بتانا مضائقہ نہین اور یہ امر اون
شہرون مین ہے کہ بدعت کم ہو اور مذہب اون مین مختلف نہون تو ایسے شہرون مین اول
اونھین اعتقادات کے بیان پر اکتفا کرنی چاہیے جو ہم نے ذکر کیے ہین اور دلیلون کے درپے
ہونا نہ چاہیے اور شبہہ پڑنے کا منتظر رہنا چاہیے جب کوئی شبہہ واقع ہو تو بقدر حاجت
اوسکا کر دینا چاہیے اور اگر بدعت پھیلی ہوئی ہو اور خوف ہو کہ کہین لڑکے فریب مین
نہ آجاوین تو ایسے وقت مین اوسقدر دلائل جو ہمنے اپنے رسالۂ قدسیہ مین بیان کیے ہین
لڑکون کو سکھا دینے کا مضائقہ نہین کہ اوسکے سبب سے بدعتیون کے مجادلون کی تاثیر سے
بچے رہین اور یہ مقدار دلائل کی مختصر ہے اور چونکہ وہ رسالہ بھی مختصر ہے اسلیے ہمنے اونکو
اوس مین درج کیا ہے پس اگر مبتدی صاحب ذکا ہو اور اپنی طبیعت کی تیزی سے سوال کی جگہہ پر

اور مرض ہے جو شہرون اور بندون مین پھیل گیا ہے اور یہ ایک قسم کا فساد ہی جسکو جدل کرنی والون
نے تعصب کی جہت سی برپا کیا ہے پس یہ تو علم کلام کا ضرر ہے اور فائدہ اس علم کا یہی گمان مین
آتا ہے کہ حقیقتون کا منکشف ہونا اور اونکی ماہیت اصلی کا پہچاننا ہے لیکن واقعی یہ ہی کہ کلام
مین یہ مطلب سترگ نہین غالبا کشف حقیقت اور معرفت ماہیت کی نسبت کر خبط مین ڈالنا
اور گمراہی زیادہ ہوتی ہے اور اس بات کو اگر تمھاری سامنے کوئی محدث یا کٹھہ مُلّا کہے گا تب تو تم
اپنے دل مین یہ کہوگے کہ چونکہ یہ اس علم سے ناواقف ہین اور آدمی جس چیز کو نہین جانتا اوسکا
دشمن ہوا کرتا ہے اس لیے بُرا کہتے ہین لیکن اسکو ہمسی سنو کہ ہمنے اس علم کا خوب امتحان کیا اور اسکے
اقصے غایت تک پونہچے اور جو علم اس سے مناسبت رکھتے تھے اون مین بھی خوب مہارت پیدا
کی مگر بعد کو یہی پایا کہ اس علم کے ذریعہ سے معرفت حقائق کی راہ مسدود ہی اور اسی وجہ سے
اس علم سے ہمکو نفرت ہوگئی ہان اسمین کچھہ شک نہین کہ بعض امور کے انکشاف اور وضوح سے
علم کلام خالی نہین مگر یہ بات بہت کم ہے اور ایسے امور ظاہر مین ہوتی ہی کہ فن کلام مین غور
نہ کرنے سے بھی غالبا وہ سمجھہ مین آجاوین تو اس نفع کا تو کچھہ اعتبار نہین بلکہ علم کلام کا نفع صرف
ایک بات ہی یعنے جس عقیدہ کو ہم نے بیان کیا ہے اس علم کے ذریعے سے اوسکی حفاظت عوام پر
متصور ہے اور بدعتیون کے شک وشبہہ ڈالنے سے اور جدل کرنے سے بچاو اونکا ہو سکتا ہی
اسلیے کہ عامی آدمی ضعیف ہوتا ہے بدعتی کا جدل اوسکو گھبرا لیتا ہے پس وہ بیچارہ کلام کی جہت
سے اوسکا مقابلہ کر سکتا ہے گو یہ مقابلہ فاسد بات کا فاسد بات سی ہے مگر پھر بھی اوسکی اعتراض کو
ہٹا دیتا ہے اور آدمیون کے واسطے وہی عقیدہ عبادت شمار کیا جاتا ہے جسکو ہم لکھہ چکی ہین اسلیے کہ
وہ شریعت مین وارد ہے بدین لحاظ کہ اوسمین خوبی اونکے دین و دنیا کی ہے اور سلف صالح نی
اوسی پر اجماع کیا ہے اور علما کی لیے اوسکی حفاظت عوام کے حق مین بدعتیون کی دھوکون سی کرنی داخل
عبادت ہے جیسے سلاطین کے واسطے اونکے مالون کو ظالمون اور غاصبون کی لوٹ کھسوٹ
سے بچانا امر ثواب ہے ۔ اور جب اس علم کا فائدہ اور ضرر معلوم ہو چکا تو علما کو چاہیے کہ جیسی
طبیب حاذق دوای پر خطر کو استعمال کرتے ہین اور بدون اوسکے محل اور حاجت کے استعمال
نہین کرتے اسی طرح علم کلام کو بھی بوقت حاجت اور بقدر حاجت استعمال کرین اور اسکی تفصیل
یہ ہے کہ عوام جو اپنے پیشون اور حرفون مین مشغول ہین اونکو واجب ہے کہ جو عقیدی اونھون
نے سیکھے ہین اونھین پر چھوڑ دیے جاوین بشرطی کہ عقائد حق طور پر ہون جیسے ہمنی لکھی ہین

سوای شراب کی اور کوئی چیز بہنے والی نہو تو شراب اس غرض کی لیے مباح ہی۔ اور ایک وہ ہی کہ غیر کی
جہت سی حرام ہو جیسے کوئی مسلمان بیع کر چکا اوسپر خیار کے وقت مین بیع کرنی یا اذان جمعہ کے
وقت بیع کرنی یا مٹی کا کھانا کہ انکی حرمت اسوجہ سے ہے کہ اونمین ضرر ہے اور جو چیز ایسی ہو اوسکی
دو نوع ہین ایک تو وہ کہ اوسکی تھوڑی اور بہت دونون مضر ہون تو اوسکو بھی مطلق ہی کہا
جاوی گا کہ حرام ہے جیسے مثلا زہر ہے کہ تھوڑا اور بہت اوسمین سے قاتل ہی اور ایک نوع وہ ہے
کہ کثرت کی وقت مضر ہوتی ہے جیسے شہد ہے کہ اگر گرم مزاج والا کثرت سی کھاوی تو مضر ہے
یا جیسے مٹی کا کھانا کہ اوسکی کثرت مضر ہی تو ایسی چیز پر مباح ہونے کا اطلاق کیا جاوی گا غرض کہ
شراب پر حرمت کا اطلاق اور شہد پر حلت کا بولنا باعتبار غالب احوال کی ہی پس اگر کوئی ایسی
چیز ہو کہ جس مین حالات ایک دوسرے کے مخالف ہون تو اوسکے حکم مین بہتر اور التباس سی دور تر
یہ ہے کہ تفصیل وار بیان کیا جاوی اب ہم علم کلام کو جو دیکھتے ہین تو اوس مین نفع بھی پاتی ہین
اور ضرر بھی اسلیے کہتے ہین کہ علم کلام اپنے نفع کے اعتبار سے نفع کے موقع مین حلال ہے
یا مستحب یا واجب جس طرح کا حال مقتضی ہو اور اپنے ضرر کے رو سے ضرر کی محل مین حرام ہے
ضرر علم کلام کا یہ ہے کہ شبہون کو اوبھارتا ہے اور عقیدون کو ہلا کر یقین اور پختگی سی اونکو دور کر دیتا
ہی یہ بات علم کلام کی شروع مین ہو جاتی ہی اور دلیل سی پھر پختگی پھر آنے مین شک ہی اسباب مین
لوگ مختلف ہوتے ہین کوئی دلیل کے بعد درست ہو جاتی ہین بعضے درست نہین ہوتی یہ ضرر تو
اسکا امر حق کی اعتقاد مین ہے اور ایک ضرر اوسمین اور ہی کہ بدعتیون کا اعتقاد بدعت پر جم جاتا ہے
اور دلون مین ایسی طرح ٹھہرتا ہی کہ اوسی کے لوازم ظہور مین آتی ہین اور اوسپر اصرار کے زیادہ
حریص ہو جاتے ہین مگر یہ ضرر اوسی تعصب کی وجہ سے ہوتا ہے جو جدل کی باعث ہیجان مین
آتا ہے اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ عامی بدعتی کا اعتقاد نرمی سی بہت جلد زائل ہو سکتا ہے
لیکن جس صورت مین اوسکا نشو و نما ایسے شہر مین ہو جس مین جدل و تعصب ہو تب تو اگر اگلی پچھلے
سب اوسپر متفق ہو کر آوین تب بھی اوسکے سینے سے بدعت نہ نکال سکین گے بلکہ خواہش نفس اور
تعصب اور بغض جدل کرنے والون اور فرقہ مخالف کی خصومت اوسکی دل پر ایسی غالب ہوتی ہے
کہ حق بات کے ادراک سی اوسکو باز رکھتی ہے یہانتک کہ اگر اوس سے کہا جاوی کہ تمکو یہ منظور ہے
یا نہین کہ اللہ تعالی تمھاری سامنے سے پردہ دور کر دی اور تم آنکھون سے دیکھ لو کہ امر حق طرف ثانی
کی طرف ہے تو وہ اس امر کو اس نظر سے برا جانے گا کہ اس سی طرف ثانی کو خوشی ہوگی اور یہ بڑا روگ

بجالاوین اور ہمارے کچھ گناہ ہین اگر ہمکو یقین ہو کہ وہ بخشدیے جائینگے تب البتہ ہم کہینگے کہ ہم
اہل جنت مین سے ہین اور انھین گناہون کی وجہ سے ہم کہتے ہین کہ ایماندار ہین مگر یہ نہین کہتے کہ
اہل جنت مین سی ہین حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا کہ واقع مین تم نے درست کہا بخدا مجھسے
خطا ہوئی - اب رہا یہ کہ صحابہ رضہ اسمین خوض کم کرتے تھے بہت مصروف نہوتے تھے اور تھوڑی
تقریر کرتے تھے زیادہ نہوتی تھی اور وہ بھی حاجت کی وقت بلا تصنیف و تدریس کرتے تھے
اوسکو کوئی فن نہین مقرر کیا تھا تو اسکے لیے ہم کہینگے کہ صحابہ کا اسمین کمتر مصروف ہونا تو اسوجہ
سے تھا کہ حاجت کم تھی کیونکہ اوس زمانے مین بدعت کم ظاہر ہوتی تھی اور تقریر کے مختصر ہونے کی
وجہ یہ تھی کہ تقریر طرف ثانی کی ساکت کرنے اور اوسکے قائل ہونے اور شبہہ کے دور ہونے
اور امر حق کے واضح ہونے کے لیے ہوا کرتی ہے پس اگر طرف ثانی کا اعتراض یا اوسکا اصرار زیادہ
ہوگا تو ضرور ہے کہ اوسکا الزام بھی لنبا چوڑا ہوگا صحابہ رضہ بعد تقریر کے شروع فرمانے کے کسی ترازو
یا پیمانے سے اوسکی مقدار مقرر نہین کرتے تھے کہ اس سے زیادہ نہوگی اور تدریس اور تصنیف کے
جو درپے نہوئی تو اپنی عادت کی جہت سے نہوئی چنانچہ فقہ اور تفسیر اور حدیث مین بھی تدریس
اور تصنیف نہین فرمائی تو اگر فقہ مین تصنیف کرنا اور نادر صورتون کا بنانا جو کمتر واقع ہون
درست ہے باین لحاظ کہ اگر اس طرح کی صورت ہو جاوی تو مسئلہ کام آوی یا صرف جودت طبع اور
تیزی ذہن طالبون کی منظور ہو تو ہم بھی مجادلہ کے طریقون کو بہمین لحاظ ترتیب دیتی ہین
کہ شاید شبہہ کے اوبھرنے اور بدعتی کے جوش و خروش کرنے کے وقت کارآمد ہون یا ذہن
طالب علمونکا تیز ہو جاوی کہ وقت پر فوراً بی تامل جواب دی سکین رک نرہین جیسے لڑائی کے لیے
ہتھیار بنایا کرتے ہین کہ موقع سے پہلے بیکار ہوتے ہین مگر وقت پر کام آتے ہین - یہ دونون
طرف کی تقریرین ہین اور ہماری نزدیک اگر مختار اور تحقیق پوچھو تو یہ ہے کہ ہر حال مین مطلق
کلام کو برا کہنا یا ہر حال مین اوسکی تعریف کرنی دونون بیجا ہین بلکہ اس باب مین تفصیل ہونی چاہیے
اسکے لیے اول یہ معلوم کرنا چاہیے کہ حرمت دو قسم ہے ایک وہ کہ کوئی چیز اپنی ذات سی حرام ہو جیسے
شراب اور مردار ہے اور اپنی ذات سے حرام ہونے سے ہماری یہ غرض ہی کہ اوسکے حرام ہونے کی
علت خود اوسکے اندر کوئی وصف ہو جیسی شراب مین نشہ کرنا اور مردار مین موت ہے پس
اس طرح کی چیز کو جب ہم سے کوئی پوچھے گا تو ہم یہی کہینگے کہ مطلقا حرام ہے اسکا دھیان
نہ کرینگی کہ اضطرار کے وقت مردار مباح ہے یا گلے مین ٹکڑا اٹک جاوی اور اوسکے اوترنی کی لیے

مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اور فرمایا اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ بِهٰذَا یعنی اسکی کچھ حجت اور برہان بھی ہے اور فرمایا قُلْ فَلِلّٰهِ
الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ اور فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاجَّ اِبْرَاهِيْمَ فِيْ رَبِّهٖ اَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ
الْمُلْكَ یہانتک کہ فرمایا فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ اس آیت مین اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کا
حجت کرنا اور جدل کرنا اور دشمن کو ساکت کر دینا تعریف کی طور پر ارشاد فرمایا اور فرمایا وَتِلْكَ
حُجَّتُنَا اٰتَيْنَاهَا اِبْرَاهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ اور فرمایا قَالُوْا يَا نُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ
جِدَالَنَا اور فرعون کی قصے مین ارشاد فرمایا وَمَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ یہانتک کہ کہا اَوَلَوْ جِئْتُكَ
بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ غرض یہ کہ قرآن مجید اول سی آخر تک کفار کے ساتھ حجتین ہین چنانچہ عمدہ دلیل متکلمون
کی توحید مین یہ آیت ہی لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اور نبوت کی باب مین یہ آیت ہے
وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ اور محشر مین اوٹھنی کی
باب مین یہ آیت ہے قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ اور سوا اسکے اور آیتین اور دلیلین
ہین اور ہمیشہ سب رسول صلوات اللہ علیہم منکرون سے لڑتے اور جھگڑتی جدال و حجت کرتی آئی ہین
اللہ تعالی فرماتا ہے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور صحابہ رض بھی منکرون سے حجت اور جدال کیا کرتے
تھے مگر حاجت کے وقت کرتی تھے اور اونکے وقت مین حاجت کم تھی اور سب سے اول بدعتیون سی حضرت
علی رض نے مجادلہ کا ڈھنگ ڈالا کہ حضرت ابن عباس رض کو خارجیون سے بحث کرنے کو بھیجا اور اونھون
نے اون سے یہ تقریر کی کہ تم اپنے امام کی عقوبت کی خواہان کیون ہو اونھون نے جواب دیا کہ اس وجہ سے
کہ اوسنے قتال کیا اور قیدی اور غنیمت ہمکو نہین دی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ امر کفار کی لڑائی
مین ہوتا ہے بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر حضرت عائشہ رض جمل کے روز کی لڑائی مین قید ہو جاتین اور وہ تم مین سے
کسی کے حصے مین پڑتین تو کیا تم اونسے وہی معاملہ برتتے جو اپنی لونڈیون سی کرتے ہو حالانکہ وہ نص
قرآنی کی رو سے تمھاری ماہین خارجیون نے جواب مین عرض کیا کہ یہ کبھی نہوتا غرضکہ اس مجادلے سے دو ہزار آدمی
آپکی اطاعت مین آ گئے — اور مروی ہی کہ حضرت حسن رض نے ایک شخص تقدیر کے منکر سے مناظرہ کیا اور وہ
اپنے مذہب سے تائب ہوا — اور حضرت علی رض نے ایک قدریہ سے مناظرہ کیا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رض
نے یزید بن عمیرہ سے ایمان کے باب مین مناظرہ کیا اور اوسمین یہ فرمایا کہ اگر تم یہ کہو کہ مین ایماندار ہون
تو یہ ضرور ہے کہ کہو کہ مین جنت مین جاؤنگا یزید بن عمیرہ نے کہا کہ ای صاحب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یہ آپ کی خطا ہے ایمان تو اسی کا نام ہے کہ ہم اللہ پر اور اوسکی فرشتون اور کتابون اور
رسولون پر اور مرنے کے بعد اوٹھنے اور وزن اعمال پر ایمان لاوین اور نماز اور روزہ اور زکوۃ کو

بجا لاوین

نسبت کر الفاظ کی ترتیب مین فصیح تر ہونے کے کلام سے سکوت کیا اسکی وجہ یہی تھی کہ وہ لوگ جو کچھہ خرابی اس سے پیدا ہوتی ہے اوس سے واقف تھے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ یعنے ہلاک ہوئے وہ لوگ کہ بحث اور کلام مین زیادہ خوض کرتے ہین ۔ اور اہل حدیث یہ حجت بھی پیش کرتے ہین کہ اگر علم کلام دین سے ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکا امر ضرور ہی فرما دیتے اور اوسکا طریق سکھلا دیتے اور اوسکی اور اوسکے عالمون کی تعریف کر دیتے کیونکہ صحابہ رض کو استنجا تک تو تعلیم فرمایا اور فرائض کے یاد کرنے کا ارشاد کیا اور اونکی تکلیف کی اور تقدیر مین کلام کرنے کو منع فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ تقدیر کے باب مین خاموش رہو اور اسی پر صحابہ رض بھی جمے رہے پس استاذ پر زیادتی کرنی سرکشی و ظلم ہے اور صحابہ ظاہر ہے کہ پیشوا اور استاذ ہین اور ہم پیرو اور شاگرد ہین ۔ اور دوسرا فرقہ جو علم کلام کو اچھا جانتے ہین وہ یون دلیل کرتے ہین کہ اگر علم کلام مین یہ خرابی ہے کہ اوسمین جوہر اور عرض اور دوسری اصطلاحین نادر جو صحابہ رض کے عہد مین نہ تھین موجود ہین تب تو کچھہ سہل بات ہے اسلیے کہ ہر ایک علم مین اوسکی سمجھانے کے لیے اصطلاحین نئی بنی ہین مثلاً حدیث اور تفسیر اور فقہ مین بہت اصطلاحین اس قسم کی ہین کہ اگر اونکو صحابہ رض پر پیش کرتے تو وہ اونکو نہ سمجھتے جیسے قیاس کی اصطلاحین نقض اور کسر اور ترکیب اور تعدیہ اور فساد وضع ہین غرضکہ الفاظ کا بنانا مقصود صحیح پر دلالت کرنے کے لیے ایسا ہے جیسا ایک نئی صورت کا برتن بنا کر مباح چیز مین استعمال کرین اسمین کچھہ خرابی نہین اور اگر علم کلام مین خرابی لفظ کے اعتبار سے نہین غرض اور معنون کے اعتبار سے ہے تو ہماری غرض اوس سے صرف یہ ہے کہ عالم کے حادث ہونے کے اور خدای تعالی کی وحدانیت اور صفات کی دلیل پہچانین جس طرح پر کہ وہ شرع مین ثابت ہون پس خدای تعالی کو دلیل کے ساتھہ پہچاننا حرام کہان سے ہوا اور اگر علم کلام مین یہ خرابی ہے کہ اوسکا انجام شور و شغب اور تعصب اور عداوت اور کینہ ہے تو یہ بیشک حرام ہے اس سے بچنا واجب ہی جیسے کہ علم حدیث اور تفسیر اور فقہ کے جاننے سے بعض لوگون کو کبر اور عجب اور نمود اور طلب ریاست ہو جاتی ہے کہ ان کی بھی حرمت مین کچھہ شک نہین اور ان سے احتراز کرنا واجب مگر علم سے منع کرنا نچاہیے اس خیال سے کہ انجام کو یہ خرابی اس سے ہوگی اور دلیل کا ذکر کرنا اور اوسکا طلب کرنا اور اوسکے حال سے بحث کرنی ممنوع کیسے ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اور فرمایا لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ اور فرمایا هَلْ عِنْدَكُمْ

۱ مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و احمد و دارمی ۱۲
۲ مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و احمد و دارمی ۱۲
۳ ابن ماجہ و احمد و دارمی ۱۲
۴ ابن ماجہ و احمد و دارمی ۱۲
۵ ابن ماجہ و احمد و دارمی ۱۲
۶ ابن ماجہ و احمد و دارمی ۱۲

مبتلا ہوا وسکے حق مین اس سے بہتر ہی کہ علم کلام مین نظر کرے۔ اور کرامیہ روایت کرتے ہین کہ امام شافعی رح سے کسی نے کوئی مسئلہ علم کلام کا پوچھا تو آپ نے غصہ ہوکر فرمایا کہ اسکا حال حفص فرد اور اوسکے ساتھیون سے پوچھنا چاہیے خدای تعالے اونکو رسوا کرے۔ اور جب امام شافعی رح بیمار ہوئی تو حفص فرد اونکی پاس گیا آپ نے پوچھا کہ کون ہے اوسنے کہا مین ہون حفص فرد آپ نے فرمایا کہ خدا تیری حفاظت اور نگہبانی نکرے یہانتک کہ جس امر مین تو مبتلا ہے اوس سے توبہ نہ کرلے۔ اور یہ بھی آپکا ارشاد ہے کہ اگر آدمیون کو معلوم ہوجاوی کہ علم کلام مین کتنی بدعتین ہین تو اوس سے ایسا بھاگین جیسے شیر سے بھاگتی ہین۔ اور فرمایا کہ جب تم کسیکو یہ کہتے سنو کہ اسم خواہ مسمی ہے یا مسمے کا غیر ہے تو جان لو کہ وہ کلام والون مین سے ہے اور اوسکا کوئی دین نہین۔ زعفرانی کہتے ہین کہ امام شافعی رح نے فرمایا ہے کہ اہل کلام کے باب مین میری تجویز یہ ہے کہ اونکے بیتین لگوا کر تمام قبیلون مین پھرایا جاوے اور منادی کیجاوی کہ یہ سزا ہے اوسکی جو کتاب اللہ اور حدیث کو چھوڑکر علم کلام مین مشغول ہو۔ اور امام احمد بن حنبل رح فرماتے ہین کہ اہل کلام کو فلاح کبھی نہوگی اور جو شخص کلام کو دیکھے اوسکو ایسا کم پاوگے کہ اوسکے دل مین نقصان نہو اور کلام کی برائی مین آپ نے یہانتک مبالغہ کیا کہ حارث محاسبی کے باوجود اونکے زہد اور پرہیزگاری کے ملنا چھوڑدیا اس جہت سے کہ اونھون نے ایک کتاب بدعتیون کے رد مین لکھی تھی اور فرمایا کہ کبھی پہلے تو تو اونکی بدعت نقل کرتا ہے تب اوسکا جواب لکھتا ہے تو گویا لوگونکو اپنی تصنیف سے رغبت دلاتا ہے کہ بدعت کو دیکھین اور اون شبہونکا مطالعہ کرین پھر یہی امر اونکو رای اور بحث کا موجب ہوجاوی۔ اور یہ بھی امام احمد رح کا قول ہی کہ علمای کلام بددین ہین۔ اور امام مالک رح فرماتے ہین کہ بھلا اگر کلام والے کے مقابل ایسا شخص آوی جو اوس سے زیادہ لڑاک ہو تو ہر روز ایک نیا دین اپنے لیے ایجاد کیا کرے گا اس سے یہ غرض ہے کہ لڑنے والون کے کلام ایک دوسری کے ضد ہوا کرتی ہے تو جو غالب ہوگا دوسرے کو اوسی کی رای اختیار کرنی پڑیگی۔ اور یہ بھی آپ نے فرمایا کہ بدعت اور ہوا والون کی گواہی درست نہین اور بعض آپ کی شاگرد کہتے ہین کہ اہل ہوا سے آپ کی غرض اہل کلام ہین خواہ کسی مذہب پر ہون۔ اور امام ابو یوسف نے فرمایا ہے کہ جو شخص علم کی طلب کلام سے کرتا ہی وہ بددین ہوجاتا ہے۔ اور حسن رح کا ارشاد ہے کہ اہل ہوا سے نہ جدل کرو اور نہ اونکے پاس بیٹھو اور نہ اونکا قول سنو۔ اور سلف کے سب اہل حدیث کا کلام کی برائی پر اتفاق ہے اور جتنی تاکیدین شدید اونھون نے اسباب مین فرمائی ہین وہ خارج از حد شمار ہین اور کہا ہے کہ صحابہ رض نے جو باوجود حقائق کے زیادہ واقف ہونے اور دوسرون کی

اور بحث اور تفتیش اور دلیلون کو بتکلف بنانے کا حکم ہرگز نہین کیا اور اگر شخص مذکور طریق آخرت کے چلنے والون مین سے ہونا چاہے گا اور توفیق اوسکی رفیق ہوگی یہان تک کہ عمل مین مشغول ہوکر تقوی کے پیچھے پڑے گا اور نفس کو خواہش سے باز رکھکر ریاضت اور مجاہدہ مین مشغول ہوگا تو اوسکے لیے ہدایت کے دروازے کھل جاوین گے اور ایک نور الٰہی سے جو مجاہدہ کے سبب اوسکے دل مین پڑی گا ان عقیدون کی حقیقتین واضح ہو جاوین گی کیونکہ مجاہدہ سے اس نور کے دل مین ڈالنے کا خدای تعالی نے وعدہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ اور یہ نور ایک جوہر نفیس ہے کہ صدیقون اور مقربون کے ایمان کی غایت وہی ہے اور جو راز کہ حضرت ابوبکر صدیق رض کے دل مین ڈالا گیا اور اوسکی جہت سے آپ تمام خلق سے افضل ہوئے وہ بھی اسی نور کیطرف اشارہ ہی اور اس راز کے کھلنے بلکہ سب اسرار کے معلوم ہونے کے بہت سے درجات ہین جتنا کوئی مجاہدہ کرے گا اور اپنے باطن کو جسقدر صاف اور غیر اللہ سے پاک رکھی گا اور نور یقین ہی روشنی حاصل کریگا اوسی قدر اسرار بھی کھلین گے اور اسکو ایسا سمجھنا چاہیے جیسے طب اور فقہ اور دوسری علوم کے اسرار ہین لوگ موافق اپنی محنت کے اور بقدر اپنی ذکا اور دانائی سرشتی کے مختلف ہوا کرتے ہین تو جس طرح پر یہ درجات علم کے بے انتہا ہین اوسی طرح درجات اسرار بھی غیر منحصر ہین مسئلہ جدال اور کلام کا سیکھنا نجوم کیطرح برا ہی یا مباح خواہ مستحب ہے جواب اس مسئلہ مین دونون طرفونکو بہت سا مبالغہ اور اسراف ہے یعنے بعض تو یہ کہتے ہین کہ اوسکا سیکھنا بدعت اور حرام ہے اور بندہ شرک کے سوا کوئی سا گناہ کرکے مرے اس سے بہتر ہے کہ خدا کے سامنے علم کلام کے ساتھ جاوے اور بعض کہتے ہین کہ اوسکا سیکھنا واجب ہے فرض کفایہ یا فرض عین ہے اور یہ سب اعمال سے بہتر اور ثواب کی چیزون مین عمدہ ہے اسلیے کہ اسکا سیکھنا علم توحید کا تحقیق کرنا اور خدای تعالی کے دین کیطرف سے لڑنا ہے - اور امام شافعی اور مالک اور احمد رح اور سفیان ثوری اور سب اہل حدیث سلف کی اوسکی حرمت کے قائل ہین - ابو عبدالاعلی کہتے ہین کہ جس روز امام شافعی رح نے حفص فرد سے مناظرہ کیا تھا جو کہ معتزلہ مین سے علم کلام کا ماہر تھا مین نے سنا کہ امام صاحب فرماتے تھے کہ اگر بندہ شرک کے سوا ہر ایک گناہ کے ساتھ خدای تعالے سے ملے اس سے بہتر ہے کہ کچھ بھی علم کلام کے ساتھ اوسکے سامنے جاوی اور مین نے حفص کی بھی ایک کلام سنی جسکو مین نقل نہین کرسکتا - اور یہ بھی امام شافعی رح فرماتے ہین کہ مین اہل کلام کی ایک ایسی بات پر مطلع ہوا ہون کہ مجکو کبھی اوسکا گمان نتھا اور اگر بندہ خدای تعالے کے تمام منہیات مین سے ہر ای شرک کے

ف اور جنھون نے نہایت کی ہمارے ساتھ ہمسو جہاد مین اور بیشک اوکو اپنی راہین اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیکی والون کے ۱۲

اوسکی راہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور اوسکی تفسیر اور حدیث پڑھنے اور اوسکے معانی سمجھنے مین
مشغول ہو اور عبادات روزمرہ کی بجاآوری مین لگے تو اس تدبیر سے جو کچھہ قرآن مجید کی دلیلین
اور حجتین اسکے کان مین پونہچین گی اور حدیث مین اونکے شاہد دیکھے گا اور عبادات کی انوار سی
منور ہوگا اور نیکبختون کے مشاہدے اور اونکی ہم نشینی سے متاثر ہوکر اللہ تعالی کے حضور مین اونکی
فروتنی اور مسکنت اور اوس کے ڈرنی کو دیکھے گا تو یہ سب امور اسبات کی باعث ہونگے کہ اوسکا اعتقاد
روز بروز مضبوط ہوتا جاوے پس اول لڑکپن مین ان عقیدون کا سکھلا دینا بمنزلہ سینے مین بیج
ڈالنے کے ہے اور یہ لوازم اوسکے لیے مثل پانی دینے اور نولانے کے ہین تاکہ پیڑ بڑھکر زور
پکڑ جاوی اور ایک شجرہ طیبہ ہو جسکی جڑ جمی رہے اور شاخ آسمان مین پونہچے۔ اور چاہیے کہ لڑکون
کے کان جدل اور کلام سے نہایت درجہ کو بچائے جاوین اسلیے کہ جھگڑے سے اتنی بات دل مین
بیٹھتی نہین جتنی اکھڑ جاتی ہے اوس سی بناو کم ہے اور بگاڑ زیادہ بلکہ لڑکون کے عقیدون کو جدل سے
تقویت کرنے کی مثال ایسی ہی کہ کوئی ہتوڑا لیکر درخت کی جڑ مین مارا کری کہ میری غرض یہ ہے
کہ اسکی جڑ مضبوط ہو اور موٹائی پکڑے حالانکہ ہتوڑا بعید نہین کہ اجزا کو متفرق کرکے درخت کو
بگاڑ دی اور اکثر یون ہی ہوتا ہے اسکے سوا مشاہدہ کے سامنے کچھہ بیان کی ضرورت نہین مصرع
شنیدہ کے بود مانند دیدہ ٭ جو لوگ کہ عوام مین سے نیکبخت اور پرہیزگار ہین اونکے عقیدون کو
کلام والون اور جدل کے ماہرون کے عقائد سے مقابلہ کر دیکھو معلوم ہوگا کہ عوام کی عقیدی تو
اونچے پہاڑ کی طرح جمے ہوئے ہین کہ کسی آفت اور بجلی سے نہین ہل سکتی اور کلام والے جو اپنے
عقیدون کی حفاظت فن جدل سے کرتے رہتے ہین ان کے عقیدے ایسے ہونگے جیسے کوئی
ڈورا ہوا مین لٹکا دیا جاوے کہ ہوا سی کبھی تو وہ ادھر جھک جاتا ہے کبھی اودھر جھک جاتا ہے
کیونکہ جو کوئی اون مین سے اعتقاد کی دلیل سنتا ہے اوسکو تقلید ہی کی راہ سے مانتا ہے جیسے
خود اعتقاد کو تقلید کے طور پر حاصل کرتا ہے یعنے دلیل کی سیکھنے اور مدلول کے سیکھنے مین کچھہ
فرق نہین دونون مین تقلید ہوتی ہی تو دلیل کا سیکھنا اور بات ہی اور نظر کا مستقل ہونا اور
چیز ہے جو اوس سے بہت دور ہے۔ پھر لڑکے کا ابھار اگر اس عقیدے پر ہوا تو اگر وہ دنیا
کمانے مین مشغول ہو جاوے گا تب تو اوسکو سوای اوس عقیدی کے اور کچھہ واضح نہوگا مگر
اہل حق کا سا اعتقاد کے رکھنے کی جہت سے آخرت مین سلامت رہے گا اسلیے کہ شرع
نے عرب کے اجلاف کو اتنا ہی حکم دیا ہے کہ ظاہر عقائد کے بموجب اپنی تصدیق پکی کر لین

واقف ہو جاوی یا اوسکے دل مین شبہہ اوٹھہ کھڑا ہو تو ایک پر خطر روگ پیدا ہوا اب جائز ہوا
کہ اوس مقدار تک ترقی کی جاوی جسکو ہمنے اقتصاد فی الاعتقاد مین مذکور کیا ہی اور وہ بقدر چھہ سات
جزون کے ہوگی اوسمین قواعد عقائد کے اور مباحثہ متکلمین وغیرہ کے سوا اور طرف نظر نہین
پس اگر یہ کتاب اوسکو کافی ہو تب تو اوستاد اور کچھہ اس فن مین اوسکو نہ سکھاوی اور اگر اوسپر
وہ قانع نہو تو روگ پرانا ہو گیا اور مرض بڑھگیا اب اوستاد کو حتی الوسع اوسکی ساتھہ نرمی برتنی
چاہیے اور انتظار کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی اپنی حکم سی کوئی تنبیہ کرکے اوسپر امر حق کو واضح کر دیتا ہی
یا وہ شک پر اور شبہہ پر اصرار کرکے کردنی خویش آمدنی پیش کا مصداق بنا چاہتا ہی کیونکہ
جسقدر مضمون کو کتاب اقتصاد خواہ اور اوسی جیسی تصنیف شامل ہے اوسقدر سے توقع ہے کہ
مفید ہو باقی مضامین جو علم کلام مین ہین اور احاطہ نفع سے خارج وہ دو قسم ہین ایک تو وہ
کہ قواعد کے عقائد کے سوا اور امور ہون جیسے اعتمادات یعنی اسباب و علل اور ادراکات یعنی
علوم و قوی اور اکوان یعنی موجودات کے حال سی بحث کرنی اور اسبات مین خوض کرنا کہ آیا رویت
کے مخالف کا نام منع ہی یا نابینائی سب غیر مرئی چیزون کے لیے ہر ایک ہی منع ہی یا جتنی چیزین
کہ اونکی رویت ممکن ہے اونکے لیے موافق اونکے شمار کے منع ثابت ہی جیسے عنصریات کی بحث
ہوتی ہے اور سوا انکے اور اسی طرح کی واہیات گمراہ کرنے والے ہین اور دوسری قسم یہ ہے
کہ عین اونھین قواعد عقائد کی دلیلون مین بہت سی تقریر اور زیادہ سوال جواب کیے جاوین اسطرح پر
بھی تقریر کو غایت درجہ پر پونہچانا ایسے شخص کے حق مین جو اوس قدر پر قانع نہو گمراہی اور جہالت
کے سوا اور کچھہ فائدہ نہین کرتا اسلیے کہ بہت سی کلام اس طرح کی ہے کہ طول دینے اور بڑھانے
سے اوسمین دقت ہو جاتی ہے ۔ اور اگر کوئی یون کہی کہ ادراکات اور اعتمادات کی حکمتون
کے حالات بیان کرنے سے دلون کے تیز ہو جانے کا فائدہ ہے اور دل دین کا آلہ ہی جیسے
تلوار جہاد کا آلہ ہے تو دل کے تیز کرنے مین کچھہ مضائقہ نہین تو یہ قول اوسکا ایسا ہوگا جیسے
یون کہے کہ شطرنج کا کھیلنا دل کی تیزی کے لیے ہے تو وہ کھیل بھی دین مین سے ہی غرض کہ
اس طرح کا حیلہ ایک خیال خام ہے شریعت کے جتنے علوم ہین اون سب سے دل کو تیزی ہوتی
ہے اور اون مین سے کسی مین کسی طرح کے ضرر کا خوف نہین ۔ اس تقریر سے تمکو علم کلام
مین سے جسقدر عمدہ ہے اور جسقدر بری ہی معلوم ہو گئی اور وہ حال بھی دریافت ہو گیا
جس مین کہ مذمت اور تعریف کلام کی ہوتی ہی اور جسکو وہ مفید ہے اور جس کو مضر ہی اونکی

اسلیے کہ ایسے لوگون کو کلام کا سکھانا اونکے حق مین ضرر محض ہے کیونکہ اکثر اونکو شک اسمین طاری ہوتا ہی
اور اعتقاد جنبش کر جاتا ہے اور بعد کو اوسکا برقرار رہنا اصلاح سے ممکن نہین ہوتا اور جو عامی کہ معتقد
بدعت کا ہو اوسکو امر حق کی طرف نرمی کے طور پر کلام لطیف سے بلانا چاہیے اور ایسی گفت گو
اوسکے آگے کرنی چاہیے جس سے نفس کو قناعت اوّل مین تاثیر ہو اور دلائل قرآن مجید اور حدیث کے
ڈھنگ کے قریب ہو اور کسی قدر اوسمین نصیحت اور تخویف بھی ملی ہوئی ہو تعصب کی راہ سے
سمجھانا نچاہیے کیونکہ اوسکے حق مین جدل کی نسبت کہ نرمی اور نصیحت ہی زیادہ کارآمد ہے
اسلیے کہ عامی جب متکلمون کی شرط کے بموجب جدل سنے گا تو اوسکو یہ اعتقاد ہوگا کہ یہ ایک فن
مناظرہ کا ہی جسکو طرف ثانی نے سیکھا ہی تاکہ بتدریج لوگون کو اپنے اعتقاد کی طرف کھسیٹے اور اگر
جواب سے عاجز ہوگا تو فرض کرے گا کہ میرے مذہب کو ابھی اسکا دفعیہ کر سکتے ہون گے پس ایسے
آدمی کے ساتھہ اور اول کے ساتھہ جدل حرام ہے اور اسی طرح اوس شخص کے ساتھہ کہ شک مین
پڑگیا ہو اسلیے کہ شک کا دور کرنا نرمی اور وعظ اور اون دلیلون سے چاہیے جو فہم سے قریب
اور مقبول اور کلام کے مشکلات سے بعید ہون اور جدل کو غایت منتہا تک پونہچانا صرف
ایک جگہہ مین مفید ہے اور وہ یہ صورت ہی کہ کسی عامی نے ایک قسم کا جدل سنکر مثلاً بدعت کا
اعتقاد کر لیا ہو تو اس جدل کا مقابلہ اوسی جیسے جدل سے کیا جاوے تاکہ عامی مذکور اعتقاد
حق کی طرف پھر آوے اور یہ ایسے شخص کے حق مین ہوگا جس کا حال یہ معلوم نہو کہ وعظ پر اور عام
تخویفات پر قانع نہو کر مجادلے سے اُنس رکھتا ہی اسلیے کہ اسکی نوبت ایسی حالت پر آگئی ہی کہ بدون
جدل کی علاج کے اور تدبیر اوسکو مفید نہوگی تو ایسے کو جدل بتانا مضائقہ نہین اور یہ امر اون
شہرون مین ہی کہ بدعت کم ہو اور مذہب اون مین مختلف نہون تو ایسے شہرون مین اول
اونھین اعتقادات کے بیان پر اکتفا کرنی چاہیے جو ہم نے ذکر کیے ہین اور دلیلون کے درپے
ہونا نہ چاہیے اور شبہہ پڑنے کا منتظر رہنا چاہیے جب کوئی شبہہ واقع ہو تو بقدر حاجت
اوسکا کر دینا چاہیے اور اگر بدعت پھیلی ہوئی ہو اور خوف ہو کہ کہین لڑکے فریب مین
نہ آجاوین تو ایسے وقت مین اوسقدر دلائل جو ہمنے اپنے رسالہ قدسیہ مین بیان کیے ہین
لڑکون کو سکھا دینے کا مضائقہ نہین کہ اوسکے سبب سے بدعتیون کے مجادلون کی تاثیر سے
بچے رہین اور یہ مقدار دلائل کی مختصر ہے اور چونکہ وہ رسالہ بھی مختصر ہے اسلیے ہمنے اونکو
اوس مین درج کیا ہے پس اگر مبتدی صاحب ذکا ہو اور اپنی طبیعت کی تیزی ہی سوال کی جگہہ پر

واقف

اور مرض ہے جو شہرون اور بندون مین پھیل گیا ہے اور یہ ایک قسم کا فساد ہی جسکو جدل کرنے والون نے تعصب کی جہت سی برپا کیا ہے پس یہ تو علم کلام کا ضرر ہے اور فائدہ اس علم کا یہی گمان مین آتا ہے کہ حقیقتون کا منکشف ہونا اور اونکی ماہیت اصلی کا پہچاننا ہے لیکن واقعی یہ ہی کہ کلام مین یہ مطلب مترکز نہین غالبا کشف حقیقت اور معرفت ماہیت کی نسبت کرخبط مین فی الناس اور گمراہی زیادہ ہوتی ہے اور اسبات کو اگر تمھاری سامنے کوئی محدث یا کٹھہ ملا آکے گا تب تو تم اپنے دل مین یہ کہوگے کہ چونکہ یہ اس علم سے ناواقف ہین اور آدمی جس چیز کو نہین جانتا اوسکا دشمن ہوا کرتا ہے اس لیے برا کہتے ہین لیکن اسکو ہمسے سنو کہ ہمنے اس علم کا خوب امتحان کیا اور اسکے اقصے غایت تک پونہچے اور جو علم اس سے مناسبت رکھتے تھے اون مین بھی خوب مہارت پیدا کی مگر بعد کو یہی پایا کہ اس علم کے ذریعہ سے معرفت حقائق کی راہ مسدود ہی اور اسی وجہ سے اس علم سے ہمکو نفرت ہوگئی ہان اسمین کچھہ شک نہین کہ بعض امور کے انکشاف اور وضوح سے علم کلام خالی نہین مگر یہ بات بہت کم ہے اور ایسے امور ظاہر مین ہوتی ہی کہ فن کلام مین غور نہ کرنے سے بھی غالبا وہ سمجھہ مین آجاوین تو اس نفع کا تو کچھہ اعتبار نہین بلکہ علم کلام کا نفع صرف ایک بات ہی یعنے جس عقیدہ کو ہم نے بیان کیا ہے اس علم کے ذریعے سے اوسکی حفاظت عوام پر متصور ہے اور بدعتیون کے شک وشبہہ ڈالنے سے اور جدال کرنے سے بچاو اونکا ہوسکتا ہی اسلیے کہ عامی آدمی ضعیف ہوتا ہے بدعتی کا جدل اوسکو گھبرا لیتا ہے پس وہ بیچارہ کلام کی جہت سے اوسکا مقابلہ کرسکتا ہے گو یہ مقابلہ فاسد بات کا فاسد بات سی ہے مگر پھر بھی اوسکی اعتراض کو ہٹا دیتا ہے اور آدمیون کے واسطے وہی عقیدہ عبادت شمار کیا جاتا ہے جسکو ہم لکھہ چکے ہین اسلیے کہ وہ شریعت مین وارد ہے بدین لحاظ کہ اوسمین خوبی اونکے دین ودنیا کی ہے اور سلف صالح نے اوسی پر اجماع کیا ہے اور علما کی لیے اوسکی حفاظت عوام کے حق مین بدعتیون کی دھوکون سی کرنی من اجل عبادت ہے جیسے سلاطین کے واسطے اونکے مالون کو ظالمون اور غاصبون کی لوٹ کھسوٹ سے بچانا امر ثواب ہے سا ورجب اس علم کا فائدہ اور ضرر معلوم ہوچکا تو علما کو چاہیے کہ جیسے طبیب حاذق دوای پر خطر کو استعمال کرتے ہین اور بدون اوسکے محل ورحاجت کے استعمال نہین کرتے اسی طرح علم کلام کو بھی بوقت حاجت اور بقدر حاجت استعمال کرین اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ عوام جو اپنے پیشون اور حرفون مین مشغول ہین اونکو واجب ہے کہ جو عقیدے اونھون نے سیکھے ہین اونھین پر چھوڑ دیے جاوین بشرطیکہ عقائد حق طور پر ہون جیسے ہمنے لکھی ہین

سوای شراب کی اور کوئی چیز بہنے والی نہو تو شراب اس غرض کی لیے مباح ہی۔ اور ایک وہ ہی کہ غیر کی
جہت سی حرام ہو جیسے کوئی مسلمان بیع کر چکا اوسپر خیار کے وقت مین بیع کرنی یا اذان جمعہ کے
وقت بیع کرنی یا مٹی کا کھانا کہ انکی حرمت اسوجہ سے ہے کہ اونمین ضرر ہے اور جو چیز ایسی ہو اوسکی
دو نوع ہین ایک تو وہ کہ اوسکی تھوڑی اور بہت دونون مضر ہون تو اوسکو بھی مطلق ہی کہا
جاوی گا کہ حرام ہے جیسے مثلا زہر ہے کہ تھوڑا اور بہت اوسمین سے قاتل ہی اور ایک نوع وہ ہے
کہ کثرت کی وقت مضر ہوتی ہے جیسے شہد ہے کہ اگر گرم مزاج والا کثرت سی کھاوی تو مضر ہے
یا جیسے مٹی کا کھانا کہ اوسکی کثرت مضر ہی تو ایسی چیز پر مباح ہونے کا اطلاق کیا جاوی گا غرض کہ
شراب پر حرمت کا اطلاق اور شہد پر حلت کا بولنا باعتبار غالب احوال کی ہی پس اگر کوئی ایسی
چیز ہو کہ جس مین حالات ایک دوسرے کے مخالف ہون تو اوسکے حکم مین بہتر اور التباس سی دور تر
یہ ہے کہ تفصیل وار بیان کیا جاوی اب ہم علم کلام کو جو دیکھتے ہین تو اوس مین نفع بھی پاتی ہین
اور ضرر بھی اسلیے کہتے ہین کہ علم کلام اپنے نفع کے اعتبار سے نفع کے موقع مین حلال ہے
یا مستحب یا واجب جس طرح کا حال مقتضی ہو اور اپنے ضرر کے رو سے ضرر کی محل مین حرام ہے
ضرر علم کلام کا یہ ہے کہ شبہون کو اوبھارتا ہے اور عقیدون کو ہلا کر یقین اور پختگی سی اونکو دور کر دیتا
ہی یہ بات علم کلام کی شروع مین ہو جاتی ہی اور دلیل سی پھر پختگی پھر آنے مین شک ہی اسباب مین
لوگ مختلف ہوتے ہین کوئی دلیل کے بعد درست ہو جاتی ہین بعضے درست نہین ہوتی یہ ضرر تو
اسکا امر حق کی اعتقاد مین ہے اور ایک ضرر اوسمین اور ہی کہ بدعتیون کا اعتقاد بدعت پر جم جاتا ہے
اور دلون مین ایسی طرح ٹھہرتا ہی کہ اوسی کے لوازم ظہور مین آتی ہین اور اوسپر اصرار کے زیادہ
حریص ہو جاتے ہین مگر یہ ضرر اوسی تعصب کی وجہ سے ہوتا ہے جو جدل کی باعث ہیجان مین
آتا ہے اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ عامی بدعتی کا اعتقاد نرمی سی بہت جلد زائل ہو سکتا ہے
لیکن جس صورت مین کہ اوسکا نشو و نما ایسے شہر مین ہو جس مین جدل و تعصب ہو تب تو اگر اگلی پچھلے
سب اوسپر متفق ہو کر آوین تب بھی اوسکے سینے سے بدعت نہ نکال سکین گے بلکہ خواہش نفس اور
تعصب اور بغض جدل کرنے والون اور فرقہ مخالف کی خصومت اوسکی دل پر ایسی غالب ہوتی ہے
کہ حق بات کے ادراک سی اوسکو باز رکھتی ہے یہانتک کہ اگر اوس سے کہا جاوی کہ تمکو یہ منظور ہے
یا نہین کہ اللہ تعالی تمھاری سامنے سے پردہ دور کر دی اور تم آنکھون سے دیکھ لو کہ امر حق طرف ثانی
کی طرف ہے تو وہ اس امر کو اس نظر سے برا جانے گا کہ اس سی طرف ثانی کو خوشی ہوگی اور یہ بڑا روگ

بجالاوین اور ہمارے کچھ گناہ ہین اگر ہمکو یقین ہو کہ وہ بخشدیے جائینگے تب البتہ ہم کہینگے کہ ہم
اہل جنت مین سے ہین اور انھین گناہون کی وجہ سے ہم کہتے ہین کہ ایماندار ہین مگر یہ نہین کہتے کہ
اہل جنت مین سی ہین حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا کہ واقع مین تم نے درست کہا بخدا مجھسے
خطا ہوئی - اب رہا یہ کہ صحابہ رضہ اسمین خوض کم کرتے تھے بہت مصروف نہوتے تھے اور تھوڑی
تقریر کرتے تھے زیادہ نہوتی تھی اور وہ بھی حاجت کی وقت بلا تصنیف و تدریس کرتے تھے
اوسکو کوئی فن نہین مقرر کیا تھا تو اسکے لیے ہم کہینگے کہ صحابہ کا اسمین کمتر مصروف ہونا تو اسوجہ
سے تھا کہ حاجت کم تھی کیونکہ اوس زمانے مین بدعت کم ظاہر ہوتی تھی اور تقریر کے مختصر ہونے کی
وجہ یہ تھی کہ تقریر طرف ثانی کی ساکت کرنے اور اوسکے قائل ہونے اور شبہہ کے دور ہونے
اور امر حق کے واضح ہونے کے لیے ہوا کرتی ہے پس اگر طرف ثانی کا اعتراض یا اوسکا اصرار زیادہ
ہوگا تو ضرور ہے کہ اوسکا الزام بھی لنبا چوڑا ہوگا صحابہ رضہ بعد تقریر کے شروع فرمانے کے کسی ترازو
یا پیمانے سے اوسکی مقدار مقرر نہین کرتے تھے کہ اس سے زیادہ نہوگی اور تدریس اور تصنیف کے
جو درپے نہوئے تو اپنی عادت کی جہت سے نہوئے چنانچہ فقہ اور تفسیر اور حدیث مین بھی تدریس
اور تصنیف نہین فرمائی تو اگر فقہ مین تصنیف کرنا اور نادر صورتون کا بنانا جو کمتر واقع ہون
درست ہے باین لحاظ کہ اگر اس طرح کی صورت ہو جاوی تو مسئلہ کام آوی یا صرف جودت طبع اور
تیزی ذہن طالبون کی منظور ہو تو ہم بھی مجادلہ کے طریقون کو بہمین لحاظ ترتیب دیتے ہین
کہ شاید شبہہ کے اوبھرتے اور بدعتی کے جوش و خروش کرنے کے وقت کارآمد ہون یا ذہن
طالب علمونکا تیز ہو جاوی کہ وقت پر فوراً بی تامل جواب دی سکین رک نرہین جیسے لڑائی کے لیے
ہتھیار بنایا کرتے ہین کہ موقع سے پہلے بیکار ہوتے ہین مگر وقت پر کام آتے ہین - یہ دونون
طرف کی تقریرین ہین اور ہماری نزدیک اگر مختار اور تحقیق پوچھو تو یہ ہے کہ ہر حال مین مطلق
کلام کو برا کہنا یا ہر حال مین اوسکی تعریف کرنی دونون بیجا ہین بلکہ اس باب مین تفصیل ہونی چاہیے
اسکے لیے اول یہ معلوم کرنا چاہیے کہ حرمت دو قسم ہے ایک وہ کہ کوئی چیز اپنی ذات سی حرام ہو جیسے
شراب اور مردار ہے اور اپنی ذات سے حرام ہونے سے ہماری یہ غرض ہی کہ اوسکے حرام ہونے کی
علت خود اوسکے اندر کوئی وصف ہو جیسی شراب مین نشہ کرنا اور مردار مین موت ہے پس
اس طرح کی چیز کو جب ہم سے کوئی پوچھے گا تو ہم یہی کہینگے کہ مطلقا حرام ہے اسکا دھیان
نہ کرینگی کہ اضطرار کے وقت مردار مباح ہے یا گلے مین ٹکڑا اٹک جاوی اور اوسکے اوترنے کی لیے

مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اور فرمایا اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ بِهٰذَا یعنی اسکی کچھ حجت اور برہان بھی ہے اور فرمایا قُلْ فَلِلّٰهِ
الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ اور فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاجَّ اِبْرَاهِيْمَ فِيْ رَبِّهٖ اَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ
الْمُلْكَ یہانتک کہ فرمایا فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ اس آیت مین اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کا
حجت کرنا اور جدل کرنا اور دشمن کو ساکت کر دینا تعریف کی طور پر ارشاد فرمایا اور فرمایا وَتِلْكَ
حُجَّتُنَا اٰتَيْنَاهَا اِبْرَاهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ اور فرمایا قَالُوْا يَا نُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ
جِدَالَنَا اور فرعون کی قصے مین ارشاد فرمایا وَمَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ یہانتک کہ کہا اَوَلَوْ جِئْتُكَ
بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ غرض یہ کہ قرآن مجید اول سی آخر تک کفار کے ساتھ حجتین ہین چنانچہ عمدہ دلیل متکلمون
کی توحید مین یہ آیت ہی لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اور نبوت کی باب مین یہ آیت ہے
وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ اور محشر مین اوٹھنی کی
باب مین یہ آیت ہے قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ اور سوا اسکے اور آیتین اور دلیلین
ہین اور ہمیشہ سب رسول صلوات اللہ علیہم منکرون سے لڑتے اور جھگڑتی جدال و حجت کرتی آئی ہین
اللہ تعالی فرماتا ہے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور صحابہ رض بھی منکرون سے حجت اور جدال کیا کرتے
تھے مگر حاجت کے وقت کرتی تھے اور اونکے وقت مین حاجت کم تھی اور سب سے اول بدعتیون سی حضرت
علی رض نے مجادلہ کا ڈھنگ ڈالا کہ حضرت ابن عباس رض کو خارجیون سے بحث کرنے کو بھیجا اور اونھون
نے اون سے یہ تقریر کی کہ تم اپنے امام کی عقوبت کی خواہان کیون ہو اونھون نے جواب دیا کہ اس وجہ سے
کہ اوسنے قتال کیا اور قیدی اور غنیمت ہمکو نہین دی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ امر کفار کی لڑائی
مین ہوتا ہے بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر حضرت عائشہ رض جمل کے روز کی لڑائی مین قید ہو جاتین اور وہ تم مین سے
کسی کے حصے مین پڑتین تو کیا تم اونسے وہی معاملہ برتتے جو اپنی لونڈیون سی کرتے ہو حالانکہ وہ نص
قرآنی کی رو سے تمھاری ماہین خارجیون نے جواب مین عرض کیا کہ یہ کبھی نہوتا غرضکہ اس مجادلے سے دو ہزار آدمی
آپکی اطاعت مین آ گئے — اور مروی ہی کہ حضرت حسن رض نے ایک شخص تقدیر کے منکر سے مناظرہ کیا اور وہ
اپنے مذہب سے تائب ہوا — اور حضرت علی رض نے ایک قدریہ سے مناظرہ کیا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رض
نے یزید بن عمیرہ سے ایمان کے باب مین مناظرہ کیا اور اوسمین یہ فرمایا کہ اگر تم یہ کہو کہ مین ایماندار ہون
تو یہ ضرور ہے کہ کہو کہ مین جنت مین جاؤنگا یزید بن عمیرہ نے کہا کہ ای صاحب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یہ آپ کی خطا ہے ایمان تو اسی کا نام ہے کہ ہم اللہ پر اور اوسکی فرشتون اور کتابون اور
رسولون پر اور مرنے کے بعد اوٹھنے اور وزن اعمال پر ایمان لاوین اور نماز اور روزہ اور زکوۃ کو

بجا لاوین

نسبت کر الفاظ کی ترتیب مین فصیح تر ہونے کے کلام سے سکوت کیا اسکی وجہ یہی تھی کہ وہ لوگ جو کچھ خرابی اس سی پیدا ہوتی ہے اوس سے واقف تھے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ یعنے ہلاک ہوئے وہ لوگ کہ بحث اور کلام مین زیادہ خوض کرتے ہین۔ اور اہل حدیث یہ حجت بھی پیش کرتے ہین کہ اگر علم کلام دین سی ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکا امر ضرور ہی فرما دیتے اور اوسکا طریق سکھلا دیتے اور اوسکی اور اوسکے عالمون کی تعریف کر دیتے کیونکہ صحابہ رض کو استنجا تک تو تعلیم فرمایا اور فرائض کے یاد کرنے کا ارشاد کیا اور اونکی تعریف کی اور تقدیر مین کلام کرنے کو منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ تقدیر کے باب مین خاموش رہو اور اسی پر صحابہ رض بھی جمے رہے پس استاذ پر زیادتی کرنی سرکشی اور ظلم ہے اور صحابہ ظاہر ہے کہ پیشوا اور استاذ ہین اور ہم پیرو اور شاگرد ہین۔ اور دوسرا فرقہ جو علم کلام کو اچھا جانتے ہین وہ یون دلیل کرتے ہین کہ اگر علم کلام مین یہ خرابی ہے کہ اوسمین جوہر اور عرض اور دوسری اصطلاحین نادر ہین جو صحابہ رض کے عہد مین نہ تھین موجود ہین تب تو کچھ سہل بات ہے اسلیے کہ ہر ایک علم مین اوسکی سمجھانے کے لیے اصطلاحین نئی بنی ہین مثلاً حدیث اور تفسیر اور فقہ مین بہت اصطلاحین اس قسم کی ہین کہ اگر اونکو صحابہ رض پر پیش کرتے تو وہ اونکو نہ سمجھتے جیسے قیاس کی اصطلاحین نقض اور کسر اور ترکیب اور تعدید اور فساد وضع ہین غرضکہ الفاظ کا بنانا مقصود صحیح پر دلالت کرنے کے لیے ایسا ہے جیسا ایک نئی صورت کا برتن بنا کر مباح چیز مین استعمال کرین اسمین کچھ خرابی نہین اور اگر علم کلام مین خرابی لفظ کے اعتبار سے نہین غرض اور معنون کے اعتبار سے ہے تو ہماری غرض اوس سے صرف یہ ہے کہ عالم کے حادث ہونے کے اور خدای تعالی کی وحدانیت اور صفات کی دلیل پہچانین جس طرح پر کہ وہ شرع مین ثابت ہون پس خدای تعالی کو دلیل کے ساتھ پہچاننا حرام کہان سے ہوا اور اگر علم کلام مین یہ خرابی ہے کہ اوسکا انجام شور و شغب اور تعصب اور عداوت اور کینہ ہے تو یہ بیشک حرام ہے اس سے بچنا واجب ہی جیسے کہ علم حدیث اور تفسیر اور فقہ کے جاننے سی بعض لوگون کو کبر اور عجب اور نمود اور طلب ریاست ہو جاتی ہے کہ ان کی بھی حرمت مین کچھ شک نہین اور ان سے احتراز کرنا واجب مگر علم سے منع کرنا نچاہیے اس خیال سے کہ انجام کو خرابی اس سی ہوگی اور دلیل کا ذکر کرنا اور اوسکا طلب کرنا اور اوسکے حال سی بحث کرنی ممنوع کیسی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اور فرمایا لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ اور فرمایا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ

ع مسلمانون کی جماعت

ع فارسی ترجمہ

ع ابن ماجہ مین ہے

ع ابی العالیہ سے

ع اپنی کر تم سے جو

ع تمام سے اور جو

ع دلیل سے دلیل

ع تو ہم سے

مبتلا ہوا وسکے حق مین اس سے بہتر ہی کہ علم کلام مین نظر کرے۔ اور کرا یسی روایت کرتے ہین کہ امام شافعی رح سے کسی نے کوئی مسئلہ علم کلام کا پوچھا تو آپ نے غصہ ہوکر فرمایا کہ اسکا حال حفص فرد اور اوسکے ساتھیون سے پوچھنا چاہیے خدای تعالے اونکو رسوا کرے۔ اور جب امام شافعی رح بیمار ہوئی تو حفص فرد اونکی پاس گیا آپ نے پوچھا کہ کون ہے اوسنے کہا مین ہون حفص فرد آپ نے فرمایا کہ خدا تیری حفاظت اور نگہبانی نکرے یہانتک کہ جس امر مین تو مبتلا ہے اوس سے توبہ نہ کرلے۔ اور یہ بھی آپکا ارشاد ہے کہ اگر آدمیون کو معلوم ہوجاوی کہ علم کلام مین کتنی بدعتین ہین تو اوس سے ایسا بھاگین جیسی شیر سے بھاگتی ہین۔ اور فرمایا کہ جب تم کسیکو یہ کہتے سنو کہ اسم خواہ مسمی ہے یا مسمے کا غیر ہے تو جان لو کہ وہ کلام والون مین سے ہے اور اوسکا کوئی دین نہین۔ زعفرانی کہتے ہین کہ امام شافعی رح نے فرمایا ہے کہ اہل کلام کے باب مین میری تجویز یہ ہے کہ اونکے بیتین لگواکر تمام قبیلون مین پھرایا جاوے اور منادی کیجاوی کہ یہ سزا ہے اوسکی جو کتاب اللہ اور حدیث کو چھوڑکر علم کلام مین مشغول ہو۔ اور امام احمد بن حنبل رح فرماتے ہین کہ اہل کلام کو فلاح کبھی نہوگی اور جو شخص کلام کو دیکھے اوسکو ایسا کم پاوگے کہ اوسکے دلمین نقصان نہو اور کلام کی برائی مین آپ نے یہانتک مبالغہ کیا کہ حارث محاسبی سے باوجود اونکے زہد اور پرہیزگاری کے ملنا چھوڑدیا اس جہت سے کہ اونھون نے ایک کتاب بدعتیون کے رد مین لکھی تھی اور فرمایا کہ کم بخت پہلے تو تو اونکی بدعت نقل کرتا ہے تب اوسکا جواب لکھتا ہے تو گویا لوگونکو اپنی تصنیف سے رغبت دلاتا ہے کہ بدعت کو دیکھین اور اون شبہونکا مطالعہ کرین پھر یہی امر اونکو رای اور بحث کا موجب ہوجاوی۔ اور یہ بھی امام احمد رح کا قول ہی کہ علماے کلام بددین ہین۔ اور امام مالک رح فرماتے ہین کہ بھلا اگر کلام والے کے مقابل ایسا شخص آوی جو اوس سے زیادہ لڑاک ہو تو ہر روز ایک نیا دین اپنے لیے ایجاد کیا کرے گا اس سے یہ غرض ہے کہ لڑنے والون کے کلام ایک دوسری کے ضد ہوا کرتی ہے تو جو غالب ہوگا دوسرے کو اوسی کی راے اختیار کرنی پڑی گی۔ اور یہ بھی آپ نے فرمایا کہ بدعت اور ہوا والون کی گواہی درست نہین اور بعض آپ کی شاگرد کہتے ہین کہ اہل ہوا سے آپ کی غرض اہل کلام ہین خواہ کسی مذہب پر ہون۔ اور امام ابو یوسف نے فرمایا ہے کہ جو شخص علم کی طلب کلام سے کرتا ہی وہ بددین ہوجاتا ہے۔ اور حسن رح کا ارشاد ہے کہ اہل ہوا سے نہ جدل کرو اور نہ اونکے پاس بیٹھو اور نہ اونکا قول سنو۔ اور سلف کے سب اہل حدیث کا کلام کی برائی پر اتفاق ہے اور جتنی تاکیدین شدید اونھون نے اسباب مین فرمائی ہین وہ خارج از حد شمار ہین اور کہا ہے کہ صحابہ رض نے جو باوجود حقائق کے زیادہ واقف ہونے اور رد وسخن کی

اور بحث اور تفتیش اور دلیلون کو بتکلف بنانے کا حکم ہرگز نہین کیا اور اگر شخص مذکور طریق آخرت کے چلنے والون مین سے ہونا چاہے گا اور توفیق اوسکی رفیق ہوگی یہان تک کہ عمل مین مشغول ہوکر تقوی کے پیچھے پڑے گا اور نفس کو خواہش سے باز رکھکر ریاضت اور مجاہدہ مین مشغول ہوگا تو اوسکے لیے ہدایت کے دروازے کھل جاوین گے اور ایک نور الٰہی سے جو مجاہدہ کی سبب اوسکے دل مین پڑی گا ان عقیدون کی حقیقتین واضح ہوجاوین گی کیونکہ مجاہدہ سے اس نور کے دل مین ڈالنے کا خدای تعالی نے وعدہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ اور یہ نور ایک جوہر نفیس ہے کہ صدیقون اور مقربون کے ایمان کی غایت وہی ہے اور جو راز کہ حضرت ابوبکر صدیق رض کے دل مین ڈالا گیا اور اوسکی جہت سے آپ تمام خلق سے افضل ہوئے وہ بھی اسی نور کیطرف اشارہ ہے اور اس راز کے کھلنے بلکہ سب اسرار کے معلوم ہونے کے بہت سے درجات ہین جتنا کوئی مجاہدہ کرے گا اور اپنے باطن کو جسقدر صاف اور غیر اللہ سے پاک رکھی گا اور نور یقین ہی روشنی حاصل کریگا اوسی قدر اسرار بھی کھلین گے اور اسکو ایسا سمجھنا چاہیے جیسے طب اور فقہ اور دوسری علوم کے اسرار ہین لوگ موافق اپنی محنت کے اور بقدر اپنی ذکا اور دانائی سرشتی کے مختلف ہوا کرتے ہین تو جس طرح پر یہ درجات علم کے بے انتہا ہین اوسی طرح درجات اسرار بھی غیر منحصر ہین مسئلہ جدال و کلام کا سیکھنا نجوم کیطرح برا ہی یا مباح خواہ مستحب ہے جواب اس مسئلہ مین دونون طرفونکو بہت سا مبالغہ اور اسراف ہے یعنے بعض تو یہ کہتے ہین کہ اوسکا سیکھنا بدعت اور حرام ہے اور بندہ شرک کے سوا کوئی سا گناہ کرکے مرے اس سے بہتر ہے کہ خدا کے سامنے علم کلام کے ساتھ جاوے اور بعض کہتے ہین کہ اوسکا سیکھنا واجب اور فرض کفایہ یا فرض عین ہے اور یہ سب اعمال سے بہتر اور ثواب کی چیزون مین عمدہ ہے اسلیے کہ اسکا سیکھنا علم توحید کا تحقیق کرنا اور خدای تعالی کے دین کیطرف سے لڑنا ہے۔ اور امام شافعی اور مالک اور احمد رح اور سفیان ثوری اور سب اہل حدیث سلف کو اوسکی حرمت کے قائل ہین۔ ابو عبد الاحلے کہتے ہین کہ جس روز امام شافعی رح نے حفص فرد سے مناظرہ کیا تھا جو کہ معتزلہ مین سے علم کلام کا ماہر تھا مین نے سنا کہ امام صاحب فرماتے تھے کہ اگر بندہ شرک کی سو لہر ایک گناہ کے ساتھ خدای تعالے سے ملے اس سے بہتر ہے کہ کچھ بھی علم کلام کے ساتھ اوسکے سامنے جاوی اور مین نے حفص کی بھی ایک کلام سنی جسکو مین نقل نہین کرسکتا۔ اور یہ بھی امام شافعی رح فرماتے ہین کہ مین اہل کلام کی ایک ایسی بات پر مطلع ہوا ہون کہ مجکو کبھی اوسکا گمان نتھا اور اگر بندہ خدای تعالی کے تمام منہیات مین سوای شرک کے

ف اور جنھون نے ہماری راہ مین کوشش کی ہم ضرور اپنی راہین اونپر کھولدینگے اور بیشک اللہ نیکی والون کے ساتھ ہے ۱۲

اوسکی راہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور اوسکی تفسیر اور حدیث پڑھنے اور اوسکے معانی سمجھنے مین
مشغول ہو اور عبادات روزمرہ کی بجاآوری مین لگے تو اس تدبیر سے جو کچھ قرآن مجید کی دلیلین
اور حجتین اسکے کان مین پونہچین گی اور حدیث مین اونکے شاہد دیکھے گا اور عبادات کی انوار سی
منور ہوگا اور نیکبختون کے مشاہدے اور اونکی ہم نشینی سے متاثر ہوکر اللہ تعالی کے حضور مین اونکی
فروتنی اور مسکنت اور اوس کے ڈرنی کو دیکھے گا تو یہ سب امور اسبات کی باعث ہونگے کہ اوسکا اعتقاد
روز بروز مضبوط ہوتا جاوے پس اول لڑکپن مین ان عقیدون کا سکھلا دینا بمنزلہ سینے مین بیج
ڈالنے کے ہے اور یہ لوازم اوسکے لیے مثل پانی دینے اور نولانے کے ہین تاکہ پیڑ بڑھکر زور
پکڑ جاوی اور ایک شجرہ طیبہ ہو جسکی جڑ جمی رہے اور شاخ آسمان مین پونہچے۔ اور چاہیے کہ لڑکون
کے کان جدل اور کلام سے نہایت درجہ کو بچائے جاوین اسلیے کہ جھگڑے سے اتنی بات دل مین
بیٹھتی نہین جتنی اکھڑ جاتی ہے اوس سی بنا و کم ہے اور بگاڑ زیادہ بلکہ لڑکون کے عقیدون کو جدل سے
تقویت کرنے کی مثال ایسی ہی کہ کوئی ہتوڑا لیکر درخت کی جڑ مین مارا کری کہ میری غرض یہ ہے
کہ اسکی جڑ مضبوط ہو اور موٹائی پکڑے حالانکہ ہتوڑا بعید نہین کہ اجزا کو متفرق کرکے درخت کو
بگاڑ دی اور اکثر یون ہی ہوتا ہے اسکے سوا مشاہدہ کے سامنے کچھ بیان کی ضرورت نہین مصرع
شنیدہ کے بود مانند دیدہ ٭ جو لوگ کہ عوام مین سے نیکبخت اور پرہیزگار ہین اونکے عقیدون کو
کلام والون اور جدل کے ماہرون کے عقائد سے مقابلہ کر دیکھو معلوم ہوگا کہ عوام کی عقیدی تو
اونچے پہاڑ کی طرح جمے ہوئے ہین کہ کسی آفت اور بجلی سے نہین ہل سکتی اور کلام والے جو اپنے
عقیدون کی حفاظت فن جدل سے کرتے رہتے ہین ان کے عقیدے ایسے ہونگے جیسے کوئی
ڈورا ہوا مین لٹکا دیا جاوے کہ ہوا سی کبھی تو وہ ادھر جھک جاتا ہے کبھی اودھر جھک جاتا ہے
کیونکہ جو کوئی اون مین سے اعتقاد کی دلیل سنتا ہے اوسکو تقلید ہی کی راہ سے مانتا ہے جیسے
خود اعتقاد کو تقلید کے طور پر حاصل کرتا ہے یعنے دلیل کی سیکھنے اور مدلول کے سیکھنے مین کچھ
فرق نہین دونون مین تقلید ہوتی ہی تو دلیل کا سیکھنا اور بات ہی اور نظر کا مستقل ہونا اور
چیز ہے جو اوس سے بہت دور ہے۔ پھر لڑکے کا ابھار اگر اس عقیدے پر ہوا تو اگر وہ دنیا
کمانے مین مشغول ہو جاوے گا تب تو اوسکو سوای اوس عقیدی کے اور کچھ واضح نہوگا مگر
اہل حق کا سا اعتقاد کے رکھنے کی جہت سے آخرت مین سلامت رہے گا اسلیے کہ شرع
نے عرب کے اجلاف کو اتنا ہی حکم دیا ہے کہ ظاہر عقائد کے بموجب اپنی تصدیق پکی کر لین

فضل سے جہنم مین کوئی موحد نرہے گا اس سے معلوم ہوا کہ موحد ہمیشہ دوزخ مین نرہے گا اور
شفاعت[1] پر ایمان لانا چاہیے کہ اول انبیا کرین گے پھر علما پھر شہدا پھر اور سب مسلمان اور ہر ایک
کی جتنی عزت اور منزلت اللہ تعالی کے نزدیک ہوگی اوسی قدر اوسکی سفارش منظور ہوگی
اور جو ایماندار ایسے رہین گے کہ اونکی سفارش کسی نے نہ کی ہوگی اونکو اللہ تعالی اپنی فضل سے
دوزخ سے نکالے گا پس دوزخ مین کوئی ایماندار ہمیشہ نرہے گا بلکہ جسکے دل مین ذرہ بھر ایمان
ہوگا وہ بھی اوسمین سے باہر ہوگا اور یہ اعتقاد کرے کہ صحابہ رض افضل ہین اور اونکی ترتیب
افضلیت مین اسطرح[2] ہی کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب لوگون مین افضل حضرت ابوبکر رض ہین
اونکے بعد حضرت عمر رض اونکی بعد حضرت عثمان رض اونکے بعد حضرت علی رض اور سب[3] صحابہ رض سے
اچھا گمان رکھے اور اونکی تعریف کرے جیسے اللہ تعالی اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اون
سبکی تعریف فرمائی ہے اور یہ سب امور ایسے ہین کہ احادیث مین مذکور ہین اور آثار ان پر
شاہد پس جو شخص ان امور پر یقین سے معتقد ہوگا وہ اہل حق اور سنت جماعت والون مین ہوگا
اور گمراہی اور بدعت والون کی جماعت سے علیحدہ رہے گا ہم اپنے لیے اور تمام مسلمانون
کے واسطے خدای تعالی سے دعا مانگتے ہین کہ کمال یقین عنایت فرماوی اور دین پر اپنی رحمت کاملہ
سے ثابت رکھی کہ وہ ارحم الراحمین ہے وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

دوسری فصل اسبات کی وجہ کے بیان مین کہ ارشاد مین تدریج اور اعتقاد کے درجون مین ترتیب
چاہیے۔ جاننا چاہیے کہ جو کچھہ ہمنے فصل اول مین لکھا ہے وہ لڑکون کو ابتدای سن تمیز مین
سکھانا چاہیے تاکہ اوسکو یاد کرلین پھر بڑا ہونے پر اونکو اوسکے معنی تھوڑی تھوڑی کھلتے جاوینگی
غرضکہ لڑکون کی ابتدا تو یاد کرلینا ہے پھر سمجھنا پھر اعتقاد اور یقین اور اوسکا تصدیق کرنا اور
یہ بات لڑکون مین بدون دلیل کی آجاتی ہے کیونکہ اللہ تعالی کا فضل انسان کے دل پر ہے کہ
ابتدا بڑھنے مین اوسکو ایمان کی طرف بلا حجت اور برہان کے کھولدیا ہے اور اسکا انکار نہین
ہوسکتا اسلیے کہ سب عوام کے عقیدون کا آغاز صرف تلقین اور تعلیم محض ہے۔ ہان جو اعتقاد
کہ صرف تقلید سے حاصل ہوتا ہے وہ ابتدا مین کسی قدر ضعف سے خالی نہین ہوتا یعنے
اگر اوسکے دلمین اعتقاد مذکور کا خلاف ڈالدیا جاوی تو اعتقاد سابق دور ہوسکتا ہی اس لیے
اس اعتقاد کو لڑکون کے اور عامی کے دل مین خوب تقویت کردینی چاہیے تاکہ پختہ ہوجاوی
اور جنبش نکرے اور اعتقاد کی تقویت کا طریق یہ نہین کہ فن جدل اور کلام کو جان لی بلکہ

[1] ابن ماجہ بروایت عثمان بن عفان رض ۱۲
[2] بخاری بروایت ابن عمر رض ۱۲
[3] ترمذی بروایت عبداللہ بن مغفل رض ۱۲

توحید اور رسالت کا حال دریافت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تیرا رب کون ہی اور تیرا دین کیا ہے
اور تیرا نبی کون ہی اور آوہ دونون قبر کے امتحان لینے والے ہین اور آخر مرنے کے بعد اول آزمایش
اون کا سوال ہوتا ہے اور آخر قبر کے عذاب پر ایمان لاوے کہ وہ بیشک اور حکمت اور عدل کے
ساتھہ روح اور جسم دونو پر جس طرح خدای تعالی کی مرضی ہوگی ہوگا اور میزان پر ایمان لانا
چاہیے کہ اوسکے دو پلے اور ایک زبان ہے بیچ مین پکڑ کر اوٹھانے کا ہوگا اور اوسکے پلے اتنے بڑے
ہونگے جتنے آسمان و زمین کے طبقات ہین اوسمین اللہ تعالی کی قدرت سے اعمال تولے جاوینگے
اور باٹ اوس وزن ذرہ اور رائی بھر کے ہونگے تاکہ عدل خوب کامل ہو اور نیکیون کے صحیفے اچھی
صورت مین نور کے پلے مین ڈالے جاوین گے اور جس قدر اون نیکیون کے درجے خدای تعالی
کے نزدیک ہون گے اوسی قدر اون سے ترازو اللہ کے فضل و کرم سے بھاری ہوگی اور بدیون
کے صحیفے بری صورت مین اندھیرے پلے مین ڈالے جاوین گے اور اللہ تعالی کے عدل کے
باعث ترازو اون سے ہلکی ہوجاوی گی اور پل صراط پر ایمان لانا چاہیے کہ دوزخ کی پشت پر
ایک پل تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک بنا ہوا ہے جسپر سب کا گذر ہوگا خدای تعالی
کے حکم سے کافرون کے پاون اوسپر پھسلین گے اور وہ دوزخ مین گر جاوین گے اور ایمان والون کے
پاون اللہ تعالی کی عنایت سے اوسپر جمین گے وہ دار القرار کو پونہچا دیے جاوین گے اور حوض پر
ایمان لانا چاہیے جسپر ایمانداروں کا گذر ہوگا یہ حوض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی مومن اوسکا
پانی جنت مین داخل ہونے سے پیشتر اور پل صراط سے اوترنے کے بعد پیوین گے جو کوئی اوسمین سے
ایک گھونٹ پانی پیوے گا وہ بعد کو کبھی پیاسا نہوگا اوسکا عرض ایک مہینے کی راہ ہی اور اوسکا
پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اوسکے گرد آبخوری بموجب شمار آسمان کے
تارون کے ہین اور آوس مین دو پرنالی جنت کے چشمۂ کوثر سے گرتے ہین اور آخر حساب پر ایمان
لانا چاہیے کہ لوگ حساب کی باب مین مختلف ہون گے بعضون سے تو حساب مین باریکی کیجاوی گی
بعضون سے چشم پوشی اور کچھہ ایسے ہون گے کہ وہ بے حساب جنت مین داخل ہون گے اور وہ
لوگ مقرب اللہ تعالی کے ہون گے اور آخر اللہ تعالی نبیون مین سے جس سے چاہے گا سوال کریگا
کہ تم نے مضمون رسالت کا پونہچا دیا اور کافرون مین سے جس سے چاہے گا رسولون کے
جھٹلانے کی باز پرس کرے گا اور آخر بدعتیون سے سنت کا حال اور مسلمانون سے اعمال کا سوال
کریگا اور آخر یہ ایمان لانا چاہیے کہ اہل توحید سزا کے بعد دوزخ سے نکلین گے یہانتک کہ خدای تعالی کی

۱ احمد و ابن حبان بروایت ابن عمر رضہ ۱۲
۲ اسکی سند نہین ملی ۱۲
۳ بخاری و مسلم بروایت عائشہ رضہ ۱۲
۴ بیہقی بروایت عمر رضہ ۱۲
۵ بخاری و مسلم بروایت ابی ہریرہ رضہ ۱۲
۶ مسلم بروایت انس رضہ ۱۲
۷ بخاری و مسلم بروایت عبد اللہ بن عمر رضہ ۱۲
۸ مسلم بروایت ثوبان رضہ ۱۲
۹ بیہقی بروایت عمر رضہ ۱۲
۱۰ بخاری بروایت ابو سعید رضہ ۱۲
۱۱ ابن ماجہ بروایت عائشہ رضہ ۱۲
۱۲ بخاری و مسلم بروایت انس رضہ ۱۲

اور مدرک اور محسوس وہ سب حادث ہین اوسنے اپنی قدرت سے اوسکو عدم سے اختراع کیا اور پردہ
نیستی سے نکالکر ہست فرمایا کیونکہ ازل مین وہ اکیلا موجود تھا دوسرا کوئی اوسکے ساتھ نتھا
بعد اسکے اپنی قدرت کے ظاہر کرنے اور ارادہ سابق کی متحقق کرنے کے لیے خلق کو پیدا کیا
یہ نہین کہ اوسکو خلق کی طرف کچھ حاجت اور ضرورت ہو پیدا کرنے اور اختراع کرنے اور تکلیف
مین صرف فضل کرتا ہے نہ یہ کہ اوسپر یہ امور واجب ہون اور انعام اور اصلاح مین صرف جود
فرماتا ہے نہ اس طور سے کہ اوسکے ذمہ لازم ہو پس فضل اور احسان اور نعمت اور منت سب اوسی
کے لیے سزاوار ہے اسلیے کہ وہ اسبات پر قادر تھا کہ اپنے بندون پر طرح طرح کے عذاب الدیتا
اور اونکو اقسام مصائب اور آلام مین مبتلا کر دیتا اور یہ امور اوس سے عدل کے طور پر ہی ہوتے
نہ برے ہوتے نہ ظلم اور اللہ تعالے اپنے ایماندار بندون کو طاعتون پر اپنے کرم اور وعدہ کے
موجب ثواب عنایت فرماتا ہے بندے کے استحقاق کی جہت سے اور اپنے اوپر لازم ہونے کے
سبب سے نہین دیتا اسلیے کہ اوسپر کسی کے لیے کوئی فعل واجب نہین اور نہ اوس سے ظلم متصور
ہو سکے اور نہ کسی کا اوسپر کوئی حق واجب اور اوسکا حق طاعتون مین خلق پر واجب ہے
اوسی نے اپنے انبیا علیہم السلام کی زبانون سے واجب کیا ہے صرف عقل کی رو سے واجب
نہین کیا بلکہ رسولون کو بھیجا اور اونکا سچ ظاہر معجزون سے ثابت کیا تو اونھون نے اوسکے
حکم اور نہی اور وعدہ اور وعید کو خلق مین پونہچایا اسلیے خلق پر رسولون کو سچا جاننا اور جو
احکام وہ لائے ہین اونکا ماننا واجب ہی اب دوسرے جملہ کے معنی یعنی رسولون
کی گواہی دینے کو سنو کہ یہ اعتقاد کرنا چاہیے کہ اللہ تعالے نے نبی امی قریشی محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کو تمام عرب اور عجم اور جن اور انسانون کی طرف رسول کرکے بھیجا اور اونکی شریعت سے
تمام شریعتون کو منسوخ کیا بجز اونکے جنکو اون مین سے برقرار رکھا اور آپ کو تمام انبیا پر فضیلت دی
اور آپ کو آدمیون کا سردار بنایا اور لا الہ الا اللہ کی توحید پر گواہی دینے کو ایمان کامل نہین مانا
جبتک کہ اوسمین رسول کی شہادت یعنی محمد رسول اللہ نہ ملایا جاوے اور جن بات کی خبر آپ نے
دنیا اور آخرت کے امور مین سے دی ہی خلق پر لازم کر دیا کہ آپ کو اوسمین سچا جانین اور کسی بندے کا
ایمان قبول نہین فرماتا جبتک کہ وہ مرنے کے بعد کے حالات پر جنکی خبر آپ نے دی ہی ایمان
نلاوے اون حالات مین سے اول منکر اور نکیر کا سوال ہے یہ دونون دو شخص ہولناک
مہیب صورت ہین کہ بندے کو قبر مین روح اور جسم کے ساتھ سیدھا بٹھلاتے ہین اور اوس سے

ترجمہ ہی اون حالات پر جنکی خبر آپ نے دی ہی ایمان

اور اراوی مطابق بدون کسی طرح کے تبدل اور تغیر کے واقع ہوئین امور کا انتظام اس طرح فرمایا کہ اوسمین نہ فکرون کی ترتیب کی نوبت ہوئی نہ کچھ دیر کا انتظار اور اسی وجہ سے کوئی شان اور حال اوسکو دوسری شان سے غافل نہین کرتا ششم سننا اور دیکھنا یعنے یہ اعتقاد کرنا کہ اللہ تعالے سمیع اور بصیر ہے سنتا دیکھتا ہے کوئی سننے کی چیز کیسی ہی خفیہ ہو اور دیکھنے کی چیز کیسی ہی باریک ہو اوسکے سننے اور دیکھنے سے بچ نہین رہتی نہ دوری اوسکے سننے کی مانع ہو نہ تاریکی اوسکے دیکھنے کی مزاحم دیکھتا ہے مگر حدقہ چشم اور پلک سے منزہ ہے اور سنتا ہے مگر کانون اور اونکے سوراخ سے مبرا ہے جیسے علم مین دل سے اور پکڑنے مین عضو سے اور پیدا کرنے مین آلہ سے پاک ہے اسلیے کہ جیسے اوسکی ذات پاک مخلوق کی ذات کی طرح نہین اسی طرح اوسکی صفتین بھی مخلوق کی صفات کے مشابہ نہین ہفتم کلام یعنے یہ جاننا کہ اللہ تعالے کلام کرنے والا ہے اور اپنی کلام ازلی قدیم سے جو اوسکی ذات کے ساتھ قائم ہے امر اور نہی اور وعدہ اور وعید فرماتا ہے اوسکی کلام خلق کی کلام کے مشابہ نہین کہ ہوا کے اندر سے یا اجرام کے صدمے سے آواز ہوتی ہو یا زبان کی حرکت اور ہونٹھون کی مطابقت سے حرف پیدا ہون بلکہ ان سب سے جداگانہ ہے اور قرآن اور توریت اور انجیل اور زبور اوسکی کتابین ہین کہ اوسکے انبیا علیہم السلام پر اوترین اور قرآن مجید کی تلاوت زبانون سے ہوتی ہے اور اوراق پر لکھا جاتا ہے اور دلون مین حفظ کیا جاتا ہے اور باوجود اسکے وہ قدیم ہے اور خدای تعالی کی ذات پاک کے ساتھ قائم اوس سے جدا نہین ہوسکتا کہ علحدہ ہوکر اوراق مین منتقل ہوجاوے اور حضرت موسی علیہ السلام نے خدای تعالی کی کلام بدون آواز اور حروف کے سنی جس طرح کہ ابرار آخرت مین اللہ تعالی کی ذات کو بدون جوہر اور عرض کے دیکھینگے اور جبکہ اللہ تعالی مین یہ صفات ہین تو وہ زندہ اور عالم اور قادر اور مرید اور سمیع اور بصیر اور متکلم صرف اپنی ذات سے نہین بلکہ حیات اور قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر اور کلام سے ہے ہشتم افعال یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ جو چیز سوا اوسکے موجود ہے وہ اوسی کے فعل سے حادث اور اوسی کے عدل سے فیضیاب ہے اور سب سے اچھی طرح اور اکمل و اتم اور اعدل طور پر اوسکا ظہور ہوا ہے اور اللہ تعالی اپنے افعال مین حکیم اور اپنے احکام مین عادل ہے اوسکے عدل کو بندون کے عدل پر قیاس نہین کرسکتے اسلیے کہ بندے سے ظلم متصور ہوسکتا ہے باین طور کہ غیر کی ملک مین تصرف کرے اور خدای تعالی سے ظلم متصور نہین ہوسکتا کیونکہ اوسکو غیر کی ملک ملتی ہی نہین کہ اوسمین اوسکا تصرف ظلم کہلاوے غرضکہ جو کچھ اوسکے سوا ہے انسان اور جن اور فرشتہ اور شیطان اور آسمان و زمین اور حیوان اور سبزہ اور جماد اور جوہر اور عرض

اپنی ذات کو آنکھون سے دکھادی گا **سوم** زندگی اور قدرت یعنے یہ اعتقاد کرنا کہ اللہ تعالی زندہ اور قادر ہے
اور جبار اور قاہر نہ اوسکو ماندگی عارض ہو نہ قصور اور نہ غفلت ہو نہ خواب نہ فنا اور نہ آوی نہ موت وہی ہے
ملک اور ملکوت والا اور عزت و جبروت کا مالک سلطنت اور قہر اور خلق اور امر سب اوسی کا ہی آسمان اوسکے
دہنے ہاتھہ مین لپٹے ہین اور مخلوقات سب اوسکی مٹھی مین وہی پیدا کرنے اور اختراع مین وہی نرالا ہے
اور ایجاد اور ابداع مین وہی یکتا خلق کو اور اونکے اعمال کو پیدا کیا اور اونکی رزق اور موت کا
اندازہ مقرر فرمایا کوئی قدرت کی چیز اوسکے قبضے سے جدا نہین اور نہ اوسکی قدرت سے کامون کے تغیرات
علیحدہ نہ اوسکی قدرت کی چیزون کا احصا ہوسکتا ہے نہ اوسکی معلومات کی انتہا **چہارم علم**
یعنے یہ جاننا کہ خدای تعالی سب معلومات کو جانتا ہے زمین کی تہون سے لیکر آسمانون کی اوپر تک جو کچھہ
ہوتا ہے سب پر محیط ہے اوسکی علم سے ایک ذرہ بھر بھی آسمان اور زمین مین چھپتا نہین بلکہ کالی رات مین سخت
پتھر پر چیونٹی کے رینگنے کو اور ہوا کے بیچ مین ذرہ کے چلنے کو جانتا ہے چھپی اور کھلی بات کو معلوم
کرلیتا ہے اور دلون کے وسوسون اور خطرون کی حرکات اور باطن کی پوشیدہ اسرار پر مطلع ہوتا ہے
اوسکا علم قدیم ازلی ہے جس سے وہ ازل الازال مین موصوف رہا ہے ایسا علم نہین کہ اوسکی ذات مین
حلول اور انتقال سے نیا پیدا ہوا ہو **پنجم ارادہ** یعنے یہ اعتقاد کرنا کہ خدای تعالے نے کائنات کو
ارادی سے بنایا اور نو پیدا چیزون کا انتظام وہی کرتا ہے کہ ملک اور ملکوت مین جو کچھہ تھوڑا یا بہت
چھوٹا یا بڑا خیر یا شر نفع یا ضرر ایمان یا کفر معرفت یا جہالت کا کامیابی یا محرومی زیادتی یا کمی طاعت
یا معصیت ہوتی ہے وہ سب اوسکی حکم اور تقدیر اور حکمت اور خواہش سے ہوتی ہے کہ جس چیز کو چاہا
وہ ہوئی اور جسکو نچاہا وہ نہوئی کوئی پلک کا جھپکنا یا خطرہ کا ناگہان آنا اوسکی خواہش سے باہر نہین
بلکہ وہی مبدی ہے اور وہی معید ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے کوئی اوسکی حکم کا رد کرنے والا نہین اور
نہ کوئی اوسکی قضا کا پیچھے ہٹانے والا اور نہ بجز اوسکی توفیق و رحمت کے بندہ کو اوسکی نافرمانی سے
کوئی مفر کی صورت اور نہ سوا اوسکی خواہش اور ارادہ کے اوسکو اوسکی طاعت کی طاقت اگر
سب انسان اور جن اور فرشتے اور شیطان متفق ہوکر عالم مین کسی ذرہ کو بدون اوسکی ارادی
اور خواہش کے حرکت یا سکون دیا چاہین تو یہ اون سے کبھی نہوسکے گا اوسکا ارادہ تمام اور
صفتون کے ساتھہ اوسکی ذات سے قائم ہے اور وہ ہمیشہ سے ان اوصاف کے ساتھہ متصف رہا
چیزون کے ہونے کو جن وقتون مین کہ مقرر فرمایا ارادہ ازل مین کیا تو جیسا ارادہ کیا اوسی طرح
اپنے اپنے وقت مین بدون کسی طرح کے تقدم اور تاخر کے موجود ہوئین بلکہ اوسکے علم کے موافق

قدیم اور ازلی ہے جسکا اول و ابتدا نہین ہمیشہ کو قائم ابدی ہی جسکا آخر اور انتہا نہین قیوم ہی
کہ اوسکو انقطاع نہین اور دائم ہے جسکو کبھی فنا نہین بزرگی کی صفتون سے موصوف ہمیشہ سے
ہے اور ہمیشہ رہے گا زمانون اور مدتون کے گذرنے اور طی ہوجانے سے اوسکو نہین کہہ سکتے
کہ ہوچکا بلکہ وہی سب سے اول اور وہی سب سے پیچھے اور وہی ظاہر اور وہی باطن ہے دوم تنزیہ
یعنے یہ عقیدہ رکھنا کہ خدای تعالے نہ جسم صورت دار ہے نہ جوہر محدود اور نہ ذی مقدار منقسم ہونیکی تین
اجسام کا مشابہ نہین نہ خود جوہر ہے نہ اوسمین کوئی جوہر حلول کیے ہوئے ہے اور نہ وہ عرض ہے
نہ اوسمین کوئی عرض حلول کیے ہوئے بلکہ نہ وہ کسی موجود کے مشابہ ہے نہ اوسکے کوئی موجود مانند
نہ اوسکے جوڑ کا کوئی نہ وہ کسی کے جوڑ کا نہ وہ کسی مقدار مین محدود ہو اور نہ اطراف و جہات اوسکو
محیط ہون اور نہ آسمان و زمین اوسکو گھیر سکین اور یہ کہ وہ عرش پر اوس طرح ہے جس طرح کہ اوسنے خود فرمایا
اور جس اعتبار سے کہ اوسنے قصد کیا ہے یعنے عرش کو چھونے اور اوسپر جمنے اور جگہہ پکڑنے اور اوسمین
حلول کرنے اور دوسری جگہہ ٹلنے سے پاک ہے عرش اوسکو نہین اوٹھاتا بلکہ عرش اور حاملین عرش
سبکو اوسکی لطف قدرت اوٹھائے ہوئے ہے اور سب اوسکے قبضۂ قدرت مین دبے ہوئے ہین اور وہ عرش
اور آسمان اور حدود زمین تک کی سب چیزون کے اوپر ہے اور اوسکی فوقیت اس طرح کی ہے کہ اوس سے
اوسکو نہ عرش سے قرب ہوا اور نہ زمین سے دوری بلکہ عرش اور آسمان کے نزدیک ہونے اور زمین اور
خاک سے دور رہونے سے اوسکے مراتب بلند ہین اور باوجود اسکے وہ ہر موجود چیز سے قریب ہے
اور بندی کی رگ گردن سے بھی قریب تر ہے اور سب چیزون کے پاس موجود کیونکہ اوسکی نزدیکی اجسام کی نزدیک
ہونے کے مشابہ نہین جس طرح کہ اوسکی ذات اجسام کی ذات سے مشابہ نہین اور یہ کہ وہ کسی چیز مین
حلول نہین کرتا اور نہ اوس مین کوئی چیز حلول کرے اس بات سے برتر ہے کہ اوسکا محیط کوئی مکان ہو
جیسے اس بات سے پاک ہے کہ کوئی وقت اوسکو گھیر سکے بلکہ وہ مکان اور زمان کے بننے سے پیشتر موجود
تھا اور وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا اور یہ کہ وہ اپنی مخلوق سے اپنی صفات مین جدا
ہے نہ اوسکی ذات مین اوسکے سوا دوسرا اور نہ کسی دوسری مین اوسکی ذات اور یہ کہ وہ بدلنے اور
انتقال سے مقدس ہے نہ حوادث اوسمین حلول کرین نہ عوارض اوسپر نزول بلکہ وہ اپنی بزرگی صفات
مین فنا اور زوال سے ہمیشہ منزہ رہتا ہے اور اپنی صفات کمال مین کسی زیادتی کی اوسکو حاجت نہین
جس سے اوسکا کمال پورا ہو اور یہ کہ عقلون کے سبب سے اوسکا وجود بذات خود معلوم ہے اور اوسکا انعام
اور احسان اچھے لوگون پر جنت مین یہ ہے کہ اپنی دولت دیدار اور لذت رویت کو پورا کرنے کے لیے

ہو سکے تو صوفیون سے یہ تو ہو نسکا کہ لوگون سے یہ تقریر کرتے کہ تم نے اس علم کو غلطی سے معقول ٹھہرالیا ہے اسلیے کہ یہ بات تو لوگون کے دل مین جم گئی ہی اور زبان پر رائج تو صوفیون کے غلط بتانے سے اون کے دلون سے کب مٹ سکتی تھی اس لیے اونھون نے عقل اور معقول کی مذمت کی جسکو کہ لوگ عقل و معقول کہتے ہین ورنہ تو بصیرت باطنی جس سے کہ اللہ تعالی کو پہچانا جاتا ہے اور اوسکے رسولون کی تصدیق کی جاتی ہی اوسکی مذمت کیسی متصور ہو سکتی ہی اوسکی تعریف تو خدای تعالے نے خود فرمائی ہے اگر اوسی کی مذمت کی جاویگی تو تعریف کونسی چیز کی ہوگی کیونکہ اگر شرع قابل تعریف ہے تو اوسکی درستی کا علم کونسی چیز سے ہے اگر اوسی بُری عقل سی ہی جسپر کہ اعتبار نہین تو شریعت بھی بُری ٹھہرتی ہی اور اگر کوئی کہے کہ شریعت کی صحت کا علم چشم یقین اور نور ایمان سے معلوم ہوتا ہے تو اس قول پر لحاظ نکرنا چاہیے اسلیے کہ ہماری غرض جو کچھ عقل سے ہے وہی عین الیقین اور نور ایمان سے ہے یعنی وہ صفت باطنی جس سی کہ آدمی چوپایون سے ممتاز ہوتا ہے یہانتک کہ اوسی کے باعث امور کی حقیقتین معلوم کرتا ہے۔ اور اکثر اسطرح کے خبط اون لوگون کی جہالت سے اوٹھتے ہین جو حقیقتون کو الفاظ سے طلب کرتے ہین اور چونکہ الفاظ مین لوگون کی اصطلاحین خبط ہو رہی ہین اسلیے وہ بھی خبط کرتے ہین عقل کے بیان مین اسقدر کلام کافی معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم۔ باب العلم خدای تعالی کی عنایت سے پورا ہوا اسکی بعد دوسرا باب قواعد عقائد کا مذکور ہوتا ہے انشاء اللہ تعالے والحمد للہ اولا و آخرا و صلی اللہ و علی سیدنا محمد و علی کل عبد مصطفی من اہل الارض و السماء

دوسرا باب عقائد کی قاعدون مین اور اوسمین چار فصلین ہین

رباعی
اسلام ربانی سے برآمد نہین کار
تاثیر دوا کی ہوتی ہے پینے سے
صحت پہ عقائد کے ہے ایمان کا مدار
کب نام لیے سے ہووے اچھا بیمار

فصل اول بیان مین عقیدۂ اہل سنت کے درباب دو جملون کلمۂ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جنکی گواہی دینی اسلام کے پانچون کنون مین سی ایک رکن ہے جانا چاہیے کہ اول جملہ اس کلمۂ طیبہ کا توحید پر متضمن ہے اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اسلیے دونون کی تفصیل جدا جدا لکھتے ہین پہلا جملہ توحید پر مشتمل ہی اوسمین یہ باتین چاہیین اول وحدانیت یعنی یہ جاننا کہ خدای تعالی اپنی ذات مین اکیلا ہے کوئی اوسکا شریک نہین کیونکہ کوئی اوس جیسا نہین صمد ہی کوئی اوسکا مقابل نہین نرالا ہی کوئی اوسکا جوڑ کا نہین

اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا کہ دلمین ڈالدیا اور لفظون سے ارشاد نہین فرمایا
اور وحی کے درجات بہت سے ہین اور اون مین خوض کرنا علم معاملہ کے مناسب نہین بلکہ علم مکاشفہ سے
متعلق ہے اور تم یہ گمان مت کرنا کہ وحی کے درجات کا معلوم کرلینا وحی کی رتبے کا مقتضی ہوتا ہے
اسلیے کہ کسی چیز کا جاننا اور چیز ہی اور اوسکا پا جانا اور چیز مثلاً کچھ بعید نہین کہ کوئی طبیب بیمار
صحت کے درجات سے واقف ہو اور عالم بدکار عدل ہونے کے درجات جانتا ہو حالانکہ طبیب مین
صحت اور عالم مذکور مین عدالت کا وجود نہین اسی طرح جو شخص کہ نبوت اور ولایت کو جان لے
وہ ضرور نہین کہ نبی اور ولی ہوجاوے یا جو تقوی اور ورع کو پہچانے تو وہ متقی ہووے اور آدمیون مین سے
بعض کا ایسا ہونا کہ خود اپنے نفس سے متنبہ ہوکر سمجھ لے اور بعض بدون تنبیہ اور تعلیم کے نہ سمجھین اور
بعض کو تنبیہ اور تعلیم بھی کارگر نہو اسکی مثال ایسی ہے جیسے زمین ہوتی ہی کہ اوسکی بھی تین قسمین ہین
ایک تو وہ ہے جسمین پانی جمع ہوتا ہے اور زور پکڑتا ہے اور خود چشمہ اوسمین سے بہنے لگتا ہے
اور دوسری قسم وہ ہے جسمین حاجت کنوان کھودنے کی ہوتی ہے اور پانی بدون کھودنے کے
نہین نکلتا اور تیسری وہ قسم ہے کہ اوسمین کھودنے سے بھی پانی نہین نکلتا خشک ہی پڑی رہتی ہی
اور اس منقسم ہونے کی وجہ یہ ہی کہ زمین کے جوہر اپنی صفتون مین مختلف ہوتے ہین اسی طرح حال
نفسون کا قوت عقل کے مختلف ہونے مین ہے اور عقل کی کمی بیشی پر دلیل نقلی وہ روایت ہی
کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضہ سے مروی ہی کہ اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت
کیا تو آپ نے ایک حدیث طویل فرمائی اور اوسکی آخر مین عرش کی عظمت کو مذکور فرمایا اور یہ کہ
فرشتون نے خدای تعالے سے عرض کیا کہ الٰہی تو نے کوئی چیز عرش سے بھی بڑی پیدا کی ہی ارشاد
فرمایا کہ ہان عقل عرش سے بڑی ہی عرض کیا کہ اوسکی مقدار کتنی ہی حکم ہوا کہ اوسپر تمھارا علم محیط نہوگا
تمکو بالو کے شمار کا علم ہے عرض کیا کہ نہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مین نے عقل کو بھی موافق شمار
ریگ کے مختلف پیدا کیا ہے کہ بعضے لوگون کو ایک رتی ملی ہے اور بعضون کو دو اور کسی کو تین اور
کسی کو چار رتی بھر اور کوئی ایسا ہے جسکو ایک فرق کی مقدار یعنی قریب آٹھ سیر کے عنایت ہوئی
اور بعض کو ایک وسق یعنی اونٹ کے لادنے کے برابر اور کسی کو اس سے بھی زائد مرحمت ہوئی ہے
۔ اب اگر یہ کہو کہ جب عقل کا یہ حال ہے تو صوفی عقل کو اور معقول کو کیون برا کہتے ہین تو اوسکی
وجہ یہ ہے کہ لوگون نے لفظ عقل اور معقول کو اصلی معنی چھوڑ کر مجادلہ اور مناظرہ کے واسطے نقل
کرلیا ہے جسکو فن کلام کہتے ہین کہ اب معقول یہی رہ گیا ہے کہ جھگڑنا اور طرف ثانی کا الزام دینا

این [illegible] وعلم تصوف مخصوص [illegible]

بعضے جلد بات کو پا جاتے ہین اور اونکی رای اکثر ٹھیک ہی ہوتی ہی اور بعضے ایسے نہین ہوتے
پس اس قسم مین تفاوت کا انکار نہین ہوسکتا کہ ظاہر ہی تفاوت یا تو اختلاف طبیعت کی باعث
ہوگا یا مواظبت کے تفاوت کی وجہ سے - اور قسم اول جو اصل ہی یعنی قوت طبیعی تو اوسکے متفاوت
ہونے مین انکار کو راہ نہین کیونکہ اوسکا حال مثل ایک نور کے ہے جو نفس پر چمکتا ہے اور
اوسکا مطلع اور ابتدای چمک سن تمیز کے وقت ہوتا ہے پھر ہمیشہ بڑھتا اور زیادہ ہوتا رہتا ہی
یہانتک کہ آہستہ آہستہ قریب چالیس برس کی عمر کی کامل ہوجاتا ہے اور اوسکی مثال ایسی
ہے جیسے صبح کی روشنی کہ ابتدا مین ایسی خفیہ ہوتی ہی کہ اوسکا معلوم کرنا مشکل پڑتا ہے
پھر بتدریج بڑھتی جاتی ہے یہانتک کہ آفتاب کے نکلنے پر پوری ہوجاتی ہی اور فرق کمی بیشی کا
نور بصیرت مین مثل آنکھ کے نور کے ہے کہ چندھے اور تیز بینائی والے مین فرق معلوم ہوتا ہی
بلکہ خدای تعالی کی عادت اپنی مخلوق مین اسی طرح جاری ہے کہ ایجاد بتدریج ہوتا ہی یہانتک کہ قوت
شہوت لڑکے مین بالغ ہونے کے وقت یکبارگی نہین ظاہر ہوتی بلکہ تھوڑی تھوڑی ظاہر
ہوتی ہی اسی طرح سب قوتون اور صفتون کا حال جاننا چاہیے پس جو شخص کہ اس قوت طبیعی مین
کمی بیشی کا منکر ہو وہ گویا دائرۂ عقل سے خارج ہے اور جو شخص یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی عقل ایسی ہی تھی جیسے کسی قصباتی یا گنوار کی ہوتی ہے تو وہ شخص خود گنوار سے کمتر ہے
اس قوت مین کمی بیشی کا انکار کیسے ہوسکتا ہی اگر اس مین تفاوت نہوتا تو علوم کے سمجھنے مین
لوگ متفاوت کیون ہوتے اور ایسی کیون ہوتے کہ کوئی تو کم ذہن ہو کہ بہت سا سمجھانے اور مثالون کی
مغز مارنے سے سمجھے اور کوئی ذہن تیز ہو کہ ادنی رمز و اشارہ مین سمجھ جاوی اور کوئی ایسا کامل ہو
کہ خود اوسکے نفس سے امور کے حقائق جوش مارتے ہون سیکھنے کی نوبت نہ پونہچے جیسا اللہ تعالی
نے فرمایا ہے یَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ اور یہ لوگ کاملین انبیا
علیہم السلام ہین کہ اونکو وہ باریک باتین خود اونکے دلون مین بدون سیکھنے اور کسی سے سننے کے
کھل جاتی ہین اسکو الہام سے تعبیر کیا کرتے ہین اور اسی جیسی بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے ارشاد مین بیان فرمایا کہ روح القدس نے میرے دل مین ڈالدیا ہے کہ جسکو تم چاہو
دوست بنالو اوس سے تمکو جدا ہونا ہوگا اور جتنا چاہو جیلو تم مرنے والے ہو اور جو عمل چاہو کرو
اوسکی جزا تمکو ہوگی - اور فرشتون کا نبیون کو اس طرح خبر دینا وحی سے علیحدہ ہی اس لیے کہ
وحی مین کان سے آواز کا سننا اور آنکھ سے فرشتے کا دیکھنا ہوتا ہے اور الہام مین یہ بات نہین

کیا فائدہ اہم اور مناسب یہ ہے کہ جو امر حق صریح ہو اوسکے بیان کرنے کی طرف متوجہ ہون - تو اسباب
مین حق صریح یہ ہے کہ کمی زیادتی عقل کی سب قسمون مین سوای قسم دوم کے ہو سکتی ہی یعنی علم بدیہی
جائز چیزون کے ہو سکنے اور محالات کے ممتنع ہونے کا ایسا ہے کہ اسمین کمی بیشی نہین مثلاً
جو یہ جانے گا کہ دو ایک سے زیادہ ہین وہ یہ بھی جانے گا کہ ایک جسم کا دو جگہہ مین ہونا محال ہی اور
ایک ہی چیز کا قدیم اور حادث ہونا نہین ہو سکتا اسی طرح اور مثالین اور وہ امور ہین جنکو
محقق طور پر بدون شک کے معلوم کرے مگر تین قسمون باقی مین کمی بیشی ہوتی ہی جیسے چوتھی
قسم یعنے قوت کا اسدرجہ پر زیادہ ہونا کہ شہوات کو اوکھاڑ دے اسمین ظاہر ہے کہ لوگ متفاوت
ہوتے ہین بلکہ اس باب مین صرف ایک شخص کے حالات مین بھی کمی بیشی ہوا کرتی ہی اور یہ تفاوت
کبھی تو شہوت کے تفاوت کی جہت سے ہوا کرتا ہے کیونکہ عاقل کبھی بعض شہوات کی چھوڑنے پر
قادر ہوتا ہے اور بعض پر نہین ہوتا گو اونکا ترک کرنا کچھہ امر محال نہین مثلاً جوان آدمی زنا کے
ترک سے عاجز ہوتا ہے اور جب بڑا ہو جاتا ہے اور اوسکی عقل پوری ہو جاتی ہے تب اوسکی
چھوڑنے پر قادر ہوتا ہے اور شہوت نمود اور ریاست کے بڑے ہونے سے قوت مین بڑھتی
جاتی ہے نہ ضعف مین اور کمی بیشی اس قسم کی کبھی اس وجہ سے ہوتی کہ شہوت کا ضرر جس
علم سے معلوم ہوتا ہے اوسمین تفاوت ہوتا ہے اور اسی وجہ سے بعض مضر کھانون سے
طبیب تو پرہیز کرنے پر قادر ہوتا ہے اور دوسرا شخص جو عقل مین طبیب کے برابر ہوتا ہے
اوس سے نہین ہو سکتا کہ پرہیز کرے گو اوسکو فی الجملہ اعتقاد ہوتا ہے کہ اس کھانے مین ضرر
ہے مگر چونکہ طبیب کا علم کامل ہے اس وجہ سے اوسکا خوف بھی زیادہ ہوتا ہی تو اسصورت مین
خوف شہوت کے اوکھاڑنے مین عقل کا سپاہی اور سامان ہو جاتا ہی اسی طرح جاہل کی نسبت کے
عالم گناہون کے چھوڑنے پر زیادہ قدرت رکھتا ہے کیونکہ معاصی کے ضرر کو خوب جانتا ہے
اور ہماری غرض عالم سے عالم حقیقی ہے چغہ باز اور مکیّون سے مقصود نہین - پس اگر تفاوت
شہوت کی جہت سے ہی تب تو عقل کے تفاوت کیطرف رجوع نہ کرے گا اور اگر علم کی جہت
سے ہوگا تو ہم اس قسم کے علم کو بھی عقل کہہ چکے ہین اس جہت سے کہ یہ علم قوت طبیعی کی طاقت کو
بڑھاتا ہے تو گویا اس علم کا تفاوت بعینہ عقل کا تفاوت ہوا اور کبھی تفاوت صرف عقل کی قوت
مین تفاوت ہونے کی جہت سے ہوتا ہے مثلاً جب وہ قوت قوی ہوگی تو ظاہر ہی کہ شہوتکا
قلع وقمع بھی بہت کریگی - تیسری قسم جو علم تجربون کا ہی اوسمین بھی لوگ کم وبیش ہوتے ہین

اور وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ اور اس قسم کا نام تذکر رکھنا بعید نہین
کہ تذکر دو قسم ہے ایک یہ کہ صورت دل مین حاضر ہو اور وجود کے بعد جاتی رہی ہو اوسکو
یاد کرے اور دوسری یہ کہ وہ صورت سرشت سے آدمی مین آئی ہوئی ہو اوسکو یاد کرے اور یہ حقیقتین
اوس شخص کے سامنے جو نور عقل سے دیکھتا ہے ظاہر ہین اور جسکا تکیہ تقلید اور سننے پر ہے نہ کشف اور
دیکھنے پر اوسپر البتہ یہ باتین ثقیل ہین اور اسی واسطے اوسکو دیکھتے ہو کہ ان جیسی آیتون مین خبط مین
پڑتا ہے اور تذکر کے معنون اور نفوس کے اقرار کی تاویل مین طرح طرح کی تکلف کرتا ہی اور احادیث
اور آیات مین اوسکے خیال مین بہت سی اختلافات معلوم ہونے لگتے ہین اور کبھی یہ امر اتنا اوسپر
غالب ہوتا ہے کہ اونکو بچشم حقارت دیکھتا ہے اور اونمین بے معنی اور لغو ہونے کا معتقد
ہو جاتا ہے ایسے شخص کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اندھا کسی گھر مین جاوی اور برتن جو اوسمین
بترتیب رکھے ہون اونپر پھسل پڑی اور کہے کہ یہ برتن راہ مین سے کیون نہین علیحدہ کیے جاتے
اور اپنے موقع پر کیون نہین رکھے جاتے تو اوس سی یہ کہا جاوی کہ برتن تو سب اپنے ٹھکانے ہین مگر
نظر کا خلل ہے یہی حال نظر باطنی کا ہے کہ اوسکے نقصان کے باعث آیات اور احادیث مین
اختلاف اور ابتری سوجھتی ہی حالانکہ اون مین اختلاف کچھ نہین اپنی عقل کا قصور ہے
بلکہ نظر باطن کا نقصان بہ نسبت آنکھ کے نقصان کے زیادہ اور بڑا ہے اسلیے کہ نفس مثل سوار کے
ہے اور بدن مثل گھوڑے کے ہے اور ظاہر ہے کہ سوار کا اندھا ہونا بہ نسبت گھوڑی کے اندھے
ہونے کے زیادہ مضر ہے اور باطن کی بصیرت کو ظاہر کی بصارت سے مشابہت کے لیے اللہ تعالے
نے ارشاد فرمایا مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى اور فرمایا وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اور اسکی ضد کو نابینائی فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ
وَلَٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ اور فرمایا وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي
الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا اور یہ امور جو انبیا علیہم السلام کو ظاہر ہوئے تھے وہ بعض تو چشم
ظاہر کے سبب سے اور بعضے چشم باطن سے معلوم ہوئے تھے مگر سبکا نام دیکھنا ہی فرمایا۔ حاصل یہ کہ جسکی
چشم بصیرت پکی نہوگی اوسکو دین سی بجز پوست اور مثالون کی اور کچھ نہ آوی گا اوسکے مغز اور حقیقت کو
نہ پونہچے گا۔ یہ بیان واقعی اون الفاظ کا ہوا جنپر لفظ عقل بولا جاتا ہے

تیسرا بیان لوگون مین عقل کے کم زیادہ ہونے کے ذکر مین۔ عقل کے کم زیادہ ہونے کے
باب مین بھی لوگون نے اختلاف کیا ہے مگر جن لوگون کو علم کم ہے اونکی تقریر کے نقل کرنے سے

ف۱ اور ہمنے آسان کیا قرآن سوچنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا ۱۲
ف۲ جھوٹھ نہ دیکھا دلنے جو دیکھا ۱۲
ف۳ اور اس طرح ہم دکھلانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان و زمین کی ۱۲
ف۴ سو کچھ آنکھین اندھی نہین ہوئین پر اندھے ہوئے ہین دل جو سینون مین ہین ۱۲
ف۵ اور جو کوئی رہا اس جہان مین اندھا سو پچھلے جہان مین اندھا ہے اور زیادہ دور پڑا راہ سے ۱۲

اصل لغت مین اور استعمال مین اوسی قوت جبلی کے لیے موضوع تھا اور علوم پر جو اسکا استعمال ہوا تو صرف اسی جہت سے کہ علوم اوس قوت کے ثمرات ہین جیسی چیز کی تعریف اوسکے ثمرہ سے کیا کرتے ہین مثلاً کہدیتے ہین کہ علم خوف خدا ہے اور عالم وہی ہے جو خدای تعالی سے ڈرے اس لیے کہ خوف خدا علم کا ثمرہ ہے اسی طرح لفظ عقل کو اگر اوسکی کسی ثمرہ پر بول دین تو یہ بھی مجاز کیطرح ہوگا مگر ہمکو مقصود لغت کی بحث سے نہین بلکہ یہ مطلب ہی کہ عقل کی یہ چارون قسمین موجود ہین اور لفظ ان سب پر بولا جاتا ہے اور ان چارون مین سے بجز اول قسم کے اور کسی کی وجود مین اختلاف نہین اور صحیح یہی ہے کہ وہ بھی موجود بلکہ سبکی اصل ہی اور یہ علوم سب کے سب اوس قوت سرشتی مین آئے ہوئے ہین لیکن ظاہر جب ہوتے ہین کہ کوئی سبب ایسا ہو جو اونکو موجود کردی یہانتک کہ یہ علوم ایسے تو نہین ہین جو اس قوت پر باہر سے آتے ہون تو ضرور ہے کہ اوسمین چھپی ہوئی ہون اور پھر کسی وجہ سے ظاہر ہوجاوین اور اوسکی مثال ایسی ہے جیسے پانی کہ کنوان کھودنے سے نکل آتا ہے اور جمع ہوکر محسوس ہوجاتا ہے یہ نہین کہ باہر سے اوسمین کوئی چیز اوسکے لیے ڈالی جاتی ہو اسی طرح بادام مین تیل اور گلاب کی پھول مین گلاب رہتی ہے اور اسی بنا پر اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى اس آیت مین مراد اقرار وحدانیت سے نفسون کا اقرار ہے نہ زبانون کا کیونکہ زبانی اقرار کے اعتبار سے تو کوئی مقر ہے اور کوئی منکر اور ایسا ہی حال ہے اس ارشاد خداوندی مین وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ یعنی اگر اونکے احوال کا اعتبار کیا جاوی تو اونکے نفس اور باطن اسکے شاہد ہونگے اور فرمایا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا یعنے ہر آدمی کی سرشت اسی بات پر ہوئی ہی کہ خدای عزوجل پر ایمان لاوے بلکہ چیزون کو اونکی ماہیت کے بموجب پہچانے یعنے سرشت انسانی گویا کہ اس معرفت کی متضمن ہے اسلیے کہ اوسمین لیاقت اوسکے ادراک کی بہت قریب ہی پھر چونکہ سرشت کے اعتبار سے ایمان نفسون مین گڑا ہوا ہے اسی لیے لوگون کی دو قسمین ہوئین ایک وہ جنے روگردانی کی اور اپنی سرشت کی چیز کو بھول گیا وہ تو کافر ہین اور ایک وہ جنے اپنی خیال کو دوڑایا اور اوسکو پا آگیا جیسے کوئی گواہ بدا جاتا ہے اور کسی غفلت کی وجہ سے اوس امر کو بھول جاتا ہے پھر یاد آجاتا ہی اور اسی وجہ سے اللہ تعالے نے یاد دہانی کے لفظ بہت جا ارشاد فرمائے جیسے لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ اور لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ

ت۱ اور خصوصیت نکاح کی یہ کہ سب اولاد آدم کے بیٹون کی پیٹھ مین سے اونکی اولاد اور اقرار کروایا اون سے اونکی جان پر کیا مین تمہین تمہارا رب نہین ہون قالوا بلی اسے ثابت ہوا کہ اقرار ربوبیت کا فطرت مین ہے کیا ۱۲

ت۲ اور اگر کہو پھر قوا و سننے کسی کو پیدا کیا ہے تو کہو کہ ہان بیشک کیا ہے مگر یہ کمال اسکے ہی ۱۲

ت۳ وہی بات اس کی جسپر تمام لوگون کی ۱۲

ت۴ شاید وہ دھیان کرین ۱۲

ت۵ اور تا اسپر کرین عقل والے ۱۲

ت۶ اور یاد کرو احسان اسکا اپنے اوپر اور عہد اوسکا جو تم سے ٹھہرایا ۱۲

فرع اور اوس سی قریب ہی اور تیسرے اول اور دوم کی فرع ہین اسلیے کہ قوت طبیعی اور علوم بدیہی سے تجربون کا علم حاصل ہوتا ہے اور چوتھے معنی ثمرۂ آخری اور علت غائی ہی پس اول کی دونون عقلین تو سرشتی ہین اور اخیر کی دونون کسب سے حاصل ہوتی ہین اور اسی لیے حضرت علی رض نی فرمایا ہے قطعہ

دو ہین عقلین میرے نزدیک ای پسر	ایک طبعی ایک سمعی یاد کر
فائدہ سمعی سے کچھہ ہوتا نہین	جب نہو طبعی کا دل مین کچھہ اثر
جیسے سورج سے نہین کچھہ منفعت	گر نہوئے آنکھہ مین نور نظر

اور اول مراد ہے اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین[1] اللہ تعالی نے کوئی مخلوق اپنے نزدیک بزرگ تر عقل سے نہین پیدا کی اور چوتھی قسم مراد ہے اس حدیث شریف مین کہ جب[2] آدمی اقسام نیکی اور اعمال صالحہ سے تقرب حاصل کرین تو تو اپنی عقل سی تقرب حاصل کر اور یہی مراد ہے اس ارشاد مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت ابو درداء رض کو فرمایا کہ تو[3] عقل مین زیادہ ہوتا کہ اپنے رب سی قرب مین زیادہ ہو جاوی اونھون نی عرض کیا کہ فدا ہون آپ پر میرے ما اور باپ مجھسے یہ کیسے بن آوی گا آپ نی فرمایا کہ اللہ تعالے کے محارم سے اجتناب کر اور اوسکے فرائض ادا کر تو عاقل ہو جاوی گا اور اعمال مین سے نیک کو کیا کر تو اس دنیا مین تیری بڑائی اور کرامت بڑھے گی اور اونکی جہت سے اپنے رب کریم کا قرب اور عزت تجکو حاصل ہو گی۔ اور سعید بن مسیب رض سی مروی[4] ہی کہ حضرات عمر اور ابی بن کعب اور ابو ہریرہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگون مین سے زیادہ عالم کون ہے آپ نے فرمایا کہ عاقل عرض کیا کہ سب مین عابد زیادہ کون ہی آپ نی فرمایا کہ عاقل پھر عرض کیا کہ سب مین افضل کون ہی آپ نے فرمایا کہ عاقل اونھون نی عرض کیا کہ عاقل وہی نہین جو مروت کامل رکھتا ہو اور ظاہر مین فصیح ہو اور ہاتھہ کا سخی اور منزلت مین بڑا آپ نے فرمایا کہ یہ سب باتین تو دنیا کی زندگی کی چیزین ہین اور خدای تعالی کی نزدیک متقیون کے لیے آخرت بہتر ہے عاقل وہ ہے جو متقی ہو اگرچہ دنیا مین خسیس اور ذلیل ہو۔ اور ایک اور حدیث مین ارشاد ہے کہ[5] عاقل وہی ہے جو اللہ تعالی پر ایمان لاوی اور اوسکے رسولون کی تصدیق کرے اور اوسکی طاعت بجا لاوی۔ اور ٹھیک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لفظ عقل

[1] حکیم ترمذی بروایت حسن از چند صحابہ رض بسند ضعیف ۱۲
[2] ابو نعیم بسند ضعیف ۱۲
[3] ابن المنجر و حکیم ترمذی ۱۲
[4] ابن المنجر ۱۲
[5] ابن المنجر بروایت سعید بن المسیب مرسلا ۱۲

کہ رہے مین ایک قوت خاص ہی جسکو حیات کہتے ہین اسی طرح انسان کو چوپایہ سے ممتاز ہونے مین
کہنا چاہیے کہ انسان علوم نظری کے ادراک کرنے مین ایک قوت رکھتا ہے جسکو عقل کہتے
ہین اور عقل مثل آیینہ ہے جو دوسری چیزون سے اسبات مین ممتاز ہے کہ صورتون اور رنگون
کی نقل کر دیتا ہے اور ان صورتون وغیرہ کا اوسمین منعکس ہونا ایک صفت خاص کی جہت سے ہی
جو جلا کہلاتی ہے اسی طرح آنکھہ بھی بینائی سے اون صفات اور حالات مین علیحدہ ہی جنسے اوسکو
لیاقت دیکھنے کی ہوئی ہی اور اس قوت کو علوم کی طرف وہ نسبت ہی جیسے آنکھہ کو ہی نگاہ کی طرف
اور قرآن و شریعت کو اس قوت کی طرف علوم کے واضح ہونے مین وہ علاقہ ہے جیسے
آفتاب کی روشنی کو نور نگاہ سے ہے پس اس قوت کو اسی طرح سمجھنا چاہیے دوم عقل سے مراد وہ
علوم ہین جو تمیز دار لڑکے کی ذات مین ہوا کرتے ہین یعنی جائز چیزون کے جائز ہونے اور
محال چیزون کے محال ہونیکا علم مثلاً اس بات کا علم کہ دو زیادہ ہین ایک سے اور ایک شخص کا ایک ہی وقت مین
دو جگہہ رہنا ممکن نہین اور یہ معنی وہ ہین کہ بعض اہل کلام نے عقل کی تعریف مین مراد
لیے ہین چنانچہ کہا ہے کہ عقل بعض بدیہی علوم ہین جیسے جائز چیزون کے ہوسکنے کا علم اور
محال باتون کے محال ہونے کا علم ہے اور یہ معنی بھی فی نفسہ درست ہین اسلیے کہ یہ علوم
موجود ہین اور اونکو عقل کہنا بھی ظاہر ہے مگر خرابی اس مین ہی کہ اوس قوت مذکورہ بالا کا
انکار کیا جاوے اور کہا جاوے کہ بجز ان علوم بدیہی کے عقل اور کچھہ نہین سوم عقل اون علوم کو
کہتے ہین جو حالات روزمرہ کے دیکھنے سے اور اونکے تجربون سے حاصل ہوون کیونکہ جو شخص
تجربون مین مشاق اور طریقون سے واقف ہوجاتا ہے اوسکو رسم کے بموجب عاقل کہا کرتے ہین
اور جو تجربہ وغیرہ سے متصف نہین ہوتا اوسکو جاہل اور غبی اور ناتجربہ کار کہا کرتے ہین
غرضکہ علوم تجربہ کی بھی ایک جداگانہ قسم علوم کی ہی جسکو عقل کہا کرتے ہین چہارم عقل اوسکو
کہتے ہین کہ اوس قوت طبیعی کی طاقت اتنی ہوجاوے کہ امور کے انجامون کو جاننے لگے اور جو
خواہش کہ سردست کی لذت کی خواہان ہوا وسکو اوکھاڑ دی اور روبائے رکھے جب یہ قوت
آدمی مین آجاتی ہے تو اوس قوت والے کو عاقل کہتے ہین اس اعتبار سے کہ وہ امور پر اقدام اور
جرأت اوس طرح کرتا ہے جس طرح کہ انجامون کا فکر مقتضی ہے یہ نہین کہ بموجب سردست کی
خواہش کے مرتکب ہوجاوے اور یہ قسم ہے انسان کی خواص مین سے کہ انسان اور حیوانون سے
علیحدہ ہی حاصل یہ کہ اول معنی عقل کے تو سب کی جڑ اور بنیاد اور منبع ہے اور دوسرے اول کی

اور فرمایا کہ تم مین سے عقل مین کامل تر وہ ہی جو اللہ تعالے سے زیادہ خوف رکھتا ہو اور جس چیز کا اوسکو حکم ہوا ہو اور جس سے منع کیا گیا ہو اوسمین اوسکی نظر سب سے اچھی ہو اگرچہ تطوع مین تم سی کمتر ہو

دوسرا بیان عقل کی حقیقت اور اوسکی قسمون کے ذکر مین ۔ جاننا چاہیے کہ عقل کی تعریف مین اور اوسکی حقیقت کے باب مین لوگون نی اختلاف کیا ہی اور اکثرون نی اسبات کا دھیان نہین رکھا کہ یہ لفظ مختلف معنون پر بولا جاتا ہے اور یہی بات اونکی مختلف ہونی کی وجہ ہوئی اور اسباب مین حق ظاہر یہ ہی کہ لفظ عقل مشترک ہی اور چار معنون پر بولا جاتا ہی جیسا لفظ عین چند معنون پر بولا جاتا ہی یا جو اور ایسا ہی لفظ ہو تو یون نہ چاہیے کہ سب اقسام کی ایک تعریف تلاش کیجاوی بلکہ ہر ایک قسم کا حال جداگانہ کھولنا چاہیے

اول عقل سی مراد وہ وصف ہی جسکی باعث انسان سب چوپایون سے ممتاز ہی یعنی جسکے باعث علوم نظری کی قبول کرنی اور خفیہ صناعات فکری کی سوچنی کی اوسکو استعداد ہوتی ہی اور یہ وہی معنی ہین جو حارث بن اسد محاسبی نے مراد لیے ہین چنانچہ عقل کی تعریف مین اونھون نے کہا ہی کہ وہ ایک قوت ہی کہ جس سے آدمی علوم نظری کی ادراک کے لیے مستعد ہوتا ہے اور گویا کہ وہ ایک نور ہے جو دلمین ڈالا جاتا ہے جسکے باعث آدمی ادراک کے قابل ہو جاتا ہے اور جس شخص نے کہ اس تعریف کا انکار کیا اور عقل کو صرف بدیہی علم کے جاننے پر منحصر رکھا اوسنے انصاف نہین کیا اسلیے کہ جو شخص علوم سے غافل ہو یا سوتا ہو اون دونون کو عاقل کہتی ہین باوجودی کہ علوم اوسکو اوسوقت نہین ہوتے مگر صرف اوس قوت کے موجود ہونے سے عالم کہلاتے ہین اور جس طرح کہ زندگی ایک قوت ہی کہ جس سی جسم حرکات اختیاری اور ارادی پر مستعد ہو جاتا ہے اور جسکی چیزین ادراک کرتا ہی اسی طرح قوت عقل بھی ایسی ہے کہ جس سے بعض حیوانات علوم نظری کی قابل ہو جاتے ہین اور بالفرض انسان اور گدھی کا قوت طبیعی اور محسوس چیزون کی ادراک کرنے مین برابر کرنا جائز ہو اور یون کہا جاوی کہ اون دونون مین کچھہ فرق نہین بجز اسکے کہ اللہ تعالی اپنی عادت جاری کی بموجب انسان مین علوم پیدا کر دیتا ہے اور گدھے اور چارپایون مین اونکو پیدا نہین کرتا تو یہ بھی جائز ہو سکتا ہے کہ گدھے مین اور جمادات مین زندگی کے باب مین برابر کر دیجاوی اور کہا جاوی کہ اون دونون مین اور کچھہ فرق نہین بجز اسکے کہ خدای تعالی گدھے مین خاص حرکتین بموجب اپنی عادت جاری کے پیدا کر دیتا ہے کیونکہ اگر کوئی گدھا مردہ پتھر فرض کر لیا جاوی تو واجب ہوگا کہ جو حرکت اوس سے معلوم ہوتی ہے اوسکو یون کہا جاوی کہ اللہ تعالے اوس حرکت کو اوسمین جس ترتیب سی کہ سوجھتی ہے پیدا کرنے پر قادر ہے اور جس طرح کہ یہ کہنا واجب ہے کہ گدھے اور جماد کی حرکات مین یہی فرق ہے

کہ فلان سفر آزمودہ اور تجربہ کار ہوا اور دوسری اسی طرح کی باتین رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان باتون کا علم تمکو نہین لوگون نے عرض کیا کہ یہ کس طرح ہی آپ نے فرمایا کہ اون لوگون نے قتال اور سفر کیا جسقدر کہ اللہ تعالے نے اونکو عقل عنایت کی تھی اور اونکی جیت اور ہیت بھی اونکی عقلون کے بموجب ہوئی پس امن مین سے جو کوئی پونچا وہ مقامات مختلف پر پونچا جب قیامت کا دن ہوگا تو اپنی نیتون اور عقلون کی بموجب ثواب پاوین گے۔ اور براء بن عازب رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتون نے خدای پاک کی طاعت مین کوشش اور اجتہاد عقل سے کیا اور ایماندارون نے آدمیون مین سے کوشش اپنی عقلون کی موافق کی تو جو شخص خدای تعالے کی طاعت زیادہ کرتا ہی وہی عقل مین بھی زیادہ ہوتا ہی۔ اور حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ لوگون کو فضیلت دنیا مین کونسی چیز سے ہے آپنے فرمایا کہ عقل سے مین نے عرض کیا کہ آخرت مین کس چیز سے ہے آپ نے فرمایا کہ عقل سے مین نے عرض کیا کہ کیا اپنے اعمال کی عوض اونکو جزا نہوگی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ اونھون نے عمل بھی اوتنا ہی کیا ہوگا جتنی اللہ تعالے نے اونکو عقل دی ہوگی تو جتنی عقل تھی اوتنی ہی عمل ہون گے اور جسقدر عمل کیا ہوگا اوسکی جزا ہوگی۔ اور حضرت ابن عباس رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شے کا ایک لازمہ اور سامان ہے اور ایماندار کا سامان اور آلہ عقل ہی اور ہر ایک چیز کی ایک سواری ہے اور مرد کی سواری عقل ہی اور ہر چیز کا رکن ہی اور دین کا رکن عقل ہے اور ہر ایک قوم کی ایک غایت ہے اور بندون کی غایت عقل ہے اور ہر ایک قوم کا ایک نگاہبان ہے اور عابدین کا نگاہبان عقل ہے اور ہر سوداگر کی ایک بضاعت ہوتی ہی اور اجتہاد کرنے والون کی بضاعت عقل ہے اور ہر اہل بیت کے لیے ایک منتظم ہے اور صدیقین کے گھر کا منتظم عقل ہے اور ہر اجاڑ کی ایک آبادی ہی اور آخرت کی آبادی عقل ہی اور ہر آدمی کے لیے ایک پیچھے رہنے والا ہوتا ہی جسکی طرف وہ منسوب ہوتا ہے اور اوسکے باعث ذکر کیا جاتا ہی اور صدیقون کا پیچھے رہنے والا جسکی طرف کہ وہ منسوب ہون اور جسکے باعث ذکر کیے جاوین عقل ہے اور ہر سفر کے لیے ایک بڑا خیمہ ہوتا ہی اور ایماندارون کا خیمہ عقل ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان والون مین سے سب سے زیادہ محبوب خدای تعالے کے نزدیک وہ ہی جو اللہ تعالے کی طاعت مین قائم ہوا اور اوسکی بندون کی خیر خواہی کرے اور اوسکی عقل بوری ہو اور اپنی نفس کو نصیحت کرے اور بینا ہو کہ بموجب عقل کی زندگی بھر عمل کرے اور فلاح و نجاتکو پہنچے

۱ ابن النجار ۱۲

۲ حکیم ترمذی و دیلمی ۱۲

۳ حارث عن ابن النجار ۱۲

۴ ابن النجار دیلمی ابن عمر رضہ و دیلمی در مسند فردوس بسند ضعیف ۱۲

اجسام سے پہلے کیسے پیدا ہوئی اور اگر جوہر ہے تو جوہر کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنی ذات سی قائم ہو اور کسی مکان مین نہو تو اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ عقل کی پیدائش علم مکاشفہ مین سی ہی اسکا ذکر کرنا علم معاملہ مین مناسب نہین اور ہماری غرض علوم معاملہ کے ذکر سے ہے - اور حضرت انس رض سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کی تعریف بیان کی گئی یہانتک کہ لوگون نے مبالغہ کیا آپ نے لوگون سے ارشاد فرمایا کہ اوس شخص کی عقل کیسی ہے اونھون نے عرض کیا کہ ہم عبادت اور اقسام خیرات مین اس شخص کی محنت آپ کیخدمت مین ذکر کرتے ہین اور آپ اوسکی عقل کا حال دریافت فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ احمق آدمی اپنی جہالت کی باعث بدکاری کی بدکاری سی زیادہ کر لیتا ہے اور فردای قیامت مین خدای تعالے سے قریب ہونے کے درجات موافق عقلون ہی کے بلند دیے جاوین گے اور حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی کمائی مین عقل کی زیادتی کی برابر کوئی چیز نہین یعنی عقل کی زیادتی اوسکو ہدایت کی طرف رہنما ہوتی ہی اور ہلاکی سی باز رکھتی ہی اور آدمی کا ایمان پورا ہو نہ دین راست درست ہو جبتک کہ اوسکی عقل پوری نہو - اور ایک حدیث مین یون ارشاد ہے

اِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَلَا يَسْتَوِي رَجُلٌ حَسُنَ خُلُقُهٗ حَتّٰى يَسْتَوِيَ عَقْلُهٗ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَتِمُّ اِيْمَانُهٗ وَاَطَاعَ رَبَّهٗ وَعَصٰى عَدُوَّهٗ اِبْلِيْسَ

اور حضرت ابو سعید خدری رض سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک تکیہ ہی اور ایماندار کا سہارا عقل ہے تو اوسکی عبادت اوسکی عقل ہی کے بموجب ہوگی کیا تم نے سنا نہین کہ بدکار دوزخ مین یون کہین گے لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ اور حضرت عمر رض سے مروی ہی کہ اونھون نے تمیم داری سے پوچھا کہ تم مین سرداری کیا چیز ہے کہا کہ عقل آپ نے فرمایا کہ تم نے درست کہا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی سوال کیا تھا جیسا تم سے کیا اور آپ نے بھی یہی جواب دیا جو تم نے دیا اور پھر ارشاد فرمایا کہ مین نے جبریل علیہ السلام سے سوال کیا کہ سرداری کیا چیز ہی جبریل نے کہا کہ عقل ہے - اور براء بن عازب سے مروی ہی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے کثرت سی سوال کیے تو آپ نے فرمایا کہ ای لوگو ہر چیز کی ایک سواری ہی اور مرد کی سواری عقل ہی اور تم مین دلیل اور حجت مین بہتر وہ ہی جو عقل مین بڑھکر ہو اور حضرت ابو ہریرہ رض سے مروی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد سے مراجعت فرمائی تو لوگون کو کہتے سنا کہ فلان شخص فلان سے زیادہ بہادر ہی اور فلان شخص سفر آزمودہ تر ہی جبتک

ابن العجز وحکیم ترمذی ۱۲
علم ابو یعلی حارث عن ابن عمر ۱۲
ابن العجز ۱۲ آدمی اپنی
بن العجز ۱۲ اور بعضون نے
خوش خلقی سے درجہ پایا ہے
شب بیدار کا ہوتا ہے
اور کسی شخص کا خوش خلق
پورا نہین ہوتا جب تک
کہ اوسکی عقل کامل نہو
پس اسوقت اوسکا ایمان
کامل ہوتا ہے اور اپنے رب کا
فرمانبردار اور اپنے دشمن
شیطان کا نافرمان ہوتا ہے
ترمذی مختصر ۱۲
عائشہ رض ۱۲
ابن العجز ۱۲
ابن العجز ۱۲
عن ابن العجز ۱۲
ابن العجز ۱۲
ابن العجز ۱۲

مخصوص ہے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بوڑھا اپنی قوم مین ایسا ہے
جیسا نبی اپنی امت مین - اور یہ بات اوسکی مال کی کثرت اور جثہ کے بڑی ہونے اور طاقت کی زیادہ
ہونے سے نہین ہوتی بلکہ تجربہ کے زیادہ ہونے سے ہی جو عقل کا ثمرہ ہی اور اسی وجہ سی ترکون اور
گردون اور عرب کے اجلاف اور تمام خلق کے جہال کو دیکھتے ہو کہ باوجودی کہ چوپایون کے مرتبے سی قریب
ہی ہوتے ہین مگر اپنی سرشت سی بوڑھون کی توقیر کرتے ہین اور اسی جہت سی جب بعضی معاندون نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنا چاہا جب اونکی نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی اور وہ روشنی
سرمۂ چشم بصیرت ہوئی تو تھرا گئے اور نور نبوت آپ کے عارض تابان کا اونکی نظرون مین جھلکنے لگا
گویہ نور عقل کی طرح آپ کی ذات مجمع کمالات مین پوشیدہ تھا غرض کہ عقل کا شرف تو بدایۃً معلوم
ہوتا ہی مگر ہمارا قصد یہ ہے کہ جو آیات اور حدیثین اسکی شرف کی باب مین آئی ہون اونکو ذکر کرین
اللہ تعالے نے عقل کا نام نور فرمایا ہے اس آیت مین اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور جو علم
کہ عقل سے حاصل ہوتا ہی اوسکو روح اور وحی اور حیات سی تعبیر فرمایا چنانچہ ارشاد ہی وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا
اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا اور فرمایا اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنَاہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ
بِہٖ فِی النَّاسِ اور جہان کہین نور اور تاریکی کا ذکر فرمایا ہے وہان مراد علم اور جہل سی ہی جیسا اس
آیت مین یُخْرِجُہُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ
ای لوگون اپنے خدا کو سمجھو اور آپس مین ایک دوسری کو نصیحت عقل کی کرو اوس سی جس بات کا تمکو
حکم ہوا ہے اور جس سے منع کیے گئے ہو جان لوگی اور جان لو کہ عقل تمکو تمھاری رب کے پاس بزرگی
دیگی اور جان لو کہ عاقل وہ ہے جو اطاعت اللہ تعالی کی کری اگرچہ صورت مین برا اور قدر مین
حقیر اور مرتبہ مین کم اور شکستہ حال ہو اور جاہل وہ ہی جو خدای تعالی کی نافرمانی کری گو صورت کا اچھا
اور قدر کا بڑا مرتبہ کا شریف اور خوشحال اور فصیح و گویا ہو جو شخص خدای تعالی کی نافرمانی کرے
اوسکی نسبت کر سور اور بندر زیادہ عاقل ہین اور دنیادار اگر تمھاری تعظیم کرین تو اس سی مغالطہ
مین مت آؤ ورنہ خسارہ والون مین سے ہو جاؤ گے - اور فرمایا کہ سب سے پہلے خدای تعالی نے
عقل کو پیدا کیا اور اوسکو فرمایا کہ سامنے ہو وہ سامنے ہوی پھر فرمایا کہ پشت پھیر اوسنی پشت
پھیری پھر اللہ تعالی نے فرمایا کہ قسم ہے اپنی عزت اور بزرگی کی کہ مین نے کوئی مخلوق تجھسے زیادہ
اپنے نزدیک اکرم نہین پیدا کی مین تجھی سے لون گا اور تجھی سے دون گا اور تیری ہی سبب سی
ثواب دون گا اور تیری ہی سبب سے عذاب کرون گا اب اگر کوئی یون کہے کہ عقل اگر عرض ہے تو

ابن حبان بروایت بن عمر و ابو منصور دیلمی بروایت ابی رافع بسند ضعیف ۱۲
ت ۲ اللہ روشنی ہے آسمانون کی اور زمین کی ۱۲
ت ۳ اور اسی طرح بھیجی تیری پاس روح اپنی حکم سے ۱۲
ت ۴ بھلا ایک شخص مردہ تھا پھر ہمنے اوسکو زندہ کیا اور دی اوسکو روشنی کہ لیے پھرتا ہی لوگون مین ۱۲
ت ۵ نکالتا ہے اونکو اندھیرون سے روشنی مین ۱۲
ت ۶ داؤد بن المحبر بروایت ابو ہریرہ ۱۲ ابن المحبر ضعیفون مین سے ہے ۱۲
ت ۷ طبرانی نے مختصراً روایت کیا ہے ۱۲

لکھا تھا کہ تم میرے باب مین کیا خیال کرتے ہو مین تو ایسا رہ گیا کہ کوئی میری ساتھہ خدای تعالے کی یاد کرنے والا نہین جو ملتا ہے تو اوسکی ساتھہ فکر کرنا گناہ اور معصیت ہی ہوتا ہی اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ ذکر کا اہل کوئی نہین ملتا۔ اور یہ اونھون نے درست فرمایا اسلیے کہ لوگون سے ملنا غیبت کرنے اور سننے سے خالی نہین یا بری بات کو دیکھکر چپ رہنا پڑتا ہے اور بہتر حال آدمی کا یہ ہے یا علم سکھاوے یا سیکھے اور اگر تامل کرے تو جان لے کہ سیکھنے والے کی غرض یہی ہی کہ علم کو ذریعہ طلب دنیا اور وسیلہ شر بناوے تو ظاہر ہے کہ استاد اس باب مین اوسکا معین اور مددگار اور اسباب شر کا تیار کرنے والا ہو گا جیسے وہ شخص کہ تلوار رہزنون کے ہاتھہ بیچے اور علم بھی مثل تلوار کے ہے اوسمین خیر کی لیاقت ایسی ہے جیسے تلوار مین جہاد کی ہی اسی وجہ سے تلوار کو ایسے شخص کے ہاتھہ بیچنا کہ اوسکے حال کے قرینون سے معلوم ہوتا ہو کہ رہزنی کے لیے چاہتا ہے جائز نہین۔ غرضکہ یہانتک علمای آخرت کی علامتین بارہ ہوئین انمین سے ہر ایک مین کچھہ کچھہ اخلاق علمای سلف کے موجود ہین تو تمکو دو شخصون مین سے ایک ہونا چاہیے یا تو ان صفات کی ساتھہ متصف ہو جاؤ یا اپنی تقصیر کے مقر ہو کر ان صفات کے قائل رہو مگر خبردار ان دو کے سوا تیسرے مت بنو ورنہ تمھاری دل مین شبہہ پڑ جاوی گا کہ دنیا کے ذریعہ کو دین کہنے لگوگے اور جھوٹون کی سیرت کو علمای راسخین کی عادت قرار دوگی اور اپنے جہل اور انکار کے باعث ہلاک ہونے والون کی جماعت مین ملجاؤ گے جنکے بچنے کی امید نہین ہم اللہ تعالے سے شیطان کے فریبون سے پناہ مانگتے ہین کہ اونھین مین سب ہلاک ہوئی اور اوس سے درخواست کرتے ہین کہ ہمکو اون لوگون مین سے کردے جنکو دنیا کی زندگی اور ابلیس مکار دھوکا اور مغالطہ ندی

ساتوین فصل عقل کے بیان مین اور اوسکی بزرگی اور حقیقت اور اقسام کے ذکر مین اور اسمین تین بیان ہین

بیان اول عقل کی بزرگی کے ذکر مین

واضح ہو کہ عقل کا شرف اون چیزون سے ہے جن کے بیان کرنے کے لیے حاجت تکلف کی نہین خصوص ایسے حال مین کہ اول علم کا شرف معلوم ہو گیا اور یہ جانتے ہین کہ عقل علم کا منبع اور مطلع اور اصل ہے علم عقل کی نسبت کر ایسا ہی جیسے درخت کی نسبت کر پھل ہے یا آفتاب کی نسبت کر نور یا آنکھہ کی نسبت کر نگاہ ہے تو جو چیز دنیا اور آخرت کی سعادت کا وسیلہ ہو وہ اشرف کیسے نہو گی اور اسمین کیسی شک ہو گا کہ چوپایہ باوجود اپنی تمیز کے کم ہونے کے عقل ہی سے بنا ہی یہانتک کہ چوپایون مین جو بدن مین سب سے بڑا ہو اور ضرر مین اور رعب مین زیادہ وہ بھی جب انسان کی صورت دیکھتا ہے تو اوس سے دبتا ہے اور خوف کھاتا ہی اسلیے کہ اوسکو اتنا شعور ہے کہ انسان مجھپر غالب ہو جاوی گا کیونکہ تدابیر اور حیلون کے معلوم کرنے مین

غالب ہو گئے ہین جدھر چاہتے ہین اودھر کھینچتے ہین اب اگر یہ کہو کہ ابلیس تو سوجھتا نہین کسی سے
باتین کرتا ہے تو اس حکایت بیان کرنے والے نے کیسے جانا کہ ابلیس نے یون کہا تھا تو اسکا جواب
یہ ہے کہ اہل دل کو جو ملکوت کی حال اور اسرار معلوم ہوتی ہین تو کبھی تو الہام کے طور پر معلوم ہوتے ہین
کہ دل مین بطور خطرہ کے پڑ جاتے ہین ایسی طرح کہ اونکو خبر نہین اور کبھی بطور سچے خواب کے اور کبھی
جاگتے مین مثالون کی دیکھنے سے معانی ظاہر ہو جاتے ہین جیسے خواب مین ہوا کرتا ہے اور جاگنے مین
معلوم ہو جانا اسرار کا نبوت کے عالی درجون مین سی ہے جیسے سچی خواب چھیالیسوان حصہ نبوت کا
ہوتی ہی اور خبردار تم یہ علم پڑھکر ایسا نکرنا کہ جو چیز تمھاری عقل ناقص کی حد سے باہر ہو اوسکو انکار کرنے لگو
کہ اس مین بڑی بڑی ماہر تباہ ہو گئے جنکو دعوی تھا کہ ہم علوم معقول سب جانتے ہین جو علم عقلی کہ اولیاء اللہ
کی ان جیسی باتون کی انکار کیطرف بلاوی اوس سی جہالت ہی بہتر ہے اور جو شخص ان باتون کا انکار
اولیاء اللہ کی لیے کرتا ہے اوسکو انبیا علیہم السلام کا بھی انکار کرنا پڑتا ہی اور دین سی بالکل باہر ہو جاتا ہے
بعض عارفون نی فرمایا ہے کہ ابدال جو اطراف زمین مین چلے گئے اور عوام کی نظرون سے چھپ گئے اوسکی وجہ یہ
ہے کہ اونکو اس زمانے کے علما کی دیکھنے کی تاب نہین اسلیے کہ علما اونکی نزدیک خدای تعالی کو نہین
جانتے حالانکہ اپنے گمان مین اور جاہلون کے عندیہ مین عالم ہین سہیل تستری رح فرماتی ہین کہ بڑی
معصیت ہے جہالت سے جاہل رہنا اور عوام کی طرف نظر کرنی اور اہل غفلت کی کلام سننے اور جو
عالم کہ دنیا مین گھسا ہوا ہو اوسکا قول سننا نہ چاہیے بلکہ جو کچھ کہے اوسمین اوسکو متہم جاننا چاہیے اسلیے
کہ ہر آدمی کا دستور ہے کہ اپنی محبوب چیز مین گھسا رہتا ہے اور جو چیز محبوب کے موافق نہین ہوتی
اوسکو دفع کیا کرتا ہی اور اسی لیے اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا
وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا اور عوام گناہگار اون لوگون کی نسبت کے اچھے ہین جو
دین کے طریق سے ناواقف ہین اور اپنے آپ کو علما مین سے جانتے ہین اسلیے کہ عامی گناہگار
اپنی تقصیر اور خطا کا اقرار کر کے استغفار اور توبہ کرتا ہے اور یہ جاہل جو اپنے آپ کو عالم خیال کرتا ہی
وہ اونھین علوم مین مشغول رہتا ہی جو دنیا کے وسیلے ہون اور طریق دین کے چلنے سے غافل
رہ کر نہ توبہ کرتا ہے اور نہ استغفار بلکہ مرتے دم تک اوسی اپنے ذہن مین لگا رہتا ہے۔ اور چونکہ بجز
اون لوگون کی جنکو خدا بچاوی اکثر لوگون پر یہی حال غالب ہے اور اونکی درستی کی طمع نہین رہی تو
اہل دین محتاط آدمی کے لیے اسلم طریق یہی ہے کہ اون سی علیحدہ ہو کر گوشہ مین بیٹھ رہے چنانچہ
اسکا ذکر باب عزلت مین انشاء اللہ تعالی آوی گا۔ اور اسی وجہ سے یوسف بن اسباط نی حذیفہ مرعشی کو

ت اور نہ کہا مان اوسکا جسکا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے لگا ہے اپنی چاہ کی اور اوسکا کام ہے حد پر نہ رہنا ۱۲

خاص مین بادشاہ کے کہنے کے خلاف کرے اور یہ تقصیر بادشاہ کبھی معاف بھی کردیتا ہی مگر سلطنت
کے درہم برہم کرنے کا قصور معاف نہین کرتا۔ اور بعض اکابر سلف نے ارشاد فرمایا کہ جس باتمین سلف
نے گفتگو کی ہے اوس مین سکوت کرنا ظلم ہے اور جس بات مین اونھون نے سکوت کیا ہے اوسمین
گفتگو کرنی تکلف ہی۔ اور کسی دوسری نے کہا ہی کہ امر حق گران ہے جو شخص اوس سے بڑھتا ہی
وہ ظالم ہے اور جو اوسمین کمی کرتا ہے وہ عاجز ہے اور جو اوسپر توقف کرتا ہی وہ کفایت کرتا ہی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لازم پکڑو طریق اوسط کو جسکی طرف آگے جانیوالا
لوٹ آوے اور پیچھے چلنے والا برابر بھجاوی۔ اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ گمراہی مین انکے
دلون مین اوسکی بھی حلاوت معلوم ہوتی ہی اور اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا
دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا اور فرمایا أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا تو جو چیز کہ بعد
صحابہ رض کے پیدا ہوئی اور مقدار ضرورت اور حاجت سے زائد ہی وہ لہو ولعب مین داخل ہے
۔ ابلیس علیہ اللعن کی حکایت کرتے ہین کہ زمانہ صحابہ رض مین اوسنے اپنا لشکر اون لوگون مین
متفرق کردیا وہ سب اوسکے پاس بہت تھکے ماندے پھر آئے اوسنے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہی
کہا کہ ہمنے صحابہ رض جیسے لوگ نہین دیکھے کسی بات مین ہمارا داو اونپر نہین چلتا ہمکو تھکا مارا
ابلیس نے کہا کہ واقع مین تم اونپر قدرت نہ پاؤگے اسلیے کہ وہ اپنی نبی کی صحبت مین رہی اور کلام اللہ
کے اوترنے کو دیکھا ہے مگر عنقریب اونکے بعد کچھ لوگ ہون گے کہ اونسے تمھاری غرض
نکلے گی جب تابعین کا زمانہ ہوا تو پھر شیطانون کو پھیلایا اور وہ بدستور شکستہ حال واپس آئے
اور کہا کہ ہمنے اونسے عجیب تر لوگ دیکھے ہی نہین اگر کہین ہمارا داو چل گیا اور کچھ گناہ کرا پائے
تو جب شام ہونے لگتی ہی وہ اپنے رب سے مغفرت چاہتے ہین اللہ تعالی اونکی برائیون کو نیکیون سے
بدل دیتا ہی ابلیس نے کہا کہ تمکو ان سے کچھ نہ ملے گا اسلیے کہ انکی توحید درست ہی اور اپنی نبی کی
سنت کے اتباع مین چست ہین مگر بعد کو ایک قوم ہوگی کہ اونسے تمھاری آنکھین ٹھنڈی
ہونگی اور تم اونسے خوب کھیلوگے اور خواہش نفس کی باگون سے اونکو جدھر چاہوگے کھینچ لوگے
اگر وہ استغفار پڑھینگے اور طلب مغفرت کرینگے تو اونکو معاف نہ کیا جائیگا اور توبہ کرنے کے
نہین کہ خدای تعالی اونکی برائیون کو بھلائیون سے بدل دیوی راوی کہتا ہے کہ جب اول قرنونکے بعد لوگ ہوئے
تو ابلیس نے اون مین بدعتین پھیلادین اور اونکو اونکی نظرون مین اچھا کردیا اسی لیے اونھون نے
بدعتونکو حلال جانا اور اونکو دین ٹھہرالیا کہ نہ اونسے استغفار کرتے ہین نہ توبہ اونپر دشمن غالب

جو آج پوچھتے ہین اور نہ علما حرام اور حلال کو بیان کرتے تھے مین نے اونکو دیکھا کہ یہ کہا کرتے تھے
کہ مستحب ہے اور مکروہ ہے - اس سی یہ غرض ہے کہ اون لوگون کی نظر کراہت اور استحباب کے دقائق مین
ہوا کرتی تھی حرام سے تو ظاہر ہے کہ بچا ہی کرتے تھے - اور ہشام بن عروہ کہا کرتے تھے کہ علما سی
آج وہ باتین پوچھو جو اونھون نے اپنے جی سے تراشی ہین اسلیے کہ اونکا جواب اونھون نے
بنا رکھا ہے بلکہ اونسے سنت کا طریق پوچھو کہ اسکو جانتے ہی نہین - اور ابو سلیمان دارانی رح
کہا کرتے تھے کہ جس شخص کے دل مین کوئی امر خیر الہام کیا جاوی تو اوسکو چاہیے کہ اوسپر عمل نکری
جبتک کہ اوسکا ہونا آثار سے نہ سن لے اگر آثار مین اوس امر کا وجود پایا جاتا ہو تو خدای تعالی کا
شکر کرے کہ جو بات اوسکی دل مین پڑی وہ آثار کے مطابق ہوئی اور یہ بات آپ نی اسلیے فرمائی
کہ اب جو رائین نئی نئی بہت سی ہو گئی ہین اونکو سنکر آدمی کبھی دل مین جما لیتا ہی اور اوس سے
بعض اوقات دل کی صفائی مین فرق آجاتا ہے اور اوسکے باعث سے امر باطل کو حق خیال
کرنے لگتا ہے اسلیے احتیاطاً ضرور ہوا کہ جو امر دلمین پڑے اوسکی پشتی آثار کی تائید سی کرے
- اور اسی وجہ سے جب نماز عید مین مروان نے عیدگاہ کے قریب منبر بنوایا تو حضرت ابو سعید
خدری رض نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ ای مروان یہ کیا بدعت ہی مروان نی کہا کہ یہ بدعت نہین بلکہ یہ
بہتر ہے اوس سے کہ تم جانتے ہو آدمی بہت ہو گئے ہین اسلیے مین نے چاہا کہ آواز سبکو پہنچے
آپ نی فرمایا کہ جو مین جانتا ہون اوس سی بہتر تم کبھی نکروگے اور بخدا کہ مین آج تیری پیچھے نماز نہ پڑھونگا
- اور حضرت ابو سعید رض نے منبر کو اسلیے برا جانا اور مروان پر اعتراض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عید[1] کی خطبے اور منہ کی دعا مین کمان پر یا لاٹھی پر سہارا دی لیا کرتے تھے منبر پر نہ چڑھتے
تھے اور ایک حدیث مشہور مین آیا ہے کہ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ دِیْنِنَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ
اور ایک دوسری حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص دھوکا دی میری امت کو اوسپر لعنت ہی خدای تعالی
اور فرشتون اور کل آدمیون کی کسی نے عرض کیا کہ آپ کی امت کا دھوکا دینا کیا ہے آپ نے
فرمایا کہ یہ ہے کہ ایک بدعت پیدا کرے اور لوگونکو اوسپر ترغیب دی اور ایک حدیث مین یون
ارشاد ہے کہ خدای تعالی کا ایک فرشتہ ہے کہ ہر روز یون پکارتا ہے کہ جو کوئی خلاف کری سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اوسکو شفاعت آپ کی نصیب نہوگی - اور جو شخص بدعت خلاف
سنت ایجاد کر کے دین مین خطاوار ہوتا ہے اوسکی نسبت دوسرے گناہگار سے ایسی ہے
جیسے کسی بادشاہ کی سلطنت اوکھاڑنے والی کو ہے اوس آدمی کی طرف جو صرف کسی خدمت

[1] طبرانی مین بروایت براء بن عازب آئی ہے اوسمین ذکر استسقا کا نہین ۱۲
[2] جو شخص ہمارے دین مین ایسی نئی بات کرے جو اوسمین سی نہو تو وہ بات رد ہے ۱۲ بخاری و مسلم بروایت عائشہ رض ۱۲
[3] دارقطنی بروایت انس بسند ضعیف ۱۲
[4] اسکی اصل نہین ملی ۱۲

خوشحالی ہے اوسکو جسنے اپنے علم کے موجب عمل کیا اور جو کچھ مال اوسکے پاس بچا وہ دی ڈالا اور جو بات کہ زائد از حاجت ہوی اوسکو زبان سے نہ نکالا طریق سنت اوسپر محیط رہا اور اوسنے اوس سے بدعت کی طرف تجاوز نکیا - اور حضرت ابن مسعود رض کہا کرتے تھے کہ آخر زمانے مین سیرت کا بہتر ہونا بہت سے عمل کی نسبت کراچھا ہوگا اور فرمایا کہ تم لوگ ایسے زمانے مین ہو کہ تم مین سے بہتر اب وہ ہے جو امور خیر مین جلدی کرتا ہے اور عنقریب تمھارے بعد ایک ایسا وقت آوی گا کہ اوسمین بہتر وہ ہوگا جو ثابت قدم رہے اور کام کی بجا آوری مین توقف کرے اسلیے کہ شبہات بہت سے ہونگے - اور یہ بات آپ نے سچ فرمائی اسلیے کہ اسوقت مین اگر کوئی شخص توقف نکرے اور جن امور مین سب مبتلا ہین اون مین اونکی موافقت کرے اور اونھین کی سی باتون مین خوض کری تو جیسے وہ تباہ ہوئی ایسا وہ بھی تباہ ہوجاوی - اور حضرت حذیفہ رض نے اس سے بھی عجیب تر بات فرمائی ہے کہ تم لوگون کی نیکی اسوقت مین پہلے زمانے کی برائی ہے اور جسکو تم اب برائی جانتے ہو وہ پہلے وقت مین بھلائی تھی اور تم جبھی تک خیر سے رہوگے جبتک کہ حق کو پہچانوگے اور تمھارے عالم امر حق نہ چھپاوین گے - اور واقع مین آپ نے درست فرمایا کہ اس زمانہ کی اکثر بھلائیان ایسی ہین کہ صحابہ رض کے وقت مین اونپر انکار ہوتا تھا مثلاً آجکل بھلائی کے دھوکے مین مسجدونکی زینت اور آراستگی کرتے ہین اور اوسکی عمارت کے باریک کامون مین بڑے مال لگاتے ہین اور عمدہ چیزون کے فرش بچھاتے ہین حالانکہ پہلے مسجدین بوریون کا بچھانا بھی بدعت گنا جاتا تھا اور کہتے ہین کہ یہ فرش وغیرہ حجاج بن یوسف کا ایجاد ہے اکابر سلف تو مسجد کی مٹی پر بہت کم فرش بچھاتے تھے یہی حال مناظرہ اور جدل کی دقیق باتون مین مشغول ہونے کا ہے کہ اسکو بھی اس زمانے کے لوگ بہت برا سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ بڑے ثواب کی بات ہی حالانکہ سلف مین یہ امر برا متصور ہوتا تھا اور اسی مین داخل ہی قرآن اور اذان مین راگ کی سی آواز کرنی اور صفائی مین مبالغہ کرنا اور طہارت مین وسوسہ کرنا اور کپڑون کی نجاست دور کے سبب سے فرض کرلینی مگر کھانون کے حلال اور حرام مین لاپرواہی برتتے ہین جو سب سے اول بات ہی اور اسکے سوا بہت سی باتین ہین اور حضرت ابن مسعود رض نے سچ فرمایا ہے کہ آج تم ایسے زمانے مین ہو جس مین خواہش نفس علم کی تابع ہی اور تمپر ایک زمانہ ایسا آوی گا کہ اوسمین علم خواہش نفس کا تابع ہوگا - اور امام احمد بن حنبل رح فرمایا کرتے کہ لوگون نے سنت کو چھوڑکر غرائب باتون پر توجہ کی اونمین علم نہایت کمی خدا مدد کرے - اور مالک بن انس رض فرماتے ہین کہ زمانہ گذشتہ مین لوگ وہ امور نہین پوچھتے تھے

مشغول تھے اور یہ بات قطعا جان لو کہ زمانے کے لوگون مین سب سے زیادہ عالم اور حق سے قریب تر وہ ہے جو صحابہ رضہ کے زیادہ مشابہ ہو اور اکابر سلف کے طریق سے واقف تر اسلیے کہ دین ما و نہین لوگون سے لیا گیا ہے اور اسی لیے حضرت علی رضہ نے فرمایا ہے کہ ہم مین ہی بہتر وہ شخص ہے جو اس دین کا زیادہ تابع ہو اور یہ آپ نے اوسوقت ارشاد فرمایا تھا کہ کسی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا تھا کہ آپ نے فلان شخص کا خلاف کیا۔ غرضکہ اگر تم زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو تو اس بات کی پرواہ نکرو کہ اپنے زمانے کے لوگون کی مخالفت ہو کیونکہ لوگون نے اپنی طبیعتون کی خواہش کی جہت سے ایک قیاس ٹھہرالیا اور اونکا نفس اس بات کو گوارا نہین کرتا کہ اقرار کرین کہ ہماری رای جنت سے محروم ہونے کی موجب ہے تو اسی بات کی مدعی ہوئی کہ جنت کی سبیل بجز اس رای کے اور کوئی نہین اور اسی جہت سے حضرت حسن بصری رح نے فرمایا ہے کہ اسلام مین دو نئے شخص پیدا ہو گئے ایک تو وہ کہ جسکی رای خراب ہے وہ کہنے لگا کہ جنت اوسی کے لیے ہے جسکی رای میری رای جیسی ہو دوسرے وہ دولتمند کہ دنیا پرست ہی اوسی کے لیے ناخوش ہوتا ہے اور اوسی کے واسطے راضی اور اوسیکی طلب کرتا ہے پس تم اون دونون کو ترک کرو اور جہنم مین جانے دو اور اگر کوئی شخص اس دنیا مین ایسا ہو کہ ادھر تو تو انکو اوسکو اپنی دنیا کی طرف بلاتا ہو اور اودھر بدعتی اپنی رای فاسد کیطرف اور اوس شخص کو خدای تعالے نے دونون سے محفوظ رکھا ہو اور وہ سلف صالح کا مشتاق ہو کہ اونکے افعال کو پوچھتا ہو اور اونکے آثار کا اقتدا کرکے اجر عظیم کا خواہان ہو تو تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ

اور حضرت ابن مسعود رضہ سے یہ روایت موقوف اور مرفوع دونون طرح آئی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ دو ہی باتین ہین ایک کلام دوسری سیرت تو کلام مین سے عمدہ تو خدای تعالی کا کلام ہے اور سیرت مین سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی آگاہ رہو کہ اپنے آپ کو نئی امور سے دور رکھو کہ سب امور سے بدتر نئے امور ہین اور جو نئی بات ہی وہ بدعت ہی اور جو بدعت ہے وہ گمراہی ہے خبردار رہو کہ اپنی عمر کو زیادہ مت سمجھو ورنہ تمھارے دل سخت ہو جاوین گے یہ جان رکھو کہ جو چیز آنے والی ہے وہ نزدیک ہے دور وہی ہی جو آتی نہین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبے مین ارشاد فرمایا کہ خوشحالی ہے اوسکو جس نے اپنے عیب دیکھکر دوسرے لوگون کے عیب سے پہلوتہی کی اور جو مال کہ بدون معصیت کمایا اوسمین سے خرچ کیا اور فقہا اور حکمت والون سے میل کیا اور لغزش اور معصیت کے لوگون سے احتراز خوشحالی ہی اوسکو جو اپنی جی مین ذلیل بنا اور اوسکی عادت اچھی ہوئی اور باطن درست ہوا اور لوگون کو اوسکی ایذا نہ پہونچی

ابن ماجہ بسند جید ۱۲

ابو نعیم بروایت انس رض بسند ضعیف ۱۲

صنعانی کی کتاب متضمن سنن ماثورہ نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام یمن مین تیار ہوئی پھر امام مالک رح کی موطا مدینہ مین پھر سفیان ثوری رح کی جامع تالیف ہوئی پھر جو تھے قرن مین کلام کی تصنیفات ایجاد ہوئین اور جنگ و جدال اور مقالات بیہودہ مین خوض کثرت سے ہونے لگا اور لوگونکو اس طرف رغبت ہوئی اور قصصون اور وعظ گوئی کا شوق ہوا تو اوسوقت سے علم یقین کم ہونے لگا اور بعد کو تو یہ حال ہوا کہ دلون کا علم اور نفس کے صفات کا حال دریافت کرنا اور شیطان کے فریبون کا معلوم کرنا ایک عجیب بات ہوگئی اور سب لوگون نے اس طرف سے منہ پھیر لیا صرف چند لوگ رہ گئے جنکو ان علوم کا شوق ہوا اب عالم وہی کہلاتا ہے جو مناظرہ کرنے والا اور کلام والا ہو یا وعظ مین قصونکو خوب چکنے الفاظ سے اور مقفی عبارتون سے بیان کرے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انکو سننے والے عوام ہوتے ہین انکو یہ تمیز نہین کہ علم واقع مین کونسا ہے اور غیر واقع کونسا اور صحابہ رض کی سنت اور علوم اونکو معلوم نہین تاکہ اوسکی نسبت سے دیکھ لیتے کہ اب کے عالم اونکے بالکل مخالف ہین اسی بہت سے جسکو کچھ کہتے سنا عالم کہدیا اور اسی طرح پچھلے بھی اگلون کی پیروی کرتے آئے اور علم آخرت تہ ہوگیا اور بجز چند خواص کے اور لوگون مین سے علم اور کلام مین کا فرق بھی اوٹھ گیا البتہ خواص سے اگر کوئی پوچھتا کہ فلان زیادہ علم رکھتا ہے یا فلان تو وہ کہدیتے تھے کہ فلان علم مین زیادہ ہے اور دوسرا کلام مین غرض کہ علم مین اور کلام پر قدرت ہونے پر اونکو تمیز تھی جب اگلے زمانے مین دین ایسا سست ہوگیا تو اب اس زمانے کا کیا حال پوچھتے ہو کہ نوبت اس حد تک پونہچی ہے کہ اگر کوئی کلام وغیرہ سے انکار کرے تو دیوانہ کہلاتا ہے اسی لیے بہتر یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کے فکر مین لگے اور چپ ہو رہے **اور ایک علامت** علمای آخرت کی یہ ہے کہ بدعتون سے اور نو ایجاد چیزون سے بہت بچے گو اوسپر تمام عوام نے اتفاق کر لیا ہو جو چیز صحابہ رض کے بعد نئی ہوئی ہو اوسپر لوگون کے اتفاق کر لینے سے مغالطہ نہ کھاوے بلکہ صحابہ رض کے حالات اور سیرت اور اعمال کے جستجو کا حریص ہو اور دریافت کرے کہ اونکی ہمت اکثر کن باتون مین مصروف تھی آیا درس دینے اور تصنیف کرنے اور مناظرہ کرنے اور قاضی اور حاکم ہونے اور وقفون کے متولی اور یتیمون اور وصیتون کے مال کے امین بننے اور سلاطین سے ملنے اور اونسے اچھی طرح صحبت رکھنے مین وہ لوگ مصروف تھے یا خوف اور اندوہ اور فکر اور مجاہدہ اور ظاہر و باطن کے مراقبہ اور چھوٹے بڑے گناہون کے بچنے اور نفس کی خفیہ خواہشون کے معلوم کرنے اور شیطان کے حیلون کو دریافت کرنے وغیرہ علوم باطن مین

سیکھی تھی اور قرأت حضرت ابی بن کعب رضہ کو سنائی تھی پھر ان دونون علمون مین اور دونون استادون کا اختلاف
کیا اور بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ جو کچھ ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پونہچا ہے اوسکو تو ہم بسر و چشم
مانتے ہین اور جو صحابہ رضہ سے پونہچا ہے اوسمین سے بعض کو اختیار کرتے ہین اور بعض پر عمل نہین کرتے
اور جو تابعین سے پونہچا ہے تو وہ بھی آدمی ہین اور ہم بھی آدمی اور صحابہ رضہ کو فضیلت اسوجہ سے ہے
کہ اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے قرائن کو دیکھا اور جو باتین کہ قرائن سے
معلوم ہوئین اونپر اونکا دل متعلق ہوا اور اسی تعلق سے ٹھیک صواب پر رہے اور مشاہدہ قرینون کا
ایسا ہے کہ روایت اور الفاظ مین داخل نہین ہوتا بلکہ اونپر نور نبوت کا فیضان اتنا تھا کہ اکثر
خطا سے محفوظ رہین اور جبکہ غیر سے سنی ہوئی بات پر اعتماد کرنا ناپسند تقلید ہے تو کتابون
اور تصنیفون پر اعتماد کرنا تو زیادہ تر بعید ہے بلکہ کتابین اور تصنیفین نئی چیزین ہین کہ زمانہ صحابہ رضہ
اور کسی قدر تابعین کے شروع زمانی مین کوئی کتاب تصنیف نہ تھی ہجرت کی ایک سو بیس برس پیچھے تمام
صحابہ رضہ اور کچھ تابعین کی وفات کے بعد مسلم بن سعید بن مسیب رض اور حسن بصری رضہ اور دوسری عمدہ
تابعین کے تالیف ہوئین بلکہ اول کے لوگ حدیث کی کتابون کا لکھنا اور تصنیف کرنا برا جانتے تھے
اس غرض سے کہ لوگ اونکتابون کے باعث یاد کرنا اور قرآن کا پڑھنا اور سمجھنا کہین نہ چھوڑ بیٹھین اور
کہتے تھے کہ جیسے ہم یاد کیا کرتے تھے ویسے تم بھی یاد کرو اور اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضہ
اور کچھ اور صحابہ رضہ نے قرآن مجید کا صحف مین جمع کرنا مناسب سمجھا اور فرمایا کہ ہم کس طرح ایسی
بات کرین جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کی اور اسبات سے ڈرے کہ لوگ کہین لکھی ہوئے
قرآن پر بھروسا کرکے اوسکی تلاوت نہ چھوڑ دین اور یہ کہا کہ قرآن کو ایسا ہی رہنے دو کہ ایک
دوسری سے سیکھہ پڑھہ لیا کرے تاکہ اونکا شغل اور مقصود بنا رہے یہانتک کہ حضرت عمر اور باقی
اصحاب رضہ نے قرآن کے لکھنے کو کہا اس خوف سے کہ لوگ سستی اور کسل کر جاوین یا یہ کہ اگر
پڑھنے مین کسی کلمہ یا متشابہات کے خلاف ہو تو کوئی اصل ایسی نہ ملے جس سے اوس خلاف کو
دور کرین پس حضرت ابوبکر صدیق رضہ کا دل بھی اسبات کے لیے کھل گیا اور قرآن مجید کو ایک
مصحف مین جمع کیا اور امام احمد بن حنبل امام مالک پر موطا بنانے مین انکار کرتے تھے اور کہتے تھے
کہ جو بات صحابہ رضہ سے نہین کی اوسکو تم پیدا مت کرو اور کہتے ہین کہ سب سے اول کتاب جو اسلام
مین بنی وہ ابن جریج رضہ کی کتاب ہے جس مین آثار اور تفسیر ہین جو مجاہد اور عطا اور شاگردان حضرت
ابن عباس رض سے مروی ہین مندرج ہین یہ کتاب مکہ معظمہ مین تصنیف ہوئی اسکے بعد معمر بن راشد

دقیق ہے خصوصًا دل کے صفات کو معلوم کرنا اور اوسکو بُری اخلاق سے پاک کرنا کہ یہ تو ہمیشہ کی جانکندنی ہے اور جو شخص اسکے درپے ہوتا ہے وہ ایسا ہی جیسے دوا پینے والا کہ دوا کی تلخی پر بامید شفا کے آیندہ صبر کرتا ہے یا ایسا آگاہ گویا عمر بھر روزی رکھتا ہی کہ وہ بھی سختیون کی برداشت اسلیے کرتا ہی کہ مرنے پر اوسکی عید ہوجاوی پس ایسے طریق کی رغبت کس طرح بہت ہوسکتی ہی اور اسی وجہ سے مشہور ہے کہ بصرے مین ایک سو بیس واعظ تھے جو نصیحت و پند کیا کرتے تھے مگر علم یقین اور دلون کے حالات اور باطن کے صفات پر کوئی سوائے تین شخصون کے گفتگو نکرتا تھا وہ سہیل تستری اور صبیحی اور عبدالرحیم تھے اورون کے وعظ مین اتنے لوگ ہوتے تھے کہ شمار سے زائد ہون اور ان تین کے وعظ مین بہت کم ہوتے تھے کبھی ایسا ہوتا ہوگا کہ دس سے زیادہ ہوتے ہون اسلیے کہ نفیس اور عمدہ چیز کی اہل خاص ہی لوگ ہوتے ہین اور جو چیز عوام کو دیجاتی ہے وہ سہل ہوتی ہی اوسکے خواستگار بہت ہوجاتے ہین **اور ایک** علامت علمای آخرت کی یہ ہی کہ اپنے علوم مین اعتماد اپنی بصیرت اور دل کی صفائی کے ادراک پر کرے کتابون اور صحیفون پر نہ کرے اور نہ اوس چیز پر جو دوسرے سے سنے تقلید کے لیے صرف صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم ہین جس بات کا آپ نے امر فرمایا اور جسکو کہا اوسمین آپ ہی کی تقلید کرے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی تقلید بھی اس جہت سے کرے کہ اونکا کرنا اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا پھر جب پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کی اقوال اور افعال کے قبول کرنے مین بجالاوی تو چاہیے کہ اونکے اسرار کے سمجھنے کا حریص ہو اس لیے کہ پیروی فعل اسی لیے کرتا ہے کہ صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو کیا ہے اور آپ کا کرنا ضرور ہی کسی راز کے باعث ہوگا اسی لیے چاہیے کہ اعمال اور اقوال کے اسرار کے باب مین خوب تلاش کرے کیونکہ اگر جو کچھ سنے گا اوسکو یاد کرے گا تو علم کا ظرف ہوجاوی گا عالم نہوگا اور اسی لیے پہلے زمانے مین اس قسم کے آدمی کو کہا کرتے تھے کہ فلان شخص علم کے ظروف مین سے ہے اور عالم نہ کہتے تھے پس جس حال مین کہ علم الا یاد کرلے اور فعل کی حکمت اور اسرار سے ناواقف ہو تو اوسکو عالم نہ کہین گے اور جسکے دل سے پردہ اوٹھ گیا ہو اور نور ہدایت سے منور ہوگیا ہو وہ بذات خود متبوع اور پیشوا ہوجاتا ہے اوسکو نچاہیے کہ دوسرے کی تقلید کرے اور اسی لیے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ایسا شخص نہین ہے کہ اوسکی ساری باتین مان لیجاوین بعض مان لیجاتی ہین اور بعض نہین مانی جاتین اور حضرت ابن عباسؓ نے فقہ حضرت زید بن ثابت رضی

کسی نے پوچھا کہ آپ وہ گفتگو کرتے ہین کہ آپ کے سوا صحابہ رضہ مین سے اور کسی سے ہم نہین سنتے آپ نے یہ کہان سے سیکھی فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو اس تقریر سے خاص فرمادیا ہی لوگ تو آپ سے خیر کا حال پوچھا کرتے تھے اور مین آپ سی بدی کا حال پوچھتا تھا اس ڈر سے کہ کہین اوسمین مبتلا نہو جاؤن اور یہ مین نے جان لیا تھا کہ خیر میری پاس نہ آوی گی اور ایک روایت مین یہ ہی کہ مین نے جان لیا کہ جو شر کو نہین پہچانتا وہ خیر کو بھی نہین جانتا اور ایک مین اس طرح ہی کہ آپ نے فرمایا کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کرتے تھے کہ جو شخص ایسا ایسا کام کری اوسکو کیا ثواب ہے یعنی اعمال اور اونکی فضائل کا حال پوچھتے تھے اور مین پوچھا کرتا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلان فلان اعمال کو کون چیز فاسد کردیتی ہے جب آپ نے مجکو دیکھا کہ عمل کے آفتون ہی کا حال پوچھتا ہون تو مجکو خاص یہی علم تعلیم فرمایا اور حضرت حذیفہ رضہ منافقون کے جاننے مین بھی مخصوص تھی علم نفاق اور اوسکے اسباب اور فتنہ کی باریکیون کے جاننے مین یکتا تھے حضرت عمر رضہ اور عثمان رضہ اور بڑے بڑے صحابی رضہ اونسے احوال عام اور خاص فتوون کا پوچھا کرتے اور لوگ اون سے منافقون کا حال پوچھتے تو جتنے باقی ہوتے اونکے شمار بتلادیتے نام نہ بتاتے اور حضرت عمر رضہ اونسے اپنا حال پوچھا کرتے کہ مجھہ مین تو کوئی نفاق کی بات نہین پاتے وہ آپکو بری اور صاف فرمادیتے اور جب حضرت عمر رضہ کسی جنازی کی نماز پڑھنے کو بلائے جاتے تو آپ دیکھتے اگر حضرت حذیفہ رضہ کو جنازی کے ساتھہ شریک اور موجود پاتے تب تو نماز پڑھتے اور اگر وہ وہان نہوتے تو نماز نہ پڑھتے اور حضرت حذیفہ رضہ کا نام صاحب السر یعنی رازدار تھا۔ غرضکہ دل کے مقامات اور احوال پر توجہ رکھنی علمای آخرت کا قاعدہ ہی اسلیے کہ قرب الٰہی کیطرف سعی کرنے والا دل ہی ہے اور اب یہ فن کمیاب اور پرانا ہوگیا اور اگر کوئی عالم اس فن مین کسی چیز کے درپے ہوتا ہے تو لوگون کو عجیب معلوم ہوتا ہے اور بعید جانتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ صرف واعظون کا دھوکا ہے تحقیق کہان ہے تحقیق صرف جھگڑی کی باتون مین سمجھتے ہین واقع مین کسی نے سچ کہا ہے **قطعہ**

طریقے ہین بہت سے پر رہ حق ہی جداگانہ ٭ جو سالک اس طریقی کی ہین وہ بھی ہوتی ہین یکتا
نہ اونکو کوئی جانے اور نہ کوئی اونکی مطلب کو ٭ مزی مین وہ غرض چلتے ہین اس مقصود کا رستا
بنے ہین جونسے مطلب کو اوس سی لوگ ہین غافل ٭ کہ اکثر خلق راہ حق سے غفلت مین ہی سرتاپا

بالجملہ اکثر لوگ ایسی ہی چیز کیطرف راغب ہین جو سہل تر اور اونکی طبیعت کے موافق ہو اسلیے کہ حق تلخ ہے اور اوسپر آگاہ ہونا مشکل ہے اور اوسکا دریافت کرنا نہایت سخت ہی اور اوسکا طریق

بخاری و مسلم مین یہ روایت مختصر طور پر آئی ہے ۱۲

بچتا ہی اور اسی لیے کسی نے کہا ہے قطعہ

بدی کے علم سے ہمکو بدی نہین منظور	ولے بچے رہین اوس سی یہی ہی اپنی مراد
کہ شر کے حال سے جو آدمی نہین آگاہ	بعید کیا ہے کہ وہ شر مین پڑکے ہو برباد

اور ایک وجہ یہ ہے کہ اعمال جو فعلی ہین وہ آسان ہین اون سب مین اعلیٰ یہ ہے کہ زبان و دل سے اللہ تعالے کے ذکر کی مداومت کرے لیکن اسکی خوبی جب ہے کہ جو چیز اعمال کی مفسد اور دل کی پریشان کرنے والی ہو اوسکو پہچانے اور اسکی شاخین اور فروعات بہت سی ہین اور طریق آخرت کے چلنے مین اکثر اونکی طرف ضرورت ہوتی ہی اور سب ان مین مبتلا ہوتے ہین اسلیے اونکا پہچاننا ضروری ہی باقی رہے علماے دنیا تو وہ حکومات اور مقدمات کے نادر تفریعات سیکھا کرتے ہین اور اونھین کے درپے رہتے ہین اور ایسی صورتون کے گڑھنے مین محنت اوٹھاتے ہین کہ قرنون تک کبھی واقع نہون اور اگر ہون تو اونکے لیے نہون بلکہ غیرون کے لیے ہون اور اونکے واقع ہونے کی صورت مین بھی اونکے بتانے والے بہت سی ہون اور جو چیزین کہ ان علما کے ساتھہ ہر دم ہین اور رات اور دن مین اونکے خطرون اور وسوسون اور اعمال مین مکرر ہوتی رہتی ہین اونکو چھوڑے بیٹھے ہین اور جو شخص کہ اپنی ضرورت لازم ہر وقت ہونے والی کو ترک کرے اور دوسری کی ایسی مہم اختیار کرے کہ جو کمتر ہوتی ہو اور غرض اس سی خلق کی تقرب اور مقبول ہونے کو خداے تعالے کے تقرب اور قبول پر اختیار کرتا ہو اور یہ لالچ ہو کہ نکمے دنیادار ہمکو فاضل محقق اور عالم مدقق کہین تو اوسکی برابر سعادت سے دور اور کوئی نہوگا اور اوسکا بدلہ خداے تعالے کی طرف سی یہ ہے کہ نہ تو دنیا مین خلق کے نزدیک مقبول ہو کر منتفع ہون نہ آخرت مین خداے تعالے کے یہان بلکہ زمانے کے مصائب سی زندگی تلخ گذری پھر قیامت مین مفلس تہیدست جاوین اور علماے آخرت کے نفع اور مقربون کی فلاح کو دیکھکر پچتاوی یہ بڑا بھاری ٹوٹا ہے حضرت حسن بصری رح لوگون کی نسبت کلام کرنے مین زیادہ تر مشابہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تھے اور سیرت اور طریق مین اصحاب رضی اللہ عنہم کے زیادہ تر قریب اور ون سے تھے اونکے ان مضمونون امرون مین سب کا اتفاق ہے اور اون کا وعظ اکثر دلون کی خطرون اور اعمال کی خرابیون اور نفسون کے وسوسون اور نفس کی خواہشون مین ہی خفیہ اور دقیق کے باب مین ہوا کرتا تھا کسی نے اونسے بھی پوچھا کہ آپ ایسی تقریر فرماتے ہین کہ جو ہم اورون سے نہین سنتے آپ نے یہ تقریر کس سی سیکھی فرمایا کہ حذیفہ بن الیمان رض سے اور حضرت حذیفہ بن الیمان

حضرت ابن عمر رض فرماتے ہین کہ ہماری عمر گذری کہ ہمی دیکھا کیے کہ اصحاب کو قرآن مجید سے پیشتر ایمان عطا ہوا تھا اور جب سورت نازل ہوتی تھی تو ہم اوسکے حلال اور حرام اور امر اور نہی کو جان لیتے تھے اور سورت مین جس جگہہ توقف چاہیے وہ مقام معلوم کر لیتے تھے اور اب مین ایسے لوگونکو دیکھتا ہون کہ اونکو ایمان سے پیشتر قرآن ملتا ہے اور وہ الحمد سے لے کر آخر قرآن تک پڑھجاتے ہین یہ نہین جانتے کہ اسمین حکم کیا ہے اور منع کس امر سے ہے اور کس جگہہ توقف کرنا چاہیے اوسکو سڑے چھوہارون کی طرح بکھیرتے چلے جاتے ہین۔ اور ایک روایت مین اسی کے قریب وارد ہے کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید سے پیشتر ایمان عنایت ہوا تھا اور عنقریب تمھاری بعد کچھہ لوگ آوین گے کہ اونکو ایمان ہی پہلے قرآن ملے گا کہ وہ اوسکے الفاظ و حروف کو تو درست کرین گے اور اوسکے حدود یعنی امر و نہی کو ضائع کرینگے اور کہین گے کہ ہمنے پڑھا ہے ہم سے زیادہ پڑھنے والا کون ہی اور ہم نے جانا ہم سے زیادہ جاننے والا کون ہے اونکا حصہ قرآن سے اسی قدر ہے اور بعض روایت مین یہ بھی آیا ہی کہ یہ لوگ اس امت کی بُری ہین۔ اور بعض کا قول ہے کہ پانچ اخلاق ہین جو علمای آخرت کے علامت ہین اور وہ قرآن مجید کی پانچ آیتون سے سمجھے جاتے ہین اول خوف دوم خشوع سوم فروتنی چہارم حسن خلق پنجم آخرت کو دنیا پر اختیار کرنا جو سبکی اصل ہی خوف تو اس آیت سے مفہوم ہوتا ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اور خشوع اس آیت سے خَاشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور فروتنی اس سے وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور حسن خلق اس سے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ اور زہد اس سے وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ تو کسی نے عرض کیا کہ اس شرح سے کیا مراد ہی آپ نے فرمایا کہ نور جسوقت دل مین ڈالا جاتا ہے اوسکے لیے سینہ کھل جاتا ہے عرض کیا کہ اسکی کوئی پہچان بھی ہے آپ نے فرمایا کہ ہان دنیا سے علحدہ رہنا اور دار پایدار کی طرف رجوع کرنا اور موت کے آنے سے پیشتر اوسکی تیاری کرنی اور ایک علامت علمای آخرت کی یہ ہی کہ اکثر گفتگو علم و اعمال کی کرے اور جو چیزین کہ عمل کو فاسد کرتی ہین اور دلونکو پریشان کرتی ہین اور وسواس کو ابھارتی ہین اور شر کو اوٹھا کھڑا کرتی ہین اونکے حال سے بحث کرے کیونکہ دین کی اصل شر سے

---

۱ عالم دینی یہ سنہ صحیح ۱۲

۲ ابن ماجہ از حضرت جندب مختصر ۱۲

۳ اللہ ہی وہی ڈرتے ہین اوسکے بندون مین جو سمجھہ والے ہین ۱۲

۴ ڈرتے ہین کے آگے تعین خرید کرتے اسکی آیتین تھوڑی پر رسول ۱۲

۵ اور پیش پڑھے اوسنے سے جو تیرے ساتھہ ہین ایمان والے ۱۲

۶ سو کچھہ اسکی مہربانی سے جو تو نرم دل ملا اونکو ۱۲

۷ اور بولے جنکو نہ تھی بوجھہ تمھارے خرابی تمھاری اللہ کا دیا وثواب بہتر ہے اونکو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام ۱۲

۸ عالم دینی ابن مسعود رض ۱۲

۹ سو جسکو اللہ چاہے کہ راہ دے کھولدی اوسکا سینہ حکم برداری کو ۱۲

حدیث مین آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب لوگون سی زیادہ امن اوسکو ہوگا
جو دنیا مین فکر زیادہ کرتا تھا اور سب مین زیادہ آخرت مین وہ ہنسے گا جو دنیا مین سب سے زیادہ
رویا ہوگا اور سب سے زیادہ خوش وہ ہوگا جو دنیا مین بہت دنون رنج مین رہا ہوگا — اور حضرت
علی رضہ نے اپنے ایک خطبی مین ارشاد فرمایا کہ میرا ذمہ ہی اور مین اسبات کا ضامن ہون کہ کسی قوم
کی زراعت عمل کو تقوی کے ہوتے ہوئے زردی اور تباہی کا نقصان نہین اور نہ کسی کام کی
جڑ کو ہدایت کے ہوتے خشکی کا زیان اور لوگون مین سی جاہل تر وہ ہی جو خوف خدا کی قدر
نجانے اور اللہ تعالے کے نزدیک سب سے برا وہ شخص ہے کہ جو علم کو ہر جگہہ سے جمع کرکی فتنہ کی
تاریکیون مین چھاپا ماری ایسے ویسے اور رذیل لوگون نے اوسکا نام عالم رکھدیا اور وہ علم
مین ایک دن بھی سلامت نہ جیا صبحکو اوٹھتے ہی وہ چیز بہت سی لی جس مین سی تھوڑی بہ نسبت
بہت کے اچھی ہے یہانتک کہ جب سڑی پانی سی سیراب ہوجاتا ہی اور بے فائدہ امور کی کثرت
کرتا ہی تو لوگون کے واسطے مفتی بن بیٹھتا ہے کہ جو امر غیر پر مشتبہ ہے اوسکو اوس سی خلاص کری
اور جب کوئی مبہم بات اوسکے سامنے پیش ہوتی ہی تو اوسکے لیے اپنی تجویز سے ایک لغو
قیاس بنا لیتا ہے تو وہ شخص شبہون کی تاریکی سے مکڑی کے سے جالے مین ہی یہ نہین جانتا
کہ مین چوک گیا یا ٹھیک کہا بہت سی جہالتون کا مرتکب اور بے سمجھے عقلی تکے مارتا ہی جس چیز کو
نہین جانتا اوسکا عذر نہین کرتا کہ بچ جاوی اور نہ علم کو دانتون سے مضبوط پکڑی کہ غنیمت پاوے
خون ناحق اوسکے ہاتھون روتے ہین اور اوسکے حکم سے زنا حلال ہوتے ہین بخدا کہ جو
سوال اوسپر پیش ہوا نہ اوسکے جواب کی قدرت اوسکو حاصل ہی اور نہ جو امر کہ اوسکو تفویض ہوا
اوسکے وہ قابل یہی لوگ ہین کہ عذاب اور عقاب کی مستحق ہوئی اور زندگی بھر نوحہ اور گریہ کے
لائق — اور یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ جب تم علم کو سنو تو خاموش رہو اور اوسکو ہزلیات مین
مت ملاؤ ورنہ دل مین اوسکی تاثیر نہوگی — اور بعض سلف کا قول ہی کہ عالم جب ایکدفعہ ہنستا ہے
تو ایک لقمہ علم کا منہ سے نکالڈالتا ہے اور بعضون نی یہ کہا ہے کہ استاد مین اگر تین باتین ہون
تو اونکے سبب سے شاگرد پر پوری نعمت ہوگی اول صبر کرنا دوم تواضع سوم خوش خلقی اور جب
شاگرد مین تین امر ہون تو اون سے اوستاد پر نعمت کامل ہوجاتی ہے ایک عقل دوسری ادب تیسری
اچھی سمجھ — حاصل یہ کہ جو اخلاق کلام اللہ مین مذکور ہین علمای آخرت اون سے خالی نہین ہوتے
وہ لوگ قرآن مجید کو عمل کے واسطے سیکھتے ہین صرف پڑھنے پڑھانے کے واسطے نہین سیکھتے

اور خفیہ اوسکی عذاب کے خوف سے روتے ہین اونکے بدن زمین مین ہین اور دل آسمان مین اونکی جانین دنیا مین ہین اور عقلین عقبیٰ مین وقار کے ساتھہ چلتے ہین اور وسیلے سے تقرب اللہ تعالے کا کرتے ہین یعنے جس امر کو باعث تقرب جانتے ہین اوسکو بجالاتے ہین — اور حضرت حسن بصری رح نے فرمایا ہے کہ حلم علم کا وزیر ہے اور نرمی اوسکا باپ ہی اور تواضع اوسکا لباس اور بشر بن حارث کہتے ہین کہ جو شخص علم سے ریاست کا طالب ہو تو اللہ تعالے کا تقرب اوس سے عداوت رکھتا ہی اسلیے کہ وہ آسمان اور زمین مین مبغوض ہی — اور بنی اسرائیل کی حکایات مین مروی ہی کہ ایک حکیم نے تین سو ساٹھہ کتابین حکمت مین لکھین یہانتک کہ حکیم نامی ہوا اللہ تعالیٰ نے اونکے نبی پر وحی بھیجی کہ فلان شخص سے کہدو کہ تو نے اپنی بک سی زمین بھردی اور آسمین سے کسی چیز سے تو نے میری نسبت نہین کی اور مین تیری بک سی کچھہ نہین قبول کرتا جب اوس حکیم کو خبر ہوئی تو نادم ہوا اور وہ بات ترک کی اور عوام مین ملگیا اور بازارون مین پھرا اور بنی اسرائیل کے ساتھہ کھانا پینا اختیار کیا اور اپنی جی مین فروتنی کی پھر اللہ تعالے نے اونکے نبی پر وحی بھیجی کہ اوس سے کہدو کہ اب تجکو توفیق میری رضامندی کی ملی — اور اوزاعی رح بلال بن سعد کا حال بیان کرتے ہین کہ وہ کہا کرتے تھے کہ تم مین سے کوئی اگر شحنہ کے سپاہی کو دیکھتا ہی تو خدای تعالے سے اوس سے پناہ مانگتا ہی اور اگر علمای دنیا کو دیکھتا ہے جو اپنی عادتین بنائے رکھتے ہین اور ریاست کے شائق ہین تو اونکو بہتر نہین سمجھتا حالانکہ سپاہی کی نسبت کہ زیادہ مستحق نفرت اور دشمنی کی یہ لوگ ہین — اور مروی ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اعمال مین سے افضل کونسا ہی آپ نے فرمایا کہ محرمات سے بچنا اور ہمیشہ خدا کی یاد مین رطب اللسان رہنا پھر کسی نے سوال کیا کہ یارون مین سے کونسا اچھا ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ یار عمدہ ہی کہ جب تم ذکر خدا کرو تو تمھاری مدد کری اور اگر تم اللہ تعالے کو بھول جاؤ تو تمھین یاد دلاوی پھر پوچھا کہ ساتھیون مین بُرا کونسا ہے آپ نے فرمایا کہ سب مین بُرا وہ ساتھی ہی کہ جب تم خدا کو بھولو تو وہ یاد نہ دلاوی اور جب اوسکا ذکر کرو تو مدد نہ کری پھر پوچھا کہ لوگون مین سے زیادہ عالم کونسا ہی آپ نے فرمایا کہ جو خدای تعالے سے زیادہ خوف رکھتا ہو پوچھا کہ آپ ہمکو ہم مین سے بہتر لوگ ارشاد فرماوین کہ ہم اونکے پاس بیٹھا کرین آپ نے فرمایا کہ ایسے لوگ وہ ہین کہ جب اونپر نظر پڑے خدا یاد آوے پوچھا کہ سب لوگون مین بُرے کونسے ہین آپ نے فرمایا کہ الٰہی مین تجھسے مغفرت چاہتا ہون (یہ کلمہ اونکے شر سے پناہ مین رہنے کے لیے ارشاد فرمایا) لوگون نے مکرر عرض کیا کہ آپ ہمکو بتلادین آپ نے فرمایا کہ وہ علما ہین جب بگڑ جاوین — اور ایک

حدیث

* یہ حدیث من خاص لفظون سے جو احیا مین ہین کنہ تمین ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی کی روایت سے مضامین اور الفاظ مین بیان کیا ہے ۱۲

اور ایک علامت علمای آخرت کی یہ ہے کہ غمگین انکسار کے ساتھہ سر جھکائے خاموش رہے
صورت اور لباس اور سیرت اور حرکت اور سکون اور گفتگو اور خاموشی سب مین خوف کا اثر
ظاہر ہو جب اوسکی صورت کوئی دیکھے تو خدا یاد آوی اور ظاہر حال ہی اوسکی عمل کی دلیل ہو جاوے
اور مضمون صورت ببین حالش مپرس کا مصداق ہو علمای آخرت کی فروتنی اور ذلت اور
مسکینت اونکے بشرے ہی سے معلوم ہو جاتی ہی - اور بعض اکابر کا قول ہے کہ اللہ تعالی نے
بندہ کو کوئی لباس اس سے بہتر نہین پہنایا کہ وقار کے ساتھہ فروتنی ہو یہ لباس انبیا
علیہم السلام کا ہے اور نیکبخت صدیقون اور علما کی علامت ہی اور گفتگو زیادہ کرنی اور
خوش تقریری مین پڑا رہنا اور ہنسی مین ڈوبا رہنا اور حرکت اور کلام مین تیزی کرنی یہ سب
علامتین شیخی اور خدای تعالے کے عذاب عظیم اور شدت غضب سے بیخوف اور غافل رہنے
کی ہین اور اون دنیادارون کا طریق ہے جو اللہ تعالے کو بھولی ہین علمای باللہ کا یہ طور
نہین ہے اسلیے کہ عالم بموجب قول سہیل تستری رح کے تین ہین ایک وہ کہ خدای تعالی سے
اور اوسکے امر سے واقف ہین مگر اوسکے ایام سے ناواقف یہ وہ لوگ ہین کہ حلال اور حرام
کے باب مین حکم کرتے ہین اس طرح کا علم خوف خدا کا مورث نہین ہوتا اور ایک وہ کہ خدا کو
جانتے ہین اور اوسکے امر اور ایام کو نہین جانتے یہ لوگ عوام ایماندار ہین اور ایک وہ کہ خدای
تعالے کو بھی جانتے ہین اور اوسکے امر اور ایام سے بھی واقف ہین یہ لوگ صدیق ہین
اور خوف اور فروتنی صرف انھین پر غالب ہوتی ہے ایام سے اونکی مراد اقسام عقوبات
پوشیدہ اور باطنی نعمتین جنکو اللہ تعالے پہلے اور پچھلے قرنون پر مرحمت فرماتا ہی پس جس
شخص کا علم ان چیزون پر محیط ہوگا اوسکو خوف بھی بڑا ہوگا اور فروتنی بھی ظاہر ہوگی - اور
حضرت عمر رض نے فرمایا ہے کہ علم کو سیکھو اور علم کے لیے وقار اور حلم کو سیکھو اور جس شخص سے
سیکھتے ہو اوسکے لیے تواضع کرو اور جو شخص تمسے سیکھے اوسکو چاہیے کہ تم سے فروتنی کری اور
علمای جابر مت بنو کہ تمھارا علم جہل کے برابر بھی نہو - اور کسی نے فرمایا ہی کہ جب اللہ تعالے
کسی بندہ کو علم دیتا ہے تو اوسکو علم کے ساتھہ حلم اور فروتنی اور خوش خلقی اور نرمی بھی دیتا ہے
علم مفید اسی کا نام ہے اور کسی بزرگ کا ارشاد ہی کہ جس شخص کو اللہ تعالے علم اور زہد اور تواضع
اور خلق حسن عنایت فرماوی تو وہ متقیون کا امام ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ بعض لوگ
میری امت مین سی بہتر ایسے ہین کہ ظاہر مین تو خدای تعالی کی رحمت کی وسیع ہونے سے ہنستے ہین

حاکم و بیہقی بروایت عیاض بن سلیمان ۱۲
بیہقی نے اسکو ضعیف کہا ہے ۱۲

ہلاک کرنے سے تو جیسے شکم سیری کے لیے روٹی حاصل کرنے کا حریص ہوتا ہی اور تھوڑی بہت کتنی ہی
ہو اوسکی حفاظت کیا کرتا ہے اسی طرح طاعتون کا حریص ہو اور تھوڑی بہت سب کو بجالانے کا
مشتاق ہو اور جس طرح زہر قلیل اور کثیر سے اجتناب کرتا ہی اسی طرح گناہون اونی اور اعلی اور
تھوڑے بہت سے اجتناب کرے اس امر مین یقین بموجب اصطلاح اول کے تو اکثر ایماندارونکو
ہوتا ہے مگر اصطلاح ثانی کے موافق خاص مقرب شخصون کو ہوا کرتا ہے اور اس یقین کا ثمرہ یہ ہوتا ہی
کہ آدمی اپنے حرکات اور سکنات اور خطرونکو دیکھتا رہتا ہی اور تقوی مین اور ہر قسم کی برائی سی بچنی مین
مبالغہ کرتا ہے اور جسقدر یہ یقین غالب ہوگا اوسی قدر گناہون سے احتراز اور طاعات کی لیے
تیاری زیادہ ہوگی چوتھے یہ کہ یقین کرے کہ اللہ تعالی میرے ہر حال مین مجھپر مطلع ہی اور میرے
دل کے وسوسون اور خفیہ خطرون اور فکرون کو دیکھتا ہے اسبات کا یقین بموجب اصطلاح
اول کے تو ہر ایماندار کو ہوتا ہے یعنے کسی کو اس امر مین شک نہین مگر دوسری اصطلاح
کے بموجب اسکا یقین کمیاب ہی اور وہی مقصود ہی البتہ صدیقون کو اس مرتبے کا یقین ہوا کرتا ہی
اور اس یقین کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان تنہائی مین بھی اپنے سب کامون مین ادب سی رہتا ہے
جیسے کوئی شخص کسی بڑی پادشاہ کی نظرون کے سامنے بیٹھا ہو کہ ہر وقت گردن جھکائی اپنے
سب اعمال مین ادب کا لحاظ رکھتا ہے اور ایسی حرکت سے جو مخالف ادب کے ہو احتراز
کیا کرتا ہے اسی طرح جب یہ معلوم کرے کہ اللہ تعالی میرے باطن پر ایسا مطلع ہے جیسا خلق کے
لوگ ظاہر پر مطلع ہوتے ہین تو ظاہر کے اعمال اور باطن کے فکر مین یکسان رہنا چاہیی بلکہ
باطن کی آبادی اور صفائی اور زینت اور پاکی مین جو خدای تعالی کی نظر مین ہر دم ہے
زیادہ مبالغہ کرنا چاہیے بہ نسبت ظاہر کے بناو کے جو لوگون کے لیے کرتے ہین اور یہ مقام
یقین کا حیا اور خوف اور انکسار اور ذلت اور مسکنت اور خضوع اور کچھہ اخلاق عمدہ کا
مورث ہوا کرتا ہے اور یہ اخلاق بڑی بڑی طاعتون کے موجب ہوتے ہین۔ حاصل یہ کہ ان امور
مین سے کسی امر مین یقین کا حال مثل درخت کے ہے اور یہ اخلاق دل مین مثل شاخون
کے ہین جو اوس درخت سے نکلی ہون اور اعمال اور طاعات جو اخلاق سے صادر ہوتی ہین
وہ بمنزلہ پھلون اور کلیون کے ہین کہ شاخون سے نکلتی ہین غرضکہ یقین اصل اور اساس ہے
اور اوسکے محل اور مقام بہ نسبت مقامات مذکورہ بالا کے بہت زیادہ ہین چنانچہ عنقریب جلد
چہارم منجیات مین انشاء اللہ اونکا بیان ہوگا یہان لفظ کے معنے سمجھانی کی لیے اسیقدر کافی ہے

اول سے آخر تک لائے ہین اسلیے کہ یقین ایک معرفت مخصوص کا نام ہی اور اوسکے متعلق وہ معلومات
ہین جنکو شرع یقین لائی ہین تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے شمار کرنے کی ہوس نہین ہو سکتی
مگر ہم اون مین سے بعض بتائے دیتے ہین جو یقین کے محلون کی اصل ہین مثلاً اون مین سے
ایک توحید ہے یعنے تمام اشیا کو مسبب الاسباب ہی سمجھنا اور درمیانی وسیلون پر التفات نکرنا
بلکہ وسیلون کو اوسکا فرمان بردار سمجھنا اور اونکا اثر کچھ نجاننا تو جو شخص ان امور کی تصدیق
کرے گا وہ موحد ہوگا پھر اگر تصدیق کے ساتھ دل مین سے شک بھی دور ہو جاوی گا تب تو
پہلی اصطلاح کے بموجب موقن ہوگا اور اگر ایمان کے ساتھ تصدیق اسطرح غالب
ہو جاوی گی کہ درمیانی چیزون پر غصہ ہونا اور اونسے راضی ہونا اور اونکا مشکور ہونا دل سے
دور ہو جاوی اور اونکو اپنے دل مین ایسا سمجھے جیسے قلم اور ہاتھ انعام کے فرمان لکھنے والی کی
نسبت کرین کہ وہ قلم اور ہاتھ کا نہ مشکور ہوا اور نہ اونپر غصہ کرے بلکہ اونکو آلہ اور مسخر منعم کا
جانا کرتا ہے تو اس صورت مین دوسری اصطلاح کے موافق اہل یقین ہوگا اور یہ یقین
اشرف ہے اور پہلے یقین کا ثمرہ اور فائدہ اور روح ہی اور جب آدمی کے نزدیک ثابت
ہو جاوی کہ آفتاب اور چاند اور ستارے اور جمادات اور نباتات اور حیوانات اور تمام
مخلوق خدای تعالے کے امر کی اس طرح مسخر ہین جیسے قلم کاتب کے ہاتھ مین اور قدرت ازلی ہی
سبکی مصدر ہی تو اوسکے دل پر توکل اور رضا اور تسلیم کا غلبہ مستولی ہو جاوی گا اور غضب
اور کینہ اور حسد اور بد خلقی سے بری اور پاک ہو جاوی گا ایک محل یقین کا تو یہ ہوا دوسرا
یہ ہے کہ اللہ تعالے نے جو رزق کی کفالت فرمائی ہی اس آیت مین وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اسپر اعتماد اور یقین کرے کہ یہ رزق ضرور پہونچے گا
اور جو کچھ میری قسمت مین ہے وہ میرے پاس بھیجدیا جاوی گا اور جب یہ بات دل پر
غالب ہو جاوی گی تو طلب رزق شرعی طور پر کری گا اور جو چیز اوس سے فوت ہو جاوی
گی اوسپر افسوس نکری گا نہ حرص و طمع کا دامن دراز کری گا اور اس یقین ہی بھی کچھ طاعات
اور عمدہ اخلاق ظاہر ہون گے تیسرا یہ کہ دل پر مضمون اس آیت کا غالب ہو فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ یعنے ثواب اور
عذاب کا یقین ہو یہانتک کہ یہ سمجھے کہ طاعات کو ثواب سے ایسی نسبت ہی جیسے روٹی کو
بے پیٹ بھرنے سے اور گناہون کو عذاب سے وہ علاقہ ہے جیسے زہرون اور سانپونکو ہے

ف ۱ کی اولی تحسین یا ون
علف والا زین ف ۲ اسپر
ف ۳ اوس کی روزی ۱۲
ف ۴ سو جو حصہ کی زرہ ہے
ف ۵ بھلائی وہ دیکھیگا
اوسکی زرہ بھر برائی
وہ دیکھیگا ۱۲

یقین کی صفت قوت اور ضعف کے ساتھہ ہوسکتی ہی۔ اور ہمنے جو علامت علمای آخرت کی یہ لکھی
کہ اونکی توجہ یقین کے پختہ اور قوی کرنے کی طرف ہو تو ہماری غرض اوس یقین ہی ہی جو دونون
اصطلاحون کے موافق ہو یعنے اول تو شک کا دور ہونا پھر نفس پر یقین کا مسلط ہونا اسطرح
کہ غلبہ اور حکم نفس پر اور تصرف اوسکے اندر یقین ہی کا ہوجاوی اور جب تم یہ معلوم کرچکے تو اب تمکو
اس قول کی غرض معلوم ہوجاوی گی کہ یقین تین قسمون پر منقسم ہوتا ہے اول اوسکا قوی اور ضعیف ہونا
دوم زیادہ اور کم ہونا سوم پوشیدہ اور ظاہر ہونا یعنے قوی اور ضعیف ہونا بموجب دوسری
اصطلاح کے ہے کہ دلیل استیلا اور غلبہ اوسکا کیسا ہے اور قوت اور ضعف مین یقین کے معانی
کے درجے نہایت ہین اور موت کی تیاری مین خلق بھی انھین یقین کے معنون کی فرق کے
بموجب مختلف ہی اور یقین کی پوشیدگی اور ظہور مین بھی انکار نہین ہوسکتا نہ تو اصطلاح دوم کے
بموجب اور نہ اول اصطلاح کے موافق مثلاً تمکو جو تصدیق مکہ اور رفدک کے موجود ہونے کی ہے
اور حضرت موسیٰ اور یوشع علیہما السلام کے وجود کا یقین ہے باوجودی کہ تمکو ان دونون تصدیقون
مین شک نہین اسلیے کہ منشاد دونون کا خبر متواتر ہے مگر اول تصدیق کو تم اپنے دل مین روشن
اور ظاہر پاتے ہو بہ نسبت دوسری کے اسلیے کہ سبب اول مین قوی تر ہے یعنے بہت سی مخبر وننکا
ہونا اسی طرح مناظرہ کرنے والا پوشیدگی اور ظہور کا فرق اپنی نظریات مین دیکھتا ہے جو دلیلون سے
معلوم ہوتے ہین کیونکہ جو بات ایک دلیل سے واضح ہوگی وہ اتنی ظاہر نہوگی جو بہت سی دلیلون سے
واضح ہوگی باوجودی کہ شک کے نہونے مین دونون برابر ہین اور اس فرق کو کبھی اہل کلام انکار کرتے
ہین جو علم کو کتابون اور سننے سے حاصل کرتے ہین اور اپنے نفس کے ادراک پر غور نہین کرتے کہ ہر حال
یقین متفاوت رہتا ہے۔ اور یقین کی کمی اور زیادتی متعلقات کی کمی بیشی سے ہوتی ہی جیسے کہتے ہین
کہ فلان شخص اوس سے علم مین زیادہ ہے یعنے اوسکی معلومات زیادہ ہین اور اسی وجہ سے کبھی عالم تمام
شرع کی باتون مین یقین قوی رکھتا ہے اور کبھی بعض باتون مین قوی الیقین ہوا کرتا ہی۔ اب اگر یہ کہو
کہ ہمنے یقین کی قوت اور ضعف اور قلت اور کثرت اور پوشیدگی اور ظہور کے معنے بموجب
اصطلاح اول یعنی نفی شک کے اور بموجب اصطلاح ثانی یعنے دلیل استیلا ہونے کے تو سمجھہ لیے
مگر متعلقات یقین کے معنے کیا ہین اور یقین کے محل کونسے ہین اور کن چیزون مین یقین
مطلوب ہوتا ہی کہ ہمکو جبتک یہ معلوم نہو کہ یقین کونسی چیزون مین مطلوب ہوتا ہی تو ہم
اوسکی طلب کیسے کرسکین گی تو اوسکا جواب یہ ہی کہ یقین کی محل وہ چیزین ہین جو انبیا علیہم السلام

بعض حادث اگر سب قدیم ہون تو مطلب حاصل ہے اسلیے کہ قدیم کا وجود ثابت ہوگیا اور
اگر کل حادث ہون تو محال ہی کیونکہ اس ہی بدون سبب کی حادث کا وجود لازم آتا ہے
تو تیسری قسم خواہ اول قسم ثابت ہوگی اور وہی مطلوب ہی اور جو علم کہ اس طرح پر حاصل ہوتا ہی
وہ ان لوگون کے نزدیک یقین کہلاتا ہے خواہ دلیل ہی ہو جیسا ہم نے ذکر کیا خواہ حس سے
یا عقل کی سرشت سے ہو جیسے حادث کے بعد سبب محال ہونے کا علم ہے یا متواتر سننے
سے جیسے مکہ کے موجود ہونے کا علم ہے یا امتحان کرنے سے جیسے اسبات کا جاننا کہ محمودہ
جوشادہ دست آور ہی غرضکہ اہل مناظرہ کے نزدیک یقین کے بولنے کی شرط شک کا
نہونا ہے تو جس علم مین شک نہوگا وہ اونکے نزدیک یقین کہلاوی گا اور اس اصطلاح
کے بموجب یقین کو قوی اور ضعیف نہین کہہ سکتے اسلیے کہ شک کے نہونے مین کچھہ
فرق قوت وضعف کا نہین کہ اوسکے بموجب یقین مین بھی قوت وضعف ہو دوسری
اصطلاح فقیہون اور اہل تصوف اور اکثر علما کی ہے اس اصطلاح کے بموجب یقین وہ ہے
کہ اوسمین لحاظ ہوسکنے اور شک کا نہ کیا جاوی بلکہ اوسکا دلپر استیلا اور غلبہ دیکھا جاوے
تاکہ یون کہہ سکین کہ فلان شخص کا یقین موت پر ضعیف ہی باوجودی کہ موت مین وہ شک
نہین جانتا یا یہ کہ فلان شخص کا یقین روزی پہونچنے پر قوی ہی حالانکہ ہوسکتا ہے کہ
بعض اوقات اوسکو روزی نہ ملے حاصل یہ کہ جب نفس کسی چیز کی تصدیق پر مائل ہو اور یہ
تصدیق دلپر اس طرح غالب اور مستولی ہوجاوی کہ نفس مین تصرف اور حکم اوسی کا ہو اور
اوسی کی جہت سے رغبت اچھی چیز کی اور امتناع بری چیز سے ہو تو اس حالت کو یقین
کہتے ہین اب ظاہر ہے کہ موت کے باب مین سب لوگون کو پہلی اصطلاح کے بموجب یقین
برابر ہے یعنے اوسمین کسی طرح کا شک کسیکو نہین مگر دوسری اصطلاح کی بموجب یقین سبکو
نہین ہے اسلیے کہ بعض لوگ ایسے ہین کہ وہ موت کی طرف کبھی دھیان ہی نہین کرتے
اور نہ اوسکی تیاری کرین گویا اونکو اوسکا یقین نہین اور بعضون کے دلپر یہ یقین ایسا
چھایا ہے کہ اپنی تمام ہمت کو اوسی کی تیاری مین مستغرق کر رکھا ہی اور دوسری چیز کی
گنجائش ہی نہین رکھی تو اس جیسی حالت کو یقین کا قوی ہونا بولتے ہین اور اسی
سے بعضون نے کہا ہے کہ جس یقین مین شک نہو اور وہ مشابہ ہوجاوی ایسی شک کے
جسمین یقین نہو موت کے سوا دوسرا مجھے معلوم نہین ہوتا اور اس اصطلاح کی بموجب

میل کے ساتھہ ہے مگر اوسکی ترجیح کی مانع نہین اس حالت کا نام ظن ہے تیسری یہ کہ نفس کسی چیز کی
تصدیق کی طرف اس طرح مائل ہو کہ وہ تصدیق نفس پر چھا جاوی اور اوسکا خلاف دلمین نگذری
اور اگر گذری تو نفس اوسکی قبول کرنے سے انکار کرے مگر یہ تصدیق معرفت واقعی کے ساتھہ
نہو یعنی اگر اس حال والا اوس امر مین خوب تامل کرے اور شک ڈالنے اور تجویز کو سنے تو اوسکے
نفس مین گنجایش اس شبہہ کے ممکن ہونے کی ہو جاوی اس حال کو اعتقاد قریب یقین کے کہتے ہین
جیسے عوام کا اعتقاد تمام امور شرعیہ مین ہے کہ صرف سننے کی جہت سے اونکے دلون مین جم گیا ہے
یہانتک کہ ہر فرقہ اپنے ہی مذہب کے صحیح ہونے کا اعتقاد کرتا ہے اور اپنے امام اور پیشوا کو
جانتا ہے کہ وہی ٹھیک کہتے ہین اور اگر کوئی اونکے سامنے بیان کرے کہ تمھارے امام سے
خطا بھی ہو سکتی ہے تو اسبات کو قبول نکرین گے چوتھی تصدیق اور معرفت حقیقی ہے جو
دلیل سے حاصل ہوتی ہے کہ جس مین نہ خود شک ہو نہ دوسری کا شک مین دالنا متصور ہو تو جب
اوسمین شک کا ہونا اور ہو سکنا دونو نہو وین وہ اہل مناظرہ اور کلام کے نزدیک یقین کہلاتا
ہے اور اوسکی مثال یہ ہے کہ مثلاً اگر کسی عاقل سے کہا جاوی کہ عالم مین کوئی چیز موجود ایسی
بھی ہے جو قدیم ہو تو وہ بالبداہت یعنی فوراً اوسکی تصدیق نہین کر سکتا اسلیے کہ قدیم محسوس
چیز نہین نہ آفتاب اور چاند جیسے ہے کہ اونکے وجود کی تصدیق آنکھہ کی حس سے ہوتی ہے
اور کسی چیز قدیم ازلی کا جاننا بدیہی اور اولی نہین کہ بلا تامل کہدیا جاوی جیسے یون جاننا
کہ دو زیادہ ہین ایک سے بلکہ ایسا بھی نہین جیسا اس جملہ کو جاننا کہ کسی حادث کا وجود بدون
سبب کے محال ہے کہ اس جملہ کا علم بھی بدیہی ہے کچھہ تامل کا محتاج نہین اس سے معلوم ہوا کہ عقل کی
طبیعت کا اقتضا یہ ہے کہ قدیم کے وجود کی تصدیق بداہت کی طور پر کرنے مین توقف کرے
پھر اسمین بعض لوگ تو ایسے ہین کہ اسبات کو سنکر ایسی تصدیق بھی کرتے ہین کہ اوسی پر چلے جاتے
ہین تو اس قسم کی تصدیق تو اعتقاد ہے اور یہ سب عوام کا حال ہے اور بعض لوگ ایسے ہین
کہ وہ قدیم کے وجود کو دلیل سے تصدیق کرتے ہین مثلاً یون کہا جاوی کہ اگر کوئی قدیم موجود نہو
تو سب موجودات حادث رہین گے اور جب سب حادث ہون گے تو یا کل بلا سبب حادث ہون گے
یا ایک بلا سبب حادث ہوگا اور یہ محال ہے تو جس بات سے محال لازم آوے وہ خود محال ہے
اس دلیل سے عقل مین کسی قدیم کے موجود ہونے کی تصدیق یقیناً لازم آوی گی اس لیے
کہ موجودات تین قسم ہو سکتے ہین یا کل قدیم ہون یا کل حادث یا بعض قدیم ہون اور

فرمایا کہ کوئی آدمی ایسا نہین جو گناہ نہ کرتا ہو لیکن جسکی سرشت عقل ہے اور عادت یقین اوسکو گناہ ضرر نہین کرتے اسلیے کہ جب گناہ کرتا ہے تو توبہ اور استغفار کرتا ہے اور پشیمان ہوتا ہی اس لیے گناہون کا کفارہ ہوجاتا ہے اور کچھ زیادتی بچ جاتی ہے جس سے وہ جنت مین جاتا ہی اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز تمکو دی گئی وہ یقین اور عزیمت صبر ہے اور جسکو ان دونون مین سے بہرہ ملا اوسکو پروا نہین اگر شب بیداری اور دن کے روزی اوسکو نہ ملین - اور لقمان حج نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت کی ہی اوسمین یہ بھی ہی کہ بیٹا عمل کی استطاعت بدون یقین کی نہین ہوتی اور آدمی اتنا ہی عمل کرتا ہے جتنا اوسکو یقین ہوتا ہے اور عامل کا یقین جبتک کم نہین ہوتا ہی تب تک وہ عمل مین کوتاہی نہین کرتا - اور یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہین کہ توحید کا ایک نور ہے اور شرک کی آگ ہے تو شرک کی آگ سے جتنی نیکیان مشرکون کی جلتی ہین اوس سے زیادہ توحید کے نور سے موحدون کی برائیان چھک جاتی ہین اور نور سے مراد اونکی یقین ہی اور اللہ تعالے نے قرآن مجید مین چند جا موقنین کے ذکر سے اشارہ فرمایا ہے کہ یقین خیرات اور سعادت کا ذریعہ ہی - اب اگر یہ کہو کہ یقین کے معنے کیا ہین اور اوسکے قوی اور ضعیف ہونے سے کیا مراد ہے تاکہ اول اوسکو سمجھ لین پھر اوسکی طلب مین مشغول ہون کیونکہ جبتک اوسکی صورت سمجھ مین نہ آوے گی اوسکی طلب ممکن نہین تو اوسکا جواب یہ ہی کہ یقین ایک لفظ مشترک ہی دو فریق اوسکو دو معنی مختلف مین بولتے ہین اول اصطلاح مناظرہ والے اور اہل کلام کی ہی کہ شک کے نہونے کو یقین کہتے ہین اسلیے کہ نفس جو کسی چیز کی تصدیق کرتا ہے اوسکے چار مقامات ہین ایک یہ کہ تصدیق اور تکذیب برابر ہون اوسکو تو شک کہتے ہین مثلاً اگر تم سے کسی خاص شخص کی نسبت دریافت کیا جاوے کہ خدای تعالی اوسکو عذاب کریگا یا نہین اور اوسکا حال تمکو معلوم نہین تو تمھارا نفس اثبات اور نفی مین سے کسی طرف میل نہ کریگا اور کچھ حکم نہ لگاوگی بلکہ دونون باتین تمھاری نزدیک ہوسکتی ہین برابر ہونگی تو اسکو تو شک کہتے ہین - دوسرے یہ کہ تمھارا نفس دونون باتونمین سے ایک طرف کو مائل ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ دوسری بھی ہوسکتی ہی مگر اوسکا ہوسکنا ایسا ہے کہ وہ اول کی ترجیح کا مانع نہین مثلاً جس شخص کو تم نیک بخت اور متقی جانتے ہو اگر اوسکا حال تم سے پوچھا جاوے کہ یہ اگر اسی حال پر مرجاوی تو عذاب ہوگا یا نہین تو تمھارا دل اوسکے عذاب نہونے پر زیادہ مائل ہوگا بہ نسبت عذاب ہونے کے اس لیے کہ نیکبختی کی علامتین ظاہر ہین اور باوجود اسکی تم اوسکے باطن مین کوئی امر عذاب کے ہونے کا موجب تجویز کرسکتے ہو تو یہ تجویز اول

۱ حدیث ترمذی و ابن ماجہ و نسائی و ابن حبان و حاکم بروایت انس و ابن ماجہ و ابن ابی شیبہ و ابن ابی الدنیا و بیہقی بروایت ابن عباس و ابن عساکر بروایت ابن عمر و ابن ابی الدنیا و بیہقی بروایت ابن مسعود و ابن ابی الدنیا و بیہقی بروایت ابن عباس و ابن ابی الدنیا و بیہقی

کہ دین کے آلہ کو دنیا کی طلب مین استعمال کرتا ہی اور اللہ تعالی کی نعمتون سے اوسکے اولیا پر تکبر کرتا ہے اور اوسکی حجت سے اوسکی مخلوق پر یاری چاہتا ہی یا ایسا پاتا ہون کہ اہل حق کا مطیع ومنقاد تو ہے مگر اول ہی شبہہ سے اوسکے دل مین شک جم جاتا ہے آگاہ رہو کہ باطن کی یہ وجہہ نہ یہ رکھتا ہے نہ وہ بلکہ لذات کے حریص اور طلب شہوات کے بندی اور خدمتگار ہین یا مال کے جمع کرنے اور رکھہ چھوڑنے کے فریفتہ اور اپنی خواہش کے فرمان بردار نہایت قریب مشابہت اون دونون کو چرنے والے چوپایون سے ہے الٰہی جب علم کے یاد کرنے والے مرجاوین گے تو کیا علم یون جاتا رہے گا نہین بلکہ زمین ایسے لوگون سے خالی نہوگی جو اللہ تعالی کی حجت اوسکو واسطے قائم کرین یا تو ظاہر اور علانیہ ہون گے یا چھپے ہوئے مغلوب تاکہ اللہ تعالی کی حجتین اور دلیلین بیکار نہ رہین اور یہ لوگ کتنے ہین اور کہان ہین یہ لوگ شمار مین کم اور قدر مین اعظم ہین اونکے وجود ظاہر مین مفقود اور اونکی تصویرین دلون مین موجود ہین اللہ تعالی اونکی سبب سے اپنی حجتون کی حفاظت کرتا ہے تاکہ وی اون حجتون کو اپنے جی سے لوگون کے حوالہ کرین اور اونکے دلون مین اونکو بو دین علم نے اونکو حقیقت امر پر پونہچا دیا تو یقین کی روح سے جا ملے اور جس بات کو دولتمند مشکل جانتے تھے اوسکو اونھون نے سہل پایا اور جس امر سے غافلون کو وحشت تھی اوس سے اونھون نے دل بہلایا دنیا مین ایسے بدنون سے جنکی روحین محال علے سے وابستہ رہین یہ لوگ خدای تعالی کی مخلوق مین سے اوسکے اولیا اور امین ہین اور اوسکے دین کیطرف بلانے والے اور اوسکی زمین کے سلاطین پھر آپ روئے اور فرمایا کہ مجکو اونکے دیدار کا بہت بڑا اشتیاق ہی۔ پس یہ مضمون جو آپ نے آخر کو ذکر فرمایا علمای آخرت کا وصف ہے اور یہ وہی علم ہی جو اکثر عمل سے اور کثرت مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہی اور ایک علامت علمای آخرت کی یہ ہے کہ یقین کے قوی کرنے مین اوسکی توجہ بہت ہوا سلیے کہ یقین دین کا راس المال ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اَلْیَقِیْنُ اَلْاِیْمَانُ بِکُلِّہٖ یعنی یقین ایمان کامل ہے تو علم یقین کا سیکھنا ضروری ہوا یعنی اوسکی ابتدا سیکھے پھر دل کو اوسکا طریق خود ظاہر ہوجاوی گا اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقین کو سیکھو اسکی معنے یہ ہین کہ یقین والون کے پاس بیٹھو اور اون سے علم یقین کو سنو اور اونکی پیروی پر مداومت کرو تاکہ تمھارا یقین قوی ہوجاوی جیسا اونکا قوی ہوگیا اس لیے کہ تھوڑا سا یقین بہت سی عمل سے بہتر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بیان کیا گیا کہ ایک آدمی کا یقین اچھا ہے اور گناہ بہت کرتا ہی اور ایک شخص عبادت مین محنت کرتا ہی اور یقین کم ہی تو آپ نے

فرماتے ہین کہ علما اور عابد اور زاہد سب دنیا سے گئے اور اونکے دل متفضل ہے بجز صدیقون اور شہیدون کے دلون کے اور کسی کے دل نہ کھلے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ آخر تک۔ اور اگر اہل دل کے دل کا ادراک نور باطن سے علم ظاہر پر حاکم اور غالب نہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد نفرماتے کہ اپنے دل سے فتوی لے گو اور لوگ حکم دین اور فتوی لگا دین اور ایک حدیث قدسی مین یون ارشاد فرمایا لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ آخر حدیث اسلیے کہ بہت سی باریک معنی قرآن مجید کے اسرار کے ایسے شخص کے دل مین آجاتی ہین جو صرف فکر اور فکر مین لگا رہتا ہی اور رو معنی تفسیرون مین کہین نہین ہوتی اور نہ بڑی بڑی مفسرون کو معلوم ہون اوسی شخص کو معلوم ہوتے ہین جو بارادۂ معرفت اپنے دل کا نگران رہی اور اگر یہ معنی مفسرین کے سامنے پیش کیے جاوین تو وہ بھی اونکو اچھا بتاوین اور جان لین کہ یہ پرتوہ صاف دلون اور خدای تعالے کے الطاف کا ہے کہ اوسکی طرف ہمتون کو متوجہ کرنے سے حاصل ہوا اور یہی حال مکاشفہ کے علمون اور معاملہ کے علوم کے اسرار اور دلون کے خطرون کی باریکیون کا ہی کیونکہ انمین سے ہر ایک علم ایسا دریا ہے جسکی تھاہ نہین معلوم ہوتی ہر ایک طالب اپنی قسمت کے موافق اور جسقدر حسن عمل کی توفیق اوسکو ملتی ہے اوسی قدر اوس مین غوطہ لگاتا ہے اور انھین علما کی صفت مین حضرت علی رضہ نے ایک بڑی حدیث مین ارشاد فرمایا ہے کہ آدمیون کی دل ظروف ہین انمین سب سے بہتر وہ ہین جنکے اندر خیر زیادہ ہو اور آدمی تین قسم ہین ایک عالم ربانی دوم بطور نجات کے سیکھنے والے سوم بے وقوف سفلہ کہ ہر باطل پر بلانے والے کے تابع ہو جاوین جدھر کا جھوکا چلے اودھر ہی کو پھر جاوین ان لوگون نے نہ علم کے نور سے روشنی حاصل کی کسی مضبوط چیز کا سہارا لیا علم مال سے بہتر ہی علم تیری حفاظت کرتا ہی اور تو مال کی حفاظت کرتا ہی علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اور مال اوس سے کم ہوتا ہے اور علم کی محبت ایک دین قابل اختیار ہے جس سے زندگی مین طاعت کمائی جاتی ہے اور مرنے کے بعد ذکر خیر علم حاکم ہے اور مال محکوم اور مال کا فائدہ اوسکے جاتے رہنے سے دور ہو جاتا ہے جو لوگ کہ مالدار تھے اور اونکے جتھے کے جتھے تھے سب مر گئے اور علما زندہ رہین گے جب تک کہ زمانہ باقی ہی پھر آپنے ایک لمبا سانس لیا اور اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہان علم بہت ہی بشرطیکہ اوسکے یاد کرنے والے مجھکو ملین بلکہ مین تو طالب مامون نہین پاتا یا تو ایسا پاتا ہون

ا حضرت ولایت مآب کی دوسری فصل مین گذری ۱۲

ع ہمیشہ نوافل سے تقرب کرتا رہتا ہی یہانتک کہ مین اوسکا دوست بنتا ہون اور جب اوس سے محبت کرنے لگتا ہون تو اوسکا کان ہو جاتا ہون جو وہ سنتا ہی ۱۲ بخاری باب تواضع ۱۲

جان سے مت مارو بعد اس خط کے حضرت ابو درداء رضہ سے جب کوئی دوا پوچھتا تو توقف کیا کرتی
۔ اور حضرت انس رضہ سے جب کوئی سوال کرتا تو فرماتے کہ ہماری آقا امام حسن علیہ السلام سے پوچھو
اور حضرت ابن عباس رضہ سے اگر کوئی سوال کرتا تو فرماتے کہ جابر ابن زید رضہ سے پوچھو اور حضرت
ابن عمر رضہ فرماتے کہ سعید بن المسیب رضہ سے دریافت کرو۔ اور نقل ہے کہ ایک صحابی نی حضرت
حسن بصری رح کے سامنے بیس حدیثین بیان کین کسی نی اونکی تفسیر پوچھی اونھون نے فرمایا کہ
مین بجز روایت کے اور کچھ نہین جانتا پس حضرت حسن بصری رح نے ایک ایک حدیث کی
تفسیر جدا جدا فرمائی لوگونکو اونکی تفسیر اور یادداشت کی خوبی سے تعجب ہوا صحابی رضہ نے ایک
مٹھی کنکرون کی اوٹھا کر اون لوگون کے ماری اور کہا کہ تم مجھسے علمی بات پوچھتی ہو حالانکہ یہ عالم
تمھارے یہان موجود ہے اور ایک علامت علمای آخرت کی یہ ہی کہ علم باطن کے سیکھنے کا اور
دل کی نگرانی اور طریق آخرت کے پہچاننے اور اوسکے چلنے کا زیادہ اہتمام رکھے اور مجاہدہ اور
مراقبہ سے ان امور کی حقیقت معلوم کرنے کی امید صحیح اور سچی کرے اسلیے کہ مجاہدہ سے مشاہدہ
اور دل کی علوم کی باریکیان پیدا ہوتی ہین اور پھر اون سے دلمین حکمت کے چشمے پھوٹتی ہین
اور کتابین اور تعلیم اس باب مین کافی نہین بلکہ اگر آدمی مجاہدہ کرے اور دل کا نگران رہے
اور اعمال ظاہری اور باطنی بجالاوی اور اللہ تعالے کے سامنے خلوت مین حضور دل اور
فکر صاف سے بیٹھے اور اوسکے ماسوا سے اوسی کی طرف منقطع ہو جاوی تب حکمت بے حد و حساب
اوسکے دل پر مفتوح ہو کہ کلید الہام اور منبع کشف یہی امور ہین اسلیے کہ بہت سی طالب علم ایسی ہین
کہ بہت دنون تک سیکھتے رہے مگر جسقدر سنا تھا اوس سے ایک لفظ بھی آگے نہ بڑھے اور بہت
ایسے ہین کہ ضروری علم پر کفایت کرکے عمل پر اور دل کی نگرانی پر جو جھکے تو اللہ تعالی نے لطیف
حکمتین اونکے لیے ایسی کھولدین جن مین عاقلون کی عقل متحیر ہو جاوی اور اسی لیے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص عمل کرے بموجب اوسکے جو اوسنے سیکھا دیتا ہی اوسکو
اللہ تعالے علم اوس چیز کا کہ اوسنے نہین سیکھی۔ اور بعض پہلی کتابون مین وارد ہے کہ اے
بنی اسرائیل یہ مت کہو کہ علم آسمان مین ہی اوسکو زمین پر کون اوتاری گا یا علم زمین کی تہون مین ہے
اوسکو اوپر کون چڑھاوی یا علم سمندر پار ہے اوسکو پار کرکے کون لاوی علم تو تمھاری دلون مین
رکھا ہوا ہے تم میرے سامنے روحانیون کے سے آداب برتو اور صدیقون کے اخلاق
اختیار کرو مین تمھاری دلون مین وہ علم ظاہر کرونگا کہ تمکو ڈھانپ لے۔ اور سہیل بن عبد اللہ تستری رح

ابو نعیم بروایت انس بسند ضعیف ۱۲

اور جو زیادہ پرہیزگار ہوتا تھا وہ فتوی کو سب سے زیادہ دوسری پر ٹالتا تھا اور صحابہ رض اور تابعین کا شغل پانچ چیزون مین تھا قرآن کی تلاوت مسجدون کی آبادی اللہ تعالی کا ذکر اچھی بات کا امر کرنا بری بات سے منع کرنا اور اسکی وجہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا کل کلام ابن آدم علیہ لا لہ الا ثلثۃ امر بمعروف و نہی عن منکر او ذکر اللہ تعالی اور اللہ تعالی فرماتا ہے لا خیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس الایہ اور بعض علمانے کسی کو اجتہاد کرنے والون اور فتوی دینے والون مین سے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ تم جو فتوی دیا کرتے تھے اور قیاس کیا کرتے تھے اوسکا کیا حال پایا اوسنے ناک چڑھائی اور منہ پھیر لیا اور کہا کہ ہم نے اوسکو کچھ نپایا اور اوسکا انجام ہمکو اچھا نہ معلوم ہوا۔ اور ابن حصین کہتے ہین کہ عالم ایسے سوال کا جواب کہدیتے ہین کہ اگر وہ حضرت عمر رض کے سامنے پیش ہوتا تو اوسکے لیے تمام اہل بدر کو جمع کرتے۔ غرضکہ سکوت کرنا ہمیشہ سے اہل علم کا قاعدہ رہا ہے بدون ضرورت ہرگز نہ کہتے تھے۔ اور حدیث شریف مین ہے کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ خاموشی اور زہد اوسکو عنایت ہوا ہے تو اوس سے قریب ہو کہ اوسکو حکمت تعلیم کیجاتی ہے۔ اور بعض اکابر کہتے ہین کہ عالم دو ہین ایک عوام کا عالم وہ تو مفتی ہے یہ لوگ بادشاہون کے مصاحب ہوتے ہین اور ایک خواص کا عالم وہ توحید اور دل کے اعمال کا عالم ہے ایسے لوگ متفرق اور تنہا رہتے ہین۔ اور اول مشہور تھا کہ امام احمد بن حنبل مثل دجلے کے ہین کہ ہر شخص اوس مین سے چلو بھر لیتا ہے اور بشر بن حارث مثل میٹھے کنوئین کے ہین اوپر سے ڈھکے ہوتے ہین کہ اوسپر ایک ایک ہی شخص قصد کرتا ہے اور پہلے یون کہا کرتے تھے کہ فلان شخص عالم ہے اور فلان متکلم اور فلان کو کلام مین زیادہ دستگاہ ہے اور فلان علم مین زیادہ ہے۔ اور ابو سلیمان رح فرماتے ہین کہ کلام کی نسبت کہ معرفت سکوت سے زیادہ قریب ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ جب علم بہت ہوتا ہے تو کلام کم ہو جاتی ہے اور جب کلام زیادہ ہوتی ہے تو علم کم ہو جاتا ہے۔ اور حضرت سلمان فارسی رض نے حضرت ابو درداء رض کو ایک خط لکھا اور اوسون دونون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ کر دیا تھا چنانچہ بخاری مین ابو جحیفہ سے یہ مضمون مروی ہے خط کا مطلب یہ تھا کہ بھائی مین نے سنا ہے کہ تمکو لوگون نے مسند طبابت پر بٹھایا ہے اور مریضون کا علاج کرتے ہو مگر سوچ لو اگر واقع مین تم طبیب ہو تب تو بولنا کہ تمھاری گفتگو شفا ہے اور اگر بتکلف طبیب ہو گئے ہو تو بھائی خدا سے ڈرو سلمانکو

آدمی کی سب کلام ابن آدم پر وبال ہے مگر امر بمعروف نہی عن منکر اور ذکر اللہ تعالی کا

امر کرنا نیکی کا نہی کرنا بدی سے اور ذکر اللہ تعالی کا

بہتر کرنا زیادہ اور قرینہ ہے اور ابن ماجہ مین حدیث ہے

کہ حضرت کو اور اوکے اصحاب کو

ابن ماجہ مین حدیث ضعیف ہے

کہ عالم وہ ہے کہ سوال کی وقت اسبات سی ڈری کہ قیامت کو کہین یہ پوچھہ نہو کہ کہان سی جواب دیا تھا۔ اور
ابراہیم تیمی سے اگر کوئی مسئلہ پوچھتا تو روتی اور فرماتے کہ تم کو کوئی دوسرا نہ ملا کہ مجھپر چڑھائی کی۔ اور
ابو العالیہ ریاحی اور ابراہیم نخعی اور ابراہیم ادہم اور سفیان ثوری رحمہم اللہ دو یا تین شخصون کی سامنے
کچھہ بیان کیا کرتے اور جب لوگ زیادہ ہو جاتے تو رک جاتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین
مَا اَدْرِیْ اَعُزَیْرٌ نَبِیٌّ اَمْ لَا وَمَا اَدْرِیْ اَتُبَّعٌ مَلْعُوْنٌ اَمْ لَا وَمَا اَدْرِیْ ذُوالْقَرْنَیْنِ
نَبِیٌّ اَمْ لَا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نی پوچھا کہ سب جگہون مین بہتر کونسی ہی اور بدتر
کونسی آپ نی فرمایا کہ مجکو معلوم نہین یہانتک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائی آپ نی اون سے
دریافت کیا اونھون نے عرض کیا کہ مجھی معلوم نہین حتی کہ خدای تعالی نی اونکو جتایا کہ سب جگہون مین بہتر مسجدین
ہین اور سب مین بدتر بازار ہین۔ اور حضرت ابن عمر رض سے اگر کوئی دس مسئلی پوچھتا تھا تو آپ ایک کا
جواب دیتی تھے اور نو کی جواب مین سکوت کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عباس رض نو کا جواب دیتے تھے اور
ایک کی جواب سی خاموش رہتے تھے۔ اور فقہای سلف مین ایسی لوگ بہت تھی جو یہ کہدیتی تھی کہ مین نہین
جانتا اور جانتا ہون کہنے والے کم تھے سفیان ثوری اور مالک بن انس اور احمد بن حنبل اور فضیل بن عیاض
اور بشر بن حارث سب ایسے ہی تھی کہ لا ادری اکثر کہتے تھے اور عبد الرحمن بن ابی لیلی کہتی ہین کہ مین نے
اس مسجد مین ایک سو بیس صحابہ رض دیکھے وہ سب ایسے ہی پائے کہ جب کسی سی کوئی فتوی پوچھا جاتا
یا حدیث پوچھی جاتی تو یہی چاہتا کہ کوئی دوسرا بھائی اس سوال سی ہمین بچاوی۔ اور ایک روایت
اون سی یون ہی کہ جب کوئی سوال اون مین سی کسی پر پیش ہوتا تو وہ اوسکو دوسری کی پاس بھیجتی اور وہ
تیسرے کے پاس یہان تک کہ ہوتے ہوتے پھر اول کے پاس آجاتا۔ اور مروی ہی کہ اصحاب صفہ
مین کسی کے پاس ایک سری بھنی ہوئی بطور ہدیہ آئی اور وہ سب اوسوقت بہت عسرت سی بسر کرتی تھی
اونھون نے دوسری کو ہدیہ کردی اور دوسری نی تیسری کو اسی طرح رفتہ رفتہ پھر اول صحابہ رض کی پاس
آگئی۔ تو اب تامل کرو کہ فی زماننا علما کا معاملہ کیسا اولٹا ہو گیا کہ جس چیز سے پہلے لوگ بھاگتی
تھے وہ اب مطلوب ہو گئی اور جو مطلوب تھی اوس سے نفرت کرنے لگے۔ اور فتوے دینی کی
کفالت سے بچنے کی خوبی اس حدیث سی بھی معلوم ہوتی ہے جو بعض اکابر نے مرفوع بیان کی
ہے کہ لوگون کو فتوے نہ دین مگر تین آدمی امیر یا مامور یا مکلف۔ اور بعض اکابر فرماتے ہین
کہ صحابہ رض چار چیزون کو ایک دوسرے پر ٹالا کرتے تھے اول امامت دوم وصیت سوم
امانت چہارم فتوی۔ اور بعض یہ فرماتے ہین کہ جسکو علم کم ہوتا تھا وہ تو جلد فتوی دینی کو تیار ہو جاتا تھا

۱ مین نہین جانتا کہ عزیر نبی ہین یا نہین اور مجھے نہین معلوم کہ تبع بادشاہ یمن ملعون ہے یا نہین اور مین نہین جانتا کہ ذوالقرنین نبی ہین یا نہین ۱۲ ابو داود و حاکم بروایت ابی ہریرہ رض ۱۲

۲ حاکم بروایت ابن عمر رض ۱۲

۳ فصل دوسری مین گذری ۱۲

عالمون مین دو عیب بتایا کرتے تھے یا دنیا کا مائل ہونا یا سلاطین سے ملنا اور ایک علامت علماء آخرت کی یہ ہے کہ فتوی دینے مین جلدی نکرے بلکہ جبتک اوس سے بچے رہنے کی سبیل معلوم ہو تب تک توقف اور احتراز ہی کرے پس اگر ایسا مسئلہ کوئی پوچھے جسکو قرآن یا قطعی حدیث یا اجماع یا قیاس ظاہر سے یقینا جانتا ہو تب تو حکم بتلادی اور اگر ایسا مسئلہ پوچھے جس مین شک ہو تو کہدی کہ مجھے معلوم نہین اور اگر ایسا مسئلہ پوچھے جسکا حکم غالبا اپنے اجتہاد اور تخمین سے اوسکو صحیح معلوم ہے تو اوس مین احتیاط کرے اور دوسرے پر حوالہ کردے کہ اوس سے پوچھ لو اگر دوسرا ٹھیک بتا سکتا ہو احتیاط کا مرتبہ یہی ہے اسلیے کہ اجتہاد کا خطر اپنی گردن پر رکھنا بہت بڑا ہی اور حدیث مین وارد ہے اَلْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ كِتَابٌ نَاطِقٌ وَسُنَّةٌ قَائِمَةٌ وَلَا اَدْرِيْ شعبی رح کہتے ہین کہ لا ادری نصف علم ہے اور جو شخص ایسے موقع مین کہ نجانتا ہو خدای تعالے کے واسطے چپ رہ جاوی تو اوسکو اوس شخص سے ثواب کم نہوگا جو راست راست جواب بتاوی اسلیے کہ نہ جاننے کا اقرار کرنا نفس پر نہایت سخت ہی غرض کہ عادت اصحاب رض اور اکابر کی اس طرح تھی حضرت ابن عمر رض کا دستور تھا کہ جب کوئی فتوی پوچھتا تو فرماتے کہ اس حاکم کے پاس جاؤ جو لوگون کی امر کا کفیل بن رہا ہے اور اس مسئلہ کو اوسکی گردن پر رکھدو۔ اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ جو شخص لوگونکو ہر ایک مسئلہ مین فتوی دی وہ بیشک مجنون ہی اور فرمایا کہ علم کی لا ادری ہے اگر آدمی اوسکو چوک جاوی تو پھر اوسکی خیر نہین۔ اور ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہین کہ شیطان پر اوس علم کی زیادہ سخت کوئی نہین جو علم ہی سے بولے اور علم ہی کی ساتھ سکوت کری شیطان کہتا ہے اس شخص کو دیکھو کہ اوسکے بولنے سے اوسکا چپکا رہنا کیچھ بہت بھاری ہی۔ اور بعض اکابر نے ابدال کی صفت کی ہی کہ اونکی غذا فاقہ ہے اور کلام ضرورت یعنی جبتک اونسے کوئی کچھ نہ پوچھے تب تک نہین بولتے اور جب کوئی کچھ پوچھتا ہے اور ایسا شخص دیکھتے ہین کہ وہ بتادی گا تو چپ رہتے ہین اور اگر مجبور ہی ہوتے ہین تو خود جواب دیتے ہین اور یہ لوگ سوال سے پہلے بولنے کو تقریر کی خفیہ خواہش مین شمار کیا کرتے تھے۔ اور حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رض ایک شخص پر گذرے کہ وہ لوگون کے سامنے کچھ تقریر کر رہا تھا ارشاد فرمایا کہ یہ یون کہتا ہے کہ مجھے جان لو۔ اور بعض اکابر کا قول ہی کہ عالم وہ ہی کہ جب کسی مسئلہ کو اوس سے دریافت کیا جاوے تو اوسی سے یہ معلوم ہو کہ گویا میری ڈاڑھ نکالی جاتی ہے۔ اور حضرت ابن عمر رض فرمایا کرتے کہ تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ ہمکو پل بناؤ اور اوسپر سے دوزخ کی طرف عبور کرو۔ اور ابو حفص نیشاپوری فرماتے ہین

۱ حضرت مصنف رح نے یہان ایک باب ناطق ایک سنت جاری ایک لا ادری کی بعض جواب ایک کا علم کا نصف ہونا بعض کا یہ کہ ہین یا حدیث کا یا کلام صحابہ ہو نہین جانتا لا ادری اور ابو داؤد سے روایت ابن عمر رض کا اختلاف ۱۲

بیٹون نے اون سے کہا کہ جو لوگ کہ اسلام کی زیادتی اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تمھارے برابر نہین وہ بادشاہون کے پاس جاتے ہین اگر آپ بھی جاوین تو بہتر ہو اونھون نے فرمایا کہ بیٹو دنیا مردار ہے اور کچھ لوگون نے اوسکو گھیر رکھا ہے بخدا مین حتی الوسع اونکا شریک نہون گا اونھون نے کہا کہ تو تم لاغری مین مرجاؤ گے فرمایا کہ مین ایمان کے ساتھہ لاغری مین مرجانا اس سے اچھا جانتا ہون کہ نفاق کے ساتھہ موٹا ہو کر مرون حسن رح فرماتے ہین کہ بخدا آپ نے اونکو ہرا دیا اور خوب حجت نکالی اسلیے کہ جان لیا کہ مٹی گوشت اور فربہی کو کھاوے گی ایمان کو نہ کھاوے گی - اور اسمین اشارہ ہے کہ بادشاہ کے پاس جانے سے آدمی نفاق سے یقینا نہین بچتا جو ایمان کی ضد ہے اور حضرت ابوذر غفاری رضہ سلیمہ رضہ سے فرمایا کہ ای سلمہ بادشاہون کے دروازون پر مت جایو اسلیے کہ تمکو اونکی دنیا مین سے جبھی کچھہ ملیگا کہ جب تمھارے دین مین سے وہ اوس سے بہتر لین گے - اور علما کے لیے یہ امر ایک بڑا فتنہ ہے اور شیطان کا ایک سخت ذریعہ علما پر ہے خصوصا ایسے عالم پر جسکی آواز اچھی اور کلام شیرین ہو اسلیے کہ شیطان ہمیشہ اوسکو یہی سوجھاتا ہے کہ سلطانون کے پاس جانے اور اونکو نصیحت کرنے سے وہ لوگ ظلم سے باز رہین گے اور شریعت کے احکام اون مین جاری اور قائم ہو جاوین گے اور ہوتے ہوتے یہ خیال دل مین ڈالدیتا ہے کہ تمھارا اونکے پاس جانا دین مین داخل ہے پھر جب اونکے پاس جاتا ہے تو یہ نہین ہو سکتا کہ کلام مین نرمی اور مداہنت نکرے اور اونکی تعریف اور خوشامد کی نہ لے اور ان باتون مین دین کی خرابی ہے - اور اکابر سلف یون کہا کرتے تھے کہ علما جب جان لیتے تھے تو عمل کرتے تھے اور عامل ہونے پر مشغول ہوتے تھے اور شاغل ہونے کے بعد گمنام ہوتے تھے اور گمنام ہونے کے پیچھے اونکی طلب ہوتی تھی اور طلب پر بھاگا کرتے تھے - اور حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے حضرت حسن بصری رح کو خط لکھا کہ بعد حمد و صلوۃ کے یہ التماس ہے کہ آپ مجکو ایسے لوگ بتاوین جنسے مین خدای تعالے کے امر مین مدد لیا کرون آپ نے جواب مین یہ لکھا کہ اہل دین تو تمھارے پاس آنے کے نہین اور دنیا والون سے تمکو غرض نہین تاہم تم اشراف اپنے ساتھہ رکھو کہ وہ لوگ اپنے شرف کو آلودگی خیانت سے محفوظ رکھتے ہین - یہ حال عمر بن عبد العزیز کو لکھا جو اپنے زمانہ مین سب سے زیادہ زاہد تھے تو جب اہل دین کو ایسے حاکم کے پاس سے بھی گریز کرنا شرط ہوا تو دوسرے حاکم کی طلب اور اوس سے میل جول رکھنا کیسے ٹھیک ہوگا اور سلف کے علما مثل حسن بصری اور سفیان ثوری اور ابن مبارک اور فضیل بن عیاض اور ابراہیم بن ادہم اور یوسف بن اسباط دنیا کے علما یعنے مکہ اور شام وغیرہ کے

علمین

اعمش رضہ سے کسی نے کہا کہ تم نے علم کو بدہ کر دیا اس بہت سے کہ آپ ہی بہت لوگ سیکھتے ہین فرمایا کہ ذرا صبر کرو جتنے سیکھتے ہین اونمین سے ایک تہائی تو بختہ ہونے سے بیشتر ہی مرجاتی ہین اور ایک تہائی سلاطین کے دروازون پر جا چمٹتے ہین وہ لوگ سب خلق سے برے ہین رہے تہائی اونمین سے کمتر ہین لوگون کو فلاح ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے سعید بن المسیب رضہ نے فرمایا کہ جب تم عالم کو دیکھو کہ امرا کو گھیرتا ہے تو اوس سے احتراز کرو کہ وہ چور ہے۔ اور اوزاعی رح فرماتے ہین کہ اللہ تعالے کے نزدیک کوئی چیز اوس عالم سے زیادہ بری نہین جو حاکم کے پاس جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ بدترین علما وہ ہین جو امیرون کے پاس جاتے ہین اور بہترین حکام وہ ہین جو علما کے پاس آتے ہین۔ اور مکحول دمشقی کہتے ہین کہ جو شخص قرآن سیکھے اور دین مین تفقہ پیدا کرے پھر خوشامد اور طمع کی جہت سے سلطان کی صحبت اختیار کرے تو وہ بقدر اپنے قدمون کے دوزخ کی آگ مین گھستا ہے۔ اور سمنون کہتے ہین کہ عالم کے حق مین کیا ہی برا ہے کہ کوئی مجلس مین آوے اور عالم کو نپاوے اور جب اوسکا حال پوچھی تو یہ کہین کہ وہ حاکم کے یہان ہے اور اونھون نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مین سنتا تھا کہ قول بزرگونکا ہے کہ جب عالم کو دیکھو کہ دنیا سے محبت رکھتا ہے تو اوسکو تم اپنے دین مین متہم جانو یہانتک کہ اس مضمون کا مین نے تجربہ کر لیا یعنے جب مین حاکم کے یہان گیا اور وہان سے نکلنے کے بعد اپنے نفس کا محاسبہ لیا تو معلوم ہوا کہ اوسکو بہت دوری ہو گئی حالانکہ جس ڈھنگ سے مین حاکم سے ملتا ہون اوسکو تم دیکھتے اور جانتے ہو کہ سخت اور درشت رکھتا ہون اور اکثر اوسکی خواہش کی مخالفت کرتا ہون اور یہی چاہتا ہون کہ اوس تک جانے کی نوبت ہی نہ پہونچے اور باوجود اسکے مین اوس سے کچھ لیتا نہین نہ اوسکے گھر کا پانی پیون پھر فرمایا کہ اب ہمارے زمانے کے علما بنی اسرائیل کے علما سے بھی بدتر ہین کہ بادشاہون کو جائز امور بتاتے ہین اور جو اونکی مرضی کے موافق ہون ایسی باتین سناتے ہین اور اگر اونکو وہ امور سکھاوین جو اونپر واجب ہین اور جن مین اونکی نجات ہی تو حاکم اونسے نفرت کرین اور اپنے پاس اونکا آنا برا سمجھین اور یہ امر اللہ تعالے کے نزدیک اونکی نجات کا باعث ہی۔ اور حضرت حسن بصری رح نے فرمایا کہ اون لوگون مین جو تم سے پہلے تھے ایک بزرگ تھے جو اسلام مین بڑھے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت یافتہ تھے عبداللہ بن مبارک کہتے ہین کہ ان بزرگ سے سعد بن ابی وقاص رضہ اور حسن فرماتے ہین کہ وہ سلاطین کے پاس نجاتے تھے اور اون سے نفرت کرتے تھے اون سے

اول جملہ کو بہ روایت ابو نعیم نے حلیہ مین بسند ضعیف روایت کیا ہے ۱۲

محفوظ رہے مگر دوسری شخص کو یہ حوصلہ نہین کہ مباح کی حد و نپر قانع رہے اسلیے مباح سے لذت حاصل کرنے مین بہت خوف ہی اور خوف الٰہی سے یہ امر بہت دور ہی اور علمای آخرت کی خاصیت خوف الٰہی ہے اور خوف خدا مقتضی اسی کا ہے کہ خطر کی جگہہ سے دوری اختیار کری اور ایک علامت علمای آخرت کی یہ ہے کہ حکام سے دور رہے اور جبتک اون سے علحدگی کی صورت ممکن ہو کبھی اونکے پاس نجاوی بلکہ اونکے ملنے سے احتراز کرے گو وہ خود اوسکے پاس آوین اسلیے کہ دنیا شیرین اور سبز ہے اور اوسکی باگ حکام کے قبضے مین ہے اور جو شخص حکام سے ملتا ہے اوسکو کچھہ نہ کچھہ تکلف اونکی رضا جوئی اور دلداری مین کرنا پڑتا ہے باوجودیکہ وہ ظالم ہوتے ہین اور ہر دیندار کو اونسے رکنا اور اونکے ظلم کو اظہار کرکے اونکو دلتنگ کرنا اور اونکے حرکات کی برائی بیان کرنی واجب ہے اور جو اونکے پاس جاویگا وہ یا تو اونکی نیت کیطرف توجہ کرے گا اور اپنے اوپر خدای تعالی کی نعمت کو حقیر جانے گا یا اونپر انکار کرنے سے خاموش رہے گا تو مداہنت مین مبتلا ہوگا یا اپنے کلام کو بتکلف اونکی مرضیون کے موافق اونکے افعال کو درست کرنے کے لیے ادا کرے گا اور یہ صریح جھوٹ ہوگا یا اس بات کی طمع ہوگی کہ اونکی دنیا مین سے کچھہ ملے اور یہ حرام ہی اور باب حلال حرام مین مذکور ہوگا کہ حکام کے مالون مین کسکا لینا جائز ہے اور کسکا ناجائز خواہ راتب ہو یا انعام وجاگیر وغیرہ — حاصل یہ کہ اون سے ملنا تمام خرابیون کی کلید ہے اور علمای آخرت کا طریق احتیاط کا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین مَنْ بَدَا جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ اَتَى السُّلْطَانَ افْتُتِنَ اور فرمایا سَيَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اُمَرَاءُ تَعْرِفُوْنَ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ اَنْكَرَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ اَبْعَدَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قِيْلَ اَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَا صَلَّوْا اور سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ جہنم مین ایک جنگل ہے جس مین وہی عالم رہین گے جو بادشاہون کی زیارت اور ملاقات کو جاتے ہین — اور حذیفہ رض نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے آپ کو فتنے کی جگہون سے بچاؤ لوگون نے پوچھا کہ وہ کونسی جگہین ہین فرمایا امیرون کے دروازے کہ جب کوئی تم مین سے امیر کے پاس جاتا ہے تو جھوٹ پر اوسکی تصدیق کرتا ہے اور اوسکی شان مین وہ بات کہتا ہے جو اوسکے اندر واقع نہین نہین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علما خدای تعالے کے بند و نپر رسولون کے امین ہین جبتک کہ سلاطین سے میل جول نکرین اور جب ایسا کرین تو اونھون نے رسولون کی خیانت کی اون سے ڈرو اور الگ ہو جاؤ روایت کیا اسکو انس رض نے — اور

۱ وہ شخص جو گل مین احتیاج جتانا چاہتا ہے اور جو شکایت سے پیچھے رہتا ہے وہ غفلت کرتا ہے اور جو بادشاہ کے پاس آتا ہے وہ فتنے مین مبتلا ہوتا ہے ۱۲ ابوداؤد و ترمذی و ابن عباس رض ۲ خبردار رہو کہ تم عنقریب ایسے حاکم پاؤگے جنکو تم جانتے بھی ہوگے اور نکلین بھی جانیگی تو جو پس جس شخص نے اونکی شناسائی نرمی دیکھی وہ بری ہے اور جس شخص نے اونکو برا سمجھا وہ بچ گیا مگر جو شخص اونسے راضی ہوا اور اونکی پیروی کی اوسکو اللہ تعالی رحمت سے دور کریگا کسی نے عرض کیا کہ ہم اون سے جہاد نکرین آپ نے فرمایا کہ نہین جبتک کہ وہ نماز پڑھین ۱۲ مسلم ۳ حاکمی نے مسند ضعیف روایت کیا ہے اور ابن جوزی نے موضوعات مین لکھا ہے ۱۲

یقینا اوس سے سلامت نہین نکلتا اور اگر باوجود دنیا مین مصروف ہونے کے سلامتی سے بچا یا کرتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ترک دنیا مین کبھی مبالغہ نفرماتے یہانتک کہ مروی ہے نَزَعَ الْقَمِیصَ الْمُعَلَّمَ اور نَزَعَ خَاتَمَ الذَّهَبِ فِي أَثْنَاءِ الْخُطْبَةِ اور انکے سوا اور امور جنکا بیان عنقریب آوے گا ترک دنیا مین آپ ہی مروی ہین ۔ اور کہتے ہین کہ یحیی بن یزید نوفلی نے حضرت مالک بن انس رضہ کو ایک خط لکھا اسطرح بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَصَلَّى اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ یحیی بن یزید کیطرف سے مالک بن انس کو بعد حمد وصلوۃ کے معلوم ہو کہ مین نے سنا ہے کہ تم باریک کپڑے پہنتے ہو اور پتلی چپاتیان کھاتے ہو اور نرم بچھونے پر بیٹھتے ہو اور اپنے دروازہ پر دربان مقرر کرتے ہو حالانکہ تم مجلس علم مین بیٹھے ہو تمھارے پاس راہ دور دراز سے لوگ سوار ہو کر آتے ہین اور تم کو اپنا پیشوا کر رکھا ہے اور تمھارے کہنے سے راضی ہین تو تم کو خوف خدا چاہیے اور تواضع اور انکسار کو اپنے اوپر لازم سمجھنا چاہیے تمکو مین نے یہ خط نصیحت کے طور پر لکھا ہے اور اوسکی خبر بجز خدای تعالے کے اور کسیکو نہین والسلام حضرت مالک بن انس رض نے اس خط کا جواب یہ لکھا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ مالک بن انس کیطرف سے یحیی بن یزید کو ہے کہ خدای تعالے کا سلام تم پر ہو آپ کا خط پونچا اور شفقت اور ادب مین نصیحت کے موقع پر لکھا خدای تعالے تمکو تقوی سے متمتع کرے اور اس نصیحت کے عوض مین جزای خیر دیوے اور مین بھی اللہ تعالی ہی توفیق مانگتا ہون کہ گناہون سے بچنے اور اوسکی طاعت بجالانے کی طاقت بدون اوسکی مدد کے نہین ہے باقی یہ جو آپ نے لکھا کہ مین باریک کپڑے پہنتا ہون اور پتلی چپاتی کھاتا ہون اور نرم فرش پر بیٹھتا ہون اور دربان رکھتا ہون سو واقع مین ایسا کرتا ہون اور خدای تعالی سے مغفرت چاہتا ہون مگر اللہ تعالے فرماتا ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ اور مین یہ جانتا ہون کہ اسکا ترک کرنا بہ نسبت کرنے کے بہتر ہے اور تم اپنی خط و کتابت سے ہمکو فراموش مت کرنا ہم بھی خط و کتابت آپ سے نہ چھوڑین گے والسلام آپ امام مالک صاحب کے اقرار کو دیکھو کہ کہدیا کہ اس امر کا نکرنا ارتکاب کی نسبت کر اچھا ہے اور یہ بھی حکم کیا کہ یہ امر مباح ہے اور واقع مین دونون باتون مین سچ ارشاد فرمایا اور امام مالک جیسا مرتبے والا اس جیسی نصیحت مین اگر انصاف اور اعتراف اپنے نفس پر گوارا کرے تو اوسکا نفس مباح کے حدود کو معلوم کرنے پر بھی قادر ہوگا تاکہ امور مباح کو کرنے سے مداہنت اور ریا اور مکروہات مین مبتلا ہونے سے

ور رہتا ہون اول یہ کہ جب طرف ثانی امر راست کہتا ہے تو مین خوش ہوتا ہون اور جب وہ
خطا کرتا ہے تو رنج کرتا ہون اور اپنے نفس کو قابو مین رکھتا ہون کہ طرف ثانی پر جہالت نہ کرے
یہ خبر حضرت امام احمد بن حنبل رح کو پونہچی اونھون نے فرمایا کہ سبحان اللہ وہ بڑی عاقل شخص ہین
چلو ہمکو بھی اونکے پاس لیچلو جب یہ مجمع حاتم رح کے پاس آیا تو امام احمد نے اون سے پوچھا کہ ای
ابو عبد الرحمن سلامتی کس بات مین ہی حاتم رح نے فرمایا کہ ای ابو عبد اللہ جبتک تم مین چار خصلتین
نہونگی تب تک دنیا سے سلامت نرہوگے اول یہ کہ لوگ اگر جہالت کرین تو تم درگذر کرو دوسری
اپنی جہل کو اوسکے رو کو تیسری اپنی چیز اونکو دو جو تھی اونکی چیز سے مایوس ہو جب ایسے
ہو جاؤگی تو سلامت رہوگے پھر حاتم رح مدینہ منورہ کو گئے وہان کے لوگ آپ کی استقبال کو
آئے آپ نے پوچھا کہ یہ کونسا مدینہ ہے لوگون نے کہا کہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے
آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محل کہان ہے کہ مین بھی اوسمین نماز پڑھون
لوگون نے کہا کہ آپ کا تو کوئی محل نتھا آپ کا تو گھر بہت پست تھا حاتم رح نے کہا کہ آپ کے
اصحاب رضہ کے محل ہی بتادو اونھون نے کہا کہ اونکے محل نہ تھے اونکے تو گھر زمین سے لگے لگے تھے
حاتم نے کہا کہ لوگو یہ شہر فرعون کا ہی لوگون نے اونکو گرفتار کیا اور سلطان کے پاس لے گئے اور
کہا کہ یہ عجمی کہتا ہے کہ یہ مدینہ فرعون کا ہے حاکم نے کہا کہ کس لیے ایسا کہتا ہے حاتم نے کہا
کہ جلدی نکرو مین ایک آدمی عجمی مسافر ہون جب شہر مین آیا تو لوگون سے پوچھا کہ یہ کسکا
مدینہ ہے اونھون نے جواب دیا کہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مین نے کہا کہ آپکا محل
کہان ہے اور سب باجراجروف بحرف کہکر فرمایا کہ اللہ تعالے یون فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ
فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اب مین یہ پوچھتا ہون کہ تمنے کسکا اتباع کیا ہے آیا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے یا فرعون کا جسنے اول اینٹ اور گچ سے عمارت بنائی حاکم نے لاجواب ہوکر اونکو رہا
کردیا تو حاتم اصم کی یہ حکایت تھی اور اکابر سلف کی عادت یہ ہی اور زینت کے ترک کرنے مین
اپنے مقام مین اور ابھی مذکور ہوگی جو اس باب پر شاہد ہی۔ اور تحقیق یہ ہی کہ امر مباح سے زینت کرنا
حرام تو نہین لیکن اوسمین گھسا رہنا موجب اوس سے اُنس کا ہو جاتا ہے یہانتک کہ اوسکا ترک کرنا
دشوار ہو جاتا ہے اور ہمیشہ زینت مین پڑا رہنا بدون ایسے سامان کے ممکن نہین ہوتا کہ اکثر اوسکی
رعایت کرنے سے مداہنت اور خلق کی طرفداری اور اونکی نمایش وغیرہ امور ممنوعہ کا ارتکاب
لازم آتا ہے اور احتیاط اسی مین ہی کہ اس سے اجتناب کیا جاوے اسلیے کہ جو دنیا مین گھستا ہے

کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ نے کس سے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ
جبرئیل نے کس سے کہا کہ اللہ تعالے سے فرمایا کہ جو علم خدای تعالے کے یہان سے جبرئیل نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو پونہچایا اور آپ نے صحابہ رضہ کو اور اونھون نے علمای معتبر کو اور علمانے
تمکو اوسمین تم نے کہلین یہ بھی سنا ہے کہ جس شخص کے گھر مین کرسی ہو اور وسعت زیادہ ہو اوسکا
مرتبہ خدای تعالے کے نزدیک بڑا ہوتا ہے قاضی نے کہا کہ نہین حاتم نے پوچھا کہ پھر کیسے سنا ہے
کہا کہ یون سنا ہے کہ جو شخص دنیا مین زہد کرے اور آخرت کی خواہش کرے اور مساکین سے محبت رکھے
اور آخرت کے لیے سامان مقدم کرے تو اوسکا مرتبہ خدای تعالے کے نزدیک ہوگا حاتم نے فرمایا
کہ پھر تمنے کسکا اقتدا کیا ہے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے اصحاب رضہ اور صلحا رحمہم اللہ کا اقتدا
کیا ہے یا فرعون اور نمرود کی پیروی کی ہے جنھون نے اول گچ اور اینٹ سے عمارت بنائی تھی
ای علمای بدتھمین جنمین کو جاہل آدمی جو دنیا پر لڑتے ہین اور اوسکے حریص ہین دیکھکر کہتے ہین
کہ عالم اس حال مین ہین تو ہم اونسے کیا بدتر حال بھی نہون یہ کہکر حاتم اوسکے پاس سے چلے آئے
ابن مقاتل کی بیماری اور زیادہ ہوگئی اور رے کے لوگون کو معلوم ہوا کہ حاتم مین اور قاضی مین
یہ گفتگو ہوئی اسلیے اونسے کہا کہ قزوین مین طنافسی اس قاضی کی نسبت کہ بھی بہت زیادہ ہین
حاتم رح اوسکے پاس قصدًا گئے اور اندر جاکر کہا کہ مین ایک عجمی شخص ہون مین یہ چاہتا ہون
کہ تم مجکو میرے دین کا آغاز اور مفتاح نماز یعنی وضو سکھلادو طنافسی نے کہا کہ بہت بہتر
غلام سے کہا کہ ایک برتن مین پانی لاؤ وہ پانی لے آیا طنافسی نے بیٹھکر وضو کیا اور تین تین بار
اعضا دھوئے پھر کہا کہ اس طرح وضو کرتے ہین حاتم نے کہا کہ آپ کھڑے رہین تاکہ تمھارے ساتھ
وضو کرون اور جوبات مجھے منظور ہے وہ پختہ ہوجاوے طنافسی کھڑے رہے اور حاتم وضو کرکے
بیٹھے اور وضو مین اپنے ہاتھ چار چار مرتبہ دھوئے طنافسی نے کہا کہ میانصاحب تم نے اسراف
کیا حاتم نے کہا کہ کس بات مین کہا کہ تم نے اپنے ہاتھ چار بار دھوئے حاتم نے فرمایا کہ سبحان اللہ
مین نے ایک چلو پانی مین اسراف کیا تم نے ان سب ناز و نعم کے جمع مین اسراف نہین کیا
طنافسی نے جان لیا کہ انکو وضو سیکھنے کی غرض نہ تھی بلکہ یہی امر چھپانا منظور تھا سنکر گھر مین
چلے گئے اور چالیس روز تک لوگون کے سامنے نہوئے - پھر جب حاتم بغداد مین گئے تو بغداد والے
اونکے پاس آئے اور کہا کہ اے ابو عبدالرحمن تم ایک عجمی شخص ہو اور رک کر بات کہتے ہو مگر جو کوئی تم سے
تفسیر پوچھتا ہے تم اوسکو رک دیتے ہو فرمایا کہ میرے پاس تین خصلتین ہین جنسے مین اپنی طرف تانی کرتا

چارون آسمانی کتابون کا عامل ہو۔ حاصل یہ کہ اس طرح کے علم کے ادراک اور سمجھنے کا قصد علمای آخرت ہی کرتے ہین اور علمای دنیا تو اون امور مین مشغول ہوتے ہین جنسے مال و رجاہ کی پیدا ہو اور اون علوم کو چھوڑ دیتے ہین جنکے لیے خدای تعالے نے تمام انبیا علیہم السلام کو بھیجا ہی اور ضحاک کہتے ہین کہ مین نے اکابر کو ایسا پایا کہ ایک دوسرے سے بجز ورع کے اور کچھ نہ سیکھتے تھے اور آج بجز کلام کے اور کچھ نہین سیکھتے اور ایک علامت علمای آخرت کی یہ ہی کہ کھانے اور پینے مین آسایش کیطرف اور لباس مین مزہ اوڑانے اور مکان اور اسباب مین زینت کی طرف مائل نہو بلکہ ان سب امور مین میانہ روی اختیار کرے اور اس باب مین سلف کی اکابر کی مشابہت پیدا کرے اور سب امور مذکورہ مین مقدار قلیل پر گذر کرے جسقدر کہ ان چیزون کی طرف خواہش کی قلت ہوگی اوسی قدر اللہ تعالی کا قرب بڑھے گا اور علمای آخرت کے مرتبہ کیطرف ترقی کرے گا اور یہ روایت اسکی شاہد ہی جو ابی عبد اللہ خواص کہ حاتم اصم رح کے شاگرد ہین روایت کرتے ہین کہ مین حاتم کے ساتھ رے مین گیا ہمارا قافلہ تین سو بیس آدمیونکا تھا حج کے ارادہ سے نکلے سب کمال پوش تھے کسی کے پاس توشہ دان اور کھانا نہ تھا ہم ایک شخص سوداگر کے یہان اُترے جو بہت مقدور نر رکھتا تھا مگر فقیر دوست تھا اوسنے اوس شب ہماری ضیافت کی جب صبح ہوئی تو اوسنے حاتم رح سے کہا کہ آپ کو کچھ ضرورت ہو تو فرما دیجیے کہ مین ایک فقیہ کی عیادت کو جانا چاہتا ہون اونھون نے فرمایا کہ مریض کی بیمار پرسی مین تو اب ہے اور فقیہ کو دیکھنا عبادت ہے مین بھی تمھاری ساتھ چلتا ہون اور وہ فقیہ جو بیمار تھا محمد بن مقاتل رے کا قاضی تھا جب ہم دروازے پر پونہچے تو دروازہ کرسی دار بہت اچھا تھا حاتم ششدر رہ گئے کہ عالم کا دروازہ ایسا ہے پھر جب اجازت کے بعد اندر گئے تو دیکھا کہ مکان وسیع خوبصورت فرش اور پردے کا ہی حاتم اور بھی متحیر ہوئے پھر اوس مقام پر گئے جہان قاضی تھا وہان فرش نرم بچھا ہوا اور اوسپر قاضی لیٹا ہوا تھا اور سر کے پاس ایک غلام پنکھا لیے کھڑا تھا پس تاجر قاضی کے سرہانے کی طرف بیٹھا اور حال پوچھا اور حاتم کھڑے رہے قاضی نے اونکو بیٹھنے کے لیے اشارہ کیا فرمایا کہ مین بیٹھنے کا نہین پوچھا کہ تمکو کچھ حاجت ہی کہا کہ ہان پوچھا کہ کیا ہے فرمایا کہ ایک مسئلہ پوچھنا ہے کہا کہ دریافت کرو فرمایا کہ تم اوٹھکر بیٹھ جاؤ تو پوچھون قاضی اوٹھ بیٹھا حاتم نے کہا کہ تم نے علم کس سے سیکھا ہے کہا معتبر علما سے جنھون نے میرے سامنے حدیث بیان کی کہا اونھون نے کس سے کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اصحاب رض نے کس سے

کے قول کو دیکھا تو فرماتا ہے مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ تو جو کچھ قدر و قیمت کی چیز میرے ہاتھ لگی اوسکو مین نے خدای تعالے کی طرف کو بھیر دی تاکہ او سکے پاس موجود رہے چوتھا یہ کہ لوگون کو جو دیکھا تو ہر ایک کا میل مال اور حسب اور نسب اور شرافت کیطرف پایا اور ان امور مین جو غور کیا تو ہیچ معلوم ہوئے پھر اللہ تعالے کے ارشاد کو سوچا کہ فرماتا ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اسلیے مین نے تقوی اختیار کیا کہ خدای تعالے کے نزدیک کریم اور بزرگ ہو جاؤن پانچوان یہ کہ لوگون کو دیکھا کہ آپس مین ایک دوسری پر گمان بد کرتے ہین اور برا کہتے ہین اور اسکی وجہ حسد ہے اور پھر اللہ تعالے کے قول کو تامل کیا تو یہ پایا نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اسلیے مین نے حسد کو چھوڑ کر خلق سے کنارہ کیا اور جان لیا کہ قسمت اللہ پاک کی یہان سے ہے اسلیے خلق کی عداوت چھوڑ دی چھٹا یہ کہ لوگو کو دیکھا کہ ایک دوسری سے سرکشی اور کشت و خون کرتے ہین اور اللہ تعالے کے قول کیطرف رجوع کیا تو فرماتا ہے اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اس بنا پر مین نے صرف اوس اکیلے کو اپنا دشمن ٹھہرالیا اور اسی بات پر کوشش کی کہ اوس سے بچتا رہون اسلیے کہ اللہ تعالے نے اوسکی عداوت کی گواہی فرمائی ہے اسی جہت سے اوسکے سوا مین نے اور مخلوق کی عداوت چھوڑ دی ساتوان یہ کہ لوگون کو دیکھا کہ ہر ایک پارۂ نان کے خواہان اور اوسکی باب مین اپنے نفس کو ذلیل کرتے ہین اور ایسے امور مین قدم دھرتے ہین کہ اونکو جائز نہون اور اللہ تعالے کے ارشاد پر غور کیا تو فرماتا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا مین نے بھی سمجھا کہ مین خدای تعالے کے اون حیوانون مین سے ہون جنکا رزق اوسکے اوپر ہے اسلیے مین اون باتون مین مشغول ہوا جو اللہ تعالے کے حقوق مجھپر ہین اور میرا رزق جو خدای تعالے کے ذمے ہے اوسکی طلب کر دی آٹھوان یہ کہ مین نے خلق کو دیکھا تو سبکو کسی چیز پر بھروسا کرتے پایا کوئی اپنی زمین پر بھروسا رکھتا ہے کوئی تجارت پر کوئی حرفے پر اور کوئی اپنے بدن کی تندرستی پر غرضکہ ہر ایک مخلوق کو اپنے طرح کی مخلوق پر بھروسا پایا اور خدای تعالے کے قول کیطرف جو رجوع کیا تو یہ ارشاد پایا وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اس لیے مین نے خدای تعالے پر توکل کیا کہ وہی مجھے کافی ہے شقیق بلخی رح نے فرمایا کہ ای حاتم خدائے تعالے تمکو توفیق دی مین نے جو توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن کی علوم پر نظر کی تو اون سبکی اصل انھین آٹھ مسئلون کو پایا وہ سب ان مین آجاتے ہین جو کوئی ان آٹھونپر عمل کریگا وہ گویا

اسلیے کہ جو شخص اعمال کے علم سے روگردان ہوکر لڑائی جھگڑے کے فن مین مشغول ہوا وسکی مثال ایسی ہے کہ کسی بیمار کو بہت سے روگ ہون اور وہ کسی طبیب حاذق سے ملے اور وقت بھی تنگ ہو کہ وہ شاید جلد چلا جاوے اور ایسے وقت مین وہ طبیب مذکور سے دواؤن کی خاصیت اور طب کی عجیب باتین پوچھنے لگے اور جس ضرورت مین خود گرفتار ہے اوسکو دریافت نکرے تو اوسکی حماقت مین کیا شک ہے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجکو کچھ علم کی عجیب باتین سکھلایئے آپ نے فرمایا کہ تو نے اصل علم مین کیا کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ اصل علم کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تو نے اللہ تعالے کو پہچانا اوسنے کہا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ تو نے اوسکے حق مین کیا کیا اوسنے عرض کیا کہ کچھ نہین آپ نے فرمایا کہ تو نے موت کو پہچانا عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ اوسکی تیاری کیا کی کہا کہ کچھ نہین آپ نے فرمایا کہ تو اب جا اور پہلے ان امور مین پختہ ہو تب تجکو علم کے غرائب بھی بتاوین گے۔ بلکہ سیکھنا اوس جنس کا ہونا چاہیے جیسے شقیق بلخی رح کے شاگرد حاتم اصم تھے کہ مروی ہے کہ ایک روز شقیق رح نے حاتم رح سے پوچھا کہ تم کتنے دنون سے میرے ساتھ ہو اونھون نے کہا کہ تینتیس ۳۳ برس سے شقیق رح نے فرمایا کہ اس عرصے مین تم نے مجھسے کیا سیکھا حاتم نے کہا کہ آٹھ مسئلے اونھون نے فرمایا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ میری اوقات تمھاری اور ضائع ہوگئی کہ تمنے صرف آٹھ مسئلے سیکھے حاتم نے کہا کہ یا استاذ زیادہ مین نے نہین سیکھے اور جھوٹ بولنے کو مین ناپسند کرتا ہون اونھون نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ کون سے آٹھ مسئلے ہین کہ مین بھی سنون حاتم نے کہا کہ اوّل یہ ہے کہ مین نے خلق کو دیکھا تو معلوم کیا کہ ہر ایک شخص کا ایک محبوب ہوتا ہے اور قبر تک وہ اپنے محبوب کے ساتھ رہتا ہے جب قبر مین پہونچ جاتا ہے تو اپنے محبوب سے جدا ہو جاتا ہے اسلیے مین نے اپنا محبوب نیکیون کو ٹھہرالیا کہ جب قبر مین جاؤن تو میرا محبوب بھی میرے ساتھ رہے شقیق رح نے فرمایا کہ تمنے بہت اچھا سیکھا اب باقی باتین کہو اونھون نے کہا کہ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مین نے اللہ تعالے کے اس ارشاد مین تامل کیا وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی اور سمجھا کہ خدا تعالے کا فرمانا درست ہے اسلیے اپنے نفس پر خواہش کے دور کرنے کی محنت ڈالی یہانتک کہ وہ خدا تعالے کی اطاعت پر رجم گیا تیسرا یہ ہے کہ اس دنیا کو جو دیکھا تو یہ پایا کہ جس شخص کے پاس کوئی چیز قدر و قیمت کی ہے اوسکو اوٹھاکر رکھہ چھوڑتا ہے اور حفاظت کرتا ہے پھر اللہ تعالے

۱۲ ایضاً یہی روایت نعیم بن حماد نے کتاب الریاضۃ مین لکھی ہے

۱۲ قتل اور بچو کوئی روایت ایسے طور سے ہو کہ نیکیاں طرح طرح کی ہون سو بہشت ہی ہے ٹھکانا

تو انگرون کو اپنے پاس بٹھاوین گے نہ فقیرون کو علم پر ایسا لڑین گے جیسے عورتین مردون پر لڑتی ہین
جب کوئی اونکا ہم نشین دوسرے کے پاس جا بیٹھے گا تو وہ اوسپر غصہ ہون گے یہ لوگ متکبر اور
اللہ تعالے کے دشمن ہون گے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تم پر کبھی
علم ہی کے ذریعے سے غالب ہو جاوی گا لوگون نے عرض کیا کہ یہ کیسی ہوگا آپ نے فرمایا کہ یون کہی گا
کہ علم سیکھہ اور جب تک سیکھہ نہ چکے تب تک عمل مت کر پس آدمی علم مین مصروف رہتا ہے
اور عمل مین لیت و لعل کرتا ہے یہانتک کہ مرجاتا ہی اور کچھہ عمل نہین کرتا - اور سری سقطی رح
فرماتے ہین کہ ایک شخص جو طلب علم ظاہر کا حریص تھا اوسنے عبادت کے لیے عزلت اختیار کی
مین نے اوس سے وجہ عزلت کی پوچھی اوسنے کہا کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ کوئی یون
کہتا ہے کہ خدا تجھے کھووی علم کو کب تک کھووی گا مین نے جواب دیا کہ مین تو اوسکو یاد کرتا ہون
اوسنے کہا کہ اوسکا یاد کرنا یہ ہے کہ اوسکے بموجب عمل کرے اسلیے مین نے تحصیل علم کو ترک
کرکے عمل کیطرف توجہ کی - اور حضرت ابن مسعود رض نے فرمایا ہے کہ علم کثرت روایت سی نہین ہوتا
بلکہ علم خوف خدا ہے - اور حضرت حسن بصری رح نے فرمایا کہ جتنا چاہو علم سیکھہ لو خدای تعالے
ثواب ہرگز نہ دیگا جبتک کہ عمل نکروگے اسلیے کہ بیوقوفون کا مقصود علم سے روایت کرنا ہے
اور علما کی غرض رعایت اور پاسداری ہی - اور مالک رح کا ارشاد ہی کہ علم کا تحصیل کرنا اور اوسکا
پھیلانا دونون اچھے ہین بشرطیکہ نیت درست ہو مگر دیکھو کہ جو چیز صبح سے لے کر شام تک
تمھارے ساتھہ رہے اوسپر دوسری چیز کو اختیار مت کرو - اور حضرت ابن مسعود رض کا
قول ہے کہ قرآن اسلیے نازل ہوا ہی کہ تم اوسپر عمل کرو تم نے اوسکے پڑھنے پڑھانے کو عمل ٹھہرا لیا
اور عنقریب کچھہ لوگ ایسے ہون گے کہ وہ اوسکو نیزہ کی طرح سیدھا کرینگے وہ کچھہ بہتر نہوگی
- اور عالم جو عمل نہین کرتا اوسکی مثال ایسی ہی جیسے بیمار کہ دوا کی صفت بیان کری یا بھوکھا
شخص جو لذیذ کھانون کے نام لے اور مزے بیان کرے اور اوسکو وہ کھانے نہ ملین اور
ایسے جیسے شخص کے باب مین یہ قول اللہ تعالے کا ہے وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ
اور حدیث شریف مین ہے کہ جن چیزون سی مین اپنی امت پر ڈرتا ہون اون مین سے
عالم کی لغزش ہے اور قرآن مین منافق کا جھگڑا اور ایک علامت علمای آخرت کی یہ ہے
کہ اوسکی توجہ ایسے علم کی تحصیل کیطرف ہو جو آخرت مین کام آوی اور طاعت مین رغبت دلاوے
اور اون علوم سے اجتناب کرے جنکا فائدہ کم ہو اور گفتگو اور لڑائی جھگڑا اونمین بہت ہو

ا خطیب بروایت انس بسند ضعیف ۱۲

ت اور تمکو خرابی ہے اون باتون سی جو بتاتے ہو ۱۲

ح طبرانی بروایت ابو درداء ۱۲

اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص علم سیکھتا ہے اور اوسپر عمل نہین کرتا اوسکی مثال
ایسی ہی جیسے کوئی عورت خفیہ زنا کرے اور اوسکو حمل رہجاوی اور جب حمل ظاہر ہو تو رسوا ہو اسی طرح
جو شخص اپنے علم کے بموجب عمل نہین کرتا اللہ تعالے اوسکو قیامت کے دن مجمع مین فضیحت کریگا
اور حضرت معاذ رح کا قول ہی کہ عالم کی لغزش سی ڈرو اسلیے کہ لوگون مین اوسکی قدر بڑی ہے
اوسکی لغزش مین لوگ اوسکی پیروی کرتے ہین - اور حضرت عمر رض نے فرمایا ہے کہ جب عالم لغزش کرتا ہے
تو اوسکی لغزش سے ایک عالم کو لغزش ہوجاتی ہی اور یہ بھی آپ ہی کا ارشاد ہی کہ تین باتین ہین جنسے
دنیا کے لوگ برباد ہوجاتے ہین ایک اونمین سے عالم کی لغزش ہے اور حضرت ابن مسعود رض نے
فرمایا ہے کہ لوگون پر ایک وقت ایسا آویگا کہ دل کی شیرینی کھاری ہوجاویگی اور عالم کو اوسوقت
مین علم سے فائدہ نہوگا اور نہ طالب علم کو کچھ نفع ہو اونکے علما کے دل مثل زمین شور کی ہونگے
کہ اوسپر پانی کی قطرے گرتے ہین اور ذرا شیرینی اون مین نہین معلوم ہوتی اور یہ حال اوسوقت
ہوگا کہ علما کی دل دنیا کی محبت کی طرف اور آخرت پر اوسکو ترجیح دینے کیطرف مائل ہونگی
اوسوقت اللہ تعالے دلون مین سی حکمت کے چشمے نکال لیگا اور ہدایت کی شمعون کو گل کردیگا
جب اونکے عالمون سی تم ملوگے تو زبان سے کہینگے کہ ہم خدای تعالے سے ڈرتے ہین مگر بدکاری
اونکے عمل مین ظاہر ہوگی زبان کی بڑی ارزانی ہوگی اور دل کی نہایت گرانی قسم ہی اوس ذات
کی جسکے سوا اور کوئی معبود نہین کہ یہ امر اسلیے ہوگا کہ استادون نے غیر اللہ کے لیے سیکھایا اور شاگردون نے غیر اللہ کے
واسطے سیکھا - اور توریت اور انجیل مین لکھا ہوا ہی کہ جس چیز کو تم نہین جانتے اوسکا علم طلب مت کرو جبتک کہ
جسقدر تمکو معلوم ہے اوسپر عمل نکرلو - اور حذیفہ رض فرماتے ہین کہ تم ایسے زمانے مین ہو کہ اگر
کوئی اپنے علم کے دسوین حصی کو بھی چھوڑدی تو ہلاک ہوجاوی اور عنقریب ایک ایسا وقت آویگا
کہ اگر کوئی اوسمین اپنے علم کے دسوین حصی پر بھی عمل کرے گا تو نجات پاویگا اور یہ بات جھوٹون
کی کثرت کی باعث ہوگی اور جان لو کہ عالم کی مثال قاضی کی طرح ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے اَلْقُضَاةُ ثَلٰثَةٌ قَاضٍ قَضٰى بِالْحَقِّ وَهُوَ يَعْلَمُ فَذٰلِكَ فِي الْجَنَّةِ وَقَاضٍ
قَضٰى بِالْجَوْرِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَوْ لَا يَعْلَمُ فَهُمَا فِي النَّارِ - اور کعب رح نے فرمایا ہی کہ آخر زمانے مین
ایسے عالم ہونگے کہ لوگون کو دنیا مین زہد کرنے کو کہینگے اور آپ زہد نہ کرینگے اور لوگونکو
ڈراوینگے اور آپ نہ ڈرینگے اور حکام کے پاس آنے سے اورونکو منع کرینگے اور خود
اونکے پاس جاوینگے اور دنیا کو آخرت پر اختیار کرینگے اور اپنی زبان کی بدولت کھاوینگے

قاضی تین ہین ایک وہ کہ حکم دی حق کا اور وہ جانتا ہو تو وہ جنت مین ہے اور ایک وہ کہ حکم دی جور کے ساتھ خواہ جانتا ہو یا نجانتا ہو وہ دونو دوزخ مین ہین ۱۲ اہل سنن بروایت بریدہ رض ۱۲

قیامت مین بت پرستون سے پیشتر علماے بد کا حساب ہوگا - اور ابو درداء نے فرمایا ہے کہ جو شخص نہین جانتا اوسکو تو ایک دفعہ ہلاکی ہی اور جو جانتا ہے اور عمل نہین کرتا اوسکے لیے سات بار خرابی ہی - اور شعبی رح نے فرمایا ہی کچھ لوگ جنت کے دروازے کے بعض لوگون کو دیکھکر کہینگے کہ تم دوزخ مین کس لیے گئے ہمکو تو خداے تعالے نے تمھاری تعلیم اور تادیب کے طفیل سے جنت مین داخل کیا وہ کہینگے کہ ہم اورونکو خیر کا حکم کرتے تھے خود نیک کام نکرتے تھے - اور حاتم اصم رح نے فرمایا ہے کہ قیامت مین اوس عالم سے زیادہ حسرت اور کسیکو نہوگی جسنے لوگون کو سکھایا اور لوگون نے اوسپر عمل کیا اور خود اوسنے عمل نہ کیا تو لوگ تو اوسکے سبب سے اپنے مقصد کو پہونچ گئے اور وہ خود تباہ ہوگیا - اور مالک بن دینار رح نے فرمایا ہے کہ عالم جب اپنے علم کے بموجب عمل نہین کرتا تو اوسکی نصیحت دلپر ایسی ریٹ جاتی ہے جیسے قطرہ پتھر پر سے ڈھل جاتا ہے اور پھر آپ نے ایک قطعہ پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہے

قطعہ کرتے ہو ناصحو لوگون کو نصیحت تو مگر	عیب اون مین جو بتاتے ہو وہ خود کرتی ہو
کیا ہو جو اگر اونکے لیے پند مین کی	معصیت کرنے سے جسوقت نہین ڈرتی ہو
دنیا اور مائل دنیا کو برا کہتے ہو لیک	اوسپہ سب لوگون سے زائد تو تمھین مرتی ہو

اور کسی دوسرے کا شعر ہے شعر منع کرتے ہو جس قصور سے تم + ننگ ہی تمکو گر کرو اوسکو

اور ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہین کہ مکہ معظمہ مین میرا گذر ایک پتھر پر ہوا جسپر یہ لکھا تھا کہ مجکو الٹ کر عبرت حاصل کر مین نے اوسکو پلٹا تو اوسپر یہ لکھا تھا کہ تو جو کچھ جانتا ہے اوسپر تعمل کرتا ہی نہین پس ایسی چیز کا علم کیسے طلب کرتا ہی جو تجکو معلوم نہین - اور ابن سماک رح نے فرمایا ہی کہ بہت سے لوگ ایسے ہین کہ خدا کی یاد دلاتے ہین اور خود اوسکو بھولے ہین اور بہت ایسے ہین کہ اللہ سے ڈرتے ہین اور خود اوسپر دلیر ہین اور بہت اللہ تعالے سے نزدیک کرنے والے ہین کہ خود اوس سے دور ہین اور بہت اوسکی طرف اورونکو بلاتے ہین اور خود اوس سے بھاگتے ہین اور بہت ایسے ہین کہ اللہ تعالے کی کتاب کو پڑھتے ہین اور اوسکے آیات سے علیحدہ ہین - اور ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہین کہ مینے اپنے کلام کو فصیح کیا تو اوسمین غلطی نکی مگر اعمال مین غلطی کی تو اوسکو درست نکیا - اور اوزاعی رح فرماتے ہین کہ جب خوش تقریری کو دخل ہوتا ہی تو خشوع جاتا رہتا ہے - اور مکحول عبدالرحمن بن غنم سے راوی ہین کہ اونھون نے فرمایا کہ مجھسے دس صحابیون نے یہ حدیث بیان کی ہی کہ ہم علم کا چرچا مسجد قبا مین کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جتقدر چاہو سیکھ لو اللہ تعالے تمکو ثواب ہرگز نہ دیگا جب تک کہ عمل نہ کروگے

حدیث عبدالرحمن بن غنم کی تخریج ابن ماجہ نے کتاب السنۃ مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین کی ہے

شخص نے ایک کٹھری جس مین پانچ ہزار درم اور دس تھان باریک کپڑے کے آپ کے نذر کیے اور عرض کیا کہ درم تو خرچ کے لیے ہین اور کپڑا پہننے کو آپ نے فرمایا کہ خدای تعالے تمکو عافیت سی رکھے یہ خرچ اور تھان اوٹھالو اپنے ہی پاس رہنے دو ہمکو اسکی حاجت نہین جو شخص میرے سے مجلس مین بیٹھے اور اس جیسی نذر قبول کرے وہ جس وز اسد تعالے کے سامنے جاوی گا تو دین سے بے بہرہ جاوے گا۔ اور جابر رضہ سے موقوفا اور مرفوعا روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک عالم کے پاس مت بیٹھو بلکہ اوس عالم کے پاس بیٹھو کہ پانچ امور سی دوسری پانچ چیزون کی طرف بلاوی اول شک سی یقین کی جانب دوم ریا سے اخلاص کی طرف سوم دنیا کی خواہش سے زہد کی طرف چہارم کبر سے تواضع کی جانب پنجم عداوت سی خیر خواہی کیطرف اور اسد تعالے ارشاد فرماتا ہے فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ اس آیت مین اہل علم کی صفت دنیا پر آخرت کو ترجیح دینی اور اختیار کرنے کی فرمائی اور ایک علامت آخرت کے علما کی یہ ہے کہ اوسکا فعل قول کے خلاف نہو بلکہ کوئی چیز کرنی کو جبھی کہے کہ جب اول اوسکا خود عامل ہووے اسد تعالے فرماتا ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ اور فرمایا كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اور حضرت شعیب علیہ السلام کے قصہ مین ارشاد فرمایا وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ اور فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ اور دوسری جا وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اور بعض جا وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا اور اسد تعالے نے حضرت عیسی علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ ای مریم کے بیٹے تو اپنے نفس کو نصیحت کر اگر وہ نصیحت پذیر ہو جاوی تب لوگون کو نصیحت کر ورنہ مجسے حیا کر۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ بِاَقْوَامٍ كَانَ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَّارٍ فَقُلْتُ مَنْ اَنْتُمْ فَقَالُوْا كُنَّا نَاْمُرُ بِالْخَيْرِ وَلَا نَاْتِيْهِ وَنَنْهٰى عَنِ الشَّرِّ وَلَا نَاْتِيْهِ اور فرمایا کہ میری امت کی بدی عالم بدکار اور عابد جاہل ہے اور سب بدون مین کی بدی علمای بد ہین اور سب اچھون سے اچھے علمای بہتر ہین۔ اور اوزاعی کہتے ہین کہ نصاری کے مقبرون نے جناب الٰہی مین شکایت کی کہ کفار کے مردون کی بدبو ہم کو بہت ستاتی ہے اسد تعالے اونکو حکم بھیجا کہ علمای بد کے پیٹ مین زیادہ بدبو ہے اوس بدبو سے جو تمھارے اندر ہے۔ اور فضیل بن عیاض رح فرماتے ہین کہ مین نے ایسا سنا ہے

لایا اور عرض کیا کہ آپ فلان شخص کو جانتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہان اوسنے کہا کہ یہ سور وہی شخص ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ الٰہی تو اسکو اصلی صورت پر کردی تاکہ مین اسسے پوچھون کہ کس بات سے اس نوبت کو پونہچا اللہ تعالیٰ نے اونپر وحی بھیجی کہ اگر تم اون صفات سے مجکو یاد کروگے جو آدم سے لیکر آج تک کے انبیا اور اولیا نے مجکو اون صفات سے پکارا ہے تب بھی مین اسکو نانون گا لیکن جس سبب سے مین نے اسکی صورت مسخ کی ہے وہ بتائے دیتا ہون کہ یہ شخص دین کے بدلے مین دنیا طلب کیا کرتا تھا۔ اور اس سے بھی سخت تر روایت وہ ہے جو معاذ بن جبل رضہ سے مروی ہے موقوفا اور ایک روایت مین مرفوعا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالم کی مصیبت یہ ہے کہ بولنا اوسکے نزدیک سننے سے اچھا ہو حالانکہ تقریر مین نہ کفایت اور زیادتی ہو جاتی ہے اور صاحب تقریر خطا سے مامون نہین اور خاموشی مین سلامتی اور علم ہے اور علما مین سے ایک وہ ہے کہ اپنے علم کو جمع کر رکھتا ہے یہ نہین چاہتا کہ وہ دوسرے کے پاس بھی موجود ہو تو وہ شخص دوزخ کے اول طبقے مین ہوگا اور ایک وہ ہے کہ اپنے علم مین بادشاہ کی طرح ہو کہ اگر اوسپر کچھ اعتراض کیا جاوے یا اوسکے حق مین کچھ سستی کیجاوے تو آگ بگولا ہو جاوے یہ شخص دوزخ کے دوسرے طبقے مین رہے گا اور ایک وہ ہے کہ اپنے علم اور عمدہ حدیثون کو خاص شرف اور دولت والون کے لیے کردیتا ہے اور جنکو اونکی حاجت ہوتی ہے اونکو اہل نہین جانتا یہ شخص دوزخ کے تیسرے طبقے مین رہے گا اور ایک وہ ہے کہ اپنے آپ کو فتوے کے لیے ٹھہرالیتا ہے اور غلط حکم کردیتا ہے حالانکہ اللہ تعالے تکلف والون سے بغض رکھتا ہے یہ شخص دوزخ کے چوتھے طبقے مین ہوگا اور ایک وہ عالم ہے کہ یہود یون اور نصاریٰ کی بولیان بولتا ہے تاکہ اپنے علم کو زیادہ کرے ایسا شخص پانچوین طبقے مین ہوگا اور ایک وہ عالم ہے کہ اپنے علم کو لوگون مین بلندی اور ریاد گار اور مرت ٹھہراتا ہے وہ چھٹے طبقے مین رہے گا اور ایک وہ ہے کہ کبر اور عجب کو خفیف جانتا ہے اگر وعظ کہتا ہے تو درشتی کرتا ہے اور اگر اوسکو کوئی نصیحت کرتا ہے تو ناک چڑھاتا ہے ایسا شخص دوزخ کے ساتوین طبقے مین ہوگا اور تجکو چاہیے کہ علم مین خاموشی اختیار کرے تاکہ شیطان پر غالب ہو اور بدون کسی عجیب بات کے خندہ ہرگز نہ کر اور نہ بدون حاجت کے اپنی جگہہ سے ہل اور ایک دوسری حدیث مین ہے کہ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَشْتَرِیْ لَهٗ مِرْدَ الثَّنَاءِ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ اور روایت ہے کہ حضرت حسن بصری رح مجلس وعظ سے اوٹھے ایک خراسان کے

---

۱ ابو نعیم نے روایت کیا ہے اور ابن جوزی
۲ آدمی کے لیے نہ ہو
۳ استقدار رشتہ کے اور مغرب
۴ کہ مشرق اور مغرب کے درمیان کو بھر دے اور وہ
۵ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
۶ نہین ہوتا ۱۲ اور حدیث
۷ ان لفظون کے ساتھ
۸ مسلم مین ہے ابن ابی شیبہ
۹ القیامۃ والذین یضاہون
۱۰ قیامت مین ٹھہرایا جاوے گا
۱۱ نیک بھی نہ ہوگا ۱۲

قَلِيلًا اور علماے آخرت کی شان مین یہ فرمایا وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خَاشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اور بعض اکابر سلف نے فرمایا ہے کہ علما انبیا کے جتھے مین اوٹھین گے اور قاضیون کا حشر سلاطین کے زمرہ مین ہوگا اور جس فقیہ کا قصد اپنے علم سے دنیا کی طلب ہو وہ بھی قاضیون کے حکم مین ہے۔ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ اللہ تعالے نے بعض انبیا کو وحی بھیجی کہ تو اون لوگون سے جو دین کے سوا اور چیز کے لیے فقیہ بنتے ہین اور عمل نکرنے کے لیے علم سیکھتے ہین اور آخرت کی عمل سے دنیا کو طلب کرتے ہین لوگون کی نظرون مین بکریون کی کھال پہنتے ہین اور اونکی دل بھیڑیون کیسی ہین زبان اونکی شہد سے میٹھی اور دل ایلوی سے زیادہ کڑوی ہین مجکو فریب دیتی ہین اور مجھی سے ٹھٹھول کرتے ہین یہ بات کہدے کہ مین اونکے لیے ایسا فتنہ برپا کرون گا جس سے حلیم بھی حیران رہ جاوی۔ اور ضحاک حضرت ابن عباس رض سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کے عالم دو شخص ہین ایک وہ کہ اللہ تعالے نے اوسکو علم دیا اور اوسنے اوسکو لوگون مین خرچ کیا اور اوسپر کچھ مال کی حرص نکی اور نہ اوس سی تھوڑا سا مول لیا تو ایسے شخص پر اوپر کی پرند اور سمندر کی مچھلیان اور زمین کے چوپایے اور کرام کاتبین سب رحمت بھیجتی ہین اور وہ قیامت مین خدای تعالے کی پاس سید اور شریف ہوکر آوی گا یہانتک کہ رسولون کی ہمراہ ہوگا اور ایک وہ کہ اللہ تعالے نے اوسکو علم دیا مگر اوسنے اللہ تعالی کے بندون سے اوسپر بخل کیا اور مال کی طمع کی اور اوسکے عوض مین تھوڑا سا مول لیا تو ایسا شخص قیامت کو آگ کا لگام دیا ہوا آوے گا اور ایک پکارنے والا خلق کے سامنے پکارے گا کہ یہ فلان ہی فلان کا بیٹا اوسکو اللہ تعالے نے دنیا مین علم دیا مگر اوسنے علم پر بخل کیا اور اوسکے بندون کو نہ سکھایا اور طمع کا دامن پھیلایا اور علم کے عوض تھوڑا سا مول لیا اوسکو عذاب رہے گا یہانتک کہ سب آدمیون کے حساب سے فراغت ہوجاوے۔ اور اس سی بھی سخت یہ روایت ہی کہ ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا لوگون مین اوسنے کہنا شروع کیا کہ مجھسے موسیٰ صفی اللہ نے ایسا کہا اور موسیٰ نجی اللہ نے یون فرمایا اور موسیٰ کلیم اللہ نے یون ارشاد کیا یہانتک کہ اوسکی پاس بہت سا مال ہوگیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اوسکو نہ دیکھا تو اوسکا حال پوچھنا شروع کیا مگر کہین اوسکا سراغ نملا یہانتک کہ ایک روز ایک شخص آپ کی خدمت مین ایک سور کے گلے مین سیاہ رسی ڈالی ہوئی

ابن عبد البر بسند ضعیف ۱۲

طبرانی بسند ضعیف ۱۲

اسلیے کہ جاہ کا ضرر مال سے زیادہ ہے۔ اور اسی وجہ سے بشر رح نے کہا ہے کہ لفظ حدثنا جو روایت حدیث کے لیے کہا جاتا ہے دنیا کے دروازون مین سے ایک دروازہ ہی جب تم کسی کو حدثنا کہتے ہوئے سنو تو وہ یہ کہتا ہے کہ مجکو جگہہ دو اور انھین بزرگ نے کچھہ اوپر دس بستے کتابون کے دفن کر دیے تھے اور کہتے تھے کہ مجکو خواہش ہے کہ حدیث بیان کرون اگر یہ خواہش جاتی رہے تو حدیث بیان کرون اور انھین کا اور کسی دوسرے بزرگ کا قول ہی کہ جب تک کو خواہش ہو کہ حدیث کہو تب خاموش ہو رہو اور جب خواہش نہو تب بیان کرو۔ اور اسکی وجہ یہ ہی کہ تعلیم اور ارشاد کا منصب ملنے سے جاہ کی لذت تمام دنیاوی لذتون سے بڑھکر ہے تو جو اپنی خواہش کو اسباب مین مانگی گا وہ دنیادارون مین سے ہوگا اور اسی لیے سفیان ثوری رح نے فرمایا ہے کہ حدیث کا فتنہ مال اور اہل اور اولاد کے فتنہ سے بڑھکر ہے اور کیونکر اوسکا فتنہ قابل خوف نہو کہ ہر نبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد خداوندی ہوا وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا اور سہل تستری رح فرماتے ہین کہ علم سب دنیا ہے اوسمین سے آخرت صرف اوسپر عمل کرنا ہے اور عمل بالکل گرد ہے سوای اخلاص کے اور یہ بھی اونھین کا ارشاد ہے کہ آدمی عالمون کے سواسب مردے ہین اور عالم عاملون کے سوا سب متوالے ہین اور عامل اخلاص والون کے سوا سب مغالطہ مین پڑے ہین اور اخلاص والون کو یہ ڈر ہے کہ اونکا انجام کیا ہوگا۔ اور ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہے کہ جب آدمی حدیث کو طلب کرے یا نکاح کرے یا طلب معاش کے لیے سفر کرے تو وہ دنیا کا مائل ہو چکا اس مین اونکی غرض طلب حدیث سے اونچی سند مین طلب کرنی یا ایسی حدیث کی طلب سے آخرت مین حاجت نہو۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جس شخص کی رفتار اپنی آخرت کیطرف ہو اور رو دنیا کی راہ کی طرف متوجہ ہو تو وہ اہل علم کیونکر ہوگا اور جو شخص کلام کا طالب اسلیے ہو کہ اوس سے امتحان کرے نہ اس غرض سے کہ اوسپر عمل کرے تو وہ اہل علم کیسے ہوگا۔ اور حسان بن صالح بصری کہتے ہین کہ مین نے بہت سے اکابر اساتذہ سے ملاقات کی وہ سب اللہ سے پناہ مانگتے تھے بدکار عالم حدیث سے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ طَلَبَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يُصِيْبُ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور اللہ تعالی نے علمای بد کا وصف یہ فرمایا کہ علم کے باعث دنیا کھاتے ہین اور علمای آخرت کی صفت فروتنی اور نرمی فرمائی چنانچہ دنیا کے عالمون کے باب مین یہ ارشاد فرمایا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا

جو شخص طلب علم کرے ایسے علمون مین جن سے کہ اوسے دنیا کا جاہ اور طلب کی مرتبہ حاصل ہو یا ایسے علمون مین جن سے کہ اوسے دنیا کا بھی فائدہ ہو اور آخرت کا بھی تو وہ جنت کی بو بھی نہ پاوے گا اور اوس کا انجام بد ہوگا

نی روایات مین اللہ تعالی کا ارشاد اس طرح مروی ہی کہ عالم جسوقت اپنی شہوت کو اختیار کرتا ہے تو ادنی بات اوسکے ساتھہ مین یہ کرتا ہون کہ اوسکو اپنی مناجات کے مزہ سے محروم کردیتا ہون ای داؤد میری کیفیت ایسے عالم سے مت پوچھنا جسکو دنیا نے متوالا کردیا ہو ورنہ وہ تجکو میری محبت کی راہ سے روک دی گا اس قسم کے لوگ میرے بندون کی حق مین راہزن ہین ای داؤد جب کوئی میرا طالب دیکھی تو اوسکا خادم بن ای داؤد جو شخص کسی بندی بھاگی ہوئی کو میری طرف ہٹالاتا ہی مین اوسکو بڑا ہوشیار خبردار لکھتا ہون اور جسکو ایسا لکھہ لیتا ہون اوسکو کبھی عذاب نہین دیتا اور حضرت خضر نے حضرت موسی سے فرمایا ہے کہ علما کی سزا دل کا مرجانا ہے اور دل کی موت عمل آخرت کے عوض مین دنیا کا طلب کرنا ہی - اور یحیی بن معاذ رازی فرماتے ہین کہ جب علم اور حکمت سے دنیا طلب کیجاتی ہی تو اونکی جوت جاتی رہتی ہے اور مسعود بن سعید رح نے فرمایا ہے کہ جب تم عالم کو دیکھو کہ وہ بات کا افشا کرتا ہے تو وہ چور ہے - اور حضرت عمر رض نے فرمایا ہے کہ جب تم عالم دنیا کا خواہان دیکھو تو تم اوسکو دین مین متہم جانو اسلیے کہ خواہشمند کسی چیز کا اپنی خواہش کی چیز ہی مین گھسا رہتا ہی - اور مالک بن دینار کا قول ہے کہ مین نے بعض پہلی کتابون مین پڑھا ہے کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی کہ عالم جب دنیا کی محبت کرتا ہے تو سب سی ادنی امر مین اوسکے ساتھہ یہ کرتا ہون کہ اپنی مناجات کی حلاوت اوسکے دلمین سے نکال لیتا ہون - اور ایک شخص نے اپنے بھائی کو لکھا کہ تجکو علم عنایت ہوا ہی اپنی علم کے نور کو گناہون کے اندھیرے سے مت بجھانا ورنہ جس روز اہل علم اپنے علم کے اوجالے مین چلینگے تو تاریکی مین رہے گا - اور یحیی بن معاذ رازی رح علمای دنیا کو یون کہا کرتے تھے کہ ای علم والو تمھارے محل قصور کسری کی ہین اور مکانات کسری کے سے اور کپڑے بہت ٹیپ ٹاپ کے اور مرکوزے جالوت کی طرح کے اور سواریان قارون کی سی اور برتن فرعون کے سے اور گناہ جاہل کی طرح کے اور مذہب شیطان کے تو شریعت محمدی کہان ہے کسی کا شعر ہے شعر گرند گرگ سے راعی بچاتے ہین گلہ + ولے جو خود وہی بن جاوین گرگ تب کیا ہو + اور کسی دوسرے نے کہا ہے شعر نمکین کلام بولے اگر کچھہ ہو اوسکو یاد مصلح نمک کا کیا ہے پڑے اوسمین جب فساد

اور کسی شخص نے ایک عارف سی پوچھا کہ آپ کے نزدیک جس شخص کو گناہون سی راحت ہوتی ہے کیا وہ خدای تعالے کو نہین پہچانتا اونھون نے فرمایا کہ مین تو اس باب مین شک نہین کرتا کہ جسکی نزدیک دنیا بہ نسبت آخرت کے ترجیح رکھتی ہی وہ بھی خدای تعالی کو نہین پہچانتا حالانکہ یہ شخص نسبت پہلے شخص کے بہت کم ہے - اور یہ مت گمان کرنا کہ مال کا ترک کرنا علمای آخرت مین ملنے کے لیی کافی ہے

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ
إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ یہی حال عالم بدکار کا ہی بلعام کو بھی کتاب اسم
ملی تھی مگر وہ شہوات مین جم گیا اسلیے کتے کے ساتھ تشبیہ دیا گیا کہ برابر ہے اوسکو حکمت ملی یا نملی
وہ شہوات کیطرف ہانپتا ہے۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ علما بد کی مثال ایسی
ہے جیسے کوئی پتھر نہر کے منہ پر رکھدیا جاوی کہ وہ نخود پانی پیوی نہ پانی کو بہنے دی کہ کھیتی مین جاوے
اور علمای بد کی مثال ایسی ہے جیسے باغون مین کی پختہ نالے کہ باہر کچ ہے اور اندر بدبو یا قبر جیسے
ہین کہ اوپر سے آباد ہین اور اندر مردون کی ہڈیان ہین۔ پس ان اخبار اور آثار سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ جو عالم دنیا داروں مین بہی ہے وہ جاہل کی نسبت کربھی رذیل حال اور سخت عذاب مین ہوگا
اور جو لوگ فلاح کو پہونچنے والے اور مقرب ہین وہ آخرت کے عالم ہین اور اونکی بہت سی علامتین ہین
ایک یہ کہ اپنے علم کی جہت سے دنیا کی طلب نکری اسلیے کہ کمتر درجہ عالم کا یہ ہی کہ دنیا کی حقارت اور
خست اور کدورت اور ناپایداری اور آخرت کی بزرگی اور پایداری اور اوسکی لذتون کی صفائی اور
اوسکی سلطنت کی بڑائی معلوم کرے اور جان لی کہ دنیا اور آخرت ایکدوسری کی ضد اور مثل دو سوتون
کے ہین کہ جب ایک کو راضی کرو تو دوسری ناخوش ہو اور ترازو کی دو پلون کی طرح ہین کہ جتنا ایک
جھکے اتنا ہی دوسرا اوٹھے یا مشرق و مغرب جیسے ہین کہ جتنا ایک سے پاس ہو اتنا ہی دوسری سے
دور ہو یا دو پیالون کی طرح ہین جن مین سے ایک بھرا ہے اور ایک خالی تو جسقدر بھری ہوے
مین سے خالی ہین اوسکے بھرنے کو ڈالوگے اتنا ہی بھرا ہوا خالی ہوگا۔ اور جو شخص کہ دنیا کی حقارت
اور اوسکی کدورت اور اوسکی نوش کا ملاونیش کے ساتھ نہین جانتا اور نہ یہ خالی کہ جو لذت دنیا کی
صاف بی خلش ہوتی ہے وہ بھی کچھ مدت بعد گذر ہی جاتی ہی تو ایسا شخص عقل مین فساد رکھتا ہے
اسلیے کہ دیکھنے اور تجربہ سے امر مذکور ثابت ہی تو جس شخص کو عقل ہی نہو وہ علما مین سے کسطرح ہوگا
اور جو شخص کہ امر آخرت کی بزرگی اور پایداری کو نہین جانتا وہ کافر مسلوب الایمان ہی تو جس کا ایمان ہی
نہین وہ عالم کیسے ہوگا اور جو شخص دنیا اور آخرت کا ضد ہونا نہین جانتا اور یہ کہ ان دونون کو
جمع کرنا ایک طمع بیہودہ ہی تو وہ سب انبیا کی شریعتون سے ناواقف ہے بلکہ وہ قرآن مجید کا اول سے آخر تک
منکر ہے تو ایسا شخص بھی علما مین شمار نہین ہوسکتا اور جو شخص ان سب باتونکو جانکر آخرت کو دنیا پر
اختیار نکرے تو وہ شیطان کا قیدی ہی کہ اوسکی شہوت نے اوسکو تباہ کردیا اور بدبختی اوسپر غالب
آگئی تو جن لوگون کے یہ درجے ہون وہ علما کے زمرہ مین کیسے متصور ہوسکتے ہین اور حضرت داود علیہ السلام

تشبیہ
اور یہ بھی ہے کہ جو علما دنیا کی طلب مین ہین وہ کتے کی مانند ہین کہ جو کچھ اوسکے منہ مین ہے اوسکو چھوڑ کر
لیکن مجھار آتے ہین اور چلا
اپنی جیبھ نکالکر اوسپر
حال جیسے کتا ہانپتا ہے
تو اوسکو چھوڑ دے
اور چھوڑ دے ۱۲
قولہ اسلیے کہ ۱۲
کے لوگون کا یہ حال
باغون مین پھرتے
ہین ۱۲

نہین جانتا اور جانتا ہے کہ نہین جانتا ایسا شخص ہدایت کی قابل ہے اوسکو ہدایت کرو اور ایک وہ کہ نہین جانتا اور یہ بھی نہین جانتا کہ نہین جانتا تو وہ جاہل ہی اوسکو ترک کرو۔ اور حضرت سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ علم عمل کو پکارتا ہے اگر عمل نے ہان کہا تو خیر ورنہ علم رخصت ہوتا ہے۔ اور ابن مبارک رح فرماتے ہین کہ آدمی جبتک طلب علم مین رہتا ہے تب تک عالم ہوتا ہے اور جب یہ گمان کرتا ہے کہ مین جان چکا تب جاہل ہو جاتا ہی۔ اور فضیل بن عیاض رح فرماتے ہین کہ مجکو تین شخصون پر ترس آتا ہے ایک وہ شخص کہ اپنی قوم مین عزت رکھتا تھا اور ذلیل ہو گیا اور ایک وہ کہ قوم مین توانگر تھا اور مفلس ہو گیا اور ایک وہ عالم جس سے دنیا بازی کرتی ہو اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ علما کا عذاب دل کا مرجانا ہی اور دل کی موت یہ ہے کہ آخرت کی عمل سی دنیا کی طلب ہو اور پھر ایک قطعہ پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہی قطعہ

عجب ہی اوس سی جو دیکر ہدایت لیوی گمراہی	جو دین کو دی کے دنیا لی تو ہی زائد عجب اوس سے
ولی ان دونون سی زائد تعجب اوس سی ہی مجکو	کہ بدلے غیر کی دنیا کے اپنے دین کو بیچے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اِنَّ الْعَالِمَ لَيُعَذَّبُ عَذَابًا يُطِيفُ بِهِ اَهْلُ النَّارِ اِسْتِعْظَامًا لِشِدَّةِ عَذَابِهِ اس مین مراد عالم بدکار سے ہے اور اسامہ بن زید رض فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ یون فرماتی تھے يُؤْتَى بِالْعَالِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهُ فَيَدُورُ بِهَا كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِالرَّحَى فَيَطُوفُ بِهِ اَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ مَا لَكَ فَيَقُولُ كُنْتُ آمُرُ بِالْخَيْرِ وَلَا آتِيهِ وَاَنْهَى عَنِ الشَّرِّ وَآتِيهِ اور معصیت کے سبب سے عالم کے عذاب کے مضاعف ہونے کی وجہ ہے کہ اوسنی دانستہ نافرمانی کی اور اسی لیے خدای تعالے فرماتا ہے اِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنی منافق دوزخ کی سب سے نیچے کے طبقے مین رہین گے اسلیے کہ اونھون نے علم کے بعد انکار کیا ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالے نے یہودیون کو نصاری سی بدتر فرمایا باوجودی کہ اونھون نے خدای تعالی کو ثالث ثلثہ تیسرا تین مین کا نہین کہا مگر چونکہ اونھون نے علم کے بعد انکار کیا چنانچہ خود فرماتا ہے يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ اَبْنَاءَهُمْ اوسکو جانتے ہین جیسا اپنے بیٹونکو جانتے ہین اور دوسری جا ارشاد ہے فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِينَ اس لیے برے ٹھہرے۔ اور بلعام بن باعورا کی قصے مین ارشاد ہی وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ

اوڑانا اور اہل دنیا کے نزدیک جاہ و منزلت کا ذریعہ ہوجاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
کہ قیامت کو سب لوگون کی نسبت کر سخت تر عذاب اوس عالم کو ہوگا کہ اللہ تعالی نے اوسکو
اوسکے علم سے نفع نہ دیا ہو اور فرمایا آدمی عالم نہین ہوتا جبتک کہ اپنے علم پر عامل نہو اور فرمایا
اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذٰلِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَى ابْنِ اٰدَمَ وَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذٰلِكَ
الْعِلْمُ النَّافِعُ اور فرمایا کہ آخر زمانے مین عابد جاہل ہون گے اور علما فاسق اور فرمایا علم کو اس
غرض سے مت سیکھو کہ اوس سے علما کے ساتھ فخر کرو اور بیوقوفون سے بحث کرو اور لوگون کے
منہ اپنی طرف پھیرو اور جو کوئی ایسا کریگا تو وہ دوزخ مین جاویگا اور فرمایا جو شخص اپنے
پاس کے علم کو چھپاوے اوسکو اللہ تعالی آگ کا لگام دیگا۔ اور فرمایا البتہ مین دجال کی نسبت کر
غیر دجال سے تمپر زیادہ خوف کرتا ہون کسی نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ گمراہ کرنے والے
امامون سے ڈرتا ہون اور فرمایا جو شخص علم مین زیادہ ہو اور ہدایت مین زیادہ نہو وہ اللہ تعالی سے
دوری ہی مین زیادہ ہوگا۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ کب تک آخر شب مین چلنے والون
کے لیے تم رستہ صاف کروگے اور خود حیرت والون کے ساتھ کھڑے رہوگے غرضکہ یہ اخبار اور انکے سوا
اور بھی اسبات پر دلالت کرتے ہین کہ علم کا خطرہ بڑا ہے اسلیے کہ عالم یا تو ہلاک ابد کا متعرض ہوتا ہے
یا سعادت جاوید کا اور علم مین خوض کرنے سے اگر سعادت نہ پاویگا تو سلامت رہنے سے بھی محروم
رہیگا اور آثار بھی اس باب مین بہت ہین حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ مجکو اس امت پر زیادہ تر
خوف منافق علم والے کا ہی لوگون نے عرض کیا کہ منافق کس طرح علیم ہوسکتا ہے فرمایا کہ زبان کا
علیم ہو اور دل اور عمل کے لحاظ سے جاہل۔ اور حضرت حسن بصری رح کا قول ہی کہ تو اون لوگون
مین نہو کہ علم اور ظرافت کو مثل علما اور حکما کے رکھتے ہون اور عمل مین بیوقوفون کے برابر ہون
اور ایک آدمی نے حضرت ابو ہریرہ رض سے کہا کہ مین علم کو سیکھنا چاہتا ہون مگر یہ ڈر ہے کہ کہین
اوسکو ضائع نکرون آپ نے فرمایا کہ علم کو ضائع کرنے کے لیے تمھارا چھوڑ بیٹھنا ہی کافی ہی۔ اور ابراہیم
بن عقبہ سے کسی نے کہا کہ لوگون مین سب سے زیادہ ندامت کسکو ہوتی ہی آپ نے فرمایا کہ دنیا مین تو
اوسکو ہوتی ہی جو ایسے شخص پر احسان کرے کہ اوسکا مشکور نہو اور موت کے وقت اوس عالم کو ہوگی
جسنے عمل مین کوتاہی کی ہو۔ اور خلیل بن احمد نے کہا ہی کہ آدمی چار ہین ایک وہ کہ واقع مین جانتا ہے
اور جانتا ہے کہ مین جانتا ہون تو وہ شخص عالم ہے اوسکا اتباع کرو اور ایک وہ کہ جانتا ہی
اور یہ نہین جانتا کہ جانتا ہون تو وہ سونے والا ہے اوسکو ہشیار کرو اور ایک وہ کہ

۱ دیباچہ مین گذری ۱۲
۲ ابن حبان بروایت ابو درداء موقوفا ۱۲
۳ علم دو ہین ایک علم زبان پر سو یہ تو اللہ تعالی کی حجت ہے اولاد آدم پر اور ایک علم دل کے اندر ہے یہی علم مفید ہے ۱۲ حکیم ترمذی نے مرسل اور خطیب نے بروایت جابر بسند صحیح ۱۲
۴ حاکم بروایت انس رض بسند ضعیف ۱۲
۵ ابن ماجہ بروایت جابر رض ۱۲
۶ پہلے گذری ۱۲
۷ احمد بروایت ابو ذر رض ۱۲
۸ ابو منصور دیلمی بروایت علی رض بسند ضعیف اور اوسمین ہدایت کی جگہ زہد ہے ۱۲

اور جن کامون مین وہ ہون اون مین ایمانداری کی تعلیم کرنی مناسب ہی اور قرآن کے مضمون کی بموجب جنت کی رغبت اور دوزخ کی خوف سے اونکے دلون کو پُر کرنا چاہیے اور کسی شبہہ کی تحریک اونکے سامنے نہ کی جاوی کہ اگر شبہہ اونکے دلمین اٹک رہتا ہے اور اوسکا نکلنا دشوار ہوجاتا ہے اور اسی وجہ سے ہلاک اور تباہ ہوجاتے ہین حاصل یہ کہ عوام کے لیے باب بحث مفتوح کرنا نچاہیے ورنہ اونکو اونکے کام سے کھودینا ہے جسپر کہ مدار خلق کے قائم رہنے اور خواص کی زندگی جاوید کا ہی **آٹھوان ادب** یہ ہے کہ استاد اپنے علم کے بموجب عمل کرتا ہو ایسا نہو کہ کہے کچھہ اور کرے کچھہ اسلیے کہ علم تو دل کی آنکھہ سے معلوم ہوتا ہے اور عمل ظاہر کی آنکھہ سے اور ظاہر بین لوگ بہت سے ہین تو اگر عمل علم کے خلاف کرے گا تو ہدایت نہوگی اور جو شخص خود ایک کام کو کرے اور دوسرون کو کہے کہ اسکو نہ کرو کہ زہر قاتل ہے تو لوگ اوس سے تمسخر کرینگے اور تہمت لگاوین گے اور اوس کام کے کرنے کے زیادہ حریص ہون گے اور کہین گے کہ اگر یہ کام اچھا اور مزہ دار نہوتا تو استاد جی کیون اختیار کرتے اور استاد کو اگر شاگرد کے لحاظ سے دیکھو تو ایسا ہے جیسا نقش گاری کی نسبت کرار لکڑی سایہ کے لحاظ سے تو جس چیز مین خود نقش نہوگا وہ گاری مین کیسے نقش کردی گی اور لکڑی اگر خود سیدھی نہوگی تو اوسکا سایہ کیسے سیدھا ہوگا اسی لیے کسی نے اس مضمون مین شعر کہا ہے **شعر**

منع مت کر اوس خطا سے جس مین تو مشغول ہے ۔۔۔ یہ بڑا ہی عیب ہے اور امر نامعقول ہے

اور اللہ تعالے فرماتا ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ اور یہین وجہ گناہونکا وبال عالم پر بہ نسبت جاہل کی زیادہ ہوتا ہی اس جہت سے کہ عالم کے مبتلا ہونے سے ایک عالم مبتلا ہوجاتا ہے اور لوگ اوسکی پیروی کرتے ہین اور جو شخص کہ کوئی طریق بدنکالتا ہے تو اوسپر اوسکا گناہ اور جو کوئی اوس طریق پر چلے اوسکا گناہ ہوتا ہے اور اسی جہت حضرت علی نے فرمایا ہی کہ دو شخصون نے میری کمر توڑدی ایک تو اوس عالم نے کہ اپنی عزت کھودی ہو اور علانیہ مرتکب گناہ ہو دوسرے اوس جاہل نے کہ زاہد بنا ہوا اسلیے کہ جاہل اپنی زہد بننے سے لوگونکو دھوکا دیتا ہی اور عالم ارتکاب خطا سے مغالطہ دیتا ہی واللہ اعلم

چھٹی فصل علم کی آفتون اور علمای آخرت اور علمای بد کی علامتون کے بیان مین ۔ علم اور علما کی فضائل مین جو کچھہ وارد ہوا ہے اوسکو تو ہم بیان کرچکے ہین اور علمای بد کے باب مین بہت سخت وعید آئی ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت مین عذاب زیادہ تر سخت اور لوگونکی نسبت کر اونھین پر ہوگا اسلیے جاننا اون علامتون کا جو علمای آخرت اور علمای دنیا کو علحدہ کردین بہت ضرور ہوا اور ہماری غرض علمای دنیا سی علمای بد ہین جنکی غرض علم سی دنیا مین چین

ل کہ جاہل کرسکتا ہو اونکو نیک کامونکا اور بھولے ہوئے پر کو ۱۲

کسی شخص نے ایک عالم سے کوئی بات پوچھی اوسنے جواب ندیا سائل نے کہا کہ تم نے سنا نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص علم مفید کو چھپاوی گا روز قیامت مین اوسکے مُنہ مین آگ کا لگام دیا جاوی گا عالم نے جواب دیا کہ لگام کو رہنے دو اور چلدو اگر کوئی سمجھنے والا آوی گا اور اوس سے مین چھپاؤن گا تو وہ مجکو لگام دی گا اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ اسمین بھی یہی تنبیہ ہی کہ علم جس شخص کو خراب کردی اور ضرر پونچاوی اوسکو اوس سے باز رکھنا بہتر ہی اور غیر مستحق کو چیز کے دینے مین بہ نسبت مستحق کو نہ دینے کے کچھ ظلم کم نہین بلکہ دونون مین ظلم برابر ہے چنانچہ کسی نے قطعہ کہا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے قطعہ

سلک گہر کو کرکے مین حیوانون مین نثار — غمگین کیون ہون گر مجھے اعمی کہین ہزار
چرواہون کو ہو جہل سے کب جوہرون کی قدر — دانستہ اونکو کیسے بناؤن گدھون کا ہار
گر فضل سے خدائے کریم ولطیف کے — علم وہنر کا اہل کوئی ہووے آشکار
تب قفل اس خزانے کا کھولون بہ اہتمام — ورنہ چھپاؤن اوسکو مین جون دُرِ شاہوار
تعلیم جو کوئی کرے ناکس کو ہے بباد — گر اہل کو سکھادے نہ کچھ ہے ستم شعار

ساتوان ادب یہ ہی کہ جب شاگرد کا حال معلوم ہوجاوی کہ کم سمجھہ ہے تو استاد کو چاہیے کہ اوسکو موٹی بات جو اوسکے لائق ہو بتاوی اور اوس سے یہ نہ کہے کہ اوسمین کوئی دقیق بات بھی ہی جو ہم نے تجکو نہین بتائی کیونکہ اس کہنے سے شاگرد کی رغبت اوس موٹی بات مین پھیکی پڑجاوی گی اور اوسکا دل کو پراگندگی ہوگی اور یہ وہم کریگا کہ مجکو بتانے سے دریغ کرتے ہین کیونکہ اپنے گمان مین ہر کوئی یہی سمجھتا ہے کہ مین ہر ایک علم دقیق کا قابل ہون اور ہر شخص خدای تعالیٰ سے اس بات پر راضی ہی کہ میری عقل کامل بنائی اور بڑا احمق اور کم عقل وہ ہے جو اپنی عقل کے کامل ہونے سے زیادہ خوش ہو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام مین سے اگر کوئی شخص شرع کا پابند ہو اور جو عقیدے کہ سلف سے منقول ہین بلا تشبیہ اور بدون کسی تاویل کے اوسکے دلمین جمے ہون اور باوجود اسکے اوسکا باطن بھی اچھا ہو اور اوسکی عقل کو اس سے زیادہ کا تحمل نہو تو ایسے شخص کے اعتقاد کو پریشان نکرنا چاہیے بلکہ اوسکو اوسکے کام مین مشغول رہنے دینا چاہیے اسلیے کہ اگر اوسکے سامنے ظاہر کی تاویلات ذکر کیجاوین تو عوام کی پابندی سے نکل جاوی گا اور خواص مین داخل ہونا اوسکو میسر نہوگا تو جو آڑ اوسمین اور گناہون مین تھی وہ دور ہوجاوے گی پھر پورا شیطان سرکش بنکر اپنے آپ کو اور غیرون کو ہلاک کرے گا پس عوام کے سامنے باریک علمون کی حقیقتین بیان ہی کرنی چاہیین بلکہ اونکو تو صرف عبادات

ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ ضعیف اور بیہقی کتاب الزہد

اوپر کے علوم کی برائی نہ ڈالے جیسے لغت پڑھانے والے کی عادت ہوتی ہے کہ علم فقہ کو برا کہا کرتا ہے اور فقہ سکھانے والے کی عادت ہے کہ علم حدیث اور تفسیر کی برائی بیان کرتا ہے کہ یہ علوم صرف نقلی اور رٹنے کے متعلق ہیں اور بڑھیوں کے لیے زیبا ہیں عقل کو ان میں دخل نہیں اور کلام والا فقہ سے نفرت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ علم فقہ ایک فرع ہے جس میں عورتوں کی حیض کا بیان ہے وہ کلام کو کہاں پہونچ سکتا ہے جس میں ذکر صفت رحمان ہے تو استادوں میں یہ عادتیں بری ہیں انسے پرہیز کرنا چاہیے بلکہ جو استاد ایک علم کی تعلیم کا کفیل ہوا وسکو چاہیے کہ شاگرد پر دوسرے علم کے سیکھنے کی راہ بھی نکالدے اور اگر کئی علم کا کفیل ہو تو انمیں ترتیب کا لحاظ رکھے کہ شاگرد ایک رتبہ سے دوسرے پر ترقی کرتا جاوے چھٹا ادب یہ ہے کہ شاگرد کے سامنے بیان کرنے میں صرف اوسکی سمجھ پر کفایت کرے ایسی بات اوس سے نہ کہے جس تک اوسکی عقل نہ پہونچے تاکہ وہ اوس سے نفرت نہ کرنے لگے یا اوسکی عقل خبط نہو اور اس ادب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہم انبیا کے گروہ ہیں ہمکو یہ حکم ہے کہ لوگوں کو اونکے مرتبوں میں رکھیں اور اونکی عقلوں کے بموجب اونسے گفتگو کریں۔ تو استاد کو بھی چاہیے کہ شاگرد کے سامنے حقیقت کسی امر کی اوسوقت ظاہر کرے کہ اوسکو معلوم ہوجاوے کہ شاگرد اوسکو اچھی طرح سمجھ جاوے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کسی قوم کے سامنے ایسی بات کہتا ہے کہ جسکو اونکی سمجھ نہیں پہونچتی تو اون میں سے کچھ لوگوں پر فتنہ ہوجاتا ہے۔ اور حضرت علی رضہ نے اپنے سینے کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس میں بہت سے علوم ہیں بشرطے کہ اونکی سمجھنے والے ہوں یعنی میں اونکو اسلیے اظہار نہیں کرتا کہ اون علوم کا کوئی متحمل نہیں اور آپ نے سچ فرمایا کہ نیک بندوں کے دل بھیدوں کی قبریں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عالم کو نہ چاہیے کہ جو کچھ جانتا ہو اوسکو ہر کسی سے کہدے اور یہ اوس صورت میں ہے کہ طالب علم اوسکو سمجھتا ہو مگر اوس سے فائدہ لینا کا اہل نہو اور جس صورت میں کہ سمجھتا ہی نہو تب تو بطریق اولیٰ ذکر کرنا اوسکے آگے نچا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جواہر کو سوروں کی گردن میں مت ڈالو کہ حکمت جواہروں سے بہتر ہے اور جو شخص اوسکو برا جانتا ہے وہ سوروں سے بدتر۔ اور اسی وجہ سے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ ہر شخص کو اوسکی عقل کے پیمانے کے بموجب ناپو اور اوسکی سمجھ کی ترازو کے بموجب اوسکے لیے سخن سنج ہو تاکہ تم اوس سے بچے رہو اور وہ تم سے نفع پاوے ورنہ وہ تنگی حوصلہ کے سبب نمانے گا اور

بعد بیت ابوبکر بن شیخ کی عادیث کا خلاصہ ۱۲ صحابہ و ۱۲ تابعین سے بروایت عائشہ رضہ اور لفظوں سے بیان کیا ہے ۱۲ ۲ ابونعیم بروایت ابن عباس بسند ضعیف ۱۲

خود بھی نصیحت مانے اور لوگون مین مقبول ہونے اور جاہ پیدا کرنے کی محبت علم کی تحصیل مین
ایسی ہی جیسے پرندون کے شکار کے جال کے گرد دانہ ڈالدیتے ہین اور اللہ تعالے نے یہ امر
اپنے بندون کے ساتھہ ملحوظ فرمایا ہے کہ شہوت کو پیدا کیا تاکہ خلق کی نسل اوسکی ذریعہ سے باقی
رہے اور محبت جاہ کو بھی اسی لیے پیدا کیا ہے کہ سبب علوم کے قائم رہنے کا ہو اور یہ بات نہین
علوم مذکورہ مین ہو سکتی ہے مگر محض خلافی مسائل اور کلام کے جھگڑے اور اونکے فروعات
عجیبہ کو معلوم کرنا یہ ایسے ہین کہ اگر آدمی انھین کا ہو رہے اور دوسرے علوم سے اعراض کرے
تو دل کی سختی اور خدائے تعالے سے غافل رہنا اور گمراہی مین پڑا رہنا اور جاہ کا طالب ہونا
اسنے بڑھنا ہے اور کچھہ فائدہ نہین مگر جسکو کہ اللہ تعالے اپنی رحمت سے بچالے یا ان باتون
کے ساتھہ اور کوئی علم دینی ملالے تو البتہ فائدہ ہو سکتا ہے اور تجربہ اور مشاہدہ کیطرح
اسپر کوئی دلیل نہین پس دیکھکر عبرت کرو اور چشم بصیرت کھولو تاکہ اسکی تحقیق بندون اور
شہرون مین تمکو معلوم ہو اور اللہ سے مدد درکار ہے۔ ایک بار حضرت سفیان ثوری کو کسی نے
ملول دیکھا اور باعث ملال کا پوچھا فرمایا کہ ہم دنیا دارون کے لیے تجارتگاہ بن گئے کہ علم کے
لیے اون مین سے کوئی ہمارے پیچھے پڑتا ہے یہانتک کہ جب سیکھہ لیتا ہے تو قاضی یا عامل
یا خانسامان کر دیا جاتا ہے **چوتھا ادب** جو تعلیم کے باب مین عمدہ اور باریک ہے وہ یہ ہے
کہ شاگرد کو اخلاق بد سے جہتک ہو سکے کنایۃً اور پیار کی راہ سے منع کرے تصریح اور توبیخ کے ساتھہ
نہ جھڑکے اسلیے کہ تصریح ہیبت کا حجاب دور کرتی ہے اور خلاف کرنے پر جرات کا باعث اور
اصرار پر حریص ہونے کا موجب ہوتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کل استادون کے استاد ہین
ارشاد فرماتے ہین کہ اگر آدمیون کو مینگنیان توڑنے سے منع کر دیا جاوے تو اونکو ضرور بچورین
اور کہین کہ ہم کو جو اس سے منع کیا ہے تو ضرور اس مین کوئی بات ہے۔ اور اس امر پر قصہ حضرت
آدم اور حوا علیہما السلام کا جنکو درخت کے پاس جانے سے منع کر دیا گیا تھا ایک خوب شاہد ہے
ہم نے جو اس قصہ کو تمکو یاد دلایا تو اسلیے نہین ہے کہ تم کھانی سے جان لو بلکہ اس لیے کہ اوس سے
عبرت کے طور پر خبردار ہو جاؤ۔ اور ایک وجہ تصریح نہ کرنے کی یہ بھی ہے کہ جو نفوس اچھے اور ذہین
ہوتے ہین وہ کنایۃً کہنے مین بھی اوسکے معانی نکالتے ہین اور مقصود کو سمجھہ جانے کی خوشی اوسکے
بموجب عمل کرنے کی رغبت دلاتی ہے تاکہ دوسرونکو معلوم ہو کہ یہ بات انکی دانائی سے مخفی نہ رہے
پانچوان ادب یہ ہے کہ استاد جس علم کو سکھاتا ہو اوسکو چاہیے کہ شاگرد کے دل مین اوس علم کے

کما ورد عن النبی صلعم انه قال لو ترکتم الحمیر لدرت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ اگر تم گدھون کو چھوڑ دیتے

اونکی نوبت علم فقہ اور کلام مین اور اونکی تدریس مین کہان تک پونہچی ہی کہ مال اور جاہ خرچ کرتی ہین
اور طرح طرح کی ذلتین سلاطین کیخدمت مین جاگیرین لینے کے لیے اوٹھاتے ہین اور اگر اسباتکو
وہ ترک کردین تو اونکو کوئی نہ پوچھے اور نہ اونکے پاس کوئی جاوی پھر اسپر یہ ہی کہ استاد شاگرد سے
بھی توقع رکھتا ہے کہ میرے ہر آڑے مین کام آوی اور میری خیر خواہ کی مدد کری اور بدخواہ سے
عداوت رکھے اور ضروریات دنیاوی مین گدھے کی طرح لدا کرے اور جب حاجات مین فرمانبردار بنا رہے
اور اگر اس امر مین ذرا بھی قصور کرے تو پھر استاد جی اوسکے دلی دشمن ہین پس اسطرح کا عالم نہایت
دنی اور خسیس ہے جو اپنے لیے یہ مرتبہ پسند کرے اور اوسپر خوش ہو اور اس قول سی شرم نہ کرے کہ
میری غرض پڑھانے سے علم کا پھیلانا ہے تاکہ اوسکی نزدیکی اور اوسکے دین کی مدد ہو غرضکہ
نشانیون اور علامات کو دیکھو تاکہ تمکو مغالطہ مین پڑنے کے اقسام معلوم ہوجاوین **تیسیر الادب**
یہ ہے کہ شاگرد کی نصیحت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرے مثلاً باین طور کہ اگر وہ قابلیت سی
پہلے کسی رتبہ کا دپے ہو یا علم ظاہر تحصیل کرنے سے پیشتر علم باطن اور مخفی مین مشغول ہونا چاہے
تو اوسکو منع کرے پھر اوسکو تنبیہ کردے کہ علوم کی طلب قرب الٰہی کے لیے کرے نہ ریاست کی
طلب اور فخر کرنے کے لیے اور اس امر کی برائی اوسکے دلمین جسقدر ممکن ہو اول ہی جما دے
اس لیے کہ عالم فاجر کی اصلاح کم ہوتی ہی اور خرابی زیادہ پس اگر استاد اپنے شاگرد کے باطن سے
یہ معلوم کری کہ یہ شخص دنیا ہی کے لیے علم کا طالب ہی تو جس علم کی طلب ہو اوسکو دریافت کری
اگر وہ علم فقہ مین جھگڑا کرنے کا اور کلام مین اور مقدمات کے فتاوی واحکام مین مناظرہ کرنے کا
ہو تو شاگرد کو اون سے باز رکھے اور منع کردے کہ یہ علوم آخرت کے علم نہین اور نہ اون علوم مین
سے ہین جنکے باب مین کسی بزرگ کا قول ہے کہ ہم نے علم کو غیر خدا کے لیے سیکھا مگر علم نے
انکار کیا کہ بجز خدای تعالے کے اور کسی کے لیے ہو اور اس طرح کے علوم علم تفسیر اور حدیث
اور علم آخرت جسمین سلف کے لوگ مشغول رہتے تھے اور اخلاق نفس کو پہچاننا اور اونکی تہذیب
کی کیفیت معلوم کرنی ہین پس اگر طالب علم ان علوم کو دنیا کی غرض سی سیکھے تو استاد مزاحم نہو
اسلیے کہ طالب علم وعظ کی طمع اور لوگون کی پیروی کرنی کی لالچ سے انپر مستعد ہوتا ہے اور
اور بعض اوقات اثنای تحصیل مین انجام سے آگاہ ہوجاتا ہی اسلیے کہ ان مین وہ علوم ہین کہ اللہ تعالے
سے خوف دلاوین اور دنیا کو نظرون مین حقیر اور آخرت کو بڑی کردین اور اس سی توقع پڑتی ہے
کہ انجام کو طالب مذکور راہ راست پر آجاوی اور جو امور کی نصیحت دوسرون کو کری اون سے

علما اور آخرت کے لوگ خدای تعالی کیطرف سفر کرنے والے اور دنیا سے اوسکی طرف گذر جانے والے ہین
اور دنیا کے برس اور مہینے اوس راہ کی منزلین ہین اور جو مسافر شہرون کو جاتے ہین راہ مین اونکو
رفیق کا ملنا دوستی اور یاری کا سبب ہوجاتا ہی اور جب جنت اعلی کا سفر ہو تو اوسکے راستے مین
رفیق کے ساتھ محبت کیسی نہوگی اور سعادت اخروی مین تنگی نہین ہے کہ ایک کو ملجاوی گی تو دوسرا
نپاوی گا تو اسی محبت سے آخرت کے لوگون مین نزاع اور حسد نہین ہوتا بخلاف دنیا کی سعادات کے
کہ اون مین گنجائش نہین اسی لیے ہمیشہ اونکے باب مین لڑائی جھگڑے رہتے ہین — اور جو لوگ
کہ علوم سے طلب ریاست کی طرف مائل ہین وہ اللہ تعالی کے اس قول سے خارج ہین کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
اِخْوَةٌ اور اس آیت کے مضمون مین داخل الْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ
اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ دوسرا ادب یہ ہے کہ تعلیم کے باب مین صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کا
اقتدا کری یعنے علم سکھانے پر نہ مزدوری طلب کرے نہ اور کسی طرح کے بدلی کی نیت ہو نہ شکر کا
خواہان ہو عوض بلکہ صرف خدای تعالے کے واسطے اور اوسکے قرب کے طلب کے لیے سکھاوی اور یہ نجانے
کہ شاگرد و پیر پر احسان ہوتا ہے بلکہ اونکا احسان منیہ ہو اور یہ تصور کرنا لازم ہی کہ فضل مجکو انھین کے سبب سے
ہوا ہے کہ اونھون نے اپنے دلون کی تہذیب کی اور میری حوالہ کیے کہ مین ان مین علوم کو بوکر
خدای تعالے کا قرب حاصل کرون جیسے کوئی شخص تمکو اپنی زمین عاریت دی دی تاکہ تم اپنے
واسطے اوسمین کھیتی کرو تو ظاہر ہے کہ زمین والے کے فائدے کے نسبت کر اوس سے تمکو فائدہ
زیادہ ہوگا پس جب استاد کو تعلیم مین شاگرد کی نسبت کر ثواب خدای تعالی کی نزدیک زیادہ ہوتا ہو
تو پھر شاگرد پر احسان رکھنے کے کیا معنے اگر شاگرد نہوتا تو استاد کو یہ ثواب کہان سے ملتا اسی لیے
نہ چاہیے خدا تعالی کے ثواب اور بدلہ اور کسی سے نہ مانگنا چاہیے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے
قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اسلیے کہ مال اور دنیا کی چیزین بدن کی خادم ہین اور بدن نفس
کی سواری ہے اور مخدوم علم ہے کہ اوسی کی جہت سے نفس کا شرف ہی تو جو شخص علم کے بدلے
مین مال طلب کرے اوسکی مثال ایسی ہے کہ کسی کی جوتی مین نجاست لگ گئی ہو اور وہ اوسکو
صاف کرنے کے لیے اپنے مُنہ سے رگڑے تو ظاہر ہے کہ اس صورت مین مخدوم کو خادم کردی گا
اور خادم کو مخدوم اور یہ کمال درجہ کا انقلاب ہے اور اسی طرح کا شخص قیامت مین مجرمون کے
ساتھ اپنا سر اوندھائے خدای تعالے کے سامنے کھڑا ہوگا — حاصل یہ کہ فضل اور رتبہ استاد
کو ہے اب دیکھو کہ جو لوگ کہتے ہین کہ ہمارا قصد خدای تعالی کیطرف نزدیک ہونے کا ہے

منتفع اور متمتع ہوتا ہے چہارم اوسکو دوسرونکو دیتا ہے اس صورت مین سخی اور اہل فضل گنا جاتا ہی
اور یہ پچھلی حالت پہلی تین حالتون سے اشرف ہی اسی طرح علم کا حال ہی وہ بھی مال کیطرح تحصیل
کیا جاتا ہے اور چار حالتین اوسکی بھی ہین ایک طلب کا زمانہ اور ایک حاصل کیے ہوئے پر ایسا عبور ہونا
کہ حاجت سوال کی نرہے اور ایک جس بات کو حاصل کیا ہے اوسمین فکر کرکے اوس سی مستفید ہونا اور
ایک دوسرے کو اوس سے فائدہ پونہچانا اور یہ حال سب مین اشرف ہی اسلیے کہ جو شخص علم تحصیل کرے
اور عمل کری اور لوگون کو علم سکھاوی تو ایسے ہی شخص کو آسمان و زمین کے ملکوت مین عظیم کہا کرتی ہین
کہ اوسکا حال آفتاب کی طرح ہی کہ دوسرونکو روشنی دیتا ہے اور آپ بھی روشن ہی یا مشک جیسا ہے کہ
دوسرونکو معطر کرتا ہے اور خود بھی خوشبودار ہی اور جو شخص دوسرونکو بتاتا ہے آپ علم کے بموجب
عمل نہین کرتا اوسکا حال دفتر کا سا ہی کہ دوسرے کو اوس سی فائدہ ہوتا ہی اور وہ خود علم سے خالی ہی
یا سان کا سا ہے کہ لوہے کو تیز کردیتی ہی اور خود نہین کاٹتی یا سوئی کا سا ہی کہ غیرون کے لیے
لباس تیار کرتی ہی اور خود ننگی رہتی ہے یا چراغ کی بتی ہی کہ اورونکو روشنی دیتی ہے اور اپنی آپ جلتی ہے
چنانچہ کسی کا شعر ہے شعر بے عمل علم ہے فتیلۂ شمع ✤ خود جلے اور ہو اوس سی روشن جمع
اور جب آدمی تعلیم مین مشغول ہوا تو ایک بڑا کام اور نہایت درجہ کا خطر اپنے ذمے لیا اس لیے
اوسکے آداب و قواعد کو یاد کرنا چاہیے ادب اول یہ ہی کہ شاگردون پر شفقت کری اور اونکو
اپنے بیٹون کے برابر جانے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ مِثْلُ
الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ یعنی آخرت کی آگ سے شاگردون کو بچانے کا قصد کرے اور یہ بات ماباپ کی
اپنے بچے کو دنیا کی آگ سی بچانے کی نسبت کراہم ہی اور اسی لیے استاد کا حق ماباپ کے حق سے بڑھکر ہی
اسلیے کہ باپ اوسکی زندگی اور وجود فانی کا سبب ہے اور استاد زندگانی باقی کا باعث ہی اگر استاد
نہوتا تو جو چیز باپ سے حاصل ہوئی تھی وہ ہلاک دائمی کیطرف پونہچاتی استاد ہی کی بدولت زندگانی
اخروی ہمیشہ کو ہوتی ہے مگر استاد سے ہماری مراد علوم آخرت کا سکھانے والا یا دنیا کی علوم کو آخرت
کی نیت سے بتانے والا ہے نہ دنیا کے ارادہ سے اسلیے کہ تعلیم کرنا دنیا کے ارادی سے تو خود بھی تباہ
ہوتا ہے اور دوسری کو تباہ کرتا ہے ایسی تعلیم سے خدا پناہ دی۔ اور جس طرح کہ ایک شخص کے بیٹون کا دستور
ہے کہ آپس مین پیار و محبت سے رہتے ہین اور مقاصد پر ایک دوسرے کی مدد کرتی ہین اوسی طرح
ایک استاد کے شاگردون مین دوستی اور یاری ہونی چاہیے اور اگر اونکا مقصود آخرت ہوتی ہی
تب تو ایسے ہی ہوتے ہین اور اگر دنیا مراد ہوتی ہے تو آپس مین حسد اور بغض ہوتا ہے اسلیے کہ

مین تمھاری حق مین ایسا ہون جیسا باپ اپنی بیٹے کے حق مین ۱۲ ابوداؤد و نسائی بروایت ابوہریرہ رض ۱۲

اور اگر انسان بالفرض اکیلا ہوتا تو طب کی حاجت اوسکو ہوتی اور فقہ اور طب مین یہی فرق ہی کہ اگر انسان بالفرض اکیلا ہوتا تو کیا عجب تھا کہ فقہ کی ضرورت نہ پڑتی لیکن اسکی پیدائش اسطرح ہوتی ہے کہ تنہا نہین زندہ رہ سکتا کیونکہ سب کام اکیلے سے نہو سکین گے کہ کھانے کے لیے جوتنا بونا پیسنا پکانا اور لباس اور سکونت کا حاصل کرنا اور ان سب چیزون کے آلات تیار کرنے ایک شخص کس طرح کرے تو اس نظر سے دوسرون مین ملنا اور اون سی مدد چاہنی ضرور ہوئی اور جب آدمی ملے اور اونکی خواہشین ابھرین تو شہوت کی اسباب کو اونھون نے کھینچا تانی کی اور آپس مین نزاع اور قتال کرنے لگے اور ان لڑائی جھگڑون سے برباد ہونے لگے اور سبب ہلاکی کا یہی نزاع و مخالفت ظاہری ہوئی جیسے اندر کی خلطون کے بگاڑ سے بربادی ہوا کرتی ہی اور طب سے جو نزاع اور فساد کی خلطون مین ہو جاتا ہے اوسکا بچاو کیا جاتا ہے اور سیاست اور عدل سے ظاہر کے فساد کو دور کر کے اعتدال خواہشون مین کر دیا جاتا ہے اور خلطون کے معتدل رکھنے کا طریق معلوم کرنا طب ہے اور معاملات مین لوگون کے احوال کو معتدل رکھنے کا طور جاننا فقہ ہے اور یہ دونون بدن کی حفاظت کے لیے ہین جو دل کی سواری ہی پس جو شخص صرف علم فقہ اور طب کا ہو رہے اور اپنے نفس پر مجاہدہ نہ کرے وہ ایسا ہی کہ صرف اونٹنی لیکر اوسکو گھاس دانہ دیوی اور مشک لیکر اوسکو تیار کرے اور راہ حج مین قدم نرکھے اور جو شخص کہ عمر بھر اون کلمات کے دقیقون مین پڑا رہے جو فقہ کی بحثون اور مناظرون مین آتے ہین وہ ایسا ہے کہ عمر بھر ایسے وسیلون مین ڈوبا رہی جیسے حج کے لیے مشک مضبوط سلے اور ایسے فقیہون کو اصلاح قلب یعنی ذریعہ علم مکاشفہ کی طریق پر چلنے والون سے وہ نسبت ہے جو مشک کی درستی مین رہنے والون کو راہ حج چلنے والون سے یا اوسکے ارکان کے بجالانے والون سے ہے پس اس بات کو اول تامل کرو اور اوس شخص کی نصیحت قبول کرو جو تم سے اوسکی مزدوری نہین چاہتا اور اکثر اسی امر مین رہا ہے اور تمکو یہ بات بدون بہت سی سخت محنت کے حاصل نہوگی عوام اور خواص سے علیحدہ ہونے کے لیے جرأت کامل کرنی پڑیگی اور صرف اپنی خواہش کے بموجب اونکی پیروی کرنی سی باز آنا ہوگا طالب علم کے لیے اتنی ہی ادب کافی معلوم ہوتے ہین

دوسرا بیان استاد کے آداب کے ذکر مین — جاننا چاہیے کہ علم کے باب مین آدمی کے چار حال ہین جیسے مال کے حاصل کرنے مین ہوتے ہین مثلاً مال والا ۱ اول تو مال پیدا کرتا ہے اوسوقت کمانے والا کہلاتا ہے ۲ دوم اپنی کمائی کو جمع کرتا ہے تو توانگر ہو جاتا ہے کہ حاجت دوسرے سے مانگنے کی نہین رکھتا ۳ سوم اوس مال کو خود اپنی ذات پر خرچ کرتا ہے تو اوس سے

طور پر منتظم رکھنے کا فقیہ کے مغز مین رہتا ہے اور صحت کے اسباب طبیعت کے مغز مین اور جس شخص نے
کہا ہے کہ علم دو ہین علم بدن اور علم دین اور اس سے اشارہ فقہ کا کیا ہے تو اوسنے علوم مروجہ ظاہری
کو مراد لیا ہے علوم باطنی کا ارادہ نہین کیا۔ اب ہم اس بات کی وجہ لکھتے ہین کہ ہمنے علم طب اور
فقہ کو بمنزلہ تیاری زاد و راحلہ کے کیون کہا ہے تو معلوم کرنا چاہیے کہ خدای تعالی کے قرب کے
حاصل کرنے کو اوسکی طرف چلنے والا دل ہی بدن نہین اور ہماری غرض دل سے وہ گوشت نہین جو
آنکھ سے سوجھا کرتا ہے بلکہ وہ ایک لطیفہ اور بھید ہے خدای تعالے کے لطیفون اور بھیدون مین سے
جو حواس سے نہین معلوم ہوتا اور کبھی اوسکو روح کہا کرتے ہین اور بعض اوقات نفس مطمئنہ بولتے ہین اور شرع
اوسکو دل سے تعبیر فرماتی ہے اس لیے کہ دل اوس بھید کی اول سواری ہی اوسی کے ذریعہ سے
تمام بدن اوسکی سواری اور آلہ بن رہا ہے اور اس بھید کا حال بخوبی علم مکاشفہ سے معلوم ہوتا ہے
اور وہ راز قابل افشا نہین بلکہ اوسکے ذکر کرنے کی اجازت نہین اور غایت اجازت اوسمین یہ ہے
کہ اسقدر کہدین کہ وہ ایک جوہر نفیس اور گوہر عزیز ہی کہ ان اجسام محسوس کی نسبت کر اشرف ہی
اور ایک امر الٰہی ہے چنانچہ خدای تعالی فرماتا ہے وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ
أَمْرِ رَبِّي اور کل مخلوقات خدای تعالی کیطرف منسوب ہین مگر اوسکی نسبت تمام اعضا بدن کی نسبت
سے اشرف ہے کیونکہ خلق اور امر دونون اللہ ہی کے ہین اور امر خلق کی نسبت کر اشرف ہے
اور یہ جوہر نفیس جو خدای تعالی کی امانت کا اوٹھانے والا ہے اور اس رتبہ مین آسمانون اور زمین
اور پہاڑون سے مقدم ہے کہ وہ اوس بار کے اوٹھانے سے ڈر کر انکار کر گئے عالم امر سی ہے اور
اس بیان سے تم اسکے قدیم ہونے کا اشارہ مت سمجھنا اسلیے کہ جو شخص روح کے قدیم ہونے کا قائل
ہے وہ جاہل اور مغالطہ کھانے والا ہے اوسکو وقوف نہین کہ کیا کہتا ہے۔ اب ہم عنان بیان کو
اس فن سے روکتے ہین کہ جس بات کے ہم درپے ہین اوس سے یہ فن خارج ہی۔ مقصود یہ ہے
کہ یہی لطیفہ اپنے رب کیطرف سعی کرنے والا ہوتا ہے اسلیے کہ وہ امر رب سے ہے تو خدای تعالی ہی
اوسکا مصدر ہے اور اوسی کی طرف اوسکا رجوع اور بدن اوس لطیفی کی سواری ہی جسپر سوار ہوکر
اوسکے ذریعہ سے چلتا ہے تو بدن خدای تعالی کی راہ مین دل کے لیے ایسا ہے جیسے بدن کے لیے
راہ حج مین اونٹنی ہوتی ہے مشک جسمین پانی بھرا رہتا ہی اور بدن کو اوسکی حاجت ہوتی ہی غرض کہ
جو عمل اوسکا مقصود بدن کی مصلحت ہی وہ سواری کی مصلحتون مین داخل ہی اب ظاہر ہی کہ طب سے بھی
بدن کی بہتری مقصود ہی اسلیے کہ بدن کی صحت کی نگاہداشت کے لیے کہین اوسکی ضرورت پڑتی ہے

کدورتون سے بدن کا پاک کرنا اور ان اونچی گھاٹیون پر چڑھنا ہے جنسے سوای توفیق یافتہ لوگونکے اگلے پچھلے سب عاجز ہین تو یہ امور راہ کے چلنے مین داخل ہین اور انکے علم کو حاصل کرنا ایسا ہی جیسے راہ کی طرفون اور منزلون کا جان لینا اور جس طرح کہ صرف منزلون اور جنگل کی راہون کا جان لینا بدون اونکے طے کرنے کے کافی نہین اسی طرح تہذیب اخلاق کا جان لینا کفایت نہین کرتا جبتک کہ تہذیب نکرے گو عادتون کی تہذیب بدون علم کے نہین ہوسکتی اور تیسری قسم وہ ہی جو منزلہ نفس مج اور اوسکے ارکان کے ہے اور وہ خدای تعالے اور اوسکے فرشتون اور صفات اور افعال کا علم اور اون باتونکا علم ہے جو علم مکاشفہ کے معانی مین ہم لکھ آئے ہین اس قسم کے بعد رہائی اور سعادت ملا کرتی ہے مگر رہائی یعنے سلامتی تو ہر سالک طریق کو نصیب ہوتی ہی بشرطے کہ اوسکی غرض مقصد حق ہو اور سعادت کو پہونچنا بجز خدای تعالے کے عارفون کے اور کسی کو نہین ملتا اور یہی لوگ مقرب ہوتے ہین اور انھین پر خدای تعالے کے ہمسایہ مین رحمت و راحت و ریحان و جنت نعیم کا انعام ہوتا ہے اور جو لوگ کمال کے مرتبے سے ادھر رہ گئے ہین اونکو نجات اور سلامتی حاصل ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی فَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ اور جو لوگ کہ متوجہ مقصد نہوئے اور اوسکی طرف حرکت نہ کی یا حرکت تو کی مگر بغرض فرمان برداری اور بندگی کی نہ کی بلکہ کسی دنیاوی غرض کے لیے کی تو وہ لوگ اصحاب شمال اور گمراہون مین اونکے لیے یہ ارشاد ہے کہ نُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ اور جان لینا چاہیے کہ مضبوط علما کے نزدیک یہ امر حق الیقین ہی یعنی اونھون نے اونکو اپنے باطن کے مشاہدہ سے دریافت کر لیا ہے جو آنکھون کے مشاہدہ کی نسبت کر قوی تر اور ظاہر تر ہی صرف سننے کی پیروی کی حد سے ترقی کر گئے ہین اور اونکا حال ایسا ہی جیسا کوئی شخص کوئی خبر سنے اور اوسکو سچ جانے پھر آنکھ سے دیکھ لے اور یقین کرے اور دوسرون کا حال ایسا ہے کہ خبر کی تصدیق اعتقاد و ایمان کی خوبی کی جہت سے کرے مگر آنکھون سے دیکھنا نصیب نہوا ہو غرض کہ سعادت علم مکاشفہ کے بعد ہے اور علم مکاشفہ علم معاملہ کے بعد ہے یعنے طریق آخرت کے چلنے اور صفات کی گھاٹیون کے طے کرنے کے بعد ہوتا ہے اور صفات مذمومہ کو مٹانے کی راہ چلنی صفات کے جاننے اور طریق علاج اور چلنے کی کیفیت معلوم کرنے کے بعد ہی اور یہ امر بدن کی سلامتی اور اسباب تندرستی کی موافقت کے جاننے پر منحصر ہے اور بدن کی سلامتی اجتماع اور ایکدوسرے کی مدد کرنے سے جس سے کہ پوشاک اور غذا اور سکونت ملا کرتی ہی وہ سلطان کے متعلق ہے اور اوسکا قاعدہ لوگونکو عدل و سیاست کے

مفید ہوگا اور بالضرور اوسکا رتبہ بلند کرے گا **سوان ادب** یہ ہے کہ علم کی نسبت اصلی مقصود کی طرف معلوم کرے تاکہ جو مقصود سے قریب ہے اوسکو بعید پر ترجیح دی اور جو علم مہم ہو اوسکو اختیار کرے اور معنی مہم کی یہ ہین کہ جو تمکو فکر مین ڈالے اور ظاہر ہی کہ دنیا اور آخرت مین تمکو بجز تمھارے حال کی اور کوئی چیز فکر مین نہین ڈالتی اور چونکہ تم سے نہین ہوسکتا کہ دنیا کے مزون اور آخرت کی راحتون کو اکٹھا اسکو چنانچہ قرآن مجید مین اس امر کا ذکر آچکا ہے اور نور بصیرت بھی اسکا شاہد ہی جو بمنزلہ آنکھہ سے دیکھنے کے ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ اہم وہی ہی جو ابدالآباد تک رہے اور اس صورت مین دنیا ایک منزل ہو جاوی گی اور بدن سواری اور اعمال مقصود کی طرف کو چلنا۔ اور مقصود بجز دیدار الٰہی کی اور کچھہ نہین کہ تمام لذت و راحت اوسمین ہے گو اس جہان مین اوسکی قدر کم لوگ جانتے ہین اور علوم کو اگر خدای تعالی کی ملاقات اور اوسکی ذات پاک کی دیدار کی نسبت کر دیکھو تو تین قسم کے ہین اور دیدار سے وہ غرض ہی جسکے طالب انبیا تھے اور وہی اوسکو سمجھتے تھے وہ دیدار مراد نہین جو عوام اور کلام والون کی ذہن مین آتا ہے ان قسمونکو تم ایک مثال سے سمجھہ لوگے وہ یہ ہی کہ اگر کسی غلام سے کہا جاوی کہ اگر تو حج کری گا اور اعمال کو کامل طور پر بجالاوے گا تو تو آزاد بھی ہو جاوی گا اور سلطنت بھی ملی گی اور اگر تو حج کا راستہ شروع کر دی گا اور اوسکی تیاری کری گا اور راہ مین کوئی مانع پیش آوی گا تو تو آزاد تو ہو جاوی گا اور بند غلامی سے رہائی پاوی گا مگر سلطنت کی سعادت سے مشرف نہوگا تو غلام مذکور کو تین طرح کے کام پیش آوین گے اول سامان سفر کرنا یعنے اونٹ خریدنا اور مشک سینی اور غلہ وغیرہ مول لینا دوم وطن سے جدا ہو کر کعبہ کو منزل بمنزل چلدینا سوم اعمال حج مین مشغول ہونا اور ایک ایک رکن کو بترتیب ادا کرنا ان تینون حالتون سے اور احرام اور طواف خصت سے فارغ ہو کر غلام مذکور مستحق آزادی اور سلطنت کا ہوگا اور ہر حال مین بھی غلام مذکور کے بہت سے مراتب ہین یعنے شروع سامان سے اوسکے آخر تک اور آغاز سفر سے اوسکے تمام ہونے تک اور ابتدای ارکان حج سے اونکے انجام تک بہت سے درجات ہین اب ظاہر ہے کہ جو شخص ابھی زاد اور سواری کی تیاری مین ہو یا چلنا شروع کر دیا ہو وہ سعادت سے اتنا قریب نہوگا جتنا وہ شخص ہوگا جسنے ارکان ارکان حج شروع کر دیے کیونکہ وہ دو حالات کو طے کر چکا ہے اور نہایت قریب پہونچ گیا ہے جب یہ مثال معلوم ہو چکی تو اب علوم کی بھی تین قسمین ہین ایک تو وہ علوم ہین کہ بمنزلہ سامان سفر کے خریدنے کے ہین اور وہ علم طب اور فقہ اور جو علوم کہ دنیا مین بدن کی مصلحتون کے متعلق ہین ہین اور ایک قسم بمنزلہ جنگل کے چلنے اور گھاٹیون کے طے کرنے کے ہین اور وہ صفات کی

طب کے لحاظ سے دیکھین تو اس صورت مین ثمرہ کے اعتبار سے شرف ہی اور حساب کو دلیلون کی رو سے اور ثمرہ کا لحاظ کرنا بہ نسبت دلیلون کے بہتر ہے اسلیے طب حساب سے اشرف ہی اگرچہ علم طب اکثر تخمین اور قیاس سے ہوتا ہے - اور اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ سب علوم سے اشرف علم خدای تعالی اور اوسکی فرشتون اور کتابون اور رسولون کا اور وہ علم ہے جو ان علوم تک پہونچنے کا ذریعہ ہو تو اب تمکو بجز اس علم کے اور علم کیطرف رغبت اور حرص نکرنی چاہیے **نوان ادب** یہ ہی کہ طالب علم کا قصد علم سے سرد ست تو یہ ہو کہ اپنے باطن کو ارادہ اور فضیلت سے مزین کرے اور انجام کو یہ ہو کہ خدای تعالی کا قرب اور فرشتون اور مقربین ملاء اعلی کی ہمسایگی حاصل ہو اور علم سے غرض ریاست اور مال وجاہ اور بیوقوفون سے جھگڑنے اور ہمسرون پر فخر کرنے کی نہو اور جس شخص کی نیت علم سے قرب الہی ہو تو بالضرور وہ ایسے علم کو طلب کرے جو اوسکے مقصود سے بہت قریب ہو یعنی علم آخرت کا طالب ہو اور باوجود اسکے اوسکو نچاہیے کہ علم فتاوی اور علم نحو اور علم لغت جو متعلق کتاب اور سنت کے ہین اور سوا انکے اور علوم کو جن کا ذکر ہم نے مقدمات اور متممات مین کیا ہے اور وہ فرض کفایہ علمون کے اقسام مین ہین اونکو حقارت کی آنکھ سے دیکھے - اور ہمنے جو علم آخرت کی تعریف مین بہت سا مبالغہ کیا ہے اس سے تم یہ مت سمجھنا کہ یہ علوم برے ہین اسلیے کہ جو لوگ ان علمون کے عالم ہین اونکا حال مثل اون لوگون کے ہے جو گھاٹیون کی محافظت اور اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرتے ہین یعنی اون مین سے بعض لوگ تو لڑتے ہین اور بعض لوگ مدد کرتے ہین اور کچھ اونکو پانی پلاتی ہین اور کچھ سواریون کی حفاظت اور خدمت کرتے ہین اور انمین سے کوئی شخص ثواب سے خالی نہین بشرطے کہ اوسکی نیت خدای تعالی کی بول بالا کرنے سے ہو یہ نہو کہ لوٹ ملے گی اسی طرح علما کا حال ہی اللہ تعالی فرماتا ہے یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ اور فرمایا هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ یعنے وہ کئی درجہ ہین اللہ کے نزدیک غرض کہ اہل علوم کی فضیلت اعتباری اور اضافی ہی کہ کسی کی نسبت اعلی ہین اور کسی کے لحاظ سے ادنی یہ نہین کہ بذات خود حقیر ہون مثلا اگر صراف اونکو یا دشاہون کی نسبت کم رتبہ کہا جاوی تو اس سے یہ نہ معلوم ہوگا کہ اگر جاروب کشون کی نسبت کر اونکو قیاس کرین تب بھی حقیر ہون گے پس یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ جو علم اعلی رتبہ سے کم ہو وہ بیقدر ہے بلکہ یون جاننا چاہیے کہ سب سے اعلی رتبہ انبیا کا ہے پھر اولیا کا پھر اون علما کا جو علم مین مضبوط ہین پھر نیک بندون کا موافق اونکے درجات کے حاصل یہ کہ جو ذرہ برابر خیر کریگا اوسکا ثواب اوسکو ملے گا اور جو شخص علم سے خدای تعالی کی رضا قصد کرے گا خواہ کوئی سا علم ہو تو وہ علم اوسکو

اس باب مین سب آدمیون سے بڑھکر انبیا کا درجہ ہے پھر اولیا کا پھر جو اونکے متصل ہون ۔ اور ایک روایت ہے کہ پہلے حکیمون مین سے دو حکیمون کی تصویر کسی مسجد مین نظر پڑی ایک کی ہاتھہ مین ایک پرچہ ہے جسمین یہ لکھا ہی کہ اگر تم ہر ایک چیز کو درست کر لو تو یہ نجانو کہ ایک چیز کو بھی درست کیا ہے جبتک کہ خدای تعالے کو نہ پہچانو اور یہ نجان لو کہ مسبب الاسباب اور چیزون کا ایجاد کرنے والا وہی ہے اور دوسری کے ہاتھہ کے پرچے مین یہ ہے کہ خدای تعالی کی معرفت سے پہلے مین پانی پیتا تھا اور پیاسا رہتا تھا یہانتک کہ جب اوسکو پہچانا تو بدون پیے ہی پیاس بجھہ گئی ساتوان ادب یہ ہے کہ کسی فن مین قدم نرکھے جب تک کہ اوس سے پیشتر کے فن کو پورا نہ کرلے اسلیے کہ علوم ایک ترتیب ضروری سے مرتب ہین اور ایک علم دوسری کا راستہ ہے تو توفیق یافتہ وہی ہے جو اوس ترتیب اور درجات کا لحاظ رکھے اللہ تعالی فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ یعنے ایک فن سے آگے نہین بڑھتے جب تک کہ علم و عمل کی رو سے اوسکو پختہ نہ کرلین اور چاہیے کہ جس علم کا قصد کرے اوسمین نیت اوس سے اوپر کے علم پر ترقی کرنے کی ہو اور اگر کسی علم مین لوگون کا اختلاف واقع ہو یا ایک شخص یا کئی شخص اوس مین خطا کرین یا اپنے علم کے بموجب عمل نکرین تو چاہیے کہ ان وجہون سے اوس علم کو نکمّا نہ کہدے جیسے بعض لوگ معقولات اور فقہیات نہین دیکھتے اور کہتے ہین کہ اگر انکی کچھہ اصل ہوتی تو جو لوگ انکے ماہر ہین اونکو ملتی اور کتاب معیار العلم مین ہم اس شبہہ کا جواب لکھہ چکے ہین اور بعض لوگ طبیب کی خطا دیکھکر طب کو نکما سمجھتے ہین اور ایک نجومی کی باتین اتفاقاً سچ نکلنے سے کچھہ لوگ اوسکی درستی کے معتقد ہوتے ہین اور کچھہ لوگ دوسری نجومی کی خطا معلوم کرکے اوسکو بیکار بتاتے ہین حالانکہ سب غلطی پر ہین بلکہ یون چاہیے کہ چیز کو فی نفسہ جان لین نہ کہ کسی ہی ہر شخص کسی علم مین اتنا تبحر نہین رکھتا کہ اوسکی سب جزئیات سے واقف ہو اور اسی لیے حضرت علی رضنے ارشاد فرمایا ہے کہ حق کو مردون سے مت پہچانو بلکہ حق کو معلوم کرلو پھر حق والون کو خود جان جاؤگے آٹھوان ادب یہ ہے کہ اوس سبب کو معلوم کرے جس سے علوم کا شرف حاصل ہوتا ہی اور شرف دو چیزون کے باعث سے ہوتا ہے اول ثمرہ کے شرف سے دوم دلیل کی پختگی اور قوت سے مثلاً علم دین اور علم طب کو جو دیکھتے ہین تو اول کا ثمرہ زندگی ابدی ہی اور دوسرے کا ثمرہ زندگانی فانی اسی جہت سے علم دین اشرف ہوگا کہ اوسکا ثمرہ اشرف ہی اور علم حساب اور علم نجوم کو اگر دیکھو تو حساب کی دلیلین پختہ اور قوی ہین اوسکو علم نجوم پر شرف ہے اور اگر حساب کو علم

جلد اول کتاب وہ اول کو پڑھنے ہین جب وہ پڑھ چکے تو

اور نزدیکی مین ہر ایک علم کا ایک مقام خاص ٹھہرا ہوا ہی جو لوگ اون علوم سی آگاہ ہین وہ ایسی ہین جیسی جہاد مین گھاٹیون اور گھاتون کے محافظ ہوتے ہین اور ہر ایک کے لیے اون مین سی ایک مرتبہ ہے اور اپنے درجے کے موافق آخرت مین ہر ایک کو ثواب ہی بشرطیکہ اوس علم سے خدای تعالی کی رضا مقصد ہو

چھٹا ادب یہ ہے کہ علم کے فنون سی کسی فن کو دفعۃً اختیار نکرے بلکہ ترتیب کا لحاظ رکھے اور جو اہم ہو اوس سی شروع کری اس وجہ سے کہ عمر تو اکثر سب علوم کے لیے کافی نہین ہوا کرتی اس نظر سے احتیاط کی بات یہ ہی کہ ہر چیز مین سی عمدہ حاصل کری اور اوسمین سی تھوڑی سی پر قانع ہو اور تھوڑی سی علم کے باعث جتنی قوت ہوئی ہو وہ سب اوس علم کے پورا کرنے مین صرف کرے جو اشرف علوم ہی یعنی علم آخرت کے دونون قسمون معاملہ اور مکاشفہ مین کہ علت غائی علم معاملہ کی مکاشفہ ہے اور مکاشفہ کا انجام خدای تعالی کی معرفت ہی اور ہماری غرض علم مکاشفہ سے وہ اعتقاد نہین جسکو عوام باپ دادون سی سنتے آئے ہون یا زبانی یاد کر لیا ہو اور نہ طریق کلام مراد ہے کہ طرف ثانی کے مقابلہ مین عبارت بنی رہے وہ قدح نہ کر سکے چنانچہ غایت کلام جاننے والے کی اتنی ہی ہے بلکہ علم مکاشفہ سی ہماری غرض ایک قسم کا یقین ہے جو اوس نور کا نتیجہ ہوتا ہے جسکو خدای تعالے بندی کے دل مین ڈالدیتا ہی جبکہ وہ اپنے باطن کو مجاہدہ کر کے خباثتون سے پاک کر لیتا ہے یہانتک کہ ہوتے ہوتے حضرت ابو بکرؓ کے ایمان کے مرتبے تک پہونچ جاتا ہے جسکی شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمائی کہ اگر ابو بکر کا ایمان تمام عالم کے ایمان سی تولا جاوی تو وہی جھکتا رہے گا - ہماری نزدیک یہ نہین معلوم ہوتا کہ جس بات کا معتقد عامی ہے اور جسکو متکلم بناتا ہے کہ وہ بھی عامی ہی صرف کلام کی صنعت مین بڑھکر ہے اور اسی وجہ سے اوسکے فن کا نام کلام ہوا ہی وہ بات حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو نہ آتی تھی اور حضرت ابو بکرؓ اوس مین اون سی فائق تھے بلکہ اونکی افضلیت کی بات عامی اور متکلم کے عقائد کے سوا تھی یعنی اوس بھید کے سبب اونکو فضل تھا جو اونکے سینے مین ڈالا گیا تھا اور تعجب اوس شخص سی ہے کہ اس جیسے اقوال صاحب شرع صلی اللہ علیہ وسلم کے سنے پھر اوسکی موافق جو کچھ سنے اوسکو حقارت کری اور کہے کہ یہ صوفیون کی بیہودہ باتین ہین اور کچھ سمجھ مین نہین آتین اس باب مین آدمی کو تامل کرنا چاہیے کہ اسی جگہ اس کا مال جاتا رہتا ہی - حاصل یہ کہ تمکو اوس بھید کی معرفت کا حریص ہونا چاہیے جو فقہا اور متکلمین کے حوصلہ اور سرمایہ سے خارج ہے اور تمکو اوسکا راستہ بجز اسکے نہ ملے گا کہ اوسکی طلب کے حریص ہو - خلاصہ یہ کہ سب علوم مین اشرف اور سبکی علت غائی خدای تعالے کی معرفت ہی اور وہ ایک دریا ہے جسکی تھاہ معلوم نہین ہوتی

ابن عدی کی روایت ابن عمر سے ضعیف اور بیہقی کی ابن عمر اور ابن عباس سے موقوف ضعیف ہے

درست ہے یہ بنجانا کہ زبردستون کے معاملات کمزورون کے معاملون سے علٰحدہ ہین اور اسباب مین
بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے مجکو ابتدا مین دیکھا وہ تو صدیق ہوگیا اور جسنے انتہا مین
دیکھا وہ زندیق ہوا اسلیے کہ انتہا مین اعمال باطن پر جا ٹھہرتے ہین اور ظاہر کے اعضا بجز فرائض کے
اور حرکات سے ساکن ہوجاتے ہین تو دیکھنے والون کو بھی سوجھتا ہے کہ یہ امر شستی اور کسل اور
بیکار رہنا ہے حالانکہ ایسا نہین بلکہ یہ تو دل کی نگرانی عین حضوری کے اندر اور مدام ذکر کا ملازم
رہنا ہے جو سب اعمال سے بہتر ہے اور ضعیف آدمی جو قوی کے ظاہر حال کو دیکھکر جانتا ہے کہ یہ
لغزش ہے اور خود ویسا کرتا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص ایک پانی کی کوزی مین تھوڑی سی
نجاست ڈالدی اور اوسکا عذر یہ کرے کہ سمندر مین تو اسکی ہزار گنی نجاست ڈالدیتے ہین اور وہ کوزہ
سے کہین بڑا ہے تو جوابات سمندر کو درست ہے وہ کوزہ کو بطریق اولی ہونی چاہیے اور اوس بیچارہ
کو یہ معلوم نہین کہ سمندر اپنی قوت کے باعث نجاست کو پانی بنالیتا ہی اور سمندر کے غلبہ سے
نجاست بھی اوسی طرح کی ہوجاتی ہی اور تھوڑی نجاست کوزہ پر غالب ہوتی ہے وہ کوزہ کو
اپنی طرح کردیتی ہی۔ اور اسی طرح کی دلیل کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وہ بات
دوست کی گئی جو غیرون کے لیے نہوی مثلاً آپ کے لیے نو بیبیان مباح ہوئین اس لیے کہ آپ مین
اتنی قوت تھی کہ اوسکے باعث عورتون مین عدل فرماتے تھے گو کتنی ہی بہت ہون اور دوسرا
شخص تھوڑی پر بھی عدل نہین کرسکتا بلکہ اونکے درمیان کا نقصان خود اوس تک بڑھ آوے گا
کہ اونکی رضامندی کی طلب مین نوبت خدای تعالی کی نافرمانی کی پونہچے گی بھلا جو شخص فرشتون کو
لوہا رون پر قیاس کرے کہین اوسکو فلاح ہوگی **پانچوان ادب** یہ ہے کہ طالب علم عمدہ علوم مین سے
کوئی فن اور کوئی قسم بدون دیکھے نہ چھوڑے اور اس طرح پر دیکھے کہ اوسکے مقصود اور علت غائی
سے مطلع ہوجاوے پھر اگر زندگی وفا کرے تو اوسمین کمال پیدا کرنے کا طالب ہو ورنہ جو اہم ہو اوسمین
مشغول ہوکر اوسکو تو کامل کرے اور باقی علوم مین سے تھوڑا تھوڑا حاصل کرلی کیونکہ علوم ایکدوسرے
کے مددگار اور آپس مین وابستہ ہین اور درست جو اوسکو نہین سیکھتے تو عداوت کی جہت سے ہے
کہ جو چیز آدمی کو نہین آتی اوسکا دشمن ہوجاتا ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ
فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ اور کسی کا شعر ہی شعر مزہ جس کا ہو مرض سے کڑوا ہو
شیر مین پانی کو وہ جانے کڑوا ہو غرض کہ عمدہ علوم اپنے مدارج کے موافق یا تو بندہ کو خدای تعالی
کی راہ کا سالک کرتے ہین یا سلوک مین کسی قسم کی اعانت کرتے ہین اور مقصود سے دور نہین

ع بخاری اور مسلم مین بروایت ابن عباس رض وارد ہی کہ آپکے پاس نو بیبیان تھین ۱۲ ق اور جو یہ بیبیان نہین آی اوسکے متعلق یہ کہنا کہ آپکے لیے یہ جھوٹ ہی مت کہا ۱۲

تو وہ اپنی حاجت سے محروم رہے گا۔ اب اگر یہ کہو کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اس سے تو پوچھنے کی اجازت معلوم ہوتی ہی تو اسکا جواب یہ ہے کہ واقع مین پوچھنا درست ہی لیکن جن چیزونکے پوچھنے کی اجازت استاد دی وہی پوچھے اسلیے کہ ایسی بات پوچھنی جسکی سمجھ کا رتبہ تمکو حاصل نہین بُری ہی اور یہی وجہ تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پوچھنے سے منع فرمادیا تھا غرضکہ وقت سے پیشتر سوال نکرنا چاہیے اسلیے کہ استاد کو خوب معلوم ہی کہ تمکو کس چیز کی حاجت ہی اور وہ کسوقت بتانی چاہیے اور ہر مقام مین درجات کی مراتب سے جبتک کہ بتانے کا وقت نہین آتا تب تک پوچھنے کا وقت بھی نہین آتا اور حضرت علی رضہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عالم کا حق یہ ہے کہ اوس سے سوال بہت مت کرو اور جواب مین اوسکو طعنہ مت دو اور جب وہ تھک جاوی تو اصرار نکرو اور جب اوٹھی تو اوسکا کپڑا مت پکڑو اور اوسکے بھید کو ظاہر نکرو اور نہ اوسکے پاس کسی کی غیبت کرو اور نہ اوسکی لغزش کی تلاش کرو اور اگر وہ لغزش کرے تو اوسکا عذر قبول کرو اور اوسکی عزت و توقیر کو خدا کیواسطے اپنے اوپر لازم سمجھو جبتک کہ وہ خدای تعالے کے حکم کی حفاظت کرے اور اوس سے آگے مت بڑھو اور اگر اوسکو کوئی حاجت ہو تو سب لوگون سے پیشتر اوسکے لیے اوٹھو **چوتھا ادب** یہ ہے کہ طالب علم ابتدای امر مین لوگون کے اختلاف کے سننے سے احتراز کرے خواہ علم دنیا کا طالب ہو خواہ علم آخرت کا اسلیے کہ اختلافون کے سننے سے مبتدی کی عقل متحیر اور ذہن پریشان اور رای سست ہوجاتی ہی اور ادراک اور اطلاع سے یاس ہوجاتا ہے بلکہ یون چاہیے کہ اول ایک عمدہ طریقہ جو استاد کی نزدیک پسندیدہ ہو اوسکا تو یقین کرلے پھر اوسکے بعد اور مذہبون اور اونکے شبہون کو سنے اور اگر اوسکا اوستاد ایک رای کے اختیار کرنے مین پختہ نہو اور اوسکی عادت یہی ہو کہ ایک مذہب سے دوسری مین بدلتا رہتا ہو اور اونکے اقوال کو نقل کرتا ہو تو ایسے استاد سے بچنا چاہیے اسلیے کہ ایسا شخص ہدایت کم کرتا ہے اور گمراہ زیادہ تو بھلا اندھون کو اندھا راہ بتانے کی لائق کب ہی اور اسطرح کا شخص ہنوز وادی حیرت اور تیہ نابینائی مین ہی ع او خویشتن گم ست کرا رہبری کند اور مبتدی کو شبہات سے منع کرنا ایسا ہے جیسے نومسلم کو کفار کے ملنے سے اور منتہی کو اختلافون مین نظر کرنے کی ترغیب ایسی ہی جیسے قوی الایمان کو کفار کے ملنے کی اسلیے کہ ہر کاری و ہر مردی امید وجہ سے نامرد کو نہین کہا کرتے کہ کفار پر حملہ کر بلکہ شجاع آدمی کو اس کام کے لیے بلاتے ہین۔ اور بعض ضعیفون نے اس دقیقہ سے غافل ہوکر یہ گمان کرلیا کہ جو مسالہات قوی لوگون سے منقول ہین انمین اقتدا کرنا

علم پر اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ اوسی سے پڑھین گے جو معروف و مشہور عالم ہو دوسرے سے پڑھنے مین کنیاوے یہ امر عین حماقت ہے اسلیے کہ علم نجات اور سعادت کا سبب ہے تو جو شخص کسی درندہ ضرر پونہچانے والے سے مفر اور گریز کا طالب ہو وہ اسبات مین فرق نکریگا کہ اوسکو گریز کی تدبیر کوئی مشہور آدمی بتادے یا گمنام اور ظاہر ہے کہ درندہ کی آتش کا نقصان خدای تعالے کو نجاننے والونپر بہ نسبت ہر ایک درندہ کے ضرر کے نہایت سخت ہوگا اور حکمت ایماندار کی گم ہوئی چیز ہے جہان پاوی اوسکو غنیمت جانے اور جو کوئی اوسی اوتک پونہچادے اوسکا احسان مانے خواہ کوئی ہو اور اسی لیے کسی نے شعر کہا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے شعر

علم کو اہل تکبر سے تنفر ہے مدام ✤	جیسے رکھتی ہے مکانون سے عداوت سیلاب

غرض کہ علم بدون نکسار اور کان لگانے کے نہین آتا اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ اور دل والا ہونے سے یہ غرض ہے کہ علم کی قابلیت اور سمجھنے کی استعداد رکھتا ہو پھر سمجھنے پر قادر ہونا ہی کافی نہین جب تک کہ کان حضور دل سے نہ لگاوی تاکہ جو کچھ کان مین ڈالا جاوی اوسکو اچھی طرح سنکر انکسار اور شکر اور خوشی اور منت کے ساتھ قبول کرے۔ استاد کے سامنے شاگرد کو ایسا رہنا چاہیے جیسی نرم زمین جسپر بہت سا مینہ برسے اور وہ سب پی جاوے کہ جب استاد کوئی سا طریق تعلیم کا اوسکو بتاوے اوسکی پیروی کرے اپنی رای کو دخل نہ دے اسلیے کہ مرشد اگر خطا پر بھی ہوگا تو وہ خطا خود شاگرد کے صواب سے اوسکے حق مین زیادہ مفید ہے کیونکہ تجربہ سے ایسی باتین باریک معلوم ہوتی ہین جنکے سننے سے تعجب آتا ہے مگر اونکا فائدہ بہت ہوتا ہے مثلاً بہت سے بیمار گرم مزاج ہوتے ہین کہ طبیب اونکا علاج بعض اوقات مین گرم دواؤن سے کرتا ہے تاکہ حرارت اتنی قوی ہوجاوے کہ علاج کا صدمہ اوٹھا سکے تو جس شخص کو فن علاج مین وقوف نہین اوسکو اس علاج سے تعجب ہوتا ہے اور اللہ تعالے نے حضرت خضر اور حضرت موسی علیہما السلام کے قصہ سے تنبیہ فرمادی کہ حضرت خضر نے یہ فرمایا اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا وَكَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا پھر شرط کرلی کہ چپ رہنا اور جبتک مین نکہون کچھ مت پوچھنا چنانچہ فرمایا فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا مگر حضرت موسی علیہ السلام نے صبر نہ کیا اور بار بار اونکو ٹوکتے رہے یہانتک کہ یہی دونون مین جدائی کا باعث ہوا۔ حاصل یہ کہ جو شاگرد اپنے اوستاد کی رائے کے سامنے اپنے آپ کی رای اور اختیار باقی رکھے گا

ف ۱ یعنی جو چیز کی علمیہ ہے اوسکو جیسا اندرول ہے لگاوی کان دل لگانا ۱۲

ف ۲ تو ضرور سکھ گا ہر ایسا صبر اللہ کسطرح صبر کریگا دیکھکر ایک چیز جسکی سمجھ تیری قابو مین نہین ۱۲

ف ۳ پھر ہر ساتھ بہتیرے وقت پوچھو مجھسے کوئی چیز جبتک مین شروع نکرون تیرسے اوسکا مذکور ۱۲

غیر خدا کے واسطے علم سیکھا مگر علم نے انکار کیا بجز اسکے کہ خدا کے لیے ہو اس طرح کہتے ہین کہ علم ہمکو نہ آیا اور اوسکی حقیقت ہمپر نہ کھلی صرف ظاہری الفاظ و عبارت حاصل ہوئی - اب اگر کہو کہ ہمتو بہت سے علماے محققین اور فقہا کو دیکھتے ہین کہ فروع و اصول مین فائق اور بڑی ماہر و نمین شمار کیے جاتے ہین مگر اونکے اخلاق برے ہین اونسے وہ پاک وصاف نہین ہوئی تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب تم علوم کے مراتب اور علم آخرت کو جان لوگے تو تمکو ظاہر ہوگا کہ جس علم مین یہ علما مشغول ہین وہ علم ہونے کی جہت سے کم مفید ہے اوسکا فائدہ صرف اس جہت سے ہوتا ہی کہ اوسکی طلب اللہ تعالے کے لیے ہو اور مقصود اوس سے خدای تعالی کا قرب ہو چنانچہ اس بات کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہین اور عنقریب اس باب مین زیادہ بیان اور توضیح کیجاوے گی انشاء اللہ تعالے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ طالب علم دنیا کے شغل کے علاقے کم کردے اور اپنے اقارب اور وطن سے دوری اختیار کرے اسلیے کہ علاقے سب ہارج اور مانع ہین اور اللہ تعالے نے کسی انسان کے اندر دو دل نہین بنائے تو جب فکر بٹا رہے گا حقیقتون کے دریافت سے قصور کرے گا اور اسی لیے کسی نے کہا ہے کہ علم تجکو اپنا تھوڑا حصہ ندے گا جبتک تو اوسکو اپنا سب مال و جان حوالہ نکرے اور جب تو ایسا کرے گا تو تھوڑا حصہ جو تجکو علم دے گا اوس سے تجکو خبر ہے معلوم نہین کہ نافع ہو یا نہو - اور جو فکر کہ بہت کامون مین بٹا رہتا ہے اوسکا حال نالے کا سا ہے جس کا پانی پھیل گیا ہو کہ کچھ تو زمین پی جاتی ہے اور کچھ ہوا سوکھا دیتی ہے تو اوسمین اتنا نہین رہتا کہ اکٹھا ہو کر کھیتی مین پونہچے **تیسرا ادب** یہ ہی کہ علم پر تکبر نکرے اور نہ اوستاد پر حکومت بلکہ اپنی معاملے کو ہر حال مین بالکل اوسکے اختیار پر چھوڑ دے اور اوسکی نصیحت کو ایسا مانے جیسی جاہل بیمار طبیب شفیق وحاذق کی مانتا ہے اور چاہیے کہ اوستاد سے انکسار کے ساتھ پیش آوے اور اوسکی خدمت سے ثواب و شرف کا طالب ہو - شعبی روایت کرتے ہین کہ حضرت زید بن ثابت رضہ نے ایک جنازے کی نماز پڑھی پھر اونکا خچر قریب کیا گیا کہ اوسپر سوار ہون حضرت ابن عباس رض تشریف لائے اور اوسکی رکاب تھام لی زید بن ثابت رضہ نے فرمایا کہ اے چچازاد بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ رکاب چھوڑ دین آپ نے فرمایا کہ ہمکو یون ہی حکم ہے کہ علما اور بڑے لوگون سے اسی طرح پیش آوین اونھون نے آپکے ہاتھ پر بوسہ دیا اور کہا کہ ہمکو بھی یہی حکم ہے کہ اپنے پیغمبر کے اہل بیت کے ساتھ اسی طرح کرین - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ایماندار کی عادت مین نہین کہ خوشامد کرے الا علم کی طلب مین - پس طالب علم کو چاہیے کہ علم پر تکبر کرے مثلاً تکبر

لہ یہ قصہ علاوہ ازین ابوداؤد کی روایت کی بنا پر ہے
سے ابن عیینہ کی روایت
معاذ سے بسند ضعیف

بلکہ خود نصیحت حاصل کرے مثلاً اگر کوئی عاقل غیر پر مصیبت دیکھے تو وہ اپنے لیے اوسکو عبرت کر لیتا ہی
کہ ہم بھی ہدف مصیبت ہین اور دنیا مین انقلاب ہوتا ہی رہتا ہی تو دوسرے کا حال دیکھکر اپنے
نفس کیطرف خیال کرنا اور نفس سے اصل دنیا کو سوچنا ایک عمدہ عبرت ہی اسی طرح اوس بیت سے
جو خلق کا بنایا ہوتا ہے تم بھی دل کیطرف خیال کرو جو خدای تعالے کے گھرون مین سی ایک مکان ہے
اور کلب سی جسکی مذمت صفت کی سبب سے یعنے درندگی اور نجاست سے ہوئی ہی نہ صورت کے جہت سی
روح سگی کا دھیان کرو جو درندگی ہے۔ اور جان لو کہ جس دلمین غضب اور دنیا کی حرص اور اوسپر
لڑنا جھگڑنا اور مال پر حریص ہونا اور لوگون کی ہتک کرنا بھرا ہی وہ دل باطن مین کلب ہے
اور ظاہر مین قلب اور نور عقل باطن کو دیکھا کرتا ہے ظاہر کا لحاظ نہین کرتا اور اس جہان مین
معانی پر صورتین غالب ہین اور معانی اونکے اندر ہین اور آخرت مین صورتون کی معانی کارآمد
ہونگے اور معانی غالب رہین گے اسی لیے ہر شخص کا حشر اوسکی معنوی صورت پر ہوگا مثلاً جو شخص
لوگون کی ہتک عزت کرتا ہوگا وہ اوس کتے کی شکل پر اوٹھے گا جو شکار پر چھوٹا ہو اور جو شخص کہ
لوگون کے مال کا حریص ہوگا وہ ظالم بھیڑیے کی صورت پر اور تکبر کرنے والا چیتے کی صورت پر
اور ریاست کا طالب شیر کی صورت پر اوٹھے گا اور اس امر پر اخبار وارد ہین اور صاحبان
بصیرت و بصارت کے نزدیک عبرت اسپر شاہد۔ پس اگر کوئی کہے بہت سی طالب علم اخلاق بد
رکھتی ہین اور اونھون نے علوم حاصل کیے ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ کبھی نہین ہوسکتا جو
شخص اخلاق بد رکھتا ہے اوسکو علم حقیقی جو آخرت مین کارآمد اور موجب سعادت ابد ہو کبھی نہ آویگا
وہ اوس سے بمراحل دور ہی اسلیے کہ اوس علم کے آغاز ہی مین یہ ہے کہ طالب کو یہ بات معلوم
ہو جاوی کہ گناہ زہر قاتل اور ہلاک کرنے والے ہین۔ اور تم نے کبھی کسی کو دیکھا ہے کہ زہر کھالیوے
باوجودیکہ جانتا ہو کہ یہ زہر قاتل ہے جس علم کو تم نے سنا ہے وہ رسمی لوگون کی ایک بات ہی
کہ کبھی اپنی زبان پر اوسکو چکنا دیتے ہین اور کبھی اپنے دلون مین اوسکو بار بار کہتے ہین اوسکو
علم مین کچھ دخل نہین حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ علم کثرت روایت سی نہین ہوتا بلکہ
وہ ایک نور ہے کہ دلمین ڈالا جاتا ہے۔ اور بعض اکابر کا قول ہے کہ علم صرف خوف الٰہی ہے
اسلیے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ گویا ان صاحب نے
علم کے ثمرات مین سے جو خاص تر تھا اوسکی طرف اشارہ کر دیا اور اسی جہت سے بعض محققون نے
اس جملہ کے معنی کہ تَعَلَّمْنَا الْعِلْمَ لِغَیْرِ اللّٰہِ فَاَبَی الْعِلْمُ اَنْ یَّکُوْنَ اِلَّا لِلّٰہِ یعنی ہم نے

ثعلبی نے بروایت براء سند ضعیف سے مضمون بالا روایت کیا ہے ۱۲
ق اللہ تعالی سے ڈرتے رہتے ہین اوسکی بندون مین جنکو سمجھتا ہے ۱۲

عبادت اور باطن کی درستی اور اوسکا نزدیک ہونا خدای تعالے سے ہے اور جس طرح نماز کہ وظیفہ اعضاے
ظاہری ہے بدون طہارت ظاہر کے حدث اور نجاست سے درست نہین ہوتی اسی طرح عبادت
باطن یعنے علم کے باعث دل کی عبادت بھی بدون برے اخلاق اور نجس صفات سے پاک ہونے کے
درست نہین ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین بُنِیَ الدِّینُ عَلَی النَّظَافَۃِ یعنے
دین ستھرائی پر مبنی ہوا ہے تو ستھرائی ظاہر و باطن دونون کی چاہیے اللہ تعالے فرماتا ہے
اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ یعنی مشرک ناپاک ہین ہمین عقلون کو اسبات کی آگاہی ہے کہ طہارت
اور نجاست ظاہر ہی پر موقوف نہین جو آنکھ سے سوجھے بلکہ مشرک بعض اوقات کپڑے بھی صاف
پہنے ہوتا ہے اور نہایا ہوا ہوتا ہے مگر باطن اوسکا پلیدیون مین آلودہ رہتا ہے اور نجاست
اوسکو کہتے ہین جس سے احتراز کیا جاوے اور علحدگی مطلوب ہو اور صفات باطن کی نجاستین
احتراز کیے جانے کے لیے زیادہ اہم ہین اسلیے کہ وہ پیدست تو پلیدی ہی ہین اور انجام کو مہلک
ہین اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ
اور قلب انسان کا وہ گھر ہے جسمین فرشتون کا گذر اور اثر اور مقام ہوتا ہے اور بری صفتین
مثل غضب اور شہوت اور کینہ اور حسد اور کبر اور عجب وغیرہ کے بھونکنے کتے ہین تو جب دلمین
یہ کتے بھرے ہونگے تو پھر فرشتون کا گذر اوسمین کہان ہوگا اور نور علم جو خدای تعالے دل مین
پہونچاتا ہے وہ صرف فرشتون کے ذریعہ سے پہونچاتا ہے چنانچہ خود فرماتا ہے وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ
اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ
اور اسی طرح علوم کی رحمت جو دلون پر بھیجتا ہے اوسکے کفیل بھی فرشتے ہوتے ہین جو اون علوم کے
مقرر ہین اور فرشتے پاک اور صاف اور صفات مذمومہ سے بیزار ہین تو وہ پاک ہی جگہہ دیکھتے ہین
اور جو اللہ تعالے کی رحمت کے خزانے اونکے پاس ہین اونکو پاک ہی دل مین بھیجتے ہین
اور ہم یہ نہین کہتے کہ حدیث مذکور مین نیت سے مراد دل ہے اور کلب غضب اور صفات مذمومہ
ہین تاکہ فرقہ باطنیہ ہمپر اعتراض کرین کہ جس امر سے ہمکو منع ہو وہی خود کرتے ہو بلکہ ہم یہ کہتے ہین
کہ اس حدیث سے تنبیہ اس مطلب پر پائی جاتی ہی ظاہر لفظون کو بدل کر باطن کے معنے لینے
اور بات ہی اور ظاہری معنے قائم رکھکر باطنی معنون کی طرف اوس سے تنبیہ پائی جانی اور بات ہے
یہ دوسری شی عبرت حاصل کرنے کی ہے اور علما اور نیک بندون کا طریق یہی ہے اس لیے
کہ عبرت اسی کو کہتے ہین کہ جو چیز دوسرے کو کہی جاوے اوس سے اوسی پر کفایت نہ کرے بلکہ

کہ اگر ریاست کی محبت نہو تو علم ہی مٹ جاوے اس شوق مین پڑھتے تو ہین تو واقع مین یہ تمہارا کہنا ایک طرحسے درست تو ہے مگر مفید نہین اسلیے کہ اگر لڑکون کو گیند بلے اور چڑیون سے کھیل کا وعدہ نہ کیا جاوے تو اونکو مکتب کی رغبت نہین ہوتی اس سے یہ نہین نکلتا کہ انمین رغبت کرنی اچھی ہے اسی طرح اگر محبت ریاست نہو تو علم مٹ جاوے یہ جملہ اس بات پر دلالت نہین کرتا کہ جو شخص ریاست کا طالب ہو وہ نجات کا پانے والا ہے بلکہ وہ تو اون لوگون مین سے ہے جنکی شان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین اِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِاَقْوَامٍ لَا خَلَاقَ لَھُمْ اور دوسری جا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ اس سے معلوم ہوا کہ طالب ریاست خود تو ہلاک ہونے والون مین ہی مگر کبھی اوسکے باعث سے دوسرے کی بہتری ہو جاتی ہے جس صورت مین کہ وہ دوسرون کو ترک دنیا کی طرف بلاتا ہو اور یہ ایسے رئیسون مین ہوتا ہے جن کا ظاہر حال بظاہر مثل علمای سلف کے ظاہر حال کے ہوتا ہے مگر باطن مین جاہ کا قصد پوشیدہ رکھتے ہین اونکی مثال شمع کیسی ہے کہ خود تو جلتی ہے اور دوسرے اوس سے روشنی پاتے ہین یعنے دوسرون کی بہتری اونکے ہلاک ہونے سے ہوا کرتی ہے لیکن اگر کوئی رئیس دنیا کی طلب کی رغبت دلاوی تو اوسکو آتش سوزان کی طرح جانو جو آپ جلتی ہے اور دوسرون کو پھونکتی ہے۔ غرضکہ علما تین طرح کے ہین یا تو وہ کہ آپ بھی ہلاک ہون اور دوسرونکو بھی ہلاک کرین وہ تو ایسے ہین جو علانیہ طلب دنیا کی تصریح کرتے ہین اور اوسکی طرف متوجہ ہین یا وہ کہ خود بھی سعید ہین اور دوسرون کو سعید کرتے ہین وہ ایسے علما ہین کہ خلق کو ظاہر اور باطن دونون مین خدای تعالی کیطرف بلاتے ہین یا وہ کہ خود ہلاک ہونے والے ہین اور دوسرون کو سعید کرتے ہین وہ ایسے عالم ہین کہ آخرت کیطرف بلاتے ہین اور ظاہر مین دنیا کے تارک ہین مگر دل مین یہی مقصود ہے کہ لوگون مین مقبول ہون اور جاہ قائم ہو۔ اب تم اپنے حال مین غور کرلو کہ تم کونسی قسم سے ہو اور وہ کونسا شخص ہے جسکے لیے تم تیاری مین لگے ہو اور یہ ہرگز مت گمان کرنا کہ خدای تعالے علم و عمل مین سے ایسی کو قبول کریگا جو اوسکی خاطر پاک کی لیے خالص نہو انشاء اللہ ہم باب الریا بلکہ تمام جلد ثالث مین وہ بیان کرینگے جس سے تمکو شک اس بات مین کچھ نہ رہے

پانچوین فصل طالب علم اور معلم کے آداب کے ذکر مین اور اوس مین دو بیان ہین

بیان اول طالب علم کے آداب مین ہر چند طالب علم کے آداب بہت ہین مگر وہ سب اس آخر مین آجاتے ہین

ادب اول یہ ہے کہ اپنے نفس کو رذیل عادات اور بری صفات سے پاک کرے اسلیے کہ علم دل کی

حاشیہ: اسی قسم کے لوگون کی تائید کے بارے مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ دین مین ہم نہو تو نسائی بروایت انس رضی اللہ تعالی عنہ کی تائید کرتا ہے ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۱۲

طلب کی محبت جو غلبہ اور مباہات والے کو ہوتی ہی اور خوش ہونا اور اترانا اور توانگرون اور
حکام کی تعظیم اور اونکے پاس آنا جانا اور اونکے مال حرام مین سے لینا اور گھوڑون اور
سواریون اور ممنوع لباس سی زینت کرنا اور فخر و تکبر سے لوگون کو حقیر جاننا اور بیفائدہ
امر مین خوض کرنا اور کلام بہت کرنے اور دل مین سے خوف و رجا کا جاتا رہنا اور اوسپر
غفلت کا چھا جانا اس درجہ تک کہ اونمین سے نماز پڑھنے والے کو یہ معلوم نہو کہ کتنی پڑھی اور
کیا پڑھتا ہے اور کس سے مناجات کرتا ہے اور اپنے دل سے خشوع کی خبر تک نہو باوجودیکہ
عمر بھر اون علوم مین ڈوبا رہے جو مناظرہ پر ممد ہون یہانتک کہ عبارت کا اچھا بولنا اور
لفظ مقفی کہنا اور نادر باتون کا یاد کرنا وغیرہ امور بے شمار ہین مصروف رہنا ہے حالانکہ
آخرت مین یہ کچھ کام نہ آوینگے۔ اور مناظرہ کرنے والے مناظرہ مین موافق اپنے درجون کے
مختلف ہوتے ہین اور اونکے درجات بہت سی ہین اور جو شخص کہ اونمین سے بڑا دیندار
اور زیادہ عاقل ہوتا ہے اوسمین بھی ان اخلاق کے مواد مجتمع رہتے ہین اور غایت اوسکی
یہ ہے کہ نفس پر مجاہدہ کرکے اونکو پوشیدہ رکھتا ہے۔ اور یہ رذیل عادتین اوس شخص کے
ساتھ بھی رہتی ہین جو وعظ و نصیحت مین مشغول رہتا ہے بشرطیکہ اوسکا ارادہ وعظ سے
لوگون مین مقبول ہونا اور جاہ و ثروت و عزت کا حاصل کرنا ہو۔ اگر کوئی شخص علم مذہب اور
فتاوی مین لگا رہے اور اوسکی غرض یہ ہو کہ عہدۂ قضا اور وقفون کی تولیت ملی اور ہمسرون پر فوقیت
ہو تو اوسکو بھی یہ عادتین لازم ہونگی۔ حاصل یہ کہ یہ عادتین ایسی شخص کے ساتھ ہونگی جو علم سے
سوای آخرت کے ثواب الٰہی کے غیر چیز کا طالب ہو اور ایسے علم کے ساتھ بھی ہونگی جو عالم کو
ویسا ہی نرکھے بلکہ ہمیشہ کو ہلاک کردے یا زندۂ جاوید بناوی اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کو سخت تر عذاب آدمیون مین اوس عالم کو ہوگا کہ اللہ تعالی اوسکو اوسکے
علم سے نفع نہ دی تو دیکھو کہ علم نے گو نفع ندیا مگر نقصان کیا اور کاش اوس سے اورون کے برابر ہی
عذاب ہوکر نجات ملجاوی مگر یہ کہان ہو سکتا ہے کہ علم کا خطر بہت بڑا ہی اور اوسکا طالب ملک
دائم اور دولت قدیم کا طالب ہی تو ضرور ہی کہ یا سلطنت ہی ملی یا ہلاک ہی ہووی کہ طالب علم کا
حال مثل اوس شخص کے ہے جو دنیا مین سلطنت کا خواہان ہو کہ اگر اتفاق سے سلطنت نہ ملے تو
یہ توقع نہین کہ اونی شخصون کی طرح بچا رہے بلکہ بڑی بڑی رسوائیان ہونی ضرور ہین اب اگر یہ کہو
کہ مناظرہ کی اجازت دینے مین یہ فائدہ ہے کہ لوگون کو طلب علم کی رغبت ہوتی ہے اس لیے

دیباچہ مین گذری

اور نہ ماننے کے لیے اپنی طاقت کے موافق مستعد ہوتا ہے اور جتنا کہ اوس سے ہو سکتا ہے
اوسکے دفع کے لیے مکر و فریب و حیلہ کرتا ہے یہانتک کہ امر حق مین جھگڑنا اوسکی عادت جبلی
ہوجاتی ہے کہ کوئی کلام جہان کان مین پڑے اوسی وقت طبیعت مین سے اوسپر اعتراض
کرنے کی سوجھی ہوتے ہوتے یہ امر قرآن مجید کی دلیلون مین اور شریعت کی لفظون مین
بھی اوسکے دلپر غالب ہوجاتا ہے ایک کا مقابلہ دوسرے سے کرتا ہے اور جھگڑنا ایسا
بُرا ہے کہ باطل کے مقابلہ مین بھی اوس سے نہی آئی ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حق سے باطل پر جھگڑا نہ کرنے کو ارشاد فرمایا چنانچہ ایک حدیث مین یون فرمایا مَنْ تَرَكَ
الْمِرَاءَ وَهُوَ مُبْطِلٌ بُنِيَ اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ
بُنِيَ اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ اور اللہ تعالے نے خود اپنی ذات پر جھوٹ کا افترا
کرنے کو اور امر حق کے جھٹلانے کو برابر فرمایا چنانچہ فرمایا وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ اور فرمایا فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ
بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ اور ریا ایک یا اور خلق کو دکھلانا اور اونکے دلون کے پھیرنے مین
کوشش کرنی ہے اور ریا وہ مرض لاعلاج ہی جس سے سب مین بڑا کبیرہ گناہ سرزد ہوتا ہی
چنانچہ اوسکا بیان باب الریا مین آویگا اور منافق کا مقصود صرف خلق مین نمود ہوتی ہی
اپنی تعریف مین اونکی زبان گویا ہوتا ہے ۔ تو یہ سب باطن کی برائیان دس ہوئین جو سب
خرابیون کی جڑ ہین اور جو خرابیان کہ غیر وضعداروں مین ہوجایا کرتی ہین وہ انکی علاوہ
رہین مثلاً اس طرح جھگڑنا کہ نوبت دھشت مشت اور دھول دھپے اور لات گھونسے
اور کپڑے پھاڑنے اور ڈاڑھی پکڑنے اور ماں باپ اور اوستاد کو بُرا کہنے اور صریح گالی
دینے کی پوہنچے اس طرح کے لوگ زمرۂ انسانیت سے خارج ہین جو لوگ کہ عاقل اور بزرگ
ہین اونمین یہ دسون خصلتین ضرور رہوتی ہین ہان بعض اوقات کوئی مناظری والا ان عادتون
مین سے بعض سے بچ بھی رہتا ہی بشرطے کہ اوسکا مقابل بظاہر اوس سے کم رتبہ ہو یا بہت بڑھکر
ہو یا اوس کے شہر سے اور اسباب معیشت سے دور رہتا ہو اور جو مناظرہ والے کہ ہمسر اور
پاس پاس رہنے والے اور درجے مین مساوی ہون وہ ان دسون سے نہین خالی ہوتے
پھر ان دس خصلتون سے دس اور پاجی حرکات متفرع ہوتی ہین جنکی تفصیل ایک ایک کی
ہم طول سمجھکر قلم انداز کرتے ہین مثلاً ناک چڑھانی اور غصہ کرنا اور دشمنی اور طمع اور جاہ و مال کی

ف ۱ جس باطل کا حق ہونا ظاہر ہو اوسکا ترک کرنا اور حق کو خواہ مخواہ اوسکے لیے ضدی بنکر اوسکا مقابلہ کرنا جنت کے اعلیٰ کنارے مین گھر بنانا ہے اور جو شخص حق پر ہو کر جھگڑا ترک کرے خدا تعالے اوسکے لیے بیچ سے اوپر کی جنت مین گھر بناتا ہے ۱۲ ترمذی بروایت انس رضہ ۱۲

ف ۲ اوس سے بے انصاف کون جو بندے اسپر جھوٹ یا جھٹلانے کی بچی بات کو جب اوس تک پوہنچی ۱۲

ف ۳ پھر اوس سے ظالم کون جسنے جھوٹ کو اختیار کیا اور جھٹلایا بچی کو جب وہ اوس پر آئی ۱۲

جو اپنے لیے چاہتا ہے تو وہ ایمانداروں کے اخلاق سے بمراحل دور ہی تو جو شخص کہ فضل حقانی سے
فخر کا طالب ہی اوسکو بالضرور وہ بات اچھی معلوم ہوگی جو اوسکے ہمسروں اور فضل کے شریکوں کو
بُری لگے اور ان مین عداوت ایسی ہی ہوگی جیسے سوتون مین ہوا کرتی ہی تو جس طرح
ایک سوت دور سے دوسری کو دیکھکر کانپ اوٹھتی ہے اور زرد پڑ جاتی ہے اسی طرح مناظرہ
کرنے والا جب دوسری کو دیکھتا ہے اوسکا رنگ بدلجاتا ہے اور فکر مین پریشانی آجاتی ہے گویا
بھوت سامنے آگیا یا کوئی درندہ ہلاکو مقابل ہوا پس ان لوگون مین وہ الفت و راحت کہان ہے
جو علمای دین مین ملاقات کے وقت ہوا کرتی ہی اور جسطرح کا بھائی چارہ اور آپس مین ایکدوسرے
کی مدد کرنی اور رنج و راحت مین شریک رہنا اون سے مروی ہے وہ ان مین کہان ہے
حتی کہ امام شافعی رح فرماتے ہین کہ فضل اور عقل والون مین علم ایک قرابت قریبہ ہی اب ہمکو
نہین معلوم کہ جن لوگون مین کہ علم ایک عداوت قطعی ہوگیا ہے وہ لوگ امام شافعی رح کے مذہب
کی اقتدا کا کیسے دعوی کرتے ہین بھلا کہین ہوسکتا ہی کہ باوجود مباہات اور غلبہ کے طلب کی
اونمین انش ثابت ہو یہ ہرگز ہرگز نہوگا - اور اس مناظری کی برائی تمکو اتنی ہی کافی ہی کہ تم سے
مومنون کی عادتین چھوڑا کر منافقون کی عادتین تمھارے ساتھہ کردی اور ایک نفاق ہے
جسکی برائی کی دلیلین لکھنے کی کچھہ حاجت ہی نہین اور مناظرہ والون کو یہ بھی کرنا پڑتا ہے
مثلاً جب طرف ثانی یا اونکی دوستون اور پیروون سے ملتے ہین تو ناچار زبان سے اونکی
دوستی کا اظہار کرتے ہین اور شوق جتاتے ہین اور اونکے رتبے کے قائل ہوتے ہین حالانکہ
کہنے والا اور مخاطب جو کوئی غیر اونکی باتین سنتا ہے سب جانتے ہین کہ یہ سب جھوٹ اور
مکر اور نفاق اور بدکاری ہے کہ ظاہر مین زبان سے تو دوست ہین اور دل سے دشمن خدا ہے
تعالے ایسی عادت سے پناہ دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جب آدمی علم سیکھین
اور اوسپر عمل کرنا چھوڑدین اور زبان سے دوست بنے رہین اور دلون سے ایکدوسری کے
دشمن ہون اور قرابتونکو قطع کرین تو اسوقت مین اللہ تعالے اونپر لعنت کرتا ہے پس بہرا کردیتا ہے
اونکو اور اونکی بینائی کھو دیتا ہے روایت کیا اوسکو حسن نے - اور اس حال کے تجربہ ہوجانے
سے معلوم ہوا کہ یہ مضمون درست ہی اور ایک حق بات سے برائی رکھنی اور اوس سے نفرت کرنی
اور اوسپر لڑنے کی حرص کرنی ہے یہانتک کہ مناظرہ کرنے والے کے نزدیک سب سے بری
بات یہ ہی کہ طرف ثانی کی زبان سے امر حق ظاہر ہو اور جب ایسا ہوتا ہے تو اوسکے انکار اور

سلسلہ علوم اسلامی پبلشرز اردو بازار

برائی کیا کرتا ہے۔ اور نہایت احتیاط اوسکی یہ ہی کہ جس باتکو اوسکی نقل کرے سچ سچ بیان کر دے
جھوٹ نہ کہے اور اسمین بھی یہ ہوگا کہ اوسکی ایسی باتین بیان کرے گا جس سے اوسکی گفتگو مین قصور
اور اوسکا ہار جانا اور فضیلت مین بٹہ لگنا پایا جاوی اور ظاہر ہی کہ اسطرح کا ذکر داخل غیبت ہے
اور اگر جھوٹ بولیگا تو بہتان اوسکی ذمہ لگاوی گا جو غیبت سی بھی زائد ہے۔ اسیطرح مناظرہ والے سے
یہ بھی نہین ہوسکتا کہ جو شخص اوسکے کلام سے روگردانی کرے اور اوسکی طرف مقابل کے کلام سنے
اور اوسکی طرف متوجہ ہو تو یہ اوسکی ہتک کے درپے نہو اور اوسکو جاہل اور احمق اور کم فہم نہ کہے اور
ایک تزکیہ نفس ہے جسکے لیے اللہ تعالی فرماتا ہے فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ
اور کسی حکیم سے سوال کیا گیا کہ برا سچ کونسا ہے اوسنے کہا کہ اپنے نفس کی تعریف کرنی اور مناظرہ
کرنے والا اپنے نفس کی تعریف قوت اور غلبہ مین اور ہمسرون پر فضل کی روسی مقدم ہونے مین
کیا ہی کرتا ہے بلکہ درمیان مین مناظرہ کے کہہ اوٹھتا ہے کہ مین ایسا نہین کہ اس جیسی باتین
مجھپر مخفی رہین اور یہ باتین میری ناخنون مین بھری ہین مین اصول اور احادیث مین طاق ہون
اور سوا اوسکے اسی طرح کی باتین کبھی تو شیخی کے طور پر اور کبھی اپنے کلام کے رواج دینی کی ضرورت سے
کہا کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ شیخی اور لاف مارنی شرعاً اور عقلاً ممنوع ہین اور ایک عیب جوئی
اور بھید کا ٹٹولنا ہے جسکے لیے اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا تَجَسَّسُوا یعنے بھید مت ٹٹولو
اور مناظرہ کرنے والا اپنے ہمسرون کی لغزشین اور طرف مقابل کی عیب ڈھونڈتا رہتا ہی یہانتک
کہ جب کسی مناظرہ کرنے والے کو اپنے شہر مین آیا ہوا سنتا ہے تو ایسے شخص کی تلاش کرتا ہے
جو اوسکے اندرونی حالات بتادے اور اوسکی سب برائیان پوچھ پوچھکر کہلاتا ہے تا اونکو اپنی
لیے ذخیرہ کر رکھے اور وقت ضرورت اوسکو فضیحت اور شرمندہ کرے حتے کہ اوسکے لڑکپن کے
حالات اور بدن کے عیب بھی دریافت کرتا ہے کہ شاید کوئی لغزش یا عیب مثل گنج وغیرہ کی
دریافت ہو جاوی پھر مناظرہ کے وقت اگر اوسکی طرف سے ذرا سا غلبہ بھی معلوم ہوتا ہی تو خود
اگر وضعدار ہوتا ہے تو اوس عیب کو کنایۃً اوس سے کہتا ہے اور اس امر کو اور لوگ بھی پسند
کرتے ہین اور خود مناظرہ والا اسبات کو ایک لطیف سبب جانتا ہے اور اگر خود پھکڑباز ہوتا ہے
تو کھلا کھلی اور علانیہ اوس عیب کے جتانے سے نہین رکتا چنانچہ ایک قوم کا حال اسی طرح کا
سنا گیا ہے جو بڑے معتبر مناظرہ کرنے والون مین ہین۔ اور ایک لوگون کی برائی سی خوش
ہونا اور اونکی خوشی پر رنج کرنا ہے اور جو شخص کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے وہ بات نچاہے

ت سو مت بولو اپنی ستھرائیان وہ بہتر جانے جو بچ چلا ۱۲

وہ دنیا مین عذاب الیم مین رہتا ہی اور آخرت کا عذاب سخت اور زیادہ تر ہی اور اسلیے حضرت ابن عباس رض نے فرمایا ہی کہ علم کو جہاں سے
یاد حاصل کرو اور فضا کے اقوال جو ایک دوسری پر ہون اونکو مت مانو کہ وہ لوگ ریوڑون کے بکرون کی طرح
لڑتے ہین اور ایک لوگون پر تکبر کرنا ہی جنکے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتی ہین کہ جو شخص تکبر
کرتا ہی اللہ تعالی اسکو پست کرتا ہی اور جو شخص فروتنی کرتا ہی اللہ تعالی اوسکو بلند کرتا ہی اور حدیث قدسی مین یون ارشاد ہے کہ
اَلْعَظْمَةُ اِزَارِیْ وَالْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا فِیْهِمَا قَصَمْتُهُ اور مناظرہ
کرنے والے اپنے اقران اور ہمسرون پر تکبر کرنے اور بڑائی ڈھونڈھنے اور اپنی لیاقت
سے بڑھکر جگہہ پانے سے خالی نہین رہتے یہانتک کہ جو مقام صدر مکان کے قریب یا دور
ہوتا ہے یا بلندی خواہ پستی مین اوسکی رغبت کیجاتی ہے اوس مین بیٹھنے کے لیے لڑمرتے
ہین اور راستے کی تنگی کی صورت مین پہلے جانے پر کشت وخون کرتے ہین اور بعض اوقات
اونمین سے جو ناواقف اور مکار فریبی ہوتا ہے وہ یہ بہانہ کرتا ہی کہ ہمکو عزت علم کی حفاظت
منظور ہے اور ایماندار کو اپنے نفس کو ذلیل بنانا بھی شرعًا ممنوع ہی پس اس بہانے سے
تواضع کو جسکی صفت اللہ تعالے نے اور اوسکے تمام انبیا نے فرمائی ہے ذلت بتاتا ہی اور تکبر کو
جو خدای تعالے کے نزدیک بُرا ہی دین کی عزت سے تعبیر کرتا ہے تاکہ لفظون کو بدلکر خلق خدا کو
گمراہ کرے جیسے علم و حکمت کے الفاظ کو بدلکر اور معنی کرلیے اور ایک کینہ ہی کہ مناظرہ کرنے والا کمتر اس سے
خالی ہوتا ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ایماندار کینہ ور نہین ہوا کرتا اور کینہ کی
برائی مین بہت کچھہ مروی ہی مگر کسی مناظرہ والے کو ایسا نہ پاؤگے کہ جب وہ کسی شخص کو دیکھی کہ میرے
کلام مین توقف کرتا ہی اور اچھی طرح نہین سنتا اور طرف ثانی کے کلام پر سر ہلاتا ہی تو نہ گھبراوے
اور اوس شخص سے دلمین کینہ نرکھے غایت ضبط اگر کرے گا تو یہ کہ دل مین نفاق رکھے گا الا
کبھی نہ کبھی ظاہر مین بھی غالبا اوسکا اثر آجاویگا اور چونکہ سب سننے والون کا اتفاق ایک شخص
خاص کے کلام کی ترجیح دینے پر ممکن نہین کہ سب حالات مین اوسی کے اعتراض اور جواب کو
اچھا جانا کرین اسلیے ضرور ہوا کہ مناظرہ والے کے کلام کو سمجھنے والا بھی مجلس مین ضرور ہو اور
یہی وجہ اوسکے نفاق وعداوت کی ہوتی ہے یعنی جہان طرف ثانی کی طرف سے کوئی اونر سبب ہوا
جسکے باعث سے کسی نے مناظرہ والے کے کلام کی طرف کم توجہی کی تو اوسکے دل مین اوسکی
طرف سے عمر بھر کو کینہ جم جاتا ہے اور ایک غیبت ہی جسکو اللہ تعالی نے مردار کھانے سے تشبیہ دی ہے
اور مناظرہ کرنے والا مردار ہی کھانے کا عادی ہوتا ہی کہ ہمیشہ اپنی طرف مقابل کے کلام نقل کرکے اوسکی

یا ثواب مین مصیبت کا شریک ہی تو وہ شیطان کا کھلونا اور اخلاص والون کے لیے عبرت ہے اور اسی سے شیطان نے اوس سے راضی ہوکر اوسکو اون آفات کی گرداب مین غوطہ دیا جنکی شمار اور تفصیل بعون اللہ وحسن توفیقہ ہم آگے لکھتے ہین ۔ **تیسرا بیان** مناظرہ کی آفتون اور اون مہلک عادتون کے ذکر مین جو مناظرہ سے پیدا ہوتے ہین ۔ واضح ہو کہ جو مناظرہ اس غرض کے لیے ہو کہ اپنا غالب ہونا اور دوسرے کا ساکت کرنا اور اپنے فضل اور شرف کا اظہار اور لوگون مین اپنی فصاحت اور خوش تقریری اور فخر کو دکھلانا اور لوگون کے دلون کو اپنی طرف مائل کرنا اوس سے منظور ہو تو ایسا مناظرہ جتنی عادتین کہ خدای تعالے کے نزدیک مذموم اور اوسکے دشمن یعنے شیطان کے نزدیک اچھی ہین سب کا منبع ہوتا ہے اور باطن کی برائیون یعنے کبر اور حسد اور عُجب اور حرص اور تزکیۂ نفس اور محبت جاہ وغیرہ کو اس مناظرے سے وہ نسبت ہے جو ظاہر کی خرابیون مثل زنا اور گالی اور قتل اور چوری وغیرہ کو شراب پینے سے ہے اور جس طرح کہ کسی شخص کو شراب پینے اور ان ساری خرابیون کے کرنے مین اختیار دیا جاوے تو وہ شراب پینے کو ادنی جانکر جرات کر بیٹھے اور پھر نشے کی حالت مین اوس سے باقی خرابیان بھی سرزد ہون اسی طرح جس شخص کے دل مین محبت دوسرے کی ساکت کرنی اور اپنے غلبہ اور مناظرہ کی اور جاہ وفخر کی طلب غالب ہوتی ہی تو یہ باتین اوسکو اس امر کی مقتضی ہوتی ہین کہ سب طرح کی خباثتین اوسکے دل مین مخفی ہون اور سب عادات بد ہیجان مین آوین اور ان عادات بد کی مذمت حدیثون اور آیتون سے جلد ثالث مین ہم بیان کرینگے مگر یہان صرف اون عادات کو کلیۃً بیان کرتے ہین جو مناظرے سے ابھرتی ہین پس ایک اونمین سے حسد ہے جسکے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ اور مناظرہ کرنے والا حسد سے خالی نہین ہوتا اسلیے کہ وہ کبھی غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب اور بعض اوقات اوسکے کلام کی تعریف ہوتی ہے اور بعض اوقات غیر کے کلام کی تو جب تک دنیا مین ایک بھی ایسا شخص ہوگا جو قوت علمی اور مناظرے مین معروف ہو یا مناظرہ کرنے والے کے گمان مین اوسکا مناظرہ اور کلام اوس سے بہتر اور قوی ہو تو بالضرور اوسکی حسد کرے گا اور خدای تعالے کی نعمت کو اوس سے دور ہونا چاہے گا اور یہ پسند کرے گا کہ لوگون کے دل اوس سے پھر کر میری طرف ہو جاوین اور حسد ایک جلتی آگ ہی جو اوسمین مبتلا ہوتا ہے

سید غلام علی آزاد بلگرامی کی تالیف سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان کا چھاپہ مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۲۸۸ھ صفحہ ۱۲۵

تب تو وہ فاسق اور جھوٹا اور خدای تعالی کا نافرمان اور مستحق اوسکی خفگی کا ہی کہ جو بات اوسکو نہین آتی اوسکے جاننے کا دعوی کرتا ہے اور اگر اپنے دعوی مین سچا ہے تب بھی فاسق ہے اسلیے کہ جو امر شرعی اوسکو معلوم ہے اوسکو چھپاتا ہے حالانکہ اوسکا بھائی مسلمان اوس سے پوچھہ رہا ہے تاکہ اوسمین سمجھکر تامل کرے اگر وہ علت قوی ہو تو خود بھی اوسکو اختیار کرے اور اگر ضعیف ہو تو اوسکا ضعف ثابت کرکے معترض کو جہل کی تاریکی سے علم کی روشنی مین پونہچاوی - اور یہ امر باتفاق ثابت ہی کہ آدمی علوم دین مین سے جو کچھہ جانتا ہو اگر کوئی اوس سے پوچھے تو سوال کے بعد اوسکا بتانا اور ظاہر کرنا واجب اور لازم ہوا کرتا ہے پھر معترض جو یہ کہتا ہے کہ مجکو اوسکا بیان کرنا لازم نہین اس سے یہ غرض ہے کہ اس طریق جدل مین جو ہمنے بموجب خواہش اور رغبت حیلہ جوئی اور تقریر لڑانے کے ایجاد کیا ہے اس شریعت مین لازم نہین ورنہ شرع محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام مین تو اوسپر بیان کرنا لازم ہے اسلیے کہ بیان نہ کرنے سے یا جھوٹا ٹھہرتا ہے یا فاسق - اب صحابہ رض کے مشورون اور علمای سلف کی تقریرونکو دیکھو کہ اونمین کہین اس طرح کی بات سنی ہے اور کبھی اون مین سے کسی نے ایک دلیل سے دوسری دلیل کیطرف جانے سے منع کیا ہے اور قیاس سے قول صحابی کیطرف اور حدیث سے آیت کیطرف میل کرنے سے روکا ہے بلکہ اونکے تو سب مناظری اسی طرحکے ہوتے تھے کہ جو اونکے دل مین گذرا بجنس اوسی طرح ذکر کردیا اور پھر اوسمین سب نے تامل کیا

آٹھوین یہ کہ مناظرہ ایسے شخص سے کرے جس سے کہ توقع فائدہ اوٹھانے کی ہو اور جو کہ علم مین مشغول ہو اور اب غالبًا یہ رواج ہے کہ مناظرہ کرنے والے بڑے بڑے علما سے مناظرہ کرتے ہوئے ڈرتے ہین کہ امر حق اونکی زبان سے نہ نکل جاوے اور ہماری قلعی کھل جاوی اور جو لوگ اپنے آپ سے علم مین کم ہین اونکے ساتھہ مناظرہ کرنے کے راغب ہین کہ اونکے سامنے باطل کو رواج دین - یہ شرطین ہین مناظرہ کی اور انکی سوا اور شرطین باریک بہت سی ہین مگر تمکو ان آٹھہ شرطون ہی سے مناظرہ کرنے والی کا حال معلوم ہو جاوے گا کہ خدای تعالے کے واسطے مناظرہ کرتا ہے یا کسی اور سبب کے لیے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ جو شخص شیطان سے تو مناظرہ نہ کرے کہ وہ اوسکے دلپر حاوی اور سب مین بڑا دشمن اور ہمیشہ ہلاک کا خواہان ہے اور دوسری شخص سے اون مسائل اختلافی مین مناظرہ کرے کہ اون مین اجتہاد کرنے والا یا مصیب ہی ہے

شاید وہ تمہارا سوال سمجھا نہین اوسنے دوبارہ وہی سوال کیا آپ نے پھر وہی جواب دیا حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا کہ مین یہ کہتا ہون کہ اگر وہ مارا گیا اور حق کو پونہچا تب جنتی ہی حضرت ابو موسی نے فرمایا کہ حق یہی ہے جو آپ نے فرمایا اور واقع مین جو طالب حق ہو اوسکو یون ہی انصاف کرنا چاہیے اگر اسطرح کی بات آجکل کسی ادنے فقیہ کے سامنے کوئی ذکر کرتا تو وہ نہ مانتا اور بعید جانتا اور کہتا کہ مسئلہ مذکور مین حق کو پہونچنے کی قید کی کچھ حاجت نہین کہ یہ تو ہر ایک کو معلوم ہی غرضکہ اپنے اس زمانے کے مناظرین کو دیکھو کہ اگر امر حق طرف مقابل کے زبان سے ظاہر ہوتا ہے تو اونکا چہرہ کیسا سیاہ پڑجاتا ہے اور پھر جھیپ کر جہانتک اونسے بنتا ہے اوس حق کے انکار مین کوشش کرتے ہین اور جو شخص اونکو الزام دیتا ہے اوسکی برائی عمر بھر کرتے رہتے ہین اور پھر شرم نہین کرتے کہ مناظرے مین اپنے آپکو صحابہ رضہ کے مشابہ بناتے ہین ساتوین یہ کہ مناظرہ کا شریک اگر ایک دلیل سے دوسری کی طرف آیا ایک اعتراض سے دوسرے پر بدلنا چاہے تو اوسکو روکنا چاہیے اسلیے کہ سلف کے مناظرے سب ایسے ہی ہوتے تھے اونکے کلام سے سب جھگڑنے کے دقائق جواب نئے نکلے ہین خارج تھے مثلا اس کہنے سے کیا حاصل کہ اس بات کا ذکر مجھپر لازم نہین اور یہ امر تمہاری پہلی تقریر کے خلاف ہی اسلیے نہین مانا جاوی گا کیونکہ امر حق کیطرف رجوع کرنا تو ہمیشہ باطل کے خلاف ہوتا ہے مگر حق کا قبول کرنا واجب ہی اور اب مناظرہ کی مجلسون کو دیکھتے ہو کہ سب ایکدوسرے کی بات کاٹنے اور لڑائی جھگڑے مین بسر ہوجاتی ہین مثلا ایک شخص اپنے گمان مین کسی اصل کی ایک علت ٹھہراکر استدلال کرتا ہے تو دوسرا اوس سے کہتا ہے کہ اسکی کیا دلیل ہے کہ اصل مین حکم اسی علت سے ہوا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اگر تمکو کوئی اور علت واضح تر اور بہتر معلوم ہوئی ہو تو اوسکو ذکر کرو کہ مین بھی اوسمین تامل کرون تو معترض اصرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو علت تم نے ذکر کی اوسکے سوا اور بات ہی اور مین اوسکو جانتا ہون مگر کہونگا نہین اسلیے کہ مجھکو اوسکا کہنا ضروری نہین اور استدلال کرنے والا کہی جاتا ہے کہ جبتم کو تم علت بتاتے ہو اوسکو ظاہر کرو اور معترض یہی اصرار کرتا ہی کہ مجھپر تو کہنا لازم نہین اور اسی طرح کے سوالون وغیرہ سے مناظرون کی مجلسون مین شور وغوغا رہتا ہی اور معترض بیچارہ کو یہ معلوم نہین کہ اوسکا یہ کہنا کہ مین جانتا ہون اور علت حکم کو بیان نہین کرتا اس لیے کہ میرے ذمہ پر بیان کرنا ضروری نہین شریعت پر جھوٹ بولتا ہے اس لیے کہ اگر واقع مین حکم کی علت کو نہین جانتا اور طرف اپنے مقابل شخص کے عاجز کرنے کو دعوی جاننے کا کرتا ہی

دریافت ہوتا ہے یا اسوجہ سے ترک کرین کہ مسئلہ طویل نہین کہ اوسمین کلام کو طول دیا جاوے حالانکہ امر حق مین مقصود یہی ہوتا ہے کہ کلام مختصر کرکے جلد مطلوب پر پہونچ جاوین یہ نہین کہ تقریر کو طول دیا جاوے یا پانچوین یہ کہ خلوت اور تنہائی مین مناظرہ کرنا اچھا معلوم ہوتا ہو بنسبت محفلون اور امرا اور حکام کے سامنے ہونے کے اس لیے کہ خلوت مین ہمت مجتمع اور ذہن اور فکر صاف رہتے ہین اور حق کو جلد سمجھتے ہین اور لوگون کے سامنے نمود کے لوازم اُبھر کھڑے ہوتے ہین اور ہر کسی کو فریقین مین سے یہی حرص ہوتی ہے کہ مین ہی ظاہر رہون اسکی پروا نہین کہ حق پر ہون یا باطل پر اور تمکو معلوم ہے کہ اب مناظرہ کرنے والے محفلون اور مجمعون مین بحث کرنے کی زیادہ حریص ہین اور ایک شخص دوسرے کے ساتھ مدتون رہتا ہے مگر تنہائی مین کچھ تقریر نہین کرتا بلکہ اگر ایک کچھ پوچھتا ہے تو دوسرا جواب نہین دیتا اور اگر کوئی رئیس وہان ہو یا مجمع ہو تو پھر کوئی دقیقہ باقی نہین رکھتا تاکہ کلام مین مقبول رثابت ہو چھٹی یہ امر حق کی طلب مین ایسا حال ہو جیسے کوئی کھوئی ہوئی چیز کو ڈھونڈھتا ہے کہ اوس بات کی تمیز نکرے کہ وہ میرے ہاتھون ملی یا دوسرے کے اور بحث کرنے مین طرف ثانی کو اپنا مددگار جانے مقابل اور خصم نہ سمجھے اگر وہ اسکی غلطی پر آگاہ کردے یا حق بات بتادے تو اوسکا شکرگزار اور ممنون ہووے جسطرح کہ گم شدہ چیز کی تلاش مین اگر ایک رستہ چلتا ہو اور دوسرا شخص اوسکو وہ چیز دوسری سڑک پر بتادے تو یہ شخص دوسرے کا مشکور ہوتا ہے اوسکی برائی نہین کرتا اور اوس سے خوش ہوتا ہے اوسکو برا نہین جانتا اور صحابہ رضہ کے مشورہ کا بھی حال ایسا ہی تھا یہانتک کہ ایک عورت نے حضرت عمر رضہ کو عین خطبہ مین مجمع کے سامنے ٹوکا اور حق پر آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ عورت نے ٹھیک کہا اور مرد نے غلطی کی - اور ایک شخص نے حضرت علی رضہ سے کچھ پوچھا آپ نے جواب دیا اوسنے کہا کہ یا امیر المومنین یہ مسئلہ اس طرح نہین ایسے ہے آپ نے فرمایا کہ تو درست کہتا ہے مین نے خطا کی اور ہر علم والے سے بڑھکر دوسرا علم والا ہے - اور حضرت ابن مسعود رضہ نے حضرت ابو موسی اشعری رضہ کو وہ بات بتادی جو اونسے فوت ہوگئی تھی تو اونھون نے فرمایا کہ جب تک یہ عالم تم مین ہے تب تک مجھسے کچھ نہ پوچھا کرو اور وہ حال اس طرح ہی کہ کسی نے حضرت ابو موسی سے یہ پوچھا کہ ایک شخص نے خدا کی راہ مین جہاد کیا اور مارا گیا اوسکا حال کیا ہی آپ نے فرمایا کہ وہ جنت مین ہے اور اوسوقت آپ کوفہ کے حاکم تھے حضرت ابن مسعود رضہ نے سائل سے فرمایا کہ امیر سے دوبارہ پھر پوچھ

اور حضرت انس رض سے روایت ہے کہ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کب ترک ہو جاوینگی آپ نے فرمایا کہ جب تم مین سے بہتر لوگون مین مداہنت پیدا ہوگی اور بُرون مین بیحیائی اور چھوٹون مین سلطنت چلی آئے گی اور رذیلون مین فقہ

تیسری یہ کہ مناظرہ کرنے والا مجتہد ہو کہ اپنی راے سے فتوی دے مذہب امام شافعی اور امام اعظم وغیرہما پر مقید ہو کر فتوی نہ دے یہانتک کہ اگر اوسکو حق امام ابو حنیفہ کے مذہب سے معلوم ہو تو امام شافعی کی تجویز کو ترک کرے اور جو کچھ امر حق معلوم ہوا ہے اوسی کے بموجب فتوی دیدے جس طرح کہ صحابہ رض اور امام کیا کرتے تھے اور جس شخص کو کہ اجتہاد کا رتبہ نہین جیساکہ حال سب زمانہ بھر کا ہی اور جب اوس سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا ہے تو اپنے امام کا قول نقل کر کے حکم دیتا ہے اور اگر اپنے امام کے مذہب مین کچھ ضعف معلوم ہوتا ہی تو اوس مذہب کا چھوڑنا اوسکو جائز نہین تو ایسے شخص کو مناظرے سے کیا فائدہ ہے مذہب تو اوسکو معلوم ہی ہے اوسکے سوا اور مذہب پر فتوی دینے کا اوسکو اختیار نہین اور جوابات اوسکو مشکل پڑے تو اوسکے جواب مین یہ کہنا لازم ہی کہ شاید ہمارے امام کے یہان اسکا کچھ جواب ہوگا ہمکو اجتہاد مین اتنا رسوخ نہین کہ اصل شرع مین سے بات نکالین - اور اگر ایسے مسائل مین مباحثہ کرتا کہ جنمین اوسکے امام سے دو صورتین یا دو قول ہین تو البتہ مناسب تھا کیونکہ وہ مثلاً اکثر ایک روایت کے بموجب حکم دیدیتا ہے تو بحث سے یہ فائدہ ہوگا کہ جونسی روایت قوی ہوگی وہ معلوم ہو جاوے گی حالانکہ ایسے مسائل مین کبھی مناظرے نہین ہوتے بلکہ جس مسئلہ مین امام سے دو وجہین یا قول مروی ہون اوسکو چھوڑ دیتے ہین اور ایسا مسئلہ تلاش کیا جاتا ہے جسمین قطعاً دوسرے امام کا خلاف ہو - چوتھی یہ کہ مناظرہ ایسی صورتون مین کرے جو ہو چکی ہون یا عنقریب ہونے کو ہون اسلیے کہ صحابہ رض نے اونھین واقعات مین مشورہ فرمایا ہے جو ہوئے ہین یا جو اکثر ہوا کرتے ہین جیسے فرائض کے مسائل مگر مناظرہ کرنے والون کو نہ دیکھوگے کہ جن مسائل مین لوگ اکثر مبتلا ہوتے ہین اور فتوی کی حاجت ہی اونکی تحقیق کا اہتمام کبھی کرتے ہون بلکہ ایسے ہی مسائل کو ڈھونڈھتے ہین جنمین گنجائش جھگڑنے کی کسی صورت سے نکل آوے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو بات اکثر واقع ہوتی ہے اوسکو چھوڑ دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ مسئلہ حدیث کے متعلق ہے یا مختصر ہے کچھ طویل مسئلہ نہین پس تعجب کی بات ہی کہ مقصود تو امر حق دریافت کرنا ہوا اور پھر مسئلہ کو یہ کہکر چھوڑ دین کہ متعلق بحدیث ہی اوسکے باب مین امر حق حدیثون سے

دریافت

اور کہے کہ میری غرض طلب حق ہی تو وہ جھوٹا ہے اور اوسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی خود تو نماز ترک
کر بیٹھے اور کپڑون کے پیدا کرنے اور بننے مین کوشش کرتا پھرے اور کہے کہ میری غرض اس سی یہ ہی
کہ جو شخص ننگی بدن نماز پڑھے اور کپڑا نہ میسر ہو اوسکا ستر عورت کرون کیونکہ یہ بات کبھی ہو بھی جاتی ہی
اسکا واقع ہونا ممکن ہے جیسا فقیہ کہتا ہے کہ جو امور کہ اونسے خلاف مین بحث ہوتی ہی اونکا واقع ہونا
ممکن ہے گو کم ہوتے ہون - اور جو لوگ مناظرہ مین مشغول رہتے ہین وہ ایسی باتون کو چھوڑی ہوئی ہین
جو باتفاق فرض عین ہین اور اگر کوئی ودیعت کو فوراً ادا کرنا چاہے اور کھڑا ہو کر نماز کی نیت
باندھ لی جو سب ثوابون سے عمدہ ہے اور کسی شرط وغیرہ کا لحاظ نکری تو ظاہر ہے کہ اس نماز سے وہ
نافرمان خدای تعالی کا ہوگا اس سے یہ معلوم ہوا کہ آدمی کے مطیع ہونے مین بھی امر کافی نہین کہ وہ
کوئی فعل طاعت کی جنس کا کرتا ہو جبتک کہ اوسمین وقت اور شرط اور ترتیب کا لحاظ نہ کرے
دوسری یہ کہ مناظرہ کی نسبت کر کوئی دوسرا فرض کفایہ اہم نہ دیکھے اگر اوسکی نسبت اور فرض کفایہ
اہم اوسکو معلوم ہو اور پھر مناظرہ مین مشغول ہوگا تو نافرمان ہوگا اور اوسکی مثال ایسی ہوگی کہ کوئی شخص
ایک جماعت کو دیکھے کہ پیاس کے مارے مرے جاتے ہین اور لوگون نے اونکو چھوڑ دیا ہی خبر گیری
نہین کرتے اور اوسکو اونکے جلانے کی یعنے پانی پلانے کی قدرت ہے تو اب یہ پانی نہ پلاوی
پچھنے لگانے سیکھے اور کہے کہ اسلیے سیکھتا ہون کہ یہ فرض کفایہ ہی اگر شہر مین اسکا جاننے والا
نرہے گا تو لوگ ہلاک ہو جاوینگے اور اگر کوئی اوس سے کہے کہ شہر مین تو سینگی لگانی والے
بہت ہین اوسی قدر کافی ہین تو جواب دیتا ہی کہ اسبات سی اس فعل کا فرض کفایہ ہونا تو نہین گیا
غرضکہ جو شخص ایسا کری اور جو کام کہ نہایت ضرور ہی اوسکو نہ کرے یعنے پیاسے مسلمانون کی خبر
نہ لے اوسکا حال اوس شخص جیسا ہے کہ مناظرہ مین فرض کفایہ جانکر مصروف رہے اور شہر مین جن
فرضون کفایہ کو کوئی نہین کرتا اونمین تندہی نہ کری مثلاً فتوی ہی ہے کہ اسکے لیے بہت لوگ ہین
اور فروض کفایہ ہر ایک شہر مین کچھہ نہ کچھہ چھوٹے ہوئے ہین کہ اونکی طرف فقہا توجہ بھی نہین کرتی
مثلاً سب سے نزدیک طب ہی ہی کہ اکثر شہرون مین مسلمان طبیب نہین جسکی گواہی شرعاً امور طبیہ مین درست
ہو اور فقہا مین سے کوئی طب کی رغبت نہین کرتا اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ
ہے اکثر مناظرہ کرنے والا مجلس مناظرہ مین دیکھتا ہے کہ حریر کا لباس ہے یا فرش بچھا ہے اوسکو چپکا
دیکھا کرتا ہے اور ایسے مسئلہ مین مناظرہ کرتا ہے کہ وہ کبھی واقع نہو اور اگر ہو بھی تو اوسکی بتانی والی
بہت سے ہون پھر یہ کہتا ہے کہ مین فرض کفایہ مین مشغول ہونی سے خدای تعالی کا قرب چاہتا ہون

بعض روسا ایسے ہوئے کہ اونکو علم کلام مین خوض کرنا اچھا نہ معلوم ہوا اس جہت سی کہ اوسمین مناظرہ کا باب
مفتوح ہونے سے بڑے بڑے تعصبات اور خصومات پیدا ہوئے جنسے نوبت کشت وخون اور
شہرون کی بربادی کی پونہچی مگر اونکو فقہ مین مناظرہ ہونے کا اور خاص امام شافعی اور امام اعظم رح کے
مذہبون مین اولی کے معلوم کرنے کا ذوق ہوا اسلیے لوگون نے علم کلام اور دوسری فنون کو ترک
کردیا اور خاص ان دونون اماموں کے مسائل خلافی کی طرف میل کیا جو خلاف کہ امام مالک اور
احمد اور سفیان ثوری رح وغیرہم کے ساتھہ ہی اوسمین سہولت برتی اور اپنی خیال خام مین یہ سمجھا کہ ہماری
غرض شریعت کی باریک باتون کا نکالنا اور مذہب کی علتون کا ثابت کرنا اور فتاوی کے اصول
کی بنا ڈالنی ہی اور اسبات مین بہت سی تصانیف لکھین اور طرح طرح کے جھگڑے اونمین درج کیے
اور ابتک اوسی پر چلے جاتے ہین نہین معلوم کہ ہماری بعد کے زمانون مین خدای تعالی نی کیا مقدر
کر رکھا ہے غرض کہ باعث خلافیات پر جھکنے کا اور مناظرونپر مائل ہونے کا یہی تھا اور کچھہ نتھا
اگر بالفرض دنیا والون کے نفس کسی اور امام کے ساتھہ خلاف معلوم کرنے کے راغب ہو جاوین یا کسی
اور علم کیطرف شائق ہون تو علما بھی اونکے ساتھہ ہی جھکین گے اور اس بہانے سے باز نہ آوین گے کہ
جس علم مین ہم مشغول ہین یہ علم دین ہے اور ہمکو مطلب سوای خدای تعالے کے اور کچھہ نہین
دوسرا بیان اسبات کی غلطی مین کہ یہ مناظرے صحابہ رض کے مشورون اور اکابر سلف رح کی تقریرون
کے مشابہ ہین جاننا چاہیے کہ یہ علما کبھی لوگون کو یہ مغالطہ دیتے ہین کہ ہماری غرض ان مناظرون سے
حق بات پر بحث کرنا ہے تاکہ حق کھل جاوی اسلیے کہ امر حق مطلوب ہے اور فکر کرنے مین ایک دوسری کی
مدد کرنی اور بہت سی رایون کا متفق ہو جانا مفید ہے اور صحابہ رض کی عادت بھی اپنی مشورون مین
اسی طرح کی تھی مثلا دادا کے ساتھہ مین بھائیون کے محروم ہونے کی صورت اور شرابخوری کی سزا
مین اور جب امام چوک جاوی تو اوسپر تاوان کے واجب ہونے مین جیسا اوس مسئلہ مین کہ کسی عورت
نے بباعث خوف حضرت عمر رض کے اپنا بچہ گرا دیا تھا اور اسی طرح مسائل فرائض وغیرہ مین اونکی مشوری
مشہور ہین اور جو خلاف کہ شافعی اور احمد اور محمد اور مالک اور ابو یوسف وغیرہم رحمہم اللہ سے
منقول ہی وہ بھی اسی بات کا ممد ہے اور ہم تمکو اس مغالطہ کی تہ بتائی دیتے ہین اور وہ یہ ہی کہ طلب حق پر
ایک دوسرے کی مدد چاہنی البتہ دین کی بات ہی مگر اوسکے لیے کئی شرطین اور علامتین ہین
اول یہ کہ جب یہ مناظرہ فرض کفایہ ہو تو جو شخص کہ فرض عین سے فراغت نہ کر چکے اوسکو اوسمین
مشغول ہونا نہ چاہیے اور جس شخص پر فرض عین ہو اور وہ فرض کفایہ مین مصروف ہو جاوے

ضرورت پڑتی تھی اسی لیے علما صرف علم آخرت ہی کے ہو رہے تھے اور کچھ شغل نہ رکھتے تھے اور فتاوی
اور خلق کے احکام دنیاوی کو ایک دوسرے پر ٹالتے تھے اور بہمہ ہمت متوجہ الی اللہ تھی چنانچہ
اونکی سیرتون سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جبکہ نوبت خلافت اون لوگون پر پونہچی تو بی استحقاق
خلافت اور بدون رسوخ علم فتاوی اور احکام کے حاکم ہو گئے تو اونکو چار ناچار فقہا سے مدد لینی اور
سب حالون مین اونکو ساتھ رکھنی کی ضرورت پڑی تاکہ جو حکم جاری کرین اون سے فتوی طلب کرین اور
اسوقت علمای تابعین مین سے وہ لوگ باقی تھے جو طرز اول قرن کے عادی اور دین خالص کے
ملازم تھے اور علمای سلف کے قدم بقدم چلتے تھے اسیلیے اونکا یہ حال تھا کہ اگر حکام اونکو بلاتے تھے
تو وہ بھاگتے تھے اور روگردانی کرتے تھے لہذا حکام کو اونکی طلب مین اصرار کرنا پڑا کہ عہدۂ قضا
اور حکومات دیوین پس اوسوقت کے لوگون نے جو علما کی عزت دیکھی کہ حاکم اور امام اور والی سب
انکی طرف متوجہ ہین اور یہ اونکو منہ نہین لگاتی تو علم کے حاصل کرنے پر متوجہ ہوئی تاکہ حاکمون کیطرف
سے عزت اور جاہ ملے اسی لیے علم فتاوی پر جھک پڑی اور اپنے آپ کو حاکمون کے سامنے
پیش کیا اور اونسے تعارف بہم پونہچا کر عہدے اور انعام لیے اور بعض تو پھر بھی محروم رہے
اور بعض مراد کو پونہچے جو مراد کو پونہچے وہ بھی طلب کی ذلت اور بدون بلائے جا کھڑی ہونے
کی خواری سے نہ بچے غرض کہ فقہا جو مطلوب رہا کرتے تھے اب طالب ہو گئی اور پیشتر جو سلاطین کو
منہ نہ لگاتے تھے اور عزت سے تھے اب اونکے پاس آنے سے ذلیل بنے مگر پھر بھی علمای دین
الٰہی مین سے جنکو توفیق عنایت ہوئی وہ ہر وقت مین اس ذلت سے محفوظ رہے۔ اور اوس
زمانے مین اکثر توجہ لوگون کی فتاوی اور مقدمون کے علم پر تھی اسیلیے کہ عہدون اور حکومتون
مین اسی کی بڑی ضرورت تھی۔ پھر اونکے بعد بعض رؤسا اور امرا ایسے ہوئے کہ اونھون نے
عقائد کے قواعد مین لوگون کی گفتگوئین سنین اور اسباب مین دلائل سننے کا اونکو شوق ہوا
جب لوگونکو معلوم ہوا کہ ان امرا کو رغبت علم کلام کے مناظرہ اور جھگڑنے کی ہے تو اوسی کا چرچا
شروع کر دیا اور اوسمین بہت سی تصنیفات کین اور طریق جھگڑنے کے نکالے اور طرف ثانی
کے اقوال پر اعتراضات کے ڈھنگ ایجاد کیے اور یہ خیال کیا کہ ہمکو دین الٰہی کی طرف سے
بری باتون کا دفع کرنا اور سنت کیطرف سی لڑنا اور بدعت کا استیصال کرنا منظور ہے جیسا اون سے
پیشتر کے فقہا کہتے تھے کہ ہماری غرض دین کے فتاوی کا اچھی طرح جاننا اور مسلمانون کی احکام کا
متکفل ہونا ہے اور اسمین خلق خدا پر شفقت اور اونکی خیر خواہی مد نظر ہے۔ پھر کچھ مدت بعد

شیطانوں سے بھی احتراز کرو کہ ان لوگوں نے بہکانے اور گمراہ کرنے مین بیشمار شیاطین جن کو راحت دیدی ہے۔ حاصل اس سب تقریر کا یہ ہے کہ تم جہان مین اپنے نفس کو خدای تعالے کے ساتھ اکیلا فرض کرلو اور جان لو کہ موت اور درپیشی اور حساب اور بہشت اور دوزخ سامنے ہین پھر تامل کرو کہ ان سامنے کی چیزون مین کونسی بات تمکو بکار آمد ہے اوسکو تو اختیار کرو اور اوسکے سوا سبکو ترک کردو والسلام

بعض مشائخ نے کسی عالم کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ جن علوم سے تم جھگڑا کیا کرتے تھے اور اوسکے باب مین مناظرے برروے کار لاتے تھے اونکا احوال کہو عالم نے اپنی ہتھیلی پھیلا کر اوسپر پھونک ماری اور کہا سب خاک کیطرح اوڑ گئے مجکو صرف دو رکعتین کام آئین جو رات کو مین نے ادا کین صرف وہی میری تھین۔ اور حدیث شریف مین ارشاد ہے مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ ثم قرء مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ اور ایک حدیث مین اس آیت کے معنون مین فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ یہ ارشاد ہے هُمْ أَهْلُ الْجَدَلِ الَّذِينَ عناهم الله تعالى بقوله واحذرهم أن يفتنوك اور بعض اکابر کا قول ہے کہ آخر زمانی مین کچھ لوگ ہون گے کہ عمل کا دروازہ اونپر بند کردیا جاویگا اور جدل کا دروازہ اونکے لیے کھل جاویگا اور بعض احادیث مین وارد ہے کہ تم کو ایسے زمانے مین ہو کہ اوسمین عمل کا الہام ہوا ہی اور عنقریب ایک قوم ایسی ہوگی کہ اونکے دلون مین جدل ڈالا جاویگا۔ اور حدیث مشہور مین وارد ہے أَبْغَضُ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ تَعَالَى الْأَلَدُّ الْخَصِمُ اور ایک روایت مین یون ہی کہ جس قوم کو گفتگو ملی وہ عمل سے روکدی گئی۔ اور علی بن بصیر حمصی اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے خلیل بن احمد کو بعد اونکی وفات کے خواب مین دیکھا اور کہا کہ ہمکو خلیل سے زیادہ کوئی عاقل نہین ملتا کہ اوس سے کچھ پوچھین خلیل نے فرمایا کہ جن بات مین ہم مصروف تھے اوسکا حال بھی تم نے معلوم کیا ہمکو تو سوای ان کلمات کے اور کوئی چیز مفید نہوئی سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ

چوتھی فصل اس ذکر مین کہ علم خلاف پر خلق کے متوجہ ہونے کا کیا سبب ہے اور مناظرہ کی آفتونکی تفصیل اور اوسکے جائز ہونے کی شرطون مین۔ اس فصل مین تین بیان ہین +

بیان اول علم خلاف پر لوگون کے متوجہ ہونے کے ذکر مین واضح ہو کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر خلافت کے متکفل خلفای راشدین مہدیین ہوئے یہ لوگ عالم بالسنہ تھے اور اوسکے احکام سمجھنے والے اور مقدمات کے فتاوی کے ماہر اسی جہت سے ان لوگون کو فقیہون سے مدد لینے کی بہت ہی کم حاجت ہوتی تھی فقط ایسے معاملات مین کہ جنمین مشورہ سے گریز نہ تھا کسی

بعض علماء نے کہا ہے کہ ابلیس نے کہا کہ مجھکو آدمی کے ساتھ ایسا کرنا ہے کہ جب وہ غصہ مین ہو تو اوسکے سر پر پیشاب کردون۔ پھر اوسنے بندر کی شکل اختیار کی اور اوسکے سر پر پیشاب کیا پھر آدمی کی شکل اختیار کرکے کہا کہ تو نے میرے ساتھ ایسا کیا ہے کہ جب تو غصہ مین ہو تو تیرے سر پر پیشاب کردون۔ پھر آدمی ن

پیروی کے راست نہین ہوتا اور پیروی پر میل لوگون کا بدون تعصب اور طرف ثانی کے لعن و دشنام کی
نہین آتا اسلیے علمانے تعصب کو اپنی عادت اور حربہ ٹھہرالیا ہے اور کہتے ہین کہ ہم دین کی
حفاظت کرتے ہین اور مسلمانون کی طرف سے لڑتے ہین اور واقع مین اس صورت سے خلق کی بربادی
اور نفسون مین بدعت کا جم جانا حاصل ہے - اور امور خلافی جو ان پچھلے زمانون مین ایجاد
ہوئے ہین اور اونمین وہ تحریرین اور تصنیفین اور مناظرے نکلے ہین کہ ویسی کبھی زمانہ سلف مین نتھے
تو اونکے تم گرد بھی مت پھرنا اور اونسے ایسی طرح بچنا جیسے زہر قاتل سے اسلیے کہ وہ مرض
لاعلاج ہے وہی روگ ہی جسنے تمام فقیہون کو آپس کی حرص اور مباہات مین مبتلا کر دیا ہے
چنانچہ عنقریب اونکے آفات اور غوائل ہم بیان کرین گے - اور کبھی اس تقریر کو کوئی
ویسا ہی عالم سنتا ہے تو کہتا ہے کہ جس شخص کو کوئی بات نہین آتی وہ اوسکا دشمن ہوا کرتا ہے
تو تم کو اس کہنی سے یہ گمان نہو کہ ہم بھی اس علم سے ناواقف ہین بلکہ تم نے تو اس فن مین ایک عمر
تلف کی اور تصنیف اور تحقیق اور جدال اور بیان مین اول لوگون پر گوی سبقت لی گئے مگر پھر
اللہ تعالے نے ہمکو راہ راست الہام کیا اور اس فن کے عیب پر مطلع فرمایا تب ہم اوسکو ترک
کرکے اپنے نفس کی فکر مین مشغول ہوئے اس نظر سے تمکو نصیحت ہماری قبول کرنی چاہیے کہ تجربہ کار کا
کہنا ٹھیک ہی اور اگر کوئی یون کہے کہ فتوی شریعت کا رکن ہے اور اوسکی علتین بدون علم خلاف کے
معلوم نہین ہوتین اسلیے انکا جاننا ضروری ہی تو اس قول سی تم مغالطہ مین نہ آنا کیونکہ مذہب کی
علتین خود مذہب مین مذکور ہین اون سے جو باتین زائد ہین وہ مفت کے جھگڑی ہین کہ قرن
اول کے لوگ اور صحابہ رض اونکو نہ جانتے تھے حالانکہ اورون کی نسبت کر علم فتوی کو زیادہ جانتے تھے
بلکہ یہ علتین قطع نظر اس سے کہ علم مذہب مین کچھہ مفید نہین فقہ کے مزہ کو خراب کرتی ہین اور ضرر
پونہچاتی ہین اسلیے کہ جس شخص کی لیے مفتی کا فکر شاہد ہو جاتا ہی تو اگر مفتی کی طبیعت مین ذوق
صحیح فقہ کا ہوتا ہے تو اکثر ایسا ہی ہوتا ہی کہ اوس سے جدل کی شرطون کے بموجب حکم کا اجرا نہین ہو سکتا
اور جس شخص کی طبیعت جدل کی رسمون کی عادی ہوتی ہی اوسکا ذہن جدل کی مقتضیات کو مانتا ہے
اور فقہ کے ذوق کے ماننے سے پہلو تہی کرتا ہے - اور اس فن مین وہی لوگ مشغول ہوتے ہین جنکو
شہرت اور جاہ کی طلب ہوتی ہی اور بہانہ یہ کرتے ہین کہ ہم مذہب معتبر کی علتین تلاش کرتی ہین
حالانکہ بعض اوقات ساری عمر گذر جاتی ہے اور اونکی ہمت مذہب کے جاننے پر مصروف نہین ہوتی
علتون ہی مین بسر ہو جاتی ہی اس لیے تمکو چاہیے کہ جن کے شیطانون سے بھی بچو اور انسانونکے

نکال سکو اور متوسط درجہ یہ ہے کہ جتنی کتابین حدیث کی صحیح ہین اون سبکو صحیحین کے ساتھہ پڑھ لو
اور درجہ کمال یہ ہے کہ جو کچھہ حدیثین منقول ہون خواہ ضعیف ہون یا قوی اور صحیح ہون یا معلل
سبکو پڑھو اور اوستاد کے بہت سی طریق اور راویون کی حالات اور اونکی نام اور اوصاف معلوم کرو
اور فقہ مین مقدار کفایت اسقدر ہے کہ جیسے مختصر مزنی رح کی ہی جسکو ہمنے خلاصۃ المختصر مین لکھا
ہی اور متوسط وہ ہی جو مختصر کی تین گنی ہو یعنی اتنی بڑی ہو جتنی بڑی ہماری کتاب فقہ کی وسیط ہی
اور درجہ غایت اوسکو سمجھو جو ہم نے بسیط مین لکھا ہی مع اور بڑی بڑی کتابون کے۔ اور علم
کلام کا مقصود صرف اتنا ہی کہ جو عقیدے اہل سنت نے سلف صالحین سے نقل کیے ہین وہ محفوظ
رہین اور کچھہ مطلب نہین اور اگر ہے تو امور کے حقائق کا کشف ہو جانا بدون طریق کشف کے
اوس سی کچھہ غرض متعلق نہین ہان مقصود حفظ سنت کے لیے مقدار کافی علم کلام کی ضرور ہونی چاہیے
اور وہ ایک مختصر رسالہ عقائد سے ہو سکتی ہے جسکے مضمونکو باب قواعد العقائد اس جلد کا حاوی ہے
اور متوسط درجہ کی مقدار یہ ہی کہ سو ورق کا رسالہ ہو جیسا کہ ہمنے کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد
لکھی ہے اور حاجت علم کلام کی اسوجہ سے ہے کہ اوس سی بدعتی کا مناظرہ کیا جاوی اور اوسکی
بدعت کو ابتر کر کے عامی کی دل مین سے نکال دیا جاوی اور یہ بات صرف عوام ہی کے ساتھہ
مین کارآمد ہے بشرطے کہ اونکو تعصب نہ بڑھگیا ہو ورنہ بدعتی اگر تھوڑا سا بھی مناظرہ جان جاتا ہے
تو کم ایسا ہوتا ہے کہ اوسکو کلام مفید ہو کیونکہ اگر اوسکو تقریر مین ساکت بھی کر دو تب بھی اپنا
مذہب نچھوڑے گا اور اپنے نفس کو ناقص سمجھکر فرض کرے گا کہ اسبات کا جواب ضرور ہوگا مگر
مجکو نہین آتا طرف ثانی مجکو مغالطہ دیتا ہے اور قوت مناظرہ سے حق کو مشتبہ کیے ڈالتا ہے
اور عامی کا حال یہ ہوتا ہے کہ اگر ذرا سی تقریر مین حق سی منحرف ہو جاتا ہی تو اوسی قدر تقریر مین
پھر درست ہو سکتا ہی بشرطیکہ تعصب نہ بڑھگیا ہو اور اگر تعصب اور اپنی چاو کی پیچ پر آجاوی گا تو پھر
عامی سے بھی ناامیدی ہو جاتی ہی اسلیے کہ پیچ بیموقع کرنی نفسون مین عقیدون کو پختہ کر دیتی ہے
اور یہ آفت بڑے علما مین ہی کہ حق کے لیے تعصب مین مبالغہ کرتے ہین اور مخالفین کو
بچشم حقارت دیکھتے ہین اور اسکا انجام یہ ہوتا ہی کہ وہ لوگ بھی مکافات اور مقابلہ پر آمادہ ہوتے ہین
اور باطل کی مدد زیادہ کرتے ہین اور جس چیز کا اونپر الزام لگایا جاتا ہی اوسکو خوب مضبوطی سی تمسک
کرتی ہین اگر حضرات علما براہ مہر و رحمت اور خیر خواہی کے اونکو خلوت مین نصیحت کر دیتی اور تعصب
اور حقارت کے موقع سے قطع نظر کرتے تو غالبا کامیاب ہوتے لیکن چونکہ جاہ بدون لوگونکی

مصیبت سے چھڑاوی تو بھلا اوس سے بڑھکر کون احمق ہوگا کہ اپنی جان کا فکر تو نکرے
دوسرے کے لیے بیفائدہ کاوش کرے - اور اگر تمکو اپنی نفس کی صفائی سے فراغت ملے
اور ظاہر اور باطن کے گناہ چھوڑنے پر قدرت ہوجاوے اور یہ امر ایک عادت دائمی کی طور پر
تم مین حاصل ہوجاوی اور ایسا ہونا کچھہ بعید نہین تو اوسوقت البتہ فروض کفایہ مین مشغول ہونا چاہیے
اور اوسمین ترتیب اور درجہ کا لحاظ رکھنا چاہیے یعنی اول کلام مجید پھر حدیث شریف پھر علم تفسیر
اور علوم قرآنی ناسخ اور منسوخ اور مفصول او موصول اور محکم اور متشابہ پہچاننے کے اور اسیطرح
حدیث کے علوم سیکھنے چاہیین پھر انکے فروع مین مشغول ہونا یعنے علم فقہ کے مذہب معتبرہ جاننا
چاہیے نہ خلاف کو پھر اصول فقہ کو اور اسی طرح باقی اور علمون کو جہانتک کہ عمر مین گنجائش ہو
اور وقت یاری دی مگر اپنی عمر کو ایک فن خاص مین اور مستغرق مت کرو اس لحاظ سے کہ اوسمین کمال
پیدا کرو اسلیے کہ علوم بہت ہین اور عمر تھوڑی اور یہ علوم دوسرے مقصود کے لیے آلات اور
مقدمات ہین خود مطلوب بالذات نہین اور جو چیز کہ غیر کے لیے مطلوب ہوتی ہی اوسمین یہ نہین چاہیے کہ
اصل مقصود بھلا دیا جاوی اور ذریعہ کی کثرت کیجاوی - پس علم لغت مروج سی اوسی قدر پر اکتفا کرو
جس سے کہ تم عربی زبان کو سمجھہ سکو اور بول سکو اور جو لغت کم رائج ہون اونمین سی اسقدر جان لو
کہ قرآن اور حدیث کے سب الفاظ پر وقوف ہوجاوی اس سے زیادہ مین خوض کرنا کچھہ ضرور
نہین اسی طرح نحو سے اوسیقدر پر اکتفا کرو جو قرآن اور حدیث کی متعلق ہو اور جیسا کہ اوپر مذکور
ہوا کہ علم کے تین مراتب ہین ایک بقدر کفایت دوم متوسط سوم درجہ کمال تو ہم حدیث اور تفسیر
اور فقہ اور کلام مین ان تینون مراتب کو بتائے دیتے ہین تاکہ اور علوم کو تم انھین پر قیاس کرلو
پس علم تفسیر مین مقدار کفایت یہ ہی کہ حجم قرآن کی دونی ہو جیسے علی واحدی نیشاپوری کی
تفسیر ہے جسکا نام وجیز ہے اور متوسط درجہ یہ ہے کہ قرآن کی حجم سے تگنی ہو جیسے تفسیر نیشاپوری
جسکو وسیط کہتے ہین اور درجہ کمال اس سی زائد ہے جسکی کچھہ حاجت نہین اور عمر بھر تک اوسکا
انجام بھی نہین ہوتا - اور حدیث مین مقدار کفایت یہ ہی کہ مضمون بخاری اور مسلم کا کسی
شخص فاضل اور متن حدیث کے واقف سے سمجھہ لو اور راویون کے نام کا یاد کرنا ضرور نہین
اسلیے کہ یہ کام تم سے پہلے لوگ کرچکے ہین اور سب کچھہ لکھہ گئی ہین تمکو اتنا ہی چاہیے کہ
اونکی کتابونکو معتبر سمجھو اور یہ بھی تمپر لازم نہین کہ بخاری اور مسلم کے الفاظ حدیث کو حفظ کرو
بلکہ اسطرح تحصیل کرو کہ ضرورت کے وقت جس مسئلہ کی ضرورت تمکو پڑے اون مین سے

کہ اپنی نفس کی اصلاح سے پیشتر دوسرے کی اصلاح مین مشغول ہوا ہے اگر تمکو اپنے نفس کا دھندا کرنا ہو
تب تو اوسی علم مین مشغول ہو جو تمپر فرض عین بحسب اقتضای حالات ہوتا جاوی اور جو اعمال
ظاہر کے متعلق ہو مثلا نماز اور روزہ اور طہارت لیکن بڑا ضروری اور اہم جسکو سب لوگون نے
چھوڑ رکھا ہی وہ دل کی صفتون کا علم ہی اور یہ کاون مین ہی کونسی اچھی ہی اور کونسی بری اسواسطے کہ کوئی آدمی
ایسا نہین جو بری صفتون سے مبرا ہو اور حرص اور حسد اور ریا اور کبر اور عجب وغیرہ اوسکے اندر
نہون اور یہ صفات سب ہلاک کرنے والے ہین اور اونکو ویسے ہی چھوڑ دینا اور صرف اعمال
ظاہری مین مشغول رہنا ایسا ہے کہ آدمی خارش یا پھوڑون کی تکلیف مین ظاہر بدن پر لیپ
کرے اور اندر کا مواد فصد اور سینگی سے نکالنے مین سستی کرے۔ اور نام کے علما اور کٹھ ملا
اعمال ظاہری ہی بتاتے ہین جیسے سڑکون پر طبیب ظاہر بدن پر لیپ کرنے کو کہتے ہین اور
آخرت کے علما بجز باطن کی صفائی اور دور کرنے مواد شر کے اس طرح کہ اونکی جڑین اوکھاڑ
ڈالی جاوین اور کچھ نہین بتاتے اور اونکی جڑین دل کے اندر ہین۔ اور اکثر لوگ جو اعمال
ظاہر ہی کے پابند ہین اور دلون کی صفائی نہین کرتے اوسکی وجہ یہ ہی کہ ظاہر اعضا کے
اعمال آسان پڑتے ہین اور دل کے اعمال مشکل جیسے کوئی شخص کڑوی اور بدمزہ دوا پینے کو
سخت جانکر ظاہر بدن پر لیپ کر لیتا ہی اور اسی درد سری مین مبتلا رہتا ہے اور مواد بڑھتا
جاتا ہے اور اوسکی سبب سے اور روگ ہوتے جاتے ہین۔ پس اگر تمکو قصد آخرت اور
طلب نجات اور ہلاک ابدی سے گریز منظور ہے تو باطن کے روگون اور اونکے علاج کے
علم مین مشغول ہو جس طرح ہمنے جلد ثالث مین اوسکی تفصیل کی ہی اسکے جاننے سے تم اون
عمدہ مقامات پر بالضرور پہونچ جاؤگے جو جلد چہارم مین مذکور ہین کیونکہ دل جب بری
بات سے خالی ہوتا ہے تو اچھی بات سے بھرتا ہے اور زمین جب گھاس سے نولائی جاتی ہی
تب اوسمین کھیتی اور چمن کی بہار ہوتی ہی اور جبتک تمکو اس فرض عین سے فراغت نہو تبتک
فرض کفایہ مین مصروف نہو خصوص اوسوقت مین کہ کوئی دوسرا اوسکو جانتا ہو اور تعمیل کرتا ہو
اسلیے کہ جو شخص اپنی جان کو ہلاک کرے اسلیے کہ دوسرے کی اصلاح شاید ہو جاوی تو وہ بیوقوف ہے
مثلا اگر سانپ اور بچھو کسی کے کپڑون مین گھسے ہوئے ہون اور اوسکے قتل کے درپے ہون
اور وہ ایک پنکھا ڈھونڈھتا پھرتا ہو جس سے کہ دوسرے کی مکھی دور کرے اور وہ دوسرا
ایسا ہو کہ اگر سانپ اور بچھو اول کو درد و رنج پونہچاوین تو وہ اوسکے کام نہ آوے اور نہ اونکی

معصیت

میانہ روی اچھی متصور ہوتی ہے جیسے مال کا دنیا کہ اسراف قابل تعریف نہین گو وہ بھی خرچ کرنا ہے
جیسے شجاعت کہ تہور کی تعریف نہین اگرچہ وہ بھی شجاعت کی جنس ہے اسی طرح علم کا حال ہے اوسکی
اول قسم جو تھوڑا ہو یا بہت برا ہی گنا جاوی ایسا علم ہے کہ جسمین نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا یا اوسکا
نقصان بہ نسبت فائدہ کے زیادہ ہو جیسے علم سحر اور طلسمات اور نجوم ہین کہ بعضون مین تو کچھ
فائدہ نہین اور عمر سی نفیس چیز جو عمدہ سرمایۂ انسانی ہے اوسمین صرف کرنی مفت برباد کرنی ہی اور
نفیس چیزون کا برباد کرنا برا ہے اور بعض ایسے ہین کہ بہ نسبت اوس فائدے کے جو اوس علم سے
متصور ہوتا ہے یعنے دنیاوی حاجت کبھی کوئی نکل جاتی ہی اونکا نقصان زائد ہوتا ہی بلکہ وہ فائدہ
بہ نسبت نقصان کے ہیچ معلوم ہوتا ہے۔ اور جو علم اس سرے سے اوس سرے تک اچھا
ہی ہے وہ علم خدای تعالے کی معرفت اور اوسکے صفات اور افعال کا اور خلق مین اوسکی
عادت جاری کا اور دنیا پر آخرت کی ترجیح کی حکمت کا ہے اسلیے کہ یہی علم مطلوب بالذات
اور وسیلۂ سعادت اخروی ہی اور اسمین جسقدر کوشش کیجاوی وہ مقدار واجب سی کم ہی ہوگی کیونکہ
یہ دریا وہ ہے جسکی تھاہ نہین معلوم ہوتی تمام گھومنے والے اسکے کنارون پر ہی پھرتی ہین جتنا
جس سے ہو سکتا ہی وتنی گردش کرتا ہے اوسکے اندر بجز انبیا اور اولیا اور مضبوط عالمون کے
اور کوئی نہین جاتا وہ البتہ موافق اختلاف اپنے درجون اور قوتون کے جسقدر کہ تقدیر
الٰہی نے اونکے حق مین لکھدیا ہی اوسمین خوض کرتے ہین یہ وہی علم پوشیدہ ہے کہ کتابون مین
لکھا نہین جاتا۔ اس علم پر تنبیہ ہو جانے کے لیے علم سیکھنا اور علمای آخرت کی حالات دیکھنے
مفید ہوتے ہین یہ تو ابتدا مین چاہیے اور انجام کے لیے اس علم پر مدد مجاہدہ اور ریاضت اور
قلب کے صاف کرنے اور دنیا کے علاقون سے اوسکو خالی کرنے اور دنیا مین انبیا اور اولیا کے
مشابہت پیدا کرنے سے ملتی ہی جو کوئی اس علم کے لیے اسطرح سعی کرے گا تو اوسکو جتنا اوسکے
نصیب مین ہے ملجاوی گا بقدر کوشش نہین ملیگا ہان مجاہدہ کی حاجت اسمین ضرور ہی بدون مجاہدہ
کچھ نہین ہوتا کہ ہدایت کی کنجی سوا اوسکے اور کوئی نہین۔ اور تیسری طرح کی علوم جو ایک مقدار
خاص تک اچھے ہین وہ وہ ہین جنکو ہم فروض کفایہ مین لکھ آئے ہین کہ اونمین ہر علم کے تین درجے
ہین ایک بقدر کفایت وحاجت وہ تو ادنے ہے اور ایک متوسط اور ایک متوسط سے زائد کہ آخر
عمر تک اوسکی انتہا نہو تو آدمی کو چاہیے کہ دو باتون مین سے ایک اختیار کرے یا تو اپنی نفس کا
فکر کرے یا جب اپنے نفس سے فارغ ہو جاوی تو دوسرے کا فکر کرے مگر ایسا ہرگز نہ کرے

الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے باب میں فرمایا کہ حکمت کا ایک کلمہ اگر آدمی سیکھے تو اوسکے حق میں دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اب تامل کرو کہ پہلے حکمت کیا تھی اور بالفعل کسطرف منقول ہوگئی اور اسی پر باقی الفاظ کو قیاس کرلو اور علماء بد کے دھوکے اور فریب میں نہ آؤ اسلیے کہ دین پر اونکی خرابی بہ نسبت شیطانوں کے بڑھکر ہے کیونکہ شیطان اونھیں کے ذریعہ سے لوگوں کے دلوں میں سے دین کو نکالتے ہیں اور اوسی وجہ سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسیٔ نے سوال کیا کہ بدترین خلق کون ہیں تو آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ الٰہی مغفرت کر یہانتک کہ مکرر پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ علماے بد ہیں۔ پس اچھے اور برے علم کو تم جان چکے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ دونوں ایک دوسری میں کس وجہ سے ملتبس ہوجاتے ہیں تو اب تمھیں اختیار ہے کہ اپنے نفس کی بھلائی چاہو تو سلف کا اقتدا کرو اور اگر چاہو غریب میں گرا چاہو تو پچھلوں کی مشابہت اختیار کرو جتنے علوم کہ سلف کو پسند تھے وہ مٹ گئے اور جنپر کہ اب لوگ اونھیں مزہ کرتے ہیں وہ اکثر بدعت اور نو پیدا ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بجا ہے کہ بدأ الاسلام غریبا وسیعود غریبا کما بدأ فطوبی للغرباء فقیل ومن الغرباء قال الذین یصلحون ما افسد الناس من سنتی والذین یحیون ما اماتوہ من سنتی اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ لوگ اوس چیز پر تمسک رکھنے والے ہونگے جسپر تم آج تمسک ہو اور ایک اور حدیث ہے کہ غربا کمتر نیکبخت لوگ ہیں بہت سے لوگوں میں اور خلق میں اون سے بغض رکھنے والے بہت ہوتے ہیں بہ نسبت دوستی رکھنے والوں کے اور یہ علوم اس طرح کے غریب ہوگئے کہ جو کوئی انکا ذکر کرتا ہے اوسکے لوگ دشمن ہوجاتے ہیں اور اسی لیے سفیان ثوری رح نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی عالم کے دوست بہت دیکھو تو جان لو کہ وہ حق کو باطل کے ساتھ ملانے والا ہے اسواسطے کہ اگر حق ہی کہتا تو لوگ اوس سے عداوت رکھتے تیسرا بیان عمدہ علموں میں سے مقدار محمود کے ذکر میں۔ واضح ہو کہ علم اس اعتبار سے تین قسم پر ہے ایک تو وہ کہ اوسمیں ہی تھوڑا اور بہت برا ہی ہو دوم وہ کہ اوسکا قلیل اور کثیر اچھا ہو اور جسقدر بہت ہووے اوسی قدر بہتر اور عمدہ ہے سوم وہ کہ اوسمیں سے بقدر کفایت تو اچھا ہو اور مقدار کافی سے زائد قابل تعریف نہو اور یہ تینوں قسمیں مثل بدن کے حالات کے ہیں کہ اونمیں سے بعض حالت خواہ تھوڑی ہو یا بہت اچھی گنی جاتی ہے جیسے تندرستی اور خوبصورتی اور بعض حالت بری گنی جاتی ہے کم ہو یا زیادہ جیسے بدصورتی اور بدخلقی اور بعض حالتیں ایسی ہیں کہ اون میں

نفس کا ہیں کذا فی

کذا فی النسخۃ الصحیحۃ ۱۲

۳ اسلام شروع بھی ہوا غریب سے تھا اور غریب تنہا ہی ہوجاتی کا جیسا شروع ہوا ویسا ہی ہوگا پس خوشخبری ہو اوسکے لیے کہ کسی زمانہ میں اوسکو پوچھا کہ غربا کون ہیں اسنے فرمایا جو اصلاح کرتے ہیں میری سنت کی کہ اوسکو لوگوں نے بگاڑ دیا ہو اور جس سنت کو لوگوں نے قائم کردیا ہو اوسکو قائم کرتے ہیں ۱۲ منہ

۵ اجھورا کہتے ہیں ۱۲ منہ

ابن عمر وہی راوی ہے ۱۲ منہ

ابن لہیعہ ۱۲

حدیث مین ارشاد ہے مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ اس کی مراد بھی کچھ اسی طرح کی تاویل کرنے سے ہے یعنی آدمی کی غرض اور رای ایک امر کی ثابت اور مقرر کرنے کی ہو اور اوس غرض کے ثبوت کے لیے قرآن کو شاہد بنالے اور اوسکے لفظون سے اپنی غرض نکالے بدون اسکے کہ کوئی دلالت لفظی لغت کی راہ سے یا دلالت نقلی موجود ہو اور اس حدیث سے کوئی یہ نسمجھے کہ قرآن کی تفسیر استنباط اور فکر سے کرنی نہ چاہیے اسلیے کہ بہت سی آیتین ہین جنمین صحابہ رض اور مفسرین سے پانچ اور چھ اور سات معنی منقول ہین اور معلوم ہے کہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہوئے نہین کیونکہ وہ معانی بعض اوقات ایکدوسرے کے ضد ہوتے ہین کہ جمع نہین ہوسکتے تو ضرور ہے کہ فہم کی خوبی اور طول فکر سے نکلے ہونگے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رض کو فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ اور جو شخص طامات والون مین کا اس جیسے تاویلات کو درست کہتا ہے باوجودیکہ اوسے معلوم ہے کہ یہ معنی ان لفظون سے مقصود نہین اور پھر کہتا ہے کہ میرا ارادہ ان سے لوگون کو خدای تعالے کیطرف بلانے کا ہی تو اوسکی مثال ایسی ہین جیسے کوئی ایسے امر مین جو واقع مین حق ہو مگر شریعت مین اوسکا ذکر نہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی حدیث بنادی یا ہر ایک مسئلہ مین کہ حق سمجھے ایک حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے موضوع کرلی تو یہ امر ظلم اور گمراہی اور اس حدیث شریف کے مضمون مین داخل ہوتا ہے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ بلکہ الفاظ کی تاویل کرنی اس سے بھی بڑھکر ہے اسلیے کہ اوس نے تو الفاظ کا اعتبار ہی بیکار ہوتا ہے اور قرآن کے سمجھنے اور اوس سے فائدہ لینے کے طریق کو بالکل برہم کرتا ہے۔ اب تمکو معلوم ہوا کہ شیطان نے لوگون کے ارادہ کو اچھے علمون کی طرف سے کس طرح بری علمون کی طرف پھیر دیا اور یہ ساری باتین علمای بد کے نام بدلنے کی بدولت ہین پس اگر تم اونکا اتباع صرف شہرت کی اعتبار پر کروگے اور جو معانی کہ اول قرن مین معروف تھے اونکی طرف توجہ نکروگے تو تمھارا حال وہ ہوگا کہ حکمت کے سبب سے شرف کی طلب مین کسی نام کے حکیم کا اس زمانہ مین اتباع کرو اور یہ خبر نہو کہ حکمت پہلے کیا تھی اور اب کیا ہے پانچوان لفظ حکمت ہے کہ حکیم کا لفظ اب طبیب اور شاعر اور منجم پر بولتے ہین بلکہ جو شخص سرکون پر عوام کے ہاتھون مین قرعہ ڈالتا ہے اوسکو بھی حکیم کہتے ہین حالانکہ حکمت وہ ہی جسکی خدای تعالے تعریف بیان فرماتا ہے يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ

جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رای کے موافق کرے اور اوس کو اپنا مذہب ٹھہرالے ۱۲

اور معنی بیان کرے ۱۲

جھوٹی حدیث بنادی ۱۲

جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رای سے کرے ۱۲

بخاری و مسلم ۱۲

اور جسکو بہت تھوڑی سمجھ ہے

تو اس سے الفاظ پر اعتماد جاتا رہے گا اور اوس سے کلام خدا اور کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نفع ساقط ہوگا کیونکہ جو کچھ لفظون سے سمجھا جاتا ہے اوسپر تو اعتماد نرہا اور باطن سب کا ایک طرح کا نہین ہوتا اور سیمین خطرے ایک دوسرے کے خلاف ہوا کرتے ہین اور مختلف طور پر الفاظ کو ڈھال سکتے ہین یہ امر بھی بڑے عام بدعتون مین سے ہے جنکا ضرر زیادہ ہوتا ہی اور طامات والے انکا مقصود ایک امر غریب نکالنا ہی اسلیے کہ غریب کی طرف نفس مائل ہوتا ہے اور اوس سے لذت پاتا ہے اس تدبیر سے باطنیہ فرقے نے ساری شریعت کو برباد کردیا کہ ظاہر الفاظ کو تاویلین کرکے اپنی رای کے موافق بنالیا چنانچہ اونکے مذہب ہم نے کتاب مستظہری مین جو اس فرقہ کے رد مین بنائی ہے لکھے ہین ۔ اور طامات والون کی تاویل کرنے کی یہ مثال ہے کہ بعض اس آیت کے معنے اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى یون کہتے ہین کہ اس مین اشارہ دل کی طرف ہی اور فرعون سے مراد وہی ہے اور سرکش بھی ہر ایک انسان پر وہی ہے اور وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ کے معنی یہ کہتے ہین کہ بحر خدای تعالے کے جس چیز پر بھروسا اور اعتماد ہو اوسکو ڈالدینا چاہیے اور اس حدیث مین کہ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِى السَّحُوْرِ بَرَكَةً یہ کہتے ہین کہ مراد سحر کے وقت استغفار سے ہے اور اسی طرح تاویلات کرتے ہین یہانتک کہ قرآن کو اول سے آخر تک ظاہری معنی اور اوس تفسیر سے جو حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے علما سے منقول ہے بدلدیتے ہین اور ان تاویلون سے بعض کا باطل ہونا تو یقینا معلوم ہوجاتا ہے مثلاً فرعون سے دل کو مراد لینا اس لیے کہ فرعون ایک شخص محسوس تھا کہ اوسکا ہونا اور حضرت موسیٰؑ کا اوسکو اسلام کیطرف بلانا متواتر ہمکو پونچا ہے اور جیسے ابوجہل اور ابولہب وغیرہما کافرون مین سے کہ موجود شخص تھے اور شیطانون اور فرشتون مین سے نہ تھے جو جس سے معلوم نہین ہوتے تاکہ اون لفظون کو ڈھال لیا جاوے ایسا ہی حال سحر کے لفظ سے استغفار مراد لینے کا ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانا اوسوقت نوش فرماتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ هَلُمُّوْا اِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ یعنی اس برکت والے کھانے کیطرف آؤ تو اس طرح کی تاویلین خبر متواتر اور جس سے باطل ٹھہرتی ہین اور بعضی تاویلین غلبۂ ظن سے معلوم ہوتی ہین اور وہ ایسے امور مین کہ حواس یعنی دیکھنے وغیرہ سے متعلق نہون بہرحال یہ سب تاویلین حرام اور گمراہی اور لوگون کے دین کا خراب کرنا ہین اور ائمہ مین سے کچھ بھی نہ صحابہ رضؓ سے منقول ہوا نہ تابعین سے نہ حضرت حسن بصری رضؒ سے باوجودی کہ وہ خلق کو اسلام کیطرف بلاتے اور اونکو نصیحت کرنے کے عاشق تھے اور یہ جو

تل جاطرف فرعون کے گھوڑے سر اور ٹھایا ۱۲ سحر کھاؤ کہ سحر کھانے مین برکت ہے ۱۲ ابوداؤد نسائی بروایت عوبائل بن سارہ ۱۲

حکایت ہی جاننا چاہیے تھا۔ دوسری قسم شطح کی وہ کلمات ہین کہ سمجھہ مین نہ آوین ظاہر کے تو اب جھوٹے ہون اور اونکے معانی ہولناک اور فائدہ کسی طرحکا اونسے متعلق نہو اور یہ کلمات یا تو خود کہنے والے کے بھی سمجھہ مین نہین آتے بلکہ اپنی عقل کے خبط اور خیال کی پریشانی کی باعث کہتا ہے اور اس خبط کی وجہ یہ ہی کہ جو کلام اوسکے کان مین پڑتا ہی اوسکے معنے کم یاد کرتا ہے اور اکثر تو ایسا ہی ہے یا خود تو سمجھتا ہے لیکن اونکو دوسرون کو نہین سمجھا سکتا اور ایسی عبارت نہین بنا سکتا جس سے لوسکا مافی الضمیر معلوم ہو اس جہت سے کہ علم کی مہارت کم ہی اور طریق معانی کو الفاظ مین ادا کرنے کا نہین سیکھتا اور اس طرحکے کلام سے کچھہ فائدہ نہین بجز اسکے کہ دلونکو پریشان اور عقلون اور وہمون کو حیران کری یا اوس سے وہ معنی سمجھہ لیے جاوین جو اوس سے مقصود نہین اور اس صورت مین ہر ایک شخص اوسکو اپنی خواہش اور طبیعت کے بموجب سمجھے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی تم مین سے کسی قوم سے ایسی حدیث بیان کرے گا جسکو وہ نہ سمجھین تو وہ اونپر ایک بلا ہوگی اور فرمایا لوگون سے وہ باتین کرو جنکو وہ جانتے ہون اور جنکو نجانتے ہون اونکا ذکر نکرو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالے اور اوسکے رسول کی تکذیب ہو اور یہ ایسے کلام کے باب مین ہے کہ کہنا والا تو اوسکو سمجھتا ہو مگر سننے والے کی عقل اوسکو نہ پہونچتی ہو کہ ایسے کلام کا کہنا جائز نہوگا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جس کلام کو خود کہنے والا بھی نہ سمجھے اوسکو کہنا کیسے درست ہوگا۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ حکمت ایسے لوگون کو مت سناؤ جو اوسکے لائق نہون ورنہ حکمت پر تمھاری زیادتی ہوگی اور جو اوسکے اہل ہون اونسے حکمت کو مت روکو کہ اونپر ظلم ہوگا اپنا حال نرم دل طبیب کی طرح کرلو کہ جہان مرض دیکھے وہان دوا لگاوی اور ایک روایت مین یون ہی کہ جو شخص حکمت نااہلون مین بیان کری وہ جاہل ہے اور جو حکمت کے اہل سے اوسکو روکے وہ ظلم کرتا ہے حکمت کا ایک حق ہے اور کچھہ لوگ اوسکے اہل ہین پس ہر ایک اہل حق کو اوسکا حق دینا چاہیے۔ اور طامات مین وہ امور بھی داخل ہین جو ہمنے شطح مین ذکر کیے ہین اور ایک امر اونکے علاوہ ہی کہ وہ خاص طامات مین ہے یعنے شریعت کے ظاہر الفاظ سے جو مراد مفہوم ہوتی ہے اوسکو نہ لینا اور اون سے امور باطنی ایسے نکالنے کہ ذہن مین اونکا فائدہ نہ آتا ہو جیسے فرقہ باطنیہ قرآن مجید مین تاویلین کرتے ہین تو یہ بھی حرام ہے اور اوسکا نقصان بہت زیادہ ہی اسلیے کہ جب الفاظ کی ظاہری معنے بدون دلیل نقلی شارع کے اور بدون کسی حاجت و ضرورت عقلی کے چھوڑ دیے گئے

ساتھ کوئی اور نہو تو ایسے لوگون کے حق مین وہ شعر ضرر نہین کرتا جو ظاہر مین خلق کی طرف معلوم ہوتا ہو اسلیے کہ سننے والا جو کچھ سنتا ہے اوسکو اوسی چیز پر ڈھال لیتا ہے جو اوسکے دل پر غالب ہوتی ہے چنانچہ اسکی تحقیق باب السماع مین مذکور ہوگی اور اسی وجہ سے حضرت جنید بغدادی رح کچھ اوپر دس آدمیون مین وعظ کہا کرتے اور اگر زیادہ ہوتے تو کچھ نہ کہتے اور اونکی مجلس مین کبھی پورے بیس آدمی نہوے اور ایکبار ابن سالم کے مکان کے دروازے پر کچھ لوگ جمع ہوے اونسے کسی نے کہا کہ آپ بیان فرمائیے آپ کے یار موجود ہون اونھون نے فرمایا کہ یہ میرے یار نہین یہ تو مجلس کے لوگ ہین میرے اصحاب خاص لوگ ہین اور شبلی سے ہماری غرض کلام کی اون دو قسمون سے ہے جسکو بعض صوفیون نے گڑھا ہے ایک تو عشق الٰہی مین اور وصال ہونے مین بڑی بڑی جھوٹی دعوی جسکے بعد اعمال ظاہری کی کچھ حاجت نرہی یہانتک کہ بعض لوگ اتحاد کا دعوے کرنے لگتے ہین اور کہتے ہین کہ حجاب اوٹھ گیا اور دیدار کا مشاہدہ ہوتا ہے اور خطاب حضوری حاصل ہے اور کہتے ہین کہ ہمکو یہ حکم ہوا اور تم نے یہ کہا اور اسباب مین حسین بن منصور حلاج کی بہت مشابہت کرتے ہین جو اسی طرح کے چند کلمات کے بولنے سے سولی دیا گیا تھا اور اوسکے انا الحق کہنے کو اور حضرت ابو یزید بسطامی کی قول کو سند لاتے ہین یعنی آپ سے بھی منقول ہے کہ آپ نے سبحانی سبحانی کہا تھا اور یہ فن کلام کا ایسا ہے کہ جسکا ضرر عوام مین بہت ہوا ہی یہان تک کہ بعض کسانون نے اپنا کام چھوڑ کر اسی طرح کے دعوی کرنے شروع کر دیے اسلیے کہ یہ کلام طبیعت کو اچھی معلوم ہوتی ہین کہ اس مین کچھ ظاہری عمل نہین کرنا پڑتا نہ مقامات اور احوال کے لیے نفس کا تزکیہ کرنا پڑے تو پھر کم فہم اپنے لیے ایسا دعوی کیون نہ کرین اور کلمات خبط اور مہمل کیون نہ بکین اور اگر کوئی اونپر اسباب مین انکار کرے تو یہ جواب مین یہ کہتے ہین کہ اس انکار کا منشا علم اور مناظرہ ہے اور علم حجاب ہے اور مناظرہ نفس کا عمل ہے اور یہ بات جو ہمکو حاصل ہی بذریعہ مکاشفہ نور حق کے صرف باطن سے معلوم ہوا کرتی ہے غرض کہ اس طرح کے امور جہان مین پھیل گئے اور اونکا ضرر عوام کو اتنا بڑھگیا کہ اگر اونمین سے کوئی اسطرح کی کچھ بات کہی تو اوسکا مار ڈالنا دس آدمیون کے زندہ رکھنے کی نسبت کر اچھا ہو اور حضرت بایزید سے جو قول منقول ہی اول تو اوسکی صحت مین کلام ہے اور اگر بالفرض اونسے وہ الفاظ کسی نے سنے تو غالبا بر سبیل حکایت خدای تعالی کے ارشاد کو اپنے جی مین مکرر کہتے ہونگے جیسے مثلا آیہ کہتے ہوے اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ تو اس سے یہ سمجھنا نہین چاہیے تھا کہ وہ اپنا حال بیان کرتے ہین بلکہ بطور

نقل بیک بر... ہی اسر ہون... کسی کی بندگی... نہین سواے... سویم کی بندگی... کہ ۱۲ ... ظاہری ۱۲

کہ ہمارا قصد انسے خلق کو حق کیطرف بلانے کا ہی اور یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے اسلیے کہ سچ مین
بہت گنجائش ہی وہ کیا تھوڑا ہے کہ جھوٹ کی حاجت ہو اور جو چیزین کہ اللہ تعالی اور اوسکی
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمائی ہین اونکے ہوتے ہوئے وعظ مین نئی بات اختراع کی
ضرورت نہین اور کیسے نہو کہ قافیہ کا تکلف مکروہ ٹھہرا ہے اور بناوٹ مین شمار کیا گیا چنانچہ
سعد بن ابی وقاص کے بیٹے عمر اونکے پاس کسی کام کے لیے آئے تھے آپ نے سنا کہ مقفی
عبارت سے حاجت بیان کرتے ہین آپ نے کہا کہ اسی سے مین تجکو برا جانتا ہون تیری
حاجت کبھی ادا نہ کرونگا جب تک کہ توبہ نہ کرے گا - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ
بن رواحہ سے تین کلمے مقفی سنکے ارشاد فرمایا کہ اے ابن رواحہ اپنے آپ کو سجع سے دور رکھہ
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو سجع دو کلمون سے زیادہ ہو وہ داخل تکلف اور ممنوع تھا
اور اسی جہت سے جب ایک شخص نے جنین کے خونبہا مین یہ الفاظ کہے کَیْفَ نَدِیْ مَنْ
لَا شَرِبَ وَلَا اَکَلَ وَلَا صَاحَ وَلَا اسْتَہَلَّ وَمِثْلُ ذٰلِکَ یُطَلُّ یعنی ہم ایسے کی دیت
کیسے دین جسنے نہ پیا نہ کھایا نہ چیخا نہ چلایا اس جیسا تو معافی مین ہوتا ہے آپ نے ارشاد
فرمایا کہ عرب کے سجع کے موافق سجع کر - اور اشعار کا حال یہ ہی کہ وعظون مین اونکی کثرت
بڑی ہے اللہ تعالے فرماتا ہے وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ کُلِّ
وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ اور فرمایا وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ اور جن شعرون کی عادت
واعظونکو ہو رہی ہے اون مین سے اکثر وہی ہوتے ہین جنمین عشق کا وصف اور معشوق
کی خوبصورتی اور وصال کی راحت اور جدائی کا درد مذکور ہوتا ہے اور مجلس وعظ مین عوام اور
اجلاف ہی بھرے رہتے ہین اور اونکے باطن شہوات سے پر ہوتے ہین اور اونکے
دل بھی خوبصورتون کی طرف التفات کرنے سے خالی نہین ہوتے پس اشعار اونکے دلونمین
سے اوس چیز کو ابھارتے ہین جو اونمین چھپی رہتی ہے اسی لیے شہوات کی آگ اون مین
بھڑک اوٹھتی ہے اور چیختے ہین اور حال کرتے ہین خلاصہ یہ کہ شعرون مین سی اکثر یا سب کا
انجام ایک طرح کی خرابی ہوتی ہے اس نظر سے بجز اون اشعار کے جن مین نصیحت اور حکمت
ہو اور وہ بھی دلیل اور انس دلانے کے طور پر مذکور ہون اور کسی قسم کا شعر استعمال نکرنا چاہیے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَةً اور اگر مجلس مین دین
کی خواص جمع ہون اور معلوم ہو کہ اونکے دل اللہ تعالی محبت مین ڈوبی ہوئے ہین اور اونکے

اور ناپایداری اور بیوفائی اور آخرت کا خطرہ اور اوسکے احوال کا اندیشہ بتاتے تھے حاصل یہ کہ
عمدہ تذکیر شرعی یہی ہی جسکے لیے اس حدیث مین ترغیب وارد ہی جو ابو ذر رض سے مروی ہے
کہ مجلس ذکر مین حاضر ہونا ہزار رکعت کے پڑھنے سے بہتر ہے اور مجلس علم مین آنا ہزار بیمارون کی
عیادت سے اور ہزار جنازہ کے ساتھ ہونے سے اچھا ہے کسی نی پوچھا کہ یا حضرت قرآن مجید
کی تلاوت سے بھی افضل ہی آپ نی فرمایا کہ قرآن کا پڑھنا بھی علم ہی سے مفید ہے - اور عطا رح کا
قول ہی کہ ایک مجلس ذکر کی ستر لہو کی مجلسونکا کفارہ ہوجاتی ہی - ان چکنی باتین بنانے والون نے
ان باتون کو اپنے نفسون کی صفائی کے لیے ٹھہرالیا ہی اور اپنی خرافات کا نام تذکیر رکھ لیا ہے
حالانکہ عمدہ ذکر کی راہ بھول کر قصون مین مصروف ہین جنمین کمی اور بیشی اور اختلاف کو دخل ہے
اور جو قصے کہ قرآن مین وارد ہین اونسے خارج اور زائد ہین اسلیے کہ قصے بعضے ایسے ہین جنکا سننا
مفید ہوتا ہے اور بعضون کا سننا مضر ہوتا ہی اگرچہ سچے ہون اور جو شخص اس امر کو اپنے لیے
اختیار کرتا ہے اوسپر سچ اور جھوٹ ملجاتا ہے اور مفید اور مضر مین اختلاط ہوجاتا ہی اسیوجہ سے
اوس سے منع کیا گیا ہی اور یہی وجہ ہے کہ امام احمد رض نے فرمایا کہ لوگون کو سچے حالات بیان
کرنے والے کی بڑی ضرورت ہی - پس اگر قصہ کسی نبی کا انبیا علیہم السلام سی ہو اور وہ لوگون
کے دین کے متعلق ہو اور کہنے والا بھی سچا ہو تو ایسے قصہ کے سننے مین تو ہمکو کچھ مضائقہ
نہین معلوم ہوتا مگر بیان کرنے والے کو چاہیے کہ جھوٹ سی احتراز کرے اور نیز اون احوال کی
حکایتون سے جن مین لغزشون اور سستیون کا اشارہ پایا جاوی جنکے دریافت کرنے سے
عوام کی فہم قاصر ہے اور ایسی لغزش نادر کو بھی ذکر نکرے جسکے پیچھے لغزش کرنے والے نے
بہت سی نیکیان کی ہون جنسے وہ لغزش چھپ گئی ہو اسلیے کہ عالی شخص اوس سی اپنی لغزش اور
خطا پر تمسک کیا کرتا ہی اور اپنے واسطے عذر کی تمہید کرکے حجت یون کیا کرتا ہی کہ فلان مشائخ
کے حال مین یون بیان کرتے ہین اور ہم سب گناہون کے درپے رہتے ہین اگر مین نے خطا
کی تو کیا عجب ہی فلان شخص جو ایسا بزرگ اور مجسے افضل تھا اوسنے بھی یہ خطا کی تھی اور
اسبات سی اوسکو بدون جانے خدای تعالی پر جرات ہوجاتی ہی پس ان دونون امر سے اگر قصہ گو
بچا رہے تو قصہ بیان کرنے مین کچھ مضائقہ نہین اور ان قیدون کے ساتھ مین عمدہ
قصے وہی رہین گے جنکو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ شامل ہین - اور بعض لوگ ایسی ہین
کہ طاعتون کے باب مین رغبت کی حکایتین گڑھ لینی درست جانتے ہین اور کہتی ہین

فصل اول مین گذری ۱۲

دل ہے جو توحید کا معدن اور منبع ہے چوتھا لفظ ذکر و تذکیر ہے جسکے باب مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
فَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ اور ذکر کی مجلسونکی تعریف کے باب مین بہت سی حدیثین وارد ہین مثلاً ارشاد
فرمایا إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا قِيلَ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ مَجَالِسُ الذِّكْرِ
اور دوسری حدیث مین یون ارشاد ہے إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَىٰ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْهَوَاءِ سِوَىٰ
مَلَائِكَةِ الْخَلْقِ إِذَا رَأَوْا مَجَالِسَ الذِّكْرِ يُنَادِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَلَا هَلُمُّوا إِلَىٰ بُغْيَتِكُمْ
فَيَأْتُونَهُمْ وَيَحُفُّونَ بِهِمْ وَيَسْتَمِعُونَ الْآفَاذْكُرُوا اللَّهَ وَاذْكُرُوا بِأَنْفُسِكُمْ اس ذکر و تذکیر
کو لوگون نے بدل کر اون باتون کا نام رکھدیا جنکو زمانہ حال کے واعظ مدام بیان کرتے ہین
یعنے قصے اور اشعار اور شطح اور طامات حالانکہ قصے بدعت ہین اور اکابر سلف نے قصہ گو کے
پاس بیٹھنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ ابن ماجہ نے ابن عمر رضہ سے روایت کی ہے کہ قصے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین نہ تھے نہ حضرت ابوبکر رضہ اور حضرت عمر رضہ کے
وقت مین تھے یہانتک کہ فتنہ پیدا ہوا اور قصہ گو نکل کھڑے ہوے - اور ابن عمر رضہ سے مروی ہے
کہ ایک دفعہ وہ مسجد سے نکلے اور فرمایا کہ مجکو قصہ گو ہی نے مسجد سے نکالا اگر وہ نہوتا تو مین
نہ نکلتا - اور ضمرہ کہتے ہین کہ مین نے سفیان ثوری رح سے کہا کہ ہم قصہ گو کی طرف اپنی پیٹھ کرین
اونھون نے فرمایا کہ بدعتیون کی طرف سے اپنے بیٹھ پھیر لیا کرو - اور ابن عون کہتے ہین
کہ مین ابن سیرین رضہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ آج کچھ اچھا نہوا کہ امیر نے قصہ گوون کو
قصہ کہنے سے منع کر دیا آپ نے فرمایا کہ امیر کو بہتر توفیق ملی - اور اعمش رح بصرہ کی جامع مسجد
کے اندر تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک شخص بیان کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ ہمسے اعمش نے روایت
کی کہ آپ حلقے کے اندر گھس گئے اور اپنی بغل کے بال اوکھاڑنے لگے واعظ نے کہا کہ میان
تمھین شرم نہین آتی اعمش نے فرمایا کہ مین کیون شرم کرون مین تو امر مسنون کرتا ہون اور تو جھوٹ بولتا ہے
کہ کہتا ہی اعمش نے ہم سے کہا ہے مین اعمش ہون مین نے تجھ سے نہین کہا - اور احمد رح کا ارشاد
ہے کہ سب لوگون مین زیادہ جھوٹے قصہ گو اور بھیک مانگنے والے ہین - اور حضرت علی رضہ نے
بصرہ کی جامع مسجد مین سے قصہ گو کو نکلوا دیا اور جبکہ حضرت حسن بصری رح کا کلام سنا تو اونکو نہ نکالا
اسلیے کہ وہ علم آخرت اور موت کے یاد دلانے اور نفس کے عیوب اور آفتون کے عمل پر متنبہ کرتی اور
شیطانون کے وسوسے اور اونسے بچنے کی تدابیر کے باب مین گفتگو کرتے تھے اور خدای تعالیٰ کی
نعمتون کا اور اونکی شکر گزاری سے بندہ کا قاصر ہونا ذکر کرتے تھے اور دنیا کی حقارت اور عیب

مطبوع ٹھہراوی دوسرے کی عبادت نکرے اس توحید سے جو لوگ خواہش نفس کے پیرو ہین وہ خارج ہین اسلیے کہ جو شخص اپنی خواہش کی اتباع کرتا ہے وہ اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اللہ تعالے کے نزدیک سب سے زیادہ بڑا معبود جسکی پرستش زمین مین کیجاوے وہ خواہش نفس ہے اور واقع مین اگر کوئی تامل کرے تو جان لیگا کہ بت پرست بت کی عبادت نہین کرتا بلکہ اپنی خواہش نفس کی عبادت کرتا ہی اسلیے کہ اوسکا نفس اپنے باپ دادون کے دین کی طرف مائل ہے اور وہ اوسی میل کا اتباع کرتا ہے اور نفس کا میل کرنا خوگرفتہ چیزون کیطرف اونھین باتون مین سے ہے جنکو خواہش نفس کہتے ہین اور اس توحید سے خلق پر غصہ کرنا اور اونکی طرف التفات کرنا بھی خارج ہے اسلیے کہ جو شخص سب باتون کو خدای تعالیٰ کیطرف سے اعتقاد کرے گا وہ دوسرے پر کیسے غصہ کرے گا۔ غرضکہ پیشتر اس مقام کو توحید کہا کرتے تھے اور یہ مقام صدیقون کا ہے تو دیکھو کہ لوگون نے اوسکو کس چیز کیطرف بدل ڈالا اور کون سے پوست پر اکتفا کر لیا اور اوسکو مدح اور فخر کے باب مین کیسے تمسک ٹھہرا لیا باوجودی کہ جو اصل تعریف کی بات تھی اوس سے بالکل خالی ہین۔ اور اسکا حال ایسا ہی ہے جیسا کوئی صبح کو اوٹھکر قبلہ رخ ہو کر کہے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا کہ اگر اوسکا دل کی توجہ خاص خدای تعالیٰ کیطرف نہوگی تو ہر روز اول ہی اول خدای تعالیٰ سے جھوٹ بولا کرے گا اسلیے کہ منہ سے مراد اگر ظاہر کا رخ ہی تو اوسکا رخ تو کعبے کیطرف ہے اور اوسکو صرف اور جہتون سے پھیر کر کعبے کیطرف کیا ہے اور کعبہ آسمان و زمین بنانے والے کیطرف نہین کہ جو کعبہ کیطرف متوجہ ہو وہ اوسکے طرف متوجہ ہو جاوی وہ تو جہتون کے احاطے سے نرالا ہے اور اگر منہ سے مراد دل کی توجہ ہے جو مقصود عبادت ہے تو جس صورت مین کہ دل دنیاوی حاجات اور اغراض مین مبتلا ہے اور مال اور جاہ کے جمع کرنے کے حیلے بنا رہا ہے اور بالکل اوسی کی طرف متوجہ ہے اوس صورت مین یہ قول کیسے سچا ہوگا کہ مین نے اپنا منہ کیا اوسی کی طرف جسنے آسمان و زمین بنائے یہ جملہ اصل حقیقت توحید سے خبر دیتا ہے واقع مین توحید والا وہی ہے کہ سوای واحد حقیقی کے اور کسیکو نہ دیکھے اور اپنے دل کے رخ کو بجز اوسکے اور طرف نہ پھیرے اور یہ توحید اس ارشاد کا ماننا ہے کہ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ اور اس سے مراد زبانی قول ہی نہین اسلیے کہ زبان تو دل کے حال سے خبر دیتی ہے کبھی سچی ہوتی ہے اور کبھی جھوٹی اور اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا

ف ۱ جعلا یکھو جسنے وجہ کیا کرکے اپنی جاوے کا ۱۲ منہ بزازی بروایت ابو الدرداء مرفوعا ۱۲ منہ

ف ۲ مین نے اپنا منہ کیا اوسکی طرف جسنے آسمان و زمین ایک طرف کا ۱۲ منہ

ف ۳ پھر چھوڑ اونکو اپنی بیہودگی مین کھیلا کرین ۱۲ منہ

فرقون نے ایسے لوگون مین سے اپنا لقب اہل عدل و توحید ٹھہرایا ہے اور کلام والون کا نام توحید
کے عالم رکھا ہے باوجودی کہ جو باتین خاص اس فن کی ہین اونمین سے کوئی بھی قرن اول مین نہ تھی
بلکہ وہ لوگ اوس شخص پر جو جدل اور خصومت کا باب کھولتا تھا سخت انکار سے پیش آتے تھے
اور جن باتون پر کہ قرآن مجید شامل ہے یعنے دلیلین صاف صاف کہ ذہن اونکے ماننے کو مبادرت
کرتے ہین اور سنتے ہی قبول کرتے ہین اونکو اونمین سے ہر ایک شخص جانتا تھا اور قرآن مجید کا
علم پورا علم تھا اور اونکے نزدیک توحید امر آخرت کو کہتے تھے جسکو اکثر کلام والے نہین سمجھتے
اور اگر سمجھتے ہین تو اوسپر عمل نہین کرتے اور وہ یہ ہی کہ سب کامون کو خدای تعالی کیطرف سی اعتقاد
کرے اسطرح کہ پھر توجہ اسباب اور ذریعہ کیطرف نرہے یعنے خیر اور شر کو بجز خداوند کریم کے
اور کسی طرف سے اعتقاد نکرے اور یہ توحید ایک بڑا مرتبہ ہے جسکا ایک ثمرہ توکل ہے جسکا
بیان باب توکل مین آوے گا اور اسکا ایک ثمرہ خلق کی شکایت نہ کرنی اور اونپر غصہ نہ کرنا اور خدای
تعالی کے حکم پر راضی رہنا اور سب کام اوسی کے حوالہ کردینے ہین اور اسی توحید کا ایک ثمرہ یہ تھا
کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رض بیمار ہوئے اور لوگون نے کہا کہ ہم آپ کے لیے طبیب کو بلا دین
تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ طبیب ہی نے مجھے بیمار کیا ہے۔ اور ایک روایت یون ہی کہ جب آپ
بیمار ہوئے اور لوگون نے کہا کہ طبیب نے آپکو مرض کے باب مین کیا کہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ طبیب نے
کہا ہے اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ یعنی مین جو چاہتا ہون سو کرتا ہون۔ اور عنقریب باب توکل
اور توحید مین انشاء اللہ اسکے دلائل مذکور ہون گے۔ اور توحید ایک جوہر نفیس ہی اور اوسکے
دو پوست ہین کہ ایک مغز سے بہ نسبت دوسرے کے دور ہے لوگون نے لفظ توحید پوست
کے لیے اور اوس فن کے لیے جس سے پوست کی حفاظت ہو خاص کردیا اور مغز کو بالکل چھوڑ دیا
۔ پس توحید کا اول پوست تو یہ ہے کہ اپنی زبان ہی سے کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور یہ توحید وہ ہے
جو تثلیث کے خلاف ہے جسکے قائل نصاری ہین مگر یہ توحید کبھی منافق سے بھی سرزد ہوتی ہے
جسکا باطن ظاہر کے خلاف ہوتا ہے۔ اور دوسرا پوست توحید کا یہ ہی کہ جو قول زبان سے
کہا ہے دل مین اوسکے مضمون کا خلاف اور انکار نہو بلکہ ظاہر قلب مین اوس مضمون کا اعتقاد اور
تصدیق موجود ہو اور یہ توحید عوام کی ہی اور کلام والے اسی توحید کو اہل بدعت سی بچاتے ہین
جیسا پہلے گذرا۔ اور مغز توحید یہ ہے کہ سب امور کو خدای تعالی کیطرف اس طرح اعتقاد کرے
کہ بیچ کے وسیطون پر التفات نرہے اور اوسکی عبادت ایسی طرح کرے کہ اوس سے خاص اوسی کو

بچانے والا اور اونکے مالون کیطرف رخ نکرنے والا اور اہل اسلام کی جماعتون کا خیر خواہ ہو یہ ساری باتین آپ نے فرمائین انمین یہ نہ فرمایا کہ فروعات فتاوی کا حافظ ہو اور ہم یہ نہین کہتے کہ لفظ فقہ احکام ظاہری کے فتاوی کو شامل نہ تھا بلکہ یہ کہتے ہین کہ بطریق عموم یا تبعیت کے اوسپر بھی بولا جاتا تھا اور اکثر سلف صالحین فقہ کو علم آخرت پر ہی بولا کرتے تھے اب جو اوسکو خاص کر دیا ہے تو اوس خصوصیت سے بعض لوگون کو دھوکا ہوگیا اور صرف فتاوی کے احکام ہی کی ہو رہے اور علم آخرت اور دلون کے احکام سے روگردانی کرلی اور اپنی اس تجویز پر طبیعت کی طرف سے ایک سہارا پایا کیونکہ علم باطن تو باریک ہے اور اوسپر عمل کرنا مشکل اور اوسکے باعث حکومت اور عہدون اور جاہ و مال کا ملنا دشوار ہے اسلیے شیطان نے اس فقہ ظاہری کی دلون مین خوبی جمانے کا موقع پایا کہ وہ فقہ جو شرع مین عمدہ علم تھا اوسکو خاص اس علم فتاوی کے لیے کردیا دوسرا لفظ علم ہے کہ بیشتر خدائے تعالے کی معرفت اور اوسکے آیات کے جاننے اور بندون مین اور مخلوقات مین اوسکے افعال کو پہچاننے کے لیے بولتے تھے حتی کہ جب حضرت عمر رضہ کی وفات ہوئی تھی تو حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا تھا مَاتَ تِسْعَةُ اَعْشَارِ الْعِلْمِ یعنی اوس علم کے نو سوین حصے جاتے رہے آپ نے علم کو معرفۃ بولا پھر خود اوسکی تفسیر کردی کہ اللہ تعالے کا علم اس سے مراد ہے اس لفظ مین بھی لوگون نے خصوصیت کا تصرف کیا ہے یعنے اکثر یہ مشہور کر رکھا ہے کہ جو شخص طرف مقابل سے مسائل فقہیہ وغیرہ مین خوب مناظرہ کرے اور اسی مین مصروف رہے حقیقت مین عالم وہی ہے فضیلت کی پگڑی اوسی کے سر پر ہے اور جو مناظرہ مین مہارت نرکھتا ہو یا اوسمین پہلوتہی کرے اوسکو ضعیف جانتے اور اہل علم مین شمار نہین کرتے حالانکہ علم کے یہ معنی پہلے نہ تھے یہ انھین لوگون کا تصرف ہے، بلکہ جو کچھ علم اور علما کی فضیلت مین وارد ہوا ہے وہ انھین علما کی صفت ہے جو خدای تعالی اور اوسکے احکام اور افعال اور صفات کو جانتے ہون اب عالم اوسکو کہنے لگے کہ علم شرع سے تو کچھ بھی نہ جانتا ہو صرف مسائل خلافی مین لڑنے جھگڑنے کا طریق یاد ہو اسی سے کیا عالمون مین گنے جاتے ہین کو تفسیر اور حدیث اور مذہب وغیرہ کو خاک نہ جانتے ہون اور یہی امر بہت سے طالب علمون کے حق مین سبب مہلک ہوگیا ہے تیسرا لفظ توحید ہے جسکے معنے اب یہ ٹھہرے ہین کہ فن کلام اور طریق جدل سے واقف ہونا اور طرف ثانی کے مخالف باتون پر حاوی ہونا اور اون باتون کے باب مین بہت سے سوال بنالانے اور کثرت سے اعتراض نکالنے اور طرف ثانی کو الزام دینا۔ یہان تک کہ اکثر

فقہ کی کمی پر حوالہ فرمایا ہے تو تامل کرو کہ یہ بات فروعات فتاوی کی نہ یاد رکھنے کا ثمرہ ہی یا جن باتون کو ہم نے لکھا ہے اونکے نہونے کا نتیجہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون کو جو آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے تھے فرمایا تھا عُلَمَاءُ حُكَمَاءُ فُقَهَاءُ یعنی یہ لوگ دانا اور حکیم اور فقیہ ہین حالانکہ وہ لوگ فتاوی کے فروعات کو نجانتے تھے - اور سعد بن ابراہیم زہری سے کسی نے پوچھا کہ مدینہ منورہ کے باشندون مین سے کون زیادہ فقیہ ہے اونھون نے کہا کہ جو شخص خدائے تعالے سے زیادہ خوف رکھتا ہے گویا اونھون نے فقہ کے ثمرہ کو بتادیا اور خوف خدا علم باطن کا ثمرہ ہے نہ فتوون اور مقدمات کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کیا مین تمکو پورا فقیہ نہ بتادون لوگون نے عرض کیا کہ ارشاد ہو آپ نے فرمایا کہ پورا فقیہ وہ ہے کہ لوگون کو خدای تعالی کی رحمت سے ناامید نہ کرے اور اوسکے عذاب سے اونکو بیخوف نہ کرے اور اوسکے فیض سے اونکو یاس نہ دلاوے اور قرآن کے سوا دوسری چیز کی رغبت مین قرآن کو ترک نہ کرے - اور جب انس بن مالک رض نے اس حدیث کو بیان فرمایا کہ لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ غَدٰوَةٍ اِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَ رِقَابٍ تو یزید رقاشی اور زیاد نمیری کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ذکر کی مجلسین پیشتر ایسی نہ تھین جیسے یہ تمھاری مجلسین ہین کہ تم مین سے ایک قصہ کہتا ہے اور وعظ کہتا ہے اور خطبہ لوگون کے سامنے پڑھتا ہے اور حدیث بیہم بیان کردیتا ہے ہم تو یون کرتے تھے کہ بیٹھکر ایمان کو ذکر کرتے اور قرآن کو سمجھتے اور دین مین فہم لگاتے اور اللہ کی نعمتین اپنے اوپر شمار کرتے اس روایت مین حضرت انس نے قرآن کے سمجھنے اور نعمتون کے شمار کرنے کو دین کی سمجھ یعنی تفقہ فرمایا - اور ایک حدیث مین یہ ارشاد ہے کہ آدمی پورا فقیہ نہین ہوتا یہانتک کہ خدای تعالی کی ذات پاک مین لوگون کو اپنے اوپر ناخوش نہ کرے اور قرآن کے لیے بہت سی وجہین نہ اعتقاد کرے یہ روایت ابو درداء رض پر موقوف بھی ہوی ہے اور اوسمین اتنا جملہ اور ہے کہ پھر وہ اپنے نفس پر متوجہ ہو اور سب سے زیادہ اوس سے ناخوش ہے اور فرقد سبخی رح نے حسن بصری رح سے کوئی بات پوچھی آپ نے اوسکا جواب دیا اونھون نے کہا کہ فقہا آپ کے خلاف کہتے ہین حضرت حسن رح نے فرمایا کہ ای فرقد تو نے فقیہ اپنی آنکھ سے کہین دیکھا ہے فقیہ تو وہ ہی جو دنیا مین زاہد اور آخرت کا راغب اور اپنے دین مین عقل رکھنے والا اور اپنے رب کی عبادت پر مداومت رکھنے والا اور پرہیزگار اور اپنے نفس کو مسلمانون کے اعراض سے

سعید بن منصور ابن ابی شیبہ ابن عبد البر ابن ماجہ ابن ابی الدنیا ابن عساکر ابن عدی ابن ابی حاتم ابن عبد البر ابن ابی الدنیا ابن عساکر ابن عدی ابن ابی حاتم ابن عبد البر

نیک بخت اور قرن اول کے لوگ لیا کرتے تھے اوس سے اون الفاظ کو تحریف کر کے
اور مقصود ٹھہرا لیا ہے اور وہ پانچ لفظ ہین فقہ اور علم اور توحید اور تذکیر اور حکمت
یہ الفاظ عمدہ ہین اور جو لوگ انکے ساتھہ موصوف تھے وہ دین کے رکن ہوتے تھے
مگر اب الفاظ بُرے معنون مین منقول ہو گئے ہین اسی لیے جو ان سے موصوف ہوتا ہے
اوسکی مذمت کرنے سے دلون کو نفرت ہوتی ہے کیونکہ یہ تو اول عمدہ لوگون پر
بولے جاتے تھے مثلاً **اول** لفظ فقہ ہے اس مین لوگون نے خصوصیت لگانے کا
تصرف کیا ہے نقل و تبدیل نہین کی یعنے فقہ کو اس معنے مین خاص کر دیا کہ فتوون
کے عجیب فروعات اور اونکی علتون کے دقائق کو جاننا اور اونمین بہت سی گفتگو
کرنی اور جو اقوال اون سے متعلق ہون اونکو یاد کرنا فقہ کہلاتا ہے تو جو شخص ان
باتون مین خوب غور کرتا ہو اور زیادہ مشغول ہو وہ بڑا فقیہ کہلاتا ہے حالانکہ پہلے زمانے
مین لفظ فقہ کے یہ معنے نہ تھے بلکہ مطلق طریق آخرت اور نفسون کی آفتون کے دقائق اور
مفسدات عملون کے جاننے اور دنیا کی حقارت کو خوب طرح حاوی ہونے اور لذت آخرت
سے اچھی طرح واقف ہونے اور دل پر خوف چھائے رہنے کا نام فقہ تھا اور اسکی
دلیل یہ ارشاد خداوندی ہے لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا
إِلَيْهِمْ تو جس فقہ سے کہ ڈرانا اور خوف دلانا ہوتا ہے وہ بھی فقہ ہے جو ہم نے بیان
کی نہ طلاق اور عتاق کے مسئلے اور لعان اور سلم اور اجارہ کے فروعات کہ اون سے
ڈرانا اور خوف دلانا کچھہ بھی نہین بلکہ اگر ہمیشہ اونھین کا ہو رہے تو دل کو سخت
کرتے ہین اور خوف کو دل سے نکالتے ہین چنانچہ جو لوگ اب اونھین کے درپے
ہو رہے ہین اونکا حال دیکھتے ہی ہو اور اللہ جل شانہ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے
لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا اس سے ایمان کی باتین نہ سمجھنے سے مراد ہے فتوون
کے نہ سمجھنے سے غرض نہین - اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فقہ اور فہم ایک ہی معنے
کے لیے دو لفظ ہین اور استعمال کے رو سے پیشتر اور حال مین اونھین معنون مین
بولے جاتے تھے جو ہمنے لکھے ہین اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے لَأَنْتُمْ أَشَدُّ
رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ
اس مین خدائے تعالے سے لوگون کے کم ڈرنے اور خلق کا دبدبہ زیادہ جاننے کو

کیفیت اور اونکے نکلنے کی اور بدن پر لپیٹنے کی معلوم نہین اور اسی طرح آخرت کی راہ کا
اور شرع کی سنتون اور مستحبات کے دقائق کا ہے - اور شرع نے جو عقیدے لوگون کے
عبادت کے مقرر کیے ہین اون مین وہ اسرار اور لطیف باتین ہین کہ عقل کا حوصلہ نہین
کہ اونکو معلوم کر سکے جیسے کہ پتھرون کے خواص مین بعض عجیب باتین ہین کہ اہل فنون سے
اونکا علم پوشیدہ ہے مثلاً آج تک کسی کو یہ معلوم نہین ہوا کہ مقناطیس لوہے کو کیون
کھینچتا ہے اور دواؤن اور پتھرون کی نسبت عجائب اور غرائب عقیدون مین اور
علمون مین بہت زیادہ اور بڑھکر ہین جنسے دلون کی صفائی اور طہارت اور صلاح ہوتی ہے اور
خدای تعالے کے قرب کی طرف ترقی اور اوسکے فضل کے نفحات کی سیر نصیب ہوتی ہے
اور جسطرح کہ دواؤن کے کل فائدون کے معلوم کرنے سے عقلین قاصر ہین باوجودیکہ تجربہ
ہوسکتا ہے اسی طرح جو باتین کہ آخرت کی زندگی کے لیے مفید ہین اونکے معلوم کرنے سے
بھی عقلین عاجز ہین اور اوسپر طرہ یہ ہے کہ اونکا تجربہ بھی نہین ہوسکتا ہان تجربہ کیصورت
ممکن تھی اگر بالفرض کچھ مردے دنیا مین آکر کہہ جایا کرتے کہ جو عمل مقبول اور خدای تعالے
قرب کے مفید ہین وہ یہ ہین اور جو اوس سے دور کرتے ہین وہ یہ ہین اسی طرح عقائد کا حال
کہدیا کرتے مگر اس طرح کے تجربے کی طمع نہین ہوسکتی اس صورت مین عقل کا نفع اسقدر
تمکو بس ہے کہ وہ تمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچا جاننے کیطرف ہدایت کرے اور آپ
کے اشارون کے منشا اور مورد سمجھاوے پس جب یہ صورت ہوجاوے تو اوسکے بعد
عقل کو معزول کردو کہ کچھ تصرف نہ کرے اور اتباع کو اپنے اوپر لازم کرو کیونکہ تمھاری
سلامتی اتباع ہی سے ہوگی اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا وَاِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيًّا اور ظاہر ہے کہ علم تو جہل نہین ہوا کرتا مگر اوسکی تاثیر
ضرر پونہچانے مین جہل کی طرح ہوتی ہے اور نیز ارشاد فرمایا کہ تھوڑی سی توفیق بہت سے علم سے بہتر ہے
- اور حضرت عیسی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ درخت بہت سے ہین مگر
سب بارآور نہین اور پھل بہت سے ہین مگر سب بہتر نہین اور علوم بہت سے ہین مگر سب مفید نہین

دوسرا بیان اون علوم کے ذکر مین جنکے لفظ بدل گئے ہین - واضح ہو کہ بڑے
علم جو شرعی علوم مین مل جل گئے اوسکا سبب یہی ہے کہ لوگون نے عمدہ ناموں کو اپنی فاسد
غرضون کی جہت سے اور معنون مین بدل ڈالا ہے اور جو غرض اون الفاظ سے پہلے

ا یعنی بعض علم جن مین اور بعض علم کلام مین
کہ دنیا اور دنیا والون کی طرف رغبت دلاتے ہین
۲ یعنی اوسکی تاثیر جاہل کی جہالت کی طرح ہوتی ہے
۳ یعنی تھوڑی سی توفیق بہت سے علم سے بہتر ہے
۴ یعنی سب مفید نہین
علم کا لفظ بدل گئے ہین

یقینی ہے اسمین انکار نہین ہوسکتا جیسے پرند کا گوشت اور لطیف حلوی شیرخوار بچہ کو مضر ہین
بلکہ بعض آدمیون کو بعض باتون سے جاہل ہی رہنا مفید پڑجاتا ہی چنانچہ مروی ہی کہ کسی شخص نے
بی بی کے بانجھ ہونے کی شکایت طبیب سے کی طبیب نے اوس عورت کی نبض دیکھی اور کہا کہ تجکو
اب بچہ پیدا ہونے کی دوا کرنی کچھہ ضرور نہین کیونکہ تیری نبض سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چالیس
دن مین تو مرجاوی گی عورت کو نہایت خوف معلوم ہوا اور زندگی تلخ ہوگئی اور اپنا مال سب تقسیم
کردیا اور وصیت کی اور دانہ پانی سب چھوڑدیا یہانتک کہ مدت گذر گئی اور نہ مری اوسکا شوہر
طبیب کے پاس آیا اور کہا کہ وہ تو نہین مری طبیب نے کہا کہ مجھے بھی یہ بات معلوم تھی اب تو اوس سے
صحبت کر کہ تیرے اولاد اوس سے ہوگی اوسنے پوچھا کہ یہ کیسے کہا کہ مین نے اوس عورت کو
موٹی دیکھی کہ چربی اوسکے بچہ دان کے مُنہ پر جم رہی ہے مین نے سمجھا کہ یہ بدون موت کے
خوف کے دُبلی نہوگی اسلیے مین نے اوسکو موت سے ڈرادیا تھا اب کہ وہ دُبلی ہوگئی
تو بچہ جننے کی روک جو تھی جاتی رہی۔ اس حکایت سے تمکو معلوم ہوگا کہ بعض علوم کے واقف
ہونے مین خطرہ ہوتا ہے اور اسی سے تمکو معنی اس حدیث شریف کے معلوم ہوجاوینگے
نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ تو اس حکایت کا اعتبار کرو اور جن علوم کی مذمت شریعت نے
کی ہے اور اونسے منع فرمایا ہے اونکا حال مت دریافت کرو اور صحابہ رضہ کی پیروی کو لازم
کرلو اور اتباع سنت پر کفایت کرو کہ سلامتی اتباع مین ہے اور اشیا کی بحث و تحقیق مین
خطرہ ہے اور اپنی رای اور عقل اور دلیل و برہان پر مت بھولو کہ ہم اشیا کی بحث اسلیے
کرتے ہین کہ چیزین جون کی تون معلوم ہوجاوین اور علم فکر کرنے سے ضرر کیا ہے کیونکہ اس
علم کا ضرر تمکو فائدہ سے زیادہ ہوگا اور اکثر چیزین جنپر تم واقف ہوتے ہو ایسی ہین کہ اونپر
تمھارا واقف ہونا اتنا ضرر کرے گا کہ آخرت مین اگر خدای تعالے نے اپنی رحمت سی تدارک نفرمایا
تو تمکو تباہ کرڈالے گا۔ اور واضح ہو کہ جسطرح علاج کے اسرار کو طبیب حاذق جانا کرتا ہے
اور ناواقف اوس علاج کو بعید سمجھتا ہے اسی طرح انبیا علیہم السلام دلون کی طبیب ہین اور آخرت
کی زندگی کے اسباب سے واقف پس اونکے طریق پر اپنی عقل کو فائق نہ کرنا چاہیے ورنہ ہلاک
ہوجاوگے دیکھو بعض دفعہ کسی شخص کی انگلی مین کوئی مرض ہوتا ہے تو اوسکی عقل اسبات کو چاہتی ہی
کہ اونگلی پر لیپ کرے مگر طبیب حاذق اوسکا علاج بعض اوقات یہ بتاتا ہے کہ دوسری طرف
کے شانے پر لیپ کر وہ اسبات کو نہایت بعید جانتا ہی اسلیے کہ اوسکو پٹھون کے پھوٹنے کی

پناہ مانگتے ہین ہم اللہ سے اوس علم سے جو مفید نہو ۱۲ ابن عبدالبر بروایت جابر ۱۲

پہاڑون پر سے بادل اوٹھہ اوٹھکر جمع ہوتے ہین اور چلتے پھرتے ہین تو وہ اٹکل سی کہدی کہ
آج مینہ برسے گا حالانکہ اکثر بعد ایسے ابر کے بھی آفتاب نکل آتا ہی اور ابر جاتا رہتا ہی اور کبھی
مینہ بھی برستا ہے تو صرف ابر کا ہونا ہی مینہ کے آنے مین کافی نہین جبتک اور اسباب کا علم نہو
اسی طرح ملاح کا قیاس کرنا کہ کشتی سلامت رہیگی یعنے ہمیشہ سے ہواؤن کا عادی ہی اسی پر
اعتماد کرکے کہدیتا ہے حالانکہ اون ہواؤن کے اور سبب خفیہ بھی ہین کہ اونپر اوسکو اطلاع نہین
اسی لیے کبھی تو اوسکا کہنا ٹھیک ہوتا ہی اور کبھی اٹکل غلط ہوتی ہے اور اسی وجہ سی قوی
شخص کو بھی نجوم کی ممانعت ہوئی تیسری وجہ یہ ہے کہ اس علم سے کچھہ فائدہ نہین اسلیے کہ ادنے
مرتبہ یہ ہے کہ امر فضول مین خوض کرنا ہے جسکی حاجت نہین اور ایک امر بی فائدہ مین عمر سی چیز کو
جو زیادہ نفیس سرمایہ انسان کا تلف کرنا ہے اور یہ بات نہایت درجے کے نقصان کی ہی چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر گذرے کہ لوگ اوسکے گرد جمع تھے آپ نے فرمایا کہ یہ کون ہے
لوگون نے عرض کیا کہ یہ بڑا عالم ہے آپ نی فرمایا کہ کس چیز کا عرض کیا کہ شعر کا اور عرب کے
نسبون کا آپ نی فرمایا کہ یہ علم ہے کہ مفید نہین اور جہل ہے کہ مضر نہین اور فرمایا اِنَّمَا الْعِلْمُ اٰیَةٌ
مُحْکَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِیْضَةٌ عَادِلَةٌ اس سے ثابت ہوا کہ نجوم مین اور اوس جیسے
علوم مین خوض کرنا خطر مین پڑنا اور جہالت مین بیفائدہ مصروف ہونا ہی اسلیے کہ جو کچھہ تقدیر مین
ہے وہ ہونا ہے اوس سے بچنا ناممکن ہے بخلاف طب کے کہ اسکی طرف ضرورت داعی ہی اور
اوسکی اکثر دلیلین ایسی ہین جنپر اطلاع ہوجایا کرتی ہی اور بخلاف تعبیر کے کہ ہرچند وہ قیاسی ہے
مگر نبوت کے حصون مین سی چھیالیسوان حصہ ہے اور اوس مین کچھہ اندیشہ نہین تیسری وجہ
یہ ہے کہ آدمی اگر ایسی بات مین خوض کیا کرتا ہے جسکا تحمل اوسکو نہین ہوتا تو وہ اوسکی حق مین
مضر ہوتی ہے مثلا باریک اور خفیہ علوم کا سیکھنا بیشتر ادنی اور ظاہر علمون کے جس طرح اسرار
الٰہی مین بحث کرنی کہ حکما اور اہل کلام نے اونپر اطلاع چاہی حالانکہ اونکے حوصلے سے یہ اسرار
زائد تھے انکی تاب اور انمین سے بعض کے طریقون پر اطلاع بجز انبیا اور اولیا کی اور کسی کو نہین ہوسکتی
اسلیے اونکی بحث سے لوگون کو روکنا اور جسقدر شرع مین وارد ہی اوسکا معتقد کرنا ضرور ہے
کہ توفیق یافتہ شخص کے لیے اوسقدر کافی ہے اسلیے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی علوم مین
خوض کرتا ہے اور اون سے ضرر پاتا ہے اگر وہ اون مین خوض نہ کرتا تو اوسکا حال دین مین
اوس سے اچھا ہوتا جو علوم مین خوض کرنے سے ہوگیا اور علم کا مضر ہونا بعض لوگون کی حق مین

[1] ابن عبد البر بروایت ابو ہریرہ ۱۲
[2] علم تین ہین یا آیت محکمہ کا یا سنت جاری کا یا اسلام کا جو کتاب و سنت سے نکلے ہین ۱۲ ابو داؤد بروایت عبد اللہ بن عمر ۱۲

خدای تعالیٰ کی عادت کا معلوم کرنا ہے مگر شرع نے اوسکو بُرا کہا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تقدیر کا ذکر ہو تو چپ ہو جاؤ اور جب نجوم کا ذکر ہو تو چپ ہو رہو اور جب میرے اصحاب کا ذکر ہو تو سکوت کرو اور فرمایا کہ میں اپنی امت پر تین باتوں سے ڈرتا ہوں ایک انکا ظلم کرنا دوم نجوم کا معتقد ہونا سوم تقدیر کا ماننا۔ اور حضرت عمر رضؓ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نجوم کو اسقدر سیکھو کہ اوس سے خشکی اور تری میں تمکو راہ ملے پھر رک ہو اور اوس سے منع کرنے کی تین وجہیں ہیں اول یہ کہ اکثر خلق کو یہ ضرر ہوتا ہے یعنے جب یہ بات دل میں پڑتی ہے کہ حالات ستارون کی چال کے بعد اسطرح ہوتے ہیں تو اونکے دلون میں بھی جمتا ہے کہ تاثیر کرنیوالا ستارے ہی ہیں اور یہی معبود ہیں جو انتظام کرتے ہیں اسلیے کہ یہ اجسام شریف اور جواہر لطیف آسمان پر ہیں اوسا اونکی عزت دل میں بڑھجاتی ہے اور توجہ دلی اونھیں کیطرف رہتی ہے خیر کی توقع اور شر سے بچاو اونھیں کی جہت سے معلوم ہونے لگتی ہے اللہ پاک کا ذکر دل سے مٹ جاتا ہے اسلیے کہ ضعیف آدمی کی نظر ذریعون تک ہی رہتی ہے اور یکا عالم البتہ واقف ہوتا ہے کہ چاند اور سورج اور ستارے سب خدای تعالے کے امر کے مطیع ہیں ضعیف آدمی کہ سورج کی حرکت سورج نکلنے کے باعث دیکھتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے چینٹی کہ بالفرض اوسکو عقل ہو اور کاغذ پر موجود ہو اور دیکھ رہی ہو کہ قلم کی سیاہی سے کاغذ سیاہ ہوتا چلا جاتا ہے تو وہ یہی اعتقاد کریگی کہ لکھنا قلم ہی کا فعل ہے اوسکی نظر قلم سے اونگلیون پر اور اون سے ہاتھہ پر اور ہاتھہ سے ارادہ پر اور ارادہ سے کاتب پر جو ارادہ کر رہا ہے اور کاتب سے اوسکی قدرت اور ہاتھہ کے بنانیوالے پر ہرگز ترقی نہ کریگی غرض کہ خلق کی نظر اکثر قریب اور نیچے کے ذریعون پر رہکر مسبب الاسباب تک ترقی سے باز رہتی ہے اسی لیے نجوم کے سیکھنے کی ممانعت کی گئی۔ دوسری وجہ ممانعت کی یہ ہے کہ نجوم کے احکام صرف اٹکلی ہیں ہر فرد خاص کے باب میں نہ یقینی معلوم ہوتے ہیں نہ ظنی تو اوسکے ذریعہ سے حکم کرنا جہالت پر حکم کرنا ہے اس صورت میں اسکی بُرائی اس اعتبار سے ہے کہ وہ جہل ہے علم ہونے کی جہت سے نہیں کیونکہ یہ تو معجزہ حضرت ادریس علیہ السلام کا ہے جیساکہ مروی ہے اور یہ علم جاتا رہا اور مٹ گیا اور اگر منجم کی کوئی بات سچی بھی ہوتی ہے تو وہ اتفاقی ہے اسلیے کہ منجم اوقات کسی سبب پر واقف ہوتا ہے اور مسبب اوسکی بعد بدون بہت سی شرطون کے ہو جانے کے نہیں ہوتا اور اون شرطون پر واقف ہونا بہت سے آدمی کے اختیار میں نہیں پس اگر اتفاقاً خدای تعالیٰ باقی شرطون کو بھی مقدر فرما دیتا ہے تب تو منجم کا قول درست ہو جاتا ہے اور اگر باقی سبب نہیں ہوتے تو اوسکا کہنا غلط ہوتا ہے اور اسکا حال ایسا ہے جیسے کوئی شخص دیکھے کہ

۱ طبرانی بسند ابن مسعود ۱۲

۲ ابن عبد البر بروایت سائی محسن بسند ضعیف ۱۲

۳ ۱۲

اون مین نہین اور اس فصل مین تین بیان ہین ٭

بیان اول اسبات کی وجہ مین کہ بعض علم بُرے کیون ہوتے ہین - شاید تم یہ اعتراض کرو کہ علم کے معنے تو یہ ہین کہ کسی چیز کو جیسی وہ ہے اوسی طرح پر جاننا اور علم خدای تعالی کے صفات مین سے بھی ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ کوئی چیز علم ہوکر مذموم اور بری ہووے تو اسکا جواب یہ ہے کہ علم کی برائی خود علم ہونے کی جہت سے نہین ہوتی بلکہ بندون کے حق مین تین وجہون مین سے کسی کے پائی جانے سے برا کہا جاتا ہے

اول یہ کہ وہ علم خواہ عالم کے حق مین یا دوسرے کے حق مین انجام کو مضر ہوتا ہو جیسے علم سحر اور طلسمات کو بُرا کہتے ہین حالانکہ علم سحر حق ہے اسلیے کہ قرآن اوسکا شاہد ہی کہ سحر ایک سبب ہے جس سے خاوند بی بی مین جدائی ڈالنے کا ذریعہ کرتے ہین اور صحیحین مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کسی نے کردیا تھا اور اوسکے سبب سے آپ بیمار ہوگئے تھے یہانتک کہ جبرئیل علیہ السلام نے اسکی خبر آپ کو دی اور وہ جادو ایک کنوئین کے اندر پتھر کے نیچے سے نکالا گیا اور جادو ایک علم کی قسم ہے کہ جواہر کی خواص اور ستارون کے مطلعون مین حسابی امور کے جاننے سے حاصل ہوتا ہے اسطرح کہ اون جواہر سے ایک پتلی اوس شخص کی صورت پر بناتے ہین جسپر جادو کرتے ہین اور ایک خاص وقت کے منتظر رہتے ہین جب وہ وقت ستارے کے نکلنے کا آتا ہے تو اوس پتلی پر چند کلمات کفر اور فحش خلاف شرع بولتے ہین اور اونکے ذریعہ سے شیطانون سے مدد چاہتے ہین ان سب بیرون سے بحکم عادت جاریہ خدای تعالی کے مسحور شخص مین عجیب حالات پیدا ہوتے ہین اور معرفت ان اسباب کی اس اعتبار سے کہ معرفت ہی بُری نہین مگر چونکہ بجز خلق کے ضرر کرنے کے اور بدی کا وسیلہ ہونے سے اور کسی بات کی اونمین لیاقت نہین اس سبب سے اون کے جاننے کو علم مذموم کہتے ہین بلکہ اگر کوئی ظالم کسی ولی کے قتل کا درپے ہو اور وہ اوس سے ڈر کر کسی مضبوط جگہہ مین جا چھپے تو ظالم اگر اوسکا حال پوچھے تو اوسکی جگہہ بتانی پنجا ہے اور جھوٹ اس موقع مین واجب ہی حالانکہ اوسکی جگہہ کا ذکر کرنا بتانا ہی اور حقیقی حال کا جتا دینا لیکن بُرا اسی وجہ سے ہے کہ انجام کو مضر ہے **دوم** یہ کہ وہ علم غالبًا عالم کے حق مین مضر ہو مثلاً علم نجوم کہ وہ خود اپنی ذات سے بُرا نہین کیونکہ وہ یا تو حساب کے متعلق ہے اور قرآن مجید مین صاف فرمادیا ہے کہ آفتاب اور چاند کی چال حساب سے ہے چنانچہ ارشاد فرمایا اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ اور فرمایا وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ یا احکام ہین جنکا ماحصل سببون سے واقعات کا بتانا ہی یہ ایسا ہے جیسے طبیب نبض سے بتادیتا ہے کہ یہ مرض عنقریب پیدا ہوگا غرض کہ اسکا جاننا خلق مین

قولہ ایک اور حساب سے ۱۲ جیسے نجومی کی ان مضر ہونے کی وجہ سے ہے ۱۲

اوس مال کے آنے کی تھی آپ نے صبح کی نماز پڑھی اور منہ لپیٹ لیا اور کسی سے کچھ کلام نہ کیا پھر حسن بن قحطبہ کا قاصد وہ مال لے کر آپ کے پاس آیا آپ اوس سے کچھ نبولے بعض حاضرین نے کہا کہ آپ ہم سے بھی ایک آدھ بات کبھی کرتے ہین یعنی آپ کی عادت ایسی ہی ہے کہ کلام نہین کرتے اس مال کو تم اس تھیلی مین مکان کے گوشے مین رکھدو پھر مدت کے بعد امام صاحب نے اپنے سب اثاث البیت کی وصیت کی اور اپنے لڑکے سے کہا کہ جب مین مرجاؤن اور مجکو دفن کرچکو تو اس تھیلی کو حسن بن قحطبہ کے پاس لیجانا اور کہنا کہ یہ تمھاری وہ امانت ہی جو تم نے ابو حنیفہ کو سپرد کی تھی آپ کے صاحبزادے نے وصیت کے بموجب تعمیل کی حسن نے فرمایا کہ رحمت ہو خدا کی تیرے باپ پر اسلیے کہ وہ اپنے دین پر نہایت حریص تھے۔ اور روایت ہی کہ اونسے عہدۂ قضا کے لیے کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھمین اسکی لیاقت نہین لوگون نے پوچھا کہ کسوجہ سے آپ نے فرمایا کہ اگر مین سچا ہون تب تو واقع مین اوسکے لائق نہین اور اگر اس قول مین جھوٹا ہون تو جھوٹا شخص عہدۂ قضا کی لیاقت نہین رکھتا۔ اور آپ کا طریق آخرت سے ماہر ہونا اور امور دینی کے راہ سے واقف ہونا اور خدای تعالے کا عارف ہونا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ خدای تعالے سے بہت ڈرتے تھے اور دنیا مین زاہد تھے چنانچہ ابن جریج رح نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجکو یہ خبر پونہچی ہے کہ یہ تمھارا کوفی نعمان بن ثابت خدای تعالے سے بہت ڈرتا ہی۔ اور شریک نخعی کہتے ہین کہ امام اعظم رح سکوت بہت رکھتے اور ہمیشہ فکر مین مستغرق رہتے لوگون سے کلام کم کرتے تو یہ امور صاف دلیل ہین باطن کے علم اور دینی مہمات مین مشغول رہنے کی اس لیے کہ جسکو سکوت اور زہد عنایت ہوا اوسکو علم کامل عطا ہوا یہ ہے مختصر بیان تینون امامون کے احوال کا۔ اور

حضرت امام احمد بن حنبل اور سفیان ثوری رح کا حال یہ ہے کہ انکی تابع بہ نسبت اون تین امامون کے کم ہین اور سفیان ثوری کے تابع امام احمد رح کی نسبت کر بھی کم ہین لیکن یہ دونون ورع اور زہد مین زیادہ مشہور ہین اور یہ ساری کتاب ان دونون کی افعال اور اقوال سے بھری ہی اس لیے اسوقت کچھ ضرورت تفصیل کی نہین۔ پس اب تم ان تینون امامون کی سیرتون مین غور کرو اور سوچو کہ یہ حالات اور افعال اور اقوال دنیا سے اعراض کرنے کے اور خالص خدا کے لیے ہو رہنے کی بھلا علم فقہ کی فروعات یعنے سلم اور اجارہ اور ظہار اور ایلا اور لعان کے جاننے سے ہوتے ہین یا یہ دوسرے ہی علم سے پیدا ہوتی ہین جو فقہ سی اعلی اور اشرف ہی اور تامل کرو کہ جو لوگ اونکی پیروی کا دعوی کرتے ہین وہ سچے ہین یا جھوٹے

تیسری فصل اون علوم کی بیان مین جنکو لوگ اچھے علوم مین شمار کرتے ہین اور واقع مین

بیان اول

وسلم ہوا وس زمین کو سواری کے سم کا پامال کرون اس روایت سے خیال کرو کہ سخاوت آپ مین
اسقدر تھی کہ سب گھوڑے پھر ایکبار کی دی ڈالے اور پھر خاک پاک مدینہ طیبہ کی توقیر کا
لحاظ کرو۔ اور آپ کی غرض علم سے خدای تعالی کی رضا ہوتی اور دنیا کو حقیر جاننا آپ کی
اس حکایت سے ثابت ہی کہ فرماتے ہین کہ مین ہارون رشید کے پاس گیا رشید نے مجھسے
کہا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لایا کیجیے تاکہ ہمارے لڑکے آپ سے موطا سنین مین نے کہا
کہ خدای تعالی امیر کی ترقی کرے یہ علم تمھین لوگون سے نکلا ہے اگر تم اسکی عزت کرو گی تو عزیز
ہوگا اور اگر ذلت کرو گے تو ذلیل ہوگا علم کے پاس لوگ جایا کرتے ہین علم نہین آیا کرتا رشید نے
کہا کہ آپ درست فرماتے ہین اور لڑکون کو حکم دیا کہ مسجد مین جاو تاکہ اور لوگون کی ساتھ موطا سنو
اور حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رح بھی عابد اور زاہد اور خدای تعالی کے عارف اور اوس سے
ڈرنے والے اور اپنے علم سے اوسکی رضا کی خواہان تھے۔ آپ کی عبادت اس روایت سے
معلوم ہوتی ہے جو ابن مبارک سے مروی ہی آپ صاحب مروت تھے اور نماز بہت پڑھتے تھے
اور حماد بن ابی سلیمان روایت کرتے ہین کہ آپ تمام شب عبادت کرتے تھے اور روایت یون ہے
کہ آپ نصف شب عبادت کیا کرتے تھے ایک روز آپ چلے جاتے تھے ایک شخص نے آپ کیطرف
اشارہ کیا دوسرے نے کہا کہ یہ وہ ہین جو تمام شب عبادت کرتے ہین اوس روز کے بعد سے
پھر امام صاحب نے تمام شب عبادت کرنی شروع کردی اور فرمایا کہ مجکو خدای تعالی سے شرم آتی ہی کہ اوسکی عبادت
جتنی ہین نکرتا ہون اوسقدر لوگ مجہ مین بتاوین۔ اور آپ کا زہد ان روایتون سے ثابت ہی کہ ربیع
بن عاصم کہتے ہین کہ مجکو یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے بھیجا مین حضرت امام ابو حنیفہ رح کو اوسکے
سامنے لے گیا اوسنے چاہا کہ آپ بیت المال کے حاکم ہون آپ نے انکار کیا اوسنے آپ کے بیس کوڑے
مارے تو دیکھو حکومت سے کیسے انکار کیا اور مار کو برداشت فرمایا۔ اور حکم بن ہشام ثقفی نے
کہا ہے کہ مجھسے شام مین امام صاحب کے باب مین ایک روایت کسیکی کہ آپ سب لوگون سے زیادہ امین تھے
اور بادشاہ نے یہ چاہا کہ اونکو اپنے خزانون کی کنجیان سپرد کردی ورنہ اونکو پٹوادی آپ نے دنیا کا عذاب
اختیار کیا اور خدای تعالے کے عذاب کی جرات نہ کی۔ اور ابن مبارک کے سامنے جو آپ کا ذکر ہوا تو کہتے ہین
کہ اونھون نے فرمایا کہ تم ایسے شخص کا کیا ذکر کرتے ہو کہ جسپر تمام دنیا پیش کی گئی اور اوس سے گریز کی
اور محمد بن شجاع آپکے بعض شاگردون سے روایت کرتے ہین کہ آپ سے کسی نے کہا کہ آپ کے لیے امیر المومنین
ابو جعفر منصور نے دس ہزار درم دینے کو کہا ہے آپ راضی نہوئے اور جب وہ دن ہوا جس مین توقع

نہین ہوتا اور دنیا مین آپ کا زہد اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ امیر المومنین مہدی نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کا کوئی مکان ہے آپ نے فرمایا کہ نہین لیکن اس باب مین مین تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہون کہ مین نے ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ آدمی کا نسب ہی اوسکا مکان ہے۔ اور ہارون رشید نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کا مکان ہے آپ نے فرمایا کہ نہین پس رشید نے تین ہزار دینار آپ کو دیے آپ نے اونکو لے کر رکھ چھوڑا خرچ نہ کیا جب رشید نے مدینۂ منورہ سے چلنا چاہا تو آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ آپکو بھی ہمارے ساتھ چلنا چاہیے اسلیے کہ مین نے قصد کیا ہے کہ لوگون کو موطا کی ترغیب دون جیسے حضرت عثمان رض نے لوگون کو قرآن پر ترغیب دی تھی آپ نے جواب دیا کہ لوگون کو موطا کی ترغیب دینی کی کوئی سبیل نہین اسلیے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد حضرت کے شہرون مین چلے گئے ہین اور حدیثین روایت کی ہین اسی لیے ہر ایک شہر کے پاس علم حدیث موجود ہے اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ باقی رہا تمھارے ساتھ چلنا تو وہ بھی نہین ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اَلْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ لَّکُمْ لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور یہ بھی ارشاد ہے اَلْمَدِیْنَةُ تَنْفِیْ خَبَثَهَا کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْحَدِیْدِ اور یہ تمھارے دینار جو تم نے رکھے ہین چاہو لے چاہو چھوڑ جاؤ یعنے تم جو مجھسے مدینہ چھوڑا یا چاہتے ہو تو اسلیے کہ تم نے مجھپر احسان کیا ہے پس مین دینار کو حضرت کے مدینۂ طیبہ پر ترجیح نہین دیتا ہون غرض کہ دنیا مین آپ کے زہد کی یہ صورت تھی۔ اور جب آپ کے علم اور شاگردون کے منتشر ہونے کی جہت سے سب طرف سے مال آپ کے پاس آنے لگا آپ اوسکو امور خیر مین خرچ دیا کرتے آپ کی سخاوت سے آپ کا زہد اور دنیا کی محبت کی کمی معلوم ہوتی ہے اور زہد یون نہین ہوتا کہ آدمی کے پاس مال نہو بلکہ یہی صورت ہے کہ مال سے دل بے پرواہو چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سلطنت مین تجارت کیا کرتے تھے۔ اور اس روایت سے حضرت مالک رح کا دنیا کو حقیر جاننا اور بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی رح سے نقل ہے کہ مین نے امام مالک کے دروازے پر ایک گلہ خراسان کے گھوڑون اور مصر کے خچرون کا ایسا دیکھا کہ اوس سے عمدہ مین نے نہین دیکھا تھا مین نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ یہ کیا عمدہ ہین آپ نے فرمایا کہ ای ابو عبد اللہ یہ میری طرف سے تمکو تحفہ ہے مین نے کہا کہ آپ ایک ان مین سے اپنی سواری کے لیے رہنے دیجیے آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالے سے شرم آتی ہے کہ جس زمین مین اوسکا پیغمبر صلی اللہ علیہ و

۱۲ بیہقی تعلیقا
۲ مدینہ اونکے لیے بہتر ہے جو وفور رکھتے ہون ۱۲
۳ مدینہ تمھارے لیے ایسا ہے جیسا بھٹی لوہے کا میل دور کرتی ہے ۱۲ بخاری رقم ۱۸۷۱ و مسلم بروایت عائشہ رض

کوئی اونکی نیابت کرتا ہی - اور امام احمد رح فرمایا کرتے کہ جو کوئی اپنے ہاتہ سے دوات چھوئے اوسکی گردن پر شافعی کا احسان ہے - اور یحیی بن سعید بنبہ فروش کہتے ہین کہ مین نے چالیس برس سے جو نماز پڑھی اوسمین شافعی رح کے لیے دعا مانگی اسلیے کہ اللہ تعالی اونکو علم عنایت فرمایا اور اوسمین طریقہ راستی ہدایت کیا - اب ہم آپ کی حالات کو اسیقدر مختصر پر کفایت کرتے ہین اسلیے کہ سب حالات خارج از حد شمار ہین اور یہ مناقب جو ہمنے لکھے ہین اکثر اوس کتاب سے نقل کیے ہین جو نصر بن ابراہیم مقدسی رح نے مناقب شافعی رح مین لکھی ہے

اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ بھی ان پانچون خصلتون کے ساتھہ موصوف تھے چنانچہ اون سے کسی نے کہا کہ ای مالک طلب علم مین آپ کیا فرماتے ہین اونھون نے فرمایا کہ بہتر اور اچھا ہے بلکہ جو شخص صبح سے لے کر شام تک تمھارا ساتھہ نہ چھوڑے اوسکا ساتھہ تم بھی نچھوڑو - اور آپ علم دین کی تعظیم مین بہت مبالغہ فرماتے یہان تک کہ جب حدیث بیان کیا چاہتے تو وضو کرتے اور اپنے فرش کے صدر مقام پر بیٹھتے اور ڈاڑھی مین کنگھی کرتے اور خوشبو لگاتے اور بیٹھنے مین وقار اور ہیبت کو ملحوظ رکھتے پھر حدیث ارشاد کرتے لوگون نے جو اسباب مین آپ سے کچھہ کہا تو آپ نے فرمایا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی عظمت کرون - اور آپ کا ارشاد ہے کہ علم ایک نور ہے اوسکو خدای تعالی جہان چاہتا ہے وہان کر دیتا ہے کثرت روایت سے نہین ہوتا اور یہ حرمت اور توقیر اسبات پر دال ہے کہ آپ کو اللہ تعالی کے جلال کی معرفت نہایت قوی تھی - اور علم سے آپ کی غرض خدای تعالی کی رضا ہوتی آپ کی اس قول سے معلوم ہوتی ہے کہ فرمایا دین کے باب مین جدل کرنا کچھہ بھی نہین اور اس امر پر امام شافعی رح کا قول بھی دلالت کرتا ہے کہ مین آپ کے پاس حاضر ہوا اوسوقت آپ سے اڑتالیس مسئلے پوچھے گئے تھے اون مین سے بتیس کے جواب مین آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہین تو جسکو اپنی علم سے خدای تعالی کے سوا اور کچھہ غرض ہوتی ہے اوسکا نفس کبھی نہین مانتا کہ یون اقرار کر دے کہ مین نہین جانتا اور اسی لیے امام شافعی رح نے فرمایا ہے کہ جب عالمون کا ذکر ہو تو امام مالک اون مین نجم ثاقب ہین اور امام مالک سے بڑھکر میرے اوپر کسی کا احسان زیادہ نہین ہوا - اور روایت ہے کہ ابو جعفر منصور نے آپ کو منع کر دیا تھا کہ مکرہ کے طلاق کے باب مین حدیث مت بیان کرنا پھر ایک شخص کو خفیہ کہدیا کہ ان سے اوس طلاق کا مسئلہ پوچھے جب اوس شخص نے دریافت کیا تو آپ نے سب لوگون کے سامنے کہدیا کہ جس شخص سے زبردستی طلاق کہلائی گئی ہو وہ طلاق نہین ہی ابو جعفر نے آپکے کوڑی لگائی مگر آپ نے حدیث بیان کرنا ترک نہ کیا - اور امام مالک رح کا ارشاد ہے کہ جو شخص حدیث مین سچا ہوتا ہے اور جھوٹ نہین بولتا اوسکی عقل سے اوسکو نفع دیا جاتا ہے - اور بڑھاپے مین آفت اور فساد عقل طاری

اوس سے رہ گئی ہے اوسمین تامل کرتا ہی تو اوسوقت عالم ہوتا ہی چنانچہ جالینوس سے کسی نے پوچھا تھا کہ تم ایک مرض کے لیے بہت سی دوائین مرکب لکھتے ہو اوسنے جواب دیا کہ مقصود ایک ہی دوا ہے دوسری اوسکے ساتھہ اس لیے ہین کہ اوسکی تیزی کم ہوجاوی اسلیے کہ مفرد دوائین قاتل ہین پس اس طرح کی بہت سی باتین اور علوم آخرت مین آپکی معرفت الٰہی علو مرتبت پر دلالت کرتی ہین رہی یہ بات کہ آپ خاص فقہ سے اور اوسمین مناظرہ کرنے سے خدای تعالی کی رضا کے خواہان تھے اس امر پر یہ دو باتین دال ہین کہ آپ نے فرمایا کہ مین یہ جانتا ہون کہ اس علم سے لوگ مستفید ہون اور اوسمین سے میری طرف کوئی چیز منسوب نہو تو دیکھو کہ آپ کو علم کی آفت اور طلب شہرت کی برائی کتنی معلوم تھی اور اسباب مین خالص نیت خدای تعالی کی رضا جوئی کی کہ کہ شہرت کیطرف دل کی توجہ سے مبرا تھے۔ اور آپ کا ارشاد ہے کہ مین نے کبھی کسی سے مناظرہ اس طور سے نہین کیا کہ یہ چاہا ہو کہ وہ خطا کرے۔ اور فرمایا کہ جب مین نے کسی سے گفتگو کی ہی تو یہ چاہا ہی کہ اوسکو توفیق رہنمائی کی اور اعانت ملی اور اوسکے اوپر خدای تعالی کی حمایت اور حفاظت رہے اور جب مین نے کسی سے کلام کیا ہی تو یہ پروا نہین کی ہی کہ امر حق میری زبان سے خواہ اوسکی زبان سے نکلے۔ اور فرمایا کہ جب مین نے امر حق اور حجت کو کسی شخص پر پیش کیا اور اوسنے حق بات کو قبول کیا تو میرا دل اوس سے محبت رکھتا ہون اور اوسکی محبت کا معتقد ہوتا ہون اور جو کوئی امر حق پر مجھسے زبردستی کرکے حجت توڑتا ہی تو وہ میری نظرون سے گر جاتا ہے اوس سے ملنا چھوڑ دیتا ہون۔ تو یہ علامات ہین جنسے معلوم ہوتا ہی آپ کی غرض فقہ سے اور اوسمین مناظرہ کرنے سے خدای تعالی کی رضا جوئی تھی اب دیکھو کہ زمانہ حال کے لوگون نے آپ کا اتباع ان پانچ باتون مین سے صرف ایک بات مین کس طرح کیا ہی اور پھر اوسمین بھی اونکے خلاف کرتے ہین اور اسی لیے ابو ثور رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نہ مین نہ اور دیکھنے والون نے کوئی شخص شافعی رح کے مثل دیکھا ہے۔ اور احمد بن حنبل رح نے فرمایا کہ چالیس برس سے مین نے ایسی کوئی نماز نہین پڑھی جسکے بعد امام شافعی کے لیے دعا نہ مانگی ہو اس روایت سے دعا مانگنے والے کے انصاف کو اور جنکے لیے دعا کی اونکے درجے کو خیال کرو اور اوسپر اوس زمانے کے علما کے حالات کو مطابق کرو کہ انکی دلون مین آپس مین کتنا بغض اور عناد ہے تاکہ تمکو معلوم ہو کہ یہ لوگ جو دعوی سلف کی پیروی کا کرتے ہین اس دعوی مین قصور رکھتے ہین امام احمد رح کے زیادہ دعا مانگنے کی وجہ سے اونکے لڑکے نے اون سے کہا کہ شافعی کون شخص تھے جنکے لیے تم اسقدر دعا مانگتے ہو اونھون نے فرمایا کہ بیٹا شافعی رح دنیا کے حق مین مثل آفتاب کے تھے اور لوگون کے حق مین مثل تندرستی کے تو اب بتاو کہ ان باتون مین سے

آخرین کی حکمتین قرآن و حدیث مین بھری ہین — اور دل کے اسرار اور علوم آخرت سی آپ کا واقف ہونا اون حکمتون سے تمکو معلوم ہوگا جو آپ سی منقول ہین مثلاً کسی نے آپ سے پوچھا کہ ریا کیا ہے آپ نی بلا تامل فرمایا کہ ریا ایک فتنہ ہی جسکو خواہش نفس نے علما کے دلون کے سامنے لا کھڑا کیا اونھون نے اوسکی طرف اسوجہ سی کہ نفس بُری بات اختیار کرتا ہی دیکھا اسلیے اونکے عمل برباد ہو گئے — اور یہ آپ کا قول ہی کہ جب تمکو اپنے عمل مین عُجب کا خوف ہو تو یہ سوچو کہ تم کسکی رضا چاہتے ہو اور کس ثواب کی راغب اور کس عذاب سی ترسان اور کونسی عافیت کے شکر گزار اور کونسی مصیبت کو یاد کرتے ہو جب تم ان باتون مین سے ایک مین بھی فکر کروگے تو تمھارا عمل تمھاری نظرون مین حقیر ہو جاوی گا عُجب سی مامون رہے گا پس تامل کرو کہ آپ نی کسطرح ریا کی حقیقت اور عُجب کا علاج ذکر فرمایا اور یہ دونون دل کی بڑی آفتون مین سی ہین — اور یہ بھی آپ کا ارشاد ہی کہ جس شخص نے اپنے نفس کو محفوظ نرکھا اوسکی علم نے اوسکو فائدہ نہ دیا — اور فرمایا کہ جو شخص علم سے خدای تعالی کی اطاعت کرتا ہی وہ اوسکے راز کو سمجھتا ہے — اور فرمایا کہ ہر ایک آدمی کے لیے دوست اور دشمن ضرور ہوتے ہین جب یہ حال ہی تو تم اونھین لوگون کے ساتھ رہو جو خدای تعالے کی اہل طاعت ہین — اور روایت ہی کہ عبد القاہر بن عبد العزیز ایک مرد نیکبخت پرہیزگار تھے وہ آپ سے پرہیزگاری کے باب مین مسائل پوچھا کرتے اور آپ اونکے ورع کی جہت سے اونکے پاس تشریف لیجایا کرتے تھے ایک روز اونھون نے شافعی رح سے کہا کہ صبر اور امتحان اور تمکین مین سی کون چیز بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ تمکین انبیا کا درجہ ہی اور وہ بعد آزمائش کے ہوتا ہے پس جب امتحان ہوتا ہی تو صبر ہوتا ہی اور صبر کے بعد تمکین دیکھو خدای تعالی نے اول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا پھر اونکو وقار عنایت کیا — اور حضرت موسی اور حضرت ایوب علیہما السلام کا اول امتحان لیا پھر وقار عنایت فرمایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا اول امتحان لیا پھر اونکو تمکین اور ملک عطا کیے اور تمکین سب درجون سی افضل ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ اور حضرت ایوب علیہ السلام کو بعد بہت بڑی آزمائش کے تمکین دی اور فرمایا وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ تو یہ جواب امام شافعی رح کا دلالت کرتا ہے کہ آپ کو اسرار قرآنی پر خوب عبور تھا اور جو لوگ انبیا اور اولیا اللہ تعالی کی طرف کے سالک ہین اونکے مقامات سے خوب واقف تھے اور یہ سب باتین آخرت کے علوم مین سے ہین — اور آپ سے کسی نے سوال کیا کہ آدمی عالم کب ہوتا ہی فرمایا کہ جس علم کو جانتا ہے اوسمین جب محقق ہو کر دوسرے علمون کے درپے ہوتا ہی اور جو بات

ف اور اسطرح جگہ دی ہمنے یوسف کو اوس ملک مین ۱۲ ف اور ہمنے دی اوسکو اوسکی گھر والی اور اونکی برابر ساتھ اونکے اپنی پاس کی مہر سی اور نصیحت بندگی والون کو ۱۲

مری کا شاگرد تھا اوسنے پڑھنا شروع کیا اور یہ شخص خوش آواز تھا جب یہ آیت پڑھی هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يَنْطِقُوْنَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ مین نے آپکو دیکھا کہ آپ کا رنگ بدل گیا اور بدن پر بال اوٹھ کھڑے ہوئے اور زور سے تڑپ کر بیہوش ہو گئے جب آپکو ہوش آیا تو یون کہنا شروع کیا الٰہی مین تجھسے پناہ مانگتا ہون جھوٹون کے مقام اور غافلون کی اعراض سے الٰہی تیری ہی لیے عارفون کے دل انکسار کرتے ہین اور تیری ہی لیے مشتاقون کی گردنین جھکتی ہین الٰہی اپنی جود مجکو عنایت کر اور مجکو اپنے پردۂ کرم مین چھپا اور اپنی ذات کے کرم کے طفیل سے میری تقصیر سے درگذر کر عبداللہ کہتے ہین کہ پھر وہان سے اوٹھکر ہم سب چلے آئے جب مین بغداد مین پونہچا آپ اندنون عراق مین تھے مین نہر کے کنارے نماز کے لیے وضو کرتا تھا ایک شخص میرے پاس گوگذرے اور کہا کہ بیٹا اپنی وضو اچھی طرح کر خدای تعالی دنیا اور آخرت مین تیرے ساتھ اچھی طرح پیش آوی گا مین نے جو پھر دیکھا تو معلوم کیا کہ ایک بزرگ جنکے پیچھے بہت لوگ ہین جھٹ پٹ وضو کر کے اونکے پیچھے ہوا میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تجھے کچھ کام ہے مین نے کہا کہ ہان یہ مطلب ہے کہ جو علم خدای تعالی نے آپ کو دیا ہے اوسمین سے مجکو بھی کچھ سکھلا دیجیے آپ نے فرمایا کہ جان رکھہ کہ جو شخص اللہ تعالی کی تصدیق کرتا ہے وہ چھٹی پاتا ہے اور جو شخص اپنے دین کا خوف رکھتا ہے وہ تباہی سے بچا رہتا ہے اور جو شخص دنیا مین زہد کرتا ہے قیامت کو اللہ تعالی کے ثواب کو دیکھکر اوسکی آنکھین ٹھنڈی ہونگی۔ اب اور کچھہ زیادہ بتاؤن مین نے کہا بہتر آپ نے فرمایا کہ جس شخص مین تین خصلتین ہین اوسنے اپنا ایمان پورا کر لیا ایک یہ کہ اچھی بات کا دوسرے کو حکم کرے اور پہلے آپ مانے دوم یہ کہ برائی سے اورون کو منع کرے اور پہلے آپ باز رہے تیسرے یہ کہ اللہ تعالی نے جو حدین مقرر کی ہین اونکی نگاہداشت کرے اور اونسے کسی طرف تجاوز نکرے۔ اب اور کچھہ بتاؤن مین نے کہا بہتر فرمایا کہ دنیا مین زاہد رہ اور آخرت کا راغب ہو اور سب باتون مین خدای تعالی کو سچا جان اس سے تو اور نجات پانے والون کے ساتھہ مین نجات پاوے گا یہ کہکر آپ تشریف لے گئے مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون ہین کہا کہ شافعی رح ہین اس روایت سے آپ کے بیہوش ہو جانے کو سوچ پھر نصیحت فرمانیکو خیال کرو کہ اوسمین سے آپ کا زہد اور شدت خوف کتنا معلوم ہوتا ہے اور یہ خوف اور زہد بدون معرفت اللہ تعالی کے حاصل نہین ہوتا کہ خدای تعالی خود فرماتا ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا امام شافعی رح نے یہ خوف اور زہد فقہ کے سلم اور اجارہ اور اور چیزون سے حاصل نہین کیا تھا بلکہ آخرت کی علوم جو قرآن اور حدیث سے نکلے ہین اون سے پیدا کیا تھا کیونکہ تمام دلین اور

ف یہ دونون باتین کم پولیں اور نہ ہونیکو علم کہ فوائد کرین ۱۲

ف اسمین ذکر ہے اور زہد کا جان لینا بدون معرفت کے جو کچھ ہم نے بیان کیا ۱۲

حالانکہ فقہا پر سب اعضا سے زیادہ زبان مسلط ہی اور اونکے ضبط اور قابو سے باہر اور اسی روایت سے
یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا بولنا اور چپ رہنا فضیلت اور ثواب کے حاصل کرنے کے لیے ہوا کرتا تھا
- اور احمد بن یحیی بن وزیر روایت کرتے ہین کہ ایک بار آپ قندیلون کے بازار سے نکلے اور ہم آپکے
پیچھے ہوئی دیکھا تو ایک شخص کسی عالم سے اولجھ رہا ہی اور اوسکو بیہودہ کہتا ہی آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا کہ اپنے کانونکو فحش کے سننے سے صاف کرو جیسے زبان کو فحش بکنے سے صاف کرتے ہو اسلیے کہ
سننے والا کہنے والی کا شریک ہی اور کم عقل آدمی اپنی مغز مین جو سب سے زیادہ بری بات دیکھتا ہے
اوسکو چاہتا ہے کہ تمھارے مغز مین لوٹ دی اگر اوسکا قول اوسی پر لوٹا دیا جاوی یعنی اوسکو کانون مین
جگہہ ندی جاوی تو اوسکا نہ سننے والا نیکبخت ہوگا جیسے بولنے والا بدبخت ہوا - اور آپ کا ارشاد ہی
کہ ایک حکیم نے دوسرے کو خط لکھا کہ تجکو خدای تعالی نے علم دیا ہے اپنے علم کو گناہون کی تاریکی سے
میلا مت کرو ورنہ جس روز کہ اہل علم اپنے علم کے نور مین چلین گے تو اندھیرے مین رہے گا - اور آپکا
زہد ان روایتون سی معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص دعوی کرے کہ میری دل مین محبت دنیا کی
اور محبت اوسکے خالق کی ایک ساتھہ ہی وہ جھوٹا ہی - اور حمیدی کہتی ہین کہ آپ ایکبار بعض حکام کے
ساتھہ یمن کو گئے اور وہان سے دس ہزار درم لیکر مکے کو پھرے مکہ معظمہ کے باہر ایک گانو مین آپکی
خیمہ کر دیا گیا لوگ آپ سے ملنے آتے گئے آپ نے جبتک وہ سب مال تقسیم نہ کر دیا وہان سے نہ ہلے
- اور ایک روز آپ حمام سے نکلے تو حمام والی کو بہت سا مال دی ڈالا - اور ایک دفعہ آپ کا کوڑا ہاتھہ سے
گر پڑا ایک شخص نے اوٹھا دیا اوسکو آپ نی اوسکے عوض مین پچاس اشرفیان دین - اور سخاوت آپکی
مشہور ہے بیان کرنے کی حاجت نہین اور زہد کی اصل سخاوت ہی اسلیے کہ جو شخص کسی چیز سے
محبت رکھتا ہی اوسکو روک رکھتا ہی اور جدا نہین کرتا اس صورت مین مال وہی جدا کری گا جسکی
نظرون مین دنیا حقیر ہو اور یہی معنی زہد کے ہین - اور آپ کے زہد پر اور خدای تعالے سے
زیادہ خوف رکھنے پر اور اپنی ہمت کو آخرت مین مشغول رکھنے پر یہ روایتین بھی دال ہین کہ
سفیان بن عیینہ نے آپ کے سامنے ایک حدیث رقت قلب کے بیان مین روایت کی آپ کو غش آگیا
لوگون نے سفیان سے کہا کہ آپ مر گئے اونھون نے فرمایا کہ اگر مر گئے تو اپنے زمانے کے لوگون سے
افضل مر گئے - اور عبد اللہ بن محمد بلوی کہتے ہین کہ مین اور عمر بن بنانہ بیٹھے ہوئی عابدون
اور زاہدون کا ذکر کرتے تھے مجسے عمر نے کہا کہ مین نے پرہیزگار اور فصیح محمد بن ادریس شافعی رح
سی کسیکو زیادہ نہین دیکھا کہ مین اور آپ اور حارث بن لبید صفا کی طرف گئے اور حارث صالح

اونکا اتباع کیا ہی یعنے فروعات فقہ مین استعداد اور مبالغہ اسلیے کہ چار خصلتین باقی صرف آخرت ہی کے قابل ہین اور یہ ایک خصلت دنیا اور آخرت دونون کے لیے ہوسکتی ہی اگر اوس سے آخرت کا ارادہ کیا جاوی مگر دنیا کی بہتری کے لیے اوسپر جھک پڑے ہین اور اس ایک خصلت کے سبب سے دعوی اون امامون کی مشابہت کا کرتے ہین بھلا لوہار فرشتون کے مشابہ کیسے ہوسکتے ہین اب ہم ان امامون کے حالات وہ بیان کرتے ہین جنسے وہ چارون خصلتین اونمین معلوم ہون اور پانچون خصلت یعنی فقہ کی مہارت تو ظاہر ہے **حضرت امام شافعی** رح کے عابد ہونے پر یہ روایت دلالت کرتی ہی کہ آپ رات کے تین حصے کیا کرتے تھے ایک علم کے لیے دوم نماز کے لیے سوم سونے کے لیے - ربیع کہتے ہین کہ امام شافعی رح رمضان مین ساٹھ قرآن ختم کیا کرتے تھے اور سب نماز ہی مین ختم کیا کرتے تھے - اور بویطی جو اونکے شاگرد ونمین سے ہے رمضان مین ایک ختم ہر روز کیا کرتا تھا اور حسن کرابیسی کہتے ہین کہ مین امام شافعی کے ساتھ بہت دفعہ رات کو رہا ہون آپ کا دستور تھا کہ مقدار سوم حصہ شب کی نماز پڑھا کرتے تھے مینے آپکو دیکھا کہ پچاس آیتون سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اور جب زیادہ کرتے تو ستر آیتین پڑھتے تھے اور جب کسی آیت رحمت پر گذرتے تو اللہ تعالی سے اوسکی دعا اپنے لیے اور سب مسلمانون اور ایمانداروں کے لیے مانگتے تھے اور جب آیت عذاب پڑھتے تو اپنے آپ کو اور مسلمانون کو اوس سے نجات پانے کا سوال کرتے گویا رجا اور خوف دونون اونکے لیے ایک ساتھ تھے اس روایت سے سمجھو کہ پچاس آیتون پر آپکا اکتفا کرنا اسرار قرآنی کو سمجھنے اور اونپر عبور ہونے پر کیسی دلالت کرتا ہی اور خود اونکا ارشاد ہے کہ مین سولہ برس سے شکم سیر نہین ہوا اسلیے کہ شکم سیری بدن کو گران کرتی ہی اور دل کو سخت اور دانائی کو کھوتی ہی اور نیند لاتی ہی اور آدمی کو عبادت کم کرنے دیتی ہی تو اس قول ہی آپ کی حکمت کو دیکھنا چاہیے کہ شکم سیری کی آفتون کو ذکر کیا پھر عبادت مین کوشش کو لحاظ کرنا چاہیے کہ اوسکے واسطے شکم سیری ترک کردیا - اور ظاہر ہی کہ عبادت کی اصل کم کھانا ہی - اور یہ بھی آپکا ارشاد ہے کہ مینے اللہ کی قسم نہ سچی کھائی نہ جھوٹی اس قول سے خیال کرو کہ آپ حرمت اور توقیر خدائے تعالی کی کتنی کرتے تھے - اور جلال خداوندی کا کسقدر علم رکھتے تھے - اور آپ سے کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا آپ چپ ہو رہے سائل نے کہا کہ آپ پر خدائے تعالی کی رحمت ہو آپ جواب نہین دیتے فرمایا کہ جب تک مجکو یہ نہ معلوم ہو کہ سکوت مین میری بہتری ہی یا جواب دینے مین تب تک مین کچھ جواب نہ دونگا اس روایت سے تامل کرو کہ آپ اپنی زبان کی نگاہداشت کتنی کرتے تھے

تو اب اسی اعتبار سے ہوگا کہ اپنے علم سے خدای تعالی کے لیے کام کرتا ہی اسی طرح اگر سلطان خلق کا معاملہ خدا کی واسطے کرے تو خدای تعالی کے نزدیک پسندیدہ اور قابل ثواب ہوگا نہ اس جہت سے کہ وہ علم دین کا ذمہ دار ہے بلکہ اس سبب سے کہ اوسنے اوس کام کا ذمہ لیا ہی جس سے قصد خدای تعالی کی نزدیکی کا رکھتا ہی۔ اور جن چیزون سی کہ خدای تعالی کی نزدیکی ہو سکتی ہی وہ تین قسم ہین ایک صرف علم وہ تو علم مکاشفہ ہی۔ دوم صرف عمل جیسے بادشاہ کا عدل کرنا اور لوگون کو مجتمع انتظام سے رکھنا سوم مرکب عمل اور علم سے اور وہ طریق آخرت کا علم ہی جو اس علم کا ہی وہ عالم اور عامل دونون ہی پس اب تم اپنے لیے تجویز کرلو کہ قیامت مین خدای تعالی کے عالمون مین ہوگے یا عمل کرنے والون مین یا دونون جماعتون مین ہو کر ہر ایک کے ساتھ اپنا حصہ لگاؤگے یہ بات تمھاری حق مین زیادہ ضروری اور مہم ہے بہ نسبت محض شہرت کے تقلید کے جیسا کہ کسی کا شعر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے شعر

لو اوسے جو کچھ کہ دیکھو ہو سنو دو اوسکو چھوڑ	ہی زحل کی کیا ضرورت شمس گر ہو سامنے

علاوہ اسکے ہم یہان اگلے فقہا کا وہ حال لکھتے ہین جس سے تمکو معلوم ہو کہ جو لوگ اونکی مذہب مین اپنے آپ کو بتاتے ہین وہ اونپر ظلم کرتے ہین اور قیامت کو اون کے بڑے دشمن وہی ہونگے اسلیے کہ فقہای سلف نے اپنے علم سے بجز رضای پروردگار اور کچھ قصد نہین کیا اور اونکے احوال سے علمای آخرت کی علامتین دیکھی گئی ہین چنانچہ اونکا بیان علمای آخرت کی علامتون کے ذکر مین آویگا کیونکہ وہ لوگ صرف علم فقہ ہی کے لیے نہ تھے بلکہ دلون کے علم مین مشغول تھے اور اونکے نگران رہتے تھے اور اس علم مین جو اونھون نے کچھ تصنیف نہین کیا اور اوسکی تدریس نہ کی تو اوسکی وجہ وہی تھی جو صحابہ رض کو فقہ کے باب مین تدریس اور تصنیف کی مانع تھی حالانکہ سب صحابہ رض علم فتوی مین جداگانہ فقیہ تھے اور وہین مانع یقیناً ہوئی ہین اونکے ذکر کی کچھ حاجت نہین ہم اب کچھ حالات اسلام کے فقہا کا ذکر کرتے ہین جس سی تم جان لوگے کہ جو کچھ ہم نے لکھا ہی وہ فقہای سلف کے باب مین طعن نہین بلکہ وہ اون لوگون پر طعن ہے جو اونکی پیروی ظاہر کرتے ہین اور اونکے مذہبون سے اپنے آپ کو منسوب کرتے ہین حالانکہ وہ عمل مین اونکے مخالف ہین۔

پس فقہای سلف جو فقہ کے رئیس اور خلق کے پیشوا جنکے پیرو اکثر ہین وہ پانچ ہین امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری رح ان مین سی ہر ایک عابد اور زاہد اور علوم آخرت کا ماہر اور دنیا مین خلق کی بہتری کا سمجھنے والا۔ اور اپنی فقہ سے خدای تعالی کی رضا کا خواہان تھا تو یہ پانچ خصلتین ہین جن مین سے اس زمانے کے فقیہون نے صرف ایک خصلت مین

کوئی فتوی پوچھتا تو فرماتے کہ فلان حاکم کے پاس جاجسنے اون لوگون کے کام اپنے ذمے لے رکھے ہین اور اس سوال کو اوسکی گردن پر رکھو اس جواب مین یہ اشارہ تھا کہ مقدمات اور احکام مین فتوے دینا ولایت اور سلطنت کا تابع ہی - اور جبکہ حضرت عمر رضہ کی وفات ہوئی تو حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا کہ علم کے نو دسوین حصے مرگئے لوگون نے اون سے عرض کیا کہ آپ یہ قول کیون فرماتے ہین ہم مین تو بڑے بڑے صحابی موجود ہین اونھون نے فرمایا کہ میری غرض علم فتوی اور حکم سے نہین میرا مقصود علم خدای تعالی کا ہے بھلا بتاؤ تو کہ حضرت ابن مسعود رضہ نے فن کلام وغیرہ مراد لی تھی اگر یہ مراد نہ تھی تو پھر تمکو کیا ہوا ہی کہ اوس علم کی معرفت پر حرص نہین کرتے کہ حضرت عمر رضہ کے مرنے سے اوسکے نو دسوین حصے مرگئے حالانکہ حضرت عمر رضہ وہ تھے جنھون نے کلام اور جدل کا باب مسدود فرمایا اور جب صبیغ نے آپ کے سامنے قرآن کی دو آیتون کے ایک دوسرے کے مخالف ہونے کے باب مین سوال پیش کیا تو آپ نے اوسکو دُرّہ سے مارا اور ملنا چھوڑ دیا اور لوگون کو فرمادیا کہ اوسکو چھوڑ دین اور یہ جو تم کہتے ہو کہ علما مین سے مشہور فقہا اور اہل کلام ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ جس چیز سے خدای تعالی کے نزدیک فضیلت ہوتی ہے وہ اور چیز ہی اور جس سے لوگون مین شہرت ہوتی ہی وہ دوسری چیز ہے چنانچہ حضرت ابوبکر رضہ کی شہرت تو خلافت کی جہت سے تھی اور فضیلت اوس راز کی جہت سے جو اونکے دل مین منقش تھا اسی طرح حضرت عمر رضہ کی شہرت سیاست کے سبب تھی اور فضیلت اوس علم کی جہت سے جسکے نو دسوین حصے آپ کی موت پر جاتے رہے اور اپنی حکومت مین جو قصد خدای تعالی کی نزدیکی کا اور خلق پر عدل اور شفقت کا کرتے تھے اوسکی جہت سے بزرگی تھی اور وہ ایک امر خفیہ آپ کے دل کے اندر تھا آپ کے اور افعال ظاہری جو تھے وہ تو اور لوگون سے بھی سرزد ہونے ممکن ہین جو جاہ اور شہرت اور نام کے طالب و راغب ہون غرض کہ شہرت ایسے امر مین ہوتی ہی جو مہلک ہو اور فضل ایسی بات مین ہوتا ہے جو خفیہ ہو کسی کو اوپر اطلاع نہو اب فقہا اور اہل کلام مثل حکام اور قاضیون کے ہین اور کئی طرح کے ہین بعض تو ایسے ہین کہ اونھون نے اپنے علم اور فتوی سے خدای تعالے کا قصد کیا ہی اور اوسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کو بچانا منظور ہے نمود اور شہرت اونکو مطلوب نہین ان لوگون سے اللہ تعالی راضی ہے اور اونکی فضیلت خدای تعالی کے نزدیک اس وجہ سے ہے کہ اونھون نے عمل اپنے علم کے بموجب کیا اور اپنے فتوی اور دلیل سے اوسی کی ذات مراد لی اسلیے کہ ہر ایک علم عمل ہے کیونکہ علم بھی ایک فعل کسبی ہے اور ہر ایک عمل علم نہین ہے - اور طبیب بھی اپنے علم سے خدای تعالی کی تقرب پر قادر ہی تو اوسکو بھی

سب عوام شریک ہین اور کیا ہی اور عقیدہ اعمال ظاہری دل اور زبان ہی متعلق ہے ہان عوام سے
اسقدر تمیز اوسکو ہوگی کہ بدعتیون سے لڑ سکتا ہے اور عوام کی حفاظت کرتا ہے
لیکن مع معرفت خدای تعالی کی اور اوسکی صفات اور افعال کی اور اون امور کی جنکا بیان ہم نے علم
مکاشفہ مین کیا ہے وہ علم کلام سے حاصل نہین ہوتی بلکہ کیا عجب ہے کہ یہ علم اونکا حجاب اور مانع ہو اون
رسائی تو مجاہدہ سی ہے جسکو اللہ تعالی نے ہدایت کا مقدمہ قرار دیا ہی جیساکہ ارشاد فرمایا وَالَّذِينَ
جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ - اب اگر یہ کہو کہ تم نے متکلم کی تعریف
بھی کہدی کہ عوام کے عقیدہ کو بدعتیون کے اُلجھاوسے محفوظ رکھے جیسے محافظ کا حال ہی کہ حاجیون کے
کپڑے عرب کی لوٹ سے بچاتا ہی اور فقیہ کی تعریف یہ بیان کی کہ اوسکو وہ قانون یاد ہو جس سے
بادشاہ ایک دوسرے کی تعدی کو روک سکے اور علم دین کی نسبت کہ یہ دونون مرتبے کم ہین حالانکہ
علمای امت جو اہل فضل مشہور ہین وہ فقہا اور اہل کلام ہین اور وہ لوگ خدای تعالی کی نزدیک افضل ہین
تو تم اونکے درجون کو کس طرح علم دین کی نسبت کر ایسے پست درجے مین ڈالدیتے ہو تو اسکا جواب یہ ہی
کہ جو شخص حقکو آدمیون سے پہچانتا ہے وہ گمراہی کے جنگلون مین خاک چھانتا ہی تمکو چاہیے کہ اول
حق کو جانو تب اوسکے اہل کو پہچانو بشرطے کہ طریق حق کے سالک ہو اور اگر تقلید پر قانع ہو اور جو
درجے فضیلت کے لوگون مین مشہور ہین اونھین پر تاک رکھتے ہو تو صحابہ رضہ کے حالات اور مراتب بلند
سے غفلت نہ کرو جن لوگون کا ذکر تم نے کیا اون سب کا اتفاق ہے کہ صحابہ رضہ سب سے بڑھکر ہین اور
دین مین کوئی اونکی چال نہین چل سکتا نہ اونکی گرد کو پونچھے حالانکہ اونکی فضیلت علم کلام اور علم فقہ سی
نہ تھی بلکہ علم آخرت اور اوسکے طریق کے اختیار کرنے سے تھی - حضرت ابوبکر رضہ کو جو اورون پر فضیلت
تھی تو زیادہ روزے رکھنے اور کثرت سے نماز پڑھنے اور بہت سی روایت کرنے سے نہ تھی نہ فتوی
دینے اور علم کلام کی بہت سی بلکہ اوس چیز کی بہت سے تھی جو اون کے سینے مین کھبی تھی چنانچہ اوسکی
شہادت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے لیے فرمائی پس تم کو اوس کی جستجو مین کمر کرنی چاہیے
کہ جوہر نفیس اور دُر مکنون وہی ہی اور جسکو اکثر لوگ متفق ہو کر چند اسباب کی بہت سے جنکی تفصیل
طویل ہی بڑا جانتے ہون اور تعظیم کرتے ہون اوسکو جانے دو اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے بعد ہزارون صحابہ رضہ چھوڑے جو عالم باللہ تھے اونکی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی
اونمین سے کوئی ایسا نہ تھا جو فن کلام سے اچھا واقف ہو اور سوای کچھ اوپر دس شخصون کے اور کسی نے
اپنے آپ کو فتوی دینے کے لیے مقرر نہ کیا حضرت ابن عمر رضہ بھی صحابہ کبار مین ہی تھے جب اون سے

توضعیف الایمان کو ان دونون سے بچانا چاہیے جیسے چھوٹے بچے کو نہر کے کنارہ پر نہین کھڑا ہونے دیتے کہ کہین نہر مین نہ جا پڑے یا نو مسلم کو کفار کے میل جول رکھنے سے بچاتے ہین کہ کہین اونکی صحبت اوسپر اثر نہ کر جاوے بخلاف قوی کے کہ اوسکو کچھ ہرج نہین دوسرا حصہ فلسفہ کا منطق ہے جسمین دلیل کی کیفیت اور شرطین اور رصد کی وجہ اور شرطین مذکور ہوتی ہین اور یہ علم دونون باتین علم کلام مین داخل ہین تیسرا حصہ الہیات ہین یعنی ذات خدای پاک اور اوسکی صفات کو بیان کرنا اور یہ بھی کلام مین داخل ہی فلسفیون نے اس باب مین کوئی علم نئے طور کا ایجاد نہین کیا بلکہ اونکے مذہب جداگانہ ہین کہ بعضے کفر ہین اور بعضے بدعت اور جسطرح کہ معتزلی ہوجانا ایک علم جدا نہین بلکہ کلام والون ہی مین سے کچھ لوگون نے بحث و دلیل کرکے مذاہب باطل علیحدہ کر لیے ہین اسی طرح فلسفیون کا حال جانو چوتھا حصہ طبیعیات ہین کہ بعض تو شریعت اور دین حق کے مخالف ہین وہ سرے سے علم نہین کہ اقسام علوم مین بیان کیے جاوین بلکہ جہل ہین اور بعض مین اجسام کی صفات اور خواص اور اونکا تغیر اور تبدل اور ایک دوسرے سے بدل جانا مذکور ہوتا ہے اوسکا حال طب کے مشابہ ہے فرق یہ ہی کہ طبیب کی نظر خاص بدن انسان مین باعتبار مرض اور صحت کے ہوتی ہے اور طبیعیات والون کی نظر سب اجسام مین باعتبار تغیر اور حرکت کے ہوتی ہی مگر طب کو طبیعیات پر فضیلت ہی یعنے طب کیطرف حاجت ہوتی ہی اور طبیعیات کیطرف کچھ حاجت نہین پڑتی حاصل اس تقریر کا یہ ہوا کہ علم کلام اون چیزون مین سے ہی کہ جنکا سیکھنا فرض کفایہ ہے تاکہ عوام کے دلون کو بدعتیون کے خیالات سے امن ہو اور اس علم کا وجوب بدعتون کے پیدا ہونے سے واقع ہوا جیسے راہ حج مین عرب کے ظلم اور رہزنی کی باعث محافظ کی پناہ کی ضرورت ہوگئی ہے اگر بالفرض عرب کے لوگ اپنی تعدی چھوڑ دین تو پھر راہ حج کی شرطون مین سے نگاہبانی محافظین کی نہوگی اسی طرح اگر بدعتی اپنی بک سے باز آوے تو پھر علم کلام کی بھی اوس مقدار سے زیادہ حاجت نہی جو زمانہ صحابہ رض مین تھی پس کلام سیکھنے والیکو معلوم کرنا چاہیے کہ علم کلام کی حد دین مین یہانتک ہی اور متکلم کا درجہ دین مین ایسا ہی جیسے راہ حج مین محافظ کا تو اگر محافظ محافظت کے سوا اور کچھ نکرے تو وہ ظاہر ہی کہ حاجیون مین نہوگا بلکہ حج کے اعمال ادا کرنے سے حاجی ہوگا اسی طرح اگر متکلم صرف مناظرہ اور بدعتیون کی رد ہی مین مشغول رہے گا اور طریق آخرت طے نہ کرے گا اور اپنے دل کی خبر گیری اور درستی مین مصروف نہوگا تو وہ بھی دین کے عالمون مین سے ہرگز نہوگا اوسکے پاس بجز عقیدہ کے جس مین

حدیث مین بتا دین تو کس طرح کرین آپ نے فرمایا کہ نیک بختون سے سوال کرو اور اونسے اونکی مشورہ پر منحصر کرو۔ اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ علماے ظاہر زمین اور ملک کی زینت ہین اور علماے باطن آسمان اور ملکوت کی۔ اور جنید رح فرماتے ہین کہ مجھسے ایک روز میرے مرشد سری رح نے فرمایا کہ جب تم میرے پاس سے اوٹھتے ہو کسکے پاس بیٹھتے ہو مین نے کہا کہ محاسبی رح کے پاس فرمایا کہ بہتر اون کا علم و ادب اختیار کرنا اور وہ جو کلام اور متکلمون کا خلاف اور رد کرتے ہین وہ مت سیکھنا پھر جب مین آپ کے پاس سے اوٹھا تو سنا کہ یہ فرمایا کہ تجکو خدا علم اور حدیث والا صوفی کرے صوفی حدیث والا نہ کرے اس قول سے اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص حدیث اور علم کو حاصل کرکے صوفی بنتا ہے وہ فلاح پاتا ہے اور جو پہلے علم سے صوفی بنتا ہے وہ اپنے نفس کو خطرہ مین ڈالتا ہے اب اگر یہ کہو کہ تم نے علوم کے اقسام مین کلام اور فلسفہ کو کیون نہین ذکر کیا اور اونکی اچھا ہونے یا برا ہونے کا بیان کیون نہ کیا تو اوسکے لیے جان لو کہ جس قدر دلیلین مفید علم کلام مین پائی جاتی ہین اونکا حاصل قرآن اور حدیث مین موجود ہے اور جو امور ان دونون سے خارج ہین وہ یا تو بیہودہ جھگڑے ہین جو بدعتون مین سے ہین چنانچہ عنقریب اوسکا ذکر ہوگا یا فرقون کی خلافیات کے متعلق تقریرین لمبی چوڑی یا اونکی تقریرون کے نقل کرنے سے طول کلام ہے تو یہ سب باطل اور بیہودہ امرین جنکو طبع سلیم معیوب جانتی ہے اور گوش حق نیوش اونکو اپنے اندر جگہ نہین دیتا اور بعض باتین اس قسم کی ہین کہ وہ دین سے متعلق نہین اور نہ اونکا وجود قرن اول یعنی صحابہ رض کے وقت مین تھا اوسوقت اون مین خوض کرنا بدعت تھا مگر اب اوسکا حکم بدل گیا اسلیے کہ بدعتین اٹھ چکی بہت ہوگئین جو قرآن اور حدیث کے مقتضا سے منحرف کردین اور کچھ لوگ ایسے ظاہر ہوگئے جنھون نے بدعتون کے شبہات کو چکنا دیا اور اون مین تقریرین بنائین اس لیے گو پہلے ان امور کے جواب مین خوض کرنا منع تھا مگر ضرورت کے باعث سے اب جائز بلکہ فرض کفایہ ہوگیا لیکن اوسیقدر کا اگر بدعتی اپنی بدعت کیطرف میل کرانے کا قصد کرے تو اوسکا مقابلہ ہوسکے اور اسکے لیے ایک حد معین ہے جسکو ہم فصل آیندہ یعنی تیسری فصل مین بیان کرینگے۔ اور فلسفہ کا حال یہ ہے کہ وہ علیحدہ علم نہین ہے بلکہ اوسکے چار حصے ہین اول اقلیدس اور حساب اور یہ دونون جائز ہین جیسا کہ پہلے بیان ہوا اور بجز ایسے شخص کے کہ جسپر یہ خوف ہو کہ اونکے پڑھنے سے برے علمون کی طرف میل کرجاویگا اور شخص کو اونسے منع نکیا جاویگا اور جسپر خوف ہو اوسکو منع کیا جاوے اسلیے کہ انکے ماہر جو انمین کثرت سے مہارت کرتے ہین وہ بدعتون کی طرف میل کرجاتے ہین

۱۲ ابرانی ابن عباس رض

مسئلہ دریافت کرو تو تمھارے سامنے انکے فروعات و دقیق کے دفتر کے دفتر بیان کردی گا کہ قرنون تک
اونمین سے کسی کی حاجت نہو اور اگر حاجت بھی پڑے تو شہر اوسکے بتانے والے سے خالی نہوگا اور رقیہ
مذکور کی محنت کو بچاوی گا کہ رات دن ان فروعات مین اور اونکے یاد کرنے اور پڑھانے مین مشقت
اوٹھاتا ہی۔ اور جو امر خاص اوسکے لیے ضروری ہی اور دین مین اہم ہی اوس سے غافل ہے اور
اگر اوسپر کوئی اسباب مین اعتراض کرتا ہی تو کہتا ہے کہ مین اس علم مین اس لیے مشغول ہوا ہون کہ
یہ علم دین اور فرض کفایہ ہی اس دھوکے مین آکر فقہ کو سیکھتا ہے اور دوسرونکو دھوکا دیتا ہے
عاقل شخص جانتا ہی کہ اگر غرض اوسکی یہی ہوتی کہ فرض کفایہ مین حق الامر ادا کرے تو فرض کفایہ پر
فرض عین کو مقدم کرتا بلکہ فرض کفایہ تو اور چیزون مین بھی نہین اونکو فقہ پر مقدم کرتا کیونکہ بعضے
شہر ایسے ہین کہ اون مین طبیب بجز کفار ذمی کے نہین اور جو احکام فقہی کہ متعلق طبیبون سے ہین
اون مین کفار کی شہادت مقبول نہین مگر باوجود اسکے طب کو نہین سیکھتا اور علم فقہ خصوصًا
مسائل خلافی اور لڑائی جھگڑے کے سیکھنے مین مبالغہ کرتے ہین حالانکہ شہر مین مفتیا اس قسم
کے جو فتوی دیتے ہین اور مقدمات مین جواب لکھتے ہین بہت بھری ہین۔ تو اب ہمکو کوئی یہ
بتاوی کہ جب کچھ لوگ اس فرض کفایہ کی بجاآوری پر مستعد ہین تو فقہای دین کس طرح اوسکے سیکھنے
کی اجازت دین گے اور طب کے لیے جو کوئی نہین جانتا چھوڑنے کا حکم کرین گے۔ اسکا سبب اسکے
سوا اور کچھ نہین کہ طب پڑھنے کی جہت سے اوقاف اور وصیتون کا متولی ہونا اور یتیمون کے
مال کا محافظ ہونا اور عہدۂ قضا اور حکومت کا ملنا اور ہمسرون پر اوسکی جہت سے مقدم ہونا اور
دشمنون پر غالب ہونا میسر نہین افسوس صد افسوس کہ بڑے عالمون کے دھوکے سے دین مٹ گیا
ہم اللہ تعالے سے دعا مانگتے ہین کہ ہمکو اس مغالطے سے بچاوی جس سے اوسکی خفگی اور شیطان کی ہنسی ہو
علمای ظاہر مین سے جو اہل ورع تھے وہ علمای باطن اور صاحب دلون کی فضیلت کے مقر تھے
مثلاً امام شافعی رح شیبان چرواہ کے سامنے ایسے بیٹھتے جیسے لڑکا مکتب مین اوستاد کے سامنے بیٹھتا ہی
اور اون سے پوچھتے کہ فلان فلان امر مین ہم کیا کرین لوگ امام شافعی سے کہتے کہ آپ جیسا شخص
اس جنگلی آدمی سے پوچھتا ہے آپ فرماتے کہ جو تم نے سیکھا ہے اوسکی اس شخص کو توفیق ملی ہی۔ اور
امام احمد بن حنبل اور یحیی بن معین رح معروف کرخی رح کے پاس آیا جایا کرتے حالانکہ علم ظاہر مین وہ
ان دونون کے پلے کے نہ تھے اور دونون اون سے پوچھا کرتے تھے کہ ہم کیسے کرین۔ اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جب پوچھا گیا کہ جب ہمکو ایسا امر پیش ہو کہ اوسکو قرآن اور

گمان اچھا رکھنا اور حسن خلق اور حسن معاشرت اور صدق اور اخلاص اور انکے مثل ہین پس انکی حقیقتون اور تعریفون اور اون اسباب کو جاننا جنسے یہ حاصل ہوتی ہین اور اونکے ثمرون اور علامتون کو پہچاننا اور جو انمین سے ضعیف ہو اوسکے قوی ہوجانی کا علاج اور جو حال جاتا رہا ہو اوسکی پیدا کرنے کا طریق معلوم کرنا علم آخرت مین سے ہے۔ خواہ دل کے بُرے حالات ہون جیسے مفلسی کا خوف اور تقدیر پر خفا ہونا اور کینہ رکھنا اور حسد کرنی اور نفاق اور برتری کی طلب اور ستایش سننا اور دنیا مین مزہ اور آرائی کو زیادہ چاہنی کی محبت اور کبر اور نمود اور غصہ اور تشیخی اور عداوت اور بغض اور طمع اور بخل اور حرص اور تکبر اور اترانا اور تونگرون کی تعظیم کرنی اور فقیرون کی اہانت کا خواہان ہونا اور فخر اور آپس مین ایک دوسری پر بڑائی کسی امر مین کرنی اور حق بات سے تکبر کرنا اور بے فائدہ امر مین خوض کرنا اور زیادہ گفتگو کرنی کی محبت اور دوسرے کی کٹتی بات کہنی اور لوگون کے لیے بن سنور کر رہنا اور دین مین سستی کرنا اور اپنے نفس کو بڑا جاننا اور اوسکی بُرائیون سے غافل ہوکر لوگون کی عیب چینی کرنی اور دل مین سے فکر کا دور ہونا اور خوف الٰہی کا اوسمین سے جاتا رہنا اور جب نفس کو ذلت پونہچی تو اوسکا بدلہ سختی سے لینا اور حق بات کے انتقام مین ضعف ہونا اور باطن کی عداوت کے لیے ظاہر کے یار بنانے اور عذاب خدا سے نہ خوف ہونا کہ جو کچھ اوسنے دیا ہی کہین چھین نہ لے اور طاعت پر بھروسا کرنا اور مکر اور خیانت اور فریب اور توقع زیادہ جینے کی اور سخت دلی اور سخت کلامی اور دنیا سے خوش رہنا اور اوسکی جدائی سے رنج کرنا اور مخلوق سے اُنس کرنا اور اونکی علیحدگی سے وحشت کرنی اور ظلم کرنا اور ہلکاپن اور جلدی کرنی اور حیا اور رحم کا کم ہونا اور جو ایسی چیزین ہون سب بُری ہین یہ سب عادتین دل کی صفات مین سے سب بُرائیون کے اور اعمال بد کی جڑ ہین اور اونکے مقابل یعنی اچھی عادتین وہ طاعتون اور ثوابون کی اصل ہین غرض کہ ان صفات کی تعریفون اور حقیقتون اور سببون اور ثمرون اور علاجون کو معلوم کرنا علم آخرت ہی اور علماء آخرت کے حکم کردہ سے علم فرض عین ہی پس جو شخص اون سے منہ پھیرے گا وہ آخرت مین قہر بادشاہ حقیقی سے ہلاک ہوگا جس طرح کہ اعمال ظاہری سے روگردانی کرنے والا بادشاہان دنیا کی تلوار سے فقہای دنیا کے فتوی کے بموجب ہلاک ہوتا ہی۔ حاصل یہ کہ فقہا کی نظر فرض عین چیزون مین دنیا کی بہتری کی نسبت کے ہوتی ہی اور یہ علم جو ہمنے ذکر کیا آخرت کی بہتری کی نسبت کرتا ہی اگر کسی فقیہ سے ان باتون مین سے ایک بھی بات مثلاً توکل یا اخلاص کو پوچھو یا یہ سوال کرو کہ ریا سے بچنے کی کیا صورت ہی تو اس سوال کی جواب مین توقف کریگا حالانکہ یہ بات خود اوسپر فرض عین ہے کہ اوسکی نہ معلوم کرنے مین آخرت مین اوسکی بربادی ہی اور اگر اوس سے لعان اور ظہار اور گھوڑدوڑ اور تیراندازی کا

نیک بندون کے لیے تیار کی ہین وہ ایسی ہین کہ نہ کسی آنکھہ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی آدمی کے
دل پر گذری اور یہ کہ خلق کے لیے جنت مین سے بجز صفتون اور ناموں کے اور کچھہ نہین اور بعضون کا
اعتقاد یہ ہے کہ انمین سے بعض باتین تو مثالین ہین اور بعض امور ایسے کہ جو حقیقت اونکے لفظون سے
سمجھہ مین آتی ہی اوسی کے موافق ہین اور بعضون کی رای یہ ہے کہ انجام اور کمال خدای تعالی کی معرفت کا
اوسکی معرفت سے عاجز ہونے کا اقرار کرنا ہی۔ اور بعض شخص خدای تعالی کی معرفت مین بڑی بڑی
باتون کا دعوی کرتے ہین۔ اور بعضے یون کہتے ہین کہ خدای تعالی کی معرفت کی انتہا سب عوام کے
اعتقاد کی حد ہی یعنی خدای تعالی موجود جاننے والا قدرت والا سننے والا دیکھنے والا کلام کرنے والا ہے
۔ پس ہماری غرض علم مکاشفہ سے یہ ہے کہ ان امور پر سے پردۂ شبہ برطرف ہوجاوی اور صاف حق
واضح ہوجاوی اس طرح کہ گویا آنکھہ سے دیکھہ لیوی اور شک کی گنجایش اوسکے بعد نہ رہے اور یہ امر
انسان کے جوہر مین ہوسکتا ہے بشرطیکہ آئینۂ دل پر دنیا کی خباثتون کے زنگ کی تہین نہ جم گئی ہون
اور علم طریق آخرت سے ہماری غرض یہ ہی کہ آئینۂ دل کی جلا کی کیفیت کا علم اون خباثتون سے
جو اللہ تعالے سے اور اوسکے صفات اور افعال کی معرفت سے روکتے ہین اور اوسکی صفائی اور جلا
کی تدبیر بجز اسکے نہین کہ شہوتون سے باز رہے اور انبیا علیہم السلام کا اقتدا اونکی سب حالتون
مین کرے اس تدبیر سے جسقدر دل صاف ہوتا جاوی گا اور اوسکے مقابل امر حق کا حصہ واقع ہوگا اور یہ قدر
اوسمین اوسکی حقیقتون کی جھلک واقع ہوگی اور اس جلا کی سبیل بجز ریاضت کے جسکی تفصیل اپنے
موقع پر مذکور ہوگی اور بدون سیکھنے کے اور کچھہ نہین اور یہ وہ علوم ہین کہ کتابون مین نہین لکھی
جاتے اور جس شخص کو خدای تعالی یہ علم کچھہ بھی عنایت کرتا ہے اوسکا ذکر دوسرون سے نہین کرتا صرف
جو اوسکے اہل ہین اون سے البتہ کہتا ہے اور وہی اوسکے شریک مذاکرہ اور اسرار کے طور پر ہوتے ہین
اور یہ وہی علم پوشیدہ ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین مراد لیا ہی کہ بعض علم
مثل ہیئت مکنون کے ہین کہ اونکو سوای خدا کے عارفون کے اور کوئی نہین جانتا جب وہ اوسکو بولتے ہین
تو بجز اللہ تعالی پر مغالطہ کھانے والون کے اور کوئی اوس سے جاہل نہین رہتا پس جس عالم کو خدای
تعالی نے اوسمین سے علم دیا ہو اوسکو حقیر مت جانو کیونکہ خدای تعالی نے اوسکو حقیر نہین کیا اسلیے کہ اوسکو
علم مذکور عنایت فرمایا اور قسم دوم یعنی علم معاملہ وہ دل کے حالات کا معلوم کرنا ہی خواہ اچھے
حالات ہون جیسے صبر اور شکر اور خوف اور رجا اور رضا اور زہد و تقوی اور قناعت اور سخاوت
اور سب حالات مین خدای تعالے کے احسان کو پہچاننا اور لوگون سے بسلوک پیش آنا اور خدا تعالے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہے کہ علم کی دو قسمین ہین ایک وہ علم جو دلون مین پوشیدہ ہے

انتہا اور علت غائی ہے چنانچہ بعض عارفون نے کہا ہی کہ جسشخص کو اس علم سے بہرہ نہو سکیگا اوسکے خاتمہ کے
بُرے ہونے کا خوف ہی اور ادنی بہرہ اس علم کا یہ ہے کہ اوسکی تصدیق کریگا اور جو لوگ اوسکے اہل ہین
اونکے لیے اس علم کا ہونا مانے۔ اور ایک اور شخص نے کہا ہی کہ جس مین دو خصلتین ہون اوسکے لیے اوس
علم مین سے کوئی بات معلوم نہوگی وہ دونو خصلتین بدعت اور غرور ہین۔ اور بعض کا قول ہی کہ جو شخص
دنیا سے محبت رکھتا ہو یا خواہش نفس پر اصرار کرتا ہو اوسکو یہ علم حاصل نہوگا گو اور سب علمون کا محقق ہوجاوے
اور ادنی عذاب اس علم کے منکر کا یہ ہی کہ اس علم مین ہی اوسکو کچھ نہین ملتا حالانکہ یہ علم مکاشفہ صدیقون
اور مقربون کا علم ہی اور وہ ایک نور ہوتا ہی کہ جب دل اپنی بُری صفتون سے پاک اور صاف ہوتا ہے
اوسوقت اوسمین ظاہر ہوتا ہے اور اس نور سے آدمی کو بہت سی باتین منکشف ہوتی ہین جنکا پہلے نام
سنا کرتا تھا اور اونکے لیے کچھ معنی مجمل و مبہم کر لیتا تھا معنے واضح معلوم نہوتے تھے اب اس نور کی بعث
اون سب کے معنے واضح ہوجاتے ہین یہانتک کہ اس وقت مین خدای پاک کی ذات کی معرفت حقیقی حاصل
ہوتی ہی اور اوسکے صفات کاملہ دائمی کی اور اوسکے افعال کی اور دنیا اور آخرت کے پیدا کرنے مین
حکمت کی اور وجہ آخرت کو دنیا پر مرتب کرنے کی معرفت واقعی آجاتی ہی اور نبوت اور نبی کے معنے اور
وحی اور ملائکہ اور شیاطین کے معنے اور انسانون سے شیطانون کی عداوت کی کیفیت اور نبیون کو
فرشتون کے معلوم ہونے کی صورت اور اونکے پاس وحی پہونچنے کی حقیقت اور آسمانون اور زمین کے
ملکوت کی حالت اور دل کی معرفت اور اوسکے اندر فرشتونکے اور شیطانون کے لشکرون کی مقابلی کی
کیفیت اور فرشتے کے اُترنے اور شیطان کے خطرہ مین فرق کی شناخت اور آخرت اور جنت اور
دوزخ اور عذاب قبر اور پل صراط اور میزان اور حساب کی پہچان اور اس آیت کریمہ کے معنی اِقْرَأْ كِتَابَكَ
كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا اور اس آیت کے وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ
لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ اور خدای تعالی کی لقا اور اوسکی ذات کریم کو دیکھنے کے معنے اور اوس سے
نزدیک ہونے اور اوسکے ہمسایہ مین جانے اور اترنے کی غرض اور ملاء اعلی کی رفاقت اور ملائکہ کی نزدیکی
سے سعادت حاصل ہونے کی مراد اور بہشت والون کے درجون مین جو اتنا فرق ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کو
ایسے دیکھینگے جیسے چمکتا ستارہ آسمان مین معلوم ہوتا ہی اس فرق سے مقصود اور سوا اسکے اور باتین
جنکی تفصیل طویل ہے اوس نور کے سبب معلوم ہوجاتی ہین اور اس نور کے پہلے ان امور کی معنو نمیز
لوگ مختلف رہتے ہین انکی اصول کی تصدیق تو کرتے ہین مگر اپنی غرض کے باب مین کچھ کا کچھ
کہتے ہین بعضون کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ ساری چیزین مثالین ہین اور اللہ تعالی نے جو چیزین اپنے

علیہ وآلہ وسلم نے وابصہ کو ارشاد فرمایا کہ تو اپنے دل سے فتوی لے اگرچہ لوگ تجکو فتوی دین اور پھیلے جملہ کو تین بار ارشاد فرمایا فقیہ دل کے خلجانون کا حال بیان نہین کرتا نا اونکے ہوتی ہوئی عمل کی کیفیت کو بتاوے بلکہ صرف وہ چیزین ذکر کرتا ہی جنسے عدالت جاتی رہتی ہے حاصل اس سب کلام کا یہ ہوا کہ فقیہ کی تمام نظر اوس دنیا سے وابستہ ہوتی ہی جس سے کہ طریق آخرت کی بہتری ہی اور اگر دل کے صفات اور آخرت کے احکام کہتا ہی تو یہ ذکر اوسکے کلام مین بطفیل دوسرے ذکر کے آجاتا ہے جس طرح کہ طب اور حساب اور نحو اور علم کلام کا ذکر کبھی آجاتا ہی اور جس طرح کہ حکمت علم نحو اور شعر مین کبھی آجاتی ہی اور اسی وجہ سے حضرت سفیان ثوری جو علم ظاہر کے امام ہین فرمایا کرتے تھے کہ اس علم کی طلب دار آخرت مین سے نہین ہے اور یہ بات درست ہی اس لیے کہ سبکا اتفاق ہے کہ علم مین شرف اسی سے ہی کہ اوسکی بموجب عمل کیا جاوی تو کیسے ہوسکتا ہی کہ وہ علم ظہار اور لعان اور سلم اور اجارہ اور صرف کا ہو اور جو کوئی ان امور کو اس لیے سیکھے کہ اونکے لعین دین سے اللہ تعالی کیطرف نزدیکی ہوگی تو وہ مجنون ہی طاعتون مین عمل تو دل اور اعضا دونون سے ہوتا ہی اور اسی عمل کا علم شریف ہی اب اگر یہ کہو کہ تم نے فقہ اور طب کو برابر کیسی کردیا کیونکہ طب بھی متعلق دنیا سے یعنے بدن کی صحت سے ہی اور اسپر بھی دین کی درستی کا مدار ہی اور یہ برابری اجماع کے خلاف ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ ان دونون مین برابری لازم نہین بلکہ دونون مین فرق ہے اسلیے کہ فقہ تین وجہون کے باعث طب سے اشرف ہی اول یہ کہ فقہ علم شرعی ہی یعنے نبوت سے حاصل ہوا ہی بخلاف طب کے کہ وہ علم شرعی نہین دوسرے کہ آخرت کے طریق چلنے والون مین سے ایسا کوئی نہین جسکو فقہ کی حاجت نہو بیمار اور تندرست دونون اوسکی حاجت رکھتے ہین بخلاف طب کے کہ اوسکی حاجت بیمارون کو ہوتی ہی اور وہ کمتر ہوتے ہین تیسرے یہ کہ علم فقہ علم طریق آخرت کا ساتھی ہی اسلیے کہ اوسکا حاصل اعضا کے اعمال مین نظر کرنا اور اعضا کے اعمال کا منشا دلون کے صفات ہین کہ اچھے اعمال اچھی عادتون سے صادر ہوتے ہین اور بری اعمال بُرے صفات سے اور اعضا کا دل سے ملا رہنا صاف ظاہر ہی اور صحت اور بیماری کا منشا مزاج اور خلطون کے صفات ہین جو بدن کے اوصاف ہین ہی ہین نہ دل کی صفات ہی تو جب فقہ کو طب کیطرف نسبت کرکے دیکھا جاوے تو فقہ کا شرف ظاہر ہوگا اور جب اوسکو علم طریق آخرت کیطرف نسبت کرکے دیکھا جاوی تو طریق آخرت اوس ہی شریف معلوم ہوگا +

تیسرا بیان علم طریق آخرت کی تفصیل اجمالی کے ذکر مین جس سے اوسکے سب عنوان پر اشارہ ہوجاوے گو سب تفصیلون کو ذکر کرنا ممکن نہین — واضح ہو کہ علم طریق آخرت کی دو قسمین ہین ایک علم مکاشفہ دوم علم معاملہ **قسم اول** کا نام علم باطن ہی اور وہ سب علوم کی

درستی کا فتوی دیگا اس معنی کر کہ جو کچھ اس شخص نے کیا ہی اوس سی تعمیل صیغہ امر کی ہو گئی اور قتل اور تعزیر
اوسپر سے دور ہو گئی باقی رہا عاجزی اور دل کا حاضر کرنا جو آخرت کا کام ہی اور جس سے ظاہری عمل مفید
ہوتا ہی اوسکے درپے فقیہ نہین ہوا کرتا اور اگر بالفرض ہو تو علم فقہ سے علٰحدہ ہو گا اور زکوۃ کی باب مین
بھی فقیہ کی نظر اوسی صورت پر ہوتی ہی جس سے مطالبہ سلطان کا اوسکی ذمہ ہی یعنی ایسی صورت ہو
کہ اگر مالدار زکوۃ کے ادا کرنے سے انکار کرے اور بادشاہ اوسکو زبردستی گرفتار کری تو اوسپر یہ حکم ہو کہ یہ
شخص بری الذمہ ہی اسکے ذمہ زکوۃ نہین ۔ اور روایت ہی کہ قاضی ابو یوسف آخر برس مین اپنا مال اپنی
بی بی کو ہبہ کر دیا کرتے تھے اور اوسکا مال اپنے نام اوس سی ہبہ کرا لیتے تھے تاکہ زکوۃ ساقط ہو جاوی یہ بات
کسی نے حضرت ابو حنیفہ رح سے نقل کی آپ نے فرمایا کہ یہ امر اونکی فقہ کی جہت سی ہی اور درست فرمایا اس لیے
کہ یہ حیلہ صرف دنیا کی فقہ کا ہوا مگر اوسکا ضرر آخرت مین ہر گناہ سے بڑھکر ہے اور اسی جیسا علم ضرر
کرنیوالا کہلاتا ہے ۔ اور حلال اور حرام کا حال یہ ہی کہ یہ صحیح ہی کہ حرام سی بچنا دین کی بات ہی مگر ورع یعنے
حرام سے بچنے کے چار مرتبے ہین اول وہ ہی جو گواہ کے عادل ہونے مین شرط ہی اور اگر وہ نہو تو آدمی گواہی
دینے اور قاضی ہونے اور حاکم ہونے کی لیاقت نرکھے اسطرح کا ورع تو صرف یہ ہی کہ ظاہر کے حرام سے
بچا رہے دوسرا ورع نیک بختون کا ہی یعنی اون شبہات سی بچنا جن مین احتمالون کی مساوات ہو حلت
اور حرمت دونون کے پائے جاتے ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین دَعْ مَا یُرِیْبُکَ
اِلَی مَا لَا یُرِیْبُکَ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اَلْاِثْمُ حَوَّازُ الْقُلُوْبِ یعنی گناہ دلون مین کھٹکنے والا ہوتا ہے
تیسرا درجہ ورع متقیون کا ہی اور وہ خالص حلال کو اسوجہ سے چھوڑ دیتا ہی کہ اوس سی خوف حرام تک
پہونچنے کا ہو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین لَا یَکُوْنُ الرَّجُلُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی
یَدَعَ مَا لَا بَاْسَ بِہٖ حَذَرًا مِمَّا بِہٖ بَاْسٌ اور اس ورع کی مثال یہ ہی کہ مثلاً کوئی شخص لوگون کے حالات
بیان کرنے سے بچے اس خوف سے کہ کہین غیبت نہو جائے یا خواہش کی چیزون کے کھانے سے
پرہیز کرے اس خوف سے کہ کہین سیر و زیادہ ہو کر سرکشی نہو جاوی جس سے اور ممنوعات کا ارتکاب
لازم آتا ہے ۔ چوتھا مرتبہ صدیقون کے ورع کا ہی اور وہ یہ ہی کہ خدای تعالٰی کے ماسوا سے منہ پھیرنا
اس ڈر سے کہ کہین کوئی ساعت زندگی کی ایسی نہ کٹجاوی کہ جس مین خداوند کریم کی نزدیکی زیادہ ہو گو یہ یقینًا
معلوم اور ثابت ہو کہ اوسمین فوت حرام تک نہ آوی گی پس سوای درجہ اول کے سب درجے فقیہ کی نظر سے
علٰحدہ ہین اوسکا التفات صرف گواہون اور قاضیون کے ورع پر اور اون امور پر ہی جو عادل ہونے
مزاحم ہین اور ایسے ورع پر قائم رہنا اسبات کا منافی نہین کہ آخرت مین گناہ نہو آنحضرت صلی اللہ

ہم چھوڑ دیا ۱۲
چنانچہ ۱۲
دانے عوض ۱۲
چنانچہ ۱۲
بیچنے کی چیز ۱۲
چھوڑ دیا ۱۲
جس کی خشیاد ۱۲
ترمذی بروایت
امام حسن علیہ السلام ۱۲
بیہقی بروایت
ابن مسعود رضہ ۱۲
آدمی متقیون
مین سے نہین
ہوتا جب تک
کہ ایسی چیز کو
نہ چھوڑ دے
جس مین کچھ
مضائقہ نہین
بخوف مضائقہ
کی چیز کے ۱۲
ترمذی اور ابن ماجہ
اور حاکم بروایت
عطیہ سعدی ۱۲
احمد بروایت
وابصہ بن معبد ۱۲

اگر درست بھی ہو تو زخمون اور حدود اور قصاص کے احکام اور تاوانات اور جھگڑون کے فیصلہ
کرنے مین بن سکتی ہی مگر جن امور پر کہ جلد اول اور دوم اس کتاب کی شامل ہی یعنی عبادات مثل نماز اور
روزہ کے اور عادات مثل بیع حرام اور حلال معاملات کے اوسکو تمھاری تقریر شامل نہین اور فقیہ ان امور
مین بھی فتوی دیتا ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ واقع مین اعمال آخرت مین سے جن اعمال کا فقیہ ذکر کیا کرتا ہی وہ زیادہ تر
تین ہو سکتے ہین ایک اسلام دوم نماز اور زکوۃ سوم حلال اور حرام لیکن انکے باب مین بھی اگر فقیہ کی منتہای نظر کو
سوچو تو جان لوگے کہ اوسکی نظر دنیا کے حدود سے آخرت کی طرف تجاوز نہین کرتی اور جب انھین تینون
چیزون مین یہ حال ہو تو اور چیزون مین تو صاف ظاہر ہی کہ وہ دنیا ہی کی امور مین مثلاً اسلام مین اگر فقیہ
کچھ کہے گا تو یہ بیان کرے گا کہ اوسکا اسلام درست ہوا اور یہ اسلام نادرست ہوا اور شرطین مسلمان ہونے
کی یہ ہین مگر اس سب بیان مین اوسکا التفات بجز زبان کے اور طرف نہو گا دل اوسکی حکومت سے باہر ہے
اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبان سیف اور سلطنت کو دل کی حکومت سے معزول فرمادیا ہی
چنانچہ جس شخص نے کہ اوس آدمی کو مارڈالا تھا جو زبان سے کلمہ اسلام کہہ چکا تھا اور یہ عذر آپ کی خدمت مین
کیا کہ مقتول نے تلوار کے خوف سے کلمہ کہا تھا اوسکو آپ نے ارشاد فرمایا کہ هَلَّا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ
یعنے تو نے اوسکا دل چیر کر معلوم کیا تھا کہ دل سے نہین کہتا۔ بلکہ فقیہ اسلام کی صحت کا حکم تلوارون کے
سایہ تلے کرتا ہی باوجودی کہ جانتا ہی کہ تلوار سے اوسکا شبہہ دور نہین ہوا اور دل سے پردہ جہالت نہین اوٹھا
تاہم وہ تلوار والے پر حکم کرتا ہی یعنے تلوار مقتول کی گردن پر کھچی ہے اور ہاتھ اوسکے مال پر دراز ہے
مگر زبان سے اس کلمہ کے کہنے سے بحکم فقیہ وہ اپنی گردن اور مال کو بچالیگا جب تک اوسکی حیات اور مال ہے
اس کلمہ کی بدولت دنیا مین کوئی اوسکا متعرض نہو گا اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا فَقَدْ عَصَمُوْا
مِنِّیْ دِمَآءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اس حدیث مین آپ نے اثر اوس کلمہ زبانی کا صرف خون اور مال مین ارشاد
کردیا لیکن آخرت مین زبانی اقوال کارآمد نہین بلکہ دلون کے انوار اور اسرار اور اخلاق مفید ہین اور
یہ امور فن فقہ مین سے نہین اور اگر فقیہ انکا بیان کرے تو ایسا ہی جیسے علم کلام اور طب بیان کرنے لگے
اور اوسکا بیان خارج از علم فقہ ہو گا۔ اسی طرح اگر نماز کوئی شخص ظاہر کی سب شرطون سے ادا کرے
اور تکبیر اولی کے سوا ساری نماز مین شروع سے آخر تک غافل رہے اور بازار کے معاملات و داد ستد کو
سوچتا رہے تو فقیہ یہی حکم کرے گا کہ نماز درست ہو گئی حالانکہ یہ نماز آخرت مین کچھ بہت بکارآمد نہین
جیسے زبان سے کچھ صرف کلمہ کا ادا کر لینا اسلام کے باب مین روز جزا مفید نہو گا لیکن فقیہ اسلام کی

لہ مسلم بن ابی ہریرہ کی روایت
کہ لوگون کے ساتھ جہاد کرون
جبتک کہ لا الہ الا اللہ
کہین جس جب یہ
کلمہ کہدین تو مجھ سے
اور مال اپنے
بچالین مگر
بحق اسلام
بخاری اور
بروایت ابوہریرہ

توشہ کرنے کے ہو اوسکو توشہ کر لیا جاوی پس اگر انسان انصاف سے دنیا کو لیوین تو سب جھگڑے مٹجاوین اور فقہا بیکار رہ جاوین مگر وہ تو نفس کی خواہش سے اوسکو لیتے ہین اسی لیے اوسمین جھگڑے پیدا ہوتے ہین اور اسی وجہ سے ایک سلطان کی حاجت ہوئی تاکہ وہ لوگون کو ڈانٹی رکھے اور سلطان کو ایک قانون کی ضرورت ہی جس سے کہ خلق کو ڈانٹے پس فقیہ یعنی فقہ کا عالم قانون سیاست کا ماہر اور در صورت نزاع خلق کو برابر رکھنے کے طریق سے واقف ہوتا ہی غرضکہ فقیہ سلطان کو وہ راہ بتاتا ہے جس سے کہ سلطان خلق کو ڈانٹے اور اونکو پریشان نہونے دی تاکہ اونکی راستی سے دنیا مین اونکی کام منتظم رہین ہان اسمین بھی شبہ نہین کہ فقہ دین سے بھی متعلق ہے لیکن متعلق خود دین سے نہین بلکہ بواسطہ دنیا کے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہی اور دین بدون دنیا کے کامل نہین ہوتا اور سلطنت اور دین دونون جڑواں یعنے ایک ساتھہ ہین تو دین اصل ہی اور سلطان اوسکا نگاہبان اور جس چیز کی جڑ نہین ہوتی وہ منہدم ہو جاتی ہی اور جس چیز کا نگاہبان کوئی نہین ہوتا وہ تلف ہو جاتی ہی اور سلطنت اور انتظام بدون سلطان کے کامل نہین ہوتا اور جھگڑون کے فیصلہ کرنے مین انتظام فقہ سے ہوا کرتا ہے اور جسطرح کہ سلطنت سے خلق پر سیاست کرنی علم دین اول درجہ کا نہین بلکہ جن امور سے کہ دین پورا ہوتا ہے اوسکی تکمیل پر یہ سلطنت مددگار ہوتی ہی اسی طرح اس سیاست کے طریق کو جاننا یعنے علم فقہ بھی اول درجہ کا علم دین نہین مثلاً ظاہر ہی کہ حج بدون ایسے آدمی کے ساتھہ لیے جو راہ مین بدوون سے بچاوے پورا نہین ہوتا لیکن حج اور چیز ہے اور چلنا حج کی راہ مین دوسری چیز اور حفاظت کرنی راہ کی جس سے حج پورا ہوتا ہی وہ تیسری چیز ہی اور جاننا طریق حفاظت اور اوسکی تدبیرون اور قانونون کا چوتھی چیز اور علم فقہ کا حاصل طریق سیاست اور حفاظت کا معلوم کرنا ہی اور اس امر پر وہ روایت دلالت کرتی ہی جو اسناد کے ساتھہ مروی ہی کہ آدمیون مین حکم کرتے مگر تین شخص امیر یا مامور یا متکلف اس حدیث مین امیر سے مراد امام ہی کہ اول امام ہی مفتی ہوا کرتے تھے اور مامور اوسکا نائب ہے اور متکلف والا وہ ہے جو نہ امام ہو اور نہ اوسکا نائب اور وہ وہی شخص ہے جو اوس عہدہ کو بدون حاجت اختیار کرلے۔ اور صحابہ رض کا دستور تھا کہ وہ حکم دیتے یعنے فتوی دینے سے بہت بچتے تھے یہانتک کہ ہر ایک ایک دوسرے پر ٹالدیا کرتا تھا مگر جب کوئی علم قرآن اور طریق آخرت کا حال پوچھتا تھا تو احتراز نہ فرماتے اور بتادیتے اور بعض روایات مین متکلف کی جگہ مرائی یعنی ریاکار آیا ہے اسلیے کہ جو شخص فتوی دینے کو اختیار کرتا ہے حالانکہ اوس کام کے لیے کچھہ وہی معین نہین تو اوسکا ارادہ بجز طلب جاہ اور مال کے اور کچھہ معلوم نہین ہوتا۔ اب اگر یہ کہو کہ یہ تقریر تمہاری

اور یہ خدای تعالے کے نزدیک لون مین سی کون بات پسند ہی اور کونسی ناپسند اور اس کتاب کا
نصف اخیر اسی علم کے بیان مین ہی - اور جو بات کہ دل سے متعلق ہی اعضا پر عبادات اور عادات مین
متبرشح ہوتی ہی اوسکا جاننا بھی اسی علم مین داخل ہی اور وہ اس کتاب کے نصف اول مین مذکور ہے
تیسری قسم علوم شرعی کی مقدمات ہین اور یہ وہ علوم ہین کہ علوم شرعی کے لیے بمنزلہ آلات کے
ہین مثلاً علم لغت اور علم نحو کہ دونون کلام مجید اور حدیث شریف کے لیے آلہ ہین حالانکہ لغت اور
نحو خود علم شرعی نہین مگر ان مین خوض کرنا بوجہ شریعت کے لازم ہے اسلیے کہ شریعت محمدی
علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام لغت عربی مین آئی ہی اور ہر ایک شریعت کا حال اوسکی زبان سی ظاہر ہوتا ہے
اسوجہ سے لغت عربی کا سیکھنا آلہ ٹھہرے گا - اور آلات مین علم کتابت بھی ہی مگر یہ علم ضروری نہین
اسوجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے اگر فرض کیا جاوی کہ جتنی باتین سُنی جاوین اونکا یاد
کر لینا ممکن ہے تو لکھنے کی کچھ حاجت نہ ہے مگر چونکہ غالبا لوگ اس طرح کے نہین ہوتے اسلیے
کتابت بھی سیکھنی ضروری ہی چوتھی قسم علوم شرعی کی متممات ہین اور وہ قرآن مجید مین ہین اسلیے
کہ متممات مین سے بعض تو متعلق الفاظ سے ہین جیسے قرارت اور حروف کے مخارج کا سیکھنا اور
بعض متعلق معنی سے ہین جیسے علم تفسیر کہ اوسکا مدار بھی نقل پر ہے صرف لغت اوسکو کافی نہین
اور بعض متعلق قرآن کے احکام سے ہین جیسے ناسخ اور منسوخ اور عام اور خاص کا جاننا اور انکا
ایک دوسری کے ساتھ مین استعمال معلوم کرنا ہی اور یہ وہ علم ہی جسکو اصول فقہ کہتے ہین اور اسمین
حدیث بھی شامل ہی اور حدیثون اور آثارون مین متممہ یہ ہین کہ راویون کے نام اور نسب اور صحابہ کے
اسما اور اونکے صفات جاننا اور راویون کی راستی اور حالات کا معلوم کرنا ہی کہ حدیث ضعیف کو
قوی سے جدا کیا جاوے اور راویون کی عمر کا حال معلوم کرنا بھی متممہ ہی کہ حدیث مرسل مسند سے
علیحدہ ہو جاوی غرض اسی طرح کے امور جو اس فن سے متعلق ہون وہ سب متممون مین داخل ہین - یہ
چارون قسمین علوم شرعیہ کی ہین اور یہ سب اچھے ہین بلکہ فرض کفایہ مین سے ہین - اب اگر کہو
کہ تم نے فقہ کو علم دنیا مین اور فقہا کو دنیا کے عالمون مین کیون شامل کیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے
حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے نکالا اور اونکی اولاد کو چُنی ہوئی مٹی اور اوچھلتے پانی سی پیدا کر کے
باپ کی پشتون مین سے ماکے رحمون مین اور وہان سے دنیا مین نکالا اور دنیا سے قبر مین اور وہانسے
حساب کتاب کی پیشی مین پھر جنت یا دوزخ مین ڈالے گا غرض آدمیون کی ابتدا اور انتہا اور
منزلین یہی ہین اور اللہ تعالے نے دنیا کو آخرت کے لیے توشہ بنایا ہی کہ اوسمین جو چیز قابل

آتاری ہی اور اوسکے استعمال کا طریق ہدایت فرمایا اور اوسکے اسباب مقرر فرمائے پس اون اسباب کو بیکار چھوڑکر آپ سے مرجانا درست نہین — اور جو علوم کہ فرض نہین صرف بہتر ہین وہ یہ ہین کہ مثلاً حساب کے دقائق اور طب کے حقائق مین مشغول ہونا وغیرہ کہ جنکی حاجت نہین پڑتی مگر جسقدر کی ضرورت پڑتی ہی اوسمین قوت اور ملکہ زیادہ ہوجاتا ہے — اور غیر شرعی علوم مین سے بُرے ایسے ہین جیسے سحر اور طلسمات اور شعبدے اور ہیئت کھنڈی ہین — اون مین سے مباح یعنی جائز ایسے ہین جیسے اشعار جنمین کچھہ قصان نہو اور علم تاریخ اور جو اوسکے قائم مقام ہو — اور علوم شرعی جنکا بیان کرنا مقصود ہے وہ سب اچھے ہی ہین لیکن چونکہ کبھی دھوکا ہوجاتا ہی کہ اونکو علوم شرعی جانتے ہین اور واقع مین بُرے ہوتے ہین اسلیے اونکی دو قسمین ہوئین ایک اچھے اور ایک بُرے جو علوم اچھے ہین وہ کچھہ تو اصل ہین اور کچھہ فرع اور کچھہ مقدمات اور کچھہ تتمہ اور تکملہ کے طور پر یعنے چار طرح کے ہین اول وہ جو اصول ہین اور وہ چار ہین ایک کتاب اللہ دوم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوم اجماع امت چہارم آثار صحابہ اور اجماع اس جہت سے اصل ہے کہ وہ سنت پر دلالت کرتا ہے مگر اوسکا درجہ سنت کے بعد ہے اور اسی طرح آثار صحابہ کا حال ہی کہ وہ بھی سنت پر دلالت کرتے ہین اسلیے کہ صحابہ رض نے وحی کا مشاہدہ فرمایا اور احوال کے قرینون سے اونھون نے وہ باتین معلوم کین جنکا دیکھنا دوسرون سے غائب ہا جو باتین کہ قرینون سے معلوم ہوئی ہین اگر لکھی جاوین تو کیا عجب ہی کہ تحریر مین گنجائش اونکی نہو اور اسی وجہ سے علماء رح نے اونکی پیروی کرنی اور اونکے آثار کو تمسک گردانا مصلحت جانا ہے مگر یہ پیروی ایک شرط خاص سی بوجہ خاص ہی جسکا بیان کرنا اس جگہ مناسب نہین دوسری قسم علوم شرعی کے فروع ہین اور وہ ایسے علوم ہین کہ ان چارون اصول سی مفہوم ہوتی ہین یہ نہین کہ مقتضای الفاظ سے سمجھ جاتے ہون بلکہ معانی اور علتون کی وجہ سے جنپر عقلون کو آگاہی ہوگئی اور اونکی وجہ سے احکام کو وسعت ہوگئی حتی کہ لفظ ملفوظ سے اور باتین بھی سمجھ لی جنکے لیے وہ ملفوظ نہ تھا مثلاً آپ کا ارشاد جو یہ ہی لَا یَقْضِی الْقَاضِی وَھُوَ غَضْبَانُ اس سے یہ بھی سمجھا کہ جس وقت قاضی کو پیشاب کا دباؤ ہو یا بھوکا ہو یا کسی مرض سی دردناک ہو اوس وقت بھی حکم نہ دیوے — اور یہ علم فروع دو طرح پر ہی ایک وہ کہ دنیا کی بہتری سے متعلق ہی اس علم کو فقہ شامل ہی اور اسکے کفیل فقہا ہین اور وہ دنیا کے عالم ہین اور دوسرے وہ کہ جس سے آخرت کی بہتری علاقہ رکھتی ہے اور وہ دل کے حالات اور اوسکی اچھی یا بری عادات کا معلوم کرنا

اور جواون دونون کی نافرمانی کریگا اوسکو دوزخ ہی جب اس تمہید کو معلوم کر چکے تو اب جان لیا ہوگا کہ مذہب حق یہی ہی اور یہ بھی تحقیق ہوگیا ہوگا کہ ہر شخص پر اوسکے رات دن کے حالات مین کچھ واقعات عبادتون اور معاملات کے نئے نئے لوازم سے آتے رہتے ہین اسی لیے جو عجیب بات دیکھے واقع ہو اوسکا پوچھنا اوسکو لازم ہی اور جس چیز کے واقع ہونے کی عنقریب توقع غالب ہو اوسکا سیکھنا جلد ضروری ہی پس جب یہ بات ظاہر ہو چکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد فیض بنیاد مین طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اس علم معرفت سے اوس عمل کا علم مراد لیا ہے جس کا واجب ہونا مسلمانون پر مشہور ہے اور کوئی علم مراد نہین لیا تو اس سے صاف وجہ سبات کی معلوم ہوگئی کہ عمل کے واجب ہونے کے وقت مین بتدریج علم واجب ہوتا جاوے گا واللہ اعلم

دوسرا بیان اوس علم کا جو فرض کفایہ ہے

واضح ہو کہ جب تک علوم کے اقسام ذکر نہ کیے جاوین گے تب تک فرض اور غیر فرض مین تمیز نہوگی اور جس فرض کے ہم درپے بیان ہو رہے ہین اوسکے اعتبار سے علوم کی دو قسمین ہین ایک شرعی دوسرے غیر شرعی اور شرعی علوم سے ہم وہ علوم مراد لیتے ہین جو انبیا علیہم السلام سے حاصل ہوئے ہون عقل اور تجربہ اور سننا اونکی طرف ہدایت نہ کرتا ہو جیسے علم حساب مثلاً کہ عقل سے معلوم ہوتا ہے اور علم طب تجربہ سے اور علم لغت سننے سے اور جو علوم کہ شرعی نہین اونکی تین قسمین ہین ایک اچھے اور ایک برے اور ایک مباح اچھے انمین سے وہ علوم ہین جنسے دنیا کے امور کی مصلحت وابستہ ہے جیسے طب اور حساب ہین اور ان اچھے علوم مین سے بعضے فرض کفایہ ہین اور بعضے فقط بہتر ہین مگر فرض نہین فرض کفایہ وہ علوم ہین جنکی حاجت امور دنیا کے قائم رہنے مین پڑی جیسے طب ہی کہ بدنون کے تندرست رہنے کے لیے ضروری ہی اور جسطرح حساب کہ معاملات مین اور وصیتون اور ترکون کے تقسیم وغیرہ مین ضروری ہی اور یہ اسطرح کے علوم ہین کہ اگر شہر مین کوئی نہ جانتا ہو تو شہر والے نہایت دقت اوٹھاوین اور جب ایک بھی اونکو جان جاوے تو کافی ہے اور دوسرے شخصون سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اب اسبات مین تعجب مت کرنا کہ ہم نے طب اور حساب کو فرض کہدیا اسلیے کہ اس اعتبار سے تو اصل صنعتین بھی فرض کفایہ ہین مثلاً نوربافی اور کشت کاری اور سیاست بھی فرض کفایہ ہین بلکہ پچھنے لگانا اور سینا بھی ضروری ہی کہ اگر مثلاً کسی شہر مین خون لینے والا نہو تو جلد مر جاوین اور اپنی جانون کو ہلاکت پر پیش کرین گے وقت اوٹھاوین اسلیے کہ جسنے بیماری بھیجی ہے اوسی نے دوا بھی

بعضے تو خود آدمی کی طبیعت سے اوٹھتے ہین اور بعضے اپنے شہر والون کی گفتگو سننے سے دل مین آتی ہین
پس اگر یہ شخص ایسے شہر مین ہو کہ اوسمین گفتگو اور کلام بدعت کے شائع ہون تو چاہیے کہ اوسکو
ابتداے بلوغ مین امر حق سکھلا کر بدعت سے محفوظ کر دیا جاوے تاکہ امر باطل پہلے نہ جم جاوے
اسلیے کہ اگر امر باطل اوسکے سننے مین آجاوے گا تو اوسکا دور کرنا اوسکے دل سے واجب ہوگا
اور بعض اوقات اوسکا دور کرنا دشوار پڑ جاتا ہے مثلاً اگر نومسلم تاجر ہو اور اوس شہر مین معاملہ سود کا
رائج ہو تو اوسپر سود سے بچنے کا سیکھنا واجب ہوگا تو جو علم فرض عین ہی اوسمین بھی امر حق ہے
جو ہم نے لکھا یعنے عمل واجب کی کیفیت کا جاننا فرض عین ہی پس جو شخص کہ عمل واجب کو جان لیگا
اور اوسکے واجب ہونے کے وقت کو معلوم کریگا تو وہ علم جو اوسپر فرض عین تھا اوسکو سیکھ لیگا
اور صوفیون نے جو فرمایا ہے کہ اوس علم سے غرض شیطان کی خطرون اور فرشتے کے الہام کے
جاننے سے ہی تو وہ بھی حق ہی لیکن اوسی شخص کے حق مین جو اوسکا درپے ہو اور چونکہ غالباً
انسان اسباب شر اور ریا اور حسد سے خالی نہین ہوتا اسلیے اوسکو لازم ہی کہ جلد سوم مہلکات مین
سے وہ باتین معلوم کرے جنکی طرف اپنے نفس کو محتاج دیکھے اور یہ باتین کیسے واجب نہونگی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تین چیزین مہلک ہین بخل اطاعت کیا ہوا اور خواہش
جسکی پیروی کی جاوی اور آدمی کو اپنے نفس کو بڑا جاننا۔ اور ان باتون سے کوئی آدمی خالی نہین
اور دل کے برے حالات مین سے جنکا ہم آگے ذکر کرینگے مثل کبر اور عجب اور اونکے مثل کے وہ ان
تینون مہلکات کے تابع ہین اور ان کا دور کرنا فرض عین ہی اور جبتک ان مہلکات کی تعریف
اور اسباب اور علامات کو نہ جان لیا جاوی اور اونکے علاج کو نہ معلوم کر لیا جاوی تبتک ان کا دور
کرنا ممکن نہین اسلیے کہ جو شخص بدی کو نہین جانتا وہ اوسمین مبتلا ہو جاتا ہے اور علاج اس طرح ہے
کہ ہر ایک سبب کے مخالف سے اوسکا مقابلہ کیا جاوی اور یہ امر بدون سبب اور سبب کے جاننے کے
ممکن نہین اور جلد سوم مہلکات مین جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ اکثر فرض عین ہین کہ سب لوگون نے
بے فائدہ امور مین مشغول ہونے کی جہت سے اونکو چھوڑ رکھا ہے اور اگر نومسلم شخص کسی اور مذہب سے
بدل کر نہ آیا ہو تو اوسکو بہشت اور دوزخ اور مرنے کے بعد جینے اور قیامت پر ایمان جلدی سکھانا
چاہیے تاکہ ان چیزون پر ایمان لاوے اور انکی تصدیق کرے یہ امر بھی دونون شہادت کے کلمون کا
متمم ہے اسلیے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لا چکا تو اوسکے بعد یہ چاہیے
کہ جو کچھ آپ نے پونہچایا ہو اوسکو سمجھے اور وہ یہ ہی کہ جو اطاعت کرے اللہ اور رسول کی اوسکو جنت ملے

ع بزار اور طبرانی
اور بیہقی بروایت
انس رض ۱۲

سوا اور کچھ نہو تو صرف انھین کی زکوٰۃ کا سیکھنا بھی لازم ہوگا اسی طرح تمام اقسام مال مین تصور کرنا چاہیے جب اوسپر حج کے مہینے آوین تو اوسپر حج کا علم اوسی وقت جاننا ضروری نہین اس لیے کہ اوسکا اوا عمر مین ہوتا ہی تو سیکھنا بھی فورًا واجب نہوگا ہان علمای اسلام کو چاہیے کہ اگر اوسکے پاس جمعیت بقدر زاد و راحلہ کے ہو تو اوسکو آگاہ کردین کہ حج اوس شخص پر عمر مین فرض ہی جو مالک سامان سفر اور سواری کا ہو تاکہ شاید وہ اپنی نفس پر احتیاط ضروری جانکر جلد ہی ادا کری پس جبوقت وہ قصد حج کری اوسوقت اوسکو حج کی کیفیت کا سیکھنا لازم ہوگا اور صرف اوسپر ارکان حج اور اوسکے واجبات کا سیکھنا واجب ہوگا نوافل کا سیکھنا واجب نہوگا اسلیے کہ جس چیز کا کرنا نفل ہی اوسکا سیکھنا بھی نفل ہے تو نفل کا سیکھنا فرض عین نہوگا۔ رہی یہ بات کہ اصل حج کے واجب ہونے پر اوسکو اوسی وقت آگاہ کردینے سے سکوت کرنا حرام ہے امر متعلق فقہ سے ہے غرض کہ سب افعال جو فرض عین ہین اون کا جاننا بتدریج اسی طرح ہی۔ اور ترک فعل کا معلوم کرنا بھی جب جیسا حال پیش آتا جاوی گا اوسی طرح واجب ہوگا یہ امر آدمی کے حال کے مناسب مختلف ہوا کرتا ہی مثلاً گونگے کو واجب نہین کہ جو کلام حرام ہے اوسکو معلوم کرے یا اندھے پر ضرور نہین کہ نظر ناجائز کے مسئلے سیکھے یا جنگل کے رہنے والے پر واجب نہین کہ جن مکانات مین بیٹھنا حرام ہے اونکو معلوم کرے حاصل یہ کہ اگر معلوم ہو کہ ان اشیا کی ضرورت اس شخص کو نہ پڑے گی اون کا سیکھنا اوسپر واجب نہین بلکہ جن امور مین وہ مبتلا ہو اونپر تنبیہ کردینا واجب ہی مثلاً اگر مسلمان ہونے کے وقت مین حریر پہنے ہو یا غصب کی زمین مین بیٹھا ہو یا غیر محرم کیطرف دیکھ رہا ہو تو اوسکو اطلاع ان امور کے ترک کی کردینی ضرور ہی اور جن امور کا مرتکب نہو بلکہ عنقریب اون مین مبتلا ہوا چاہتا ہو جیسے کھانے پینے کی چیزین ہین تو اوسکا تعلیم کردینا واجب ہے مثلاً اگر کسی شہر مین شراب کا پینا اور سور کے گوشت کا کھانا رائج ہو تو اوسکو انکا ترک سکھلانا اور آگاہ کردینا واجب ہے اور جن چیزون کا سکھانا واجب ہے اونکا سیکھنا بھی واجب ہی۔

اور اعتقادات اور دلون کے اعمال کا علم بھی موافق خطرون کے واجب ہی مثلاً اگر اوسکے دل مین اون معنون مین شک پیدا ہو جنپر کہ دونون کلمے شہادت کے دلالت کرتے ہین تو اس صورت مین اوسکو ایسی چیز سیکھنی چاہیے جس سے وہ شک دور ہو جاوی پس اگر یہ شک اوسکو نہو اور مر جاوی اور ابھی اسبات کا اعتقاد نہ کیا ہو کہ خدای تعالیٰ کا کلام پاک قدیم ہی اور وہ قابل رویت ہی اور اوسمین تبدیل کو گنجایش نہین اور سوا اسکے اور باتین جو اعتقادات مین مذکور ہین کسی کا معتقد نہوا ہو تو ایسا شخص سب کے نزدیک اسلام ہی پر مرے گا۔ لیکن یہ خطر ہی جو موجب اعتقادون کے ہوتے ہین

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا سیکھنا اور انکے معنی کا سمجھنا واجب ہے یہ امر واجب نہین کیا سباب مین بحث و تکرار کرے اور دلیلون کو لکھکر اسکا یقین کرے مگر اسقدر کفایت کرتا ہی کہ ان کلمون کی تصدیق اور اعتقاد ایسی طرح کرے کہ اوسمین شک کا خلجان اور نفس کا تردد نہ ہے اور اتنی بات بعض اوقات صرف تقلید اور سننے سے بھی بدون بحث اور دلیل کے حاصل ہوجایا کرتی ہی اور بحث و دلیل کے واجب نہونے کی یہ وجہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے اجلاف سے صرف تصدیق اور اقرار پر بدون دلیل جاننے کے کفایت فرمائی غرض کہ اگر آدمی اسقدر جان لیگا تو واجب وقت ادا کرلے گا اور اسوقت جو علم کا وسپر فرض عین تھا وہ کلمون کا سیکھنا اور انون دونون کو سمجھنا تھا اسوقت مین اسکے سوا اور کوئی چیز اوسکو لازم نہ تھی اسوجہ سے کہ مثلاً اگر بعد ان دونون کلمون کی تصدیق کے مرجاوی تو بلاشبہ خدای تعالی کا مطیع مریگا اور نافرمان نہوگا اور دوسری چیزین بعد کلمون کے جو اوسپر واجب ہوتی ہین وہ عوارض کے باعث ہوتی ہین وہ ہر شخص کے حق مین ضروری نہین اون سے بعض آدمی جدا بھی ہوسکتے ہین اور یہ عوارض اور اسباب خواہ فعل مین ہوتے ہین خواہ ترک مین خواہ اعتقاد مین ۔ فعل کی مثال یہ ہی کہ مثلاً شخص مذکور چاشت کے وقت سے ظہر تک زندہ رہے تو ظہر کے وقت کے داخل ہونے سے ایک نیا واجب اوسپر یہ ہوگا کہ ظہر اور نماز کے مسائل سیکھے پس اگر شخص مذکور وقت بلوغ مین تندرست ہو اور ایسا ہو کہ اگر زوال کیوقت تک کچھ نہ سیکھے اور بعد زوال کے سیکھنا شروع کرے تو عین وقت مین سب سیکھہ کے عمل نہ کرسکے گا بلکہ اگر سیکھنے مین مشغول رہے گا تو وقت جاتا رہے گا تو ایسی صورت مین کہا جاسکتا ہی کہ چونکہ ظاہر حال یہی ہے کہ یہ شخص زندہ رہے گا اس لیے وقت سے پہلے ہی اوسکو سیکھنا واجب ہے اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ علم کا واجب ہونا جو عمل کے لیے شرط ہی وہ عمل کے واجب ہونے کے بعد ہوا کرتا ہے پس پہلے وقت سے اوسپر سیکھنا واجب نہین اور اسی طرح باقی نمازون مین حال ہی پھر اگر وہ رمضان تک زندہ رہے گا تو رمضان کے سبب سے اوسپر روزہ کا سیکھنا ایک نیا واجب ہوگا یعنے یہ جاننا کہ روزہ کا وقت صبح صادق سے لے کر آفتاب کے ڈوبنے تک ہی اور روزہ مین کیا واجب ہے اور کیا نیت ہے اور کھانے اور پینے اور صحبت سے بند رہنا اور یہ بات عید کے چاند دیکھنے خواہ دو گواہ کی گواہی گذرنے تک قائم رہتی ہی اب اگر اوسکے پاس مال ہوجاوے یا بالغ ہونے کے وقت ہی مال ہووے تو اوسکو مقدار واجب زکوۃ کا معلوم کرنا لازم ہوگا مگر اوسوقت لازم نہوگا بلکہ وقت اسلام سے ایک برس پورا ہونے پر لازم ہوگا اور اگر اسکے پاس اونٹون کے

دوسری فصل علم محمود اور مذموم کی قسمون اور حکمون کے بیان مین اور اسمین تین بیان ہین

بیان اول اوس علم کا جو فرض عین ہی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ علم کا طلب کرنا فرض ہی ہر مسلمان پر اور یہ بھی فرمایا کہ علم کو طلب کرو اگرچہ چین مین ہو پس جو علم کہ ہر مسلمان پر فرض عین ہی اوسمین لوگون کا اختلاف ہی اور اسباب مین بیس سے زیادہ فرقے ہوگئی ہین ہم سبکی تفصیل نہین لکھتے مگر حاصل اختلاف یہ ہے کہ ہر فریق نے واجب ہونا اوسی علم کا کہا ہے جسکے درپے وہ خود تھا مثلاً کلام کرنیوالی کہتے ہین کہ اوس علم سے غرض علم کلام ہی اسلیے کہ توحید اوسی سے معلوم ہوتی ہی اور خدای تعالی کی ذات اور صفات کا علم اوسی سے آتا ہے اور فقہا کہتے ہین کہ وہ علم فقہ ہے اس جہت سے کہ اوس سے عبادات اور حلال اور حرام اور معاملات مین سے جائز اور ناجائز معلوم ہوتے ہین اور علم فقہ سے اونکی غرض وہ ہے جسکی طرف ہر ایک کو حاجت ہی نہ وہ معاملات جو کثرت واقع ہوتی ہین اور مفسر اور محدث فرماتے ہین کہ وہ علم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہی کہ انھین دونون سے اور تمام علوم آتے ہین اور اہل تصوف کہتے ہین کہ اوس علم سے غرض ہمارا علم ہے پس اونمین سے بعض یون کہتے ہین کہ بندہ کو اپنی حال کا اور خدائے تعالے کے نزدیک اپنے مقام کا علم مراد ہے۔ اور بعض کا یہ قول ہی کہ وہ علم اخلاص کا اور نفس کی آفتون کا اور شیطان کے خطرون اور فرشتے کے الہام مین تمیز کرنے کا ہی اور بعض کا ارشاد ہی کہ وہ علم باطن ہے اور چند خاص لوگون پر واجب ہی جو اوسکے اہل ہین ان لوگون نے لفظ کے عموم کو بدل ڈالا اور اوسکو خاص کر لیا۔ اور ابو طالب مکی فرماتے ہین کہ اوس سے مراد وہ علم ہی جسکو وہ حدیث متضمن ہے جس مین مبانی اسلام کا مذکور ہے یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الحدیث اسلیے کہ واجب یہی پانچون چیزین ہین اسی لیے انکی عمل کی کیفیت اور واجب ہونے کی کیفیت کا علم بھی واجب ہونا چاہیے۔ اور جس امر پر طالب کو یقین کرنا چاہیے اور شک نکرنا چاہیے وہ وہ ہے جسکو ہم ذکر کرتے ہین اور وہ یہ ہی کہ جیسا ہم نے اس باب کی مقدمہ مین بیان کیا ہے۔ علم کی دو قسمین ہین اول علم معاملہ دوم علم مکاشفہ اور جو علم کہ حدیث مین ہر مسلمان پر فرض مذکور ہوا ہی اوس سے مراد علم معاملہ ہی اور جو معاملات کہ عاقل اور بالغ شخص کو اونکا حکم ہوتا ہی وہ تین ہین ایک اعتقاد اور ایک کرنا اور ایک نہ کرنا اب اگر فرض کرو کہ کوئی عاقل آدمی احتلام سے یا عمر کی راہ سے دن کو چاشت کے وقت مثلاً بالغ ہوا تو اول واجب اوسپر یہ ہوگا کہ شہادت کے دونون کلمون کو سیکھے اور اونکے دونون کے معنے سمجھے یعنے

صرف عوام کے باطنون پر ہی۔ اب ان سب سیاستون مین نبوت کے بعد اشرف اور افضل علم کی
تعلیم اور لوگون کے نفس کو مہلک عادتون اور بُری خصلتون سے بچانا اور عمدہ اخلاق اور
سعادت کیطرف راہ بتانا ہی۔ اور تعلیم سے مراد بھی یہی ہے اور تعلیم کو جو ہم نے اور اعمال کی
نسبت کر افضل بتایا اوسکی وجہ یہ ہی کہ کسی پیشہ کا شرف تین باتون سے جانا جاتا ہی یا تو اوس قوت
کے لحاظ سے جو اس صنعت کی پہچاننے کا ذریعہ ہو مثلاً عقلی علوم لغوی علوم سی افضل ہین اس لیے
کہ حکمت تو عقل سے معلوم ہوتی ہی اور لغت کان کے سننے سے اور عقل سننے کی نسبت کر افضل
ہے تو جو چیز عقل سے معلوم ہوگی وہ بھی افضل ہوگی۔ یا شرف باعتبار فائدی کے عام ہونے کے
ہوتا ہی جیسے کھیتی بہ نسبت زرگری کے ہے کہ اول کا فائدہ انسانون اور حیوانون کو عام ہے
بخلاف زرگری کے کہ اوسکا فائدہ سب انسانون کو بھی نہین۔ یا شرف باعتبار محل کے ہوتا ہے
جسمین اوس پیشہ کا اثر ہو جیسے زرگری چمڑا پکانے کی نسبت کر افضل ہے اسلیے کہ زرگر تو سونے پر
اپنا عمل کرتا ہے اور چمڑا پکانے والا مردار کی کھال پر کام کرتا ہی اب تعلیم کو جو دیکھتے ہین تو یہ تینون
وجہین شرف کی اوسمین موجود ہین اس لیے کہ علوم دینی یعنی سمجھنا طریق آخرت کا ظاہر ہی کہ عقل
کی خوبی اور ذکا کی تیزی اور صفائی ہی سے ہوتا ہی اور عقل تمام صفات انسانی سے اشرف ہے
جیسا کہ اوسکا بیان عنقریب آوی گا اسلیے کہ عقل ہی کے باعث خدای تعالی کی امانت مقبول ہوتی ہی
اور اوسی کی جہت سی قرب الٰہی تک پونہچا جاتا ہے اور فائدہ کا عام ہونا تعلیم مین خود ظاہر ہے کہ
مقام شبہ نہین کیونکہ اوسکا فائدہ اور ثمرۂ سعادت آخرت ہی اور تعلیم کے محل کی شرافت مین بھی
کچھ شک نہین کیونکہ تعلیم کرنے والا آدمی کے دلون اور نفسون پر تصرف کرتا ہے اور ظاہر ہے
کہ زمین پر موجود چیزون مین سب سے اشرف انسان کی جنس ہی اور انسان کے اجزا مین سب سے
عمدہ اور اشرف انسان کا دل ہی اور تعلیم کرنے والا دل کی تکمیل اور جلا دینے اور پاک کرنے اور
اوسکو قرب الٰہی تک پونہچانے مین مشغول رہتا ہی اس سی معلوم ہوا کہ علم کا تعلیم کرنا ایک طور سے
تو اللہ تعالی کی عبادت ہی اور ایک طرح سے اوسکی خلافت اور یہ خلافت اللہ تعالی کی نہایت بڑھکر
ہے کیونکہ اللہ تعالی نے عالم کے دل پر وہ صفت جو اوسکے صفات مین سی خاص تر ہے مفتوح فرمائی تو
گویا عالم کا دل خدای تعالے کے عمدہ خزینون کا خزانچی ہوا پھر اوسکو اجازت ہی کہ جو اس چیز کا محتاج
ملی اوسکو یہ چیز دی ڈالے پس اب غور کرو کہ اس سے زیادہ کونسا رتبہ ہوگا کہ آدمی اللہ تعالے
اور اوسکی مخلوق مین واسطہ ہو کہ اونکو خدای تعالی کی نزدیکی اور جنت فردوس کیطرف برابر کھینچتا رہے

ذریعہ وصول الی اللہ کا ہی بشرطیکہ اوسکو اپنا وطن اور قرار گاہ نہ کرے اور دنیا کا انتظام آدمیون کے
اعمال سے ہی اور آدمیون کے اعمال اور کاروبار تین قسمون مین منحصر ہین - اول تو اصول ہین کہ
بدون اونکے عالم کا قیام نہین اور اصول چار چیزین ہین ایک زراعت جسپر کھانا موقوف ہے
دوم نوربانی لباس کے لیے سوم تعمیر رہنے کے واسطے چہارم سیاست آپس مین مانوس رہنے
اور اجتماع کے لیے اور اسباب معیشت مین ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لیے - دوسری وہ اعمال
ہین جو ان چارون امور کو مہیا کرتے ہین اور انکے خادم کیطرح ہین مثلاً آہنگری کہ زراعت کے خادم
خاصکر ہی اور دوسری صنعتون کے آلات بھی اس سے بنتے ہین اور دھننا اور کاتنا دونون
نوربانی کے خادم ہین کہ سوت وغیرہ کا ہونا انپر موقوف ہی - تیسرے وہ اعمال ہین کہ اصول کو
پورا کرتے ہین اور اون کو زینت دیدیتے ہین مثلاً پیسنا اور پکانا زراعت کے لیے اور دھونا اور
سینا نوربانی کے لیے اور ان تین طرح کے اعمال کو عالم کے قیام مین ایسا ہی علاقہ ہے جیسے
آدمی کے اجزا کو اوسکے تمام وجود کے قیام مین ہی یعنے آدمی کے اجزا بھی تین طرح کے ہین ایک
اصول ہین جیسے دل اور جگر اور دماغ ہین دوسرے وہ اعضا ہین جو اصول کے خادم ہین
جیسے معدہ اور گین اور شریانین اور پٹھے اور نسین ہین تیسرے وہ اجزا ہین جو زینت کے لیے
ہین مثلاً ناخن اور انگلیان اور بھوین اور بال وغیرہ ہین - اور ان صنعتون مین سے اشرف
اور افضل اصول ہین اور اصول مین سے افضل سیاست ہی جسپر کہ مدار مانوس رہنے اور آپس مین
اچھی طرح بسر کرنے کا ہی اور اسی لیے اس خدمت کے بجالانے والے کو وہ کمال ہونا چاہیے
جو اور صنعتون مین درکار نہین ہے اور یہی وجہ ہی کہ اس خدمت والا اور صنعتون والون سے
خدمت لیا کرتا ہی اور سبکو اپنا تابع جانتا ہی - اور خلق کی درستی کے لیے اور دنیا اور آخرت مین اونکو
راہ راست بتانے کے لیے سیاست کے چار مرتبے ہین - اول سیاست جو سب مین برتر ہے
سیاست انبیا علیہم السلام کی ہی اور اونکا حکم خاص اور عام سب پر ظاہر اور باطن ہر حال مین ہے
دوسری سیاست خلفا اور ملوک اور سلاطین کی ہی اور اونکا حکم بھی خاص اور عام سب پر ہے
مگر صرف ظاہر پر ہی باطن پر نہین - تیسری سیاست امن علما کی ہی جو اللہ تعالی اور اوسکے دین کے
عالم ہین اور یہی علما انبیا کے وارث ہین انکا حکم صرف خاص لوگون کے باطن پر ہی عوام کی
سمجھ کا اتنا رتبہ نہین جو ان سے مستفید ہو اور نہ اونکو یہ قوت کہ لوگون کے ظاہر پر کسی بات
کے لازم کرنے خواہ روک دینے کا تصرف کرین چوتھی سیاست واعظون کی ہی اونکا حکم

کہ بالذات اور غیر کے لیے دونون طرح مطلوب ہو ان تینون قسمون مین سے جو بالذات مطلوب ہوتی ہی
وہ اول کی نسبت کہ اشرف اور افضل ہے اور اول قسم یعنی جو چیزین غیر کے لیے مطلوب ہین وہ روپیہ
اشرفی ہین کہ دونو خود بیقدر ہین یعنی خود سے کسی طرح کا فائدہ نہین اگر بالفرض خدا نہ کرے عام آدمیون کی
حاجتین پوری کرنی اون سے سہل نظر آتا تو اونکا اور کنکرون کا ایک سا حال ہوتا اور مطلوب بالذات
آخرت کی سعادت اور لذت دیدار الٰہی ہی اور جو چیز کہ بالذات بھی اور غیر کے لیے بھی مطلوب ہوتی ہے
اوسکی مثال بدن کی سلامتی ہی مثلاً پانو کی سلامتی اس جہت سے بھی مطلوب ہی کہ بدن کی سلامت رہے
اور اس لیے بھی مطلوب ہے کہ اوس سے چل کر اپنی مطالب اور حاجات پوری کرین اب اس اعتبار سے اگر
علم کو دیکھو تو اوسکو خود بھی لذیذ پاؤگے اور وسیلۂ آخرت اور سعادت اخروی اور قرب الٰہی کا ذریعہ
بھی پاؤگے کہ بدون اوسکے خدای تعالیٰ کیطرف وصول نہین ہوتا اور آدمی کے حق مین سب چیزون
مین بڑھکر سعادت ابدی ہی اور سب چیزون مین افضل وہ ہی جو سعادت ابدی کا وسیلہ ہو اور ظاہر ہی
کہ اوسکا ملنا بدون علم و عمل کے ہرگز نہین ہو سکتا اور عمل بھی بدون اسکے کہ کیفیت عمل کا علم ہو
نہین ہو سکتا اس سے معلوم ہوا کہ دنیا اور آخرت مین سعادت کی اصل علم ہی ہی اسی لیے ثابت ہوا
کہ سب اعمال سے افضل علم ہی اور کیون نہو کہ فضیلت کسی چیز کی اوسکے نتیجہ سے بھی معلوم ہوا کرتی ہی
اور یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ علم کا نتیجہ قرب الٰہی اور وصول بزمرۂ ملائکہ اور نزدیکی ملاء اعلیٰ کی ہے
یہ امور تو آخرت مین ہون گے اور دنیا مین عزت اور وقار اور سلاطین پر حکم کرنا اور طبیعتون مین
عالم کی قدر و منزلت کا لازم ہونا ہی یہان تک کہ ترکون مین غبی اور عرب کے کم رتبہ لوگ اپنی طبیعتونکو
اسبات پر مخلوق پاتے ہین کہ اپنی بڑون کی توقیر کیا کرین اسلیے کہ اونکو تجربہ کرتے کرتے کچھ علم زیادہ
ہو جاتا ہی بلکہ چوپایون کو دیکھو تو وہ بھی اپنی طبیعت سے انسان کی توقیر کرتے ہین اس لیے
کہ اونکو اسبات کا شعور ہے کہ جو درجہ ہمکو ہے اوس سے کمال مین انسان بڑھا ہوا ہی فضیلت
علم کی مطلق ہے پھر علوم مختلف ہین چنانچہ اونکا بیان عنقریب آویگا۔ اور جیسے علوم مین
اختلاف ہی اوسی طرح اونکی فضائل مین تفاوت ہی اور فضیلت تعلیم اور تعلم کی بھی وجہ مذکورۂ
بالا سے ظاہر ہے اسلیے کہ جب یہ ثابت ہو چکا کہ سب باتون سے افضل علم ہی تو اوسکا سیکھنا افضل باتکا
حاصل کرنا ہوگا اور اوسکا سکھانا افضل امر کی تعلیم ہوگی اور اسکی تقریر اس طرح ہی کہ خلق کے مقاصد
دین اور دنیا مین آجاتے ہین اور دین کا انتظام بدون دنیا کے انتظام کے نہین ہو سکتا کہ
دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور جو شخص دنیا کو آلۂ آخرت اور فرودگاہ جانے اوسکے حق مین دنیا

بدن کو قوت آتی ہی اور ضعف دور ہوتا ہی اوسکے باعث بندہ نیک لوگون کے مراتب اور بلند درجے حاصل کرتا ہی علم مین فکر کرنا روزہ رکھنے کے برابر ہے اور اوسکے درس مین مشغول رہنا شب بیداری کے مساوی ہے اور اوسی کے باعث خدای تعالی کی اطاعت اور توحید اور عبادت اور تمجید ہوتی ہے اوسی سے ورع اور تقوی اور صلہ ارحام اور معرفت حلال اور حرام حاصل ہے علم امام ہی اور عمل اوسکا تابع ہے نیک بختون ہی کے دل مین اوسکی جگہہ کی جاتی ہی اور بدبخت اوس سے محروم رہتے ہین ہم اللہ تعالی سے حسن توفیق کی خواہان ہین +

چوتھا بیان دلائل عقلی کے ذکر مین +

اب دلائل عقلی اسباب مین سننی چاہیین کہ غرض اس جا علم کی فضیلت اور نفاست کے معلوم کرنے سے ہی اور جب تک کہ خود فضیلت کو نہ سمجھو اور جو اوس سی غرض ہی اوسکو نہ معلوم کرو تو علم وغیرہ اشیا کی فضیلت کا جاننا ناممکن ہے جیسے کوئی یہ معلوم کیا چاہی کہ زید حکیم ہے یا نہین اور اوسکو ہنوز حکمت کے معنے اور اوسکی حقیقت معلوم نہو تو بجز راہ بہکنے کے اور اوسکو کیا حاصل ہوگا پس واضح ہو کہ فضیلت فضل سے نکلی ہی جسکے معنے زیادتی کے ہین تو جب دو چیزین کسی بات مین شریک ہون اور ایک مین کوئی بات زیادہ ہو تو اوسکو کہین گے کہ یہ دوسرے سے زیادہ اور افضل ہی لیکن زیادتی ایسی چیز مین ہونی چاہیی جو اوس چیز کا کمال ہو مثلا گھوڑے کو جو گدھے سے افضل کہتے ہین تو اسی لیے ہے کہ گھوڑا بار برداری مین تو گدھے کا شریک ہی مگر کروفر اور تگ و دو مین اور خوبصورتی مین اوس سی بڑھکر ہے اب اگر کسی گدھے کو بہت سا زیور پہنا دین تو یہ نہ کہین گے کہ یہ افضل ہے کیونکہ یہ زیادتی صرف ظاہر کی ہی باطن کی نہین نہ کمال مین اسکو کچھہ دخل ہے اور جانورون سی غرض اونکی صفات اور امور باطنی ہین نہ ظاہر کا جسم جب یہ معلوم کر چکے تو اب تمپر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ اگر علم کو اور اوصاف کے لحاظ سے دیکھو تو اوس مین ایک طرح کا فضل ہے جیسے گھوڑے کو بہ نسبت اور حیوانات کے فضیلت ہی بلکہ تیزی تگ و دو جو گھوڑے مین ہے وہ مطلق فضیلت نہین اضافی ہے اور علم کو بالذات اور مطلق فضیلت ہی خواہ کسی کی نسبت کرو یا نہو اسلیے کہ یہ خدای تعالی کی صفت کمال ہی اور اوسی سی فرشتون اور انبیا کا شرف ہی بلکہ گھوڑون مین سے جسکو تمیز ہوتی ہی وہ احمق اور کم فہم سے اچھا ہوتا ہی اس سی معلوم ہوا کہ علم کو فضیلت مطلق ہی خواہ کسی کی نسبت کرو یا نہو اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ نفیس چیز کی رغبت جو ہوتی ہی اوسکی تین قسمین ہین ایک وہ کہ غیر کے لیے مطلوب ہو اور ایک وہ کہ بالذات مطلوب ہو اور ایک وہ

حرص تھی — اور عطا رح فرماتے ہین کہ مین حضرت سعید بن مسیب کے پاس گیا وہ روتی تھے مین نے
رونے کی وجہ پوچھی اونھون نے فرمایا کہ یہ وجہ ہے کہ مجسے کوئی کچھہ پوچھتا نہین اور بعضون کا
قول ہی کہ علما زمانون کے چراغ ہین ہر ایک اپنے وقت مین شمع ہوتا ہی کہ اوس سے اوسکے
عہد کے لوگ روشنی حاصل کرتے ہین اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین کہ اگر علما نہوتی تو آدمی
مثل چوپایون کے ہوجاتے یعنی علما لوگون کو تعلیم کی جہت سے حالت بہیمی سے نکالکر سرحد انسانیت پر
پونہچا دیتے ہین — اور عکرمہ یہ فرماتے ہین کہ اس علم کا کچھہ مول ہی کسی نے پوچھا کہ وہ کیا ہے
فرمایا کہ وہ یہ ہی کہ اوسکو ایسے کو سکھا دی جو اچھی طرح یاد کرے اور ضائع نکرے — اور یحیی ابن معاذ رح
فرماتے ہین کہ علمای امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ماباپ کر زیادہ رحیم ہین لوگون نے پوچھا کہ یہ
کس طرح ہے اونھون نے فرمایا کہ اسلیے کہ ماباپ تو لوگون کو دنیا کی آگ سے بچاتے ہین اور علما آخرت
کی آگ سے بچاتے ہین — اور بعض کا قول ہے کہ ابتدای علم سکوت ہی پھر سننا پھر یاد کرنا پھر عمل کرنا
پھر اوسکو لوگون مین پھیلانا — اور بعض یون فرماتے ہین کہ اپنا علم ایسے کو سکھاؤ جو اوس سے
جاہل ہو اور ایسے شخص سے سیکھو کہ جو چیز تمکو نہ آتی ہو اوسکو وہ جانتا ہو جب ایسا کروگے تو جو کچھہ
نہ آتا ہوگا اوسکو جان جاؤگے اور جو جانتے ہوگے وہ یاد رہے گا — اور حضرت معاذ بن جبل رضہ کا
قول ہے اور مین نے اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی پایا کہ علم کو سیکھو اس لیے کہ
اوسکا سیکھنا خوف الہی ہے اور اوسکی جستجو عبادت اور اوسکا درس دینا تسبیح اور اوسکی بحث
کرنی جہاد اور جو شخص نہ جانتا ہو اوسکو اوسکی تعلیم کرنی خیرات اور جو اوسکا اہل ہو اوسپر اوسکا
خرچ کرنا قرب منزلت ہی یہی علم تنہائی مین انیس اور سفر مین جلیس اور خلوت مین گفتگو کرنی والا
اور دین کا راہ نما اور حالت تونگری اور افلاس مین چراغ اور دوستون کے سامنے نائب
اور اجنبی شخصون مین قریب کرنے والا اور دشمنون کے حق مین ہتھیار اور راہ جنت کا منار ہے
اس علم کی بدولت اللہ تعالی کچھہ لوگونکو بلند رتبہ عنایت فرماتا ہی کہ اونکو امور خیر مین سردار پیشوا
ہادی بناتا ہی انکی دیکھا دیکھی اورون کو خیر نصیب ہوتی ہی انکی قدمون پر لوگ چلتے ہین اور انکے
افعال کو تاکتے ہین فرشتے اونکی دوستی کی خواہان ہوتے ہین اور اپنے بازوون سے اونکو پونچھتے ہین
اور تمام خشک و تر اونکے لیے بخشش چاہتے ہین یہانتک کہ سمندر کی مچھلیان اور کیڑے اور خشکی کے
درندے اور چوپائے اور آسمان اور اوسکے ستارے سب دعای مغفرت کرتے ہین اسلیے کہ علم دل
کی زندگی ہی اوسکے باعث جہالت نہین رہتی اور نور ہی کہ جسکے سامنے تاریکی جاتی رہتی ہی اوس سے

تو اوسکے حق مین ایک برس کی عبادت سے بہتر ہی - اور ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے پھر آپ نے دو مجلسین دیکھین کہ ایک تو اللہ تعالی سے دعا مانگتے تھے اور اوسکی طرف راغب تھے اور دوسرے لوگون کو کچھ سکھلاتے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجلس اول کے لوگ تو اللہ تعالے سے سوال کرتے ہین اگر وہ چاہے اونکو دی اور چاہے ندی مگر دوسری مجلس والے لوگون کو تعلیم کرتے ہین اور مجکو بھی خدای نے تعلیم کرنے والا ہی بھیجا ہے پھر آپ دوسری مجلس والون کیطرف پھرے اور اونکے پاس بیٹھ گئے - اور فرمایا مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا بُقْعَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَتْ مِنْهَا بُقْعَةٌ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَاً - عباس حدیث مین مثال اول اون لوگون کی ہی جنکو اپنے علم سے خود فائدہ ہوتا ہے اور دوسرے اون لوگون کی جو دوسرونکو فائدہ پونہچاتے ہین اور تیسری مثال ایسے شخصون کی ہی جو دونون باتون سے محروم ہین - اور فرمایا اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثٍ عِلْمٍ يَنْتَفِعُ بِهٖ وَصَدَقَةٍ جَارِيَةٍ وَوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ یا اُخیر اور فرمایا اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ اور فرمایا لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا النَّاسَ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هُلْكَتِهٖ فِي الْخَيْرِ اور فرمایا کہ میرے نائبون پر خدای تعالی کی رحمت ہو لوگون نے عرض کیا کہ آپ کی نائب کون ہین آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہین جو میرے طریق کو پسند کرتے ہین اور اوسکو خدای تعالی کے بندون کو تعلیم کرتے ہین اور آثار تعلیم کی فضیلت کے یہ ہین کہ حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ جو شخص کوئی حدیث بیان کرے اور اوسپر عمل کرے تو اوسکو ثواب اون لوگون کے برابر ملے گا جو وہی عمل کرینگے - اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ جو شخص لوگون کو بہتر بات سکھاتا ہی اوسکے لیے تمام چیزین سمندر مین کی مچھلیون تک استغفار کرتی ہین - اور بعض علما کا قول ہی کہ عالم خدای تعالی اور اوسکی مخلوق مین واسطہ پڑتا ہے سو دیکھو کہ کس طرح واسطہ پڑتا ہی - اور روایت ہی کہ حضرت سفیان ثوری رح عسقلان مین تشریف لائے اور کچھ دنون رہے اون سے کسی نے کچھ نہ پوچھا آپ نے فرمایا کہ مجکو سواری کرایہ کردو کہ اس شہر سے مین نکل جاؤن یہ ایسا شہر ہی کہ اس مین علم مرجاوی گا اور یہ اسی واسطے کہا کہ تعلیم کی بزرگی اور اوسکی جہت سے علم کے باقی رہنے کی آپ کو

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور حدیثین تعلیم کی فضیلت کی بہت ہین چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ اللہ تعالے نے کسی عالم کو جو علم دیا تو اوس سے وہ عہد بھی لیا ہے جو پیغمبرون سے لیا ہی کہ اوسکو بیان کرینگے اور چھپاوین گے نہین - اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رض کو یمن کیطرف روانہ فرمایا تو اونکو یہ ارشاد فرمایا لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیرا لک من الدنیا وما فیھا اور فرمایا کہ جو شخص علم کا ایک باب اسلیے سیکھے کہ اوسکو لوگون کو سکھاوی تو اوسکو ستر پیغمبرون صدیق کا ثواب پاجاویگا - اور حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو شخص عالم ہو اور علم کی بموجب عمل کری اور لوگون کو علم سکھاوی وہ آسمان وزمین کے ملکوت مین عظیم کہلاتا ہی - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی عبادت کرنے والون اور جہاد کرنے والون سے ارشاد فرماوی گا کہ جنت مین جاؤ عالم عرض کرین گے کہ الہی انھون نے ہمارے علم کے طفیل سے عبادت اور جہاد کیا یعنی شایان اکرام ہم ہین اللہ تعالی ارشاد فرماوی گا کہ تم میرے نزدیک میری بعض فرشتون کی مثل ہو تم شفاعت کرو تمھاری شفاعت منظور ہوگی پس وہ سفارش کرین گے پھر جنت مین داخل ہون گے اور یہ رتبہ اوسی علم کا ہی جو تعلیم سے دوسرونکو پونہچے اوس علم کا نہین جو فقط اوسی شخص کے ساتھہ رہی دوسری کو نہ پونہچے - اور ایک حدیث شریف مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان اللہ عز وجل لا ینزع العلم انتزاعا من الناس بعد ان یوتیھم ایاہ ولکن یذھب بذھاب العلماء فکلما ذھب عالم ذھب بما معہ من العلم حتی اذا لم یبق الا رؤساء جھالا ان سئلوا افتوا بغیر علم فضلوا ویضلون اور فرمایا من تعلم علما فکتمہ الجمہ اللہ یوم القیامۃ بلجام من نار اور فرمایا خوب عطا اور عمدہ ہدیہ کلمہ حکمت ہی جسکو تو سنے اور یاد رکھے پھر اوسکو اپنے بھائی مسلمان کے پاس لیجاوی اور اوسکو سکھلاوی تو ایک برس کی عبادت کے مساوی ہی - اور فرمایا الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیھا الا ذکر اللہ سبحانہ وما والاہ او معلما او متعلما - اور فرمایا ان اللہ سبحانہ وملئکتہ واھل سمواتہ وارضہ حتی النملۃ فی جحرھا وحتی الحوت فی البحر لیصلون علی معلم الناس الخیر - اور فرمایا مسلمان اپنے بھائی کو اس سے بڑھکر کوئی فائدہ نہین پونہچاتا کہ جو عمدہ بات اوسنے سنی ہو وہ دوسرے کو سناوی - اور فرمایا ایماندار اگر ایک کلمہ خیر سے اور سیکھکر اوسکے بموجب عمل کری

طالب علم تھا تو ذلیل تھا اب جو میری پاس لوگ سیکھنے لگے تو عزت والا ہو گیا اور اسی طرح ابن ابی لیلیٰ نے کہا ہی کہ مین نے حضرت ابن عباسؓ کے مثل کوئی نہین دیکھا اگر صورت کو دیکھو تو سب سے اچھی اور اگر گفتگو کرین تو سب سے فصیح اور فتوی دین تو سب سے زیادہ علم معلوم ہو۔ اور ابن مبارک رح فرماتے ہین کہ مجکو تعجب آتا ہی اوس شخص پر جو علم کی طلب نکرے کہ اوسکا نفس اوسکو کسی بزرگی کیطرف کیسے بلاتا ہے اور بعض حکمانے کہا ہی کہ مجکو جیسا دو شخصون پر ترس آتا ہی اور کسی پر نہین آتا ایک تو اوسپر کہ علم کا طالب ہی اور سمجھتا نہین اور ایک اوسپر کہ علم کو سمجھتا ہے اور اوسکی طلب نہین کرتا۔ اور حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہین کہ اگر مین ایک مسئلہ سیکھون میرے نزدیک تمام رات کی شب بیداری سے اچھا ہی۔ اور یہ بھی اونھین کا قول ہی کہ عالم اور طالب علم خیر مین شریک ہین اور دوسری تمام آدمی بھنگے ہین کہ اونمین کچھ بہتری نہین اور نیز اون کا ارشاد ہی کہ یا عالم ہو یا طالب علم یا سننے والا ان تین کے سوا چوتھا مت ہو ورنہ ہلاک ہو جاوی گا۔ اور عطارہ کا قول ہی کہ ایک مجلس علم کی اسی ستر مجلسون کا کفارہ ہوتی ہی۔ اور حضرت عمرؓ ارشاد فرماتی ہین کہ ہزار شب بیدار روزہ دار عابدون کا مر جانا ایسے عالم کی موت سے کم ہی جو خدای تعالے کے حلال اور حرام کا ماہر ہو۔ اور امام شافعی رح کا قول ہی کہ علم کا طلب کرنا نفل سے افضل ہے۔ اور ابن عبد الحکم نے کہا ہی کہ مین امام مالک رح کے پاس سبق پڑھتا تھا کہ ظہر کا وقت آگیا مین نے کتاب نماز پڑھنے کے لیے تہ کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ای فلان جس کے لیے تو اوٹھا ہے وہ اس سے بہتر نہین جس مین تو تھا بشرطیکہ نیت درست ہو اور ابو درداءؓ فرماتے ہین کہ جس شخص کی یہ تجویز ہو کہ علم کا طلب کرنا جہاد نہین تو وہ اپنی عقل و تجویز مین ناقص ہے

تیسرا بیان تعلیم کی فضیلت مین

اوّلین اسباب مین یہ ہین کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ اس آیت مین انذار سے مراد تعلیم اور ارشاد ہے اور دوسری جگہ فرمایا وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ اس مین تعلیم کا واجب ہونا مذکور ہی اور فرمایا وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ اس مین علم کے چھپانے کی حرمت بیان فرمائی جیسے گواہی کے چھپانے کے لیے ارشاد فرمایا ہی وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ اور فرمایا وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا اور فرمایا ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور فرمایا وَيُعَلِّمُهُمُ

نہ گذرا تھا کہ حاکم شہر میری ملاقات کو آیا اور مین نے اوسکو لوٹا دیا اور پاس نہ آنے دیا۔ اور زبیر ابن ابی بکر کہتے ہین کہ مجکو میرے باپ نے عراق مین خط لکھا کہ تو علم کے پیچھے پڑ اس لیے کہ اگر تو مفلس ہو جاویگا تو یہ تیرا مال ہوگا اور اگر تو غنی ہوگا تو اوس سے تیری زینت ہوگی۔ اور لقمان رح نے جو اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اے لڑکے علما کے پاس بیٹھیو اور اپنا زانو اونکے زانو سے بھڑا اس لیے کہ اللہ تعالے نور حکمت سے دلونکو ایسا زندہ کرتا ہے جیسے زمین کو بھاری مینھ سے سرسبز کرتا ہے۔ اور بعض حکما فرماتے ہین کہ جب عالم مرجاتا ہے تو اوسپر مچھلیان پانی مین اور پرند ہوا مین روتی ہین اور گو ظاہر مین اوسکا چہرہ نظر نہین پڑتا مگر اوسکی یاد دلون مین نہین بھولتی۔ اور زہری فرماتے ہین کہ علم نر ہے اور اوسکو مردون مین سے وہی پسند کرتے ہین جو مرد ہون

بیان دوم طلب علم کی فضیلت مین

آیتین اس باب مین یہ ہین فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ اور فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ اور حدیثین یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ اور فرمایا کہ فرشتے طالب علم کے کام سے خوش ہوکر اپنے بازو اوسکے لیے بچھاتے ہین۔ اور فرمایا کہ اگر تو جاکر کوئی علم کا باب سیکھے تو اوس سے بہتر ہے کہ سو رکعتین نفل پڑھے۔ اور فرمایا کہ آدمی کو علم کا کوئی باب سیکھنا اوسکے حق مین دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ اور فرمایا کہ علم کو طلب کرو اگرچہ چین مین ہو یعنی بہت دور ہو۔ اور فرمایا کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور فرمایا کہ علم وہ خزانہ ہے جسکی کنجیان سوال ہے پس علم کا سوال کرو کہ اوسمین چار شخصونکو ثواب ملتا ہے اول سوال کرنے والے دوسرے عالم کو تیسرے سننے والے کو چوتھے اوسکو جو اونسے محبت رکھتا ہو۔ اور فرمایا کہ جاہل کو نچاہیے کہ اپنی جہل پر خاموش ہو رہے اور نہ عالم کو چاہیے کہ اپنے علم پر چپکا یعنی جاہل کو رفع جہالت کے لیے سوال کرنا چاہیے اور عالم کو اوسکا جواب دینا چاہیے۔ اور حضرت ابوذر کی حدیث مین ارشاد ہے کہ مجلس علم مین حاضر ہونا ہزار رکعتین پڑھنی اور ہزار بیمارون کی عیادت کرنی اور ہزار جنازون کی شرکت کرنے سے بہتر ہے پس کسی نے عرض کیا کہ قرآن کی تلاوت سے بھی بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن بدون علم کے کب مفید ہے۔ اور فرمایا کہ جس شخص کو موت آوے اور وہ اسلام کے زندہ کرنے کے لیے علم سیکھتا ہو تو اوسکا اور انبیا کا درجہ جنت مین ایک ہوگا۔ اور آثار اس باب مین یہ ہین کہ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ جب مین

کھلے اسلیے کہ ابتو لوگ سوتے ہین جب مرین گے تب جاگین گے۔ اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین کہ عالمون کی سیاہی اور شہیدون کا خون تولا جاوے گا تو سیاہی زیادہ ٹھہرے گی۔ اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ لوگو علم کو سیکھو پیشتر اس سے کہ علم اوٹھالیا جاوے اور اوسکا اوٹھانا یہ ہے کہ اوسکی روایت کرنے والے مرجاوین پس قسم ہی مجکو اوس ذات کی جسکے قبضے مین میری جان ہے کہ جو لوگ راہ خدا مین ماری گئے اور شہید ہوئے وہ عالمون کی بزرگیان دیکھکر یہ چاہین گے کہ اللہ تعالے اونکو عالم اوٹھاتا۔ اور عالم کوئی پیدا تو ہوتا ہی نہین بلکہ سیکھنے سے علم آتا ہی۔ اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ علم کا تذکرہ تھوڑی سی رات مین کرنا میرے نزدیک تمام رات جاگنے سے اچھا ہی۔ اور یہی مضمون حضرت ابو ہریرہ رض اور امام احمد بن حنبل رح سے مروی ہی۔ اور حضرت حسن بصری رح اس آیت کی تفسیر مین رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً فرماتے ہین کہ دنیا کے حسنہ سے مراد علم اور عبادت ہی اور آخرت کے حسنہ سے مراد جنت۔ اور بعض حکما سے کسی نے سوال کیا کہ کونسی چیز ذخیرہ کیجاوی جواب دیا کہ وہ چیز ذخیرہ کرنی چاہی کہ جب تیری کشتی ڈوب جاوی تو وہ تیرے ساتھہ تیرنے لگے یعنی علم ذخیرہ کرنے کے قابل ہی کہ جب کشتی بدن غرقاب موت ہوجاوی تو یہی ساتھہ رہے۔ اور بعض حکما کا قول ہی کہ جو شخص حکمت کو اپنا لگام بناتا ہے لوگ اوسکو اپنا امام کرتے ہین اور جو شخص حکمت مین معروف ہوتا ہے اوسکو لوگ وقار اور عزت سے دیکھتے ہین۔ اور امام شافعی رح کا قول ہے کہ علم کی شرافت ایک ہی کہ اوسکو جس شخص کی طرف نسبت کرو کہ کسی اوس بات مین کہو مثلاً کہ یہ شخص فلان چیز کا علم رکھتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے اور جس شخص سے اوسکو اوٹھالو مثلاً کہو کہ فلان چیز کا اوسکو علم نہین تو وہ رنجیدہ ہوتا ہی۔ اور حضرت عمر رض ارشاد فرماتے ہین کہ اے لوگو علم کے پیچھے پڑو کہ اللہ تعالے کے پاس ایک چادر محبت ہے جو شخص کوئی باب علم کا طالب ہوتا ہے اللہ تعالے وہ چادر اوسکو اوڑھاتا ہے پھر اگر وہ شخص کوئی گناہ کرتا ہی تو اللہ تعالے اپنی رضا جوئی اوس سے کرالیتا ہے پھر دوبارہ اگر خطا کا مرتکب ہوتا ہی تب بھی اوس سے رضا جوئی کا طالب ہوتا ہی۔ پھر تیسری بار بھی ایسا ہی معاملہ ہوتا ہی اور غرض اس ہر دفعہ کی رضا جوئی کرانے سے یہ ہوتی ہے کہ اوس سے وہ چادر نہ چھینے اگرچہ اوسکا گناہ بڑھتے بڑھتے موت تک پہونچ جاوی۔ اور احنف رح کا قول ہے کہ علما ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مالک بنجاوین گے۔ اور جس عزت کی مضبوطی علم سے نہو تو اوسکا انجام ذلت ہوتا ہی۔ اور سالم بن ابی جعد کہتے ہین کہ میری آقا نے مجکو تین سو درم کو لے کر آزاد کر دیا تو مین نے سوچا کہ مین کونسا فن سیکھون آخر علم کو حرفہ بنایا ایک برس بھی مجکو

ف ۱ کذا فی النسخۃ الہندیۃ وفی بعض النسخ العربیۃ مجکو دنیا مین عجبی اور آخرت مین جنتی ۱۲

ہان بدن پر عالمونکی ہی قبای فخر چست	کیونکہ خود ہین راہ یاب اور دوسرونکی رہنما	حسن جس شی سی ہو حاصل ہی وہی انسانکی قدر
جاہلونکو پر عداوت عالمونسی ہی سدا	سیکھہ ایسا علم جس سے ہو تو زندہ تا ابد	لوگ سب مردی ہین پر عالم ہی زندہ دائما

اور ابو اسود رح فرماتے ہین کہ کوئی چیز علم سے بڑھکر عزت والی نہین کہ پادشاہ لوگونپر حاکم ہوتے ہین اور علما پادشاہونپر حاکم ہوتے ہین - اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو اختیار دیا گیا تھا کہ علم اور مال اور سلطنت مین سے جو چاہو پسند کرو اونھون نے علم کو پسند فرمایا تو مال اور حکومت علم کے ساتھہ اونکو عطا ہوئی - اور حضرت ابن مبارک رح سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کون ہین اونھون نے فرمایا کہ علما پھر پوچھا کہ پادشاہ کون ہین فرمایا کہ زاہد پوچھا کہ کمینے کون ہین فرمایا کہ جو لوگ اپنے دین کو بیچکر کھاتے ہین - غرضکہ عالم کے سوا اورونکو آدمی نہ کہا اسلیے کہ جو خاصہ کہ اوس سے انسانکو چوپایون سی تمیز ہوتی ہی وہ علم ہی اور انسان جبھی تک انسان کھلاوی گا کہ جس بات سی اوسکو شرف ہو وہ اوسمین موجود ہو اور انسان کی شرافت نہ تو جسم کے زور کے باعث ہی اسلیے کہ زور مین اوس سی اونٹ مثلا زیادہ ہی نہ بڑے جثہ ہونے کی جہت سی کہ ہاتھی اوس سے بہت بڑا نہ شجاعت کے سبب سے کہ درندے اوس سے بھی زیادہ شجاع ہین نہ کھانے کے لیے کہ بیل کا پیٹ اوس سی کہین زیادہ ہی نہ صحبت کے سبب سے کہ ادنی چڑیا اس باب مین اوس سی بہت بڑھکر ہی بلکہ اوسکو شرافت ہی تو صرف علم کی رو سے ہی اور اسی علم کے لیے وہ پیدا ہوا ہی - اور بعض حکما کا قول ہی کہ ہمکو کوئی یہ بتاوی کہ جسکو علم نہ ملا اوسکو اور کیا ملا اور جسکو علم ملا اوس سے اور کیا باقی رہا - اور فتح موصلی کا قول ہی کہ جب مریض کو تین دن کھانا پانی دوا کچھہ نہ دیا جاوی تو وہ کیا مر نہین جاوی گا لوگون نے کہا بے شک مر جاوی گا فرمایا کہ یہی حال دل کا ہی جب اوس سی تین دن علم اور حکمت کو روک دیا جاتا ہی تو مر جاتا ہی اور یہ قول اونکا بجا ہی اسلیے کہ دل کی غذا علم اور حکمت ہی اور انھین دونون سی اوسکی زندگی ہی جس طرح کہ بدن کی غذا کھانا ہی اور جس شخص کو علم میسر نہین تو اوسکا دل بیمار ہی اور موت اوسپر لازم مگر اوس شخص کو اپنے دل کی بیماری اور موت کی خبر نہین ہوتی اسلیے کہ دنیا کی محبت اور اوسکے کاروبار مین لگے رہنے سے اوسکی حس جاتی رہی ہی جیسے خوف اور نشے کے غلبے مین زخم کا درد اوسوقت معلوم نہین ہوتا اگرچہ واقع مین درد ہوتا ہی لیکن جب موت دنیا کے بوجھہ اور علاقے آدمی سے اوتار دیتی ہی تب اپنے دل کی موت کو جانتا ہی اور افسوس کرتا ہی اوسوقت افسوس کچھہ فائدہ نہین کرتا جس طرح کہ خوف والے کا خوف یا متوالے کا نشہ دور ہو جاتا ہی تو اوسکو جہان جہان نشہ یا خوف کیحالت مین زخم لگا ہوتا ہی معلوم ہوتا ہی - ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہین اوس روز سی کہ حقیقت حال

اور فرمایا فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ - اور فرمایا يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلٰثَةٌ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ اس حدیث سے نہایت بڑا رتبہ علم کا ثابت ہوتا ہی کہ نبوت کے بعد اور شہادت کے اوپر ہی باوجودی کہ شہادت کی فضیلت مین بہت کچھ وارد ہی - اور فرمایا کہ خدای تعالی کی عبادت کسی چیز سے بہتر نہین ہوتی جیسی دین کی سمجھ سے ہوتی ہے اور ایک دین کا سمجھنے والا شیطان پر ہزار عابدون سے سخت تر ہی اور ہر چیز کا ایک ستون ہی اور اس دین کا ستون فقہ ہی - اور فرمایا تمھارے دین مین سی بہتر وہ ہی جو سب سے آسان زیادہ ہو اور بہترین عبادت فقہ ہی - اور فرمایا کہ ایک ایماندار عالم ایماندار عابد سے ستر درجے بڑھکر ہی - اور فرمایا کہ تم ایسے زمانے مین ہو جس مین فقیہ بہت ہین اور خطیب کم اور سائل قلیل ہین اور دینے والے بہت اس زمانے مین عمل کرنا بہ نسبت علم کے بہتر ہے اور عنقریب لوگون پر وہ وقت آوی گا جس مین فقیہ کم ہونگے اور خطیب زیادہ دینے والے تھوڑے ہون گے اور مانگنے والے بہت اوس مین علم بہ نسبت عمل کے بہتر ہوگا - اور فرمایا عالم اور عابد کے بیچ مین سو درجون کا فرق ہی ہر دو درجون مین اتنا فاصلہ ہی جتنا کہ ستر برس مین ایک گھوڑا تیز دوڑ کر قطع کرے - اور صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اعمال مین سے کونسا افضل ہے آپ نے فرمایا کہ علم خدای پاک کا لوگون نے عرض کیا کہ ہم اعمال مین سی افضل پوچھتے ہین آپ نے فرمایا کہ علم خدای پاک کا لوگون نے عرض کیا کہ ہم عمل کو پوچھتے ہین اور آپ علم ارشاد فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل کارآمد ہوتا ہی اور جہالت کے ساتھ بہت سا عمل بے سود ہی - اور فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالی بندون کو اوٹھاوے گا پھر علما کو اوٹھاکر اون سے ارشاد فرماوی گا کہ ای گروہ علما مین نے جو تم مین اپنا علم رکھا تھا تو تمکو کچھ جانکر ہی رکھا تھا اور مین نے تم مین اپنا علم اسلیے نہین رکھا تھا کہ تمکو عذاب دون جاؤ مین نے تمکو بخشدیا - اللہ تعالی سے ہم بھی یہی مراد چاہتے ہین کہ ہمارا انجام بھی ایسا ہی کری - اور علم کے فضائل آثار یعنے صحابہ اور تابعین کے اقوال مین بھی بہت ہین چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمیل کو ارشاد فرمایا کہ ای کمیل علم مال سے بہتر ہی علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی علم حاکم ہی اور مال محکوم علیہ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہی اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہی اور یہ بھی آپ ہی کا ارشاد ہی کہ عالم افضل ہے روزہ دار شب بیدار جہاد کرنے والے سے اور جب عالم مرتا ہی تو اسلام مین ایسا رخنہ پڑجاتا ہی کہ اوسکو بھرا اوسکے نائب کے اور کوئی بند نہین کرتا اور نیز آپ نے ایک قطعہ عربی مین فرمایا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے **قطعہ** آدمی جتنے ہین وہ سب تین باپ تو سبکا ہی آدم اور حوا سبکی ماں ہوشرف پر اصل کے گر فخر اونکو تو کہین اصل اونکی کیا ہی پانی اور مٹی کی سوا

ان

بعض فقہای وقت کا نفاق دیکھکر تمکو شک نکرنا چاہیے اسلیے کہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فقہ سے وہ علم نہین جسکو تم فقہ خیال کرتے ہو بلکہ فقہ کے معنے آگے مذکور ہونگے اور ادنے درجہ فقیہ کا یہ ہے کہ اسبات کا یقین رکھتا ہو کہ آخرت دنیا سے بہتر ہی یہ بات جب فقیہ مین ٹھیک اور غالب ہو جاتی ہی تو اوسکو نفاق اور نمود سے بری کردیتی ہی اور فرمایا کہ آدمیون مین سے بہتر اور ایماندار عالم ہے کہ اگر لوگ اوسکے پاس حاجت لیجاوین تو اونکو فائدہ دی اور اگر اوس سے بے پروائی کرین تو وہ اپنے نفس کو بے پرواکرے۔ اور فرمایا کہ ایمان ننگا ہے اور اوسکی پوشش تقوی ہی اور اوسکی آرائش حیا اور اوسکا ثمرہ علم ہے۔ اور فرمایا کہ لوگون مین سے درجۂ نبوت کے قریب اہل علم اور اہل جہاد ہین اہل علم اسوجہ سے کہ اونھون نے لوگون کو وہ باتین بتائین جو رسول لائے تھے اور اہل جہاد اسوجہ سے کہ اونھون نے پیغمبرون کی لائی ہوئی شریعت پر اپنی تلوارون سے جہاد کیا۔ اور فرمایا کہ ایک قبیلے کا مرجانا ایک عالم کے مرنے کی نسبت کرآسان تر ہے۔ اور فرمایا اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا اور فرمایا کہ قیامت کے روز علما کی سیاہی شہیدون کے خون سے تولی جاوے گی۔ اور فرمایا جو شخص میری امت پر چالیس حدیثین میری سنت کی یاد کرکے پونہچادی تو مین اوسکا شفیع اور گواہ قیامت مین ہونگا۔ اور فرمایا کہ جو شخص میری امت مین سے چالیس حدیثین یاد کرلے وہ قیامت کو اللہ تعالے سے فقیہ اور عالم ہوکر ملیگا۔ اور فرمایا جو شخص اللہ تعالے کے دین مین سمجھ پیدا کرے اللہ تعالے اوسکو رنج سے بچاوے اور اوسکو ایسی جگہ سے روزی پونہچاوی کہ جہان سے اوسکو گمان بھی نہو۔ اور فرمایا کہ خدای تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے ابراہیم مین علیم ہون اور ہر علم والے کو دوست رکھتا ہون۔ اور فرمایا کہ عالم زمین پر خدای تعالی کا امانت دار ہی۔ اور فرمایا کہ میری امت مین سے دو قسمین ایسی ہین کہ جب وہ درست ہون تو سب لوگ درست ہوجاوین اور اگر وہ بگڑ جاوین تو سب لوگ بگڑ جاوین ایک امیر یعنی حکام ہین دوسرے فقہا۔ اور فرمایا کہ جب میرے اوپر کوئی ایسا دن آوے جس مین مجکو وہ علم نہو جو مجکو خدای تعالی سے قریب کردی تو اوس روز کا آفتاب نکلنا مجکو نصیب نہو جیو۔ اور عبادت اور شہادت پر علم کو فضیلت دینے مین یون ارشاد فرمایا کہ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِي تو اب دیکھو کہ علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث مین کیسا نبوت کے درجہ کے ساتھ کیا ہی اور جو عمل کہ علم سے خالی ہو اوسکے رتبے کو کیسا کم فرمایا ہی حالانکہ عابد جس عبادت کو ہمیشہ کرتا ہے اوسکا علم تو رکھتا ہی اگر اوسکا علم نہو تو عبادت نہوگی

۱ بیہقی نے ابو نوفل سے روایت کی ہے ۱۲
۲ حاکم نے ابو درداء سے باسناد ضعیف ۱۲
۳ ابو نعیم نے ابن عباس سے بسند ضعیف ۱۲
۴ طبرانی نے ابو درداء سے ۱۲
۵ آدمی کا عین دین مثل عین فرشتہ کی کا فون سے بین ہونا مین بہتر ہے وہ اسلام مین بھی بہتر ہین جیسا دین مین سمجھ پیدا کرنا ۱۲
۶ ابن عبد البر نے ابو درداء سے ۱۲
۷ ابن عبد البر نے روایت کیا اور ضعیف کہا ہے ۱۲
۸ مثل حدیث سابق ۱۲
۹ خطیب نے انس سے بسناد ضعیف ۱۲
۱۰ ابن عبد البر نے ابو درداء سے تعلیقا کی ہے ۱۲
۱۱ ابن عبد البر نے حضرت معاذ سے بسند ضعیف ۱۲
۱۲ ابن عبد البر اور ابو نعیم نے بسند ضعیف ۱۲
۱۳ طبرانی نے اوسط مین روایت کیا ہے ۱۲
۱۴ عالم کی نیند بھی عابد کی عبادت سے بہتر ہے ۱۲

ایسی ہی چیستہ بری نیز اوس حدیث مین جو کہا ہے اور جس سے روایت کیا ہے اور جس سے روایت کیا ہے

پانسو برس کی راہ ہوگی اور فرمایا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
اور فرمایا اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اور فرمایا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ
وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ اور فرمایا قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ اَنَا اٰتِيكَ بِهِ
اس مین اسبات کی تنبیہ ہی کہ وہ تخت کے لانے پر بزور علم قادر ہوا اور فرمایا وَقَالَ الَّذِينَ اُوتُوا الْعِلْمَ
وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا اسمین بیان فرمایا کہ قدر آخرت کی بزرگی علم سے
معلوم ہوتی ہی۔ اور فرمایا وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالِمُونَ
اور فرمایا وَلَوْ رَدُّوهُ اِلَى الرَّسُولِ وَاِلٰى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ
مِنْهُمْ اپنے حکم کو معاملات مین علما کے اجتہاد پر راجع فرمایا اور اونکے رتبے کو حکم الٰہی کے معلوم
کرنے مین انبیا کے رتبے کے ساتھہ ملایا اور اس آیت کی تفسیر مین يَا بَنِي اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا
عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْاٰتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ اور بعضون نے کہا ہے
کہ لباس سے مراد علم ہے اور ریش سے مراد یقین ہے اور لباس تقوی سے مراد حیا ہے
اور فرمایا اللہ جلشانہ نے وَلَقَدْ جِئْنَاهُمْ بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلٰى عِلْمٍ اور فرمایا فَلَنَقُصَّنَّ
عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ اور فرمایا بَلْ هُوَ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ اُوتُوا الْعِلْمَ اور فرمایا
خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ اسکو احسان جتلانے کی جگہہ مین مذکور فرمایا ہے
اور اخبار مین یہ فضائل وارد ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ
بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَيُلْهِمْهُ رُشْدَهُ اور فرمایا کہ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ یعنی
عالم انبیاء کے وارث ہین اور ظاہر ہی کہ کوئی رتبہ نبوت کے درجے سے بڑھکر نہین اس سے
معلوم ہوا کہ اس رتبے کی وراثت سے بڑھکر کوئی اور شرف بھی نہین اور فرمایا کہ عالم کیواسطے
زمین اور آسمانون مین جو چیز ہے مغفرت طلب کرتی ہی۔ اس سے بڑھکر کونسا منصب ہوگا
جس منصب والے کے لیے آسمان و زمین کے فرشتے مغفرت چاہنے مین مشغول ہون۔ پس
وہ تو اپنے نفس مین مشغول رہتا ہے اور فرشتے اوسکے لیے مغفرت چاہنے مین مشغول رہتی ہین
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حکمت شریف کی بزرگی زیادہ کرتی ہی اور مملوک
کو اتنا اونچا کرتی ہی کہ اوسکو بادشاہون کی جگہہ مین بٹھلا دیتی ہی اس حدیث مین آپ نے
علم کا نتیجہ دنیا مین ارشاد فرمادیا اور یہ ظاہر ہی کہ آخرت دنیا کی نسبت کر بہتر اور پایدار ہوتی ہی
اور فرمایا کہ خَصْلَتَانِ لَا يَكُونَانِ فِي مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَفِقْهٌ فِي الدِّينِ۔ اس حدیث مین

علم معاملہ مین کوئی بات ان قسمون سے باہر نہین ہوتی دوسری وجہ یہ ہی کہ مین نے طالب علمونکی رغبت صادق اوس فقہ مین دیکھی ہو ایسے لوگون کے نزدیک کہ خدای تعالی کا خوف نہین رکھتے ذریعہ فخر کا ہوسکتا ہی اور جاہ و منزلت کو رغبت کی چیزون مین قوت مل سکتی ہی اور وہ فقہ بھی چار حصون پر مرتب ہی تو چونکہ محبوب چیز کے پیراے مین دوسری چیز محبوب معلوم ہوا کرتی ہے اسلیے مین نے بھی اس باب مین کوتاہی نہ کی کہ اس کتاب کی صورت فقہ کی شکل پر رہی تاکہ دلون کا میل اسطرف ہو اور یہی وجہ بعض لوگون نے جو رئیسون کے دل کا میل طب کی طرف چاہا تو اونھون نے اپنی کتاب کو ستارون کی تقویم کیصورت پر جدولون اور رقمون مین لکھا اور اوسکا نام صحت کی تقویم رکھا اس نظر سے کہ رؤسا کو اس جنس کیطرف اُنس ہوا کرتا ہی تو بیشک اونکی طبیعت کو یہ طرز مطالعہ کتاب کیطرف کشش کرے گی اور ظاہر ہی کہ ایسا حیلہ کرنا جس سے دل اوس علم کیطرف کھچ آوین جس مین فائدہ زندگی جاوید کا ہی اوس حیلہ کی نسبت کرنہایت ضروری ہی جس سے رغبت طب کیطرف ہو جو صرف جسم کی تندرستی کو مفید ہی کیونکہ ثمرہ علم آخرت کا دلون اور روحون کا علاج کرنا ہی ایسی طرح کہ اوس سے زندگی ابدالآباد پر پہونچ جاوین تو ایسے علم کو علم طب کہان پہونچ سکتا ہی جس سے جسمون کا علاج ہوتا ہے اور وہ بالضرور تھوڑی ہی دنون مین جاتا رہتا رہین گے۔ اب ہم اللہ تعالے سے توفیق اور رہنمائی کا سوال کرتے ہین کہ وہ کریم اور جواد ہے اور بحسب مرقومہ بالا علم کا باب شروع کتاب مین لکھتے ہین

باب اول علم کے بیان مین اور اوس مین سات فصلین ہین

رباعی گر زندگی ابد ہی تجکو منظور	کر سعی تو علم دین مین حتی المقدور
احمد کو اسی سے قاب قوسین ملا	موسے پہ ہوا تھا اس سے ہی جلوۂ طور

فصل اول علم اور طلب علم اور تعلیم کی فضیلت اور اوسکے دلائل نقلی اور عقلی کی ذکر مین اور اسمین چار بیان ہین

بیان اول علم کی فضیلت مین۔

قرآن مجید سے اسکی فضائل یہ ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ تو دیکھو اللہ تعالے نے اپنی ذات پاک سے کیسے شروع فرمایا اور دوسرے مرتبہ مین فرشتون کو ذکر فرمایا اور تیسری مین علم والون کو اور شرف اور فضل اور بزرگی اور اصالت کو اتنا ہی کافی ہی۔ اور فرمایا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ علما کے درجات ایمانداروں کے اوپر سات سو درجے ہون گے کہ دو درجون کا فاصلہ

ط اسمین ذوالی دی کسی کی بندگی نہین اور اسکے سوا اور فرشتون اور علم والون کے بیان کا اور انکی فضیلت کا اللہ اور اوسکے رسول کے بیان سے ماخوذ ہی

اونھون نے طویل تقریر مین لکھا ہی اوسکو ہمنے مختصر طور پر ضبط کیا ہی چوتھے اونھون نے
جو امر مکرر لکھے ہین اونکو ہمنے حذف کیا ہے صرف مطلب ثابت رکھا ہی پانچوین ہم نے
باریک باتون کی تحقیق کی ہی جنکا سمجھنا فہمون پر دشوار ہوا ہی اور اونکے ذکر کے درپے
کتابون مین کوئی نہین ہوا اس جہت سے کہ ہر چند سبھون نے ایک ہی طرح لکھا ہے
مگر کچھہ بعید نہین کہ ہر ایک سالک ایسے امر خفی پر مطلع ہو جاوی جس سے اوسکے ساتھہ والے
غافل ہین یا اوسپر آگاہ کرنے سے غفلت تو نہ کرے مگر کتابون مین اوسکو لکھنا بھول جاوے
یا بھولے بھی نہین لیکن حقیقت واقعی لکھنے سے اوسکو کوئی مانع ہو غرضکہ اس کتاب کے
خواص یہ ہین اور ممہذا یہ کتاب ان علوم پر مفصلا حاوی ہی۔ اور ہمنے جو اس کتاب کی
چار جلدین کی تو اوسکی دو وجہین ہین وجہ اول جو باعث اصلی ہی یہ ہی کہ یہ ترتیب تحقیق اور
سمجھانے کے باب مین گویا کہ ضروری ہی اسلیے کہ جس علم سے آخرت کی طرف توجہ کی جاتی ہی
اوسکی دو قسمین ہین ایک علم معاملہ دوم علم مکاشفہ اور علم مکاشفہ سے ہماری غرض وہ علم ہے
جس سے معلوم کے کھل جانے کی طلب کیجاوے۔ اور علم معاملہ سے وہ غرض ہی کہ معلوم کے
کشف ہونے کے ساتھہ اوسپر عمل کرنا مطلوب ہو اور اس کتاب مین مقصود صرف علم معاملہ ہے
نہ مکاشفہ جسکو کتابون مین لکھنے کی اجازت نہین ہر چند غایت مقصود طالبون کا اور
اور صدیقون کی تاک کا مقام علم مکاشفہ ہی ہی اور علم معاملہ اوسکا ذریعہ ہی مگر انبیا علیہم السلام نے
خلق کے ساتھہ صرف علم معاملہ ہی مین گفتگو کی ہی اور اسی کی طرف راہ بتایا علم مکاشفہ مین کچھہ
کلام نہین کیا مگر رمز و اشارہ کے ساتھہ تمثیل و اجمال کے طور پر باین وجہ کہ اونکو معلوم تھا کہ
خلق کی فہمین اوسکے ادراک اور برداشت سے قاصر ہین اور چونکہ علمار انبیا علیہم السلام کے
وارث ہین تو اونکو بھی انبیا کی پیروی سے عدول کرنے کی صورت نہین۔ پھر علم معاملہ کی
دو قسمین ہین ایک علم ظاہر یعنی اعضای ظاہری کے اعمال کا علم دوسرا علم باطن یعنی دلون کے
اعمال کا علم اور جو عمل کہ اعضا پر جاری ہوتے ہین وہ یا عبادت ہین یا عادت اور دل جو کہ حواس
سے پردہ ہونے کے حکم مین ہین اونپر جو عالم ملکوت سے اعمال وارد ہوتے ہین وہ یا اچھے ہین
یا برے غرضکہ اس علم کی تقسیم دو حصون مین ضروری ہوئی ایک ظاہر دوسرا باطن اور ظاہر
جو متعلق اعضا سے ہے وہ منقسم ہوا عبادت اور عادت مین اور باطن جو دل کے احوال سے اور نفس کی
عادتون سے متعلق ہے وہ بھی منقسم ہوا دو قسمون اچھی اور بری مین تو سب چار قسمین ہوئین

توبہ کا دوم صبر اور شکر کا سوم خوف اور توقع کا چوتھا فقر اور ترک دنیا کا پانچوان توکل اور خدای تعالی کو ایک جاننے کا چھٹا محبت اور شوق اور اُنس اور رضا کا ساتوان نیت اور صدق اور اخلاص کا آٹھوان مراقبہ اور محاسبہ یعنے نفس کی نگرانی اور حساب لینے کا نوان فکر کرنے کا دسوان موت کی یاد کرنے کا - جلد عبادات مین ہم عبادات کے پوشیدہ آداب اور اوسکی سنتون کی باریکیان اور اونکے معانی کے اسرار وہ لکھینگے جنکی طرف عمل کرنے والا عامل مضطر ہوتا ہی بلکہ جو شخص اونپر واقف نہو وہ آخرت کے علمون مین سے نہین اور یہ وہ باتین ہین کہ فقہ کی کتابون مین اکثر متروک ہین کسی نے اونکو نہین لکھا اور عادات کی جلد مین اون معاملات کی اسرار لکھینگے جو خلق مین جاری ہین اور اونکے طریقونکی باریکیان اور جہان جہان وہ جاری ہین اون جگہون کے پوشیدہ ورع مذکور کرینگے اس لیے کہ یہ ایسی چیزین ہین کہ انکی حاجت ہر متدین کو ہوتی ہی - اور مہلکات کی جلد مین ہم وہ بُری عادتین لکھینگے جنکا دور کرنا نفس کو اونسے پاک کرنا اور دل کو صاف کرنا قرآن مجید مین وارد ہی اور ان عادتون مین سے ہر ایک کی تعریف اور حقیقت بیان کرینگے پھر وہ سبب لکھینگے جس سے وہ عادت پیدا ہوتی ہے پھر وہ آفتین بیان کرینگے جو اوس عادت پر مترتب ہوتی ہین پھر اوس عادت کی علامتین پھر طریق علاج کا جسکے باعث اوس عادت سے آدمی نجات پاوی ذکر کرینگے اور ہر ایک امر کی دلیل آیتون اور حدیثون اور آثار سے لکھتے جاوینگے اور منجیات کی جلد مین ہر ایک عمدہ عادت اور ایسی خصلت جس مین رغبت ہو اور مقربون اور صدیقون کی عادات مین سے ہو اور جس سے بندہ پروردگار عالم کے نزدیک ہو ذکر کرینگے اور ہر ایک خصلت کی تعریف اور ماہیت اور سبب جس سے وہ حاصل ہو - اور ثمرہ جو اوس سے پیدا ہو اور علامت جس سے وہ جانی پڑے اور فضیلت جسکے باعث اوسکی طرف رغبت ہو مع دلائل شرعی اور عقلی کے جو اوسکے باب مین وارد ہین ذکر کرینگے - اور لوگون نے ان باتون مین سے بعض امور مین کتابین لکھی بھی ہین مگر یہ کتاب اونکی تصانیف سے پانچ باتون مین علٰحدہ ہے اوّل جس چیز کو اونھون نے مجمل اور بے بجھائے چھوڑا ہے اوسکو ہم نے کھولکر مفصل لکھا ہے دوّم جن باتون کو اونھون نے متفرق اور پریشان لکھا ہی اوسکو ہم نے ترتیب وار منتظم بیان کیا ہی سوّم جن امور کو

پیشواؤن کے راستے کھل جاوین اور وہ علوم جو انبیا علیہم السلام اور اکابر سلف رحمہم اللہ کے
نزدیک مفید ہین معلوم ہو جاوین — اس کتاب کی بنا مین نے چار جلدون پر رکھی ہے
اول جلد مین عبادات ہین — دوم مین عادات یعنی معاملات اور آداب ہین — سوم مین
مہلکات یعنی وہ امور ہین جو بندے کو تباہ کرنے والے ہین — چہارم مین منجیات یعنے
بندے کو نجات دینے والی چیزین ہین اور ان سب سے پیشتر مین نے باب علم لکھا ہی اس نظر سے
کہ وہ نہایت ضروری ہی اور اوسکے مقدم کرنے سے یہ غرض ہے کہ اول وہ علم واضح
کردون جسکی طلب ہر ایک شخص پر اللہ تعالے نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی زبانی عبادت مقرر کی چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ہی کہ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ
مُسْلِمٍ اس باب مین علم نافع کو مضر سے علیحدہ کردون گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فرماتے ہین نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ اور زمانے کے لوگون کا راہ صواب سے پھرنا
اور چمکتے سراب کو دیکھکر دھوکا کھانا اور علوم مین سے مغز کو چھوڑکر پوست پر قانع ہونا
بھی اس باب مین ثابت کرون گا — اب جاننا چاہیے کہ ہر جلد اس کتاب کی دس دس
بابون پر مشتمل ہی یعنی عبادات کی جلد مین دس باب ہین — باب علم باب عقائد کی قواعد کا
— باب طہارت کے اسرار کا — باب نماز کے اسرار کا — باب زکوٰۃ کے اسرار کا — باب روزہ
کے اسرار کا — باب حج کے اسرار کا — باب تلاوت قرآن کے آداب کا — باب ذکرون اور
دعاؤن کا — باب وقتون مین وظیفہ کی ترتیب کا اور عادات کی جلد مین دس باب ہین اول
کھانے پینے کے آداب مین دوم نکاح کے آداب مین سوم کسب کے احکام مین چہارم حلال اور
حرام مین پنجم صحبت کے آداب اور اقسام خلق کے ساتھ معاملہ کرنے مین ششم گوشہ نشینی مین
ہفتم آداب سفر مین ہشتم راگ کے سننے اور حال مین نہم اچھی بات کے کہنے اور بری بات
سے منع کرنے مین دہم زندگی کے آداب اور نبوت کے اخلاق مین اور مہلکات کی جلد
بھی متضمن ہے اوپر دس بابون کے پہلے مین بیان قلب کے عجائب کا ہی دوسرے مین ریاضت نفس کا
تیسرے مین شہوت شکم اور شہرمگاہ کی آفتون کا چوتھے مین زبان کی آفتون کا پانچوین مین
غصے اور کینے اور حسد کی آفتون کا چھٹے مین دنیا کی برائی کا ساتوین مین مال اور بخل کی
مذمت کا آٹھوین مین جاہ اور ریا کی برائی کا نوین مین تکبر اور خود پسندی کی مذمت کا
دسوین مین مغالطہ کھانے کی برائی کا اور منجیات کی جلد مین بھی دس باب ہین اول

عبادت مقرر کیا ہی حاصل ہوا ور تمام عمر کے رایگان جانے کی تلافی سے نا امید ہوکر اپنے بعضے گناہون ہی کا تدارک کرے اور اون لوگون کے گروہ سے منحرف ہو جنکے حق مین صاحب شریعت جناب فخر المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَالِمٌ لَمْ یَنْفَعْہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ بِعِلْمِہٖ تو تو اوس شخص پر شور اور فتنہ اوٹھاتا ہے اور مجکو یقین ہے کہ انکار پر تیرے اصرار کا باعث بجز اوس مرض کے نہین جو اکثر لوگون مین پھیل گیا ہی بلکہ عالمگیر ہو رہا ہی یعنے امر آخرت کی بزرگی کے ملاحظے سے قاصر ہین اور اس بات کو نہین جانتے کہ معاملہ خوفناک ہی اور مہم بڑی ہی آخرت سامنے چلی آتی ہی اور دنیا پشت پھیرے جاتی ہی موت قریب ہی اور سفر بعید توشہ تھوڑا ہی اور اندیشہ مزید راستہ بند اور مسدود ہی اور جو علم و عمل کہ خدا کی ذات کے سوا ہو وہ پرکھنے والے عاقل کے نزدیک مردود ہی اور راہ آخرت کا چلنا باوجود بہت سی مہلک چیزون کے سد راہ ہونے کے بدون راہ نما اور رفیق کے نہایت سخت اور دشوار ہی کیونکہ اس راستے کے راہ نما وہ عالم ہین جو انبیا علیہم السلام کے وارث ہین اون سے دنیا خالی ہے بجز رسمی لوگون کے اور کوئی نہین رہا اور اکثر پر اون مین سے شیطان غالب ہی اور سرکشی نے اونکو گمراہ کر رکھا ہی اور ہر ایک اونمین سے اپنے سر دست کے فائدے مین مصروف ہی اسی وجہ سے یہ حال ہوا ہی کہ اکثر اچھی بات کو بری اور بری کو اچھی جانتے ہین یہانتک کہ علم دین پرانا ہو گیا اور ہدایت کے نشان روی زمین پر مٹ گئے اور ان لوگون نے خلق کو یہ بات سوجھا دی کہ علم یا تو حکومت کا فتوی ہی جس سے حاکم کمینون کے جھگڑے فیصل کرنے مین مدد لین یا بحث و مناظرہ کا علم ہی کہ فخر اور بڑائی کی چاہنے والی اوسکو اپنے غالب ہونے اور طرف ثانی کے ساکت کرنے کا وسیلہ کرین یا علم وہ چکنی مقفے باتین ہین جنکو واعظ عوام کے پھسلانے کا ذریعہ ٹھہراوین اسلیے کہ اونھون نے سوا ان تین قسمون کے اور کوئی دام حرام کا اور جال دنیا کے مال کا نپایا۔ اور طریق آخرت اور وہ راستہ جسپر اگلے نیک بخت چلتے تھے اوسکا علم لوگون مین سے تہ ہو گیا اوسکا نام تک نرہا حالانکہ اس علم کو خداے تعالے نے اپنی کتاب مجید مین فقہ اور حکمت اور علم اور روشنی اور نور اور ہدایت اور راہ یابی سے تعبیر فرمایا ہی۔ اور چونکہ یہ امر دین مین رخنہ عظیم اور مصیبت فخیم ہی اسلیے مین نے اس کتاب کے لکھنے مین مصروف ہونا نہایت ضروری جانا تاکہ دین کے علوم زندہ ہون اور اگلے

۱؎ قیامت کے روز سب لوگون سے زیادہ سخت عذاب اوس عالم کو ہوگا جسکو اللہ پاک نے اوسکے علم سے کچھ نفع نہ دیا ہو ۱۲ یہ حدیث طبرانی اور بیہقی نے روایت کی ہے حضرت ابو ہریرہ سے اسناد ضعیف کے ساتھ ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعہ

پادشاہا ترے دروازے پہ مین ہون سائل	مدعا میرا تو کر فضل سے اپنے پورا
دے طبیعت کو مری زور قلم کو تیزی	تا لکھون ترجمہ احیای علوم دین کا

دیباچہ کا ترجمہ

اول مین خدای تعالی کی بہت سی تعریف بیان کرتا ہون اگرچہ اوسکے حق جلال کے آگے تعریف کرنے والون کی تعریف ذلیل و حقیر ہے دوم درود اور سلام ایسی طرح بھیجتا ہون کہ سب پیغامبرون کو شامل ہو بمراہی جناب سید المرسلین کے جنکا نام بشیر اور نذیر ہے سوم اللہ تعالی سے اوس امر مین بہتری چاہتا ہون جسکے لیے میرا ارادہ علوم دینی کے زندہ کرنے مین ایک کتاب لکھنے کا ہوا پھر مم تیرے تعجب دور کرنے کیطرف متوجہ ہوتا ہون ای ملامت گر ملامت مین مبالغہ کرنے والے اور غافل منکرون کے زمرون مین زیادہ سرزنش اور انکار کرنے والے اسلیے کہ اب اللہ تعالی نے میری زبان سے سکوت کی گرہ اوٹھادی اور گفتگو اور کلام کا ہار میرے گلے مین ڈالدیا مجکو وہ بات کہنی پڑی جسپر تو مواظبت کرتا ہے یعنے حق صریح سے آنکھین بند کرکے باطل کی نصرت اور جہل کی تعریف مین اصرار کرتا ہی اور اگر کوئی شخص خلق کی رسمون سے تھوڑا سا نکلنا چاہتا ہی یا رسم کی پابندی کو چھوڑکر علم کی بموجب عمل کرنے پر راغب ہوتا ہی اس توقع سے کہ نفس کی صفائی اور قلب کی درستی جسکو اللہ تعالی نے

اور منحول اور رحیار العلوم وغیرہا ہین اور اگر آپ کی تالیف بجز اس کتاب احیار العلوم
کے اور نہوتی تب بھی آپ کے فضل و تقدم پر یہ ایک ہی دلیل کافی و وافی تھی
سبحان اللہ عجب کتاب ہے کہ سلوک آخرت کے فن مین اس سے بڑھکر
اور کامل تر نہ دیکھی نہ سنی اگر اسکو غذای روح کہیے تو بجا ہے یا نور بصر نام رکھیے
تو زیبا آب زر سے صفحہ قرطاس پر لکھنا اسکی کسر شان ہے ہان سواد چشم سے
سویدای دل پر نقش کرنا اسکے حال کے شایان ہے جزاہ اللہ المولف احسن الجزاء
کہتے ہین کہ جب آپ نے کتاب منحول تالیف کی اور اوسکو اپنے اوستاد امام الحرمین
کی خدمت مین لے گئے تو اونھون نے فرمایا کہ تم نے مجکو زندہ ہی دفن کردیا
یعنے تمھاری تصنیف کے سامنے میری مصنفات کی قدر جاتی رہی۔ بغداد کے
مدرسہ نظامیہ مین کچھ دنون آپ نے درس دیا آپ کا درس ایسا مقبول عام
ہوا کہ جب مدرسے سے مکان کو آتے تو پانسو فقیہ دہنے بائین پیش و پیش آپ کی
گرد ہوتے پھر آپ نے زہد اختیار کیا اور درس وغیرہ کو ترک کرکے حج کو تشریف
لے گئے اور وہان سے بیت المقدس مین پہونچکر عبادت مین مشغول ہوئے
پھر چند روز دمشق مین رہ کر اپنے وطن مالوف طوس مین رونق افروز
ہوئے اور آخر عمر تک اوسی جگہ مقام فرمایا اور ایک مدرسہ اور ایک خانقاہ
بنوا کر اپنے اوقات کو تعلیم اور امور خیر مین تقسیم کیا یہان تک کہ دوشنبہ کے
روز چودھوین جمادی الاخری سنہ پانسو پانچ ہجری مین پچپن برس کے ہوکر
رہ گرای علیین ہوے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَثْوَاہُ آمین

بسم اللہ

اوس سے ملاقات کی ہو یا وہ اوسکا ہم عصر ہو مگر اوس سے اوس روایت کو سنا نہو اور ایسے لفظون سے بیان کرے جس سے یہ وہم ہو کہ سنا ہوا کہتا ہے +

معلل ... وہ حدیث ہی کہ ظاہر مین تو عیوب سے پاک معلوم ہوتی ہو مگر اوس مین پوشیدہ سبب طعن کے پائے جاتے ہون +

مُدرَج ... وہ ہی کہ حدیث مین کسی راوی کا کلام درج ہو جائے اور یہ گمان ہو کہ یہ کلام بھی حدیث ہی ہے یا دو متن کہ دو اسنادون سے مروی ہون اونکو ایک اسناد سے روایت کیا جاے +

موضوع ... وہ حدیث ہے جو کسی نے خود بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف یا صحابہ رضہ کی طرف منسوب کر دی ہو +

حال مختصر مصنف قدس سرہ العزیز کا

لقب آپ کا امام حجۃ الاسلام زین الدین ہے اور کنیت ابو حامد اور نام محمد بن محمد اور وطن شریف غزالہ ہے طوس کے دیہات مین سے پیدائش آپ کی طوس مین سنہ چار سو پچاس ہجری مین ہوئی تحصیل علوم ابو حامد اسفرائی اور ابو محمد جوینی سے کی اور مذہب امام شافعی رضہ کے اصول اور فروع کے حافظ تھے ابتدای حال مین آپ طوس مین رہے پھر امام الحرمین ابو المعالی کے پاس مقام نیشاپور مین تشریف لائے اور یہ کتاب احیاء العلوم ایک ہزار پچیس دن مین تالیف کی اور اسکی تحسین و اتقان غایت درجہ کو کی اور ہر روز ایک ختم کرکے دعا مانگا کرتے کہ الٰہی جو اس کتاب کی عزت کرے اوسکی تو عزت کرنا اور جو اسکی حقارت کرے اوسکو تو حقیر فرمانا آپ کی تصنیفات کا مجموعہ چار سو جلدین ہین جن مین سے تفسیر یاقوت التاویل چالیس جلدون مین ہے اور کیمیای سعادت اور بسیط اور وسیط اور وجیز اور خلاصہ اور مستصفی اور تہافۃ الفلاسفہ اور محک النظر اور معیار العلم اور مقاصد اور مضنون بہ علی غیر اہلہ اور المقصد الاسنی فی شرح اسماء اللہ الحسنی اور جواہر القرآن اور مشکوۃ الانوار

متصل ہو کوئی راوی چھوٹ نگیا ہو اور راہو سکے سب راوی سچے اور یاد کے پکے ہون اور روایت کا خلاف اور پوشیدہ اسباب طعن کے نہ رکھتے ہون +

حسن ..... وہ حدیث ہی جسکی راویون مین کسی پر جھوٹ کی تہمت نہوئی ہو نہ روایت کا خلاف ہو اور وہی حدیث دوسری طرحسے مروی ہو اسکا رتبہ صحیح کے رتبے سے کم ہی +

مرفوع ..... وہ ہی جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل یا تقریر یعنی مقرر رکھنا ہو +

متصل ..... وہ ہی جسکی سند برابر ملی ہو کوئی راوی چھوٹا نہو +

مسند ..... وہ حدیث ہی جسکے راویون کے نام مذکور ہون +

مشہور .... وہ حدیث ہی کہ خاص اہل حدیث کے نزدیک شائع ہو یعنی اوسکو ہر زمانے مین بہت سے راویون نے روایت کیا ہو +

ضعیف ... وہ حدیث ہی جسکے راویون مین سے کوئی دروغگو یا فاسق ہو اور کسی طرحسے مطعون ہو +

موقوف .... وہ قول و فعل ہے جو کسی صحابی سے روایت کیا جاے +

مرسل .... وہ حدیث ہی جو تابعی آنحضرت سے روایت کرے کہ آپ نے ایسا کہا یا ایسا کیا یعنی ذکر صحابی کا نکرے +

منقطع .... وہ حدیث ہی جسکے اسناد برابر نہون شروع مین سے خواہ بیچ مین سے خواہ اوپر سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو مگر اکثر اوس روایت پر بولتے ہین جو تبع تابعی صحابی سے روایت کرے اور تابعی کا ذکر نہ کرے +

مُعضَل ... وہ حدیث ہی جسکی سند مین سے دو یا زیادہ راوی چھوٹے ہون +

مضطرب .. وہ حدیث ہی جس مین روایت مختلف ہو کوئی کسی طرح روایت کرے کوئی دوسری طرح +

غریب .... وہ حدیث صحیح ہی جسکی روایت مین کسی جگہہ ایک راوی اکیلا ہو اور اگر ہر زمانے مین اکیلا ہوگا تو وہ فرد کہلاتی ہی اور اگر راوی ہر جگہہ دو ہون تو اوسکو عزیز کہتے ہین +

متواتر ... وہ حدیث ہی کہ اوسکے راوی اس کثرت سے ہر زمانے مین ہون کہ اون کا اتفاق جھوٹ پر عادۃً محال ہو +

منکر ... اوس حدیث کو کہتے ہین جو کوئی ثقہ اور معتبر شخص لوگون کی روایت کے خلاف بیان کرے اسی کو شاذ بھی کہتے ہین +

معلق ... اوس حدیث کو کہتے ہین جسکی اسناد کے شروع مین سے ایک یا زیادہ راوی چھوڑ دیے جائین اور اس فعل کو تعلیق کہتے ہین +

تدلیس .. حدیث مین اوس فعل کو کہتے ہین کہ راوی جس شخص سے روایت کرے

حاشیہ پر کوئی علت نہو اوسکو ناظرین صحیح تصور فرمائین — اور جن احادیث کی سند مین عراقی نے کئی کئی طریق لکھی ہین بعضے صحیح اور بعضے معلل تو ایسی صورت مین مین نے صحیح طریق کو لکھا ہے معلل کو چھوڑ دیا ہے اور بعض جا کلمات حدیث کے اختلاف کو نقل کیا ہی تو اوس جگہہ مین نے باندک اختلاف لکھدیا ہی غرضکہ حوالہ لکھنے مین عراقی نے بہت تفصیل و تطویل کی ہی مین نے اختصار کی راہ اختیار کی اور یہ بھی التزام کیا ہی کہ جس مخرج کے الفاظ ہون اوسکا نام راوی اعلی کی نام کی پاس لکھا جاے اور ایک یہ کہ اگر حدیث اوپر کسی باب مین گذری ہی تو لفظ پیشتر وغیرہ لکھا ہی اور اگر اوسی باب مین ہو چکی ہی تو اوپر گذری لکھا ہی — اور عراقی نے اپنی کتاب کے دیباچہ مین لکھا ہے کہ مین نے اسبات کا التزام نہین کیا کہ حدیث کو مخرج نے بھی اونھین الفاظ سے نقل کیا ہو جو احیاء العلوم مین ہین بلکہ اگر روایت بالمعنی ہوئی ہی تب بھی مین نے لکھدیا ہی کہ فلان مخرج نے اسکو نقل کیا ہی — **آٹھوین** یہ کہ اس ترجمہ مین اشعار کا ترجمہ اشعار مین کیا ہی اور یہ التزام نہین کہ اشعار اردو ہی ہون بلکہ بعض جا فارسی بھی ہین جہان بندش فارسی کے الفاظ کی اچھی بن پڑی ہی اور یہ ترجمہ سب ایسی طرح لکھا ہی کہ نوبت مسودہ کی نہین ہوئی فکر اول ہی مین جو عبارت ذہن مین گذری قلم برداشتہ لکھدی اور یہین وجہ جو اشعار کہ کتاب مین مکرر واقع ہوئے ہین اونکا ترجمہ ہر جگہہ مختلف ہوا ہی اور با اینہمہ مین اپنی کم استعدادی اور قلت بضاعت کا معترف ہوکر اقرار کرتا ہون کہ نہ مین ناظم ہون نہ نثار نہ مقرر نہ فصیح گفتار مگر اپنی جانفشانی اور سرد روی کی داد منصفون سے چاہتا ہون اور سہو و خطا سے اغماض اور اغلاط کی اصلاح کے لیے التماس کرتا ہون **شعر** بپوش گر بخطائی رسی و طعنہ مزن ✤ کہ ہیچ نفس شریف خالی از خطا نبود ✤

اور نام اس ترجمہ کا بنظر تاریخ **مذاق العارفین** رکھا گیا — اب مین اللہ تعالی سے امیدوار ہون کہ اسکو قبول فرماوی اور مجکو اور دوسرے طالبان آخرت کو اس سے دارین مین نفع عنایت فرماوے جیسے اسکی اصل سے اونسے فائدہ مرحمت کیا اور جس جا مین نے مطلب سمجھا ہو یا اور کسی قسم کی لغزش عمدا یا خطا ہوئی ہو اوسکو اپنے فضل عمیم سے معاف فرماوی **وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ** **وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ** — بعض اقسام احادیث کے جو اس کتاب کے حاشیہ مین متفرق واقع ہین اونکی تصریح کردی جاتی ہے کہ ناظرین کو دقت نہو

قسم حدیث	تعریف
صحیح	وہ حدیث ہی جسکی سند راوی سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک

اوسکی شرح ہی اسلیے مین نے اپنی طرف سے کسی مضمون مین کچھ زیادتی نہین کی الا چند جا جو کچھ لکھا ہی تو اوسی جگہ اشارہ بھی کردیا ہی خواہ **ف** لکھدی ہی یا لفظ یعنی کرکے اپنی عبارت پر خط وحدانی بنادیا ہے ہان فارسی یا اردو کا شعر مضمون سابق کے مناسب لکھدیا یا ربط کلام یا نتیجہ عبارت مقدم کے لیے کسی جملہ کا کم وبیش ہونا اکثر ہوا ہی۔ **پانچوین** یہ کہ ترجمہ جلدین اخیرین کا اول کیا گیا اس خیال سے کہ زیادہ کارآمد وہی مضامین ہین ایسا نہو کہ اگر زندگی وفا نہ کری تو امر مہم ہی ہاتھ سے رہ جائے جب خدا وند کریم کی عنایت سے آخر کی جلدین ہوچکین تو جلدین اولین کا ترجمہ کیا گیا یہانتک کہ دوسری جلد سب سے آخر مین ترجمہ ہوئی اس سبب ترجمہ مین لحاظ قافیہ بندی اور عبارت آرائی کا نہین کیا گیا کہ یہ طور کتب قصص وحکایات مین خوش نما ہی اور تہذیب اخلاق کی صحائف مین تکلف ظاہری نازیبا علاوہ ازین اتنی بڑی کتاب مین اوسکا التزام دشوار اور بنظر غور وتامل مخل مطلب اور زائد از کار ہی **چھٹی** یہ کہ آیات قرآنی کا ترجمہ شاہ عبدالقادر مرحوم کے ترجمہ سے لکھا گیا ہے الا ماشاء اللہ اور جن احادیث کی عبارت تیمن وتبرک کے لیے نقل کی ہی اونکا ترجمہ حاشیہ پر لکھدیا ہی **ساتوین** یہ کہ بعض ارباب علم کی صلاح یہ ہوئی کہ جو احادیث احیاء العلوم مین ہین اونکا حوالہ بھی لکھا جاوی کہ کس کتاب مین کیسی سند سے مذکور ہین اور مین نے بھی خیال کیا کہ کچھ اہل علم اسکے احادیث قابل اعتبار نہین جانتے اسلیے مین نے تخریجات عراقی سے ہر حدیث کے مخرج کا حوالہ حاشیہ پر لکھدیا اور جس طرح عراقی نے صرف نام کتاب اور راوی اعلی کے ذکر پر اکتفا کیا تھا مین نے بھی اوسکی تبعیت سے ویسا ہی کیا مثلاً اگر اوسمین لکھا ہی مسلم مین من حدیث ابیہریرۃ یا الترمذی فی الشمائل من حدیث علی۔ تو مین نے حاشیہ پر یون لکھا ہی۔ مسلم بروایت ابیہریرہ۔ ترمذی در شمائل بروایت علی مرتضی رضہ۔ مگر افسوس کہ تخریجات عراقی ہر چند لکھی ہوئی سنہ ۹۲۱ ہجری کی تھی مگر اسقدر غلط نکلی کہ بعض احادیث کی سند بالکل فروگذاشت کردی۔ اور باب النکاح کی دوسری فصل سے اگلے باب کی تیسری فصل تک کی تخریج یکقلم نہین لکھی اور دوسرا نسخہ ملا نہین کہ اوسمین دیکھ لیا جاتا ایسی حدیثون مین سے جسقدر کا نشان مجکو راوی مین مل گیا مین نے لکھدیا اور جن کا نشان جلد نہین ملا اونکے لیے حاشیہ پر جگہ چھوڑدی۔ اور عراقی نے ہر سند کے بعد اوسکی کیفیت لکھی ہی کہ صحیح ہے یا ضعیف وغیرہ مین نے حاشیہ پر صحیح الاسناد کے بعد کچھ نہین لکھا ہان بعض جگہ کسی مصلحت خاص کے لیے سند صحیح یا جید لکھا ہی اور جہان کہین عراقی نے سند مین علت بیان کی ہی اوسکو مین نے بعینہا نقل کردی ہی تو جس تخریج کے بعد

دیباچہ مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَفْوَۃِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْکَافِلِیْنَ لِاَحْیَاءِ عُلُوْمِ الدِّیْنِ الْمُشَمِّرِیْنَ لِلطَّاعَاتِ بعد حمد وصلوۃ کے بندۂ ضعیف محمد احسن صدیقی نانوتوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ برادران دینی کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ اس نحیف نے بغرض خیر خواہی اہل اسلام کے کتاب احیاء العلوم امام محمد غزالی کا ترجمہ زبان اردو سلیس مین کیا اور امور مفصلۂ ذیل کی رعایت اسمین رکھی **اول** یہ کہ ترجمہ محاورۂ اردو کے موافق ایسا کیا ہی کہ اول نظر مین یہ گمان نہین ہوتا کہ دوسری کتاب کا ترجمہ ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابتدا اردو ہی مین کتاب تالیف ہوئی ہے اسلیے پابندی ترجمہ لفظی کی نہین رہی بہت سی تقدیم وتاخیر الفاظ کی وقوع مین آئی کیونکہ مقصود مطالب کی تفہیم ہے نہ عبارت عربی کی تعلیم **دوسری** یہ کہ مصنف علیہ الرحمہ نے کتاب مع صوف کی چار جلدین کرکے ہر جلد کو دس دس کتابون مین تقسیم کیا ہی اور ہر کتاب پر دیباچہ جدا لگایا ہے اور بعض جا دیباچہ مین فہرست اوس کتاب کی بھی لکھدی ہی مترجم نے رواج حال کے روسے زبان اردو مین اس ڈھنگ کا باقی رکھنا مناسب نہ جانا اسلیے شروع جلد کے دیباچہ کے سوا اور دیباچہ جونکو ترک کردیا ہی اور ہر دیباچہ کی جگہہ ایک رباعی مضمون لاحق کے مناسب لکھدی ہی اور کتاب کو باب سے اور باب کو فصل سے بدل دیا ہی **تیسری** یہ کہ مذہب مصنف مغفور کا شافعی تھا مسائل عبادات ومعاملات اپنے مذہب کے طور پر لکھے ہین مین نے صرف اونکا ترجمہ کردیا ہی مذہب حنفی کی تصریح نہین کی ناظرین اگر حنفی مذہب کی موافق کسی مسئلہ کو دریافت کرنا چاہین تو کتب مسائل مذہب کیطرف رجوع فرمائین **چوتھی** یہ کہ اس کتاب مین ہر مضمون اس بسط وتفصیل کے ساتھہ ہی کہ گویا کتاب خود

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ

ہادی برحق شافی مطلق کا ان احسان کہ نسخہ دافع زلل صوری رافع علل معنوی نافع مومنین

جلد اول

مذاق العارفین

ترجمہ

احیاء علوم الدین

مصنفہ

اکمل زمان افضل دوران عالم المعی فاضل لوذعی مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی ادامہ اللہ العلی القوی

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہوا

خلاصہ مطالب	صفحہ
باب ہشتم آداب تلاوت قرآن کے بیان مین	۴۸۴
فصل اول قرآن مجید اور اوسکے پڑہنے والون کی فضیلت اور اوسکی تلاوت مین قصور کرنے والونکی برائی مین	۴۸۵
بیان اول قرآن مجید کی فضیلت کے ذکر مین —	″
بیان دوم غافل شخصون کی تلاوت کی مذمت مین —	۴۸۷
فصل دوم تلاوت کے ظاہری آداب مین —	۴۸۹
فصل سوم تلاوت کے اعمال باطنی کے ذکر مین —	۴۹۷
فصل چہارم اپنی عقل سے قرآن کے سمجھنے اور بدون نقل کے اوسکی تفسیر بیان کرنے مین —	۵۱۲
باب نہم ذکر اور دعاؤنکے بیان مین	۵۲۱
فصل اول آیات واحادیث وآثار سے ذکر کی فضیلت اور فوائد کے بیان مین —	″
بیان اول مطلق ذکر کی فضیلت مین —	″
بیان دوم ذکر کی مجلسون کی فضیلت مین —	۵۲۳
بیان سوم لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت مین —	۵۲۵
بیان چہارم سبحان اللہ اور الحمد للہ اور باقی ذکرونکی فضیلت مین —	۵۲۶
فصل دوم دعا کے آداب اور فضیلت مین اور استغفار اور درود شریف کی فضیلت مین —	۵۳۴
بیان اول دعا کی فضیلت وآداب مین —	″
بیان دوم آنحضرت صلعم پر درود بھیجنے کی فضیلت مین	۵۴۴
بیان سوم استغفار کی فضیلت مین —	۵۴۴
فصل سوم ماثور دعاؤن کے بیان مین —	۵۴۸
فصل چہارم اون دعاؤن مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب رض سے مروی ہین —	۵۵۵
فصل پنجم اون دعاؤن کے بیان مین جو کسی کام کے واقع ہونے پر مروی ہین —	۵۵۹
باب دہم اوراد یعنے اوقات وظائف کی ترتیب اور شب بیداری کی فضیلت مین	۵۶۴
فصل اول اوراد کی فضیلت اور ترتیب اور احکام کے بیان مین —	۵۶۵
بیان اول اسبات کے ذکر مین کہ اوراد پر مواظبت کرنی ہی اللہ تعالی کیطرف کا طریق ہے —	″
بیان دوم اوقات وظائف کے شمار اور ترتیب کے ذکر مین —	۵۶۸
بیان سوم رات کے وظائف کے اوقات کا	۵۸۲
بیان چہارم اس امر کے ذکر مین کہ حالات کی مختلف ہونے سے اوقات کے معمولات مختلف ہوجایا کرتے ہین	۵۹۳
فصل دوم مغرب اور عشا کے درمیان کی عبادت اور رات کی عبادت کی فضیلت مین —	۵۹۹
بیان اول مغرب وعشا کے درمیان کی عبادت وغیرہ کی فضیلت مین —	″
بیان دوم رات کے جاگنے اور عبادت کرنیکے فضیلت مین	۶۰۱
بیان سوم اون اسباب کے ذکر مین جنسے رات کا اوٹھنا سہل ہو —	۶۰۶
بیان چہارم شب کے حصون کی تقسیم کے بیان مین —	۶۱۲
بیان پنجم برس مین جتنے دن اور جتنی راتین عمدہ ہین اونکے ذکر مین	۶۱۵
اختتام جلد ہذا —	۶۱۶

تمت

خلاصہ مطالب	صفحہ
قسم سوم چاندی سونے کی زکوۃ ہے ۔	۳۸۲
قسم چہارم مال تجارت کی زکوۃ ہے ۔	״
قسم پنجم دفینہ اور کان کی زکوۃ ہے ۔	۳۸۳
قسم ششم صدقۂ فطر ہے ۔	۳۸۴
فصل دوم زکوۃ کے دینے اور اوسکی ظاہری اور باطنی شرطون کے ذکر مین ۔	״
بیان اول ظاہری شروط مین ۔	״
بیان دوم زکوۃ کے آداب باطنی کے ذکر مین ۔	۳۸۸
فصل سوم زکوۃ لینے والے اور اوسکے اسباب اور لینے کے آداب مین ۔	۴۰۲
بیان اول استحقاق کے سببون کے ذکر مین	״
بیان دوم لینے والے کے آداب کے ذکر مین ۔	۴۰۶
فصل چہارم صدقۂ نفل اور اوسکی فضیلت اور اوسکے لینے اور دینے کے آداب کے ذکر مین ۔	۴۱۰
بیان اول صدقہ کی فضیلت مین ۔	״
بیان دوم صدقہ کے پوشیدہ اور ظاہر لینے کے ذکر مین	۴۱۳
بیان سوم اسباب مین کہ صدقہ لینا افضل ہے یا زکوۃ	۴۱۸
باب ششم روزونکے اسرار کی بیانمین	۴۱۹
فصل اول روزہ کے واجبات اور ظاہری سنتون اور افطار کے لوازم کے ذکر مین ۔	۴۲۱
بیان اول واجبات ظاہری کے ذکر مین ۔	״
بیان دوم افطار کے لوازم کے ذکر مین ۔	۴۲۳
بیان سوم روزہ کی سنتون کے ذکر مین ۔	۴۲۴
فصل دوم روزہ کے اسرار اور باطنی شرطون کے ذکر مین ۔	״
فصل سوم نفل روزہ رکھنے کے بیان مین ۔	۴۲۹

خلاصہ مطالب	صفحہ
باب ہفتم حج کے اسرار ومہمات کے بیانمین	۴۳۲
فصل اول ضمائل مین مکہ معظمہ اور کعبہ شریفہ کے ۔	۴۳۳
بیان اول حج کے فضائل اور کعبہ اور مکہ کی فضیلت اور انکے مقامات متبرکہ کیطرف تیاری سفر مین ۔	״
بیان دوم حج کے واجب ہونے اور درست ہونیکی شرطون اور اوسکے رکنون اور واجبات اور ممنوعات کے ذکر مین ۔	۴۴۱
فصل دوم شروع سفر سے لوٹ آنے تک کی اعمال ظاہری کی ترتیب مین	۴۴۴
بیان اول نکلنے کے آغاز سے احرام تک کی سنتونکے ذکر مین ۔	״
بیان دوم میقات سے لیکر مکہ مین داخل ہونیتک کے احرام کے آداب مین ۔	۴۴۷
بیان سوم مکہ معظمہ مین داخل ہونیکے آداب مین ۔	۴۴۹
بیان چہارم طواف کے ذکر مین ۔	۴۵۰
بیان پنجم صفا اور مروہ کے درمیانمین سعی کے ذکر مین	۴۵۳
بیان ششم عرفات کے ٹھہرنے کے ذکر مین ۔	۴۵۴
بیان ہفتم وقوف کے بعد کے اعمال یعنے مزدلفہ مین رہنے اور جمرہ کو کنکرین مارنے اور ذبح کرنے اور بال مونڈانے اور طواف کرنے کے ذکر مین ۔	۴۵۸
بیان ہشتم عمرہ اور اوسکے بعد کے اعمال کے ذکر مین	۴۶۲
بیان نہم طواف وداع کے ذکر مین ۔	۴۶۳
بیان دہم مدینہ کی زیارت اور اوسکے آداب کے ذکر مین	״
فصل سوم حج کے اعمال دقیق اور اعمال باطنی کے ذکر مین ۔	۴۶۷
بیان اول آداب دقیق کے ذکر مین ۔	״
بیان دوم اعمال باطنی کے ذکر مین ۔	۴۷۳

خلاصہ مطالب	صفحہ
بیان دوم وضو کی کیفیت کے ذکر مین۔	۲۵۶
بیان سوم غسل کے بیان مین۔	۲۶۱
بیان چہارم تیمم کے ذکر مین۔	۲۶۲
قسم سوم فضلات ظاہری سے پاک ہونیکے بیانمین	۲۶۳
بیان اول آدمی کے میل اور رطوبتون مین۔	″
بیان دوم بدن کے زوائد اجزا کے ذکر مین جنکا دور کرنا چاہیے۔	۲۶۹
باب چہارم نماز کی اسرار کے بیانمین	۲۷۸
فصل اول نماز اور سجدہ اور جماعت اور اذان وغیرہ کی فضیلت مین۔	۲۷۹
بیان اول اذان کی فضیلت مین۔	″
بیان دوم فرض نماز کی فضیلت مین۔	۲۸۰
بیان سوم ارکان کے پورا کرنیکی فضیلت مین۔	۲۸۱
بیان چہارم جماعت کی فضیلت مین۔	۲۸۲
بیان پنجم سجدی کی فضیلت مین۔	۲۸۳
بیان ششم خشوع یعنی فروتنی کی فضیلت مین۔	۲۸۴
بیان ہفتم مسجد اور نماز کی جگہ کی فضیلت مین۔	۲۸۷
فصل دوم نماز کے اعمال ظاہری کی کیفیت اور تکبیر شروع اور اوس سے پہلے کے احوال کے ذکر مین	۲۸۸
فصل سوم نماز کے اندر باطنی شرطون کے ذکر مین	۲۹۸
بیان اول خشوع اور حضور دل کی شرط ہونے مین۔	″
بیان دوم اون امور باطنی کا جنسے نماز کی زندگی پوری ہوتی ہے۔	۳۰۳
بیان سوم اوس تدبیر کے ذکر مین جو حضور دل مین مفید پڑے۔	۳۰۷
بیان چہارم اون امور کی تفصیل مین جنکا دلمین حاضر ہونا نماز کے ہر ایک رکن اور شرط وغیرہ مین ضروری ہے	۳۱۰

خلاصہ مطالب	صفحہ
فصل چہارم امامت کے ذکر مین۔	۳۲۵
قسم اول نماز کے پیشتر کے امور مین۔	″
قسم دوم قرأت کے اعمال کے ذکر مین۔	۳۲۹
قسم سوم ارکان کے اعمال کے بیانمین۔	۳۳۰
قسم چہارم اعمال سلام پھیرنے کے وقت کے۔	۳۳۱
فصل پنجم جمعہ کی فضیلت اور آداب و سنت اور شرطون کے بیان مین۔	۳۳۲
بیان اول جمعہ کی فضیلت مین۔	″
بیان دوم جمعہ کی شرطون کے بیانمین۔	۳۳۳
بیان سوم جمعہ کے آداب مین عادت کی ترکیب کے طور پر	۳۳۵
بیان چہارم اون آداب کے ذکر مین جو ترتیب سابق سے خارج ہین اور جمعہ کے ساری دنمین عام ہین	۳۴۲
فصل ششم متفرق مسائل کے ذکر مین جنمین اکثر لوگ مبتلا ہین۔	۳۴۸
فصل ہفتم نفل نمازون کے ذکر مین۔	۳۵۵
قسم اول جو دن رات کی نئی ہونے سے ہوتی ہین	۳۵۶
قسم دوم نوافل کی وہ ہی جو ہفتہ کے مکرر ہونیسے آتے جاتے ہین۔	۳۶۲
قسم سوم اون نوافل کی جو سال کے دوبارہ ہونیسے مکرر ہوتے ہین۔	۳۶۶
قسم چہارم نوافل کے وہ ہین جو عارضی اسباب سے متعلق ہون۔	۳۶۹
باب پنجم اسرار زکوٰۃ کی بیانمین	۳۷۸
فصل اول زکوٰۃ کے اقسام اور اوسکے واجب ہونیکی اسباب کے بیان مین۔	۳۷۹
قسم اول چوپایون کے زکوٰۃ مین۔	″
قسم دوم دہ یکوانی چیزونکی زکوٰۃ ہے۔	۳۸۱

فہرست مطالب مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین جلد اول

خلاصہ مطالب	صفحہ
دیباچہ از طرف مترجم۔	۲
مختصر احوال مصنف۔	۶
دیباچہ کتاب۔	۸
باب اول علم کے بیان مین	۱۳
فصل اول علم اور طلب علم اور تعلیم کی فضیلت مین	″
بیان اول علم کی فضیلت مین۔	″
بیان دوم طلب علم کی فضیلت مین۔	۱۹
بیان سوم تعلیم کی فضیلت مین۔	۲۰
بیان چہارم دلائل عقلی کے ذکر مین۔	۲۴
فصل دوم علم محمود اور مذموم کی قسمون اور حکمون مین	۲۸
بیان اول اوس علم کا جو فرض عین ہے۔	″
بیان دوم اوس علم کا جو فرض کفایہ ہے۔	۳۲
بیان سوم علم طریق آخرت کی تفصیل اجمالی مین	۳۸
فصل سوم اون علوم کے بیان مین جنکو لوگ اچھی علوم مین شمار کرتے ہین۔	۵۶
بیان اول اس بات کی وجہ مین کہ بعض علوم بُری کیون ہوتے ہین۔	۵۷
بیان دوم اون علوم کے ذکر مین جنکے لفظ بدل گئے ہین	۶۱
بیان سوم عمدہ علمون مین سے مقدار محمود کی ذکر مین	۷۴
فصل چہارم اس ذکر مین کہ علم خلاف پر خلق کے متوجہ ہونیکا کیا سبب ہی۔	۸۰
بیان اول علم خلاف پر لوگونکی متوجہ ہونیکی ذکر مین	″
بیان دوم اس بات کی غلطی مین کہ یہ مناظری صحابہ کی مشورون کی اور اکابر سلف کی تقریرونکی خلاف ہین	۸۲
بیان سوم مناظرہ کی آفتون کے ذکر مین۔	۸۸
فصل پنجم طالب علم اور معلم کے آداب کی ذکر مین۔	۹۴
بیان اول طالب علم کے آداب مین اور اسمین دس ادب ہین	″
بیان دوم اوستاد کی آداب کی ذکر مین اور اسمین آٹھ ادب ہین۔	۱۰۷
فصل ششم علم کی آفتون اور علمای آخرت اور بد کی علامتون کی بیان مین۔	۱۱۴
فصل ہفتم عقل کے بیان مین اور اوسکی بزرگی اور حقیقت اور اقسام کے ذکر مین۔	۱۶۱
بیان اول عقل کی بزرگی کے ذکر مین۔	″
بیان دوم عقل کی حقیقت اور قسمون کی ذکر مین	۱۶۵
بیان سوم لوگونمین عقل کی کم زیادہ ہونیکی ذکر مین	۱۶۹
باب دوم عقائد کی قاعدونمین	۱۷۳
فصل اول بیان مین عقیدۂ اہل سنت کی۔	″
فصل دوم اس بات کی وجہ کی بیان مین کہ ارشاد مین تدریج اور اعتقاد کے درجونمین ترتیب چاہیی۔	۱۷۹
فصل سوم عقیدی کی روشن دلیلون کی بیان مین	۲۰۱
فصل چہارم ایمان و اسلام مین۔	۲۲۴
باب سوم طہارت کی اسرار مین	۲۴۲
قسم اول نجاست ظاہری سی پاک ہونیکی ذکر مین	۲۴۷
بیان اول اون اشیا کا ذکر جو دور کی جاوین۔	″
بیان دوم اون چیزونکا جنسے نجاست دور کیجاوے	۲۴۹
بیان سوم نجاست کی دور کرنیکی کیفیت مین۔	۲۵۲
قسم دوم حدث کی طہارت کے بیان مین۔	۲۵۳
بیان اول پاخانہ پھرنیکے آداب مین۔	″

بڑے ادیب ہین جو سابق مین بھی چند کتب عربیہ کا ترجمہ فرما چکے ہین خصوصًا اس کتاب مین تو نہایت ہی فصاحت و سلاست کو کام فرمایا ہے کہ کسی سے تعریف نہین ہو سکتی کما حقہ توصیف نہین ہو سکتی۔ اسواسطے بفضلہ تعالیٰ ہر طرف سے شائقان مومنین و طالبان باصدق و یقین جوق جوق چلے آتے ہین یا الٰہی اس کتاب رشک آفتاب کو مشرق سے مغرب تک اقالیم سبعہ مین پہونچا اور مسلمانون کو اسکے فیض ہدایت سے کامل الایمان فرما اور اسکے چھپوانے والے اور مدد پہونچانے والے قدردان فیض رسان حضور نواب مستطاب میر غلام بابا خان صاحب بہادر۔ دریاے سخاوت۔ کو تا ابد الدہر سلامت باکرامت رکھہ اور بمصداق الدال علی الخیر کفاعلہ نیت خیر طویت مشفقی منشی محمد میان داد خان صاحب تخلص سیاح مین بھی برکت عطا کر۔ آمین ثم آمین۔

قطعۂ تاریخ طبع

از نتائج طبع رسا و فکر ذکا حکیم خواجہ ابراہیم صاحب المتخلص بہ غنی ابن حکیم خواجہ عبد الرحمن صاحب مرحوم و مغفور سورتی و ہو ہذا

عہد نواب شہر سورت مین	ایک عمدہ چھپی کتاب نئی	ہے لقب اونکا میر بابا خان	مشتہر ہین وہ سید سندی
فکر تاریخ جب کیا مین نے	آئی ہاتف سے یہ ندا جلدی	کہہ غنی سال طبع بے کم و کاست	خوب اردو یہ ہے کتاب چھپی ۱۲۹۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع

کتاب ترجمۂ احیاء العلوم در زبان اردو کہ از حکم امیر بے نظیر مرجع صغیر و کبیر عالیشان بلند مکان حاتم زمان نواب میر غلام بابا خان صاحب بہادر دام دولتہ و شوکتہ مطبوع گردیدہ از افکار عاصی معاصی کمترین میر افضل الدین المتخلص بہ طالب ابن مرحوم میر ضیاء الدین خانصاحب خلف مغفرت قرین میر قمر الدین خانصاحب مغفور و مبرور سورتی و ہو ہذا

ہین جو نواب میر بابا خان	شہر سورت مین اک امیر کبیر	علم سے اونکو ہے بہت رغبت	کرتے ہین اہل فضل کی توقیر
حکم سے اوس امیر عالی کے	اندنون مین بجد و جہد کثیر	ترجمہ اک کتاب عمدہ کا	ہوا اردو زبان مین جو تحریر
اسکو نواب نے برغبت و شوق	پھر چھپایا بکوشش و تدبیر	فکر مین سال طبع کے تھا مین	کہ یہ ہاتف نے مجھسے کی تقریر
سال تاریخ اوسکا تو فی الفور	کہدے طالب کہ بیعدیل و نظیر ۱۲۹۲ھ		

برگزیدہ کو حاصل ہے وہ بات دوسرے مصنفون کو کم حاصل ہوگی۔ آپ نے منجملہ اور کتب کے
مفصلۂ ذیل کتابین تو ایسی تصنیف فرمائی ہین کہ جو دین اسلام کی نمود اور احقاق حق کے
وجود ہین۔ احیاء العلوم جسکے چار مجلد ہین۔ تفسیر یاقوت التاویل جسکے چالیس مجلد ہین۔
جواہر القرآن۔ مشکوۃ الانوار۔ بسیط۔ وجیز۔ خلاصہ۔ مستصفی۔ منخول۔ منحل
تہافت الفلاسفہ محک النظر۔ معیار العلم۔ والمقاصد والمظنون بہ علی غیر اہلہ۔ مقصد الاسنی فی شرح
اسماء الحسنیٰ۔ مشکات الانوار۔ قواعد العقائد کیمیاے سعادت وغیرہ۔ یہ تمام کتابین عجم و
عرب تک مشہور و مقبول ہین اور تا قیامت مشہور اور معروف رہین گی۔ اگرچہ یون تو ہر ایک
کتاب نفع رسانی مین ایک دریاے ذخار فیض و عرفان ہے لیکن احیاء علوم الدین جو اسم
بامسمے ہے اسکی کچھ اور ہی شان ہے واقعی یہ جامع اور نافع کتاب علوم ادیان کی جان ہے
کیونکہ کتاب موصوفہ بالا فقہ اور حدیث وغیرہ متنوعۂ علوم کا مخزن ہے جسکی خوبیان محتاج
بیان نہین کیون نہو جس کتاب کے چھٹے باب محض علوم ہی کے بیان مین ہون اوسکے نفع
رسانی کا کیا ٹھکانا ہے جسقدر فیض ہو تھوڑا ہے اسوقت کتاب العقاید اور کتاب اسرار الطہارۃ
اور کتاب اسرار الصلوۃ و مہمات تھا۔ و کتاب اسرار الزکوۃ وغیرہم کے بیان کی کچھ ضرورت نہین
معلوم ہوتی ہے اسواسطے کہ فہرست سے اونکی اجمالی کیفیت بخوبی مفہوم ہوتی ہے یعنی
ہر ایک کتاب بہت سے ابواب پر مشتمل ہے پھر بیان واقعی کا اظہار تحصیل حاصل ہے بلا مبالغہ
یہ بات ہے کہ اس مجمع البحار فیوض کے دیکھنے سے آنکھین کھل جاتی ہین یہ وہ کتاب ہے کہ
خود مصنف علیہ الرحمۃ نے حمد و نعت کے ساتھ فخریہ شکریہ ادا کیا ہے کہ خدا تعالے نے مجکو
ایسی کتاب کی (جو احیاء علوم الدین ہے) توفیق تالیف عطا کی اسوقت جی تو یہ چاہتا ہے
کہ دس بیس صفحہ مین اس کتاب دانش اندوز بینش آموز کے اوصاف و صفات لکھون تاکہ
کچھ لطف بیان آئے اور دل کا دلولۂ جوش نکل جائے لیکن یہ چھوٹا مونہہ بڑی بات ہے
اسواسطے کہ تمام انبیاء علیہم السلام مین بارہا اسکا چرچا رہا ہے مجموع اولیاے کرام و کاملین
اسلام نے اسکو خضر شوارع شریعت اور مرشد منہاج طریقت سمجھا ہے پھر ہماری کیا بساط
کہ اوس آفتاب اوج علم و یقین کے بیان تعریف مین دم مارین اور اس صعب گزار راستہ مین
قدم مارین بہتر ہے کہ خداوند کریم کا سپاس بقدر طاقت بشری ادا کرین کہ اوسنے اسی
کتاب جان ایمان روح اسلام کی با ترجمہ چھاپنے کی توفیق دی ازانجا کہ مترجم اسکے نہایت

مقدم ہے کہ مختصر سوانح تاریخی بھی حضرت کے لکھے جائین تاکہ خاص و عام آگہی پائین - مؤلف
کتاب ہذا ابو الحامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی ملقب بحجۃ الاسلام ہے اور زین الدین بھی
آپ ہی کا لقب مشہور انام ہے آپ اپنے زمانہ کے مجتہد تھے ازلی مستند و مستعد تھے اوائل
مین بمقام طوس تحصیل علم کی فرماتے تھے پھر نیشاپور مین تکمیل علوم کی غرض سے تشریف لیگئے
اور اس زمانہ مین وہان وہ وہ ریاضتین فرمائین تحقیق و تدقیق حق مین ایسی ایسی مشقتین
اوٹھائین کہ بڑے بڑے کاملین ہان گئے پیشوائے طریقت جان گئے نقل ہے کہ نظام الملک
امیر بغداد سے آپ نے ملاقات کی تو ایک جماعت افضل الفضلا کی وہان موجود تھی چنانچہ
متعدد مجالس مین آپ نے مناظرہ کیا - غالب ہی رہے جب مباحثہ کیا - لہذا مدرسۂ نظامیہ
واقع بغداد کا منصب علیائے تعلیم و درس و تدریس آپ کے تفویض ہوا وہان عرصہ تک
فیض تربیت جاری رکھا پھر عراق کیطرف تشریف لیگئے وہان کے لوگ مرشد کامل جان کر
معتقد ہوے ہر طرح سے خدمت بجالائے استفادے پائے بعد اوسکے باختیار خود ترک
تعلق فرماکے آپ نے طریق زہد اختیار کیا قصد حج استوار کیا حج بیت اللہ سے کامیاب ہوکر
ملک شام مین مراجعت فرما ہوئے اور ایک عرصہ تک وہان زیارات حاصل کین ریاضتین کامل
کین بعدہ بیت المقدس کی جانب نہضت فرما ہوئے وہان سے مصر مین تشریف لے گئے
اور ایک مدت تک اسکندریہ مین مقامت کی پھر جانب شام معاودت کی عرصے کے بعد
وطن شریف کو تشریف لیگئے وہان پہونچتے ہی خلوت گزینی اور عزلت نشینی اختیار کی لیکن
کتب مفیدہ کی تصنیف و تالیف کے باعث تمام دنیا مین ناموری حاصل ہوئی یہانتک کہ جو
بڑے بڑے مصنف تھے اونکی تصنیفات کے آگے پست ہوگئی نقل ہے کہ جسوقت ایک کتاب
تصنیف فرماکے حضرت حجۃ الاسلام اپنے اوستاد علیہ الرحمۃ والغفران کے پاس لے گئے
اونھون نے دیکھکر فخریہ فرمایا کہ اس کتاب کی خوبیون نے میری جملہ تصانیف کو خاک گورمین
چھپایا - حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام سے نسبت
امام غزالی رحمہ اللہ کے مفاخرت کی ہے چنانچہ علماے امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کا معاملہ مشہور
معتبر کتابون مین مسطور ہے - غرضکہ تا زمانۂ وفات آپ اسی شغل مین رہے حضرت حجۃ الاسلام کا
سال ولادت ۴۵۰ھ ہجری لکھا ہے اور سال رحلت بماہ جمادی الاخری ۵۰۵ھ ہجری متحقق
ہوا ہے فی الحقیقت جو فروغ قبول حضرت امام غزالی صاحب رضی اللہ عنہ کی مصنفات

بزرگ منشی و والاجاہی اونکی مشہور دیار ہین ایسا امیر ابن امیر حقیقت سخی ہو کم ہے سچ تو یہ ہے
کہ اپنے وقت کا حاتم ہے علی الخصوص ترویج علوم دین اور ترجمہ کتب مبسوطہ کی اشاعت مین تو
ہمہ تن صرف ہمت ہے اس ترجمہ کے واسطے اشاعت آپ کی بدولت ہے۔ یہ شمع فروزندۂ بزم
امارت و گوہر تابناک سخاوت اسلام کی رونق و شوکت ہے اور رؤساے اہل اسلام کا سرتاج
اور ہندوستان کی زینت ہے ہمیشہ مدارس تعلیم اور اسکول ہاے علوم و فنون کی طرف نظر عنایت
مبذول ہے خاطر دریا مقاطر مدام فیضرسانی مین مشغول ہے ہزارون روپیہ فائدہ انام کے لیے
دیا جاتا ہے رفاہ عام کے لیے خزانہ عامرہ ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ مسلمانان دیار ہند کی ترقی
دولت و بہبودی پیش نظر رہتی ہے فکر تہذیب و تربیت اکثر رہتی ہے اس سیر چشمی و دریادلی کا
بیان بیان سے باہر ہے زبان خامہ مقطوع اللسان اداے سپاس مین تتار سرقاصر ہے واقعی
یہ ہے کہ یہ سب کچھ نیت کا ثمرہ ہے عمل خیر کا جلوہ ہے بیت نیت نیک تیری آئینۂ حسن عمل ✦
عمل خیر تیرا جلوۂ حسن نیت ✦ آمین کلام نہین کہ جسوقت یہ فیض عام مثل سیل روان شہر و دیار
و امصار مین جائیگا تو فی الفور شجرۂ جہالت کو جڑ سے اوکھاڑ کر بہائے گا اور خلائق کی زبان پر
کلمۂ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوگا ایک زمانہ مستفید و مسرور ہوگا اب اہل اسلام اسکی
قدر کرین اور بانی خیر کو جزاہ اللہ فی الدارین خیرا کی دعا دین۔ مخفی و محتجب نرہے کہ کتاب
احیاء العلوم وہ کتاب نایاب تھی کہ جسکے کتب خانہ مین ایک نسخہ ہوتا تھا اوسکو بجاے خود
ناز تھا۔ مگر فضل الٰہی اور توفیق و تائید نامتناہی سے اس مطبع مین بکثرت جلدین پہلی مکرر چھپین
کہ قدردانون کی قدردانی سے شائد تیسری مرتبہ نوبت چھاپنے کی پہونچے۔ واضح ہو کہ یہ ترجمہ
جناب منشی نول کشور صاحب مالک مطبع اودھ اخبار لکھنو کی فرمایش کے بموجب عالم
اجل فاضل افضل و اکمل فارس مضمار معقول یکہ تاز میادین منقول قصب السبق رباے ریاضت
مقدمۃ الجیش معارک ہدایت ادیب زمان و زمن مولانا و لانا حضرت مولوی **محمد احسن** صاحب
مدرس اول بریلی کالج نے فرمایا ہے اعتبار فصاحت و اقتدار بلاغت بڑھایا ہے عبارت
سلیس ہے مغلق نہین فقرات دقیق کی وقت مطلق نہین۔ ازبسکہ پایگاہ عالی حضرت
امام غزالی رضی اللہ عنہ سے ایک زمانہ آگاہ ہے کہ آپ کی فیض تربیت سے ایک عالم
روبراہ ہے۔ کتب تاریخ دین آپ کی تصانیف کی خوبیون سے معمور ہین بلکہ اہل حقیقت و
معرفت و ارباب شریعت کے صفحۂ دل پر مسطور ہین لیکن چونکہ یہ کتاب مترجم ہے اسواسطے

سالکان طریق سنت خیر الانام کو نوید بشارت زلا اور طالبان علم حقیقت و شایقان صراط
مستقیم شریعت کو مژدۂ روح افزا ہو کہ کتاب مستطاب رحمت ابواب برکت انتساب اشتمل
علی الاحکام الشرعیۃ النبویۃ واسرار المآثر المصطفویۃ المؤید بالآیات البینات والاخبار
وآثار السالکین الابرار الناطق بالصدق والداعی الی الحق وسیلۃ الوصول الی حی القیوم
المسمے بہ احیاء العلوم جو تالیفات فیض آیات حضرت حجۃ الاسلام امام فخر الانام شمس
المفاخر والمعالی امام محمد غزالی رضی اللہ عنہ وارضاہ وجعل الجنۃ ماواہ سے ایک بہت
بڑی نافع اور جامع کتاب ہے اگرچہ ۱۲۸۱ھ و ۱۲۹۰ھ ہجریہ مقدسہ مین اس مطبع سے دو مرتبہ
چھپکر فیضرسان جہان ہو چکی ہے الا مسلمانان ہندوستان جنکی اردو زبان ہے اسکے
نفع سے بالکل محروم تھے اور مترجم نسخہ کے لیے شائقین کے ہجوم از بسکہ عالی ہمم والا کرم
رفیع الشان والا دودمان نور ناصیۂ ایالت و ریاست غرۂ باصرۂ مروت و سعادت محور
چرخ دانائی مرکز دائرۂ شناسائی سرامد رؤساے عظام زبدۂ امراے نیک نام حق پژوہ
فیض رسان افتخار مسلمانان عالی جناب معلی القاب حضرت نواب میر غلام بابا خان صاحب بہادر
رئیس اعظم امیر معظم سورت دام اقبالہ واجلالہ کی ہمت عالی کو اشاعت کتب دینیہ عربیہ کیطرف
مائل دیکھا۔ کرمفرماے اجاب کمالات انتساب برگزیدۂ روزگار خان والاشان حضرت منشی
محمد میان داد خان صاحب سیاح مصاحب عالیجناب نوابصاحب بہادر محتشم الیہ نے جو
لیاقت عالمانہ کے ساتھ مطبع اودہ اخبار کی اشاعت کتب علمیہ اسلامیہ کی تہ دل سے
قدر کرتے اور اس مطبع پر بخوبی اطمینان رکھتے ہین حضرت نواب مفخر الیہ سے اس کتاب مستطاب
کے اشاعت ترجمہ کے بابت تحریک فرمائی کہ بنام نامی حضور عالی کے اس کتاب نایاب کا اشاعت ترجمہ
ہو تو تمام اہل اسلام پر احسان آپ کا ہو یہان کیا دیر تھی صدہا روپیہ کی اعانت سے اس بحر زخار
فیض ابدی کو براہ دریا دلی یادگار جاری فرمایا یعنی اس امر کی متضمن مراسلہ بنام مالک مطبع زیب
صدور پایا کہ اردو زبان مین بکمال خوبی و اسلوبی احیاء العلوم کا ترجمہ شائع کرایا جاے اور
عمدہ طور سے چھپوایا جاے اس فیضرسانی و دریادلی کا مسلمانان ہند جہان تک شکریہ ادا کرین
تھوڑا ہے آمین کیا مبالغہ ہے کیون نہو کس آخر رئیس نامور گجرات مسند نشین چار بالش دولت
و اقبال شوکت و اجلال نواب نامدار میر جعفر علیخان صاحب بہادر (اعلی اللہ درجاتہ
فی الجنان) کے یادگار ہین جنکا نام نیک اولوالعزمی و علوہمتی مین یادگار روزگار اور صفات

از نتائج افکار ذخر الفضائل فخر الاماثل ادیب اریب شاعر لبیب منتخب روزگار مولوی غلام محمد خان صاحب متخلص بہ شش اڈیٹر اودھ اخبار

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

رباعی

ہم مانگتے ہین تجھی سے یارب توفیق	ہم چاہتے ہین تجھی سے علم تحقیق
کسطرح سے ہو سکے کوئی نیک عمل	جب تک کہ نہووے تیری توفیق رفیق

ایخدا ایخدا ہم تیری حمد کیا کرسکین اور تیری ستایش کس زبان سے کرین تیرے علم کے دریا کی کیونکر تہاہ پائین - ای واجب الوجود تیری کسطرح ابتدا و انتہا پائین - ای رب ہمارے ای کریم اگر مختلف ذریعون سے تو ہمکو اپنا علم نہ سکھاتا تیرا بحر کرم جوش مین نہ آتا - تو ہم قطرۂ ناچیز تیرے دریاے بیکران علوم سے ایک قطرہ بھی نہ پاتے سراب گاہ جہالت و ضلالت مین بے حقیقت پڑے رہ جاتے مگر سبحان اللہ و بحمدہ کہ تونے ہی اپنی قدرت کاملہ کے جلوے دکھائے اور ہماری نظرون مین سمائے - لاریب کہ تیرے علم مین بڑی وسعت و گنجایش ہی - جو کچھ ہے وہ تیری بخشش ہی - اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ۞ رباعی کچھ راز حقیقت آشنا کہتے ہین ✦ ای بیخودی کیا جانیے کیا کہتے ہین ✦ سچ کہتے ہین وصاف صفات حق اگر ✦ سبحانک لا علم لنا کہتے ہین ✦ حق تو یہ ہے کہ انسان سے اوسکی خوبیون کا شمار نہین ہو سکتا - حوصلۂ تحمید زنہار نہین ہو سکتا وَلَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مِدَادًا اسیطرح نعت رسول اکرم فخر آدم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا رتبہ وشان ہے - جسکے ادراے صفات مین جوہر اول حیران ہے ایسا رسول کہ جسکا بعث باعث ہدایت گمرہان اور وجود باجود سبب رحمت عالم و عالمیان ہے قطعہ مطاع آدم و عالم محمد عربی ✦ وکیل مطلق و دستور حضرت باری ✦ شہنشہے کہ دبیران دفتر جاہش ✦ بجبرئیل نویسند نعت آثاری ✦ چنان بود کہ بہ بیند بخواب کس خود را ✦ از و مشاہدۂ حق بہ عین بیداری ✦ قولہ تعالے ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا ۞ اوسکی رسالت سراپا ہدایت کا شاہد حال ہی - آمین کیا جاے قیل و قال ہے - اما بعد ارباب دین و اصحاب صدق و یقین اسلام

مصاحب نواب ممدوح اس ترجمہ کو اپنی معرفت مطبع اودہ اخبار مین چھپوائین اور اسکے مطالعہ سے خاص و عام کو نفع پہونچائین - اب مین مژدہ دیتا ہون اور خوشخبری سناتا ہون کہ یہ کتاب دلپذیر اور نسخۂ بے نظیر جسکا نام مذاق العارفین ہے منشی نولکشور صاحب کے مطبع مین نہایت خوش خط اور بہت تصحیح کے ساتھ طبع ہوا اگر اس کتاب کی ترجمہ مین نوابصاحب ممدوح الاوصاف کی سعی مشکور ہے - تو اسکے صحیح اور خوش خط مطبوع ہونیمین منشی نول کشور صاحب کا بھی سپاس ضرور ہے - راقم الحروف نے اس ترجمہ کو دیکھا سبحان اللہ کہین یہ نہین معلوم ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے بلکہ اسکی روانی عبارت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کوئی اچھا اہل زبان بے تکلف اُردو مین گفتگو کر رہا ہے - جو دیکھیگا وہ جانے گا کہ مضامین علمی سے اس کتاب کا ہر ورق تختۂ گلزار ارم کا نمونہ ہے - اس نسخہ کے ہر صفحے پر چمن فردوس کا دھوکا ہے - سطرون مین صورت سلسبیل کی پیدا - فقرون مین شکل چمن بندی کی ہویدا - سواد اسکا رشک افزاے مردمک حور ہے - بیاض اسکی غیرت بخش تجلی شمع طور ہے - آہنگ پر رسائی نثار - ادا کو دیکھیے تو مضمون نثار - اجمال وہ کہ آفتاب کو ذرّہ بناے - تفصیل وہ کہ قطرہ سے ہزارون دریا بہاے - خط ایسا کہ جسکو خط خوبان نے خط غلامی دیا - عبارت ایسی کہ جسکی روانی سے کوثر و تسنیم کو فیض ملا - حاشیہ ایسا موزون کہ جسکی حاشیہ بوسی مین طرف چمن سرنگون - غرضکہ سالک ہیچمدان کی کیا طاقت کہ اسکی پوری تعریف لکھے - بلکہ اسکی توصیف سے شمہ بھی ادا کرے - مجبورا اس تقریظ کو دعا پر ختم کرتا ہے - یارب اس مجموعۂ بے نظیر کو نکتہ چینون کی نظر سے بچا اور نوابصاحب ممدوح اور دیگر سعی کنندگان کو قیامت تک عیش و نشاط دکھا - آمین یارب العالمین -

قطعۂ تاریخ

ترجمہ ہو کر مذاق العارفین جسدم چھپی
ہمتین نواب سورت نے بہت کین اسمین صرف

دی میری دل نے صدا اے اہل عالم مژدہ باد
جب تمر تمکو ملا اے اہل عالم مژدہ باد

یون کہا سالک نے اسکا سال از روے علوم
نسخۂ نادر چھپا اے اہل عالم مژدہ باد

۱۲۹۲ھ ۱۲۹۲ھ

ریختۂ قلم عطارد رقم فہامۂ دوران علامۂ زمان حضرت اکبر دہلوی سلمہ الرحمن

سبحان اللہ علم وہ شے ہے کہ جسکا حاصل ہونا آدمی کو رتبہ نوعی سے بڑہا دیتا ہے۔ اگر فرشتہ نہین تو فرشتون کا ہمپایہ بنا دیتا ہے۔ انسان نے اسکو پاکر کیا کیا شرف پائے ہین۔ کرامتین کین ہین معجزے دکھائے ہین۔ اسی سے نبی بنے ہین۔ اسی سے ولیون مین شمار کیے گئے ہین۔ کسیکی صدانے پتھر کو موم بنایا۔ کسینے قم باذنی کہکر مردون کو جلایا۔ کہین خرق عادت کی قوت بخشی۔ کہین سلوک کا رنگ دکھایا۔ کسیکو جذب کی طاقت دی۔ اسینے صدہا کو حکیم کیا ہزارون طبیب بنائے۔ اسی سے سیکڑون محدث اور مفسر مشہور ہوئے۔ اسی سے لاکھون فقیہ کہلائے۔ فلسفہ ریاضی ہیئت ہندسہ اسکا ایک شعبہ ہے۔ منطق معانی بیان ادب اسکا ایک کرشمہ ہے۔ جسکو ہم علم مثلث جانتے ہین اوسکو اس دفتر کا ایک ورق جاننا چاہیے۔ جسکو ہم نجوم سمجھتے ہین اوسکو اس کتاب کا ایک ناتمام صفحہ سمجھنا چاہیے اسیکے زور سے جمشید کے عہد مین جام نے جہان نمائی کی۔ اسیکی قوت سے سکندر کے زمانے مین فولاد نے آئینہ کی صورت پکڑی۔ غرضکہ اسی سے اس کارگاہ بے حقیقت یعنے دنیا کی حقیقت کو جانا۔ معرفت حاصل کی خدا کو پہچانا۔ اگر کوئی اندہا عالم ہو تو دیدۂ بینا اوسکو حاصل ہے۔ اگر کوئی بینا جاہل ہو تو کور باطنی سے بینائی اوسکی زائل ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اوقات عزیز کو اسیکی تحصیل مین صرف کرے۔ اور کسیوقت اس سے غافل نرہے۔ جو لوگ اسکی اشاعت اور اسکا رواج دینا مدنظر رکھتے ہین گویا خود منتفع ہوتے ہین اور اہل عالم پر احسان کرتے ہین واضح ہو کہ احیاء العلوم ایک مشہور کتاب ہے۔ جسکا ہر مضمون لاجواب ہے۔ مگر بعض بعض مقام مین ایسا اغلاق تھا کہ ہر کس و ناکس کو اسکا سمجھنا شاق تھا چند ماہ ہوئے کہ جناب نواب والا خطاب قدردان اہل ہنر پایہ شناس کاملین نام آور مہر منیر آسمان جاہ و جلال۔ بدر تابان دولت و اقبال ستودہ خصائل نیکو شمائل یوسف ثقا حاتم سخا والا تبار عالیشان نواب میر غلام بابا خان صاحب بہادر والی سورت ادام اللہ اقبالہم نے یہ صورت انتفاع خاص و عام کی پیدا کی کہ کتاب مذکور کو ترجمۂ اردو سے رونق دی۔ یہ والا ہمتی اور بلند حوصلگی اسی سردار نامور کی ہے کہ مضامین کتاب ستہ تنہا محفوظ رہنا چاہا یہ امر قرار دیا کہ منشی محمد میان داد خان صاحب سیاح تخلص

رغبت دلاتے اور زیادہ حد سے اصرار فرماتے۔ آخر کار وہ زمانہ آیا کہ شاہد مراد نے
جمال دکھایا۔ افضل الفضلا اکمل الکملا دیباچۂ کتاب دینداری خاتمۂ صحیفۂ پرہیزگاری۔
ناثر شیرین مقال شاعر نازک خیال عطارد ضمیر سحبان تحریر شیوا زبان فصیح بیان
مولانا محمد حسن مدرس عربی بریلی کالج نے ترجمہ فرمایا۔ ہم شکوہون مین استعداد کا
جلوہ دکھایا۔ ذات باصفات مولانا اللھم اللہ تعالے۔ قدرت کریم کارساز ہے۔ ہر گونہ
مجھسے کج مج زبان کی مدحتگری و ثناگستری سے بے نیاز ہے۔ خوش تقریر ہین خوش
تحریر ہین فن ادب مین بے نظیر ہین۔ تصنیف و تالیف مین برگزیدہ جہان ہین عربی و
فارسی مین مستثنای زمان ہین۔ ہر تصنیف لطیف ہے نظیف ہے۔ ہر تالیف منیف ہے
شریف ہے۔ مناقب ثاقب اوس مرتبہ متجاوز کہ زبان قلم و قلم زبان ادا مین عاجز۔
المختصر جب یہ ترجمہ کہ اپنی خوبیون مین یکتا ہے مذاق العارفین اسم بامسمے ہے۔
تکمیل و ترتیب پذیر ہوا۔ پسند خاطر صغیر و کبیر ہوا۔ چار سو آوازہ بلند ہوا ہر مستمع خرسند ہوا
جب شوق دلون پر غالب ہوئے معنی پرست طالب ہوئے۔ الایہ عروس بدل مانوس
بنام نامی و اسم سامی۔ زور بازوے دلاوری جوہر تیغ بہادری سباح دریای فراست
سیاح صحرای کیاست۔ نور حدقہ والا تسکوہی۔ نور حدیقۂ حق پژوہی۔ تمیمۂ بازوے تمکنت
ضمیمۂ مفہوم کمنت۔ قرۂ باصرۂ مردمیت غرۂ ناصیۂ فتوت و مروت۔ نشان نشان حشمت
و کرم چراغ شبستان فیض و ہمم۔ افتخار و وقار۔ نازش اقتدار۔ بنام گلوے شاہد فرزندی
نیام تیغ تیز مردانگی نواب میر غلام بابا خانصاحب بہادر رئیس اعظم سورت۔ کہ علم و ہنر کے ترقیخواہ
ہین۔ فضلا و علما کے باعث رفاہ۔ عالی ہمت و سیر چشم ہین۔ دوست رحم دشمن خشم ہین۔ حاجت
روائی مین حاتم ثانی۔ بخشش مین یادگار قا آنی۔ یکانہ ہو یا بیگانہ۔ دیوانہ ہو یا فرزانہ
اچھا ہو یا برا۔ اعلی ہو یا ادنی۔ جو آستان ہمایون پر آتا ہے۔ ناشاد و نامراد نہین جاتا ہے
کمال خوشی کے ساتھ نامزد ہوئی اور اس نامزد ہونیکی خوشی بیحد ہوئی۔ اللہ بس باقی ہوس

تاریخ طبع

تسلیم کیا کرون مین صفت تیری طبع کی | تاریخ طبع۔ لکھی ہے تاریخ طبع کی
۱۲۹۲ھ

قطعۂ تاریخ دیگر

مذاق العارفین چھاپی گئی اب — نہون مشتاق اوسکے کیونکہ خوشحال
غلام باباخان کا ہے یہ سب فیض — رہے یارب جہان مین وہ باقبال
رہین احباب اوسکے شاد و خرم — رہین حسّاد اوسکے غم سے پامال
ہوا یہ ترجمہ ہمت سے اوسکی — کیا اوسکے کرم نے فارغ البال

سروش غیب نے سیاح مجھسے
کتاب خوب و نادر — کہدیا سال
۱۲۹۲ھ

تقریظ ریختہ قلم اعجاز رقم منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی

بعد حمد رب العالمین و نعت خاتم النبیین و منقبت آل مکرمین و محمدت اصحاب معظمین — فیض یاب خدمت جلیل اصحاب دین و شرف اندوز جناب جزیل ارباب یقین — معترف ہیچمدانی تسلیم سہسوانی — اسطرح عرض پرداز ہے پردازکا یہ ساز ہے — کہ عقیل دہر فرزانہ زمانہ بیدار مغزی مین یگانہ — نازپایۂ بہروزی امیدگاہ فیروزی — شان مروت نشان فتوت — درۃ التاج تاجران بلند اقتدار منشی نول کشور مالک مطبع اودہ اخبار — کہ ازنکی عمدگی حوصلہ نے علم مردۂ صدسالہ زندہ کیا ہے فروغ اشاعت شادابی اور سیرابی سے بھردیا ہے — ہمیشہ کتب مبسوطہ کی طبع پر نظر — فائدۂ خلق اللہ ملحوظ خاطر انور ہے — جو کتاب کمیاب بلکہ نایاب تھین عالم صورت مین عنقا کا جواب تھین بصرف زر کثیر و مبلغ خطیر طبع فرمائین اور کوڑیون کے مول بکوائین — جیسا کتب ذخیم عربی و فارسی و طب کے طبع کا شوق ہے ویسا ہی اونکے ترجمہ ہونیکا بحسب استعداد عالم ذوق ہے — اگر کتب مطبوعہ و مترجم کا نام رقم مین آئے تو ایسی ہی ایک دوسری کتاب تیار ہوجائے — یہ جو کچھ لکھا ہے تعریف واقعی سے ذرا ظہور ہے — بندہ شیوۂ رذیلت خوشامد سے کوسون دور ہے — اللہ تعالے اصد وسی سال سلامت رکھے بقاے نام نامی تا روز قیامت رکھے — ۱۲۸۱ھ ہجری مین نسخۂ احیاء العلوم امام محمد غزالی رحمہ اللہ طبع فرمایا شکوہ منشی دتجمل مطبع وصولت نام کا زور شور دکھایا — ہرچند کتاب مستطاب کی دو ہزار سے زائد تعداد تھی مگر اسپر بھی محرومون ناکامون کی فریاد تھی — بیشتر احباب ترجمہ کی

پیسے کی جگہ روپیہ روپے کی جگہ اشرفی اوٹھاتے ہین۔ مطبع موصوف کی لیاقت جزو ایمان ہی۔ اور خوبی طبع پر ہرگونہ اطمینان۔ صاحب مطبع کو اہل اسلام سے اخلاص ہے اونکے علوم دینیہ کی اشاعت پر توجہ خاص۔ چنانچہ ۱۲۸۱ھ ہجری مین نسخۂ احیاء العلوم امام محمد غزالی علیہ الرحمہ طبع فرمایا۔ اور اپنی بلند منشی و عالی حوصلگی کا جلوہ دکھایا۔ اکثر مجالس علما و فضلا مین کتاب مذکور کا ذکر آتا اور باشندگان کا شوق طرف ترجمہ کے پاتا۔ مین دل ہی دل مین پیچتاب کھاتا اور منہ سے کچھ نکہتا۔ مگر فضل الٰہی و کرم رسالت پناہی کا منتظر رہتا۔ تقدیر سے یاری چاہتا۔ اور تدبیر سے مددگاری۔ اس نزدیکی مین شوق سیاحت نے لکھنؤ پہونچایا اور منشی صاحب مسبوق الاوصاف کے مطبع مین ترجمہ دیکھ پایا بے منت امید بر آئی قدرت خالق منظر آئی۔ جب پرگار وار رفتار کو تمام کیا۔ اور مقرر جان و دل کو مائل آرام۔ فکر نے جلوہ فروشی کی سعی نے گرم خروشی۔ کہ مہر سپہر فطانت ماہ اوج رزانت مصباح انجمن دولت و اقبال گوہر بحر بخشش و نوال سرو جویبار جلالت و فیروزی شمشاد گلزار لیاقت و بھروزی بخت بلند اہل اسلام خیر خواہ کافۂ انام۔ پیرایۂ جوان بخت میمون طالع خوبصورت جناب میر غلام بابا خان صاحب بہادر رئیس اعظم بندر سورت کروقف برادران دینی مطمح خاطر جمہور ہی۔ حاجت روائے چار دانگ عالم مین مشہور ہے۔ مدرسون اسکولون کی ترقی و بہبودی کے طالب فیض رسانی عامۂ خلائق اپنے نقصان پر غالب۔ ایک روز نسخۂ مذکور کا ذکر زبان پر لائے۔ اور امام ہمام کی محامد و مناقب فرمائے۔ یہ ہیچمیرز ذکر ترجمہ و طبع مرجمہ کی استدعا درمیان مین لایا معاً ولی نعمت نے پنجۂ عرض حنائے اجابت سے رنگین فرمایا۔ خالق کے قربان کہ بندۂ ناچیز کی دعا قبول فرمائی بات کہتے اجابت آبرو بڑہائی۔ المختصر موجب ارشاد حضرت محتشم الیہم کتاب مستطاب قالب طبع مین آئی اور اشاعت نے بمین نام نامی و اسم سامی عزت پائی۔ خدا کا شکر اور احسان کہ یہ کتاب فیض عنوان کہ محض فضل رب العالمین ہی۔ اسم بامسمے مذاق العارفین ہی۔ کمال حسن و خوبی کے ساتھ طبع ہوئی خاص و عام کے مقبول خاطر و پسند طبع ہوئی۔ اب فکر تاریخ ترجمہ سے کہ بندہ پر فرض ہی ساز کرتا ہون۔ اول۔ کوشش عقیدت سیاح۔ دوم۔ ز فیض حسن۔ زیب طراز کرتا ہون

۱۲۹۰ھ ۱۲۹۱ھ

قطعۂ تاریخ

برآئی آرزو سیاح تیری	ارے کہہ حمد رب العالمین لکھہ	اگر ہو طبع کی تاریخ منظور	یہ ہی ہے مذاق عارفین لکھہ

۱۲۹۲ھ

لطف انگیز ولذت افزا ہے مگر جب حد سے گذرتا ہے۔ الانظار اشد الموت کا مقولہ زبان پر آتا ہے
جو کہ مطبع آج کا کام کل نہیں کرتا ہے بلکہ کل کے کام کے انجام پر آج دل دہرتا ہے۔ زنگ و زنگ
ناپسند خاطر ہوا کہ اولوالعزمی میں قصور ظاہر ہوا۔ اس ضمن میں معدن اتحاد مخزن وداد
مجمع الفت منبع محبت منشی میاں داد خان صاحب سیاح تخلص نے کہ مصاحب خاص الخاص
و رفیق بااختصاص نواب میر غلام بابا خان صاحب بہادر زید شوکتہم رئیس اعظم
بندر سورت کے ہیں بتقریب سیر شہر لکھنؤ میں گذر کیا اور مطبع کو نور قدوم سے روشن اور
منور کیا۔ ترجمہ ملاحظہ فرمایا حسن ذاتی و صفاتی پسند آیا۔ جب منشی پرگار دورہ ختم کیا اور
سر منزل پر قدم جمایا۔ حمیت اسلامی جلوہ جوش ہوئی چشم بلند نامی گرم خروش۔ انجمن
فیض مسکن میں مدح ترجمہ میں رطب اللسان ہوئے اور نادر ہونے اس ترجمہ کے باسم سامی
سلسلہ جنبان ہوئی۔ چنانچہ نوشتہ باین الفاظ کہ ترجمۂ احیاء العلوم نام نامی نواب صاحب مجتشم الیہم
کے اشاعت پائے۔ کہ زمانۂ آیندہ میں یادگاری کے پردہ میں علو ہمتی کا جلوہ دکھائے۔
مطبع تعمیل ارشاد میں سرگرم اہتمام ہوا۔ کام میں نام ہوا نام میں کام ہوا۔ وراے خریداری
کہ جسکی تعداد ختم طبع پر منحصر ہے مطبع کو معاوضۂ حق ترجمہ سے بڑھ کر دیا۔ اور قدر دانی کی رعایت
اور فیض رسانی کی اعانت سے دل شاد کیا۔ اللہ تعالے ایسے رئیس کو کہ اپنے مذہب و ملت کا
بہبود خواہ ہے۔ اور برادران دینی کا طالب رفاہ۔ تمتع دین و دنیا سے اوس حد پر کہ قیاس میں
نہ آئے کامیاب فرمائے۔ اور جناب سیاح صاحب کا کہ باعث اشاعت اس مبسوط کتاب دینی
کے ہوئے مرتبہ بڑھائے۔ اور سب کے طفیل و تصدق میں راقم کو اولوالعزمی کے خیالات میں
یعنے اس قسم کے کتب کی طبع کے شوق میں برکت خاتمۂ بالخیر کی دے۔ آمین

از طبع عالی شاعر بے نظیر و سخنور خوش تقریر سحبان زمان منشی محمد میاں داد خان صاحب تخلص سیاح نائب و مصاحب حضور نواب صاحب بہادر سورت

بعد حمد خداے عزوجل و نعت احمد مرسل و منقبت آل اطہار و محمدت اصحاب کبار۔ خوشہ چین
کسب کمال ناتوان زلہ ربائے خوان فضل بزرگان جہان گرد و زمین پیما عاجی میاں داد خان
سیاح گلبانگ انشراح و نوید افتتاح احباب و اخلا کو سناتا ہے ندیدوں کو مشتاق بناتا ہے
کہ ہمارے دوست دلی و شفیق بے ریا قلبی عنایات مظہر کرم گستر مشہور و معروف بلاد و امصار
منشی نول کشور صاحب مالک مطبع اودھ اخبار ہمیشہ کتب عمدہ دور دور سے منگوا دیتے ہیں

یعنی روز بروز قیمت کتب گھٹانا شروع کیا۔ وہ کتب کہ جنکو کبریت احمر و لعل سفید و الماس سیاہ کہنا بجا ہی۔ اونکی قیمت کو محض بخیال فیضیابی خلق اللہ خزف کے بہاسے بھی گرایا ہے۔ تشریح نام کتب مطبوعہ فضول ہی۔ عبارت مختصر کو مطول کرنا لاحصول۔ باایں ہمہ کسادی بازار علم و کم توجہی رؤسا و ہی طبع کا ذوق شوق ہی۔ اور تلاش کتب نایاب مذہب اسلامی مین پہلے آج کو فوق ہے۔ یہ سب کرشمہ ہے فضل ازلی و یکتا کا اور تجلا ہے لطف یزدان بے ہمتا کا۔ المختصر کتاب احیاء العلوم چار سو سے عالم مین مشہور ہے۔ اور اوسکی بزرگی حد سے خیالات کے کتب مین مسطور۔ فن تہذیب تصوف مین ایسی کتاب مضبوط۔ ایسا نسخہ نادر الوجود مبسوط۔ نہ آنکھون نے دیکھا نہ کانون نے سنا۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کے سوا مذہب اسلام مین دوسرا مصنف عظمت کے شہرت والا مخلوق نہوا۔ نہ ایسا کوئی نسخہ کامل النصاب کہ جسکا نقطہ نقطہ مردمک چشم دیدہ وران ہو نظر سے گذرا۔ پندرہ برس اوسطرف کسی کتب خانۂ ہند مین اس کتاب کا سالم وجود نہ پایا جاتا تھا البتہ تعجبانہ مثل رخ وجود خارجی سننے مین آتا تھا۔ مصر مین کامل کتاب طبع مین آئی مطبوعۂ نے ہند مین سو روپیہ قیمت پائی۔ میرٹھ مین یہ نامی گرامی نسخہ طبع ہوا۔ گو قلم باریک تھا بحکم نایابی مقبول طبع ہوا۔ بہرحال صاحب مطبع کی سعی جلوہ گر ہوئی کہ نقل منقول عنہ مطبوعۂ مصر کے برابر ہوئی۔ اسکے بعد مطبع اودہ اخبار نے اپنے دلی ارادہ کو چمکایا اور بجز ذخار اشاعت کا جوش و خروش دکھایا۔ بسر کردگی فیض حضرت مولانا محمد مظہر صاحب مدرس مدرسۂ عربی آگرہ کہ ذات بابرکات مستغنی الاوصاف ہی۔ و فضل و کمال آزاد از قید اضافت کتاب مذکور بات کہتے مثل جان قالب طبع مین آئی اور اس مرتبہ اس تصحیح نے نئی صورت دکھائی۔ چند نسخہ قلمی جو بغرض مزید صحت جمع کیے تھے اونکے مقابلہ مین معون عنہ مطبوعۂ مصر مین علاوہ مکرر صفحات اور فروگذاشت صفحات کی بہت غلطی نکلی مطبع نے بدولت اس طبع کے بڑی عظمت کے مرتبہ کی توقیر و وقعت حاصل کی۔ جب یہ کتاب خیر طبع مین آئی اور خیالات دلپسند و معانی ارجمند نے شہرت پائی۔ علما و فضلاء ہند نے دست خریداری دراز کیا۔ ناآشنایان زبان عربی نے سوز و گداز نش ساز کیا۔ نظر بران دل نے چاہا کہ اس محبوبۂ عرب کو ہندی زیور سے آراستہ کیجیے و حسن لطافت کے ساتھ بزم اردو مین جگہ دیجیے۔ چنانچہ جامع کمالات صوری و معنوی محمد احسن صاحب مدرس عربی بریلی کالج کے اہتمام مین ترجمہ تفویض ہوا تاکہ اہتمام اس امر عظیم کا بخوبی ہو۔ اور انصرام اس کار فخیم کا بخوش اسلوبی ہر چند انتظار محبوب طبعا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نثر ریختۂ خامۂ خاکسار ہیچمیرز نول کشور مالک مطبع اودھ اخبار

حمد واسطے خدا تعالےٰ کے زیبا ہے کہ جسنے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کیا ہے۔ آسمان کو رونق دی ماہ اور ستارون سے۔ زمین کو زینت بخشی اوتاد اور اوتارون سے۔ انسان کو خلعت اشرف المخلوقات سے سربلند فرمایا۔ اپنے جلال عظمت و کمال قدرت کا جلوہ دکھایا۔ عدم سے ہستی مین لایا عبادت کا طریق بتایا۔ ایک ایک سرکردہ بھیجا ہر گروہ مین ایک ایک صحیفہ نازل کیا ہر انبوہ مین۔ تا مخلوق آگاہ ہو عبادت کی بھلائی سے۔ اور متنبہ ہو ضلالت کی برائی سے۔ واقف ہونیکی کے ثواب سے۔ محترز ہو بدی کے عذاب سے۔ دلشاد ہو بہشت کی درجات سے۔ خوف کرے دوزخ کے درکات سے۔ جاںستانہ و عم رسانہ۔ اما بعد ضعیف الخلقت ترقیخواہ علم ہر ملت۔ دشمن نقصان دوست نفع کافۂ انام مالک مطبع اودھ اخبار نول کشور نام۔ خدمت باعظمت ناظرین مین عرض رسا ہے۔ اور جناب مستطاب سامعین مین گذارش گر ہے۔ بفضل و کرم خداوند بیہمال۔ روز افزاے کارخانہ سے تاحال کتب لاجواب بلکہ نایاب قالب طبع مین آتی ہین عالم کو فیض پہونچاتی ہین۔ ہر وقت مطبع اپنی ہمت منیع و جرات رفیع کو جلوہ دیتا ہے اور اشاعت علوم مین کسیکا احسان سر پہ نہین لیتا ہے۔ اگر کبھی کوئی خاص کام آتا ہے تو بہت پاکیزگی و عمدگی سے انجام پاتا ہے۔ اپنے نقصان پر نفع خلق تا لاکھا

Mazkul Arfeen Jeld I
INDIAN INSTITUTE

مذاق العارفین

ترجمہ جلد اول

احیاء علوم الدین

یہ نسخہ دافع زلل صوری رافع علل معنوی من تصنیف مشہور علامۂ زمان فخر کبرای اہل اسلام محی مراسم دین متین حضرت خیر الانام برگزیدۂ اولیای کرام مقتدای ادانی واعالی امام **محمد غزالی** علیہ رحمۃ اللہ العلی زبان عربی مین مستند اکابر واصاغر طبقۂ اسلام کی کوشش بلیغ وسعی فراوان سے پہلے مقام مصر مین طبع ہوا تھا اور بوجہ گران ارز ہونے کے دو مرتبہ اوسی عربی مطبوعہ کی نقل اس مطبع مین طبع ہوئی جب اہل اسلام ہند نے اوس نسخۂ جلیلہ مخزن دینی کا حال سنا تو بدرجۂ غایت اوسکی ترجمہ کے شائق ہوئے چنانچہ اکمل الفضلا افضل العلما المعی زمان لوذعی دوران مقبول زمن حاجی مولوی **محمد احسن** صاحب صدیقی نانوتوی مدرس اول عربی بریلی کالج نے بہ صحت احادیث علی الخصوص تخریجات عراقی سے ہر حدیث کے مخرج کا حوالہ باسناد صحیحہ حاشیہ پر لکھدیا ہے الحق کہ مترجم ممدوح نے اسکے ترجمہ مین جو عرق ریزی وکوشش وتلاش شایان تھی بمزید کاہش فرمائی اسکی قدر دانی کا حضرات اسلام پر انصاف ہی

بنام نامی

جناب نواب فلک رکاب قدر دان علما وفضلا بہبود خواہ دین اسلام مستطاب معلی القاب نواب

میر غلام بابا خان صاحب بہادر رئیس سورت دام اقبالہ

واظہار سپاس گذاری جناب منشی **میان داد خان** صاحب سیاح رفیق نواب مسبوق الالقاب

ماہ جولائی ۱۸۷۵ء

مطبع نامی منشی نولکشور مین بمقام لکھنؤ طبع ہوا

Mazāq al-ʿārifīn.

Vol. I.